



وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت



# موسوعہ فقہیہ

جلد - ۲

أجل - إنك

# موسوعة فقهية

شائع كروه

وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت

© جملہ حقوق بحق وزارت اوقاف و اسلامی امور کویت محفوظ ہیں

پوسٹ بکس نمبر ۱۳، وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت

اردو ترجمہ

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)

161-F، جوگابائی، پوسٹ بکس 9746، جامعہ مگرئی دہلی - 110025

فون: 26982583، 26981779-11-91

Website: <http://www.ifa-india.org>

Email: [ifa@vsnl.net](mailto:ifa@vsnl.net)

اشاعت اول : ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء

ناشر

جینوین پبلیکیشنز اینڈ میڈیا (پرائیویٹ لمیٹڈ)

**Genuine Publications & Media Pvt. Ltd.**

B-35, Basement, Opp. Mogra House

Nizamuddin West, New Delhi - 110 013

Tel: 24352732, 23259526,

وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت

# موسوعه فقهیه

اردو ترجمہ

جلد - ۲

أجل — إذن

مجمع الفقه الإسلامی الهند



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً  
فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي  
الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾

(سورہ توبہ، ۱۲۲)

”اور مومنوں کو نہ چاہئے کہ (آئندہ) سب کے سب نکل کھڑے ہوں، یہ کیوں نہ ہو کہ  
ہر گروہ میں سے ایک حصہ نکل کھڑا ہوا کرے، تاکہ (یہ باقی لوگ) دین کی سمجھ بوجھ  
حاصل کرتے رہیں اور تاکہ یہ اپنی قوم والوں کو جب وہ ان کے پاس واپس  
آجائیں ڈراتے رہیں، عجب کیا کہ وہ محتاط رہیں!“

”من یرد اللہ بہ خیراً“

”یفقہہ فی الدین“

(بخاری، مسلم)

”اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے“

اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔“

## فہرست موسوعہ فقہیہ

جلد - ۲

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۰۵-۴۹	اُجل	۱۰۰-۱
۴۹	تعریف	۱
۴۹	قرآن کریم میں اُجل کے استعمالات	۲
۴۹	اُجل فقہاء کی اصطلاح میں	۳
۵۰	اُجل کی خصوصیات	۴
۵۰	متعلقہ الفاظ: تعلیق، اضافت، توقیت، مدت	۵
۵۱	مدت، اضافت	۹
۵۱	مدت، توقیت	۱۰
۵۲	مدت، تنجیم	۱۱
۵۳	مدت، استقبال	۱۲
۷۰-۵۴	اُجل کی قسمیں اپنے مصادر کے اعتبار سے	۳۳-۱۳
	فصل اول	
۶۸-۵۴	اُجل شرعی	۶۸-۳
۵۴	مدت، حمل	۳
۵۵	بیمبندی کی مدت	۱۳
۵۵	لقحہ کے اعلان و اشتہار کی مدت	۱۵
۵۶	وجوب زکوٰۃ کی مدت	۱۶
۵۶	عنین (نامرد) کو مہلت دینے کی مدت	۱۷
۵۷	ایلاء میں مہلت دینے کی مدت	۱۸
۵۸	رضاعت کی مدت	۱۹

صفحہ	عنوان	فقہ
۵۹	عدت کی مدت	۲۰
۵۹	خیار شرط کی مدت	۲۱
۶۰	حیض کی مدت	۲۲
۶۱	طہر کی مدت	۲۳
۶۲	سن یا س	۲۴
۶۳	مدت نفاس	۲۵
۶۳	بلوغ کی عمر	۲۶
۶۶	موزہ پیماس کی مدت	۲۷
۶۷	سفر کی مدت	۲۸
	فصل دوم	
۶۸	اجل قضائی	۲۹-۳۱
۶۸	مقدمہ پیش کرنے کے لئے حاضری	۳۰
۶۸	کواہوں کو حاضر کرنا	۳۱
	فصل سوم	
۷۰-۶۸	اجل اتفاقی	۳۲-۳۳
۶۹	ملکیت کو منتقل کرنے والے تصرفات میں سامان کی حوالگی کو مؤخر کرنے کی شرط	۳۳
۷۷-۷۰	دین کو مؤخر کرنا	۳۴-۳۸
۷۰	دین کو مؤخر کرنے کی مشروعیت	۳۴
۷۱	عین کے برخلاف صرف دین میں تاخیر کی حکمت	۳۵
۷۱	تاخیر کے جواز اور عدم جواز کے اعتبار سے دین کے احکام	۳۶
۷۱	الف۔ بیع سالم میں راس المال	۳۷
۷۲	ب۔ بدل صرف	۳۸
۷۳	ج۔ اقالہ کے بعد کاشن	۳۹
۷۳	د۔ بدل قرض	۴۰

صفحہ	عنوان	فقہہ
۷۴	د۔ جو جائیداد حق شفعہ کے تحت لی جا رہی ہو اس کی قیمت	۴۱
۷۷-۷۴	ایسے دیون جن کی ادائیگی بحکم شرع مؤخر ہو	۴۲-۴۸
۷۴	الف۔ دیت (خون بیا)	۴۲
۷۴	قتل عمد کی دیت	۴۳
۷۴	قتل شبہ عمد کی دیت	۴۴
۷۵	قتل خطا کی دیت	۴۵
۷۵	ب۔ مسلم فیہ	۴۶
۷۶	ج۔ مال کتابت	۴۷
۷۷	د۔ قرض کی واپسی کے لئے وقت کی تعیین	۴۸
۸۶-۷۷	ا۔ اجل توقیت	۴۹-۶۹
	پہلی بحث	
۷۸-۷۷	وہ غنود جو مبین مدت کے بغیر صحیح نہیں ہوتے	۵۰-۵۳
۷۷	الف: عقد اجارہ	۵۰
۷۷	پہلے دار و رشت یا بائ کو بتائی پر دینے کا معاملہ	۵۱
۷۷	مزارعت کو موقت کرنا	۵۲
۷۸	ب: عقد کتابت	۵۳
	دوسری بحث	
۸۶-۷۸	وہ غنود جو مطلق اور مقید دونوں طرح صحیح ہوتے ہیں	۵۴-۶۹
۷۸	عقد عاریت کو اجل کے ساتھ موقت کرنا	۵۴
۷۹	وکالت کو اجل کے ساتھ موقت کرنا	۵۵
۷۹	مضاربہ (قرض) کو موقت کرنا	۵۶
۸۰	کفالت کو کسی مدت کے ساتھ موقت کرنا	۵۷
۸۰	وقف کو مدت کے ساتھ موقت کرنا	۵۸
۸۰	بیع کو موقت کرنا	۵۹
۸۱	مالک کے یہاں بیع الاجال	۶۰

صفحہ	عنوان	فقرہ
۸۱	بیوع الاہمال کی صورتیں	۶۱
۸۳	بیہ کو موقت کرنا	۶۳
۸۵-۸۳	نکاح کو موقت کرنا	۶۸-۶۴
۸۳	الف۔ نکاح حہ	۶۴
۸۳	ب۔ نکاح موقت یا نکاح قاجل	۶۵
۸۴	ج۔ نکاح جسے مرد یا عورت کی مدت حیات کے ساتھ موقت کیا گیا ہو، یا ایسی طویل مدت کے ساتھ موقت کیا گیا ہو جس وقت تک عاداتاً وہ دونوں زندہ نہیں رہیں	۶۶
۸۴	د۔ شوہر کا نکاح کو کسی خاص وقت تک محدود رکھنے کی دل میں نیت رکھنا	۶۷
۸۵	ح۔ نکاح کا ایسے وقت پر مشتمل ہونا جس میں طلاق واقع ہو	۶۸
۸۵	رہن کو کسی مدت کے ساتھ موقت کرنا	۶۹
۸۵-۹۰	ضبط و تحدید کے اعتبار سے اجل کی تقسیم پہلی بحث	۸۲-۷۰
۸۶-۹۰	اجل معلوم	۸۰-۷۱
۸۶	منصوص زمانوں تک تا جیل	۷۳
۸۷	غیر عربی مبینوں کے ساتھ تا جیل	۷۴
۸۷	مطلق مبینوں کے ساتھ تا جیل	۷۵
۸۸	مدت اجل کے حساب کا آغاز	۷۶
۸۸	مسلمانوں کی عیدوں کے ساتھ تا جیل	۷۷
۸۸	ایسی مدت متعین کرنا جس میں دو چیزوں میں سے کسی ایک کا احتمال ہو	۷۸
۸۹	عادۃً معروف موسموں تک مدت مقرر کرنا	۷۹
	دوسری بحث	
۹۱-۹۲	اجل مجہول	۸۲-۸۱
۹۱	اں فعل کو اجل مقرر کرنا جس کا وقوع منقطع نہیں	۸۱
۹۱	جس اجل میں جہالت مطلقہ ہو اس تک تا جیل کا اثر عقد پر	۸۲
۹۲-۹۶	اجل کے عوض میں مالی معاوضہ لینا	۸۶-۸۳

صفحہ	عنوان	فقہ
۹۸-۹۶	مدت کے بارے میں جائیں کا اختلاف	۸۷-۹۰
۹۶	نتیجہ میں اصل مدت میں اختلاف	۸۸
۹۷	مقدار مدت میں عائدین کا اختلاف	۸۹
۹۸	مدت کے ختم ہونے میں اختلاف	۹۰
۱۰۵-۹۸	مدت کو ساتھ کرنے والی چیزیں	۹۱-۱۰۰
۱۰۰-۹۸	اول۔ اہل کا ساتھ کیا جاتا	۹۲-۹۴
۹۸	الف: مدیون کی طرف سے اہل کو ساتھ کرنا	۹۲
۹۹	ب: دائن کی طرف سے اہل کو ساتھ کرنا	۹۳
۱۰۰	ج: دائن اور مدیون کی رضا مندی سے اسقاط اہل	۹۴
۱۰۵-۱۰۰	دوم۔ سقوط اہل (اہل کا ساتھ ہو جانا)	۹۵-۱۰۰
۱۰۰	الف: موت کی وجہ سے اہل کا ساتھ ہونا	۹۵
۱۰۳	ب: دیوالیہ قرار دیئے جانے (تخلیس) کی وجہ سے اہل کا ساتھ ہونا	۹۶
۱۰۴	ج: جنون کی وجہ سے اہل کا ساتھ ہونا	۹۷
۱۰۴	د: اسیر یا مفقود ہونے کی وجہ سے اہل کا ساتھ ہونا	۹۸
۱۰۵	ه: مدت پوری ہو جانے سے اہل کا ساتھ ہونا	۹۹
۱۰۵	دفعہ ضرر کے لئے اس عقد کے مطابق عمل جاری رہنا جس کی اہل گزر چکی ہے	۱۰۰
۱۰۸-۱۰۶	اجماع	۱-۱۰
۱۰۶	تعریف	۱
۱۰۶	کن لوگوں کے اتفاق کرنے سے اجماع منعقد ہوتا ہے	۲
۱۰۷	اجماع کا امکان	۳
۱۰۷	اجماع کی حیثیت	۴
۱۰۷	اجماع کن چیزوں کے بارے میں حجت ہے	۵
۱۰۷	اجماع کا مستند	۶
۱۰۷	اجماع کا انکار	۷
۱۰۸	اجماع سکوتی	۸

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۰۸	اجماع اور غیر اجماع میں تعارض	۹
۱۰۸	دلائل شرعیہ کے درمیان اجماع کا مقام	۱۰
۱۱۱-۱۰۹	اجمال	۵-۱
۱۰۹	تعریف	
۱۱۰	معاقدہ التماثل: مشکل متشابہ ظنی	۲
۱۱۰	مجلس کا حکم	۵
۱۱۵-۱۱۱	اجنبی	۱۵-۱
۱۱۱	تعریف	
۱۱۲	اجنبی کا تعلق: ملائین جانا اور تعلق والے کا اجنبی بن جانا	۳
۱۱۳	تعلق: لے لے راجنبی، بیوں کی مویوں کی میں کیا حکم ہوگا؟	۵
۱۱۵-۱۱۳	جرامی حکم	۵-۶
۱۱۳	مل: دو اجنبی جو ترب (رشتہ دار) کی صدد ہے	۶
۱۱۳	مہم: تصرفات اور عقوبت میں اجنبی کا حکم	۷
۱۱۳	اجنبی اور عبادت	۸
۱۱۳	اجنبی کا حرم حقوق کی، لیلیٰ سرا	۹
۱۱۳	سہم: اجنبی بمعنی غیر بیانی	۱۰
۱۱۳	چہارم: عورت کے تعلق سے اجنبی	
۱۱۵	الف: بیچنا	۲
۱۱۵	ب: چھو	۳
۱۱۵	ج: تنہائی میں ہونا (خلوت)	۴
۱۱۵	د: عورت کی آواز	۵
۱۱۶	ک: تنبیہ	
	دیکھئے: اجنبی	
۱۱۷-۱۱۷	اجہاز	۳-۱
۱۱۷	تعریف	

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۱۶	عمومی حکم	۲
۱۲۶-۱۱۷	اجہاش	۱۸-۱
۱۱۷	تعریف	
۱۱۷	۱۔ تقاطع جمل کا اثر ہی حکم	۳
۱۱۸	الف: ث روح کے بعد ۱۔ تقاطع جمل کا حکم	۴
۱۱۸	ب: ث روح سے قبل ۱۔ تقاطع جمل کا حکم	۵
۱۲۰	۱۔ تقاطع جمل کے اسباب ۱۰۰ سال	۹
۱۲۱	۱۔ تقاطع جمل کی مر	۱۰
۱۲۲	قابل مر ۱۔ تقاطع جمل	۱۳
۱۲۳	۱۔ تقاطع جمل میں بی بیچوں کا دلنا	۱۴
۱۲۳	غرضی پلا م ہے؟	۱۵
۱۲۵	۱۔ تقاطع جمل کے ضمنی اثرات	۱۶
۱۲۵	طہارت ہمدت اور طلاق میں ۱۔ تقاطع جمل کا اثر	۱۷
۱۲۶	چوپائے کا بچہ گرنا	۱۸
۱۲۷-۱۲۸	انجیر	۱۳-۱
۱۲۷	تعریف	
۱۲۷	جہالی حکم	۲
۱۲۸	بحث کے مقامات	۳
۱۲۸	۱۔ حالہ	
	۱۔ کیسے: حوالہ	
۱۲۸	۱۔ کپاس	
	۱۔ کیسے: وقف	
۱۲۸	۱۔ ہال	
	۱۔ کیسے: جمل	



صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۲۹-۱۲۹	احتیاء	۴-۱
۱۲۹	تعریف	۱
۱۲۹	اعتناء اور اتعناء میں فرق	۲
۱۲۹	عمومی حکم اور بحث کے مقامات	۳
۱۳۰-۱۳۰	احتیاس	۸-۱
۱۳۰	تعریف	۱
۱۳۰	متعلقہ الفاظ: جس، جہر، حصر، اعتقال	۲
۱۳۰	اجرائی حکم اور بحث کے مقامات	۶
۱۳۱	احتیاس کے بعض اثرات	۸
۱۳۲-۱۳۲	احتیاج	۴-۱
۱۳۲	تعریف	
۱۳۲	اجرائی حکم	۲
۱۳۲-۱۳۲	احتراف	۱۴-۱
۱۳۲	تعریف	
۱۳۲	متعلقہ الفاظ: ضاعت، عمل، التساب یا سب	۲
۱۳۲	احرف کا اجرائی اثر فی حکم	۵
۱۳۲	پیشوں کی اقسام	۶
۱۳۵	باہر سے پیشوں میں باہمی تفاوت	۷
۱۳۵	تھیں پیشے	۸
۱۳۶	ایک پیشہ چھوڑ کر دوسرا پیشہ اختیار کرنا	۹
۱۳۶	تخصیصاً احرف کا اثر فی حکم	۱۰
۱۳۷	تھیں پیشوں کا حکم	۲
۱۳۸	ممنوعہ پیشے	۳
۱۳۸	احرف کے اثرات	۴

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۳۹-۱۴۰	احساب	۱-۳
۱۳۹	تعریف	
۱۳۹	احساب معتد بہ یا معتد ہونے کے معنی میں	۲
۱۴۰	احساب اللہ تعالیٰ سے شائب طلب کرنے کے معنی میں	۳
۱۴۱-۱۴۲	احتشاش	۱-۵
۱۴۱	تعریف	
۱۴۱	جمالی حکم	۲
۱۴۱	گھاس کاٹنے میں پوری	۳
۱۴۱	گھاس کاٹنے سے رہنا	۴
۱۴۲	گھاس کاٹنے میں شکت	۵
۱۴۲-۱۵۱	اختصار	۱-۱۵
۱۴۲	تعریف	
۱۴۲	اختصار کی مایات	۲
۱۴۲	قریب امرگ شخص کے پاس اس کے لوگوں کا رہنا	۳
۱۴۳	وہ لوگ جن پر قریب امرگ ہونے کا حکم جاری ہوتا ہے	۴
۱۴۳	قریب امرگ شخص کو یا سرا چانے	۵
۱۴۵	اللہ تعالیٰ سے تو پُرسا	۶
۱۴۶	قریب امرگ شخص اور جو لوگ اس کے حکم میں ہیں ان کے تصرفات	۷
۱۴۶-۱۵۱	اختصار کے وقت حاضرین کے لئے مسنون اعمال	۸-۱۳
۱۴۶	۱۔ "بل: تلتین"	۸
۱۴۷	۲۰: ۱۴ مت قرآن	۹
۱۴۷	۳۰: قریب امرگ شخص کو قبلہ رخ کرنا	۱۰
۱۴۹	۴۰: قریب امرگ شخص کے مطلق کو پانی سے تر کرنا	
۱۴۹	۵۰: اللہ تعالیٰ کا تر کرنا	۲
۱۴۹	۶۰: قریب امرگ شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ سے حسن ظن پیدا کرنا	۳

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۴۹	تریب اور گشتیں کی وفات کے وقت حاضرین کے لئے مسنون اعمال	۴
۱۵۰	میت کا چہرہ دھونا اور اس پر زیور لگانا	۱۵
۱۵۲-۱۵۲	انتخاب	۳-۱
۱۵۴	تعریف	
۱۵۴	انتخاب کا شرعی حکم	۲
۱۵۴	اجمالی حکم	۳
۱۵۳-۱۵۳	امتحان	۱-۱۷
۱۵۳	تعریف	
۱۵۳	متحدہ امتحان: امتحان باطن و جسم: انتخاب	۲
۱۵۳	امتحان کا شرعی حکم	۳
۱۵۶-۱۵۴	اول۔ امتحان بول (پیشاب کو روکنا)	۴-۹
۱۵۴	پیشاب روکنے کے ۱۰ لے کا مسو	۴
۱۵۵	پیشاب روکنے کے ۱۰ لے کی مار	۵
۱۵۵	پیشاب روکنے کے ۱۰ لے کی نماز کا اعادہ	۶
۱۵۵	وقت فوت ہونے کے خوف سے پیشاب روک کر نماز پڑھنا	۷
۱۵۶	جماعت یا جمعہ فوت ہونے کے خوف سے پیشاب روک کر نماز ادا کرنا	۸
۱۵۶	پیشاب روکنے کے ۱۰ لے کا نفی کا فیصلہ	۹
۱۶۱-۱۵۶	م۔ ۱۰۰ کے لئے حقہ کرنا	۷-۱۰
۱۶۱-۱۵۷	رو رو کر حقہ لینا	۳-
۱۵۷	تھیلی شرمگاہ میں حقہ لینا	۲
۱۵۸	اکلی شرمگاہ میں حقہ لینا	۳
۱۵۹	جانفہ میں حقہ لینا	۴
۱۵۹	حرام چیز کو حقہ میں استعمال کرنا	۵
۱۶۰	بچے کو ۱۰۰ کا حقہ دینا اور نکاح کی حرمت میں اس کا اثر	۶

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۶۱	حق تعالیٰ نے ہمارے کاموں کو سب سے اہم مقام کو دینا	۷
۱۶۸-۱۶۱	احکام	۱۲-۱
۱۶۱	تعریف	
۱۶۱	مختصر القاطنہ بخار	۲
۱۶۲	احکام روضہ کی حکم	۳
۱۶۳	احکام کے حرام ہونے کی حکمت	۶
۱۶۳	احکام کن اشیاء میں ہوتا ہے	۷
۱۶۵	احکام روضہ	۸
۱۶۵	احکام کی روشنی میں	۹
۱۶۷	کام کا احکام	۱۰
۱۶۷	صنف کا احکام	
۱۶۷	احکام کے ہونے کی وجہ سے	۱۲
۱۶۸-۱۷۳	احکام	۱۳-۱
۱۶۸	تعریف	
۱۶۸	مختصر القاطنہ امراء، دیہات، بلوچ	۲
۱۶۹	احکام میں کوہ ہوتا ہے	۳
۱۶۹	عورت کا احکام کیسے متفق ہوتا ہے	۴
۱۶۹	احکام اور غسل	۵
۱۶۹	انزال کے بغیر احکام	۶
۱۷۱	روزہ اور حج پر احکام کا اثر	۱۰
۱۷۲	احکام پر احکام کا اثر	
۱۷۲	احکام کے روضہ بلوچ	۱۳
۱۷۳-۱۷۴	احکام	۲
۱۷۳	تعریف	
۱۷۳	برائی حکم	۲

صفحہ	عنوان	فقہ
۱۷۵-۱۷۴	احتیاط	۳-۱
۱۷۴	تعریف	
۱۷۴	اجمالی حکم	۲
۱۷۵	بحث کے مقامات	۸
۱۷۸-۱۷۶	احیال	۸-۱
۱۷۶	تعریف	
۱۷۶	اجمالی حکم	۲
۱۷۸	بحث کے مقامات	۸
۱۹۱-۱۷۹	احد او	۲۶-۱
۱۷۹	تعریف	
۱۷۹	محتاجہ النظارۃ اعتدال	۲
۱۷۹	احد او کا شرعی حکم	۳
۱۸۰	مفقود الخیر کی بیوی کا سوگ منا	۷
۱۸۱	سوگ منانے کی مدت کا آغاز	۸
۱۸۱	احد او کے مشروع ہونے کی حکمت	۹
۱۸۲	کون عورت سوگ منائے اور کون نہ منائے	۱۰
۱۸۳	احد او عورت کن چیزوں سے اجتناب کرے	۱۳
۱۸۵	سوگ منائے وہلی عورت کے لئے یا بیٹے یا بیٹی	۸
۱۸۶	سوگ منائے وہلی عورت کی رماش	۹
۱۸۷	سوگ منائے کی جگہ چھوڑنے کے اسباب	۲۰
۱۸۸	سوگ منائے وہلی عورت کے مکان کا مرایہ ہر اس کا منقہ	۲
۱۸۹	سوگ منانے وہلی عورت کا حج	۲۲
۱۹۰	سوگ منائے وہلی عورت کا اعتکاف	۲۴
۱۹۱	احد او کی پابندی نہ کرنے وہلی عورت کی ہزا	۲۵

صفحہ	عنوان	فقہہ
۱۹۲-۱۹۲	احراز	۵-۱
۱۹۲	تعریف	۱
۱۹۲	متعلقہ الفاظ: دیار، احتیاء	۲
۱۹۲	جمالی حکم	۳
۱۹۲	بحث کے مقامات	۵
۱۹۳-۲۱۱	احراق	۴۴-۱
۱۹۳	تعریف	
۱۹۳	متعلقہ الفاظ: آفات، تسخیر، غلی	۲
۱۹۳	احراق کا شرعی حکم	۳
۱۹۳	پاک کرنے کے اعتبار سے احراق کا اثر	۴
۱۹۳	دھوپ اور آگ سے زمین کی پاکی	۵
۱۹۳	معدیات پر پاک چیز سے پائس نہ	۶
۱۹۸-۱۹۵	پاک کی سر پاک چیز سے چھانٹ جائے	۸-۷
۱۹۵	پاک زمین سے چھانٹ جائے	۷
۱۹۵	جس زمین میں پاک چیز ملتی ہو اس سے چھانٹ جائے	۸
۱۹۶	جانی غی نجاست کا حصہ اس پر بھاپ	۹
۱۹۶	روح سے تنجیم	۱۰
۱۹۷	جملے کی وجہ سے کمال کے پتے جمع ہونے کا پانی (آبلہ)	
۱۹۷	جلی ہوئی میت کو غسل دینا	۲
۱۹۷	جو شخص جمل کر رہا ہو یا ہو اس کی نماز جنازہ	۳
۱۹۸	نبوت میں اُتارنا	۴
۱۹۸-۲۱۱	حدود، تسامح، تعزیر میں جہاں	۸ ۵
۱۹۸	نہایت جہاں	۵
۱۹۸	جہاں کے ریمو تسامح	۶
۱۹۹	مالک کا اپنے غلام کو آگ کی سزا دینے کا حکم	۷

صفحہ	عنوان	فقہ
۱۹۹	لوہٹ میں جہا نے کی ہزا	۸
۱۹۹	ہٹی کئے گئے چوپا یہ کوجہا	۹
۲۰۰	جہا نے کے ذریعہ کھیر	۲۰
۲۰۰	مساجد اور مقام میں آگ جہا	۲۱
۲۰۰	میت کے پاس دھونی سلکا	۲۲
۲۰۱	جنازہ کے پیچھے آگ لے کر چلنا	۲۳
۲۰۲	س کوہا نے پختان ہے اور س پر نہیں؟	۲۴
۲۰۲	نصب رد مال جوہا لے سے متغیر ہو یا ہے اس کی ملیت	۲۵
۲۰۳	س بیج کا جہا جابر ہے اور س کا جہا جابر نہیں	۲۶
۲۰۴	مچھلی اور ہڈی وغیرہ کا جہا	۲۷
۲۰۴	آگ کے ذریعہ غ کرمان کرنا	۲۸
۲۰۵	آگ سے داغنا (الوسم)	۲۹
۲۰۵	موت کے ایک سبب سے اس سے آسان سبب کی طرف منتقلی	۳۰
۲۰۶	بنک کے موقع پر آگ لگانا	۳۱
۲۰۶	بنک میں کفار کے دانتوں کو جہا	۳۲
۲۰۷	جن ہتھیاروں اور جانوروں وغیرہ کو مسلمان منتقل نہ کر سکتے ہوں ان کو جہا دینا	۳۳
	ملی قیمت میں خیانت کرے ۱۰ لے کی یا بیچ جہا جی جاے لی اور	۳۵
۲۰۸	بیچ نہیں جہا جی جاے کی	
۲۱۱	جو بیچ میں نہیں جہا جی جا میں کی ان کی ملیت	۳۴
۲۹۶-۲۱۱	احرام	۱۸۵-۱
۲۱۸-۲۱۱	فصل ہلال	۶-
۲۱۱	تعریف	
۲۱۲	حرم کے یہاں احرام کی تعریف	۲
۲۱۲	مذہب ثلاثہ میں احرام کی تعریف	۳
۲۱۲	احرام کا حکم	۴

صفحہ	عنوان	فقہ
۲۳	شرعیہ عیت اہرام کی عظمت	۵
۲۳	اہرام کی شرطیں	۶
۲۱۵	تلبیہ	۸
۲۱۵	تلبیہ کا حکم	۹
۲۱۶	تلبیہ کے الفاظ کی واجب مقدار	۱۰
۲۱۶	تلبیہ کے الفاظ زبان سے کہنا	۱
۲۱۷	تلبیہ کا وقت	۱۳
۲۱۷	تلبیہ کے قائم مقام عمل	۱۵
۲۱۸	تلبیہ نام کی کوتاہی، دوپٹا نہ لپٹنا اور سے لپٹنے کے کام مقام ہونے کی شرطیں	۶
۲۱۸-۲۲۱	دوسری فصل	۱۷-۲۹
	نیت کے ایہام و اطلاق کے اعتبار سے اہرام کے حالات	
۲۲۱-۲۲۸	اہرام کا ایہام	۷-۸
۲۲۸	تعریف	۷
۲۲۸	نسک کی تیسین	۱۸
۲۱۹	دوسرے کے اہرام کے مطابق اہرام باندھنا	۱۹
۲۲۰	اہرام میں شرط لگانا	۲۰
۲۲۱-۲۲۵	ایک اہرام پر دوسرا اہرام باندھنا	۲۲-۲۹
۲۲۱	اول: عمرہ کے اہرام پر حج کا اہرام باندھنا	۲۲
۲۲۵	دوم: حج کے اہرام پر عمرہ کا اہرام باندھنا	۲۸
۲۲۵	سوم: ایک ساتھ دو حج یا عمرہ کا اہرام باندھنا	۲۹
۲۲۷-۲۲۸	تیسری فصل	۳۰-۳۱
	اہرام کے حالات	۳۰-۳۱
۲۲۶	فرد	۳۰/۲
۲۲۶	قرآن	۳۰/۳
۲۲۶	تحتج	۳۰/۴



صفحہ	عنوان	فقہ
۲۲۷	احرام کے واجبات	۳۱
۲۳۹-۲۲۷	چوتھی فصل	۵۳-۳۲
۲۲۷	احرام کی میقات	
۲۳۱-۲۲۷	زمانی میقات	۳۸-۳۳
۲۲۷	۱۔ احرام حج کی زمانی میقات	۳۳
۲۲۹	حج کی زمانی میقات کے احکام	۳۴
۲۳۰	۲۔ احرام میں عمرہ کی زمانی میقات	۳۷
۲۳۹-۲۳۱	مکانی میقات	۵۳-۳۹
۲۳۱	۱۔ احرام حج کی مکانی میقات	۳۹
۲۳۲	آفتاب کی میقات	۴۰
۲۳۳	موافقت سے متعلق احکام	۴۲
۲۳۶	میرقائی (بستانی) کی میقات	۵
۲۳۷	حرمی و رخی کی میقات	۵۲
۲۳۹	۳۔ عمرہ کی مکانی میقات	۵۳
۲۵۱-۲۳۹	پانچویں فصل	۹۴-۵۴
	احرام کے منہیات	
۲۳۹	حالت احرام میں بلبس مباح چیزوں کے منہیات کئے جانے کی خدمت	۵۴
۲۳۹	لباس سے متعلق ممنوعات احرام	۶۸-۵۵
۲۳۰	الب: مردوں کے حق میں لباس سے متعلق ممنوعات احرام	۵۶
۲۴۵-۲۳۰	ان ممنوعات کے احکام کی تفصیل	۶۶-۵۷
۲۴۰	قباء، پانچا، وغیرہ دینا	۵۷
۲۴۱	ٹھیس، وغیرہ دکھانا	۵۹
۲۴۲	تختیا رنگا	۶
۲۴۲	سر چھپانا اور سایہ حاصل کرنا	۶۲

صفحہ	عنوان	فقہ
۲۴۵	چم و چھپا	۶۵
۲۴۵	دستا نے پینا	۶۶
۲۴۷-۲۴۵	ب: عورتوں کے حق میں لباس سے متعلق ممنوعات احرام	۶۸-۶۷
۲۴۸ ۲۴۷	محرم کے جسم سے متعلق ممنوعات	۷۸-۶۹
۲۵۱ ۲۴۸	ان ممنوعات کے احکام کی تفصیل	۷۸-۷۰
۲۴۸	سر کے بال مونڈنا	۷۰
۲۴۸	جسم کے کسی بھی حصہ سے مال، مٹیرا	۷۱
۲۴۹	باخن مٹنا	۷۲
۲۴۹	وحاب (جسم پر ریشم استعمال کرنا)	۷۳
۲۵۰	دوشیا کا استعمال	۷۴
۲۵۲-۲۵۱	محرم کے لئے دوشیا کے استعمال کے احکام کی تفصیل	۷۹-۷۵
۲۵۱	کپڑے میں دوشیا لگانا	۷۵
۲۵۱	جسم پر دوشیا لگانا	۷۶
۲۵۲	دوشیا سوگھٹنا	۷۸
۲۶۱-۲۵۲	شکار اور اس کے تعلقات	۹۲-۷۹
۲۵۲	صيد کی لغوی تعریف	۷۹
۲۵۲	صيد کی اصطلاحی تعریف	۸۰
۲۵۳	شکار کی حرمت کے دلائل	۸۱
۲۵۳	سمندر کے شکار کا جواز	۸۲
۲۵۴	محرم کے لئے حرمت شکار کے احکام	۸۳
۲۵۴	شکار کا مالک بننے کی حرمت	۸۵
۲۵۵	شکار سے کسی قسم کے استعا و دلی حرمت	۸۶
۲۵۵	جب غیر محرم نے کوئی شکار کیا تو کیا محرم اس میں سے کھا سکتا ہے	۸۷
۲۵۷	حرم کا شکار	۸۸
۲۵۸	شکار کے قتل کی حرمت سے مستثنی جانور	۸۹

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۶۰	رہ: بیٹے جانور اور بیڑے بکوزے	۹۲
۲۶۰	جہان: راہی کے نکات	۹۳
۲۶۱	فسوق: اور جہاں	۹۴
۲۶۳-۲۶۱	چھٹی فصل	۹۵-۱۰۷
۲۶۱	مکرمات: احرام	۹۸-۹۵
۲۶۲	احرام کی حالت میں مباح امور	۹۹-۱۰۷
۲۶۳-۲۶۹	ساتویں فصل	۱۰۸-۱۲۱
۲۶۳	احرام کی سنتیں	
۲۶۳	۱۔ غسل: راس	۱۰۸
۲۶۳	۲۔ دم: خوشبو لگانا	۱۰۹
۲۶۵	۳۔ بدن میں خوشبو لگانا	۱۰
۲۶۵	۴۔ احرام کے کپڑے میں خوشبو لگانا	
۲۶۶	۵۔ سوم: نماز احرام	۲
۲۶۶	۶۔ چہرہ: تہیہ	۱۳
۲۶۸	۷۔ احرام کا مستحب طریقہ	۷
۲۶۸	۸۔ احرام کا تقاضا	۱۸-۲۱
۲۷۲-۲۷۴	آٹھویں فصل	۱۲۲-۱۲۹
۲۷۹	احرام سے نکلتا	
۲۷۹	۱۔ تکمیل: نصف	۲۲
۲۷۹	۲۔ تکمیل: کبیر	۲۳
۲۷۹	۳۔ تکمیل: کبیر میں عمل سے حاصل ہوتا ہے	۲۴
۲۷۱	۴۔ عمرہ کے احرام سے نکلتا	۲۶
۲۷۱	۵۔ احرام کو ایسا بننے والی چیزیں	۲۷-۲۸

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۷۱	فتح احرام	۲۷
۲۷۱	بص احرام	۲۸
۲۷۲	احرام کو باطل کرنے والی چیز	۱۲۹
۲۷۶-۲۷۲	نویں فصل	۱۳۰-۱۳۲
۲۷۲	احرام کے مخصوص احکام	۳۰
۲۷۶-۲۷۲	بچے کا احرام	۳۶-۳۷
۲۷۲	بچے کے حج کی شریعت اور اس کے احرام کی صحت	۳۷
۲۷۲	بچے کے احرام کا حکم	۳۲
۲۷۴	دوران احرام بچے کا کلاخ ہونا	۳۶
۲۷۶-۲۷۴	بچے ہوش شخص کا احرام	۳۷-۳۸
۲۷۴	اول: جو شخص احرام سے پہلے بچے ہوش ہو جائے	۳۸
۲۷۶	دوم: جو شخص اپنا احرام باندھنے کے بعد بچے ہوش ہو جائے	۳۳
۲۷۶	یہ بھول جانا کہ کس چیز کا احرام باندھا تھا	۳۴
۲۷۶-۲۷۶	دسویں فصل	۱۳۵-۱۸۵
۲۷۶	ممنوعات احرام کے کفارے	
۲۷۶	کفارہ کی تعریف	۳۵
۲۸۳-۲۷۷	پہلی بحث	۱۳۷-۱۵۹
۲۷۷	ان اعمال کا کفارہ جو حصول راحت کے لئے ممنوع ہیں	۱۳۷
۲۷۷-۲۷۷	ممنوعات ترفہ کے کفارے کی بنیاد	۱۳۸-۵۰
۲۸۳-۲۷۸	ممنوعات ترفہ کے کفارہ کی تفصیل	۵۹-۵۰
۲۷۹	اول: لباس	۵۲
۲۷۹	دوم: خوشبو	۵۳
۲۸۰	سوم: بال مونڈنا یا نہ	۵۵

صفحہ	عنوان	فقہ
۲۸۲	چہارم: نام نہاد	۵۸
۲۸۲	پنجم: جوہل کا مارا	۵۹
۲۸۸-۲۸۳	دوسری بحث	۱۶۹-۱۶۰
۲۸۳	شکار کو قتل کرنا اور اس کے متعلقات	۶۰
۲۸۸-۲۸۴	۱۔ شکار کو قتل کرنا	۱۶۴-۱۶۱
۲۸۶	۲۔ شکار کو نقصان پہنچانا	۶۵
۲۸۷	سوم: شکار کو دھوا دھو کر یا اس کا لٹا دینا یا اس کا مال کاٹنا	۶۶
۲۸۷	چہارم: شکار کے قتل کا سبب بننا	۶۷
۲۸۷	پنجم: شکار پر قبضہ کے بعد عید تعدی کرنا	۶۸
۲۸۷	ششم: محرم کا شکار میں سے کھانا	۱۶۹
۲۹۳-۲۸۸	تیسری بحث	۱۷۸-۱۷۰
۲۸۹	جناۃ اور محرکات جناۃ	۱۷۰
۲۸۹	اول: حج کے احرام میں جناۃ	۱۷۱
۲۹۱	دوم: عمرہ کے احرام میں جناۃ	۱۷۴
۲۹۲	سوم: جناۃ کے مقدمات	۱۷۶
۲۹۲	چہارم: قارن کا جناۃ	۱۷۸
۲۹۶-۲۹۳	چوتھی بحث	۱۸۵-۱۷۹
۲۹۳	ممنوعات احرام کے کفاروں کے احکام	
۲۹۳	مطلب اول	۱۷۹
	ہدی	
۲۹۳	مطلب دوم	۱۸۰
	صدقہ	
۲۹۳	مطلب سوم	۱۸۴-۱۸۱
	روزے	

صفحہ	عنوان	فقہ
۲۹۵	مطلب چہارم	۱۸۵
	تصا	
۲۹۶-۳۳۰	احصار	۵۶-۱
۲۹۶	تعریف	
۲۹۷	حکم احصار کی تشریح بنیاد	۳
۲۹۸	کن چیزیں ہیں سے احصار ہوتا ہے	۴
۲۹۸	احصار کا رکن	۵
۳۰۰	احصار کے تحقق کی شرطیں	۸
۳۰۱-۳۰۳	اس رکن کے اعتبار سے احصار کی قسمیں جس میں احصار واقع ہوا ہے	۹
۳۰۱	اہل: قوف عرفہ اور طواف افاضہ سے احصار	۹
۳۰۱	دوم: وہ احصار جو صرف قوف عرفہ سے ہو طواف افاضہ سے نہ ہو	۱۰
۳۰۲	سوم: طواف رکن سے احصار	
۳۰۳-۳۰۷	اسباب احصار کے اعتبار سے احصار کی قسمیں	۲۵-۲
۳۰۳-۳۰۷	ایسے سبب سے احصار جس میں جبر قہر (یا اقتدار) ہو	۲-۹
۳۰۴	الف: ظلم، غش، غیبت، غیبت سے احصار	۱۳
۳۰۴	ب: قہر کی وجہ سے احصار	۱۴
۳۰۵	ج: قید یا جلا	۱۵
۳۰۵	د: ان کا کہ یوں کو سفر جاری رکھنے سے روکنا	۱۶
۳۰۵	ه: شوہر کا بیوی کو سفر جاری رکھنے سے روکنا	۱۷
۳۰۶	و: باپ کا بیٹے کو سفر جاری رکھنے سے روکنا	۱۸
۳۰۶	ز: درمیان میں پیش آنے والی عدت	۱۹
۳۰۷-۳۰۸	س: حج کو جاری رکھنے سے روکنے والی طہار کی وجہ سے رکاوٹ	۲۵ ۲۰
۳۰۷	پیر و نیا شکر ہو جانا	۲
۳۰۷	مرض	۲۲
۳۰۷	نقص یا سواری کا بلاک ہو جانا	۲۳

صفحہ	عنوان	فقہ
۳۰۸	بیدل چلنے سے عاقر ہونا	۲۴
۳۰۸	راستہ جنگ جانا	۲۵
۳۳۰-۳۰۸	احصار کے احکام	۲۶-۵۶
۳۱۷-۳۰۸	تحلل	۲۶-۳۴
۳۰۸	تحلل کی تعریف	۲۶
۳۰۸	حصر کے لئے تحلل کا جوہر	۲۷
۳۰۹	حصر کے لئے احرام تم کرنا افضل ہے یا احرام بقرہ اور کھانا؟	۲۸
۳۱۰	فاسد احرام سے تحلل	۲۹
۳۱۰	احرام کی حالت میں مافی رہنا	۳۰
۳۱۱	تحلل کے مشرور ہونے کی حکمت	۳۲
۳۱۱	حصر کا احرام کس طرح ختم ہوگا	۳۳
۳۱۱	احرام مطلق میں احصار پیش آنے کی وجہ سے تحلل	۳۴
۳۱۹-۳۱۲	حصر کے احرام سے نکتہ کا طریقہ	۳۵-۴۳
۳۱۲	اول: تحلل کی نیت	۳۵
۳۱۷-۳۱۲	م: مدی کا نیت	۳۶-۴
۳۱۲	ہدی کی تعریف	۳۶
۳۳	حصر کے حال ہونے کے لئے ہدی کے ذبح کا حکم	۳۶
۳۳	احصار کی صورت میں کون سی ہدی کافی ہے	۳۷
۳۳	حصر پر کون سی ہدی واجب ہے	۳۸
۳۱۳	مدی احصار کے ذبح کا مقام	۳۹
۳۱۵	ہدی احصار کے ذبح کا وقت	۴۰
۳۱۶	ہدی سے عاقر ہونا	۴۱
۳۱۷	سوم: طلق یا تقصیر (سر منڈانا یا بال نہ ہونا)	۴۲
۳۱۹	حق العبد کی وجہ سے حصر کا تحلل	۴۳
۳۲۳-۳۱۹	اس شخص کا احصار جس نے اپنے احرام میں مانع پیش آنے پر تحلل کی شرط لگائی تھی	۴۴-۴۵

صفحہ	عنوان	فقہ
۳۱۹	شرط لگانے کا مفہوم اور اس میں اختلاف	۴۴
۳۲۰	شرط لگانے کے اثرات	۴۵
۳۲۲	طواف کے بجائے صرف توف عرفہ سے محصر کا حائل ہونا	۴۶
۳۲۲	توف عرفہ کے بجائے صرف بیت اللہ سے محصر کا حائل ہونا	۴۷
۳۲۳	تخلل محصر سے قبل ممنوعات احرام کی کیا	۴۸
۳۲۳-۳۲۵	تخلل کے بعد محصر پر کیا واجب ہے؟	۴۹-۵
۳۲۳	اس وجہ تک کی تشاء جس سے خرم رہا گیا	۴۹
۳۲۴	تشاء کرتے وقت محصر پر کیا واجب ہے؟	۵۱
۳۲۵	توف عرفہ کے بعد حج جاری رکھنے کے موافق	۵۲
۳۲۲-۳۲۵	طواف افاضہ کے بعد حج جاری رکھنے کے موافق	۵۳-۵۴
۳۲۶	حصار کا تم ہو جانا	۵۵
۳۲۸	عمرہ سے احصار کا دور ہونا	۵۶
۳۳۹-۳۴۰	احسان	۱-۱۹
۳۳۰	تعریف	
۳۳۰	احسان کا ثمرہ فی حکم	۲
۳۳۱	احسان کی قسمیں	۳-۴
۳۳۱	الف: احسان رجم	۳
۳۳۱	ب: احسان قذف	۴
۳۳۱	احسان کے مشروئے ہوئے کی حکمت	۵
۳۳۹-۳۴۱	احسان رجم	۶-۳
۳۳۹-۳۴۱	احسان رجم کی شرطیں	۶-۱۰
۳۳۱	اول: دم: بالغ ہونا، عاقل ہونا	۶
۳۳۲	سوم: نکاح صحیح میں ہونی	۷
۳۳۳	چہارم: آزادی	۹
۳۳۴	پنجم: اسلام	۱۰



صفحہ	عنوان	فقیرہ
۳۳۵	رجم میں احسان کا اثر	۱
۳۳۶	احسان ثابت کرنا	۱۲
۳۳۶	نکص کی سزا کا ثبوت	۱۳
۳۳۶-۳۳۹	احسان قذف	۱۴-۱۸
۳۳۶	احسان قذف لیٹھیں	۱۴
۳۳۸	قذف میں احسان ثابت کرنا	۱۶
۳۳۸	احسان کا سقوط	۱۷
۳۳۸	قذف میں احسان کا اثر	۱۸
۳۳۹	احسان کی دونوں قسموں میں ارتداد کا اثر	۱۹
۳۴۰-۳۴۰	احلال	۱-۳
۳۴۰	تعریف	۱
۳۴۰	اجمالی حکم	۲
۳۴۰	بحث کے مقامات	۳
۳۴۰	احماء	
	نکبھیہ جمو	
۳۴۱-۳۴۲	احیاء المیت المحرام	۱-۳
۳۴۱	تعریف	۱
۳۴۱	اجمالی حکم	۲
۳۴۲	بحث کے مقامات	۳
۳۴۳	احیاء السنہ	۱-۲
۳۴۳	تعریف	۱
۳۴۳	اجمالی حکم اور بحث کے مقامات	۲
۳۴۳-۳۵۱	احیاء اللیل	۱-۲۲
۳۴۳	تعریف	

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۳۴۳	متعلقہ القاطنہ قیام لیل، تہجد	۲
۳۴۴	احیاء لیل کی مشروعیت	۴
۳۴۴	احیاء لیل کی قسمیں	۵
۳۴۴	احیاء لیل کے لئے جمع ہونا	۶
۳۴۵	پوری رات کا احیاء	۷
۳۴۵	احیاء لیل کا طریقہ	۸
۳۴۹-۳۴۶	افضل راتوں کا احیاء	۸-۹
۳۴۶	شب جمعہ کا احیاء	۱۰
۳۴۷	عیدین کی دہنوں راتوں کا احیاء	
۳۴۷	رمضان کی راتوں کا احیاء	۲
۳۴۸	شعبان کی چند ہوئی رات کا احیاء	۳
۳۴۹	چند ہوئی شعبان کی رات کے احیاء کے لئے دلائل	۴
۳۴۹	ذی الحجہ کی دس راتوں کا احیاء	۵
۳۴۹	ماہِ رجب کی پہلی رات کا احیاء	۶
۳۴۹	چند ہوئی رجب کی رات کا احیاء	۷
۳۴۹	عاشورہ کی رات کا احیاء	۸
۳۵۱-۳۵۰	مغرب اور عشاء کے درمیان بوقت کا احیاء	۲-۹
۳۵۰	اس کی مشروعیت	۹
۳۵۰	اس کا حکم	۲۰
۳۵۰	اس کی رکعات کی تعداد	۲
۳۵۱	صلۃ المرغاب	۲۲
۳۶۸-۳۵۲	احیاء الموات	۲۹-۱
۳۵۲	تعریف	
۳۵۲	متعلقہ القاطنہ: خیر، حور، دیار، ارتقاء، انتہاس، امتحان	۷-۲
۳۵۳	احیاء موات کا شرعی حکم	۸

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۳۵۳	احیاء موت کا اثر (اس کا قانونی حکم)	۹
۳۵۳	موت کی قسمیں	۱۰
۳۵۴	جو اراضی پہلے زیر سہا ورنہ یہ تھیں	
۳۵۶	احیاء میں امام کی اجازت	۴
۳۵۷	کس زمین کا احیاء جائز ہے اور کس کا نہیں؟	۶
۳۵۹	آبادی، غنوں اور نہروں وغیرہ کی حریم	۸
۳۶۱	بد و بست کی ہونی غیر آما، زمین کا احیاء	۲۰
۳۶۲	حمی	۲
۳۶۳-۳۶۸	احیاء کا حق کس کو حاصل ہے	۲۲-۲۳
۳۶۳	الف: آباد اسلام میں	۲۲
۳۶۴	ب: آباد کفار میں	۲۳
۳۶۵	احیاء کس چیز سے ہوتا ہے	۲۴
۳۶۶	احیاء مرد و زمین کو بے کار چھوڑ دینا	۲۵
۳۶۷	احیاء میں مکمل نما	۲۶
۳۶۷	احیاء میں قصد کا جو	۲۷
۳۶۷	احیاء مرد و زمین کا طریقہ	۲۸
۳۶۷	افق و زمینوں کی کامیں	۲۹
۳۶۹-۳۷۰	اُخ	۳-۱
۳۶۹	تعریف	
۳۶۹	احیاء کی حکم	۲
۳۷۰	بحث کے مقامات	۳
۳۷۰	اُخ لاب	
	بکھینچنے: اُخ	
۳۷۰	اُخ لام	
	بکھینچنے: اُخ	

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۳۷۱-۳۷۱	اخلاۃ	۲-۱
۳۷۱	تعریف	
۳۷۱	جمالی علم، بحث کے مقامات	۲
۳۷۳-۳۷۴	اخبار	۳-۱
۳۷۴	تعریف	
۳۷۴	جمالی علم	۲
۳۷۴	بحث کے مقامات	۳
۳۷۵-۳۷۳	اُخت	۲-۱
۳۷۳	تعریف	
۳۷۳	جمالی علم	۲
۳۷۵	اُخت رضاعیہ	
	دیکھئے: اُخت	
۳۷۵	اُخت لاب	
	دیکھئے: اُخت	
۳۷۵	اُختین	
	دیکھئے: اُخت	
۳۷۵	اخصاء	
	دیکھئے: اخصاء	
۳۷۶-۳۷۶	اخصاص	۷۵-۱
۳۷۶	تعریف	
۳۷۶	حق اخصاص کس کو حاصل ہے؟	۲
۳۷۶-۳۷۶	ثاری کی طرف سے اخصاص	۷۰۳
۳۷۶-۳۷۶	رسول اکرم ﷺ کے اخصاصات	۳۷۰
۳۷۷	اخصاص رسول ﷺ کی قسمیں	۵

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۳۷۷	رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مخصوص شرعی احکام	۶
۳۸۲-۳۷۷	واجب اختصاصات	۸-۷
۳۷۷	الف: قیام لیل	۷
۳۷۹	ب: نماز	۹
۳۷۹	ج: صلاۃ الصبحی (نماز چاشت)	۱۰
۳۸۰	د: سنت فجر	
۳۸۰	ه: سواکِ سر	۱۲
۳۸۰	و: صبحی (ترانی)	۱۳
۳۸۰	ز: مشورہ سر	۱۴
۳۸۱	ح: دھو گئے سے زائد دشمن کے مقابلہ میں منہ	۱۵
۳۸۱	ط: منکر کو جانا	۱۶
۳۸۲	ی: تک دست مسلمان میت کا دینا کرنا	۱۷
۳۸۲	ک: نبی اکرم ﷺ کا اپنی بیویوں کو اختیار دینے اور جس نے آپ کو اختیار کیا	۱۸
۳۸۲	ل: کئے نکاح میں باقی رکھنے کا جو ب	
۳۸۷-۳۸۷	حرام کردہ اختصاصات	۱۹-۲۷
۳۸۳	الف: صدقات	۲۰
۳۸۳	ب: زیادہ دودھ یہ حاصل کرنے کے لئے ہد یہ کرنا	۲۱
۳۸۳	ج: ہانپنا یہ دودھ بلی بیج کا کھانا	۲۲
۳۸۳	د: شعر منظم سر	۲۳
۳۸۵	ه: قتال کے لئے زور و کھن کر قتال سے پہلے درود اتار دینا	۲۴
۳۸۵	و: آنکھوں کی خیانت	۲۵
۳۸۵	ز: کافر و اہل باغی اور ہجرت سے انکار کرنے والی سے نکاح	۲۶
۳۸۷	ح: ان عورتوں کا نکاح میں رکھنا جو آپ ﷺ کو پسند کریں	۲۷
۳۸۹-۳۸۷	مباح اختصاصات	۲۸-۳۷
۳۸۷	الف: عصر کے بعد نماز کی ادائیگی	۲۸

صفحہ	عنوان	فقہ
۳۸۷	ب: غائب میت پر نماز جنازہ	۲۹
۳۸۷	ج: میام وصال	۳۰
۳۸۸	د: حرم میں قتل	۳۱
۳۸۸	ه: مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا	۳۲
۳۸۸	و: اپنے علم کی بنیاد پر فیصلہ کرنا	۳۳
۳۸۸	ز: اپنے حق میں فیصلہ	۳۴
۳۸۹	ح: عہد پیمانہ	۳۵
۳۸۹	ط: قیمت اور بی میں اختلاس	۳۶
۳۸۹	ی: نکاح کے سلسلے کی خصوصیت	۳۷
۳۸۹-۳۹۳	نظام کے نوع کی خصوصیات	۳۸-۳۷
۳۸۹	الف: جس کو چاہیں جس حکم کے ساتھ خاص کریں	۳۹
۳۹۰	ب: رسول مومنین سے جو ان کی جانوں سے بھی ریا و تعلق رکھتے ہیں	۴۰
۳۹۰	ج: کسی بچے کا نام اور کنیت دونوں رسول اکرم ﷺ کے نام و کنیت پر رکھنا	۴۱
۳۹۲	د: رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش قدمی اور آپ ﷺ کی عہدہ جوہ کی میں آم و در پلندہ کرنا	۴۲
۳۹۲	ه: رسول اللہ ﷺ کو سب و شتم کرنے والے کو قتل کرنا	۴۳
۳۹۲	و: جس کو آپ ﷺ پکاریں اس کا جواب دینا	۴۴
۳۹۳	ز: آپ ﷺ کی لڑکیوں کی مہر کا نسب آپ ﷺ کی طرف ہونا	۴۵
۳۹۳	ح: آپ ﷺ کے ترکہ میں میراث کا جاری نہ ہونا	۴۶
۳۹۳	ط: آپ ﷺ کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں	۴۷
	دوسری فصل	
۳۹۳-۳۹۷	رمانوں کی خصوصیات	۴۸-۴۷
۳۹۴	الف: شب قدر	۴۸
۳۹۴	ب: رمضان کا مہینہ	۴۹
۳۹۴	ج: عید الفطر اور عید الاضحی کے دن	۵۰
۳۹۴	د: یام تشریق	۵۱

صفحہ	عنوان	فقہ
۳۹۴	جہ جمعہ کا دن	۵۲
۳۹۵	روزہ نویں کی آخر کا دن	۵۳
۳۹۵	روزہ پندرہ شعبان کا دن اور رات	۵۴
۳۹۵	روزہ رجب کی پہلی رات	۵۵
۳۹۵	ظہر سوین و نویں غرم کا دن	۵۶
۳۹۶	کی: یوم المشک (شک کا دن)	۵۷
۳۹۶	کے: یام بیض	۵۸
۳۹۶	ل: دی: آخر کے بتدنی بن بن	۵۹
۳۹۷	م: نماز غرم	۶۰
۳۹۷	س: نماز شعبان	۶۱
۳۹۷	س: نماز جمعہ کا وقت	۶۲
۳۹۷	س: نماز جمعہ کے اوقات	۶۳
۳۹۸-۴۰۵	مقامات کی خصوصیات	۶۴-۷۱
۳۹۸	الف: کعبہ شریفہ	۶۴
۳۹۹	ب: حرم مکہ	۶۵
۴۰۰	ج: مسجد مکہ	۶۶
۴۰۱	د: عینہ مہرہ	۶۷
۴۰۲	ه: مسجد نبوی	۶۸
۴۰۳	و: مسجد قبا	۶۹
۴۰۳	ز: مسجد یمنی	۷۰
۴۰۳	ح: رمزم کا کنہاں	۷۱
۴۰۳-۴۰۵	ولایت اور عکرائی کے ساتھ اختصاص	۷۲-۷۵
۴۰۳	تخصیص کرنے والے شخص کی شرطیں	۷۳
۴۰۴	صاحب ولایت کا اختصاص	۷۴
۴۰۴	مالک کا اختصاص	۷۵

صفحہ	عنوان	فقہ
۴۰۵-۴۱۶	اختصاف	۲۲-۱
۴۰۵	تعریف	
۴۰۵	متعلقہ الفاظ: صبح اور صباغ، طہر، بیف، بخش	۲
۴۰۶	اختصاف کا شرعی حکم	۵
۴۰۶	اختصاف استعمال کرنے اور نہ کرنے کے درمیان موازنہ	۶
۴۰۸	کن چیزوں سے اختصاف لگایا جاتا ہے	۸
۴۰۸	اول: سیاہی کے علاوہ دوسرے رنگ کا اختصاف لگانا	۱۰-۹
۴۰۸	حناء اور کتھم کا اختصاف	۹
۴۰۹	دس "رؤفہ" ان کے درمیان اختصاف	۱۰
۴۰۹	دوم: ہلا اختصاف لگانا	۲-
۴۱۱	عورت کا اختصاف استعمال کرنا	۲
۴۱۲	اختصاف لگائے ہوئے شخص کا لباس "مفسس"	۱۳
۴۱۲	"کی فرس" سے اختصاف لگانا	۳
۴۱۲	لپک چیز سے "میرین نجاست" سے اختصاف لگانا	۵
۴۱۲	کونے کے درمیان رکھنا	۶
۴۱۳	نفید اختصاف لگانا	۷
۴۱۳	نہ ہر عورت کا اختصاف لگانا	۸
۴۱۳	سوک منانے والی عورت کا اختصاف لگانا	۱۹
۴۱۴	نومولود کے سر کا اختصاف	۲۰
۴۱۵	مروارخت کا اختصاف لگانا	۲
۴۱۵	محرم کا اختصاف لگانا	۲۲
۴۱۷-۴۱۷	اختلاف	۲-۱
۴۱۷	تعریف	۱
۴۱۷	اجمالی حکم	۲
۴۱۸-۴۱۷	اختلاف	۲-۱



صفحہ	عنوان	فقیرہ
۴۱۷	تعریف	
۴۱۷	اجمالی حکم، بر بحث کے مقامات	۲
۴۱۸-۴۲۰	اختفاء	۸-۱
۴۱۸	تعریف	
۴۱۸	متعلقہ الفاظ: سرار، نجوی	۲
۴۱۹-۴۲۰	اجمالی حکم	۸-۳
۴۱۹	الف: اختفاء نیت	۴
۴۱۹	ب: صدقہ، زکوٰۃ کا اختفاء	۵
۴۲۰	ج: مال کا گئی ہو جانا	۶
۴۲۰	د: ایساں کا اختفاء	۷
۴۲۰	ه: دکر کا اختفاء	۸
۴۲۱-۴۲۱	اختصاص	۴-۱
۴۲۱	تعریف	
۴۲۱	متعلقہ الفاظ: غصب یا احصاء، برقی، خراب، خیانت، اہتباب	۲
۴۲۱	اجمالی حکم	۳
۴۲۱	بحث کے مقامات	۴
۴۲۲-۴۲۲	اختلاط	۶-۱
۴۲۲	تعریف	
۴۲۲	متعلقہ الفاظ: استراحت، منی	۲
۴۲۲	اجمالی حکم	۳
۴۲۳	مردوں کا عورتوں سے اختلاط	۴
۴۲۴	بحث کے مقامات	۶
۴۲۵-۴۲۵	اختلاف	۳۴-۱
۴۲۵	تعریف	

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۴۲۵	متعلقہ التماس: خلاف فرقت بفرق	۲
۴۲۶-۴۲۹	امور: ہتھادیہ میں اختلاف	۴-۳۱
۴۲۶ ۴۲۷	اختلاف کی حقیقت اور اس کی قسمیں	۴ ۷
۴۲۷ ۴۲۸	انواع کے اعتبار سے اختلاف کے شرعی احکام	۸ -
۴۲۸	فروعی مسائل میں جواز اختلاف کے دلائل	۲
۴۲۸	بے قاعدہ اختلاف	۳
۴۲۹	سیاحار اختلاف اتفاق کی ایک قسم ہے؟	۴
۴۳۰	سیاحتی اختلاف رحمت ہے	۵
۴۳۱	اختلاف فقہاء کے اسباب	۶
۴۳۲	مذہب سے اختلاف کے اسباب	۸
۴۳۲	اصولی قواعد سے اختلاف کے اسباب	۹
۴۳۲	اختلافی مسائل میں گیر اور ایک دوسرے کی رعایت	۲۰
۴۳۲	مل: اختلافی مسائل میں تیر	۲۰
۴۳۳	م: اختلافی مسائل میں ایک دوسرے کی رعایت	۲
۴۳۳	اختلاف کی رعایت کا حکم	۲۲
۴۳۳	اختلاف سے بچنے کی شرطیں	۲۳
۴۳۳	اختلاف سے بچنے کی مثالیں	۲۴
۴۳۴	اختلافی مسئلہ کے واقع ہونے کے بعد اختلاف کی رعایت	۲۵
۴۳۵	اختلافی مسائل میں طریقہ کار	۲۶
۴۳۵	مقلد اختیار اور تحریری کے درمیان	۲۶
۴۳۶	اختلافی مسائل میں قاضی اور مفتی کا طرز عمل	۲۷
۴۳۷	قاضی کے فیصلہ سے اختلاف کا ختم ہونا	۲۸
۴۳۸	مام پال کے کتاب کے تصرف سے اختلاف کا ختم ہونا	۲۹
۴۳۸	نمار کے احکام میں مخالف کے پیچھے نمار کی ادائیگی	۳۰

صفحہ	عنوان	فقیرہ
	امام کا اپنے مقتدیوں کی رعایت سے نمازِ مقتدی نماز کے احکام	۳۱
۴۳۹	میں اس سے اختلاف رکھتے ہوں	
۴۳۹	مقتدر نے والوں کے درمیان اختلاف	۳۲
۴۳۹	کوہوں کا اختلاف	۳۳
۴۴۰	حدیث اور روئے الہ کا اختلاف	۳۴
۴۴۶-۴۴۰	اختلاف دار	۱۰-۱
۴۴۰	تعریف	
۴۴۱	اختلاف دین کی قسمیں	۲
۴۴۲	میراث جاری ہوا	۳
۴۴۲	ولا کا مذہب	۴
۴۴۳	میں بوی کے درمیان تفریق	۵
۴۴۴	نقد	۶
۴۴۵	صیت	۷
۴۴۵	تنباس	۸
۴۴۶	عقل (صیت کا مذہب) (میراث کرنا)	۹
۴۴۶	حدیث	۱۰
۴۴۷-۴۵۳	اختلاف دین	۱۴-۱
۴۴۷	الف: تواریث (میراث جاری ہوا)	۲
۴۴۸	ب: نکاح	۳
۴۴۸	ج: ثانی کرنا کی ولایت	۴
۴۴۹	د: مال کی ولایت	۵
۴۴۹	ه: حنانت (پرورش کرنے کا حق)	۶
۴۵۰	و: ولا کا دین میں تابع ہوا	۷
۴۵۰	ز: نقد	۹
۴۵۱	ح: عقل (صیت کرنا)	

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۴۵۱	طہ: بصیرت	۲
۴۵۲	ی: شریعت	۳
۴۵۳	ک: حد و ف	۴
۴۵۳	اختلاف مطالع	
	دیکھئے: مطالع	
۴۵۴-۴۵۶	انتہال	۵-۱
۴۵۴	تعریف	
۴۵۴	متعلقہ الفاظ: اصول، مسائل، مسائل	۲
۴۵۵	الف: ادبالی علم	۳
۴۵۵	ب: مباحثات میں انتہال	۴
۴۵۵	ج: حقوق میں انتہال	۵
۴۵۶-۴۶۰	اختیار	۱۱-۱
۴۵۶	تعریف	
۴۵۶	متعلقہ الفاظ: اختیار، ارادہ، رضا	۲
۴۵۷	اختیار کی شرطیں	۵
۴۵۷	اختیار صحیح، اختیار کا سد کا مراء	۶
۴۵۷	اختیار: پنے ملا	۷
۴۵۸	اختیار کا محمل	۸
۴۵۹	ثاب: "رضاب" ملے کے لئے اختیار کی شرط	۹
۴۵۹	اختیار کے مشروئے ہوئے کی حکمت	۱۰
۴۵۹	بحث کے مقامات	
۴۶۰-۴۶۶	اختیال	۱۳-۱
۴۶۰	تعریف	
۴۶۰	متعلقہ الفاظ: کبر، عجب، غرر	۲

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۴۶۲	اختیال کا شرعی حکم	۶
۴۶۲	الف: چلنے میں اختیال	۷
۴۶۳	ب: پاس میں اختیال	۸
۴۶۳	کون سا پاس زحمت چار ہے اور وہ کب کے: ہر دہائی میں آتا	۹
۴۶۵	عورت کا اپنے کپڑے کو لمبا کرنا	۱۰
۴۶۶	ج: سواری میں اختیال	
۴۶۶	د: غارت میں اختیال	۱۲
۴۶۶	ه: دشمن کو ڈرانے کے لئے اختیال	۱۳
۴۶۷-۴۶۷	ا. خدام	۱-۳
۴۶۷	تعریف	
۴۶۷	جہلی حکم	۲
۴۶۷	بحث کے مقامات	۳
۴۶۸-۴۶۹	اخراج	۱-۴
۴۶۸	تعریف	
۴۶۸	متعلقہ الفاظ: اخراج	۲
۴۶۸	جہلی حکم، بحث کے مقامات	۳
۴۶۹	اخراج کا حکم شرعی	۴
۴۶۹	انفاء	
	دیکھئے: انقضاء	
۴۷۰-۴۷۱	اخلاف	۱-۵
۴۷۰	تعریف	
۴۷۰	متعلقہ الفاظ: عہد	۲
۴۷۰	اخلاف کی جہت میں واقع ہوتا ہے؟	۳
۴۷۰	اخلاف کا حکم شرعی	۴

صفحہ	عنوان	فقہ
۴۷۱	اخلاف کے آثار	۶۵
۴۷۱	الح: اخلاف و حد (و حد کی خلاف ورزی)	۵
۴۷۱	ب: اخلاف ثر ط (ثر ط کی خلاف ورزی)	۶
۴۷۲-۴۹۵	اداء	۴۰-۴۱
۴۷۲	تعریف	۱
۴۷۳	محتاجہ القاطنہ قضاۃ اعادہ	۳
۴۷۳-۴۸۸	مبادات میں ۱۱	۲۵-۲۵
۴۷۳	وقت ۱۱ کے اعتبار سے مبادات کی قسمیں	۶
۴۷۴	۱۱ کا ثر بنی حکم	۷
۴۷۶	وقت تک ہوئے ۱۱ انگلی سے چنے سے متعلق ہوئی	۸
۴۷۸	اصحاب اندار (خزروالوں) کی ۱۱ انگلی	۹
۴۸۰	وقت جو بیا سب جو ب سے پہلے ۱۱ انگلی	۱۳
۴۸۰	مبادات کی ۱۱ انگلی میں یا بت	۱۴
۴۸۴	۱۱ انگلی کو وقت جو ب سے موثر رہا	۱۹
۴۸۷	۱۱ انگلی سے بار رہنا	۲۳
۴۸۸	مبادات میں ۱۱ انگلی کا اثر	۲۵
۴۸۸-۴۹۰	اداء شہادت	۲۸-۲۶
۴۸۸	۱۱ شہادت (کوہی، چنے) کا حکم	۲۶
۴۹۰	۱۱ شہادت کا طریقہ	۲۸
۴۹۰-۴۹۴	اداء ذین	۲۸-۲۹
۴۹۰	۱۱ ذین کا مفہوم	۲۹
۴۹۰	۱۱ ذین کا حکم	۳۰
۴۹۱	۱۱ ذین کا طریقہ	۳۱
۴۹۲	جو بیچیں ۱۱ انگلی کے تمام مقام ہوتی ہیں	۳۲

صفحہ	عنوان	فقرہ
۴۹۲	دین کی «انگلی نہ رہا»	۳۳
۴۹۴-۴۹۵	ادبِ قرأت	۳۹-۴۰
۴۹۴	قرأت میں «اکامتی»	۳۹
۴۹۴	قرأت میں حسن «اکاکم»	۴۰
۴۹۵	ادب	
	دیکھئے: آئینہ	
۴۹۶-۴۹۵	ادب	۳-۱
۴۹۵	تعریف	۱
۴۹۶	ادب کا حکم	۲
۴۹۶	بحث کے مقامات	۳
۵۰۴-۴۹۷	ادبِ خار	۱۴-۱
۴۹۷	تعریف	۱
۴۹۷	متبادل الفاظ، اکتار، استعار	۲
۴۹۷	حکومت کا فیض، مری بل کی، فیہ دامہ مری رہا	۳
۴۹۸	فرہ کا، فیہ دامہ مری رہا	۵
۵۰۲	خار کا اثر بی حکم	۶
۵۰۲	قربانی کے وقت کی، فیہ دامہ مری	
۵۰۳	حکومت کا وقت، مری کے لئے مریات مری کی کا، فیہ دامہ	۲
۵۰۳	مری کے وقت، فیہ دامہ مری میں کا، کا	۳
۵۰۴	خوراک کے مری، مری کی بیج میں کا، فیہ دامہ	۴
۵۰۵	ادب	
	دیکھئے: بجوی	
۵۰۷-۵۰۵	ادبِ خان	۴-۱
۵۰۵	تعریف	

صفحہ	عنوان	فقہ
۵۰۵	اجمالی حکم	۲
۵۰۶	بحث کے مقامات	۴
۵۰۷-۵۰۹	۱۔ وراک	۵-۱
۵۰۷	تعریف	۱
۵۰۸	متعلقہ الفاظ: لائن و مسبق	۲
۵۰۸	اجمالی حکم	۴-۳
۵۰۹	بحث کے مقامات	۵
۵۱۰-۵۲۰	۱۔ دلاء	۲-۱
۵۰۹	تعریف	۱
۵۰۹	اجمالی حکم اور بحث کے مقامات	۲
۵۱۰	۱۔ دمان	
	بکسے: قمر بیدر	
۵۱۱-۵۱۲	اُذی	۵-۱
۵۱۰	تعریف	۱
۵۱۰	متعلقہ الفاظ: ضرر	۲
۵۱۱-۵۱۲	اجمالی حکم، بحث کے مقامات	۵-۳
۵۱۱	الف: اُذی معمولی ضرر کے معنی میں	۳
۵۱۱	ب: اُذی سوؤی چیز کے معنی میں	۴
۵۱۲-۵۳۳	اُذان	۵۱-۱
۵۱۳	تعریف	۱
۵۱۳	متعلقہ الفاظ: موقوفہ، اداء، تکمیل، تجویب	۲
۵۱۳	اذان کا شرعی حکم	۵
۵۱۴	اذان کی مشر و عیت کا آغاز	۶
۵۱۵	اذان کے مشر و عیت ہونے کی خلت	۷



صفحہ	عنوان	فقہ
۵۱۵	”وں کی نصیحت	۹-۸
۵۱۶	”وں کے اتناظ	۰
۵۱۷	اذان میں ترجیح	
۵۱۷	مکھویب	۴-۱۲
۵۱۸	”وں کے بعد نئی پرہیز	۵
۵۱۹	گھروں میں نماز کا اعلان	۱۶
۵۲۰-۵۲۳	اذان کی شرطیں	۲۶-۷
۵۲۰	نماز کے وقت کا داخل ہونا	۱۷
۵۲۱	اذان کی نیت	۱۹
۵۲۱	عربی زبان میں اذان دینا	۲۰
۵۲۲	اذان کا کھن سے خالی ہونا	۲۱
۵۲۲	کلمات اذان کے درمیان ترتیب	۲۲
۵۲۲	کلمات اذان کے درمیان مولاۃ	۲۳
۵۲۳	بلند آواز سے ”ان دینا	۲۶-۲۴
۵۲۳-۵۲۵	”ان کی منتیں	۲۸-۲۷
۵۲۳	استقبال قبلہ	۲۷
۵۲۴	ترسل یا ترکیلی	۲۸
۵۲۶-۵۲۵	موذن کی صفات	۳۲-۲۹
۵۲۵	موذن میں یا صفات شرطیں	
۵۲۵	اسلام	۲۹
۵۲۵	مرہوم ہونا	۳۰
۵۲۵	عقل	۳
۵۲۵	بلوغ	۳۲
۵۲۷-۵۲۷	موذن کے لئے ”تجب صفات	۳۲-۳۱
۵۲۷	کن نمازوں کے لئے ”وں مشروط ہے؟	۴۲

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۵۲۸	فوت شد نمازوں کے لئے ۱۰ ان	۴۴-۴۳
۵۲۹	یک وقت میں جمع کی ۱۰ نمازوں کے لئے ۱۰ ان	۴۵
۵۲۹	ہی مسجد میں ۱۰ ان جس میں جماعت ہو چکی ہو	۴۶
۵۳۰	مستعد و مودن ہونا	۴۷
۵۳۰	جن نمازوں کے لئے ۱۰ ان شروع نہیں ہے ان کے ادا کا طریقہ	۴۸-۴۹
۵۳۱	۱۰ کا جواب ۱۰ ر ۱۰ ان کے بعد کی ۱۰ عا	۵۰
۵۳۲	نماز کے طاب و دھرم کے طابوں کے لئے ۱۰ ان	۵۱
۵۳۳-۵۳۳	اؤن	۱-۲
۵۳۳	تعریف	
۵۳۳	جمالی حکم	۱
۵۳۳	اؤن کار	
	۱۰ کہنے: ۱۰	
۵۳۴-۵۳۴	اؤن	۱-۱۱
۵۳۴	تعریف	
۵۳۴	جمالی حکم ۱۰ بحث کے مقامات	۲
۵۳۵	۱۰ نونوں کا حصہ میں	۳
۵۳۵	دونوں کانوں کا اندرونی حصہ	۴
۵۳۵	کیا اؤن بول کر پورا جسم مراد لیا جاسکتا ہے؟	۵
۵۳۶	کیا اؤن کامل ستر عضو ہے	۶-۱۱
۵۳۷-۵۳۷	اؤن	۱-۶۵
۵۳۷	تعریف	
۵۳۷	متعلقہ، اتنا طہ، باحت، اجارت، امر	۲-۳
۵۳۸	۱۰ کی قسمیں	
۵۳۸	الحق: ماذونہ کے اعتبار سے ۱۰ ان	۵

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۵۳۹	ب: تصرف، بقت اور مکان کے اعتبار سے بن	۶
۵۴۰	بن کا حق میں کو ہے؟ شارح کا بن	۷
۵۴۲	مالک کا بن	
۵۴۳	تصرف کی اجازت	۱۲
۵۴۳	دوسری طرف ملکیت منتقل کرنے کی اجازت	۱۳
۵۴۳	مستلاک کی اجازت	۴
۵۴۳	نفع اٹھانے کی اجازت	۵
۵۴۴	صاحب حق کی اجازت	۶-۲۲
۵۴۵	خاصی کی اجازت	۲۳-۲۶
۵۴۵	ولی کی اجازت	۲۷-۲۸
۵۴۶	وقف کے متولی کی اجازت	۲۹
۵۴۷	مالک بن ملک کی اجازت	۳۰-۳۱
۵۴۸	بن میں تعارض	۳۲-۳۳
۵۴۸	بن کا طریقہ	۳۴-۳۸
۵۵۰	اجارت کو سلامتی کے ساتھ مقید کرنا	۳۹
۵۵۰	ملک، دو حقوق بن میں سلامتی کی قید میں ہے	۴۰-۴۲
۵۵۰	الف۔ شارح کے بن واجب کرے ہے۔ واجب ہونے والے حقوق اور ان کی چند مثالیں	۴۰-۴۲
۵۵۱	ب۔ عقد کی بن ہے۔ واجب ہونے والے حقوق بن میں کی چند مثالیں	۴۳-۴۴
۵۵۲	دوم۔ دو حقوق بن میں سلامتی کی قید ہے	۴۵-۴۹
۵۵۳	گھروں میں داخل ہونے میں اجارت کا اثر	۵۰-۵۱
۵۵۴	حق میں اجارت کا اثر	۵۲-۵۶
۵۵۶	مستلاک میں اجارت کا اثر	۵۷
۵۵۶	جرم میں بن کا اثر	۵۸-۶۰
۵۵۷	نفع اٹھانے میں بن کا اثر	۶۱-۶۴
۵۵۸	بن کا خاتمہ	۶۵

موسوعه فقهيہ

آپس میں معاملہ کروادھار کا کسی وقت مقرر تک تو اس کو لکھ لیا کرو۔  
ج۔ مدت یا زمانہ کے معنی میں: لہذا تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَنُقَرِّضُ  
فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى" (۱) (اور ٹھہرا رکھتے  
ہیں ہم بیٹ میں جو کچھ چاہیں ایک وقت مسمّن تک)۔

## اجل

اجل فقہاء کی اصطلاح میں:

۳- اجل آئندہ کی وہ مدت ہے جس کی طرف کوئی ہر منسوب کیا  
جائے، خواہ یہ مدت (جس کی طرف اضافت کی جارہی ہے) کسی  
التزام کو پورا کرنے کی ہو یا کسی التزام کو ختم کرنے کی ہو خواہ شریعت  
نے یہ مدت مقرر کی ہو یا قاضی کے فیصلہ سے متعین ہوئی ہو یا التزام  
کرنے والے یا ذرا یا ذرا کے ارادے سے متعین ہوئی ہو۔

اجل کی تعریف: سب سے پہلے جہ میں کو شامل ہے:

۱۔ اجل شرعی، یعنی مستقبل کی وہ مدت جسے شارع حکیم نے کسی  
عقلمندی کے لئے بطور سبب متعین فرمایا ہے، جیسے مدت۔

۲۔ اجل قسطنی، یعنی مستقبل کی وہ مدت جسے عدالت نے کسی  
امر کے لئے طے کیا ہو، مثلاً فریق مقدمہ کو حاضہ کرنے کے لئے یا کو وہ  
پیش کرنے کے لئے۔

۳۔ اجل اتقائی، اور وہ آنے والی وہ مدت ہے جسے التزام  
کرنے والا اپنے التزام کو پورا کرنے کے لئے (مدت اضافت) یا  
اس التزام کی تکمیل کی تکمیل کے لئے (مدت توفیت) طے کرے، خواہ  
اس کا تعلق ان تصرفات سے ہو جن کی تکمیل ایک شخص کے ارادہ سے  
ہو جاتی ہو یا ان تصرفات سے ہو جن کی تکمیل دوسروں فریق کے  
ارادے سے ہوتی ہو (۲)۔

تعریف:

۱۔ لغت میں یہ چیز کی اصل اس کی مدت اور وقت کو کہتے ہیں جس  
میں وہ چیز ہوتی ہے، "اجل الشئ اجل" کا مصدر ہے، باب  
"سمع" سے آتا ہے، وہ تفعیل سے جب یہ مادہ استعمال ہوتا ہے  
(اجلہ فاعلام) تو اس کا معنی آتا ہے: کسی کام کی مدت مقرر کرنا،  
"اجل" (جو عمل کے وزن پر ہے) عامل کی ضد ہے (۱)۔

قرآن کریم میں، اجل کے استعمالات:

۲۔ قرآن کریم میں، اجل کا لفظ مختلف معانی پر بولا جاتا ہے:

۱۔ مدت حیات کا ختم ہو جانا: لہذا تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلَمَّا كُنِ  
اٰمَةُ اٰجَلٍ لِّاٰدَا حٰوْءَ اٰحْبَبَ لَا يَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَلَا  
يَسْتَقْدِمُوْنَ" (۲) (اور جب امت کے لئے اس کی موت کا وقت مقرر  
ہے، پس جب ان کی موت کا وقت آجائے گا تو وہ نہ ایک گھنٹہ کی پیچھے  
مرکب نہیں گئے ورنہ گئے)۔

ب۔ کسی التزام کی مدت مقرر کی گئی ہو اس کا  
ختم ہونا: لہذا تعالیٰ کا ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَسَم  
بِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَلَا تُخْبِرُوْهُ" (۳) (اے ایمان والو! جب تم

(۱) القاموس المحیط، المصباح المہر، ج ۱۰ (اجل)۔

(۲) سورہ احزاب ۳۳۔

(۳) سورہ بقرہ ۲۸۲۔

(۱) سورہ حج ۲۵۔

(۲) یہ تعریف فقہی مراجع میں فقہاء کے استعمالات کا استقرار کے لکال گئی ہے۔



مدت (۱):

۸- فقہ اسلامی کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہ میں آئندہ آنے والی مدت کے چار استعمالات پائے جاتے ہیں:

(۱) مدت اضافت، (۲) مدت توقیت، (۳) مدت تخیر، (۴) مدت استعجال، اس سب کی تفصیل ذیل میں بیان کی جاتی ہے:

مدت ضافہ:

۹- مدت اضافت مستقبل کی وہ مدت ہے جس کی طرف آثار متقدمہ تنبیہ کا غایزہ میں کی ہے، دیکھیں (دین کی حوائج) کی پہلی کی منسوب کی جاتی ہے۔

پہلے کی مثال یہ ہے کہ ”سی نے کہا“ جب عید ملائی آجائے تو میں نے تم کو اپنے سے قریبی کا جو رزیہ لے گا، اکیلے لیا، یہاں فقہ وکالت کو زمانہ مستقبل کی طرف منسوب کیا گیا ہے، جمہور فقہاء اس کی صحت کے قائل ہیں (۲)۔

دوسرے کی مثال بیع سہم ہے، جس میں نذر مدت رسول کی حوائج کو ایک متعین مدت کی طرف منسوب یا جاتا ہے، کیونکہ رسول

(۱) ملاحظہ ہو اصطلاح ”مدت“۔

(۲) آئندہ ”عقود مضافہ“ کے تحت اس کی تفصیل آئے گی، وہیں یہ بات بھی آئے گی کہ اس کی روایت کا قول حنفیہ، مالکیہ اور حنبلیہ کا ہے اس کی دلیل روایت کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا یہ روایت ہے ”امیرکم زید فان قتل فجعصر، فان قتل فبعد الله بن وواحده“ (تمہارے امیر زید ہیں، اگر وہ قتل کر دیے جائیں تو جعصر امیر ہیں، وہ بھی قتل کر دیے جائیں تو محمد اللہ بن وواحده امیر ہوں گے) اس کی روایت بخاری نے حضرت ابن عمر سے ان الفاظ میں کیا ہے ”تکلم النبی ﷺ فی غزوة مودة زید بن حارثة فقال: ان قتل زید فجعصر..“ (نبی ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ کو غزوة مودہ میں امیر بنایا، اور فرمایا: اگر زید قتل کر دیے جائیں تو جعصر...) (صحیح ابوداؤد ۱۳۶/۲)۔

اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”من أسلف فی شیء فیسلف فی کل معلوم أو وزن معلوم إلى أجل معلوم“ (جو شخص کوئی چیز بیع سہم کے طور پر بیچے (یعنی قیمت نقد اور عین ادا کرے) تو اس سے بیع کی بیع یا اس کا تول معلوم ہو، ورنہ حوائج کا وقت معلوم متعین ہو (۱)۔

تیسرے کی مثال یہ ہے کہ اوصار قیمت کے بدلے کوئی چیز فروخت کی ہو، اس طرح فرہنگی درست ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”یا أيہا الذین امنوا اذا مداہمتہم بدمین لیس اجل مسمى فلا تخبؤہ“ (۲) (اے ایمان والو! جب تم آپس میں معاہدہ کرو اوصار کا کسی وقت مقرر تک تو اس کو لکھ لیا کرو)۔

مدت توقیت:

۱۰- مدت توقیت مستقبل کی وہ مدت ہے جس کے ختم ہونے تک ائمہ کی تسبیہ جاری رہتی ہے، یہ نعت خود میں ہوتی ہے جو یک خاص مدت تک کے لئے ہوتے ہیں، مثلاً فقہ ہارو (۳)، اس سے کہ ہارو مدت معلوم پر ہی صحیح ہوتا ہے یا میں عمل پر جو متعین مدت میں پورا ہو، جس مدت کے پورا ہونے سے عقد ہارو بھی پورا ہوتا ہے، عقد اجارہ کی مدت کو ”اجل“ شمار کیا جاتا ہے اس کا مصدق قرآن کریم کی یہ آیات ہیں: ”قال انہی ازید ان انکحک حدی ابنتی ہاتیس علی ان تاحرسنی ثمانی صحیح فان اتممت عسرا“ (۱) آئندہ اس کی وضاحت اس قسم میں آئے گی جو سالوں کی ہو لگی کو زمانہ مستقبل کی طرف منسوب کرنے کی بحث کے لئے مخصوص ہے۔ حدیث: ”من أسلف فی شیء...“ کی روایت بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ و احمد بن حنبل نے کی ہے (صحیح ابوالکثیر ۱۶۰/۳)۔

(۲) سورہ بقرہ ۲۸۲۔

(۳) اس کی تفصیل پہلی قسم کے من خود کے تحت آئے گی جو مدت طر پر ہی صحیح ہوتے ہیں۔

## احل ۱۱

زائد مارغیس مقرر کی گئی ہوں<sup>(۱)</sup>۔ ہر دفعہ کی ادائیگی کی مقدار اور اس کی مدت معینہ یا سال وغیرہ کے ساتھ متعین اور معلوم ہو<sup>(۲)</sup>، تحجیم ”احل“ کی ایک قسم ہے جس کا تعلق موخر دیں سے ہے، ”تحجیم“ (تظوں پر معاملہ کرنے) کے نتیجے میں مستقل کے یک متعین وقت پر مال کے ایک خاص حصہ کا اشتقاق ہوتا ہے پھر دوسرے متعین وقت پر دوسرے حصہ کا اشتقاق ہوگا۔ (طے کردہ تفصیلات کے مطابق) اس طرح سلسلہ چلتا رہے گا۔

جن معاملات میں تحجیم کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ بدلہ کا ثابت ہونا: فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ مال کا ثابت کی قسطوں پر ”اینگلی طے کرنا چاہئے“ (کتابت سے مراد) ”معاہدہ کا متعین مال پر اشتقاق کرنا ہے جس کے نتیجے میں معاہدہ کو اسی وقت سے تصرفات کی آراء کی حاصل ہو جاتی ہے۔“ ”انجام کار اس مال کے“ ”آرنے کے بعد معاہدہ کو آراء کی مل جاتی ہے، اس کے زورم کے بارے میں متاع کا اختلاف ہے، ثانیہ، خنبدہ کا مسک در مالکیہ کا رائج قول یہ ہے کہ کتابت ایسے ہی مال کے بدلے ہو سکتی ہے جس کی ”اینگلی مستقبل میں قسطوں پر کی جاتی ہے، اس مسئلہ پر آئمہ ”ابن موبلہ“ کے ذیل میں بحث کی جائے گی، فقہ اسلامی ”تحجیم“ کو ”احل“ کی ایک قسم قرار دیتی ہے۔

۲۔ قتل و ید و قتل ظالمین: قتل کی دو قسمیں ”شہید“ و ”ظالم“ میں خون بہا (ایہ) قاتل کے عائد پر قسطوں پر جب ہوتا ہے اس طرح کہ تین سالوں میں خون بہا ادا کرنا ہوتا ہے ہر سال تہائی خون بہا، اس کی ہر اسی جہتی، مالکی، شافعی، حنبلی فقہاء نے کی ہے۔

فَمَنْ عَدَاكَ وَمَا تُرِيدُ أَنْ تُشْقَ عَلَيْكَ مَجْنُونٍ أَوْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الْمَالِ الْحَيِّ، فَإِنَّ ذَلِكَ يُشْقَى وَيُنْكَرُ أَيْضًا الْأَجَلِيْنَ فَصَيَّتْ فَلَا غَيْرَ مِنْ عَمِيٍّ وَاللَّهُ عَلَى مَا يَقُولُ وَكَائِلٌ<sup>(۱)</sup> (کہا میں چاہتا ہوں کہ یہ وہوں تجھ کو ایک مٹی اپنی ان دونوں میں سے اس شرط پر کہ تو میری دہریہ رہے آئندہ میں۔ پھر اگر تو چاہے کہ وہ دہریہ رہے تو وہ تیری طرف سے ہے۔) میں نہیں چاہتا کہ تجھ پر ”تکلیف ذلالت“ تو پڑے گا مجھ کو ”راندہ“ چاہتا ہوں کہ یہ وہوں نہ ہو چکا میرے ”میرے“ سے بچ جوں مدت ان دونوں میں سے پوری کر دوں، سوزیدتی نہ ہو مجھ پر۔“ ”میرے“ پر ہر سال اس چیز کا جو ہم کہتے ہیں)۔

عربی زبان میں بھی ”مناہیل“ کا معنی تحدید وقت ہے اور ”توقیت“ کا معنی ”اوقات کی تحدید ہے، کہا جاتا ہے: ”وقته لیوم کذا توقیتاً“ (نالاں کام کے لئے نالاں دن کی تحدید کی) ”اجلہ“ کی طرح<sup>(۲)</sup>۔

### مدت تحجیم<sup>(۳)</sup>:

۱۱۔ مختار اصحاب میں ہے کہ لغت میں ”انجم“ مقرر کردہ وقت کو کہتے ہیں، اسی لئے نجومی کو ”انجم“ کہتے ہیں (کیونکہ نجومی آئندہ کے کاموں اور پیش آنے والے واقعات کے ”اوقات“ بتاتا ہے)، کسی شخص سے مال معینہ قسطوں پر ”سرایا ہو تو کہا جاتا ہے: ”تحجیم انمال تحجیم“۔

”تحجیم“ اصطلاحاً ”اینگلی کو کسی متعین مدت تک ایک یا دو قسطوں میں موخر کرنا ہے یا یہ مال ہے جس کی ”اینگلی کے لئے“ ”یا اس سے

(۱) سورہ قصص ۲۷-۲۸۔

(۲) مختار اصحاب مادہ ”احل“، ”وقت“، القاموس المحیط۔

(۳) ما حله ہونہ اصطلاح ”تحجیم“۔

(۱) جامعہ المدنی علی المشرع الکبیر ۱/۳۶۳۔

(۲) کتاب الفہام ۱/۳۶۳۔



مکمل کر کے مدت سے باہر کام کرنے والا ہوا، اور اگر کام مدت پوری ہونے پر "مقررہ" یا مکمل نہیں کیا تو اس نے اس کام کی انجام دہی نہیں کی جس کی انجام دہی عقد اجارہ میں طے پائی تھی، یہ ایسا "غرر" ہے جس سے بچنا ممکن ہے، اور ایسی صورت حال اس وقت نہیں ہوتی جب کہ عقد اجارہ صرف مدت یا صرف عمل پر طے ہو لہذا غرر کے ساتھ مذکورہ بالا عقد اجارہ درست نہیں ہے۔

امام ابو یوسف، امام محمد کی رائے اور امام احمد کی ایک روایت یہ ہے کہ "پروٹیکشن" عقد اجارہ جائز ہے، کیونکہ یہ اجارہ دراصل ایک متعین کام کے لئے کیا گیا ہے، مدت کا ذکر صرف اس لئے کر دیا گیا ہے تاکہ ہیر کام کی انجام دہی میں جلدی کرے، لہذا یہ اجارہ درست ہوا، اگر ہیر متعین مدت سے قبل متعین کام سے فارغ ہو گیا تو باقی مدت میں اسے کچھ اور کام میں رہنا پڑے گا، جیسے کوئی شخص متعین وقت سے پہلے سی کا این "اے" کرے، مگر کام مکمل ہونے سے پہلے مدت اجارہ پوری ہوئی تو مستثنیٰ (بچے رکھنے والے) کو بارود فسخ کرنے کا اختیار ہے، اس لئے کہ اجیر نے اپنی شرط پوری نہیں کی، اگر مستاجر اجارہ باقی رکھنے پر راضی ہے تو اجیر اجارہ فسخ نہیں کر سکتا، اس لئے کہ شرطی خلاف ورزی ہیر کی طرف سے پائی گئی ہے لہذا "اے" سے اجارہ فسخ کرنے کا باہر نہیں بن سکتا، جس طرح بیع علم میں خریدنے والا متعین وقت پر مال جو اس میں رہے گا وہ خرید رہا ہو فسخ کر سکتا ہے بیس بیچنے والا کو معاملہ فسخ کرنے کا اختیار نہیں، (اگر بحث عقد بارود میں) مدت متروکہ پر کام مکمل نہ ہونے کی صورت میں مستاجر نے عقد اجارہ کو باقی رکھنے کا فیصلہ یا ہیر سے کام نام نہ کرے کسی ہیر کا نہیں، جس طرح بیع علم میں وقت متروکہ پر بیع کی طرف سے مال لی جاوے گی نہ ہو پانے کی صورت میں خرید رہا ہے کام لے کر معاملہ کو باقی رکھے تو اسے صرف اتنا حق ہوتا ہے کہ مال وصول کر لے،

تو مدت معنی میں کیا ہے کہ: "عقد اجارہ طے کرتے وقت اگر یہ شرط لگائی گئی کہ مدت آمد و ملاں مدت طے کی تو اس کے مطابق اس کی لازم ہوں،" اور رشتہوں میں مدت کی "انگلی طے پاتی ہے مثلاً بیعت یا مانہ مدت یا اس سے کم یا زیادہ جیسا طے ہوا ہے اسی کے مطابق اس کی رٹنی ہوئی، کیونکہ یہ بیعت کو رابہ پر دینا سے لزومت کرنے کی طرح ہے، "ہر بیعت کی رٹنی فسخی فسخی" اور "حار و نوب" صحیح ہے لہذا بارود بھی "وہ" طرح صحیح ہوگا (۱)۔

### مدت استعجل:

۱۲- مدت استعجل سے وہ وقت مراد ہے جس کو عقد میں ذکر کرنے کا مقصد عقد کے اثرات جلد حاصل کرنا ہو۔

وقت استعجل کا تذکرہ فقہاء نے اجارہ کی بحث میں کیا ہے، فقہاء کہتے ہیں کہ اجارہ کی دو قسمیں ہیں: پہلی قسم یہ ہے کہ خاص مدت کے لئے عقد اجارہ کیا جائے، دوسری قسم یہ ہے کہ متعین کام کے لئے عقد اجارہ کیا جائے۔

جب اجارہ میں مدت مقرر کر دی گئی تو امام ابو حنیفہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک عمل کا تعین جائز نہ ہوگا، اس لئے کہ وقت اور کام دونوں کی قسمیں کرے سے عقد اجارہ میں "غرر" کا عنصر نہ ہو جاتا ہے، کیونکہ کبھی اجیر مدت بارود مکمل ہونے سے قبل کام سے فارغ ہو جائے گا، تب اگر اس سے باقی مدت میں کام یا جائے گا تو جتنا کام کرنا عقد میں طے یا تھا اس کا کام اس سے زیادہ ہو جائے گا، اور اگر باقی مدت میں کام نہ کرے تو متعین مدت کے کچھ حصہ میں کام نہ کرنے کا مرتکب ہوگا، اور کبھی ایسا بھی ہوگا کہ متعین مدت مکمل ہو جانے کے باوجود متعین کام پورا نہیں کر پائے گا، اب اگر وہ کام

## اجل ۱۳

اور اگر ہفت پر کام مکمل نہ ہوے کی وجہ سے مستاجر نے اجارہ فتح کر دیا تو اگر ہیر نے بھی کچھ بھی کام نہیں کیا تھا تو اللہ تعالیٰ اور کام وہوں تم ہو گئے۔ اور اگر ہیر نے کچھ کچھ کام نہ کیا تھا تو اس کو اللہ تعالیٰ کی (یعنی اللہ تعالیٰ کی جتنی اللہ تعالیٰ کی جتنی ہے وہ طے ہے) اس سے کہ جادو فتح ہو جائے کی وجہ سے طے شدہ اللہ تعالیٰ ساتھ ہوئی، لہذا حرجت مثل کی طرف رجوع کیا جائے گا (۱)۔

اجل کی قسمیں اپنے مصادر کے اعتبار سے

اپنے مصادر کے اعتبار سے اجل کی تین قسمیں ہیں:

اجل شرعی، اجل تقضی، اجل اتفاقی۔

ذیل میں ہم ہر قسم کی تعریف کریں گے، ہر قسم میں شامل انواع کا تذکرہ کریں گے، اور ہر قسم کے لئے مستقل فصل قائم کریں گے۔

## فصل اول

### اجل شرعی

اجل شرعی سے مراد وہ مدت ہے جس کو شرع عظیم نے کسی حکم شرعی کا سبب قرار دیا ہو، اس نوع میں مندرجہ ذیل مدتیوں داخل ہیں:

مدت حمل:

۱۳- مدت حمل وہ زمانہ ہے جس میں بچہ اپنی ماں کے بیٹ میں رہتا ہے، فقہ اسلامی نے حمل کی کم سے کم ”۹۰ ریاہ“ سے ریاہ مدت بیان کر دی ہے، اور اس مدت (یعنی قائل مدت حمل) کا استنباط قرآن کریم میں ”وآیت سے کیا گیا ہے، اثرم نے اپنی سند کے ساتھ ابو ملاسود سے روایت کیا ہے کہ ”حضرت عمر کی مدت میں ایک ایسی خاتون کا

بھی مع اشرح الکبیر ۱۹۰۔

مقدمہ پیش ہوا جس کے (کناح کے بعد) چھ ہی مہینہ پر بچہ پیدا ہو گیا تھا، حضرت عمرؓ نے اسے سنگسار کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت علیؓ نے فرمایا: ”یسا کرنا آپ کے لئے درست نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَالْوَالِدَاتُ يُؤْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حُلُولًا كَامِلِينَ“ (۱) (اور ماں اپنے بچوں کو دودھ پلانے میں پورے دو سال) دوسری جگہ ارشاد ہے: ”وَحَمْلُهُ وَفَصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا“ (۲) (اور اس کا حمل اور اس کی دودھ پلانے میں تین مہینوں میں ہو پاتی ہے)، دو سال اور چھ مہینے تین مہینے ہوئے، لہذا اس عورت کو رجم نہیں کیا جانا چاہیے، (حضرت علیؓ کی اس گفتگو کے بعد) حضرت عمرؓ نے اس عورت کو رہا کر دیا۔ اس عورت کو دوبارہ چھ مہینہ پر بچہ پیدا ہوا (۳)۔

اسی طرح فقہ اسلامی نے حمل کی زائد سے زائد مدت بھی متعین کر دی ہے، جمہور فقہاء (مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ اپنی صحیح روایت کے مطابق) کہتے ہیں کہ یہ مدت چار سال ہے، مالکیہ کی ایک رائے میں پانچ سال اکثر مدت حمل ہے، حنفیہ کا مسلک اور حنبلیہ کی ایک روایت یہ ہے کہ ان مدت ۱۰ سال ہے۔

مفتی اعجاز میں ہے کہ حمل کی اکثر مدت کی دلیل مستقرہ ہے، امام مالک سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: ”ہماری پڑوسی محمد بن عثمان کی بیوی تھی خاتون ہیں، ان کے شوہر بھی بچے دی ہیں، بارہ سال کی مدت میں اس خاتون کے تین بار بچے پیدا ہوئے، ہر بچہ چار سال ان کے پیٹ میں رہا“، اور ایسا دوسری خواتین کے بارے میں بھی نقل کیا گیا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ امام ابو حنیفہ تین سال تک بطن

(۱) سورہ بقرہ ۲۳۳۔

(۲) سورہ احقافہ ۱۵۔

(۳) انہی مع اشرح الکبیر ۱۱۵، فتح القدیر ۱۸۱، فتح القدیر کی روایت کے مطابق یہ واقعہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ پیش آیا، اور حضرت اس مہاجرؓ نے اس کو بدلائے دی۔

ان کی اصل نسخہ حدیث کا واقعہ ہے (جس میں رسول اکرم ﷺ نے صرف اس سال کے لئے جنگ بندی کا معاہدہ کیا تھا)، اگر مشرکین سے اس سال سے زیادہ مدت کے لئے جنگ بندی کا معاہدہ کیا جائے گا تو یہ حامدہ (غیر معتبر) ہوگا ہو قمر پٹے کا اس سے کہ اصل یہ ہے کہ مشرکین سے قتال کرنا فرض ہے، یہاں تک کہ وہ یہاں لا میں یا تزیہ (۱) تہذیبات "ہدیہ" کی اصطلاح میں دیکھی جائیں۔

نقطہ کے اعلان و اشتہار کی مدت (۲):

۱۵- نقطہ کے اعلان و اشتہار کی مدت شریعت سے ثابت ہے، اس سلسلہ میں اصل وہ حدیث ہے جو صحابی رسول زید بن خالد بن زیدؓ ان سے مروی ہے کہ رسول نے فرمایا: "سئل رسول اللہ ﷺ عن اللقطة الذهب أو الودق فقال: اعرف وكاءها وعفاصها" (۳) "ثم عزفها سنة، فإن جاء طالبها يومها من الدهر فاذها إليه، وسأله عن صالة الإبل، فقال: مالك ولها؟ دعها فإن معها حذاءها وسقاءها، ترد الماء وتاكل الشجر، حتى يجعلها رثاء، وسأله عن الشاة، فقال:

(۱) اہمى مع المشرح ۵۱۸/۱۰، شرح لروى ۲۲۵/۳، الفتاوى الهندية ۲/۷۷، الدرر النورى على المشرح الكبير ۲۰۶/۳۔

(۲) لغت میں "نقطہ" گرے پڑے ہال کو کہتے ہیں اصطلاح شرع میں لفظ "خيوالات کے علاوہ دوسرے مال کو کہتے ہیں جو کھنڈ پر پڑا ہو اور اس کی کوئی حفاظت کرنے والا نہ ہو، "حالة" وہ چمپا پہ ہے جو پتہ گھر کا راستہ بھول جائے (الاختیار للموصلی ۹۵/۲، طبع مطبعہ النجفی قاہرہ ۱۳۵۵ھ، ۱۹۳۶ء، المشرح الكبير للدرر النورى ۱۱/۷۷، نیز دیکھئے الروض المربع بشرح راہ المستخرج لمصوبہ، مفتی مع المشرح الكبير ۳۱۸/۶۔

(۳) "وكاء" وہ چیز جس سے باغ حجاب لے، "عفاص" وہ برتن جس میں چھ مچھوٹا کیا جائے۔

ہو رہی ہے، یمن اس شہر کے بقول اس روایت کی صحت مشکوک ہے، اس سے کہ خود اس فائدہ یہ ہے کہ اٹھ مدت حمل و سال ہے، اس سے وہ اس چیز کی مخالفت سے رہتے جو خود ان کے ساتھ پیش آچکی تھی، بن عبد السلام فرماتے ہیں "اس زمانہ میں شہر فسا کے ساتھ یہ مشکل ہے" (۱)۔

جنگ بندی کی مدت (مدت بدنه) (۲):

۱۴- حنفیہ، مالکیہ کا مسلک اور امام احمد کی ظاہر روایت یہ ہے کہ اہل حرب سے دس سال کے لئے جنگ بندی کا معاہدہ کرنا درست ہے، جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ سے دس سال کے لئے جنگ بندی کا معاہدہ کیا تھا، جنگ بندی کی مدت اس سے کم اور زیادہ بھی ہوتی ہے، مدت کی تحدید کے بغیر بھی جنگ بندی کا معاہدہ کیا جاسکتا ہے، بس شرط یہ ہے کہ جنگ بندی میں مسلمانوں کا مفاد ہو، اگر اس میں مسلمانوں کا مفاد نہ ہو تو جنگ بندی کا معاہدہ کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فَلَا تَهِنُوا وَتَلَذُّوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ" (۳) (تو تم بہت مت ہارو اور صلح کی طرف مت بد کرو تم ہی غالب رہو گے)۔

امام شافعی کا مسلک اور حنابلہ کی دوسری روایت یہ ہے کہ مشرکین کے ساتھ دس سال سے زائد کا جنگ بندی کا معاہدہ کرنا درست نہیں،

(۱) الاختیار ۴۳۳/۳، فتح القدیر ۳۲۲/۷، ۶۰/۸، رد المحتار ۴۷۴/۳، الدرر النورى ۴۷۴/۳، بدایہ النجف ۴۷۴/۱، مفتی المصباح ۴۷۳/۳، کشاف القناع ۳۳۳/۳، اہمى مع المشرح الكبير ۱۷۷/۱۔

(۲) "مدت" لغت میں سکون کو کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں "جسہ" کہتے ہیں جو بہت مدت تک کے لئے جنگ بندی کا معاہدہ کرنا، اسے "مواعدہ" بھی کہا جاتا ہے (کشاف القناع ۳۳۳/۱، طبع المصباح)۔

(۳) سورہ محمد ۵/۳۔

جائے۔ ساند جانوروں، اور شمس یعنی سونے چاندی و مساب تجارت کی قیمتوں کی زکوٰۃ کے بارے میں سال گزرنے کا اعتبار ہے، رہی کھیتیاں اور بھل اور معدنیات تو اس میں سال کا اعتبار نہیں (۱)۔

عنین (نامرد) کو مہلت دینے کی مدت (۲)؛

۱۷۔ جب شوہر کا نامرد ہونا ثابت ہو جائے تو قاضی اس کے لئے

= ہے کیونکہ اس کا ایک روپیہ حارث بن محمد (ابن ابی الرحال) ضعیف ہے اس حدیث کی روایت ترمذی نے بھی ابن عمر سے مروی ہے اور سو توفا کی ہے (سنن ابن ماجہ ۱۷۵۵، تحقیق محمد بن عبدالمہدی)۔

(۱) الاحتیاء شرح الملک للعسلی ۱/۹۸، ائسی مع بشرح الکبیر ۲/۹۶، مفتی اکبر ج ۱/۸۷، ۳/۳۷، ۳/۳۷، ۳/۳۷۔

(۲) "عین" کی اصطلاح دیکھی جائے، "عین" اس مرد کو کہتے ہیں جو خاص طور سے اگلی شرمگاہ میں دلی کرنے سے عاجز ہو، ایک قول یہ ہے کہ یہ عین کو "عین" اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے اندر کامل میں زری اور لچک ہوتی ہے جس طرح چپائے کی "عنان" (کام کی دکان) میں زری اور لچک ہوتی ہے "عین" "عنان" سے ماخوذ ہے۔

روایت دومیت جو سیدائے مروی ہے تو اس کے چند طرق ہیں اس کی ایک سند یہ ہے: "قال عبد الوفاق حدثنا معمر بن الزہری عن معمر بن المسیب... ابن ابی شیبہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے فرماتے ہیں: "حدثنا هشیم بن محمد بن مسلمة عن النعیمی ان عمر کتب ابی شریح ان یوزجل العین سنة" (حضرت عمرؓ نے لائسی شریح کو لکھا کہ عینیں کو ایک سال کی مہلت دی جائے)۔۔۔ ورنہ امام محمد بن الحسن نے امام یوسف سے روایت کی، انہوں نے فرمایا: "حدثنا احمد بن محمد بن الحسن بن المکی عن الحسن بن عمرو بن الخطاب... اور حضرت علیؓ کی حدیث کی روایت ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے اپنی اپنی سند سے کی ہے ابن ابی شیبہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "یوزجل العین سنة" (عینیں کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی)۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت معمر بن شیبہ کے درے میں روایت کیا ہے کہ انہوں نے عینیں کو ایک سال کی مہلت دی۔ ابن ابی شیبہ نے حسن بن علی، نخعی، عطاء اور سعید بن المسیب رضی اللہ عنہم کا بھی یہ قول نقل کیا ہے کہ ان حضرات نے فرمایا: عینیں کو ایک سال کا موقع دیا جائے (صحیح الترمذی ۱۳۸)۔

خلعها فاما هي لك او لا حيك نو للنب" (۱) (رسول اللہ ﷺ سے سونا یا چاندی کے لفظ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کی بندھن اور اس کی قھلی کو بیچن لو پھر ایک سال تک اس کی شہرہ رہے، اگر کسی دن اس کا مطالبہ کرنے والا (اس کا مالک) آجائے تو اس کو دیو، پھر ان صحابی نے بیٹے ہوئے بنت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں اس بنت سے کیا مطلب، اس کو چھوڑو، کیونکہ اس کے ساتھ اس کا جوتا و ریشم وہ ہے یہ جا و رنگاٹ پر جا کر پانی پی لے گا، ورنہ تو ب کی پتیاں کھا کر گندہ کر لے گا، یہاں تک کہ (تاش کرتے کرتے) اس کا مالک اسے پا جائے گا، پھر ان صحابی نے بکری کے بارے میں سوال کیا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کو پکڑو، کیونکہ یہ بکری تمہارے لئے ہے یا تمہارے بھائی کے لئے ہے یا بھیڑیے کے لئے ہے)۔ مسم نے اس حدیث کی روایت کی۔

مال کی اہمیت کے اعتبار سے اس مدت کے زیادہ دیا کم ہونے کے بارے میں فقہاء کے مختلف قول ہیں، انہیں جاننے کے لئے "فتاویٰ" کی اصطلاح کا مطالعہ کیا جائے۔

و خوب زکوٰۃ کی مدت:

۱۶۔ ابو عبد اللہ بن ماجہ سے سنن میں اپنی سند کے ساتھ حضرت عمرؓ سے نبیوں سے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کو یہ بات سنائی: "لا زكاة في مال حتى يحول عليه الحول" (۲) (اس مال پر زکوٰۃ نہیں یہاں تک کہ اس پر سال گزر

(۱) حدیث روایت محمد بن حنفیہ: "منزل رسول الله ﷺ عن اللفظة" کی روایت مسلم (۳۹۹/۱۳۳) میں بھی آگئی، تحقیق محمد بن عبدالمہدی (۲) مروی ہے

(۲) حدیث: "لا زكاة في مال"۔ صحیح الترمذی میں ہے اس کی سند ضعیف

رَحِيم“ (۱) (جو لوگ قسم کھا لیتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے سے ان کے لئے مہلت ہے چار مہینے کی، پھر اگر باہم مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے)۔

اب اُسر اہل مرو نے چار ماہ کے اندر بیوی سے مباحعت کر لی تو اپنی قسم میں حائض ہو گیا ۱۰ قسم کا کنہ رو لازم ہو ، لڑاۓ بلا جہات ختم ہو گیا ، اور اُس بیوی سے جماعت نہیں کی یہاں تک کہ چار ماہ گزر گئے تو وحیہ کے ر ، یک ایک طلاق بائن پڑی ، یہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے ۔

مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ اور ابو ثور کہتے ہیں کہ جب یہ مدت گزر جائے تو ایسا کرنے والے کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ رجوع کر لے۔ مگر کفارہ کیا اپنی زہد، جس کے بارے میں اس نے یہ طائفہ یہ تھا۔ کو طلاق ہے۔ اے، یہ قول حضرت عائشہؓ اور ابن عمرؓ کا ہے (۴)۔

رضاعت کی مدت (۳)؛

۱۹- جمہور متقاء (مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ و حنفیہ) میں سے ابو یوسف

$$-226/5\sqrt{5} \quad (1)$$

(۲) عریضہ نمبر ۴۹، طبع مطبعہ الاستقامت۔

(۳) لاکھ بھون اصطلاح ”رضاع“ لغت میں رضاعت کا معنی ہے بہنان سے دودھ چھنا، اصطلاح شریعت میں رضاعت کی تعریف ہے ”شیر خوار بچے کا عمر کے مخصوص حصہ میں کسی خاتون کے بہنان سے دودھ پینا“، یہ مخصوص وقت عدت رضاعت ہے جس کی تحدید میں اختلاف ہے (فتح القدیر ص ۳۷۷، ۳۸۰) احکام القرآن للقرطبی ص ۱۶۳) مطالب کی موافق انجیل (ص ۸۷) میں ہے ”رضاعت باعث حرمت نہیں والا یہ کہ دو سال کے آس پاس ہو چھ برس دو سال سے ایک مہینہ لکھ بشرطیکہ دو سال کی اس عدت اور اس اضافی مدت کے درمیان مہینہ دو مہینہ کا فصل نہ ہوا ہو۔“ (الحاج والاظہار) میں ہے (رضاعت ثابت ہوگی) اگر دو سال کے اندر دو سال سے دو ماہ اندر مدت کے اندر رہائی جائے، والا یہ کہ بچہ دودھ سے بے نیاز ہو چکا ہو تو وہ سب کے

ایک سال کی مدت مقرر کرے گا، جیسا کہ حضرت عمرؓ نے کیا تھا، امام  
شافعی و ربیعہ بن زید و سہیل بن عبد اللہ کی ہے، ایک سال ملت، وینا  
حضرت علیؓ، اس مسعود، عثمان و زبیر و بنی عبد ربیعہ رضی اللہ عنہم سے بھی  
مروی ہے، انہا یہ ہیں ہے: تمام مسلمانوں کا اجتماع ہے کہ امام ربی  
کے مسئلہ میں حضرت عمرؓ کے فیصلہ کی پیروی کی جائے گی، اس میں  
ملت یہ ہے کہ سال میں چاروں موسم گزر جاتے ہیں، اس لئے کہ  
جماعت پر قادر نہ ہوتا کبھی حرارت کے عارض کی وجہ سے ہوتا ہے، یہ  
عارض موسم سرما میں دور ہو جاتا ہے اور کبھی دہلیز پر عدم قدرت  
بہار سے ہوتی ہے یہ عارض موسم بہار میں دور  
ہو جاتا ہے، کبھی جماعت کی دشواری خشکی کی وجہ سے ہوتی ہے، یہ عارضہ  
موسم ریح میں زائل ہو جاتا ہے، کبھی جماعت پر عدم قدرت طوبہ کی  
وجہ سے ہوتی ہے، اور یہ عارضہ موسم زرف میں زائل ہو جاتا ہے، جس  
جب پورے سال گزر گیا اور وہ چھبیس دہلیز نہیں کر سکا تو ہمیں یقین ہو گیا  
کہ اس کا یہ مرض پیدائشی ہے (۱)۔

مریلا، عیسٰی مہبت دینے کی ہمت (۲)؛

۱۸- حب کی مراد ہے اپنی بیوی سے لڑائی یا (یعنی کم از کم چار ماہ بیوی سے جماع نہ کرنے کی قسم کھانی) تو اسے لازماً چار ماہ کی مہلت دی جائے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لِّلَّذِينَ يُؤْتُونَ مِنْ نِسَاءِهِمْ ثَرْبُصًا اَرْبَعَةَ اشْهُرٍ فَاِنْ فَاءَ وَ اِنْ اَللّٰهُ عَفُوٌّ

(۱) منشی احتجاج ۳۰۳/۲۰۰۶، الموعود للفرج ۲۷/۲/۲۰۰۶۔

(۲) لغت میں "ہلوا" قسم کھانے کو کہتے ہیں۔ اور اصطلاح میں شوہر کا جس کا طلاق رہنا صحیح ہو، قسم کھانا کہ وہ اپنی زوجہ کے ساتھ وٹلی نہیں کرے گا خیر بیان مدت یا چار ماہ یا اس سے زائد کی مراحت کے ساتھ (معنی الحجاج ص ۳۳۳ ص ۳۳۴) فتح القدیر ۳/ ۴۰۰ حلیۃ المدنی علی اشراج الکبیر ۲/ ۹۷ طبع بولہ المروضہ ۳/ ۴۰۰ ص ۴۰۰

...چھ مہینے سے حرمت رخصت ثابت ہوتی ہے، دو سال ہے، ان حضرات کا استدلال قرآن کریم کی اس آیت سے ہے: "وَحَمْلُهُ وَفُصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا" (۱) (اور حمل میں رہنا اس کا اور، چھ مہینے میں نہیں مہینے میں ہے)۔

حمل کی کم سے کم مدت چھ مہینے ہے، اب وہ چھ مہینے کے لئے دو سال ہوتی ہے، غیب نے عمر بن زینار سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا کہ ابن عباس نے فرمایا: رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "لَا رُضَاعَ إِلَّا مَا كَانَ فِي الْحَوْلِ" (۲) (رضاعت وہی ہے جو دو سال کے درمیان) اس حدیث کی روایت دارقطنی نے کی ہے، ظاہر یہ ہے کہ رضاعت کی غی کر کے مہینے کی رضاعت کی غی ہے، دارقطنی کہتے ہیں: "اس حدیث کو ابن مہیہ سے صرف شام بن جمیل نے روایت کیا ہے، وہ دقت کا ذکر حدیث میں ہے۔"

امام ابو حنیفہ کی رائے یہ ہے کہ رضاعت کی مدت تین مہینے = گذری ہو، قطعی کہتے ہیں: جس رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے وہی ہے جو دو سال کے اندر ہو۔ چوتھا قول ابو حنیفہ کا ہے کہ کم از کم ایک دو مہینے دو سال کی غی کے حکم میں ہیں بشرطیکہ بچہ دو دھن چھوڑ چکا ہو، اور اگر بچہ دو دھن چھوڑ چکا ہو مگر وہ بھی دو سال کے اندر کی مدت ہو مگر وہ دھن چھوڑنے اور کھانے پر گذران کرے کے بعد اس نے دو سال کے اندر ہی پھر دو دھن چھوڑنا تو ابن قاسم فرماتے ہیں کہ حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی، نیز دیکھئے معنی التامیج ص ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴،

میں لفظ "ولو بقتل مغل" آیا ہے (جس کا معنی چڑے کا وہ نکلے جس میں چہ نہ کاٹا گیا جاتا ہے)۔

کوئی صحابی اس طرح کی بات اسی وقت کہہ سکتا ہے جب کہ اس نے رسول اکرم ﷺ سے سنا ہو اس لئے کہ مقامہ میں قتل کا فعل نہیں ہے، اور خود رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے: "الولد لا یبقی لی بطن امہ اکثر من سنتین" (بچہ بطن مادر میں دو سال سے زائد نہیں رہتا) (اس لئے حمل کی مدت تو تین ماہ سے کم ہوتی) "ورہ" چھڑانے کی مدت تین ماہی رہی (۱)۔

امام مڑ کی رائے یہ ہے کہ مدت رضاعت تین سال ہے۔ کیونکہ (دو ماہ کے بعد) بچے کو دودھ کے علاوہ دوسری غذا کاغای ہوئے کے سے ایک مدت چار ماہ سے اس کی نشوونما ہوا بد ہو جائے، اس کے سے مزید مدت دینی ہوئی جس میں بچہ تبدیلی نہ آتا عادی بنے گا، ایک سال ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوے کے سے بہتر بن جاتا ہے، کیونکہ اس میں چاروں موسم آجاتے ہیں، اس طرح تین سال مدت رضاعت متعین کی گئی۔

### عدت کی مدت:

۲۰- مدت دو مدت ہے جو شریعت نے معائنہ، بیوہ یا اس عورت کے سے مقرر کیا ہے جس کا نکاح منع کیا گیا ہو، مذکورہ بالا تینوں صورتوں میں اگر عورت حاملہ ہے تو اس کی مدت وضع حمل ہے، اور بیوہ کی مدت جو حاملہ نہ ہو چار مہینہ اس میں ہے، چاہے مدت بڑھ جائے یا نہیں، معائنہ نہ قبول کیا ہو مدت نہیں، آسہ نہیں، "رضعہ" (ماہانہ) میں اس کی مدت تین ماہ ہے۔ "قرء" کی قریہ میں مقبلا، کے درمیان اختلاف (۲) مع القدر ۵۸، ۵۹، ۶۰ کمال بن ہمام نے امام ابو حنیفہ اور امام مڑ کی آراء کا تفصیلی رد لکھا ہے صاحبین اور جمہور کے مسلک کو ترجیح دی ہے اور فرمایا ہے: یہی طحاوی کا پسندیدہ مسلک ہے۔

ہے کہ آیا "قرء" کا معنی ضرر ہے یا حیض (یعنی مدت تین طہریں یا تین حیض) (ماہانہ جسے حیض نہ آیا ہو) "رسد کی مدت تین مہینے ہیں۔ اس کی تحصیل اصطلاح "مدۃ" کے تحت ملے گی۔

### اختیار شرط کی مدت (۱):

۲۱- جمہور فقہاء کی رائے ہے خریہ فروخت میں اختیار کی شرط لگانا جائز ہے (۲)۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ اختیار کی مدت کیا ہوتی ہے، امام ابو حنیفہ، امام مڑ اور فقہاء وشافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ خریہ فروخت میں بیچنے والے یا خریدنے والے یا دونوں کے سے تین دن یا اس سے کم کا اختیار حاصل ہونے کی شرط لگانا جائز ہے۔

اور اس باب میں اصل وہ حدیث ہے جس میں روایت کیا گیا ہے کہ زبان بن مہدی بن عمرو انساری خریہ فروخت میں نقصان ٹھہرا کرتے تھے، رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: "إدا باہت فقل: لا خلاۃ، ولی العیار ثلاثة أيام" (۳) (جب خریہ فروخت کرو تو کہہ دیا کرو "لا خلاۃ" (دھوکہ دہی نہیں) اور مجھے تین دن تک اختیار ہوگا)۔

امام ابو یوسف، امام محمد، ابن المنذر اور حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ اختیار کی شرط لگانا جائز ہے جبکہ مدت معلوم متعین کی گئی ہو اگرچہ وہ طویل ہو، یہی بات حسن بن صالح، ابن ابی بلی، اسحاق اور ابو ثور سے

(۱) "حکیمۃ خیاز" کی اصطلاح۔

(۲) فتح القدیر ۵۸، ۵۹، ۶۰ رد المحتار ۴۷، ۴۸ معنی المحتاج ۳۳، ۳۴، الفی مع شرح الکبیر ۶۵، ۶۶۔

(۳) اس حدیث کی روایت امام شافعی اور حاکم نے حبان (حاکم کے ربوہ کے ساتھ) سے کی ہے نیز بیہقی، ابن ماجہ اور بخاری نے انمارع، لاوسط میں، نیز ابن ابی شیبہ، معہ بن عمرو سے اس کی روایت کی ہے راجح یہ ہے کہ یہ حدیث حبان کا ہے کیونکہ حبان تک اس کی سند متصل ہے اور منقطع تک منقطع ہے (مع القدر ۵۸، ۵۹)۔

ومشتری میں سے کسی ایک نے کہا: ”مجھے اختیار ہوگا“ اور اختیار کی مدت دیکھیں گی۔ یا انہوں نے ایسی مدت تک کے شرط لگائی جو مدت خود معلوم ہے۔ مثلاً زید کے آنے تک، یا بارش ہونے تک، یا فلاں مکان سے مشورہ کرنے تک وغیرہ، اس تمام صورتوں میں ثانیہ کے نزدیک ”در تابلہ کے صحیح مذہب کے مطابق یہ معاہدہ درست نہیں ہو۔“

امام احمد بن حنبل کی ایک روایت یہ ہے کہ یہ معاہدہ درست ہوگا اگر اس وقت کو ہمیشہ اختیار ہوگا، یا وہ انہوں اختیار ختم کر دیں، یا اس کی مدت ختم ہو جائے اور یہ شرط کسی خاص مدت تک کے سے تھی۔ ابن شبرمہ کا بھی یہی قول ہے، کیونکہ اس سرم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”المسلمون عند شروطہم“۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ عقد درست ہوگا، لیکن ان دونوں کے لئے ایک ایسی مدت طے کر دی جائے گی جس میں عموماً اس سہان کو جانچنا پکنا جاسکتا ہے، کیونکہ یہ مدت عادت کے اعتبار سے طے شدہ ہوگی۔

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر ان دونوں نے تیس دن گزرنے سے پہلے یہ شرط ختم کر دی، یا تیس روز سے زائد مدت حذف کر دی، اور مدت کو صحیح کر دیا تو عقد صحیح ہو جائے گا، کیونکہ ان دونوں نے عقد کو قائم کرنے والی چیز کو عقد سے مربوط ہونے سے قبل حذف کر دیا، لہذا عقد صحیح ہوا ضروری ہے جس طرح یہ شرط نہ لگانے کی صورت میں عقد درست ہوتا <sup>(۱)</sup>۔

حیض کی مدت:

۲۲- ثانیہ ”در تابلہ کے نزدیک حیض کی کم سے کم مدت یک دن

بھی منقول ہے، اس حضرت کا استدلال اس روایت سے ہے کہ حضرت اس عمر رضی اللہ عنہ سے وہ مہینہ اختیار کی شرط کے ساتھ بھی فرہنگی کو درست قرار دیا، اور استدلال یہ ہے کہ اختیار ایک حق ہے جو شرط پر مبنی ہے پس اس مدت کی تعیین کا مرجع وہ شخص ہوگا جو شرط لگا رہا ہے، جیسے اہل بیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”المسلمون عند شروطہم“ <sup>(۱)</sup> (مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں)۔ ایک استدلال یہ بھی ہے کہ خیار اس لئے مشروع کیا گیا ہے کہ نہیں سے بچنے کے لئے غور فکر کی ضرورت ہے، اور کبھی یہ ضرورت تین دن سے زیادہ کا تقاضا کرتی ہے، جیسے شمن کی اجارہ دہنگی کا مسئلہ، اس لئے کہ اہل باوجود مقتضائے عقد کے مخالف ہونے کے ”ہنگی میں مانع کی ضرورت کی وجہ سے شرمٹ ہوتی ہے، پھر دشمن کی تاثیر میں جس مقدور پر وہوں فریق راضی ہو جائیں جائز ہے“ <sup>(۲)</sup> (لہذا یہاں خیار شرط میں بھی ہونا چاہئے)۔

ملاحظہ کیجئے کہ یہ مختلف سامانوں کے اعتبار سے خیار کی مدت تک تک ہوگی، کیونکہ اختیار کی شرط کاغذی کا مقصد اس مدت میں اس سہان کو جانچنا پکنا ہے، اور مختلف سامانوں کو جانچنے کے لئے تک مدت درکار ہوتی ہے، سامان میں وہ کم سے کم مدت متعین کی جائے گی جس میں اس سہان کو جانچنا پکنا ممکن ہو، تاکہ جو کہ کم کیا جائے، مثلاً گھر میں یک ماہ کی مدت، جانور میں تین روز کی مدت <sup>(۳)</sup>۔

گر خیار شرط کے لئے کافی ہونی مدت مجہول ہو، جیسے ہمیشہ کے لئے خیار کی شرط لگائی گیا یہ کہا کہ جب چاہوں مجھے اختیار ہوگا، یا باقی

(۱) حدیث: ”المسلمون عند شروطہم“ کی تخریج (اجازہ فقہ ۲۶) میں کردہ ہوگی۔

(۲) شرح الکبیر لا من قدامہ المقصدی ۱۵۸۳ طبع ۱۸۸۲ء۔

(۳) حاشیہ الدہستانی علی المشرح الکبیر ۹۱۸۳، ہواہب الجلیل للخطاب ۳۱۰۳۔

(۱) المشرح الکبیر مع انضی ۶۱۸۳ طبع ۱۸۸۲ء۔



مالکیہ کی رائے ہے کہ زمانہ کے اعتبار سے حیض کی کوئی کم سے کم مدت نہیں ہے اور ایسی غیر حاملہ عورت جس کو پہلی بار حیض آیا ہو اور مسلسل جاری ہو اس کے لئے اکثر مدت نصف ماہ ہے، اور ایسی غیر حاملہ عورت جس کو خود ایک ہی بار حیض آیا ہو اس کی اکثر مدت اس کی عادت سے تین دن زیادہ ہوں، خود اس میں خوب "نئے یا نہ آئے" (۱)۔

مدت حیض کے بارے میں مزید تفصیلات میں جنہیں اصطلاح "حیض" کے تحت دیکھا جاتا ہے۔

#### طہر کی مدت:

۲۳- حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ و حنبلیہ پوری کی رائے ہے کہ وہ عورتوں کے، عورتوں کی کم سے کم مدت پندرہ دن ہیں، اس بارے میں حنفیہ نے رسول اکرم ﷺ کے اس روایت سے استدلال کیا ہے: "قل الحيض ثلاثة، واكثره عشرة ايام، واقل ما بين الحيضين خمسة عشر يوماً" (۲) (حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے، اور دو حیضوں کے درمیان کی کم سے کم مدت پندرہ دن ہیں)، یہ روایت احمد انجمی سے منقول ہے، کہا گیا ہے کہ اس مدت پر صحابہ کرام کا جھگڑا ہے، اور اس لئے بھی کہ یہ مدت لزوم (احکام مثلاً نماز وغیرہ لازم ہونے کی مدت)

اور ایک رات ہے، اور زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن ہیں اپنی راتوں کے ساتھ، اور یہ اس لئے کہ شرع میں حیض کا مطلق ذکر آیا ہے اس کی کوئی تحدید نہیں ہے، اور لغت و شریعت میں اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، پس واجب ہے کہ اس بارے میں عرف و عادت کی طرف رجوع کیا جائے جیسا کہ لفظ "قبضہ"، "اخراج" اور "تفرق" اور ایسی ہی دوسری چیزیں میں عرف و عادت کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، اور عادتاً حیض ایک دن پایا گیا (لہذا اقل مدت حیض ایک دن ہوگا)، عطاء بن یسار فرماتے ہیں: میں نے ایسی عورتوں کو دیکھا جنہیں ایک دن حیض آیا کرتا تھا اور ایسی عورتوں کو بھی جنہیں پندرہ دن حیض آیا کرتا تھا (۱)۔

حنفیہ کے نزدیک حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور تین راتیں ہے اور اس سے کم خون استحاضہ ہے، کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "اقل حيض الحاربة البكر والحب ثلاثة ايام، واكثر ما يكون عشرة ايام، فاذا زاد لهن مستحاضه" (۲) (کنواری اور غیر کنواری عورت کے لئے حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہے اور حیض زیادہ سے زیادہ دس دن ہوتا ہے، جس عورت کو اس کے بعد بھی خون آئے وہ مستحاضہ ہے)۔ امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ حیض کی کم سے کم مدت دو دن اور تیسرے دن کا اکثر حصہ ہے، کٹر کوکل کے قائم مقام قرار دیتے ہوئے، اور حیض کی زائد سے زائد مدت دس دن راتیں ہے، اس سے راہ استحاضہ ہے (۳)۔

(۱) الخرجی ۱/۲۰۵، معجم المصنفین علی بشرح الکبیر ۱/۱۳۲۔

(۲) حدیث: "اقل الحيض ثلاثة واكثره عشرة"۔ اس کی روایت ابن الجوزی نے احمل المتنازع فیہ میں کی ہے اس کے ایک راوی ابو داؤد نخعی ہیں جو انتہائی کمزور ہیں۔ اس حدیث کے ابتدائی حصہ کی روایت کچھ فرق کے ساتھ طبرانی اور دارقطنی نے بھی کی ہے اس کی سند کمزور ہے ابن عدی نے بھی انتہائی کمزور سند کے ساتھ اس کے مثل روایت کی ہے (الدر المنثور ۱/۸۳۰، مجمع الزوائد ۱/۲۸۰)۔

(۱) مفتی اصناف ۱/۹۸، مفتی و اشرف الکبیر ۱/۳۳۳، المروسی لمربع ۱/۳۳۔  
(۲) اس حدیث کی روایت دارقطنی نے جو امام سے کی ہے اس سلسلہ میں دارقطنی اور حنفی کے یہاں، نیز ابن عدی کی اکال اور ابن الجوزی کی احمل المتنازع فیہ میں متعدد روایات ہیں جو حدیث کو ضعف سے ظاہر کر دیتے ہیں تک پہنچا دیتی ہیں۔

(۳) معجم المصنفین ۱/۲۳۳۔

ہے لہذا حدیث اقامت کی طرح ہے (۱)۔

شافعیہ کا استدلال یہ ہے کہ مہینہ عام طور سے حیض اور طہر سے خالی نہیں ہوتا، اور جب اشتر حیض (ان کی رائے کے مطابق) پندرہویں ہے تو لازم ہو کہ قبل طہر بھی پندرہویں ہو۔

اس بات پر جماع ہے کہ طہر کی زیادہ سے زیادہ کوئی مدت مقرر نہیں، بعض عورتوں کو عمر میں ایک ہی بار حیض آتا ہے اور بعض کو سرے سے حیض نہ آتی نہیں۔

حنابلہ کا مسلک ہے کہ وہ حیضوں کے درمیان کم از کم تیرہ دن پاکی (طہر) کے ہوتے ہیں، ان کا استدلال حضرت علیؓ سے منقول اس روایت سے ہے کہ: "ان امرأۃ جاء تہ، وقد طلقھا زوجھا، فرعمت انھا حاصت لہی شہر ثلاث حیض، طہرت عند کل قوء ووصلت، فقال علی لشریح: قل فیھا، فقال شریح: ان جاءت ببینۃ من بطانۃ اھلھا، ممن یرصی دہبہ و امانتہ، لشہدت ہدیک، والا فہی کاذبہ، فقال علی قائلون" (حضرت علیؓ کے پاس ایک خاتون آئیں، ان کے شوہر نے انہیں طلاق دے دی تھی، اس خاتون نے دعویٰ کیا کہ ان کو ایک مہینہ میں تین حیض آئے، ہر حیض کے بعد وہ پاک ہوئیں اور انہوں نے نمازیں پڑھیں، حضرت علیؓ نے حضرت شریح سے فرمایا: اس عورت کا حکم بتائیے، قاضی شریح نے کہا: اگر یہ خاتون اپنے گھر والوں میں سے دیدار و امانت والوں کی کوئی پیش کرے سب تو اس کی بات تسلیم کر لی جائے گی ورنہ یہ جھوٹی ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا: "قائلون" جو روٹی زبان میں "اچھا" کے لئے بولا جاتا ہے (یعنی یہ فیصد اچھا اور مناسب ہے)، اس واقعہ کی روایت امام احمد نے اپنی

حدیث کے ساتھ کی ہے (۱)۔ یہ بات کوئی صحابی اسی وقت بہہ سکتا ہے جب کہ اس نے رباں رسالت سے متاثر ہو، ورنہ اس سے بھی کہ یہ ایک صحابی کا قول ہے جس کو شہرت حاصل ہوئی اس کے باوجود کی صحابی کا اس سے اختلاف کرنا معطوم نہیں ہے۔

سنن ابی اسحاق (۲)۔

۲۴۔ فقہاء کے مابین سنن ابی اسحاق کی تعیین میں بڑا اختلاف ہے۔

بعض فقہاء کی رائے یہ ہے کہ سنن ابی اسحاق کی کوئی تحدید نہیں ہے، عورت کا آئسہ ہونا یہ ہے کہ وہ اتنی عمر کو پہنچ جائے جس عمر میں اس جیسی عورتوں کو حیض آنا بند ہو جاتا ہے، جب اس کی عمر اتنی ہو جائے اور جیسے کا خون آنا بند ہو جائے تو اس پر آئسہ کے احکام جاری ہوں گے، اس جتنی عورت سے "وہ عورت مر" ہوتی ہے جو جسم کی ساخت اور موٹاپے اور دلچسپی میں اس کے مماثل ہو، مذہب حنفی کی ایک رائے یہی ہے۔

بعض فقہاء سنن ابی اسحاق کی تحدید پچاس سال سے کرتے ہیں، یہ شافعیہ کا ایک قول اور امام احمد کی ایک روایت ہے، اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں: پچاس سال کے بعد حیض نہیں آتا، اس عمر کے بعد کسی عورت کو خون آئے تو وہ مستحاضہ کے حکم میں ہوگی، کیونکہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: "اداءت المرأة خمسین

(۱) اس کا ذکر ابن قدامہ نے المغنی مع الشرح المکبیر (۳۲۶/۱-۳۲۷/۱) میں کیا ہے، نیز اس کی روایت ابی (۲۷۲/۱۰) تہذیبی (۳۱۷/۱۷) اور دارمی (۲۱۳/۱) نے کی ہے۔

(۲) ملاحظہ ہو "مہامس" کی اصطلاح، فقہ میں "مہامس" کا معنی امیدی کے ہیں اور اصطلاح شریع میں "مہامس" کو عمر ہے جس تک پہنچنے کے بعد عورت کو سن آنا بند ہو جاتا ہے اور امید نہیں ہوتی کہ اسے پھر حیض آئے۔

نہیں ہے جس بخت عورت پاکی، کچھ غسل کر لے ہو پاک ہو جانے کی،  
ماں اشدت نفاس کے بارے میں اتفاقاً اختلاف ہے۔

سلاویٰ ایک جماعت کا مذہب ہے کہ نفاس کی اکثر مدت چالیس  
دن ہے۔ جو تہذیبی فرماتے ہیں: ”صحابہ کرام اور ان کے بعد کے  
اہل علم کا اجماع“<sup>(۱)</sup> ہے کہ نفاس والی عورت چالیس دن تک نماز نہیں  
پڑھتی۔ والا یہ کہ اس سے پہلے پاکی دیکھتے تو غسل کر کے نماز  
کرتے۔ جو جدید فرماتے ہیں: لوگوں کی جماعت کی قیوں پر ہے،  
یہی امت حضرت عمر، ابن عباس، عثمان بن ابی العاص، عبداللہ بن عمر،  
انس، ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ سفیہ ثوری، حلق بن  
راہویہ، حنفیہ، رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

اس حضرت کا استدلال اس حدیث سے ہے جسے ابوہریرہ بن  
ریاء نے منہ روایہ سے ”امروا بن حضرت ام سلمہ“ سے روایت کیا  
کہ انہوں نے فرمایا: ”کانت النساء تحبس علی عہد النبی  
سبعتہ اربعین یوما واربعمین لیلۃ“<sup>(۲)</sup> (نفاس والی عورت عہد  
نبوی میں چالیس دن، چالیس رات بیٹھی رہتی تھی یعنی تین دنوں  
ماز میں پہنچتی تھی)۔

عقلم بن حنبلہ نے منہ روایہ سے، انہوں نے حضرت ام سلمہ

= میں اس کا بھی کچھ پیدا کیا، اور اصطلاح میں نفاس وہ طوٹ ہے جو دم سے نکل  
کے نکل جانے کے بعد آئے (مشنی الحجاج ۱۰۸)۔

(۱) ابن حزم نے اس اصطلاح کے دعویٰ پر گرفت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بعض،  
عطاء ثانیہ، مالکہ سلیمان اور عائشہ سب لوگوں نے اس سے اختلاف  
کیا ہے۔

(۲) حدیث شریف کی روایت ابو داؤد (۱۲۳) و ترمذی (۳۰۸)، ابن ماجہ  
(۱۱۵) و بیہقی (۳۲۱) اور حاکم نے مستدرک (۱۵۵) میں کی ہے  
حاکم ورمذی نے اس کو صحیح کہا ہے ترمذی نے نیزہ اس حدیث کو عم صرف  
ابوہریرہ کی سند کے ساتھ جانتے ہیں وروثہ ثقہ ہیں۔ خطابہ، نے نیزہ محمد بن  
اسحاق نے اس حدیث کی سند کی ہے۔

سنة حرجت من حد الحيض“<sup>(۱)</sup> (جب عورت کی عمر پچاس  
سہ ہو جائے تو وہ حیض کی حد سے نکلے گی)، اور انہیں سے یہ بھی  
مروی ہے، انہوں نے فرمایا: ”لن مری المرأة فی بطنها ولدا  
بعد الخمسين“<sup>(۲)</sup> (نہی عورت کے بطن میں پچاس سال کے  
بعد بچہ نہیں ہوتا)۔

بعض شافعیہ کی رائے اور امام احمد کی ایک روایت ہے کہ عورت  
ساتھ سال تک یقین کے ساتھ حیض سے مایوس نہیں ہوتی۔ شافعیہ کا  
مشہور قول ہے کہ سہ یا اس بائیس سال ہے۔

مالکیہ کا مذہب ہے کہ حیض آنے سے مابقی سہ سال میں متحقق  
ہوتی ہے، اسی طرح کا قول بعض شافعیہ سے بھی منقول ہے، اور یہ کہ  
بچپن سال کے بعد آسہ ہونے کا شک پیدا ہو جاتا ہے، لہذا اس عمر  
کے بعد جو خون نظر آئے اس کے بارے میں ان تجربہ کار عورتوں کی  
طرف رجوع کیا جائے جن کو اس طرح کی معلومات ہیں کہ یہ حیض کا  
خون ہے یا نہیں، لہذا ۶۰ سال کی عمر کو پہنچنے والی عورت کے بارے  
میں روایت کرے کی ضرورت نہیں ہے<sup>(۳)</sup>۔

مدت نفاس (۴):

۲۵- فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نفاس کی کوئی کم سے کم مدت

(۱) قول مالک: ”إذا بلغت المرأة خمسین سنة حرجت من حد  
حيض“ نہ اجماع ائمہ کی اصطلاح مدبرے میں ملے، وروثہ تحقیق الجیر، الدرر  
ورنصب ارباب میں ملے۔

(۲) قول مالک: ”لن مری المرأة فی بطنها ولدا بعد الخمسين“ کتب  
حدیث کے ان مقامات پر نہیں ملے جہاں اس کے لئے کی توقع تھی۔

(۳) فتح القدیر ۳۵۵، مواہب الجلیل للخطاب ۳۴۲-۳۴۶، جامعہ الدوسقی  
علی اشرف الکبیر ۳۰۲ مشنی الحجاج بشر بنی ۳۸۷-۳۸۸، المنشی مع  
اشرف الکبیر ۱۲۲۔

(۴) مدخلہ: ”نفاس“ کی اصطلاح نفاس فون کے ذریعے کے ساتھ ہے لغت

بلوغ کی عمر:

۲۶- ثارٹ نے بلوغ کو عقل کے مکمل ہوجانے کی علامت قرار دیا ہے۔ یونکہ عقل کے مکمل ہونے پر مطلع ہوا دشا ہے لہذا بلوغ کو اس کے تمام مقام ماں یا یا۔

بلوغ کی عمر تھی ہے اس کے بارے میں اختلاف ہے:

ثانفیعہ کتاب (۱) حنفیہ میں سے امام ابو یوسف و امام محمد (ورہمہم) دنوں کی رائے مذہب میں مستحکم ہے (اور امام اوزاعی کی رائے ہے کہ لڑکے اور لڑکی کے لئے بلوغ کی عمر پورے پندرہ قمری سال ہیں، ثانفیعہ کی صراحت کے مطابق بلوغ کی یہ تحدیدی عمر ہے (نہ کہ تقریبی)، سن بلوغ پندرہ سال قرار دینے والوں کا استدلال حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ہے: مجھے رسول کریم ﷺ کے سامنے غزوہ موآحہ کے موقع پر پیش کیا گیا، اس وقت میری عمر چودہ سال تھی تو آپ ﷺ نے مجھے جازت نہیں دی اور مجھ کو بالغ نہیں سمجھا۔ پھر مجھے غزوہ خندق کے موقع پر بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا جب کہ میری عمر پندرہ سال تھی تو مجھے جازت دیدی اور مجھے بالغ سمجھا۔ اس حدیث کو ابن ہبان نے روایت کیا ہے، اور اصل اس کی صحیحین میں ہے (۲)۔

امام ثانی فرماتے ہیں: ابن کرم ﷺ نے سترہ صی پکو چودہ سال کی عمر کے تھے، وہیں روایا (یعنی جہاں میں شرکت کی جازت نہیں

سے روایت کیا کہ ام سلمہ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: ”کم تجلس المراءہ ادا ولدت؟ قال: اربعین یوماً، الا ان تری انصهر قلب ذلک“ (۱) (عورت بچہ پیدا ہونے کے بعد کتنے دنوں بیٹھی رہے؟ تو حضور ررم ﷺ نے فرمایا: چالیس روز، والا یہ کہ اس سے پہلے پاکی دیکھ لے) دارقطنی نے اس حدیث کی روایت کی، ابن قدامہ فرماتے ہیں: (یقول اس لئے بھی قائل ترجیح ہے) یونکہ یہ صحابہ کرام کا قول ہے جن کا امام ہم نے اپنا دیا۔ اور ہم نہیں جانتے کہ ان کے زمانہ میں کسی نے ان کی اس رائے سے اختلاف کیا یا نہیں یہاں ہوا، اور اسی رائے پر اجازت نہ دی گئی تھی کیا ہے، اور اسی کی حکایت ابو عبید نے بھی کی ہے۔

مالکئہ و ثانفیعہ کی رائے یہ ہے کہ نفاس کی اکثر مدت ساٹھ دن ہے، ابن عقیل نے احمد بن حنبل سے بھی ایک روایت مالکئہ و ثانفیعہ کے مطابق نقل کی ہے، اس لئے کہ احمد بن حنبل نے اوراق سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: ”ہمارے یہاں ایک عورت کو ۷۰ ماہ تک نفاس کا خون آتا ہے۔“ اسی طرح کی بات عطاء سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے بھی ایسا واقعہ دیکھا ہے، ان حضرات کا استدلال و قعات سے ہے کہ ایسا ہوتا ہے، ثانفیعہ کہتے ہیں کہ آٹھ یا دس چالیس دن ہوتا ہے (۲)۔

(۱) حدیث ام سلمہ کی روایت ابو داؤد (۱۳۳ طبع لطیف الانصار بدلی) اور ترمذی (۲۲۸۱ تحفۃ الاحوذ فی طبع التقریر) نے حضرت ام سلمہ سے ابن القاضی میں کی ہے ”کانت المراءہ من لساء النبی ﷺ فعد فی العاص اربعین یوماً او لومعین لیلۃ“ (نبی ﷺ کی اذواج میں سے کوئی زوجہ نفاس میں چالیس دن یا چالیس رات بیٹھی نہیں) عبدالحق نے کہا اس باب کی احادیث معمول ہیں، اور سب سے بھر حدیث منہ از دہر کی حدیث ہے (ص ۸۱ بہ ۲۰۵ تاریخ کردہ مجلس اطمینان)۔

(۲) تاریخ القدیر ۱/ ۱۵، الفرضی ۱/ ۲۱۰، حافیۃ الدسوقی علی المشرع الکبیر ۱/ ۱۳۶، منی المحتاج ۱/ ۱۱۹، المنی مع المشرع الکبیر ۱/ ۶۳۔

(۱) حافیۃ القدیر ۱/ ۲۳۹، المنی مع المشرع الکبیر ۱/ ۵۴۔

(۲) غزوہ احد شوال ۳ھ میں ہوا اور غزوہ خندق حجہ ۵ھ میں پیش آیا، حضرت ابن عمر کے قول ”تک احد کے موقع پر میں چودہ سال کا تھا“ کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ میں عمر کے چودہویں سال میں داخل ہو تھا اور ان کے قول ”میں پندرہ سال کا تھا“ کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ میری عمر کے پندرہ سال مکمل ہو گئے تھے، ملاحظہ ہو: سئل السلام ۳/ ۱۳۸، مطبوعہ الاستقامہ ۳۵۷۔

حضرت اہلی عورت (یعنی بالغ عورت کی) نماز قیوں نہیں کرتے، (دو پہلو کے ساتھ) یا بلوغ حاصل ہونے سے ہوتا ہے یا زیر ناف سخت ہونے سے (۱)۔

خطاب نے بلوغ کے سلسلہ میں مذہب مالکی کے پانچ قولوں ذکر کیے ہیں۔ ایک روایت میں اہل روہم ہے، ایک قول متردد ہوس کا ہے۔ اہل مالک کے بعض شرح نے سولہ سال اور بیس سال کا بھی اضافہ کیا ہے۔ ابن سب کے مطابق سن بلوغ پندرہ سال ہے حضرت ابن عمر کی حدیث کی وجہ سے (۲)۔

امام ابو حنیفہ کا مسلک ہے کہ عمر کے اعتبار سے لڑکے کا بلوغ اٹھارہ سال میں اور لڑکی کا بلوغ سترہ سال میں ہوتا ہے، ان کا استدلال قرآن پاک کی اس آیت سے ہے: "وَلَا تَقْرَبُوا مَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْكُمْ فَتَنُوا بِمَا ضَلَبْتُمْ بِهِ" (اور پاس نہ جاؤ جو تم کے مال کے عمر اس طرح سے کہ بہتر ہو یہاں تک کہ پہنچ جاوے پنی جونی کو)۔ ابن عباسؓ "اشدہ" کی تفسیر اٹھارہ سال سے کرتے ہیں، یہ "اشدہ" کی تفسیر میں "راہ ہونے" لے آہ اس میں سے سب سے کم ہے، جس سے احتیاج قبول یا، یہ بچے کے بلوغ کی عمر ہونی چاہی ہے سے پہلے بالغ ہوتی ہے، اس لئے ہم نے ایک سال کم کر دیا (۳)۔

= ہے کہ اس کا سقوط ہوا رائج ہے، حاکم نے اس میں "ارسال" کی علت لکھی ہے طبرانی نے ابی نعیم الحلیف اور ابی نعیم الاوسط میں ابی داؤد سے ان الفاظ میں اس حدیث کی روایت کی ہے: "لا يقبل الله من امرأه صلاة حتى تنوب" (اللہ تعالیٰ کسی عورت کی نماز قبول نہیں کرتے یہاں تک کہ وہ پنی رست چھوڑے اور اس لڑکی کی نماز قبول کرتے ہیں جو عریض کو پہنچ جائے یہاں تک کہ وہ دوپہر ہوڑے)۔

(۱) حلیہ القدوسی علی شرح الکبیر ۳۹۳۔

(۲) سوانح الجلیل ۵/۹۵۔

(۳) رد المحتار علی الدر المختار ابن عابدین ۵/۱۳۲، احتیاجاً شرح ابن عابدین ۱/۲۶۶۔ آیت ۳۳ سورہ ابراہیم ہے۔

دی)۔ چونکہ نہیں بالغ نہیں سمجھا، پھر دو لوگ پندرہ سال کی عمر میں حضور روم علیہ السلام کے سامنے پیش آئے گئے تو آپ علیہ السلام نے انہیں جہاد میں شرکت کی اجازت دے دی، انہیں میں زید بن ثابت، رافع بن خدیج اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم ہیں (۱)۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اکرم علیہ السلام نے فرمایا: "إذا استكمل المولود خمس عشرة سنة كتب ما له وما عليه وأخذت منه الحدود" (۲) (جب بچہ پندرہ سال کی عمر پورا کر لے تو اس کے حقوق و فرائض ثابت ہو جاتے ہیں اور اس پر حدود مقرر ہوتے ہیں)۔ مالکیہ کے نزدیک اٹھارہ سال مکمل ہونے پر انسان بالغ ہوتا ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ اٹھارہ سال شروع ہونے پر یا اتمام ہونے پر، کیونکہ ارشاد نبوی ہے: "رفع القلم عن ثلاث: عن الصبي حتى يحتلم" (۳) (تین لوگ مرفوع القلم ہیں: بچہ یہاں تک کہ اس کو اتمام ہو، لڑکا جیش آپ نے لے کر مان نبوی ہے: "لا يقبل الله صلاة حائض إلا بخمار" (۴) (اللہ تعالیٰ

(۱) مفتی النجاشی ۱۶۶۔

(۲) حدیث السنن: "إذا استكمل المولود..." (نئی القلم کے ساتھ اہل حق میں ہے)۔ تالیف نے "الخلافا" میں یہ حدیث عبد العزیز بن صہب کے طریق سے ضعیف سند کے ساتھ روایت کی ہے اور اس میں "وَأُخِذَتْ عَلَيْهِ" محدود کے الفاظ ہیں، دارقطنی نے بھی اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث روایت کی ہے لیکن سنن دارقطنی میں یہ حدیث نہیں ہے، ہو سکتا ہے "وَأُخِذَتْ" کسی اور کتاب میں ہو، پہنچنے سے اسنن الکبریٰ میں قادیان اس کے نوادر سے سند کے بغیر یہ حدیث ذکر کی ہے، ہو کہ یہ ضعیف ہے (تحقیق الجیر لابن حجر ۴/۳۴۲، کنز العمال ۵/۴۳۵، الفاظ میں یکفرق کے ساتھ)۔

(۳) حدیث: "رفع القلم عن ثلاث..." کی تخریج (حدیث فقہ ۳) میں گذر چکی۔

(۴) حدیث: "لا يقبل الله صلاة حائض..." کی روایت امام احمد نے اور سنی کے علاوہ دوسرے اصحاب سنن نے نیز ابن عمرؓ اور حاکم نے حضرت عائشہؓ سے کی ہے، دارقطنی نے اس میں سقوط ہونے کی علت لکھی ہے اور کہا

## اجل ۲۷

حکام کی تفصیل ”احکام“ اور ”یلوٹ“ کی اصطلاح کے دہل میں دیکھی جاے۔

موزہ پر مسح کی مدت (۱)

۲۷- جمہور فقہاء کے نزدیک مقیم ایک دن ایک رات تک اور مسافر تین دن تین رات تک موزہ پر مسح کر سکتا ہے۔ یہ ضعیف، ثاقب، حنا بد، سفید، باریک، ہلکا، حسن بن صالح بن جی، اسحاق بن راہویہ، محمد بن زریطہ کی رائے ہے (۲) ابن سیرین، تاج شریعت، ترمذی میں لکھتے ہیں: موزہ پر مسح کے لئے مدت کا تعین عمر بن الخطاب، جلی بن ابی حاتم، ابن مسعود، ابن عباس، عذیقہ، مغیرہ، ابو زید انصاری رضی اللہ عنہم صحیحہ و متابعین میں سے قاضی شریح، عطاء بن ابی رباح، شععی، عمر بن عبد العزیز سے بھی ثابت ہے۔ ابو نعیم، ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ کثرتا یحییٰ اور فقہاء کا یہی مسلک ہے۔

ان حضرات نے بہت سی احادیث اور آثار سے استدلال کیا ہے، انہیں میں سے وہ حدیث ہے جو صفوان بن مسطل نے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں: ”امروا- یعنی ایسی ہیئت - ان یمسح علی الخفین إذا نحن أدخلناهما علی طہر ثلاثة إذا سافرا، ویوما ولیلة إذا أقما، ولا یخلعہما من غائط ولا بول ولا نوم، ولا یخلعہما إلا من حیابة“ (۳) (میں رسول اکرم ﷺ نے حکم فرمایا کہ جب ہم پاکی کی حالت میں سو رہے ہوں تو پیر

(۱) ملاحظہ ہو: مصطلح ”مسح“، ”الیمسح علی الخف“۔

(۲) فتح القدیر ۱/ ۳۰۸، الاختیار للصلی ۱/ ۲۲، مفتی الکتاب ۱/ ۶۳، حاشیہ لما جردی ۱/ ۳۸، مفتی مع المشرح للکبیر ۱/ ۴۹۳، المروغی لمربع ۱/ ۲۲، وریز الحمد ۱/ ۲۰، نیل الاوطار ۱/ ۱۸۱، فتح لمطبہ اعرابہ ۱۳۵ھ۔

(۳) حدیث معمر بن کی روایت سے ابو ذر کے علاوہ چاروں اصحاب سنن متفقہ اچھی ہیں، فزیہ، ابن جبار اور قسطلانی نے اس کی بے تردید اور قطعی رائے سے تصحیح قرار دیا ہے (الکلیس لکیر ۱/ ۵۷، حدیث ۲۱۶)۔

اغل کریں تو حالت عمر میں تین دن اور رات، اور حالت قیامت میں ایک دن اور رات ہم موزہ پر مسح کر سکتے ہیں، اور پیر ثابت، پاخانہ یا نیند کی وجہ سے ہم موزہ نہیں تاریں گے، صرف جنابت کی وجہ سے نکالیں گے)۔ امام احمد اور ابن شریبہ نے اس حدیث کی روایت کی، خطابی نے اسے صحیح الامت قرار دیا۔

عوف بن مالک اشجعی کی روایت ہے: ”ان رسول اللہ ﷺ امر بالمسح علی الخفین فی غزوة تبوک ثلاثة لیلہ ولالیس للمسافر، ویوما ولیلة للمقیم“ (۱) (رسول اکرم ﷺ نے غزوہ تبوک میں مسافر کو تین دن تین رات، و مقیم کو ایک دن ایک رات نہیں (موزوں) مسح کرنے کا حکم دیا)۔ امام احمد نے اس حدیث کی روایت کی اور فرمایا کہ انھیں پر مسح کے بارے میں یہ سب سے اچھی حدیث ہے، کیونکہ یہ غزوہ تبوک کے موقع کی حدیث ہے جو رسول اکرم ﷺ کا سفری غزوہ ہے، لہذا یہ آپ ﷺ کا آخری عمل ہے۔

مالیہ کے نزدیک انھیں پر مسح کرنے کے لئے وقت کی پابندی نہیں ہے، اگر کسی نے طہارت کی حالت میں انھیں پہنے ہیں تو جتنے دنوں چاہے ان پر مسح کر سکتا ہے (اس بارے میں مسافر، و مقیم کا حکم یکساں ہے) الا یہ کہ انھیں نکال دے یا ہو یا جنابت ختم نہ ہو، مگر جو کو انھیں نکالنا مستحب ہے، اسی طرح ہفتہ میں یک بار ناکارہ مستحب ہے۔

ان حضرات کا استدلال اس حدیث سے ہے جو کئی ہی روایت سے مروی ہے: ”انہ قال لرسول اللہ ﷺ یمسح علی الخفین؟ قال: نعم، قال یوما، قال ویومین؟ قال وثلاثة

(۱) مواہب الجلیل للخطاب ۱/ ۲۱۸، ۲۲۲، تخریج ۱/ ۷۳، طبع ۱۰۰، حاشیہ المشرح للکبیر للصلی ۱/ ۱۱۰۔



## جل ۲۹-۳۲

کی تبدیلی سے ہے، اس کی تفصیل کتب فقہ کے ابو ب "عوی" اور  
"قضاء" میں کیجی جاسکتی ہے<sup>(۱)</sup>۔

گواہوں کو حاضر کرنا:

۳۱- حنفیہ اور شافعیہ کی رائے ہے کہ قاضی مدعی کو گواہوں پیش  
کرنے کے لئے تین دن کی مہلت دے سکتا ہے جب کہ مالکیت اور  
حنابلہ کی رائے میں یہ بات قاضی کے اختیار اور رائے پر چھوڑ دی  
جائے گی<sup>(۲)</sup>۔

### فصل سوم

#### اجل اتقائی

۳۲- مقصد اس سے دو مستقل مدت ہے جس کا تعین کسی کام کو پورا  
کرنے کی دمداری لینے والا اپنے التزام کے ذریعہ کرتا ہے، چاہے  
یہ التزام دوسری جانب سے ہونے والے التزام کے مقابل ہو و  
مقابل نہ ہو، اسی طرح دو مدت جو اس پابندی کو ختم کرنے کے لئے  
مقرر کی جائے۔

اجل اتقائی کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ اجل اضافت، اس کے احکام بیان کرنے کا محل "ضافت"  
کی اصطلاح ہے، ۲۔ اجل توقيت، اس کے حکم کے بارے میں فقہاء  
کی آراء میں اختلاف کی جاتی ہیں:

(۱) محکمہ فتح القدیر ۷/۱۸۱، الفتاویٰ الہندیہ ۳/۳۶۳، الاقویہ ۲/۲۲، مفتی  
الحکام ۳/۳۱۶-۳۱۷، المغنی مع الشرح الکبیر ۱۱/۳۱۱، البحر ۶/۳۳۳،  
الخرشی ۵/۱۷۲، الدسوقی ۳/۱۲۵۔

(۲) محکمہ فتح القدیر ۷/۱۸۰، مفتی الحکام ۳/۳۶۷، البدیع ۱/۱۲۵، الخرش ۵/۵۹،  
حاشیہ الدسوقی ۳/۱۳۳، المغنی مع الشرح الکبیر ۱۱/۵۵۵۔

۱۔ ایک رات اور مسافرتیں دن اور تین رات سے گزے گا،  
(اس حدیث کے مطابق) حکم جنس کو عام ہے، اور اس کا ضد دوسری  
تقاضیہ ہے۔ تقدیر بھی عام ہو، دوسری بات یہ ہے کہ تین دن پر بھی  
کا اتفاق ہے، اور اس سے کمتر کے بارے میں نہ کوئی تاقیف ہے  
اور نہ اتفاق ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک سترہ رات کی تحدید، ۱۰ دن  
اور تیس رات کا شش حصہ ہے، اور چلنے سے مراد، ۱۰ رات پر چال ہے۔  
پیر کے سفر میں اس کے اعتبار سے مسافت کی تعیین ہوئی۔ مسند میں  
معتدل ہو کر کا اعتبار ہے، دیکھا جائے گا کہ انسان جس رات پر سفر  
کر رہا ہے اس میں تین دن کے سفر میں کتنی مسافت طے رستا ہے،  
اسی کو اصل بنایا جائے گا<sup>(۱)</sup>۔

### فصل دوم

#### اجل قضائی

۲۹- اجل قضائی سے مراد دو مدت ہے جسے قاضی فریقین کے حاضر  
عدالت ہونے کے لئے یا کو پیش کرنے کے لئے یا کفیل کو حاضر  
کرنے کے لئے یا کسی تہمت کو حاشی بہت حاصل ہونے تک کی  
مہلت، یہ کے سے متعین کرتا ہے۔

مقدمہ پیش کرنے کے لئے حاضری:

۳۰- دو تارت، دو قاضی فریقین کی حاضری کے لئے متعین کرے دو  
قاضی کے مدراء رتارہ کی نوعیت کے اعتبار سے ہوئی، اس سلسلہ  
میں فقہاء کے یہاں بہت ہی تفصیلات ہیں، جن کا تعلق حالات زمانہ

والمقیم يوم و بدة في المسح على الخفين، مند ابي مسلم  
ورناني وعبره من حضرت علي بن ابي طالب (ع) (کنز العمال ۴/۳۰۴)۔  
(۱) الاقویہ شرح الفتاویٰ للعلوی ۱/۷۸، طبع اعلیٰ۔



ملکیت کو منتقل کرنے والے تصرفات میں سامان کی حوالگی کو مؤخر کرنے کی شرط:

۳۳- عقد کے نتیجے میں جس کی طرف سامان کی ملکیت منتقل ہو رہی ہے، ایک متعین مدت تک سامان کی حوالگی کو مؤخر کرنے کی شرط کا اطلاق تاکہ اس سے نفع اٹھا رہا ہے، اس شرط کے صحیح ہونے کے بارے میں فقہاء کی دو رائے ہیں:

۱۔ مالکیہ و حنبلیہ (۱) و مذہب شافعیہ میں قول مروج کے مطابق جائز ہے کہ سامان کی پرہیزگاری مدت تک مؤخر کی جائے جس کا تعین ہر طریق کریں۔ وہاں ملکیت منتقل کرنے والا اس سامان سے نفع اٹھا رہا ہے، یہی رائے اوزاعی، ابن شبرمہ، اسحاق اور بوٹور سے بھی منقول ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے گھراں شرط کے ساتھ فروخت کیا کہ فروخت کنندہ ایک ماہ تک اس مکان میں رہے گا پھر یہ ار کے حوالہ کرے گا، یا زمین اس شرط کے ساتھ فروخت کی کہ بیچنے والا ایک سال تک اس میں کاشت کرے گا، یا سواری اس شرط پر فروخت کی کہ فروخت کرے والا ایک ماہ تک اس پر سواری کرے گا، یا کپڑا اس شرط پر فروخت کیا کہ ایک مدت بیچنے والا سے چننا۔

اس رائے کے حامی اس آیات و احادیث کے عموم سے استدلال کرتے ہیں جن میں حقوق (معاملات) کو پورا کرے کا حکم یا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ" (۲) (اے ایمان والو! پورا کرو عہد کو) نیز "وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا" (۳) (پورا کرو عہد

(۱) حاشیہ الدسوقی علی المشرح لکیر ۱۵۳، المواق علی الخطاب ۳۷۲، ۳۷۳ کشف القناع ۳۷۴، طبع المریض۔

(۲) سورہ مائدہ ۱۰۱

(۳) سورہ صافات ۳۳

کو، بیشک عہد کی پوچھ ہوگی)۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "المسلمون علی شروطہم إلا شرطاً حرم حلالاً أو حلالاً حراماً" (۱) (مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں سوائے اس شرط کے جو کسی حلال کو حرام کر دے یا کسی حرام کو حلال کر دے)۔

جس میں آیات و احادیث میں ہر ایسی شرط اور عقد کو پورا کرنے کا حکم ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے خلاف نہ ہو۔

خاص اس مسئلہ سے متعلق حضرت جابرؓ کی روایت سے بھی استدلال کرتے ہیں، روایت یہ ہے کہ "أنہ کان یسیر علی جمل فدا عیاء، فضر به النبی ﷺ، فصار سیراً لم یو منلہ، فقال بعیہ، فبعنہ واستنبت حملانہ إلی اہلی" (حضرت جابرؓ ایک مسافر پر سفر کر رہے تھے جو بالکل تھک چکا تھا، بنی اکرم ﷺ نے اس اہنت کو مارا تو وہ کسی (تیز رفتار) چوہا جیسی دوکھی نہیں چاٹھا، بنی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے میرے ہاتھ چب دو، جابرؓ نے کہا میں نے اس کو چب دیا، لیکن اس پر سوار ہو کر اپنے گھر تک جانے کو مستثنیٰ کیا) متفق علیہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیچ کی حوالگی کو کچھ مدت تک مؤخر کرنے کی شرط جس میں بائع اس سے نفع اٹھائے پھر خریدار کے حوالہ کرے، جائز ہے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ "یہی عن النبی ﷺ أن تعیم" (رسول اکرم ﷺ نے استثناء سے منع فرمایا الا یہ کہ وہ معلوم و متعین ہو)۔ زیر بحث عقد میں متعین مدت تک بیچ کی حوالگی مؤخر کرنے کی شرط کا اطلاق

(۱) اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے اس صحیح کے سلسلہ میں بہت سے حضرات نے ترمذی پر بغیر کی ہے کیونکہ اس حدیث کے ایک روایت کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف ضعیف ہیں۔ اس حدیث کے بہت سے طرق ہیں جن میں جابرؓ نے حضرت جابرؓ کی سند کے ساتھ اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو: سبل السلام ۳۷۴، صحاح ابی یوسف)۔

گئی ہے لہذا یہ صحیح ہے (۱)۔

وہم۔ حنفیہ کا مسلک اور شافعیہ کا رائج قول یہ ہے کہ سامان کی جو گلی کو موخر کرنے کی شرط صحیح نہیں ہے، ان حضرات کا استدلال اس حدیث سے ہے کہ ”بھی عن بیع وشروط“ (۲) (رسول اکرم ﷺ نے بیع اور شرط (یعنی شرط بیع) سے منع فرمایا)۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی ربیعہ بنتیہ سے ایک بدمی خریدی۔ اس کی بیوی نے بیعت ہفتہ یا بیسہ طائفانی کا ارادہ کیا۔ پھر بیعت کر لی تو میرے ہاتھ اپنی قیمت پر فروخت کر دیں۔ عبداللہ بن مسعود نے اس معاملہ کے بارے میں حضرت عمرؓ سے استفتاء کیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: ”لا تقربھا ولیہا شرط لا حولہا“ (اس بدمی کے قریب نہ جاؤ جب کہ اس میں کسی کے لئے کوئی شرط نہ ہو)۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے ایک بدمی خریدی اور اس کی خدمت کی شرط طائفانی تو حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا: ”لا تقربھا ولیہا مشیوۃ“ (۳) (اس بدمی کے قریب نہ جاؤ جب کہ اس کی بیعت میں استثناء ہے)۔

(۱) کتاب الفہام ج ۱، طبع المکاتیب۔

(۲) حدیث: ”بھی عن بیع وشروط“ کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ”راوی عبداللہ بن مسعود کے بارے میں بیاض چھوڑ دی ہے نووی نے اس پر حیرت کا اظہار کیا ہے، اس حدیث کو ابن حزم نے اٹھائی ہے، خطابی نے صحاح اسنن میں طبرانی نے ائمہ الاوسط میں، وروحاہم نے علوم الحدیث میں طویل و مشہور قصہ کے ساتھ روایت کیا ہے، ابن ابی النوار اس سے منقول ہے کہ وہ اس حدیث کو غیر معتبر اور پتہ نہیں دیتے، ابن ماجہ، ابن حبان وروحاہم کے ۳ دیگر اصحاب سنن نے ”معمرو بن شعبہ عن اُمیہ عن جدہ“ کی سند کے ساتھ ابن کثیر میں اس حدیث کی روایت کی ہے، ”کولا یحل مطلق و بیع ولا شرطان فی بیع“ (تحقیق الجیر ج ۱ ص ۱۲)۔

(۳) فتح القدیر ج ۵ ص ۲۱۵-۲۱۸، رد المحتار ج ۱ ص ۱۲۶، طبع سوم ص ۱۲۶، المجموع شرح الحدیث ج ۱ ص ۱۲۶، المفرد المبرر ج ۱ ص ۲۶۱، نہایت المحتاج ج ۱ ص ۵۹، منہی المحتاج ج ۱ ص ۱۳۱۔

اُمریج کی جاگتی میں تاخیر کی شرط حنفیہ کے علاوہ دیگر کے فائدہ دے لئے ہو، مثلاً اس شرط کے ساتھ فروخت کیا کہ ایک ماہ تک فلاں شخص (جو نہ بائع ہے اور نہ مشتری) اس سے نفع اٹھائے گا، تو منابہ کے ”دفعۃً“ میں سے کوئی بھی سے صحیح نہیں سمجھتا۔

### دین کو موخر کرنا

۱۔ بیعت یا استحلاک یا اس قسم کے دوسرے تصرفات کی وجہ سے دین کی شخص کے معاملہ ہونے والا ہے (۱)۔

### دیون کو موخر کرنے کی شریعتیت:

۳۳- کتاب فقہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور جماعت سے دیون کو موخر کرنے کا جو ارادہ اس کی شریعتیت ثابت ہے۔

قرآن سے اس کا ثبوت درج ذیل آیت سے ہے: ”یا ایہا الذین آمنوا إِذَا تَدَابَعْتُمْ بِلَعْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ“ (۲) (اے ایمان والو! جب تم آپس میں معاملہ کرو کسی دین کا کسی وقت مقرر کیا تو اس کو لکھ لیا کرو)۔ یہ آیت سرچہ تمام دیون کو موخر کرنے کے جو ارادہ پر دلالت کیں کرتی ہیں اس سے تا تو ضہ درمقدم ہوتا ہے کہ بعض دیون موخر ہو سکتے ہیں، اور یہاں اس آیت کے ”ویریدوا بمل“ اور مدت کی شریعتیت پر استدلال سے ہمارا مقصد بھی یہی ہے۔

سنت سے اس کی شریعتیت اس طرح ثابت ہے کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے: ”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اشْتَرَىٰ مِنْ يَهُودِيٍّ

(۱) کتاب الفہام ج ۱، طبع المکاتیب۔

(۲) بدائع الصنائع ج ۵ ص ۱۲۲۔

(۳) سورہ بقرہ ج ۲ ص ۲۸۲، الجامع الاحکام القرآن للقرطبی ج ۳ ص ۲۷۷، طبع دار الکتب ج ۱ ص ۱۳۱، احکام القرآن للجصاص ج ۱ ص ۵۳۔

طعاماً إلى أجل، ووجه دعائه من حديث (رسول اکرم ﷺ) نے ایک یہودی سے کچھ نلہ ادھار خریدا اور اپنی لوہے کی زرو اس کے پاس رہن رکھی، مسلم نے اس حدیث کی روایت کی ہے اور اتنا ظہن کے ہیں پس یہ حدیث قیمتوں کو ہی مدت تک موثر کرنے کے جو پر دلالت کرتی ہے۔

مت بھی اس کے جو زیر جہاں ہے (۱)۔

عین کے برخلاف صرف دین میں تاخیر کی حکمت:

۳۵- فقہاء نے صحت کی ہے کہ عیان، یون کے دین فرق اس حیثیت سے کہ یون میں تاخیر چار ہے نہ کہ عین میں، یہ ہے کہ عیان متعین اور مشاہد ہوتے ہیں اور متعین چیز حاصل، مروجہ ہوتی ہے، و حاصل و موجودگی کی حوکی کے لئے ہی مدت تک موثر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، اس کے برخلاف یون بھی مال میں جو ذمہ میں ثابت ہوتے ہیں، یہ نہ حاصل ہیں نہ موجود، ان میں تاخیر اس سے چارٹر رہی مگر تا کہ مدین (جس پر دین لازم ہے) کو اس کا موقع، بنا کہ وہ متعین مدت میں اس کو مانگے اور ہی، و بعد سے حاصل کر سکے، حتی کہ اگر خریدے اسے ان فقہاء کی تفسیر مری جن کے درمیان اس سے خریداری ہے تو ان فقہاء کی تاخیر درست نہیں ہوگی۔

تاخیر کے جو زور عدم جو ز کے اعتبار سے دیون کے حکام:

۳۶- فقہاء نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ دین نقد ہوتے ہیں، عین کی تاخیر چار ہے جبکہ عین قبول کر لے۔ جمہور فقہاء،

(۱) دیکھئے اصطلاح "سلم"۔

نے اس کا مدد سے چند یون کو مستثنیٰ کیا ہے، و دیون درج ذیل ہیں:

الف۔ بیع سلم میں رأس المال:

۳۷- بیع سلم میں رأس المال کی تاخیر درست نہیں، اس سے کہ حقیقت سلم کی ادھار سامان (سلم فیہ) کو نقد (قیمت در اس المال) کے عوض خریدنا ہے پس سلم میں اس المال یعنی قیمت کا نقد ہونا ضروری ہے۔ حنفی، حنفیہ، "مقابلہ کے نزدیک اس عقد کی درستگی کی ایک شرط یہ ہے کہ مجلس عقد ختم ہونے سے پہلے رأس المال پر قبضہ ہو جائے (۱)، نیز اس لئے بھی کہ اگر رأس المال بھی موثر ہوگا تو "بیع المین بالمین" (ذین کے بدلے ذین کی فروختگی) کی صورت ہو جائے گی جو کہ ممنوع ہے، کیونکہ "نہی عن بیع الکالی بالکالی" (۲) (رسول اکرم ﷺ نے "صار کے بدلہ میں" صار کی فروختگی سے منع فرمایا)، نیز اس لئے بھی کہ بیع سلم میں ایک نوع کا "غرر" (خطرہ) موجود ہے (سامان کے ادھار ہونے کی وجہ سے)، لہذا اس کے ساتھ رأس المال کی سپردگی کو موثر کرنے کے یک در غرر (خطرہ) کا اضافہ نہیں کیا جائے گا، لہذا رأس المال کا نقد ہونا ضروری ہوگا جس طرح بیع صرف میں ہوتا ہے، اس سے رأس المال پر قبضہ سے پہلے عائدین جدا ہو گئے تو بیع سلم باطل ہوگی (۳)۔

مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ عقد سلم کی صحت کی شرائط میں سے مجلس

عقد میں پورے رأس المال پر قبضہ ہے، لیکن عقد کے بعد زمرہ سے

(۱) رد المحتار ۳/۲۷۷، بدائع الصنائع ۵/۲۰۲، طبع ۱۳۲۸ھ ۹۰۰ء، ملکی المصنف ۱۰۲/۲۔

(۲) حدیث: "نہی عن بیع الکالی بالمکالی" منی، حاکم اور قطعی سے کی ہے امام احمد نے فرمایا اس بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ اور امام شافعی نے فرمایا ملائے حدیث اس حدیث کو ضرور قوی دیکھتے ہیں۔ اصل میں دارقطنی نے بیات جزم سے لکھی ہے (تحقیق اخیر ۲۶۳)۔

(۳) دیکھئے المروغی المربع ۱۸/۲، کتاب القناع ۳/۳۰۳ طبع اردو ص۔

زمدتیں دلوں کے سے اس پر قبضہ کرنا جائز ہے خود عقد میں شرط ہی لگا رہو، اس لئے کہ جو کسی شے سے قریب ہو اس کو اس شے کا حکم دیا جاتا ہے (اس لئے تمیں دلوں کے اندر سے دینا کو یا نقد دینا ہے) تاخیر کی یہ گنجائش اس وقت ہے جب کہ بیع سلم کی مدت بالکل جمدی کی (مثلاً وہ روہ کی) نہ ہو، یہ گنجائش اس وقت ہے جب راس المال کی جو آگئی کی «رشتہ میں طے پائی ہو، ورنہ تو تمیں روہ کی تاخیر بھی درست نہ ہوگی۔ یہ کہ یہ عید «بیع المکالی بالکالی» (اوصار کے بدلے میں اوصار کی بیع) ہو جائے کی لحد مجلس عقد میں یہ اس کے بالکل قریب راس المال پر قبضہ کرنا واجب ہوگا۔

تمیں دلوں سے زمدت کے لئے راس المال کو موخر کرے کی صورت میں (بشرطیکہ تاخیر نہ ہو جائے جس میں مسم فیہ کی پابندی کی مدت آجائے) عقد سلم کے فاسد ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں امام مالک کے دو قول ہیں<sup>(۱)</sup>۔

ب۔ بدل صرف:

۳۸۔ بیع صرف<sup>(۲)</sup> کی صحت کی شرط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ ہر دو عوض پر دونوں فریق مجلس عقد ہی میں قبضہ کر میں یعنی ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے پہلے اس لئے کہ اس میں اہل کی شرط کافی جائے کی تو بیع نہ ہو جائے کی چونکہ اہل قبضہ سے مانع ہو جائے گی، اور جب قبضہ تحقق نہیں ہوگا تو شرط صحت بھی موجود نہیں ہوگی، اس کی صراحت حنفیہ<sup>(۳)</sup>، مالکیہ<sup>(۴)</sup>، شافعیہ اور حنبلیہ سب

(۱) الخرش ۳۴۲، حاشیہ درستی ۱۹۵۳۔

(۲) دیکھئے «صرف» کی اصطلاح، صرف کہتے ہیں ضمن کے بدلے میں ضمن کی فروختگی (اور ضمن ہونا چاہی ہو کر نہ ہو)۔

(۳) رد المحتار علی الدر المختار ۳۴۳۔

(۴) حاشیہ الدر المنی علی الشرح الکبیر ۳۹۳ طبع المکتبۃ النجاریہ

نے کی ہے۔ بیع صرف کی صحت کے لئے عوصین پر قبضہ کی شرط اس سے ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: «الذهب بالذهب، والعصاة بالعصاة، والبر بالبر، والشعیر بالشعیر، والتمر بالتمر، والمملح بالمملح، مثلاً بمثل، سواء بسواء، یذاً بید، فإذا احتلقت هذه الأحناس فبیعوا کیف شئتم إذا کان یذاً بید»<sup>(۱)</sup> (سونا سونے کے ساتھ، چاندی چاندی کے ساتھ، گیسوں گیسوں کے ساتھ، بدو بدو کے ساتھ، نمک نمک کے ساتھ ایک جیسے، اور سراب نقد نقد بکنا چاہئے، اگر یہ جنسین ہوں نام مختلف ہوں تو پھر جیسے چاہو بشرطیکہ ہاتھوں ہاتھ ہو)۔ رافعی فرماتے ہیں کہ ماتوں ہاتھ ہونے کا لازمی تقاضا نقد معاملہ ہونا ہے<sup>(۲)</sup>۔

ابن المنذر فرماتے ہیں: تمام دوحاء جن کی ر میں ہمارے پاس محفوظ ہیں اس سب کا اس بات پر اجماع ہے کہ بیع صرف کرنے والے دونوں فریق اگر قبضہ سے پہلے جدا ہو جائیں تو بیع صرف فاسد ہو جاتی ہے، کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: «الذهب بالورق رہا إلا هاء وهاء»<sup>(۳)</sup> (سونے کی فروختگی چاندی کے بدلے میں رہا ہے الا یہ کہ ہاتھوں ہاتھ ہو)۔ نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے: «بیعوا الذهب بالعصاة کیف شئتم یذاً بید»<sup>(۴)</sup>۔

(۱) حدیث: «الذهب بالذهب...» کی روایت امام احمد، مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے (شرح الکبیر ۱۲۳)۔

(۲) مفتی مختار ۲۴۲۔

(۳) حدیث: «الذهب بالورق رہا إلا هاء وهاء» کی روایت امام مالک، بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، دارقطنی نے کی ہے (جامع الاصول ۵۳۳)۔

(۴) انصاری مع الشرح الکبیر ۱۶۵، کشاف القناع ۲۶۶، اس کتاب میں ہے کہ اگر قبضہ سے پہلے مجلس طویل ہو گئی ہو جو ہونے سے پہلے دونوں سے قبضہ کر لیا تو جائز ہے۔

حدیث: «بیعوا الذهب بالعصاة...» کی روایت مسلم، ترمذی، ابوداؤد، شافعی نے عباد بن حماد سے مروی ہے۔

(سوتے کو پیردی کے پر لے باتوں ماتھ پتو جس طرح چاہو)۔

مالکیہ کے ایک اقلیت ہے، اس پر بیچ کے احکام یعنی تا جیل وغیرہ جاری ہوں گے<sup>(۱)</sup>۔

ج۔ قالہ کے بعد کاٹمن (۱)؛

۳۹- بیع میں اول جیسی قیمت پر معاملہ بیع کو منسوخ کر، یا جا رہا ہے، اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے (۲)؛ کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”من اقال مادما بیعته اقال الله عشرته يوم القيامة“ (جو شخص کسی مادم شخص کی بیع کو واپس لے لے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی لعزش کو معاف کر دے گا)۔ اس حدیث کی روایت ابو داؤد، وراہن ماچہ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے بسند اعمش عن ابی صالح کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”من اقال مسلما بیعته اقال الله عشرته“ (۳) (جو شخص کسی مسلمان کی طرف سے کی ہوئی بیع کو ”اقال“ کے طور پر واپس کر دے اللہ تعالیٰ اس کی لعزش کو معاف کر دے گا)۔ ان ماچہ کی روایت میں ”يوم القيامة“ کا اضافہ ہے۔ اس حدیث کی روایت ابن ہبان نے اپنی صحیح میں کیا ہے اور حاکم نے بھی اس کی روایت کی ہے، اور کہا ہے کہ یہ حدیث شیخین کی شرط کے مطابقت سے، اور لفظ ”مادما“ تہمتی کی روایت میں ہے۔

صہور کے نزدیک، اتنا عائدین (بیچنے والا اور خریدنے والا) کی پہلی حالت کی طرف، وہی ہے کہ بیچنے والا سامان واپس لے لے اور خریدنے والا قیمت واپس لے لے، پس اُسے شد و خف میں حصہ کے علاوہ کسی وجہ پر مفاد نہیں ہے۔ یہاں دیکھنا کی شیطانی یا قیمت کی وہی کو موثر کر، یہاں بلور کہ دشمن نقد تھا اس کو خریدنے والا اتنا کے وقت و حار بنا، یہ تو ناقابل عمل ہو جائے گی اور اتنا صحیح ہو جائے گا۔

(۱) ملا خطیب جو: "القامہ" کی مصطلح۔

(۲) فتح القدیر ۶/۱۱۳، المعنی مع الشرح الكبير ۳/۲۲۵-۲۲۶۔

(۳) شیخ احمد محمد صالح نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے (مسند احمد بن حنبل حقیقی احمد محمد صالح ۱۶/۱۳)۔

۱۔ پہلے قرش:

۴۰۔ قرض میں تاخیر کی شرط درست ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں علماء میں اختلاف ہے۔

جمہوریت نام کی راے یہ ہے کہ قرض دینے والے کو یہ حق ہے کہ قرض کے بدلے کا مطالبہ فوراً کرے، اگر قرض کا معاملہ طے کرتے وقت وہ اپنی کے لئے مدت مقرر کر رکھی ہو تو بھی اس سے مدت مقرر نہیں ہوتی اور یہ ناقہ می رتا ہے (یعنی کسی بھی مدت قرض دینے والا دس ماہ تک سنتا ہے)۔ یہ مختلف مذہبی، مناجاد، حادثات منگی، وری اور دین اماند کا مسلک ہے (۲)۔

یہ اس وجہ سے کہ قرض دینا ایسا سبب ہے کہ وہ غنیمت میں روشل  
کو موجب ہے۔ پس قرض دینے کے نتیجہ میں واپسی بھی نقد واجب  
ہوئی جیسے سی ٹی کا لف کروانا۔ مگر کرنی متفرق قسطوں میں قرض دینا  
ہو اور پھر اس کو اسماہیں مانگے تو سے اس کا حق ہے، اس سے کہ  
سارے قرض فوری طور پر واجب آتا ہے، یہ یہی ہو گیا جیسے  
نسی کے ماتحتی نقد کی، پھر ایک ساتھ تمام قیوت کا مطالبہ کیا۔

اور اس لئے کہ حق فوری طور پر ثابت ہے اور نیکی کی مہبت دینا اس کی طرف سے تعمر اور مدد ہے۔ پس اس کا پورا کرنا لازم نہیں ہے، جس طرح اگر کسی کو کوئی چیز عاریت پر ملے (تو اسے فوری طور پر واپس لے لیتا ہے)، اور اس تاخیر اور مدد کو شرط نہیں کہہ سکتے، اور اُرشہ طہام، یہ تو بھی "المؤمنون عند شروطهم" کی حدیث

$$f_{\text{eff}} = f_{\text{eff}}^{\text{eff}} + f_{\text{eff}}^{\text{eff}} + f_{\text{eff}}^{\text{eff}} \quad (1)$$

(۲) انشی مع بشرح الکبیر ۳۳۵۵ سے ۳۳۵۶ مروج المرجع ۴۱۹۰ء، تلاش و انتظار لاس  
بکھر ۵۵۵ سے ۵۵۶ تلاش و انتظار للعیلیٰ ۲۹۳۳ سے ۲۹۳۴ مروج المرجع ۴۱۹۰ء۔

کے ویل میں غل نہیں (۱)۔

مباحث ضروری ہے۔

۳۷۔ جو چاند حق شفعہ کے تحت لی جا رہی ہو اس کی قیمت:  
۴۱۔ جو چاند حق شفعہ کے تحت خریدی جا رہی ہو اس کی قیمت نقد  
و جب ہوگی یا اس میں بھی تاخیر جا رہی ہے اس سلسلہ میں حنفیہ اور  
شافعیہ کا کہنا یہ ہے کہ نقد قیمت واجب ہوئی خود اصل خریدار نے  
اوصار خریداری کی ہو۔ ورنہ لکھ اور حنا بل کے رد پک اور اراضی  
اوصار چچی گئی تھی تو قیمت کی ادائیگی کے لئے جو وقت طے ہوا قزمانی  
وقت شفعہ کے مدد جو مکی لازم ہوگی (۲)۔

ایسے دیون جن کی ادائیگی بحکم شرع مؤخر ہو

نف۔ دیت (خون بہا) (۳)؛

۴۲۔ دیت کبھی قتل عمد میں واجب ہوتی ہے (جب کہ قاتل کو  
معدب کر یا گیا ہو اور مقتول کے اولیاء نے دیت طلب کیا ہو جیسا  
کہ رائے شافعیہ و حنابلہ کی ہے۔ یا مرد مقتول راضی ہو کہ قیمت  
چھوڑے پر و قاتل راضی ہو یا دیت۔ یہ ہے جیسا کہ رائے حنفیہ  
اور مالکیہ کی ہے)۔ و قتل شہ عمد میں قتل خطا میں واجب ہوتی ہے،  
و قتل کی ہر قسم میں جہاں دیت واجب ہے دیت کی ادائیگی کس طرح  
کی جائے گی اس کے بارے میں فقہاء کے مابین اختلاف ہے، اس  
لئے دیت کے فوری یا مؤجل ہونے کے بارے میں ان کی آراء کی

قتل عمد کی دیت:

۴۳۔ جمہور فقہاء (مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ) کے نزدیک دیت قاتل  
کے مال میں نقد واجب ہوتی ہے نہ کہ اوصار اور نہ تظلم، یہ اس سے  
کہ قتل عمد کا اصل وجہ جیسے قتل، فوری واجب ہوتا ہے اس  
لئے اس کا بدل بھی فوری واجب ہوگا۔

۴۴۔ دیت جو بذریعہ صلح واجب ہوتی ہے، دیت جو شہ کی  
وجہ سے قتل کے ساتھ ہونے سے واجب ہوتی ہے جیسے دپ کا  
بیہ کو عمد قتل کرنا، دونوں کے درمیان فرق کرتے ہوئے یہ کہتے  
ہیں کہ دیت صلح کی ادائیگی قاتل کے مال سے فوری کی جائے گی، دوسری  
صورت میں مال قاتل سے تین سال کے مدد واجب ہوگی، اور یہ قتل  
خطا پر قیاس پر مبنی ہے (۱)۔

قتل شہ عمد کی دیت:

۴۴۔ اس نوع کے قتل میں عائدہ پر تین سال میں دیت کی ادائیگی  
لامر ہوتی ہے، یہی حنفیہ، شافعیہ و حنابلہ کی رائے ہے، (یہی بات  
حضرت عمر، علی، ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، و شیعہ بخفی،  
قواد، عبد اللہ بن عمر، اسحاق، ابو ثور و ابن عمر کا بھی یہی قول  
ہے)۔

ان حضرات کا استدلال اس روایت سے ہے کہ حضرت عمر و  
حضرت علی رضی اللہ عنہما نے عائدہ پر تین سال میں دیت دینے کا  
فیصلہ فرمایا (۲)، اور ان دونوں کے زمانہ میں کسی نے ان سے اختلاف  
(۱) فتح القدیر ۴/ ۲۰۳-۲۳۱، حلیۃ الدعویٰ علی بشرح الکبیر ۴/ ۲۵۰-  
۲۵۳، منی المحتاج ۴/ ۹۵-۹۷، المروص المربع ۲/ ۳۳۲-۳۳۳  
(۲) حضرت عمر کے فیصلہ کی روایت ابن ابی شیبہ و ابو عبد اللہ راقی نے کی ہے (اصب

(۱) "مؤمنون عند خبر و طہم" کی تخریج گذر چکی (لا حکمہ اجارہ فقہہ  
۴/ ۲۶)۔

(۲) الاقصر ۲/ ۲۲۰، منی المحتاج ۴/ ۹۰، الدرر ۲/ ۲۸، کتاب القصاص  
۴/ ۱۶۰ طبع المرافض۔

(۳) "خطبہ دیت" کی اصطلاح دیت وہ مالی ضمان ہے جو کسی انسان کی جان  
لینے یا اس کے کسی عضو کو نقصان پہنچانے کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔

نہیں ہوا۔ لہذا جمع ہو گیا، نیز اس لئے کہ اس بارے میں ان دو صحابیوں نے بیت فرما کر نبوی کی طرح ہے، یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں رائے کو دخل نہیں (۱)۔

### قتل خطہ کی دیت:

۳۵- جمہور فقہاء کے نزدیک قتل خطائی، دیت تیس سال میں (۱) اور بی ہوتی ہے۔ ہر سال تہائی دیت لی جاتی ہے۔ ۱۰۰ سال کے آخر میں وہ سب ہوگی یہ مصیب، مالکیہ شافعیہ اور حنابلہ کی رائے ہے۔ ان حضرات کا استدلال اس واقعہ سے ہے کہ حضرت عمرؓ نے عاتکہؓ پر تین سال میں دیت کا فیصلہ فرمایا، حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے بھی یہی بات فرمائی۔ امام شافعیؒ نے اختتام میں اسے رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ قرار دیا ہے۔ راغبی برزنجی نے اپنی جامع میں اور ابن المبرد نے اس رائے پر حجاب ثقل کیا ہے (۲)۔

### ب- مسلم فیہ (۳):

۳۶- چونکہ بیع مسلم نقد قیمت کے عوض، حادھی کی شریعتی امام ہے، جو ادھار ہے وہی مسلم فیہ ہے، اس لئے حنفیہ، مالکیہ، حنابلہ اور اوزبی نے بیع مسلم کی صحت کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ مسلم فیہ کی

موثر (۱) اسکی کے لئے وقت معلوم، متعین ہو، بیع مسلم میں فروخت شدہ اشیا کی نقد (۲) اسکی کی شرط لگانا صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”من افسد فی شئ فیسف فی کل معلوم، أو وزن معلوم، إلى أجل معلوم“ (۳) (جو شخص کسی چیز کو ادھار دینے پر متعین کیل یا متعین وزن میں متعین مدت تک (ادھار دینے والے) حضور ﷺ نے اس حدیث میں بیع کا حکم دیا، آپ کا حکم وجوب کا تقاضا کرتا ہے، نیز اس سے بھی کہ حضور ﷺ نے ان امور کے ذریعہ مسلم کی شرائط کی وضاحت فرمائی، اور ان شرائط کے بغیر مسلم کا ممنوع ہونا واضح فرمایا، تو جس طرح کیل اور وزن متعین نہ کرنے کی صورت میں بیع مسلم درست نہیں ہوتی، اسی طرح ”اجل“ متعین نہ کرنے کی صورت میں بھی اسے درست نہیں ہونا چاہئے، نیز اس لئے کہ بیع مسلم کی شرط عین پختہ رخصت سموت و آسانی کے لئے ہوتی ہے، اور یہ آسانی ہی وقت پیدا ہوتی ہے جب ادھار کا معاملہ ہوا، ادھار ختم ہونے پر سہولت ختم ہو جاتی ہے، لہذا بیع مسلم درست نہ ہوگی، جس طرح بدل کتابت میں ہوتا ہے، نیز اس نے کہ اگر مسلم فیہ (بیع) بھی نقد ہو یا تو یہ مع مد مسلم کے نام و حقیقت سے خارج ہو جائے گا (۴)۔

(۱) صحیح مسلم میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں: عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال، قدم رسول اللہ ﷺ المدينة وهم يمسكون في الغمار السدة والسبيل، فقال، ”من افسد في شئ فیسف فی کل معلوم، ووزن معلوم إلى أجل معلوم“ (حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہاں لوگ سال دو سال کے لئے بیلوں کو ادھار لے رہے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو ادھار معاملہ کرے وہ متعین پختہ متعین وزن اور متعین مدت کے لئے کرے)۔

(۲) رد المحتار ۲/۱۵، کتاب الفتح ۳/۲۹۹، الحدائق ۳/۲۰۶، امس مع المشرح ۳/۲۸۔

= اربعہ ۳/۳۹۸، بیروتی (۱۰۹/۸) نے بھی اس کی روایت کی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضل کی روایت بخاری نے کی ہے (۱۱۰/۸)۔  
(۱) فتح القدیر ۴/۳۳۸، امس مع المشرح ۴/۳۴۲ طبع بول۔ یہ بات طوط رکھی چاہئے کہ مالکیہ کے یہاں بیع سے کی دو ہی قسمیں ہیں: عمدہ و خطا، تیسری کون قسم نہیں ہے۔

(۲) نیل الاوطار ۶/۱۷۷، امس مع المشرح ۴/۳۴۲، الدرر النوری ۳/۲۸۵، نہایت المحتاج ۷/۳۱۰، ابن ماجہ ۵/۱۱۵۔

(۳) مدخلہ ”مسلم“ کی اصطلاح۔

فقہ و ثانیہ، اور اس کا مسلک ہے کہ بیع مسلم میں بیع  
و جو نگی نقد بھی طے پا سکتی ہے، اس لئے کہ یہ ایسا عقد ہے جو مومل  
طور پر بھی صحیح ہو جاتا ہے تو نقد کے طور پر بھی صحیح ہوگا جس طرح اعیان  
کی بیع، اور اس سے بھی نہ سبب یہ احار جازا ہے تو نقد جازا تر اور غرر  
سے بعید تر ہوگا (۱)۔

### ج۔ مال کتابت :

۳۷- غلام جس مال کے بدلے اپنے مالک سے آزادی کا معاملہ  
طے کرتا ہے (بدل کتابت) یا اس کو متعین مدت تک مومنہ کرنا  
و جب ہے؟ اس بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔

فقہاء حنفیہ مالکیت میں سے من رشدہ و ثانیہ میں سے من عبد اسلام  
اور روایتی کی رائے ہے کہ بدل کتابت کا مومل (مومنہ) ہونا  
ضروری نہیں ہے، نقد اور احار دونوں کے بدلے میں کتابت کا  
معدہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس ثانیہ، مالک کا مسلک اور مالکیت  
کا رجحان قول یہ ہے کہ معدہ کتابت اسی وقت درست ہو جب کہ  
بدل کتابت احار و قسطوں میں طے یا کیا ہو تاکہ مکاتب کوئی جملہ  
سہائی ہو (۲)۔

### د۔ قرض کی واپسی کے سے وقت کی تعیین :

۳۸- بدل قرض کی تاخیر جازا یا جازا بولے کے بارے میں  
فقہاء کی رائے کا یہاں گہرا چٹا ہے۔ رہا نقد قرض تو وہ عقد ہے جو تعیین  
وقت کے ساتھ ہی صحیح ہوتا ہے، اور یہ اس لئے کہ یہ عقد ابتدا و تہ  
ہے اور نہتہ معاوضہ ہے، یہاں تک کہ جائے قرض و ممرے کو بیعت

(۱) مفتی محمد امجد علی، ص ۱۵۸۔

(۲) مکتبہ فتح القدیر، ۸/۲۷۷، الدرر النوری، ۳۶۱، کتاب النکاح، ۵۳۹، مفتی  
ابن جبر، ص ۱۸۵۔

پہنچانے کے لئے اپنا مال دینا ہے تاکہ وہ شخص اس مال سے نفع اٹھائے  
اور اس کا بدل واپس کرے، اس مال سے نفع اٹھانا اسی طور ہوگا کہ کچھ  
مدت گزرے گی جس میں قرض لینے والا قرض کے مال سے نفع  
اٹھائے گا، یہ نفع اٹھانا میں مال کو خرچ کر کے ہوگا، کیونکہ زمین ماں  
باقی رکھتے ہوئے اس سے نفع اٹھانے کے سے دیا گیا ہو تو یہ عاریت  
ہوئی قرض نہیں ہوگا، بہر حال قرض میں اصل مال صرف کر کے اس  
قرض و بندہ کو اس کا مثل واپس کرے گا اگر وہ ذوات لامثال میں سے  
ہو، دراصل ذوات انیم میں سے ہو تو اس کی قیمت واپس کرے گا۔

فقہاء کا اس مدت کے بارے میں اختلاف ہے جس میں عقد  
قرض لازم ہوتا ہے۔

مالکیت کے برائے ایک یہ عقد دونوں فریق (قرض دینے والا قرض  
لینے والا) کے لئے اس پوری مدت میں لازم ہے جس میں عقد میں  
شرط لکائی گئی تھی، اگر عقد میں مدت کی شرط نہ لکائی گئی ہو تو یہ قرض اتنی  
مدت کے لئے مامور جائے گا جتنی مدت کے سے اس طرح کا مال پہ طور  
قرض دینے کا رہا ہوگا۔

مالک کے برائے ایک قرض کے مال پر جب قرض لینے والے کا قبضہ  
ہو گیا تو قرض دینے والے کے حق میں یہ عقد لازم ہو گیا، و قرض دینے  
والے کے حق میں لازم نہیں بلکہ جازا ہے، و قرض کا عرصہ قرض دینے  
والے کے مدد فوری طور پر ثابت ہو جائے گا اگرچہ وہ بیگنی قرض کے  
لئے آئندہ کوئی مدت عقد میں متعین کی گئی ہو، اس سے کہ یہ ایسا  
عقد ہے جس میں می میٹھی سے منع کیا گیا ہے، لہذا بیع صرف کی طرح  
اس میں اصل بھی ممنوع ہوگی، کیونکہ جو چیز فوری طور پر لازم کتابت ہو  
مومنا خیل سے مومل نہیں ہوتی، قرض کی تاخیر تہرہ کا معدہ ہے  
جس کو پورا سا ضامری نہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں: قرض فوری طور  
پر واجب الادا ہے، مناسب ہے کہ قرض و بندہ مہلت دینے کے لئے



پہلی بحث

• مقتدوں جو معینِ مدت کے بغیر صحیح نہیں ہوتے

اس میں درج ذیل حقوق آتے ہیں: ۱۔ جaro، ۲۔ ثابت، ۳۔ قرآن (مضاربت)۔

الف - عقد اجاره:

۵۰۔ اجارہ یا تو مدت کے ساتھ موقت ہوگا یا کسی عمل متعین کے ساتھ، اور عمل بھی عاید یا پورا ہونے کے لئے کچھ زمانہ کا متقاضی ہے، اور عمل کے پورا ہونے سے عقد اجارہ ختم ہو جاتا ہے، لہذا یہ بھی موقت عقد ہے (یعنی اس کا رشتہ وقت سے جزئی ہے)، عقد اجارہ کی طرح مسافقہ اور مزارعہ بھی ہیں (۱)۔

پھل دار درخت یا باغ کو ہٹانی پر دینے کا معاملہ:

۵۱- حسب، مالک، اور ثنائیہ کے ایک عقیدہ مساقاۃ موقت ہوتا ہے۔  
اُردو: مساقاۃ کرتے وقت مالکین نے کسی مدت کا ذکر نہ کیا ہو تو یہ  
موسم کے پہلے پھل پر محمول ہوگا۔

حنابلہ کے نزدیک عقد مساقاة کی قوت، رست ہے، کیونکہ اس کی مدت متعین کرنے میں کسی کا ضرر نہیں ہے، بیس اس کی صحت کے لئے اسے مؤقت کا شرط نہیں ہے<sup>(۲)</sup>۔

مزارعت کو موقت کرنا:

۵۲۔ امام ابوحنیفہ کے بڑے ایک مہرِ رحمت (بہاول پرکھیت دینا) جازم

(۱) انہی مع اشرح الکبیر ۶، ص ۱۷۷، و اشرح المسبیح ۲، ص ۳، لا شہادۃ الاہل  
لا یکن کم ۳۳۶، فتح القدیر ۹، ص ۹۸۔

(۲) روز چهارشنبه ۲۳/۹/۱۳۹۰، اشرار الحفیظ ۲/۲۴۵-۲۴۷، منشی الحاج ۱۲/۳۲۷، کتاب اقتباس ۳۲۸-۳۲۹.

معدہ کو پورے عین قرض و تاخیر کو لازم قرار دینا حرام ہے،  
یونکہ یہ کسی چیز کو لازم کرنا ہے جو لازم نہیں ہے<sup>(۱)</sup>۔

حنفیہ: ارشاد اعلیٰ کا مسلک یہ ہے کہ قرض مقصد و رفاقی ہے (جس کا مقصد سہولت پہنچانا ہے) جو وہ بنوں فریق کے حق میں جا رہے لازم نہیں ہے۔ بلکہ قرض میں طہیت غیر تام ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ قرض دینے والے و قرض لینے والے دونوں اشخاص میں سے کوئی بھی تہہ موعہ قرض کو قبیح نہ کہتا ہے (۲)۔

جل تویت

۴۹۔ اجل توقیت سے مقصود وہ زمانہ ہے جس کے گزر جانے پر تعجب و اذول یہ اس حق کی تباہ و بربادی ہے جسے اس شخص نے اس مشق حقیقت کے بارے میں حاصل کیا۔

توقیت کو قبول کرے یا نہ کرے کے اعتبار سے عقوبت و سزا کی  
تعمیمیں ہیں:

اے۔ وہ عقوبت جو ہر حال ہی مشرور مدت تک ملتے ہوئے ہیں۔  
ہے۔ وہ عقوبت جو فوری طور پر، ہر موقت طور پر، انوں طرح بھی  
ہوئے ہیں۔

ان غلوؤں میں سے بعض وہ ہیں جن کی درستگی کے لئے متعین مدت (بعض معلوم) کا، کرہ ضروری ہے، اور بعض غلوؤں "اجل مجہول" سے صحیح ہو جاتے ہیں، بعض انہوں طرح صحیح ہو جاتے ہیں، دلیل میں ان سب کی وضاحت کی جاتی ہے:

(۱) کتب القناع سہر ۳۱۲-۳۱۶، بیعہ الماک وخریب الماک للمصاوی علی  
الشرح الصغير سہر ۹۴-۹۵، الخرجی سہر ۱۲۲۔

(۳) در اینجا علی‌الدرجہ، اسرار ۱۸۱، مشنی، کج ۱۴۰/۲۔

## اجل ۵۳-۵۴

کتابت کو "اُترنے پر مکاتب آزاد ہو جائے گا، جس کتابت کی  
"اگلی موقت ہونے کے اعتبار سے عقد کتابت موقت ہو گیا"۔  
مکاتب نے سب دینی پوری پوری جس کا التزام کیا تھا تو عقد  
کتابت اپنے انجام کو پہنچ گیا غلام آزاد ہو گیا، سرپور نہیں یہاں پہ  
کو بدل کتابت "اُترنے سے عاجز تر رہا تو کتابت کا معتمد ختم ہو گیا  
اور وہ پہلے کی طرح خالص غلام ہو گیا، اس مسئلہ میں کچھ نہیں ہے۔

### دوسری بحث

وہ حقوق جو مطلق اور مقید دونوں طرح صحیح ہوتے ہیں

عقد عاریت کو اجل کے ساتھ موقت کرنا:

۵۴- چونکہ عاریت کی حقیقت ہے کسی ایسے سامان کی منفعت کو  
دوسرے کے لئے مباح کرنا جس سے سامان کو باقی رکھتے ہوئے  
انتفاع حاصل ہے تاکہ سامان اس کے مالک کو واپس کر دے، اس نے  
فقہاء کے درمیان اس بات میں اختلاف نہیں کہ یہ باعث یک وقت  
یک کے لئے ہوتی ہے، لیکن یہ وقت کبھی متعین ہوتا ہے، یہی صورت  
میں اسے عاریت مقید کہتے ہیں، اور کبھی متعین نہیں ہوتا، یہی صورت  
میں اسے عاریت مطلق کہا جاتا ہے۔

جمہور فقہاء کے نزدیک عاریت غیر لازم عقد ہے، لہذا عائدین  
میں سے ہر ایک کو جب چاہے رجوع کا حق حاصل ہے، عاریت  
مقید کے معاملہ میں مالک کا اختلاف ہے (متعین وقت نے سے  
پہلے عاریت پر، یعنی عاریت سے رجوع نہیں کر سکتا)، اسی طرح  
مالک کے نزدیک عاریت مطلق میں بھی مالک اس مدت کے اندر

نہیں ہے، اور غلام اور یوسف اور غلام محمد کے نزدیک جائز ہے،  
صاحبین (غلام ابو یوسف، غلام محمد) کا قول ہی مذہب حنفی میں معتق ہے  
ہے۔ شافعیہ بھی مزارعت کو جائز نہیں کہتے، ماں اور بھور یا انگور کے  
باغ میں بیج بیج میں خالی زمین ہو تو بھور یا انگور کے درختوں کو مسافہ پر  
دیتے ہوئے اسی کے ضمن میں خالی زمینوں کو مزارعت پر دیا جاتا ہے۔  
مالک، غلام محمد بن حسن و حنابلہ کے نزدیک مدت بیان ہے بغیر  
عقد مزارعت جائز ہے یہی صورت میں یہ مزارعت پہلی فصل  
(کاشت) پر محمول ہوگی۔ جمہور فقہاء حسب (۱) کے، ایک مزارعت  
کا معتمد اسی وقت درست ہوگا جبکہ عقد کرتے وقت متعارف مدت کا  
ذکر کیا گیا ہو، لہذا اگر اتنی مختصر مدت کا ذکر کیا جس میں ایک بار  
کاشت کرنا بھی ممکن نہیں ہے یا اتنی لمبی مدت کا ذکر کیا جتنی مدت  
تک غائبان میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہے تو مزارعت فاسد  
ہو جائے گی۔

### ب۔ عقد کتابت:

۵۴- یہ مالک اور اس کے غلام کے درمیان انجام پانے والا عقد  
ہے جس کے نتیجے میں مال کی ایک خاص مقدار غلام پر لازم ہو جاتی  
ہے، غلام کو نووری طور پر تصرفات کی آزادی مل جاتی ہے اور بالآخر  
(طے شدہ مال واکرنے پر) اس کی گروں بھی آزاد ہو جاتی ہے، عقد  
کتابت اسلام کے محاسن میں سے ہے، کیونکہ اس سے غلاموں اور  
بندوں کے لئے آزادی کا دروازہ کھلتا ہے۔

جمہور فقہاء کے نزدیک عقد کتابت میں لازم ہونا ہے کہ بدل  
کتابت ادا کرنے کے لئے آئندہ کی کوئی مدت طے کی جائے، بدل

(۱) مفتی الحق ۳۲/۵۲۸، الاشیاء والاعطاف للشیخ علی بن ابی شیبہ و تھار  
ابن حکیم ۳۳۶/۲۳۱، کتاب الفقہ ۳۵۵، رد المحتار علی الدر المنثور ۵/۹۹،  
الرد المحتار ۳۵۳

(۲) الدر المنثور ۳۵۳/۲۳۱، رد المحتار ۳۳۹/۲۳۱، کتاب الفقہ ۳۵۳، المروص  
الفرج ۳۵۳/۲۳۱، مفتی الحق ۳۲/۲۳۱، الخرش ۳۲/۲۳۱، مفتی  
الحق ۳۲/۲۳۱، ۳۵۳/۲۳۱، المہذب ۳۲/۲۳۱

## جل ۵۵-۵۶

اس کے لئے ہر امر کی تفصیلات کے سے "وکالت" کا مفہوم یہ  
جائے (۱)۔

رجوع نہیں رہتا جتنی مدت میں عام طور پر اس سے نفع اٹھایا جاتا  
ہے (۲)۔

### وکالت کو اصل کے ساتھ موقت کرنا:

۵۵- تمام عقد، کے نزدیک وکالت کو مدت کے ساتھ موقت کرنا  
درست ہے مثلاً یوں کہے: "میں نے تم کو ایک ماہ کے لئے وکیل  
بنایا۔" یہی صورت میں مہینہ گزرتے ہی وکیل تصرف سے رک  
جائے گا (۳) اور اگر یہ کہے: "میں نے تم کو انہیں بیچ دینے کے لئے  
تجارت میں وکیل بنادیا تو یہ اختلاف پیش ہوگا" (۴) کیونکہ وکیل  
اسی تصرف کا اختیار رکھتا ہے جو موکل کی اجازت کے تقاضوں کے  
مطابق ہو، اور اسی طریقہ پر تصرف کا اختیار رکھتا ہے جو موکل چاہے،  
اور اسی زمانہ ورمقام میں تصرف رہتا ہے جس کی تعیین موکل نے کر  
دی ہے (۵)۔

وکالت میں اصل یہ ہے کہ یہ فریقین کی طرف سے ایک عامر عقد  
ہے، جس میں فریقین میں سے ہر ایک کو جب چاہے فسخ کرے گا  
اختیار ہے، الا یہ کہ اس کے ساتھ تیسرے شخص کا حق ثابت ہو یا ہو،  
کیونکہ وکالت واصل تصرف کی اجازت دیتا ہے، لہذا ہر ایک کو اسے  
بطل کرنے کا اختیار ہے، جیسے اپنا کھانا کھانے کی اجازت  
دینا (۶)۔ یہ وہ چیز ہے جس کی صراحت جمہور فقہاء نے کر دی ہے۔  
مالکیہ کے یہاں تحصیل ہے عرصہ جو بے پائید ہوئے کے اعتبار سے،

(۱) اسی مع الشرح الکبیر ۵/۳۳۳ الاختیار ۲/۲۰۰، الفرضی ۳/۳۲۲ مفتی

الکتاب ۲/۴۰۲، ۳/۴۳۱، ۴/۳۳۳

(۲) مفتی الکتاب ۳/۲۲۳۔

(۳) اسی مع الشرح الکبیر ۵/۲۱۰، الفرضی ۳/۲۸۹۔

(۴) لہروب ۱/۵۲۵، ۳/۵۲۵۔

(۵) الشرح الکبیر مع مفتی ۵/۲۱۳، لہروب ۱/۵۶۸، مع الشرح الکبیر ۵/۳۲۲۔

### مضاربیت (قرض) کو موقت کرنا:

۵۶- مضاربیت کو موقت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء  
کے درمیان اختلاف ہے:

حنفیہ و حنبلیہ کے نزدیک مضاربیت کو موقت کرنا جائز ہے، مثلاً  
کوئی یہ کہے: "میں نے تم کو یہ درہم ایک ماہ کے سے مضاربیت پر  
دیا، ایک ماہ گزرنے پر یہ پتہ نہ پڑے"۔ جب رب امان نے  
مضارب کے لئے ایک وقت مقرر کیا تو اس کے گزرنے پر مضاربیت  
ختم ہوئی، اس لئے کہ قوت مقید ہے (۱) اور مضارب وکیل ہے، لہذا  
مدرب امان کے متعین سے ہوئے وقت کا پابند ہوگا، جس طرح اگر  
رب امان کسی خاص قسم کی تجارت کا پابند بنائے یا کسی خاص مقام پر  
تجارت کی شرط عائد کرے تو اس کی پابندی ضروری ہوتی ہے (۲)،  
اور اس لئے بھی کہ مضاربیت "بیتا تصرف ہے جس میں کسی خاص قسم  
کے سامان کی تجارت کا پابند بنایا جاتا ہے تو کسی زمانہ کے ساتھ سے  
موقت کرنا بھی جائز ہوگا جیسے وکالت، اور اس سے بھی کہ رب امان

(۱) کتاب الاطلیل للرواق، ہامش ۱/۱۸۶، ۵/۱۸۸، طبع

بول۔

(۲) رد المحتار علی الدر المختار ۳/۵۰۸، علامہ مٹائی نے صراحت کی ہے کہ مضاربیت  
مفید پابندیوں کو قبول کرتی ہے خواہ یہ پابندیوں عقد کے بعد مالک کی جائیں  
جب تک کہ مال سامان کی عمل میں نہ ہوں اس لئے کہ جب سامان کی  
عمل میں ہو گیا تو اب وہ مال مضارب کو معزول نہیں کر سکتا، لہذا اسے  
پابند بھی نہیں کر سکتا، ہم نے مفید کی قید لگائی ہے اس لئے کہ غیر مفید پابندیوں  
کا سرے سے اعتبار نہیں کیا جائے گا، جیسے وہ مال کا عقد سے منع کر دینا،  
یعنی اس مخالفت کے باوجود مضارب نے اس مال کو عقد بنائے اس پر جس پر

اوجھڑ چکا جاتا ہے جیسا کہ جہتی میں ہے۔

(۳) رد المحتار علی الدر المختار ۵/۶۹، الاختیار ۲/۱۳۔

وقف کو مدت کے ساتھ موقت کرنا:

۵۸- اگر کسی شخص نے کوئی چیز موقت طریقہ پر وقف کی، متعین زمانہ کی آمد پر وقف کے فسخ ہونے کو مطلق یا مشابہ یہ کہہ کر: ”میرے گھر کے دروازے تک وقف ہے۔ یا حاجی کے واپس آنے تک وقف ہے، تو اس وقف کے علم سے متعلق فقہاء میں اختلاف ہے، حنفی، شافعی، مالکیہ اور حنبلیہ کے نزدیک یہ وقف صحیح نہیں ہوگا۔ یہ کہ وقف کا تقاضا تا یہ ہے (۱) کہ وقف ہمیشہ ہمیش کے لئے ہو۔

مالکیہ کا مسلک اور حنبلیہ کا ایک قول یہ ہے کہ وقف کی درجہ کی لئے تاہم کی شرط نہیں ہے، لہذا وقف متعین مدت کے لئے بھی صحیح ہوتا ہے، اور اس مدت کے نذر جانے پر وقف کرنے والے کی ملکیت حسب سابق لوٹ آئے گی (۲)۔

بیع کو موقت کرنا (۳):

۵۹- چونکہ بیع کی حقیقت ہے: آپس کی رضا مندی سے مال کا تبادلہ مال سے مال، مرنے کا حکم ہے، نواری نور پر بیع پر بیع کی ملکیت ثابت ہوا اور ضمن پر بیچنے والے کی ملکیت قائم ہوا (۴)، اور چونکہ یہ ملکیت میعہ کے لئے ثابت ہوتی ہے اس لئے بیع میں موقت کرنے کا احتمال نہیں ہے (۵)، سیوطی کی اشباہ والنظائر میں ہے: ”بیع پٹی

کو سے ہر وقت خرید و فروخت سے روکنے کا اختیار ہے جبکہ وہ اپنے مال کے بدلہ سامان لینے پر راضی ہو، پس سب اس نے یہ شرط لگانا ہی اور وہ کسی شرط ہے جو مقتضائے عقد کے موافق ہے، تو درست ہوگی، جیسے اس نے کہا: ”جب سال گزر جائے تو تم کوئی چیز نہ خریدو“ (۱)۔ مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک مضاربت کو موقت کرنا جائز نہیں ہے (۲)۔

کفالت کو کسی مدت کے ساتھ موقت کرنا:

۵۷- کفالت کو مدت کے ساتھ مقید کرنے کے جوہر کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے، جیسے اگر کہے: ”میں ایک مہینہ تک یہ کانٹیل ہوں، اس کے بعد بری ہوں۔“

حنفی اور حنبلیہ کا مسلک اور شافعیہ کا صحیح قول یہ ہے کہ کفالت کو موقت کرنا جائز ہے، ورنہ اس طرح مالکیہ بھی جوہر کے قائل ہیں۔ یہ شرطوں کے ساتھ: ”ن کی تعمیل مالکیہ کی کتابوں میں ”باب الممان“ میں مذکور ہے، اس سے کبھی اس مدت کی قید نکالے میں اس کا کوئی مقصد ہوتا ہے۔ حنفیہ نے توقیت کی بعض صورتیں، کرکی ہیں، ورنہ ان میں توقیت کی صحت کے بارے میں مذہب مختلف ہیں، باب المکفالات میں ان مسائل کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے (۳)۔

ثانویہ کے صحیح قول کے مطابق کفالت کی توقیت جائز نہیں ہے (۴)۔

(۱) رد المحتار علی الدر المختار ۵۰۶/۳، ہفتاویٰ الہندیہ ۳۰۲/۳، حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۳۹۷/۲، مفتی الحق ۳۸۳/۲، کتاب الفیاح ۳۵۰/۲۔  
(۲) حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۳۹۷/۲، مفتی الحق ۳۸۳/۲، کتاب الفیاح ۳۵۰/۲۔  
(۳) ماحکمۃ اصطلاح ”بیع“۔  
(۴) البدائع ۵/۳۳۳۔  
(۵) مفتی الحق ۳۸۳/۲، مفتی الحق ۳۸۳/۲، حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۳۹۷/۲، کتاب الفیاح ۳۵۰/۲۔

(۱) اہل ۵/۷۷۔  
(۲) تحریر ۳۸۳/۲، مفتی الحق ۳۸۳/۲۔  
(۳) رد المحتار ۳۶۶/۲، مفتی الحق ۳۸۳/۲، مفتی الحق ۳۸۳/۲، کتاب الفیاح ۳۵۰/۲۔  
(۴) الدسوقی ۳۳۱-۳۳۲۔  
(۵) مفتی الحق ۳۸۳/۲، مہذب الشیخ ۳۳۱/۲، طبع مجلس۔

ممنوع ہوں کی ذن کا سارا لوگ حرام رہا حاصل کرنے کے سے پیتے ہوں گے، مثلاً بیج اور اوصار کو جمع کرنا، اوصار سے نفع حاصل کرنا، لیکن جو بیو عام طور پر اس مقصد کے لئے نہ ہوں وہ جائز ہوں گی جیسے معاوضہ کے بدلہ میں ضمان، یعنی وہ جائز بیج جس سے معاوضہ کے بدلے ضمان کی صورت پیدا ہو رہی ہو۔

### بیوع الاجال کی صورتیں:

۶۱- مالکیہ کے بیان کے مطابق بیوع الاجال کی متعدد صورتیں ہیں، انہیں ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

جب کوئی چیز خاص مدت تک کے لئے اوصار فر دشت کی، پھر اس کو اسی ضمن کی جنس کے عوض خریدے تو اس کی درج ذیل شکلیں بنتی ہیں:

۱- نقد خرید۔

۲- پہلی مدت سے کم مدت کے لئے اوصار خرید۔

۳- پہلی مدت سے زیادہ مدت کے لئے اوصار خرید۔

۴- پہلی مدت کی مساوی مدت کے لئے اوصار خرید۔

پھر ان میں سے ہر ایک میں درج ذیل صورتیں پیدا ہوتی ہیں:

۱- پہلی قیمت کے برابر یا اس میں خرید۔

۲- پہلی قیمت سے کم میں خرید۔

۳- پہلی قیمت سے زیادہ میں خرید۔

اس طرح کل بارہ شکلیں بنتی ہیں، ان میں سے صرف تین شکلیں ممنوع ہیں، اور یہ وہ صورت ہے جس میں ضمن کے کم حصہ کو نقد کر لیا جائے:

۱- جب کوئی سامان کسی خاص مدت کے سے (حصار بیچ، پھر کم قیمت میں نقد خرید یا) (یہ بیع صحیح ہے)۔

۲- کسی خاص مدت کے لئے اوصار کوئی چیز بیچی، پھر پہلی مدت

تمام اقسام کے ساتھ ان عقود میں سے ہے جنہیں موقت نہیں کیا جائے، اور اگر موقت کی تو باطل ہوتی<sup>(۱)</sup>، کاسانی نے اس کی سند میں اس مرتے ہوئے لکھا ہے: ”اس لئے کہ ملکہ احیاناً والے عقود موقت طور پر صحیح نہیں ہوتے“<sup>(۲)</sup>۔

فقہاء نے ایسی ہر شرط کو باطل قرار دیا ہے جس کے نتیجے میں بیع موقت ہو جائے یعنی بیع پہلے بائع کی طرف لوٹ آئے، خواہ یہ قیوت صیغہ عقد سے پیدا ہو، مثلاً بائع یہ کہے کہ: ”میں نے تمہارے ہاتھ یہ چیز ایک سال کے سے بیچی“ یہ تو قیوت شرط سے پیدا ہو، مثلاً فر دشت کرنے والا کہے: ”میں نے تمہارے ہاتھ یہ چیز اس شرط پر بیچی کہ تم تین مدت کے بعد یہ چیز مجھے واپس کر دو گے“۔

### مالکیہ کے یہاں بیوع الاجال:

۶۰- بیوع الاجال ایسی بیوع ہیں جن میں اصل، اصل، اصل ہوتی ہے، ان میں سامان یک ہوتا ہے اور عقد کرنے والے ایک ہوتے ہیں۔ فقہاء مالکیہ نے ان بیوع کو خوب اجاگر کیا ہے اور یہ بات واضح کی ہے کہ یہ بیوع بظاہر جائز معلوم ہوتی ہیں میں کبھی کبھی یہ ممنوع چیز تک پہنچاتی ہیں، کیونکہ ان کے نتیجے میں کبھی بیع اور اوصار یکجا ہوتے ہیں، کبھی ایسی قرض کی شکل پیدا ہوتی ہے جس سے نفع حاصل ہوتا ہے، اور یہ دونوں صورتیں ممنوع ہیں۔

فقہاء مالکیہ نے ان میں سے ممنوع بیوع کے لئے ایک ضابطہ وضع کیا ہے، وہ حضرت فرماتے ہیں: ”اس بیوع میں سے وہی ممنوع ہوئی ہو بیع اور اوصار پر یک ساتھ مشتمل ہوں کی، یا ایسے اوصار پر مشتمل ہوں جس سے نفع حاصل ہو رہا ہو، ای طرح وہ بیوع بھی

(۱) ص ۲۸۴

(۲) المدخل ۱۱۸، ایسی مع الشرح الکبیر ۱/۲۵۶، ۳۳

سے کم مدت کے لئے "احصا" فرمایا۔

۳۔ کوئی سماں ایک خاص مدت کے لئے "احصا" چاہے اس سے زیادہ مدت کے لئے "احصا" فرمایا۔

۴۔ تینوں شطروں کے متون ہونے کی علت شی میں تکیل، رہا ہے، یہ "احصا" سے نفع اٹھانا ہوا، یہ نفع انھما پہلی و دوسری صورتوں میں فرست کنندہ کی طرف سے ہوا اور تیسری صورت میں خریدار کی طرف سے ہو۔

باقی مادہ دو شرطیں جائز ہیں اس کا ضابطہ یہ ہے کہ جب "موت" حاصل ہو تو شمس برآمد ہو تو جوڑ ہوگا، اگر نہ ہو تو "موت" حاصل ہو تو شمس مختلف ہو تو یہ دیکھا جائے گا کہ کس سے پہلے دیا ہے، اگر اس نے کم دیا ہے "مزید" دیا کو وہ اس عمل رہا ہے تو ماخوذ ہوگا نہ جارہوگا (۱)۔

۶۲۔ بیوت لاجال کی ایک صورت "نق عینہ" ہے، "رافعی" نے نق عینہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کی شکل یہ ہے کہ کوئی بیوت، "موت" کے ساتھ "احصا" قیمت پر فرست کرے، "موت" پر یہ "موت" کے حوالہ کر دے، پھر شمس پر قبضہ کرنے سے پہلے، اس سے کم شمس پر "موت" خرید لے (۲)۔ اس رسالت سے شرح السنن میں لکھا ہے: اس پر یہ "موت" کو "عینہ" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ صاحب عینہ کو نقد حاصل ہو جاتا ہے، کیونکہ "عین" موجود مال کو کہتے ہیں، خریدار اسے ایسے لے خریدتا ہے کہ سے موجود سماں (بوا) سے فوراً مل جائے (۳) کے بدلے میں فروخت کر دے تاکہ اس کا مقصد حاصل ہو۔

حضرت ابن عباس، حضرت عائشہ، ابن عباس، شعبہ، ابن عمر، رضی اللہ عنہم سے "نق عینہ" کا عدم جواز مروی ہے، غیاث شری، (۱) جامعہ مدینہ منورہ علیٰ شرح الکبیر ۳۷۷۔ (۲) نیل الاوطار ۵/۲۰۷ طبع انجمن مصر ۱۳۵۷ھ (رافعی) سے نقل کرتے ہوئے کہ

رافعی، ابو حنیفہ، مالک، اسحاق، احمد رحمہم اللہ بھی سی کے قائل ہیں، ان حضرات کا استدلال چند احادیث سے ہے جن میں سے ایک یہ ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "اذا صن الناس بالدينار والدرهم وتبايعوا بالعينة، واتبعوا اذئاب البقر، وتركوا الجهاد في سبيل الله، قول الله بهم بلاء، فلا يرفعهم حتى يراجعوا دينهم" (جب لوگ دینار و درہم میں بخل کرنے لگیں گے، نق عینہ کریں گے، گائے بیل کی دم کے پیچھے چلیں گے، رولوا میں جہاد ترک کر دیں گے، تو اللہ تعالیٰ ان پر بلا نازل فرمائے گا، اور بلا کو اس وقت تک رو نہیں کرے گا جب تک کہ وہ لوگ دین کی طرف، پس میں آئیں گے)۔ اس حدیث کی روایت امام احمد اور ابو داؤد نے کی ہے، ابو داؤد کے الفاظ یہ ہیں: "اذا تبايعتم بالعينة، واتبعتم اذئاب البقر، ورضيتم بالزورع، وتركتم الجهاد، سقط الله عليكم دلائ لا ينزع حتى تراجعوا الي دينكم" (۱) (جب تم لوگ نق عینہ کرنے لگو گے، گائے بیل کی دم پکڑ لو گے، حقیقت باڑی پر مصون ہو جاؤ گے، حصار چھوڑ دو گے، تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جس سے اس وقت تک رو نہیں کرے گا جب تک کہ تم دین کی طرف واپس نہ آ جاؤ)۔

ابن قیم نے نق عینہ کے ناجائز ہونے پر امام رافعی کی اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "یا نبی

(۱) نیل الاوطار ۵/۲۰۶، اس میں ہے کہ طبرانی اور ابن الاثیر نے اس حدیث کی روایت و تصحیح کی ہے حافظ ابن حجر بلاغ الامام میں فرماتے ہیں: اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں۔ (پھر حدیث پر اس طرح حرج ہے کہ اس میں تالیس ہے یا بیحد بیحد صبیح ہے... یہ یہ ہوتو ہے... پھر روایت یہ تمام طرق ایک دوسرے کو قوت دیتے ہیں۔

ملیت میں وہیں آجائے گی تو یہ بہت درست نہیں ہے۔  
بعض متاخرین نے اس سے "عمری" اور "تقی" کا استثناء کیا ہے،  
اس میں اختلاف اور تفصیل ہے جس کے برسرِ کرنے کا مقام "عمری"  
اور "تقی" کی اصطلاحیں ہیں۔

#### نکاح کو موقت کرنا:

نکاح کو موقت کرنے کی مختلف صورتیں ہیں، نام اس کی وضاحت  
نہیں گے اور یہ صورت کے بارے میں فقہاء کی سرودیں  
نہیں گے۔

#### الف- نکاح متعہ:

۶۳- نکاح متعہ یہ ہے کہ کوئی شخص موانع سے خالی عورت سے کہے:  
"میں تم سے اتنی مدت تک متعہ ہوں گا" (۱)، نکاح متعہ کو متعہ  
مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ اور امام ربیع نے حرام قرار دیا ہے، اس کی  
تفصیل "نکاح متعہ" میں دیکھی جائے (۲)۔

#### ب- نکاح موقت یا نکاح الاصل:

۶۵- نکاح موقت کی صورت یہ ہے کہ کسی خاتون سے دو گواہوں  
کی موجودگی میں مثلاً اس روز کے لئے نکاح کرے، یہ نکاح بھی  
مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ اور امام ربیع کے علاوہ ائمہ حنفیہ کے  
نہیں باطل ہے، اس لئے کہ یہ بھی حقیقت میں متعہ ہی ہے (امام

(۱) البدائع ۱/۸۸، معنی لکھنا ج ۳، ۳۹۸، البدائع ج ۲، ۵۷۲، طبع دار الفکر، بیروت  
مع الشرح للکبیر ۲۵۶/۱۔  
(۲) فتح القدیر ج ۳، ۱۲۹۔  
(۳) فتح القدیر ج ۳، ۱۲۹-۱۵۱، نیل الاوطار ج ۲، ۳۷۲، معنی لکھنا ج ۳، ۳۲۲، معنی  
مع الشرح للکبیر ج ۲، ۵۷۱-۵۷۲، طبع اول۔

عسی الناس زمان یسئلون الربا بالبیع" (لوگوں پر ایسا زمانہ  
آئے گا کہ ربا کو بیع کے نام پر حال نہیں گئے)، یہ حدیث اگرچہ  
مرسل ہے لیکن بالاتفاق قاطع استدلال ہے۔ مستند روایات اس کے  
سے ثابت ہیں، یہ وہ حدیث ہیں جو حنفیہ کی حرمت پر، لاسیما ترقی  
میں، یہ بات معلوم ہے کہ جو لوگ حنفیہ کا معاملہ کرتے ہیں وہ اس سے بچ  
نے کا نام دیتے ہیں، حنفیہ کا معاملہ کرنے والے عقد سے پہلے صریحاً ربا  
پر اتفاق کرتے ہیں پھر اس کا نام بدل کر یہ فریبہ مستثنیٰ قائل بناتے  
ہیں حالانکہ اس کا مقصد یہ فریبہ مستثنیٰ قائل نہیں ہوتا، یہ خالص فریبہ  
حنفیہ اور اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی کوشش ہے (۱)۔

شافعیہ نے بیع حنفیہ کو جائز قرار دیا ہے، اور جو ان پر ان کی دلیل بیع  
کے وہ الفاظ ہیں جو اس عقد میں واقع ہوئے، دوسرا استدلال یہ ہے  
کہ یہ ضمن ہے، اسے بائع بول کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ فریبہ مستثنیٰ  
جاسکتا ہے، لہذا بائع کے ہاتھ بھی فریبہ مستثنیٰ جاسکتا ہے، جس طرح  
شرک مثل کے بدلے فریبہ مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے، شافعیہ کے مذکور بالا  
حدیث کو اختیار نہیں کیا ہے (۲)۔

#### ہبہ کو موقت کرنا:

۶۳- ہبہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہبہ کو موقت کرنا جائز نہیں  
ہے، کیونکہ ہبہ یہ عقد ہے جس میں فوری طور پر کسی شے کو سامان  
کا مالک بنادیا جاتا ہے، اور عین کا مالک بنانا موقت طور پر صحیح نہیں  
ہوتا جس طرح بیع میں وقت درست نہیں ہوتا، لہذا اگر کسی نے کہا:  
"میں سے نقد چیز تم کو یک سال کے لئے ہبہ کی، پھر موقوفہ میری

(۱) نیل الاوطار ج ۲، ۲۰۷، کتاب النکاح ج ۳، ۱۸۵، طبع المیزان، الشرح للکبیر ج  
۳، ۳۵۳، طبع دوم، بیروت  
(۲) مروضہ ج ۳، ۳۱۶-۳۱۷۔

زفر فرماتے ہیں کہ نکاح صحیح ہوگا یہ وقت کی شرط باطل ہوئی، اس کے حکام کی تفصیل دوسرے مقام پر ملے گی۔ (دیکھئے: ”نکاح“ کی اصطلاح) (۱)۔

ج- نکاح جسے مرد یا عورت کی مدت حیات کے ساتھ موقت کیا گیا ہو یا کسی طویل مدت کے ساتھ موقت کیا گیا ہو جس وقت تک ہر دہائیہ دونوں زندہ نہیں رہتے۔  
۶۶- گر شوہر کی عمر بھر کے لئے یا بیوی کی عمر بھر کے لئے نکاح یا یا ہو یا کسی طویل مدت تک کے لئے نکاح یا یا جتنی مدت ۱۰ دنوں یا دن میں سے ایک یا حیات نہیں رہے گا تو اس نکاح کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے (۲)۔

یہی صورت میں حنفیہ (حسن بن زیاد کو چھوڑ کر) اور مالکیہ (ابو حسن کو چھوڑ کر) اور شافعیہ (بلقیسی کو چھوڑ کر) اور حنابلہ اس کے قائل ہیں کہ یہ نکاح باطل ہے۔ اس لئے کہ یہ نکاح متعہ کے حکم میں ہے۔

حسن بن زیاد کہتے ہیں کہ اگر ان دونوں نے نکاح میں اتنی لمبی مدت کا ذکر کیا ہے جس کے بارے میں معلوم ہے کہ دونوں اتنی مدت زندہ نہیں رہیں گے مثلاً سو سال یا زیادہ، تو یہ نکاح درست ہوگا۔ یہ نکتہ یہ نئی نکاح کی طرح ہے، امام ابو حنیفہ کی ایک روایت بھی اس کے موافق ہے (۳)۔

بلقیسی کی رائے یہ ہے کہ بظاہر نکاح سے وہ صورت مستثنیٰ نہ کی  
(۱) فتح القدیر ۳/۱۲۹، حیل و طار ۱/۱۳۷، المدسوس ۲/۲۱۲، ۲۷۲، ۲۷۳، مفتی الکھانج ۳/۱۲۲، المروض المربع ۳/۱۵۲، ۱۵۳۔

(۲) یہاں مرجع۔

(۳) نکاح کو باطل کرنے والی چیز توقیت (وقت مقرر کرنا) ہے (الفتاویٰ ہاشمیہ فتح القدیر ۳/۱۵۲)۔

جبکہ مرد کی عمر بھر کے لئے یا عورت کی عمر بھر کے لئے نکاح یہ جائز ہے، یہ نکتہ مطلق نکاح بھی اس سے زیادہ برتر نہیں رہتا ہے۔ مرنے کا مطلق کے تقاضہ کی صراحت نہ کرنا صحت نکاح کے لئے ضروری نہیں ہوگا۔ لہذا اس میں صورتوں میں نکاح درست ہونا چاہئے، بلقیسی کہتے ہیں کہ ”تاب الامم“ کی عبارت اس رائے کی تائید ہے، بعض متاخرین نے اس رائے میں بلقیسی کی پیروی کی ہے (۱)۔

حالیہ امدادی میں ہے (۲) کہ ”ابو حسن کا خیال یہ ہے کہ بی مدت کا ذکر جہاں تک ۱۰ دنوں کی عمر میں پہنچنے والے کی نکاح کی صحت میں نہ درمیان نہیں ہے، بخلاف اس مدت کے جتنی اس میں سے ایک کی عمر ہوتی ہے اس کا نکاح میں درست ہوگا۔“

د- شوہر کا نکاح کو کسی خاص وقت تک محدود رکھنے کی دل میں نیت رکھنا:

۶۷- حنفیہ اور شافعیہ کے یہاں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ اگر نکاح کرتے وقت مرد کے دل میں یہ نیت ہو کہ ایک خاص مدت کے بعد عورت کو طلاق دے دے گا تو بھی نکاح درست ہوگا، لیکن شافعیہ اس نکاح کو عمر موقتہ قرار دیتے ہیں، کیونکہ شافعیہ کے نزدیک یہ کاہنہ و کلیہ ہے کہ جس چیز کی صراحت کر دینے سے نکاح باطل ہو جاتا ہے اس کو اس میں رہنے سے نکاح مکرر ہوتا ہے (۳)، مالکیہ نے بھی کہا ہے کہ اگر مدت کا ذکر عقد نکاح میں نہیں کیا گیا، مرنے شوہر نے عورت کو اس کے بارے میں کچھ بتایا بلکہ دل میں مدت کی نیت کی اور عورت یا اس کے ولی نے سمجھ لیا کہ شوہر ایک مدت کے بعد عورت کو

(۱) مفتی الکھانج ۳/۱۲۲۔

(۲) حالیہ امدادی علی الاثر الکبیر ۲/۲۱۲-۲۱۳۔

(۳) فتح القدیر ۳/۱۵۲، حالیہ امدادی ۲۵۴، فتح معنی غامض۔



مجبور، مثلاً یہ شرط لگائے کہ اگر عورت کا بپ یا عورت کا بھائی یا تو اسے طلاق دے گا، امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں: نکاح صحیح ہوگا، شرط باطل ہوگی، یہی امام شافعی کے ووقول میں سے ظاہر ہے جو اسوں نے اپنی عام کتب میں کہا ہے، اس لیے کہ نکاح مطلق ہو ہے، ماں شوہر نے اپنے اپنے ایک شرط عائد کی ہے، یہ شرط نکاح میں مؤثر نہیں ہوتی، جس طرح یہ شرط مؤثر نہیں ہوتی ہے کہ اس عورت کے نکاح میں ہوتے ہوئے دوسری عورت سے شادی نہیں کرے گا یہ اس کے ساتھ نہیں کرے گا۔

اس نکاح کو باطل قرار دینے والوں کا استدلال اس بات سے ہے کہ یہ شرط بقاؤ نکاح میں مائع ہے، لہذا نکاح متعد کی طرح ہو گیا، اور جن شرطوں پر درست قرار دینے والوں نے قیاس یہ ہے، اس میں وہ اس شرط میں فرق یہ ہے کہ ان میں نکاح ختم کرنے کی شرط میں کافی گئی ہے (۱)۔

رہن کو کسی مدت کے ساتھ موقت کرنا:

۶۹-۷۰ ماہ مسلک یہ ہے کہ رہن کو کسی مدت کے ساتھ موقت کرنا جائز نہیں ہے، مثلاً یوں کہے کہ میں نے آپ کے پاس یہ چیز ایک مہینہ کے لیے اس دین کے سلسلہ میں رہن رکھی جو آپ کا میرے ذمہ لازم ہے (۲)۔

ضبط و تعدید کے اعتبار سے بصل کی تقسیم

۱۔ ضبط و تعدید کے اعتبار سے بصل کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ بصل معلوم، ۲۔ بصل مجہول۔ بصل کے معلوم یا مجہول ہونے

(۱) انصاف مع الشرح الکبیر ۷/ ۵۷۲۔

(۲) انصاف مع الشرح الکبیر ۷/ ۵۷۲، لاقتیاد ۲/ ۳۶، مغنی ۵۳، مغنی لکھنؤ ۳۲، کتاب القناع ۲/ ۵۰، فتح الباری ص۔

سیحہ مردے کا تو اس سے نکاح کی صحت متاثر نہیں ہوتی (۱)، اور یہی رائج ہے، اگرچہ ہرم نے اپنی شرح میں اپنی کتاب ”المشائل“ میں لکھا ہے کہ اگر عورت مرد کا یہ روہ بچھٹی ہے کہ وہ ایک خاص مدت کے بعد طلاق دے گا تو نکاح نافذ ہوگا ماں اگر مرد نے عورت یا اس کے ولی کے سامنے اپنے روہ طلاق کا دیکھ لیا اور نہ عورت نے اس کا یہ روہ سمجھا تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوگا (یعنی یہ نکاح درست ہوگا)۔

حنابلہ نے صراحت کی ہے کہ اگر کسی پر ایسی نے کسی عورت سے اس روہ سے نکاح کیا کہ جب ماں سے طلاق ہوگا، اسے طلاق دے گا تو یہ نکاح باطل ہے، کیونکہ یہ نکاح متعد ہے، اس نکاح متعد باطل ہوتا ہے (۲) ”المغنی“ میں مذکور ہے، ابن قدامہ لکھتے ہیں: ”اگر کسی عورت سے بلا شرط نکاح کیا یلین اس کی نیت ہے کہ ایک ماہ کے بعد اس کو طلاق دے گا، اس شرط کا ختم ہونے کے بعد اسے طلاق دے گا تو عام اہل علم کے نزدیک نکاح درست ہے، امام ابو حنیفہ اس کو نکاح متعد قرار دیتے ہیں، صحیح یہ ہے کہ اس میں کوئی فرق نہیں، لہذا اس کی نیت معتبر نہیں ہوگی، مرد کے لازم نہیں ہے کہ وہ اپنی بیوی کو مجبور کرے کی نیت کرے، اس کے لیے یہ کافی ہے کہ اگر بیوی اس کے موافق ہو تو رکھے ورنہ طلاق دے (۳)۔

نکاح کا ایسے وقت پر مشتمل ہونا جس میں طلاق واقع ہو:

۶۸- کسی عورت کے ساتھ اس شرط پر نکاح کیا کہ ایک مہینے کے وقت پر اس کو طلاق دے گا تو نکاح صحیح نہیں ہوگا، جو وہ وقت معلوم ہو یا

(۱) جامعہ الدینی علی المشرع الکبیر ۲/ ۲۱۳۔

(۲) اروض البیوع ۱/ ۲۷۶۔

(۳) مغنی ۷/ ۵۷۲۔

## اجل ۷۱-۷۳

نیز اس لئے کہ اجل کے مجھول ہونے کی صورت میں حواگی اور قبضہ کے بارے میں نزاع پیدا ہوگا، ایک فریق ترقی مدت میں اس کا مطالبہ کرے گا، دوسرا فریق دیر میں اس کی حواگی کرنا چاہے گا، اور یہ دینیہ جو اس قبضہ کرنے والی ہو اس کا دروازہ بند کرنا واجب ہے، نیز اس لئے بھی کہ اجل کے مجھول ہونے کی صورت میں عقود کی پابندی نہ کرنے کی صورت حال پیدا ہوگی حالانکہ ہمیں عقود کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۷۲۔ اجل کی معلومیت یا اجل کے علم کی حقیقت کیا ہے؟ اس بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے؛ بعض فقہاء نے صراحت کی ہے کہ "اجل معلوم وہ ہے جس کو سب لوگ جانتے ہوں، مثلاً عمر بنی مسینہ (۱)۔" بعض فقہاء نے صراحت کی ہے کہ "اجل معلوم وہ ہے جو، دونوں عقد کرنے والوں کو معلوم ہو، خواہ حتما معلوم ہو، اور دونوں عقد کرنے والوں کو جو یہ معلوم ہوں وہ منصوص الیام کی طرح ہیں، اور کسی ایسے کام کے ساتھ مدت مقرر کرنا جو عام الناس توں میں یا جاتا ہے ایسا ہی ہے جیسے ان حاس ہوں کو مدت میں مقرر کیا ہو" (۲)۔

ان دو رجحانات کو مد نظر رکھتے ہوئے تاخیل کی مختلف شکلوں کے بارے میں فقہاء کی آراء بیان کرنا ضروری ہے، مثلاً: یہ زمانوں تک تاخیل جو عقیقہ یا عہد معلوم ہوں، یہ مختلف موسموں، یہ مختلف مواقع تک تاخیل یا کسی ایسے کام تک تاخیل جس کا کوئی معین زمانہ نہ ہے۔

### منصوص زمانوں تک تاخیل:

۷۳۔ منصوص زمانوں تک تاخیل کی پہلی پر تمام فقہاء کا اتفاق

کا عقد کی صحت اور عدم صحت پر اثر پڑتا ہے، یہ تک جہات سے غرر (دھوکہ) کی شکل پیدا ہوتی ہے، مگر بعض جہات معمولی ہوتی ہے اور بعض غیر معمولی، اس سلسلہ میں مختلف فقہی مذاہب کی آراء ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

### پہلی بحث

#### اجل معلوم

۱۔ فقہاء تاخیل تاخیل معاملات میں اجل کی صحت پر متفق ہیں، بشرطیکہ اجل معلوم ہو (۱)۔ اجل کے معلوم ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے زمانہ کے ساتھ اس کی تعیین کر دی جائے جس میں مختلف اشخاص، مختلف جہاتوں کے مابین سے فرق نہ ہوتا ہو، یہ بات اسی وقت ہوگی جب دن، مہینہ، سال تعیین کر دیا جائے۔

اجل کے معلوم ہونے کی شرط کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَلَّكُمُ الْمَوتَ بَلِّغُوا إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ" (۲) (اے ایمان والو! جب تم آپس میں معاملہ کرو اور حاکم کا کسی مدت مقرر تک تو اس کو لکھ لیا کرو)۔

ور اس لئے کہ نبی ﷺ نے اجل کی شرط لگانے کے ایک موقع پر فرمایا: "من أسلف في شيء، فليسلف في كيل معلوم ورون معلوم إلى أجل معلوم" (جس شخص کو کسی چیز میں بی بیع علم کرنی ہو تو وہ متعین کیل، متعین رن میں معلوم مدت تک کے لئے بیع علم کرے)۔

اجل معلوم تک تاخیل کی صحت پر اجماع بھی ہے۔

(۱) منہج القدیر ۵/۸۳، لاشہ وانظار لابن نجیم ۵/۵۷۷، مفتی الحق ۲/۱۰۵،

بعض مع اشرع الکبیر ۳/۳۲۸۔

(۲) سورۃ بقرہ ۲۸۲۔

(۱) المہذب للعیرازی ۲/۲۹۹۔

(۲) حاشیہ المدسولی علی اشرع الکبیر ۳/۲۰۵۔

ہے، مثلاً کوئی شخص یہ ہے ”بیچ سلم کے طور پر یہ دینار لے لو ایک روپ یہ ہوں کے بدلہ جس کی حوائج تمہیں اس سال کے ماہ ربیع کے آغاز میں کرنی ہوں، یا میں تم سے یہ گیسوں میں، ان کے بعد لے لوں گا“۔<sup>(۱)</sup>

تا جیل میں جب مطلق مینے ”رسالہ“ لے جائیں تو اس سے مراد عربی مینے ”رسالہ“ ہوں گے مثلاً ایک مادہ: ”مادہ مقرر کی یا ایک سال یا دو سال مدت مقرر کی تو مطلق ہو لے جانے کی صورت میں اس سے قمری مینے اور سال مراد ہوں گے، کیونکہ بیعت کا عرف یہی ہے، اللہ تعالیٰ کا رضاء ہے: ”ایسا لو سک عن الاہلۃ فلہی موافقۃ للناس والحق“<sup>(۲)</sup> (تو سے پوچھتے ہیں حال نئے چاند کا، کہہ دے کہ یہ ”اتات مقررہ ہیں لوگوں کے واسطے اور حج کے واسطے)۔ نیز ارشاد باری ہے: ”إِنَّ عِلَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ الْاَہْلَاءُ عَشْرَ شَهْرٍ“ فی کتاب اللہ یوم خلق السموت والارض مہا اربعۃ حُرُم“<sup>(۳)</sup> (مہینوں کی کثرت اللہ کے نزدیک بارہ مینے ہیں اللہ کے حکم میں جس دن اس نے پیدا کئے تھے آسمان، زمین، ان میں چار مہینے ہیں ادب کے)۔

اس بات کی صراحت حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ سب سے کی ہے<sup>(۴)</sup>۔

### غیر عربی مہینوں کے ساتھ تا جیل:

۷۴- اگر جیل کی قمری مہینوں کے علاوہ دوسرے مہینوں سے فی

(۱) حوالہ بالا، نیز بدائع الصنائع ۱/۱۸۱، مفتی الکنز ۲/۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، رد المحتار مع اشراج الکبیر ۳/۳۲۸، کتاب الفتاویٰ ۱۸۹۳۔

(۲) سورہ بقرہ ۱۸۹۔

(۳) سورہ بقرہ ۱۸۹۔

(۴) بدائع الصنائع ۱/۱۸۱، حافیۃ الدسوقی ۳/۲۰۶، المہذب للشیرازی ۳/۳۹۹، ایسی مع اشراج الکبیر ۳/۳۲۸۔

جائے تو اس کی اہتمیں ہیں:

قسم اول: دو مہینے جنہیں مسلمان جانتے ہوں، اور وہ مہینے مسلمانوں کے درمیان مشہور ہوں مثلاً قانوں (جنوری) و رجب (فروری)۔ جمہور فقہاء (حنفی، مالکیہ، شافعیہ و حنبلیہ) کے نزدیک ایسے مہینوں کے ساتھ تا جیل جائز ہے کیونکہ یہ اجل معلوم ہے، اس میں اختلاف کا اندیشہ نہیں ہے، تو یہ قمری مہینوں کے ساتھ تا جیل کی طرح ہو یا<sup>(۱)</sup>۔

قسم دوم: دو مہینے جنہیں مسلمان (عموماً) نہیں جانتے ہیں؛ مثلاً نیمہ<sup>(۲)</sup> یا مہاجاں<sup>(۳)</sup> وغیرہ ایک تا جیل، جمہور فقہاء اس سے تا جیل کو بھی جائز قرار دیتے ہیں<sup>(۴)</sup>۔

### مطلق مہینوں کے ساتھ تا جیل:

۷۵- اگر مہینوں سے اجل کی تعیین کی، لیکن یہ صراحت میں کی کہ یہ قمری مہینے ہیں یا ربوی مہینے ہیں یا فارسی مہینے ہیں، تو تمام فقہاء (حنفی، مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ) اس بات پر متفق ہیں کہ مطلق مہینوں کے ساتھ تا جیل کئے جانے کی صورت میں قمری مہینے ہی مراد ہوں گے، انہیں پر محمول کیا جائے گا، اس لئے کہ شریعت کے عرف میں مہینے (مشہور) قمری مہینوں کو کہا جاتا ہے، اس کی دلیل قرآن کریم کی یہ

(۱) ایسی مع اشراج الکبیر ۳/۳۲۸، مفتی الکنز ۲/۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، رد المحتار مع اشراج الکبیر ۳/۳۲۸، حافیۃ الدسوقی ۳/۲۰۶۔

(۲) نیمہ: موسم راف کا پہلا دن ہے جس میں ۲۰ بج کر ۱۱ بج تک ہے اور تجویس کا عروج وہ دن ہے جس میں سورج غروب صحت میں پہنچتا ہے (یہ موسم سرما کا ET ہے)۔

(۳) مہاجاں: موسم خریف کا پہلا دن ہے جس میں سورج غروب صحت میں پہنچتا ہے۔

(۴) ایسی مع اشراج الکبیر ۳/۳۲۸، رد المحتار ۳/۱۲۳، حافیۃ الدسوقی ۳/۲۰۶، مفتی الکنز ۲/۱۰۵۔

## اجل ۷۶-۷۸

یہی رائے خلیفہ مالکیہ ثنائیہ اور حنبلیہ کی ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ تین مہینے عدد سے شمار کئے جائیں گے<sup>(۱)</sup>، ایک رائے عام اہل حنفیہ کی اور حنبلیہ کی یہی ہے، اور ایسا ہی سال بھر کے اجارہ میں بھی ہے۔

### مدت اجل کے حساب کا آغاز:

۷۶- مدت اجل کے حساب کا آغاز اس وقت سے ہوگا جس کی تحدید بنوں عقد کرنے والوں نے کی ہوگی، اور اگر انہوں نے تحدید نہیں کی ہے تو عقد کے وقت سے اس کا آغاز ہوگا<sup>(۲)</sup>۔

### مسلمانوں کی عیدوں کے ساتھ تا ذیل:

۷۷- اگر عیدوں (یوماروں) تک کی تا ذیل کی نئی ہے تو عید کے متعین اور معلوم ہونے کی صورت میں تا ذیل درست ہے، مثلاً عید اضحیٰ اور عید فطر کی تا ذیل صورت میں تا ذیل درست ہوگی<sup>(۳)</sup>۔

ایسی مدت متعین رہنا جس میں دو چیزوں میں سے کسی ایک کا احتمال ہو:

۷۸- اگر ایسی مدت ذکر کی گئی ہے جس میں دو چیزوں کا احتمال ہو تو اسے دونوں میں سے پہلی یا دوسری مدت پر محمول کیا جائے گا، جیسا کہ ثنائیہ نے (پہلے اصح قول کے مطابق) مرحن بد نے صریحت کی ہے، مثلاً عید یا جمادی یا ربيع یا حایوں کے کوچ کرنے کے دن

(۱) ماہدہ مراجعہ اس اختلاف کی جانب اس قدر اشارہ فرمائی ہے کہ

المنشی مع الشرح للکثیر ۳۲۸/۳، بدیع المصابیح ۳۲۸/۳

(۲) المنشی مع الشرح للکثیر ۳۲۸/۳، بدیع المصابیح ۳۲۸/۳، امجد ۳۲۸/۳

الدوسلی ۳۲۸/۳

(۳) المنشی مع الشرح للکثیر ۳۲۸/۳، بدیع المصابیح ۳۲۸/۳، امجد ۳۲۸/۳

تیمت ہے: "إِنْ عَذَهُ الشُّهُورُ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فَمِنْ كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُومٌ" (مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کے حکم میں جس دن اس نے پیدائش کے شہر آماں اور زمین، ان میں چار مہینے ہیں وہ بکے)۔ اس تیمت میں مطلق "شہور" یا "بول" "قمری شہور" (قمری مہینے) مراد سے لے گئے ہیں<sup>(۱)</sup>، لہذا مطلق ہونے کی صورت میں عقد اس پر محمول ہوگا۔

جس عقد میں مطلق مہینے کے ساتھ تا ذیل ہوتی ہے، اگر یہ عقد قمری مہینہ کے آغاز میں یا سب سے پہلے تو آغاز ماد سے اس کا شمار ہوگا، اگر قمری مہینہ کے آغاز میں عقد نہیں ہو ہے تو تا ذیل ایک ماد کے ساتھ ہوگی، یہ ایک سے زیادہ مہینوں کے ساتھ یا سال کے ساتھ، اگر ایک مادی تا ذیل ہے اور عقد قمری ماد کے آغاز میں ہوا ہے تو ایسا انتہائی اس کا اعتبار چارہ سے ہوگا، حتیٰ کہ اگر مہینہ یک در یک ہو (یعنی ۲۹ مہینہ ہو) تو بھی پوری مدت طے کی، یہاں تک مہینہ مال تمام ہے۔

اور اگر قمری مہینہ کا کچھ حصہ گذرے کے بعد عقد ہوا ہے تو ایک ماد کے بارہ میں بالاتفاق تین دن مراد ہوں گے، یہاں تک چارہ کے لحاظ سے مہینہ کا اعتبار (اس صورت میں) شمار ہے، لہذا انوں کے لحاظ سے مہینہ کا اعتبار یا جائے گا<sup>(۲)</sup>۔

اور اگر تین ماد کا بارہ کا معاملہ طے ہوا ہے تو اس صورت میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، یک قول یہ ہے کہ ماد چارہ کے لحاظ سے مانے جائیں گے اور ایک مہینہ تین دن کی گنتی کے اعتبار سے،

(۱) سورہ بقرہ ۲۹۸

(۲) المنشی مع الشرح للکثیر ۳۲۸/۳، بدیع المصابیح ۳۲۸/۳، حاشیہ الدوسلی ۳۲۸/۳، امجد ۳۲۸/۳

(۳) بدیع المصابیح ۳۲۸/۳، حاشیہ الدوسلی علی الشرح للکثیر ۳۲۸/۳، امجد ۳۲۸/۳، منشی مع الشرح للکثیر ۳۲۸/۳

لئے آئیں میں شریعہ فرہ دست نہ کر، جب بھی شریعہ فرہ دست نہ کر، تو معلوم مہینہ تک کے لئے نہ کر۔

ماجاز ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس طرح کی تاخیر ہوں مہینہ ہے، ایک "رو" ہوتی ہے، اگر بارش مسلسل ہوتی رہی تو فصل کی مٹی اور پھلوں کی توزانی کچھ اس موثر ہو جاتی ہے، اگر گرم ہوا چلے، بارش نہ ہو تو جلدی ہو جاتی ہے، رہا فیضان و صوابی کا وقت تو کبھی کبھی "وقت" ہو جاتا ہے۔

۸۰۔ جس اہل بھل میں معمولی جہالت ہو اس تک تاخیر کی شرط لگانے میں عقد پر یا اثر پڑے گا، اس دور میں س فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔

حنبیہ کے نزدیک اہل بھل تک بیعت جاری نہیں ہے، خواہ جہالت معمولی ہو مثلاً کبھی "رو" کی تک تاخیر، یا جہالت زیادہ ہو مثلاً ہو چلنے یا کسی شخص کی سفر سے، وہی تک تاخیر، اگر شریعہ رٹے اس اہل بھل کو جس میں معمولی جہالت تھی اس کا وقت "رٹے" سے پہلے ورنہ، بیعت کی بنا پر عقد کو فسخ کرنے سے پہلے باطل قرار دے، یہ تو امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک اب درست ہوئی، اور امام حنفیہ کے نزدیک بیعت درست نہ ہوں، اگر شریعہ اہل بھل کو باطل کرنے سے پہلے "وعدت" گذر گئی تو ساری بیعت ہو گیا، فقہاء حنبیہ کا اجماع ہے کہ اب یہ بیعت درست نہیں ہوتی۔

شافعیہ کے نزدیک یہ عقد فاسد ہے، چونکہ ان حضرات کے نزدیک عقد بھل کی صحت کے لئے یہ شرط ہے کہ پوری تحدید کے

مہینہ کا (۱۰ مہینے کر کے) بیعتی (۲۵/۶) کے یہاں بھی یہ اثر موجود ہے "الحدود" کلیات کو کہتے ہیں۔ میں اس اثر کی سند کی کا لاف نہیں ملے، معصوم عبد الرزاق کی سند یہ ہے (اعیون لا القوری من حدیث الکرمیم بحوری عن عکرمہ عن ابن عباس) اس سند کے تمام روایات تقریباً بعد میں کے مطابق تھیں۔

کو مدت مہینہ مہینہ، اس لئے کہ عید و عید انظر، عید ملائحتی، ماہ جمادی بھی وہ ہیں: جمادی الاولیٰ اور جمادی الثانی یہ ماہ رجب بھی وہ ہیں: رجب الاول و رجب الثانی، حاجیوں کا کوئی یام تشریق کے وہم سے ہوتا ہے، ورنہ دوسرے دن بھی، ان سب مثالوں میں مدت کو پہلے لے رہا نہ پر محمول کیا جائے گا اس لئے کہ ان پہلے پر بیان کردہ جملہ وجوہ میں آ جاتی ہے۔

اس مسئلہ میں دوسرے قول یہ ہے کہ یہ تاخیر درست نہیں ہوگی، عقد فاسد ہو جائے گا کیونکہ وعدت و کرہائی ہے اس میں، دونوں زمانوں کا مکان ہے (۱) (تو اصل بھل ہوئی)۔

۱۔ دنا معروف موسموں تک مدت مقرر کرنا:

۷۹۔ فقہاء نے اس کے جواز میں اختلاف کیا ہے، بیعت فصل کی مہینہ، وہی، اور پھلوں کے ٹوٹنے کا موسم، حاجیوں کی، وہی کا موسم، اس طرح کی مدت کے جواز کے بارے میں فقہاء کی رائے میں مختلف ہیں۔ حنفیہ، شافعیہ، حنبلیہ اور ابن المذہب کے نزدیک ان اشیاء کو بطور مدت مقرر کرنا صحیح نہیں ہے۔

ن حضرت کا استدلال ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس اثر سے ہے کہ انہوں نے فرمایا: "لا تتبايعوا إلى الحصاد والنباس، ولا تتبايعوا إلا إلى شهر معلوم" (۲) (کتنی اور... فی تک کے

(۱) ائسی مع اشرح الکبیر ۲۹۴۳ صفحہ ۱۰۶۲۔

(۲) ائسی مع اشرح الکبیر ۳۲۸۳، حضرت ابن عباس کے اثر: "لا تتبايعوا إلى الحصاد والنباس ولا تتبايعوا إلا إلى شهر معلوم" کا ذکر نہیں لفظ میں ابن قتیر نے کیا ہے (ائسی ۲۱۹۳) لیکن ان الفاظ میں یہ اثر ہمیں بخاری کے یہاں نہیں ملے، معصوم عبد الرزاق (۶/۸) میں یہ اثر ان الفاظ میں ہے: "لا تتبايعوا إلى الحصاد والعصر والعطاء أن يسلط به ولكن بمسمى شهر" (آپ ﷺ نے کلیات بیان فرمائی ہیں جو حاصل ہونے کی مدت کے لئے احوال حاصل کرنے کو اپنے فرمایا، بلکہ اسے چاہئے کہ

ساتھ اجل متعین ہو، لہذا جو اجل آگے پیچھے ہو سکتی ہو مثلاً فعل کی کٹنی، حاجیوں کی واپسی، اس کے ساتھ عقد درست نہیں ہوگا، کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”من أسلم في شيء فليسلم“ (جس کو کسی چیز میں بیعت مسلم کرنی ہو وہ کیل معلوم، وزن معلوم میں اجل معلوم تک بیعت مسلم کرے) (بخاری، مسلم)۔ مابا زبانی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اجل یہاں معلوم و متعین نہیں ہے۔ یہ تک وہ آگے پیچھے ہو سکتی ہے (۱)۔

حنابلہ کے نزدیک یہ تاویل غلط ہوگی، ”مصدق ہوگا۔ یہ تک نہا بلہ پیشہ طے کرتے ہیں، اجل کی تعین متعین زمانہ سے کی جائے، اور خیال مجہول پر اجل مجہول کی شرط کافی (اس طور سے کہ خیال کی شرط کے ساتھ فروخت کیا اور خیال کی مدت متعین نہیں کی یا بیعت مسلم میں مئی کے زمانہ تک میں مسلم فیہ کی حوالگی طے کی یا قیمت کی، ایسی مئی تک مؤجل کی) تو شرط درست نہیں ہوتی، ”مصدق ہوگی“ یعنی ہونی، شرط کے قیام سے جس فرق کا مصلحت متاثر ہو، (خود وہ بائع ہو یا مشتری، خود سے شرط کے قیام سے مسلم ہو یا نہ ہو) اسے ”بائون میں سے ایک کا اختیار ہوگا، تو بیعت صحیح کرے یہ تک اس کی شرط باقی نہیں رہی، یہ شرط کے قیام سے اس کا جو نقصان ہوا ہے اس کا عوض لے، یعنی شرط بائع کی طرف سے تھی، اس شرط کی وجہ سے اس سے ماہ زیادہ قیمت میں شرط یہ تھا تو شرط قیام سے بے صورت میں یہ مدت اس کو ملے گی“ (۲)۔ بیعت مسلم میں اگر اس طرح بی اجل مجہول کا کر یا سہو ہے تو عقد صحیح نہیں ہوگا، یہ تک اس کی درنگی کی ایک

شرط یاں منفقہ ہے، ”وشرط“ ”اجل معلوم“ ہے یہ تک اس کے اوقات میں فرق پڑتا رہتا ہے (۱)۔

مالکیہ کہتے ہیں کہ ایسے موسموں کو مدت بنا جا رہا ہے، اور نفی، ”وہی ونبہ“ میں اعتبار اس کے اکثر حصہ کے وقت کا ہوگا، یعنی مدت مراد ہوگا جس میں مذکورہ شی کا بڑا حصہ حاصل ہوتا ہو، اور موسم کا درمیانی وقت ہے جو اس کام کے لئے مقرر ہے، خواہ یہ نفی، ”وہی ونبہ“ اس شرط اور مقام میں ہوتے ہوں یا نہ ہوتے ہوں جب یہ عقد یا سہو ہے، پس مراد اس وقت کا وجود ہے جس میں غالباً یہ کام ہوتا ہے (۲)۔

ابن قدامت نے امام احمد کی ایک اور روایت مالکیہ کے مثل ذکر کی ہے، امام احمد نے فرمایا ہے: ”مجھے امید ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا“۔ ”وشرط بھی اسی کے قائل ہیں، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ وہ بیت المال سے عطیہ ملنے تک کے لئے خریداری کرتے تھے، ابن ابی لیلیٰ کا بھی یہی قول ہے، ”امام احمد نے فرمایا: ”شروط معروہ چیز ہو تو مجھے امید ہے کہ اس تک تاویل صحیح ہوگی“۔ اسی طرح گر کہا: غازیوں کے آنے تک، اور یہ اس بات پر محمول ہے کہ انہوں نے خلیفہ ملنے کا جہت مراد لیا ہے کیونکہ یہ معلوم ہے، رہا خود و خلیفہ تو وہ پٹی اس میں مجہول ہے، مختلف ہوتا رہتا ہے، اور آگے اور پیچھے ہوتا رہتا ہے، اس بات کا بھی احتمال ہے کہ انہوں نے خود خلیفہ مراد لیا ہو، یہ تک اس میں بھی قیامت ہوتا رہتا ہے، لہذا کٹنی کے مشابہ ہو گیا۔

اس تاویل کو جاہل قرآن دینے والوں کا استدلال یہ ہے کہ یہ مدت ایسے وقت سے وابستہ ہے جس کو لوگ عام طور پر جانتے ہیں، اس میں نہ اتمام نہیں ہوتا، تو یہ ایسے ہی ہے جس طرح آغاز سال کی مدت عقد میں طے کی جائے (۳)۔

(۱) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۲۶۱، مفتی محمد ج ۲/۵۵، المہذب للشیخ النبی

۲۰۰۹ء

(۲) کشف القناع ۱۸۹/۳ طبع المباحث

(۱) حوالہ سابق ۳/۳۰۰

(۲) مہذب الدر المنقذ علی شرح الکبیر ۳/۲۰۵

(۳) انصاف شرح الکبیر ۳/۲۸

## دوسری بحث

### اجل مجہول

اس فعل کو اجل مقرر کرنا جس کا وقوع منضبط نہیں:

۸۱- فقہاء اتفاق ہے (۱) کہ ایسے فعل تک مدت مقرر کرنا جس کے وقوع کا وقت معلوم نہیں ہے، نہ حقیقتاً اور نہ صماً، اور نہ وہ منضبط ہے اور یہ اجل مجہول ہے مثلاً کسی قیمت کے بدلے کوئی چیز بیچی جس کی دہائی زید کے سفر سے واپس آنے یا مارش ہونے یا ہوا چلنے تک کرنی ہے یہ کوئی چیز ہی کے ماتحت فرہست کی امر طے پایا کہ خریدار کے مالہ رہوئے تک قیمت کی واپس لگی کی جاتی ہے۔

اس قسم کی مدت کے عدم جو زید فقہاء نے ان آثار سے استدلال کیا ہے جن سے مستلزامانہ میں واقع ہونے والے فعل (کٹنی، دوئی) تک تاویل کے عدم جواز پر استدلال کیا گیا ہے، بلکہ ان سے یہاں استدلال بدرجہ اولیٰ ہوگا، کیونکہ وہاں معمولی جہالت تھی اور یہاں بہت زیادہ جہالت ہے۔

عدم جواز کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس طرح کی تاویل معلوم ہے، کیونکہ اس میں فرق ہوتا رہتا ہے، اجل مجہول نہ ایک روئے پیچھے ہوتی رہتی ہے (۲) نیز اس لئے کہ اجل کی جہالت سے حوالگی اور قبضہ میں نزاع پیدا ہوتا ہے، ایک فریق قرہی مدت میں مطالبہ کرتا ہے، دوسرا فریق دیر میں حوالہ کرنا چاہتا ہے، نیز اس لئے کہ اجل

(۱) رد المحتار علی الدر المختار ۱۲۶/۳، فتح القدیر ۵/۷۷، بدائع الصنائع ۱۸۱/۳، حاشیہ المدنی علی المشرح للکبیر ۳۷۷، الخرش ۳۳۸/۳، مفتی المصباح ۱۰۵/۳، المیزاب للشمس ذی ۲۶۶/۳، ۲۹۹، کتاب القناع ۱۸۹/۳، ۱۹۳، ۳۰۰، انہی مع المشرح للکبیر ۳۳۸/۳۔

(۲) المیزاب ۲۹۹، کتاب القناع ۳۰۰/۳، انہی مع المشرح للکبیر ۳۳۸/۳۔

مجہول غیر مفید ہے کیونکہ اس سے غرلاًزم آتا ہے (۱)۔

جس اجل میں جہالت مطلقہ ہو اس تک تاویل کا اثر عقد پر: ۸۲- یہ بات گذر چکی کہ فقہاء نے اجل مجہول تک تاویل کو جواز نہیں سمجھتے جن کی جہالت مطلق ہو، اور تصرف پر اس طرح کی تاویل کے اثر کے بارے میں اختلاف ہے۔ حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ کا مسلک اور حنابلہ کی ایک رائے ہے کہ یہ عقد بھی صحیح نہیں ہوگا اس سے کہ یہ اجل فاسد ہے، اس نے عقد کو بھی فاسد کر دیا، اس سے کہ ہر طریق اس عقد پر اس طور پر راضی ہوئے تھے کہ یہ معاملہ خاص مدت تک مؤثر رہے، تو جب اجل صحیح نہیں ہوئی تو اس عقد کو عقد صحیح قرار دینا فریقین کے ارادہ کے خلاف ہے، ورنہ فنیہ و غلو، کی جہالت یقین کی باطنی رضامندی پر ہے، لہذا باطنی رضامندی قائم ہونے سے عقد فاسد ہو گیا (۲)۔

لین حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ اگر خریدار نے مجلس عقد سے جد ہونے سے پہلے اس اجل مجہول کو باطل قرار دیا اور قیمت ادا کر دی تو بیع جاری ہوئی، اور امام شافعی کے نزدیک جاری نہیں ہوئی، اور اگر دونوں کے جدا ہونے سے پہلے زید مرتے پہلے مجہول کو باطل میں یا تو اسے مستحکم ہو گیا، اور اب یہ عقد جاری نہیں ہو سکتا، اس پر فقہاء حنفیہ کا اتفاق ہے (۳)۔

حنابلہ کی رائے یہ ہے کہ بیع میں اگر اجل مجہول کا ذکر کیا جائے تو اجل فاسد ہوتی ہے ورنہ صحیح ہو جاتی ہے، ورنہ غم میں بھل مار

(۱) اشرح المفہم ۳۷۷۔

(۲) فتح القدیر ۵/۷۷، رد المحتار ۱۲۶/۳، حاشیہ المدنی ۱۷۷، الخرش ۳۳۸/۳، المیزاب للشمس ذی ۲۶۶/۳، ۲۹۹، مفتی المصباح ۱۰۵، کتاب القناع ۱۸۹/۳، ۱۹۳، ۳۰۰، انہی مع المشرح للکبیر ۳۳۸/۳۔

(۳) رد المحتار ۱۲۶/۳۔

مسلم و ابوداؤد فائدہ بخواتی ہیں۔

ضمیمہ فقہاء نے بیع کی صحت اور اجل مجہول کے باطل ہونے پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے استدلال کیا ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ: ”میرے پاس ہیرہ ڈالے میں اور انہوں نے بیاہ میں نے آپ مالکوں سے“ ”قیہ پر ثابت کا معاملہ کیا ہے۔ سال ایک“ ”قیہ“ کہنا ہے ”آپ میری مدفنہ میں۔ میں نے کہا: اگر تمہارے مالک پسند کریں کہ میں ایک ساتھ“ ”قیہ نہیں“ ”ہاں“ ”تمہارا ولاء مجھے ملے تو میں ایسا کر سکتی ہوں۔ ہیرہ اپنے مالکوں کے پاس گئیں اور ان کے سامنے حضرت عائشہ کی پیشکش رکھی تو ان لوگوں نے منظور کر دیا، حضرت ہیرہ ڈالے سے۔ میں لوٹیں تو حضور اکرم ﷺ تشریف فرما تھے، حضرت ہیرہ ڈالے عرض کیا کہ میں نے حضرت عائشہ کی یہ پیشکش ان لوگوں کے سامنے رکھی تھی تو لوگوں نے منظور کر لیا۔ اسی شرط پر آمادہ ہیں کہ ولاء نہیں کو ملے، رسول اکرم ﷺ نے ہیرہ کی پوری بات سنی، حضرت عائشہ نے بھی حضور اکرم ﷺ کو پورے واقعہ کی اطلاع دی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”حلیہا واشترطی بہم الولاء، وإلما الولاء، لمن اعتق“ (ہیرہ کو حاصل کر لو، اور ان لوگوں کے لئے ولاء کی شرط منظور کر لو، ولاء تو اسی کو ملے گا جس نے ”ر“ کیا ہے)۔ حضرت عائشہ نے حضور اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق کر لیا، اس کے بعد رسول اکرم ﷺ لوگوں میں خطبہ پڑھ کرے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، پھر فرمایا: ”إما بعد فما بال رجال يشترطون شروطاً ليست في كتاب الله تعالى؟ ما كان من شرط ليس في كتاب الله فهو باطل، وإن كان مائة شرط، قضاء الله أحق، وشرط الله أوثق، وإلما الولاء لمن اعتق“ (لوگوں کو کیا ہو یا ہے ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں؟ جو شرط بھی کتاب اللہ میں نہیں

ہے وہ باطل ہے خواہ سو شرطیں ہوں، اللہ تعالیٰ کا فیصلہ پابندی کرنے کے زیادہ ولایت ہے، فقہ کی شرط زیادہ مستحکم ہے، ولاء تو اسی شخص کا ہوگا جس نے ”آر“ کیا ہے) (بخاری و مسلم) (۱)۔ حضور اکرم ﷺ نے شرط باطل کی، عقد نہیں باطل کیا۔ ابن المنذر فرماتے ہیں: ہیرہ کی حدیث ثابت ہے، ہمارے علم میں اس کے معارض کوئی دوسری حدیث نہیں ہے، لہذا اس کو اختیار کرنا واجب ہے (۲)۔

اجل کے عوض میں مالی معاوضہ لینا:

اجل کے عوض میں مالی معاوضہ لینے کی بہت سی صورتیں ہیں، ان میں سے چند صورتیں یہاں بیان کی جاتی ہیں:

پہلی صورت:

۸۳- بیع میں ایجاب اس طرح کیا جائے کہ وہ دو معاملوں پر مشتمل ہو، ایک نقد دہرا اور دوسرا مثلاً بیچنے والا کہے: ”میں نے آپ کے ہاتھ بیچا نقد دس درہم میں اور ادھار پندرہ درہم میں فروخت کی، جمہور علماء (۳) ان الفاظ کے ساتھ اس معاملہ کو جائز نہیں قرار دیتے، کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے ایک بیع کے اندر دو بیعوں سے منع فرمایا ہے (۴)، اشرح الکبیر میں ہے: ”اس حدیث کی یہی تشریح مالک،

(۱) حدیث ہیرہ کی روایت بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ سے کی ہے (شرح الکبیر ۲۵۵/۱)۔

(۲) اشرح الکبیر مع المغنی ۵۲/۵۲۔

(۳) اشرح الکبیر مع المغنی ۳۵۴/۳۵۴ طبع ۱۴۱۸ھ، میل ۱۹۹۷ء، ۵۲/۵۲، فتح القدیر ۸۳/۵۲، فتح القدیر میں ہے: ”جب ہیرہ میں نے تمہارے ہاتھ بیچا نقد ایک ہزار دس اور ادھار پندرہ درہم فروخت کی، تو اس مقدار باطل ہونا میں کے مجہول ہونے کی وجہ سے ہے“ ”مغنی الجماع ۴۲/۱۳۔

(۴) حدیث ”لہی عن یحییٰ بن یعقوب“ کی روایت ترمذی و سنائی سے حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً کی ہے ترمذی نے اس حدیث کو ”حسن صحیح“ کہا ہے بیہقی نے بھی اس کی روایت کی ہے بیہقی کی روایت میں



کو قبول کرنا یا اس کا جملہ راصل بجا ہے جس کا معنی طب و ہرے  
فرق (پنہ والے) کو بنایا گیا ہے اس نے قبوں کے نقطہ بہ  
یہ عقد مکمل ہو یا نہ مکمل نہیں ہو۔

#### دوسری صورت:

۸۴- دوسری صورت کی مٹی کو آج کے بھو سے زیادہ قیمت پر  
احرار کی وجہ سے فروخت کیا ہے (۱) جمہور فقہ (۲) کسی مٹی کو اس  
کے آج کے نرخ سے زیادہ پر سے احرار فروخت کرنا جائز قرار دیتے  
ہیں، چونکہ ہوا زچ کی عام ایاد کے دلیل میں یہ صورت بھی شامل  
ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَأَحِلُّ لَكُمْ الْبَيْعَ" (۳) (اللہ تعالیٰ  
نے بیع کو حلال قرار دیا)، یہ آیت ہر قسم کی بیع کے بارے میں عام  
دلیل ہے لہذا یہ کہ کوئی دلیل قصص موجود ہو، اور اس عموم کو خاص  
کرنے والی کوئی دلیل ہو جو اس میں ہے (۴)۔

#### تیسری صورت:

۸۵- یہ ہے کہ نقد واجب الاداء دین کی ادائیگی کی اضافہ کے  
عوض مؤخر کی جائے۔

۸۵- اور یہ صورت باب ربا میں داخل ہے (۵)، "اس لئے کہ شرعاً  
ربا حرم کی باتیں ہیں: ۱- ربا النساء (احرار)، ۲- ربا القاصل۔  
عرب کا ربا اور معمول یہ تھا کہ مؤخر بیع شخص سے کہتے: تم قرض و  
کر رہے ہو یا دین لی مقدار میں اضافہ کر، گے؟ مدیون ماں میں

غیاث ثری اور سحاق نے کی ہے، یہی اصل علم کا قول ہے اس  
نے کہ دونوں طریقوں میں سے ایک بیع کو بائع نے متعین نہیں  
کیا پس یہ صورت و شبہ ہوئی اس صورت کے جب کہ بائع نے کہا  
ہوگا وہ چیزوں میں سے ایک میں نے تم کو بیچی (بیع متعین نہیں  
ہے)، نیز اس سے بھی یہ صورت معاملہ ناجائز ہے کہ قیمت مجہول  
ہے جیسے مجہول رقم کے عوض بیع کرنا۔

طہا حکم و جرم سے نقل کیا گیا ہے کہ اس لوگوں نے یہ فرمایا:  
اس طرح معاملہ کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ بیچنے والا کہنے میں یہ چیز  
نقد تنے میں بیچتا ہوں اور ادھار اتنے میں بیچتا ہوں، اس کے بعد  
ثریہ اور ان دونوں میں سے کوئی ایک صورت اختیار کر لے۔ ان  
حضرات کے قول میں اس کا بھی احتمال ہے کہ اس گفتگو کے بعد عقد  
میں بیع و قبول جاری ہو، گویا کہ ثریہ اور نے یوں کہا: میں تو اس کو  
تنے میں ادھار خریدتا ہوں، تو بائع نے کہا کہ: اسے لے لو یا یہ کہا  
کہ میں راضی ہوں وغیرہ، تو اس صورت میں یہ عقد کافی ہوگا، اور اس  
طرح ان ہر گونہ کا قول جمہور کے قول کے مطابق ہوگا۔

بناہیں اگر کوئی جہد نہیں پایا یا جو بجا پر ملامت کرے یا اس  
کے قائم مقام ہو تو یہ عقد صحیح نہیں ہو، چونکہ ثریہ میں بائع سے جو  
جہد ہوا وہ بیع بننے کے لائق نہیں ہے۔

اس بیع کے صحیح ہونے کے بارے میں جو اختلاف ہے اس کی  
اصل بنیاد یہ ہے کہ جو قبول دلا گیا ہے وہ ایک وقت و صیغوں پر مشتمل  
ہے (نقد و ادھار)، پس بیچنے والے نے کسی ایک بیع کو قطعیت کے  
ساتھ بیان نہیں کیا۔ آپ وہ اس (نقد) یا پھر وہ (ادھار) ہے، جب  
بیع میں جزم نہیں ہے تو وہ بیع نہیں بلکہ عرض (پیشکش) ہے،  
جب اس شخص نے جس کے سامنے وہ معاملوں کی پیشکش رکھی گئی ایک

(۱) ملاحظہ ہو "بیع" کی اصطلاح۔

(۲) نیل و طار للفقہ کا بی ۵۲/۵ طبع ہول ۳۵۷۔

(۳) سورہ بقرہ ۲۷۵۔

(۴) نیل و طار ۵۲/۵۔

(۵) ملاحظہ ہو "ربا" کی اصطلاح۔

میں نورانی آدمیوں۔ یہ صورت جمہور فقہاء (حنفی، مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ) کے ایک ناجائز ہے۔ زید بن ثابت، بن عمر، مقداد، سعید بن المسوب، سام، حسن، حماد، حکم، ثوری، بشیم، بن حلیہ، و اسحاق رضی اللہ عنہم نے اس صورت معاملہ کو مکروہ قرار دیا ہے (۱)۔

مرہی ہے کہ ایک شخص نے حضرت بن عمرؓ سے اس صورت معاملہ کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے منع فرمایا، اس شخص نے ۱۰۰ مارو دریافت کیا تو اسوں نے فرمایا: "یہ شخص چاہتا ہے کہ میں سے راکھاؤں" (۲) حضرت زید بن ثابت سے بھی اس سے منہ نعت منقول ہے (۳)۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت مقدادؓ نے اس طرح کا موعودہ کرنے والے بہ اشخاص سے فرمایا: تم لوگ نے اللہ اور اس کے رسول کو تک کا پتہ بیچ دیا ہے۔

اس صورت معاملہ کے باطل ہونے پر جمہور فقہاء نے دہریہوں سے استدلال کیا ہے؛ چنانچہ استدلال یہ ہے کہ ابن عمرؓ نے اسے رو قرار دیا، اس طرح کی بات رائے سے نہیں کہی جاتی، اور اسما و شرع بھی بر توقیف ہیں (ان کی تحدید شارعی کی طرف سے ہوتی ہے)۔

۱۰۰ استدلال یہ ہے کہ یہ بات معدوم ہے کہ وہ چاہیت میں ربو کی شکل یہ تھی کہ مقداد قرض میں ریوائی کی شرط کے ساتھ ۱۰۰ لگی قرض میں مہلت دیتے تھے، اس طرح ریوائی مدت کے بدلے میں ہوا رتی تھی، اس کو اللہ تعالیٰ نے باطل حرام قرار دیا۔ فرمایا: "وین نسیہ فلکم دؤوس أموالکم" (۴) (تم تو پہلے رو گئے تو تمہیں

اضافہ مرویتا، و صاحب ذین اس وقت مطالبہ ذین سے رک جاتا (یعنی ذین کے سے مدت کے اضافے کا بدلہ ذین میں اضافہ کی صورت میں سرمایہ وصول کرتا) اور یہ بھی صورتیں با اتفاق امت حرام ہیں۔ "بصا ص لکھتے ہیں: "یہ بات معلوم ہے، دور جاہلیت کا رہا یہ تھا کہ قرض میں دھارہ ہوتا جس میں اضافہ (مقد میں) شرط ہوتا، پس یہ اضافہ بطل (مدت) کا بدلہ ہوا، اللہ تعالیٰ نے اسے باطل اور حرام قرار دیا، ارشاد باری ہے: "وَإِن تَبْتَغُوا فَلَکُمْ دُؤُوسُ أَمْوَالِکُمْ" (اور اگر تو پہلے کرتے ہو تو تمہارے واسطے ہے اصل مال تمہارے)۔ نیز ارشاد ہے: "وَلَا تَرْوُوا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبَا" (۱) (اور چھوڑ دو جو کچھ باقی رہ گیا ہے اضافہ) اللہ تعالیٰ نے اس کو ممنوع قرار دیا کہ بطل کی وجہ سے عوض لیا جائے۔ اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر کسی کا دوسرے کے ذمہ ایک مہر دہم، ین ہو جس کی ۱۰۰ لگی نوری طور پر لازم ہو، مدین سے دین سے کہا کہ مجھے مہلت دے دیجئے، میں سو دہم کا اضافہ کرتا ہوں تو یہ فعل حرام نہیں ہے، کیونکہ یہ سو دہم بطل کا عوض ہے" (۲)۔

### چوتھی صورت:

وہ یہ ہے کہ حسب دھارہ ذین کے ایک ترم سے ۱۰۰ تہم ۱۰۰ ہو کر باقی ذین نوری وصول کر لیا جائے، یعنی "صع و نفعان" (کم تر ۱۰۰ نقد لے لو، کم تر ۱۰۰ نقد ۱۰۰)۔

۸۶۔ اگر ایک ذی کا دوسرے کے مہر ۱۰۰ ین ہے جس کی ۱۰۰ لگی "مدہ ذی تاریخ کو لازم ہے، جس کے مہر ۱۰۰ ین ہے اس سے دین (جس کا ۱۰۰ ین لازم ہے) سے کہلا میرا کچھ ذین معاف کر دو، ذین ابھی

(۱) المعنی مع الشرح الکبیر ۳۴۷ طبع المبرور

(۲) المعنی مع الشرح الکبیر ۳۴۷ طبع المبرور

(۳) احکام القرآن للجصاص ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹

تمہارا اصل مال ملے گا) نیز ارشاد فرمایا: "وَدِدُوا مَا بَقِيَ مِنَ  
الرُّبَا" (اور باقی ربا چھوڑ دو) اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع  
فرمایا کہ اجل (مدت) کا عوض لیا جائے، تو جب کسی کا دھرم کے  
فائدہ ایک ہزار دھرم تھا جس کی "انگلی آئندہ لازم تھی، اس نے مدیون  
کا کچھ دین اس شرط پر سنا تو فرمایا کہ وہ باقی دین کی "انگلی فوری طور  
پر کرے تو یہ دین میں ہی رہا، اجل (مدت) کے مقابلہ میں ہوا،  
یہاں بھی رو کی وہی حقیقت پائی گئی جس کے حرام ہونے کی اللہ تعالیٰ  
نے صراحت فرمائی ہے۔ اور اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر  
کسی شخص پر دھرم کا ایک ہزار دھرم دین ہے جس کی "انگلی فوری  
طور پر لازم ہے، مدیون نے دین سے تمنا کہ مجھے مہلت دے دیجئے،  
میں دین میں سو دھرم کا اضافہ کروں گا تو یہ صورت ماحول ہے، یہ تکہ  
سو دھرم مہلت کا عوض ہوئے، اسی طرح کسی سنا بھی دیا گئی کے حکم  
میں ہوگا، کیونکہ کسی کرے کو اجل (مدت مہلت) کا عوض قرار دیا  
ہے، اور بدل بمقابلہ اصل کے جوہر کے ممنوع ہوئے کے بارے میں  
اصل یہی ہے (۱)۔

"رو السیوہ" کی حرمت صرف اسی لئے ہے کہ اس میں اجل  
سے مال کے تبادلہ کا شہ ہے، تو جب شہدہ ربا موجب حرمت ہے تو  
جب حقیقت رو ہو، تو ہرچہ ولی حرام ہوگا (۲)۔

اس صورت کو اس پر محمول نہیں کر سکتے کہ اس نے اپنا کچھ حق  
معاف کر دیا ہے، اس سے فوری وصولی ہو چکے ہوں، اس کا حق میں رہتا  
تھا، تاکہ اس کے وصول کرے کو اس کے بعض حق کا حصول کرنا شمار  
نہ کیا جائے۔

اور نقد قطعی طور پر احوال سے بہتہ ہے، جس میں صورت مسئلہ میں

(۱) سورہ بقرہ ۲۷۸۔

(۲) احکام القرآن للجصاص ۵۵۳۔

۳ احکامیہ ماثر تکریمۃ فتح القدیر ۵/۹۶۔

جبکہ کسی شخص کا کسی شخص پر ہزار دھرم احوال میں ہو، وہ دونوں اسی  
طرح صلح کر لیں، قرض، بیع، الا پانچ سو نقد وصول کرے، تو یہ پانچ  
سویں کے پانچ سو کے عوض ہو، اور یہ نقد وصولی باقی پانچ سو کے  
عوض ہوئی۔ "رہی اصل بدل، بمقابلہ اصل ہے جو حرام ہے۔

ما جاز ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ "اجل" صفت ہے، مثلاً  
یوأت (مستہیں ہونا)، اور "یوأت" کا عوض عیناً جاز نہیں ہے اسی  
طرح اجل کا عوض عیناً بھی جاز نہ ہوگا (۱)۔

ابن قدامہ فرماتے ہیں (۲) کہ حقیقت یہ حصول (احوال کو نقد  
بنالئے) کی حق ہے، جس پر جاز نہیں ہوں، جیسے صاحب دین اس میں  
اضافہ کرے، مثلاً اس سے کہے، میں تجھے اس دھرم دیتا ہوں تو مجھے  
میرے ۲۰ بقایا فوری دے دے۔

صاحب کفایہ فرماتے ہیں: اس میں اصل یہ ہے کہ حساب جب  
دونوں جانب سے پایا جائے گا تو معاوضہ پر محمول ہوگا، جیسے یہی مسئلہ  
ہے کہ ان نے اپنے حق میں سے پانچ سو دھرم سنا تو فرمایا اور مدیون  
نے باقی پانچ سو میں اپنا مہلت کا حق سنا تو فرمایا، جس پر معاوضہ ہو گیا،  
اس کے برخلاف اگر ایک ہزار نقد لازم تھا، ان نے مدیون سے پانچ  
سو صلح کر لی تو یہ معاوضہ پر محمول نہیں ہوگا بلکہ یہ سمجھا جائے گا کہ ان  
نے اپنا کچھ سنا تو فرمایا، اس لئے کہ یہاں حسن صرف صاحب دین  
کی طرف سے ہے (۳)۔

حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ "وَصِعَ عِصَى وَ  
تَعَجَّلَ" لی اس دیر بحث صورت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے، یہی بات  
ابوہیم نخعیؓ اور ابو ثور سے بھی مروی ہے، کیونکہ اس نے اپنا کچھ حق لیا،  
کچھ چھوڑ دیا تو یہ جاز ہے، جیسے اس صورت میں جاز ہونا کہ اگر انگلی  
دین کا نقد واجب ہوئی۔

(۱) حاشیہ عمدة القدر ۷/۲۷۷۔

(۲) المغنی ۳/۱۷۳۔

(۳) مغنی المحتاج ۱/۷۹۔

ہو جائے، خریدار کہے کہ میں نے یہ چیز ایک دینار میں «حاضر خریدی اور بیچنے والے اس کا انکار کرے، اس بارے میں فقہاء کے یہاں اختلاف ہے:

خفیہ اور حائلہ کے نزدیک قول اس شخص کا یحیٰن کے ساتھ معتبر ہوگا جو عدت کی نفی کرتا ہے اور وہ بائع ہے، اور یہ اس لئے کہ اصل شے کی نقد اسٹیبل ہے (۱)، اور یہ مشتری پر ہوگا اس لئے کہ وہ خلاف ظاہر کو ثابت کرا جاتا ہے، اور بیانات اثبات کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔

«رما لیلہ کے رد، ایک یحیٰن کے ساتھ عرف پر فیصد کیا جائے گا، چاہے مدت کر دہی ہو، جو بائع ختم ہوئی ہو، پس اگر کوئی عرف ہی نہ ہو، «رما ماں ہو، ہو تو «نوں حائف اس میں گئے، اس کے بعد معاملہ ختم کر، یں گے، «رما بائع کو، یں کر دیا جائے گا، «رگر رماں ہو، نہ ہو تو یحیٰن کے ساتھ خریدار کی بات مان لی جائے گی، «رمدہ کسی مدت کا دعویٰ کر رہا ہے جس میں وہ مقیم نہیں ہو سکتا، «رمدہ بائع کی بات مان لی جائے گی اگر وہ حلف اٹھائے (۲)۔

ثانیہ کا مسلک «رفقہ حنبلی کی ایک روایت یہ ہے کہ «نوں فریقوں سے قسم کھائی جائے گی، کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: «لو يعطى الناس بدعواهم لاذعنهم ماس دماء رجال و اموالهم ولكن اليمين على المذنب عليه» (۳) «نوں کو ان کے دعویٰ کے مطابق دے دیا جائے تو لوگ دہریوں کی بات «رماں پر دعویٰ کرنے لگیں گے لیکن مدعا علیہ کے ذمہ یحیٰن ہے، «

اس عدم جواز سے خفیہ اور حائلہ (یہ حائلہ میں سے شرعی کا قول ہے) نے ایک مسئلہ کا تشویش کیا ہے (۱)، وہ یہ ہے کہ مولیٰ اپنے مکاتب سے یہ مصدقہ کرے کہ بدل کتابت فوری طور پر «اگر وہ میں اس میں تئی رویتا ہوں، اس معاملہ کو خفیہ اور حائلہ جاری کرتے ہیں، «یونکہ مکاتب اور اس کے مولیٰ کے درمیان معاہدہ کے بجائے سہولت پہنچانے کا پہلو زیادہ غالب ہے، یہاں اصل بعض مال کا عوض نہیں ہوئی بلکہ کچھ مال کم کر کے مولیٰ نے سہولت پہنچانی، «اور وقت مقررہ آنے سے پہلے باقی بدل کتابت «اگر کے مکاتب سے سہولت پیدا کی تاکہ اسے شرف آزادی حاصل ہو جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہاں معاملہ مکاتب اور اس کے مالک کے درمیان ہے، کوپا مالک اپنا کچھ مال اپنے ہی کچھ مال کے بدلے بیچ رہا ہے، لہذا یہاں مسامحت پیدا ہوئی، «دوسری جگہوں میں یہ بات نہیں ہے (لہذا «ہاں عدم جواز ہی کا حکم رہے گا)۔

مدت کے بارے میں جائیہن کا اختلاف:

۸۷- مدت کے بارے میں جائیہن کا اختلاف یا تو اصل مدت کے بارے میں ہوگا، یا مدت کی مقدار کے بارے میں، یا مدت پوری ہو جانے کے بارے میں، یا مدت کے گزر جانے کے بارے میں، ذیل میں ان تمام صورتوں کے بارے میں فقہاء کی آراء «رنی جاری ہیں:

بیچ میں اصل مدت میں اختلاف:

۸۸- بیچنے والے اور خریدنے والے کا اصل مدت میں اختلاف

(۱) رد المحتار علی الدر المختار ج ۲، ۲۳، کشاف القناع ج ۳، ۲۳۸، طبع المیزان، مصر  
مع الشرح الکبیر ج ۳، ۲۶۹، طبع المیزان  
(۲) حاشیہ المدسوق علی الشرح الکبیر ج ۳، ۱۹۱۔  
(۳) حاشیہ المدسوق علی الشرح الکبیر ج ۳، ۱۹۱، «نوں کی روایت مسلم نے حضرت ابن عباس سے مرفوعاً کی ہے (صحیح مسلم ج ۳، ۱۳۳۶، طبع مکتبۃ المدینہ، بیروت)۔

( ) رد المحتار ج ۳، ۵۰۰، مع الشرح الکبیر ج ۳، ۱۷۴، کشاف القناع ج ۳، ۲۹۲، طبع المیزان۔

مسلم نے اس حدیث کی روایت کی۔ اور اس معاملہ میں دونوں میں سے ہر ایک مدعا علیہ بھی ہے، جیسا کہ وہ مدعی ہے<sup>(۱)</sup>۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس دونوں کا اختلاف عقد بیع کی صفت کے بارے میں ہے، تو جب ہے کہ دونوں حلف میں، اصل شہن میں اختلاف پر قیاس کرتے ہوئے<sup>(۲)</sup>۔

### مقدمہ مدت میں عاقدین کا اختلاف:

۸۹- جب مقدمہ مدت کے بارے میں عاقدین کا اختلاف ہو، مثلاً بیچنے والا کہے کہ میں نے ایک مہینہ کی اوصاف قیمت پر سامان فروخت کیا تھا اور خریدار اس سے زائد مدت بیان کرے تو اس سلسلہ میں فقہاء میں اختلاف ہے:

شافعیہ و حنابلہ کا مسلک ہے کہ اس شخص کی بات مانی جائے گی جو کم مدت کا دعویٰ کر رہا ہے کیونکہ وہ زیادتی کا منکر ہے، اور وہ پیش کرنے کی ذمہ داری خریدار پر ہوگی جو کہ زیادہ مدت کا مدعی ہے، اس لئے کہ وہ خلاف ظاہر بات کو ثابت کرنا چاہتا ہے، اور روایات خلاف ظاہر کو ثابت کرنے کے لئے وضع کئے گئے ہیں<sup>(۳)</sup>۔

مالکیہ، شافعیہ کا مسلک اور حنابلہ کی ایک روایت یہ ہے کہ اس صورت میں عاقدین سے حلف لیا جائے گا، اس کی ایک دلیل وہ حدیث ہے جو اوپر گذر چکی، اور دوسری دلیل یہ ہے کہ یہاں دونوں فریق مدعی بھی ہیں اور مدعا علیہ بھی، پس جب دونوں حلف لیں تو مالکیہ<sup>(۴)</sup> کے نزدیک قول مشہور کے مطابق، اگر فروخت کردہ سامان

موجود ہو تو بیع صحیح نہ ہو جائے گی، شرطیکہ قاضی نے بیع کا فیصلہ یہ ہو، یا دونوں باہمی رضامندی سے بیع کریں، ورنہ اس بیع کی ملکیت میں حقیقتہً غلط آئے خود وہ خام ہو یا مظلوم۔ مالکیہ کا غیر مشہور قول یہ ہے کہ دونوں کے حلف ہوتے ہی خود بخود بیع صحیح ہو جائے گی جیسا کہ لغات میں ہوتا ہے، اور حکم حاکم پر موقوف نہیں رہے گا، اور خریدار سے حلف لیا جائے گا اگر سارا ہی سامان ختم ہو گیا ہو، اور اگر کچھ سامان ختم ہو گیا اور کچھ باقی ہے تو دونوں میں سے ایک کے لئے اس کا حکم ہے۔

شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ سب دونوں نے حلف لیا ہے دے دیا تو صحیح قول یہ ہے کہ شخص حلف لیا ہے، اپنے سے بیع نہیں ہوگی، کیونکہ یہ بیع بیس سے زیادتی ہے، اور دونوں فریق نے وہ قائم کر دیا تو بھی بیع صحیح نہیں ہوتی، تو دونوں کے حلف لہجے سے بدرجہہ وہ بیع نہیں ہوگی۔ لہذا اس صورت میں اگر دونوں نے اپنے سے کسی ایک کی بات پر اتفاق کر لیں تب تو بیع حسب سابق باقی رہے گی، اور اگر اتفاق نہ کر لیں اور دونوں کا نزاع برقرار رہے تو اس صورت میں یہ تو دونوں آپس کی رضامندی سے بیع کو ختم کر لیں، یا ان میں سے ایک بیع کو بیع کر دے، یا دونوں کا منکر قائم کرنے کے سے قاضی بیع صحیح کر دے۔ دونوں کے حلف لہجے کے بعد یہ ضروری نہیں ہے کہ حق بیع فوری طور پر استعمال لیا جائے، اور فوری طور پر ان دونوں نے بیع صحیح نہیں کیا تو اس کے بعد بھی بیع کا حق باقی رہے گا، کیونکہ جس ضرر کی وجہ سے بیع صحیح درست نہیں آتی ہے وہ اب بھی برقرار ہے۔

شافعیہ کا ایک قول یہ ہے کہ اس بیع کو قاضی ہی بیع کرے گا اس لئے کہ یہ بیع مختلف فیہ ہے، لہذا فریقین میں سے کوئی اس کا مجاز نہیں ہوگا، شافعیہ کے یہاں غیر صحیح قول یہ ہے کہ دونوں کے قسم کھاتے ہی بیع صحیح ہو جائے گی اور عقد سے پہلے جو صورت حال تھی وہی وہیں

(۱) منی المحتاج ۳۴۵ طبع نجفی۔

(۲) اسی مع شرح الکبیر ۲۶۹ طبع مکتبہ

(۳) در المختار علی الدر المختار ۳۴۳، کتاب المحتاج ۳۳۸۔

(۴) حاشیہ الدر علی شرح الکبیر ۳۴۹ طبع مصطفیٰ محمد۔

آجائے گی (۱)۔

مدت کے ختم ہونے میں اختلاف:

۹۰- عائدین کا مدت کی مقدار کے بارے میں اتفاق تھا بین دو مدت ختم ہونے یا نہیں، اس بارے میں دونوں کا اختلاف ہو گیا، مثلاً فرہخت کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے تمہارے ہاتھ ایک مہینہ کی اوصار قیمت پر بند چڑھ چکی تھی، اوصار کی اس مدت کا آغاز رمضان کے چاند کے ساتھ ہوا اور اب وہ مہینہ گزر گیا، اس کے برخلاف فرید کہتا ہے کہ اوصار کی مدت کا آغاز نصف رمضان سے ہوا ہے، لہذا وہ مدت نصف شول پر ختم ہوگی، اس طرح کے نزاع کا حکم کیا ہوگا؟ اس بارے میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے۔

پس حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ قول ”روزہ مشتی کا“ ہوگا، اس لئے کہ ہر روزہ فریق نے نفس اجل پر جب اتفاق کر لیا تو اصل اس کی بقاء ہے، پس مشتری کا قول کہ ابھی مدت نہیں گزری معتبر ہوگا، اور اس لئے بھی کہ وہ منکر ہے اس بات سے کہ اس پر ضمن کا مطالب آتا ہے، اور رہا مشتری کے روزہ کو بٹاؤ کے روزہ پر ترجیح یا جانا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مشتری کا روزہ زائد کو ثابت کرتا ہے (۲)۔

مالک کی رائے یہ ہے (۳) کہ جو فریق یمن کے ساتھ مدت کے گزر جانے کا منکر ہو اس کا قول معتبر ہوگا، اس لئے کہ اصل مدت کا باقی رہنا ہے، یعنی یہ کہ قول اس شخص کا معتبر ہوگا جو مدت کے بقاء کا مدعی ہو، و مدت کے گزر جانے کا انکار کرنا ہو، تو وہ دینیئے ملا ہو یا خریدے سے والا، کر یہ پر ہے، والا ہو یا کر یہ پر لینے والا ہو، یہ اس وقت

(۱) مفتی الحق الرحمن ۹۶ ص ۱۰۱

(۲) در النہار ص ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱

پروین اور نے کا موقع دے کے لئے نیز اس کی مادی کا لحاظ کرتے ہوئے شروع ہوئی ہے، اس لئے اسے اس بات کا حق ہے کہ وہ دین و اجل کو ساتھ لے کر لے، اور ایسی صورت میں، یں نقد و جب لا، ہو جائے گا، اور ان کے دماغ لازم ہوگا کہ وہ، یں قبضہ کر لے، یہی رائے جمہور فقہاء کی ہے (خیر کا یہ قول علی الاطلاق ہے، لیکن مالک، شافعیہ و حنابلہ کے یہاں یہ تفصیل ہے کہ انی قول پر عمل کیا جائے گا، الا یہ کہ اس صورت میں وہ ان کو ضرر پہنچے، مثلاً، یں کی، ونگی کسی خوفناک مقام پر کی جارہی ہو یا، یں ایسا ہو جس میں بار بار دہری اور خرق کا مسئلہ ہو، اور جس جگہ مدیون حوائج رسا چاہ رہا ہے وہاں قبضہ کرنے سے دین پر بار بار دہری وغیرہ کا رنج آئے، یا کسد و بازی کا وقت ہو) اس بارے میں مالک، شافعیہ اور حنابلہ کے یہاں کچھ تفصیلات ہیں جنہیں ان کے مقامات پر، لکھا جاسکتا ہے (۱)۔

### ب۔ دائن کی طرف سے، اجل کو ساقط کرنا:

۹۳۔ اور یہ کی تفصیل سے یہ بات معلوم ہوتی کہ اجل مدیون کا حق ہے، اور جب یہ مدیون کا حق ہے تو، اسے ہذا حق ساقط کرے کا اختیار ہے، بشرطیکہ اس کے نتیجے میں، ان کو ضرر نہ لاق ہو، جہاں تک، ان کی طرف سے، اجل کو ساقط کرے کا معاملہ ہے تو اس سلسلہ میں، اجل کی دو قسموں میں فرق کرنا ضروری ہے، ایک، اجل تو وہ ہوتی ہے جو عقد کے، ہو، میں سے کے ساتھ اس سے وابستہ ہے، مثلاً، "حمار قیمت پر کوئی چیز فروخت کی، اس حالت میں، اجل، ان کے حق میں لازم

ہوتی ہے تاکہ یہ باقائے عتبا، طلب عقد میں شامل ہے، دوسری، اجل وہ ہے جو عقد کے انجام پانے کے بعد (جب کہ عقد نقد قیمت کے بدلہ میں ہو، میں آیا تھا)، اس اور مدیون باہم طے کرتے ہیں، اور اس قسم کی، اجل، اس کے دماغ لازم ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، یعنی دائن کے لئے ممکن نہیں ہے کہ وہ مدیون کی رائے کے بغیر بطور خود، اجل کو ساقط کر دے۔

حیہ (باستثناء امام زفر) اور مالک، اس طرف گئے ہیں کہ اگر فوری قیمت کے بدلہ میں کوئی چیز فروخت کی، پھر متعین مدت کے لئے جس کو مؤجل کر دیا تو دشمن مؤجل ہو جاتا ہے، جیسے کہ اگر شروع ہی میں مؤجل قیمت کے بدلہ میں فروخت کیا ہوتا، اور یہ، اجل دائن کے ذمہ لازم ہو جائے کی، اس سے اس کے لئے مدیون کی رضا مندی کے بغیر رجوع جاری نہیں ہوگا۔ نقد معاملہ طے ہونے کے بعد جس کو مؤجل کرنے کی، دنگی اس لئے ہے، جس بیچنے والے کا حق ہے، وہ خریدار کی آسانی کی خاطر، اسے موثر کر سکتا ہے، نیز اس لئے کہ تاخیر کا مطلب ہے، اجل کے آنے تک کے لئے خریدار کو بری کرنا، جب تک کو برائت متاثرہ کا اختیار ہے، یعنی دوسرے سے دشمن معاف کر سکتا ہے تو اسے برائت موقت کا درجہ، اولی اختیار حاصل ہے، اور اس تاخیر کے لازم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر برائت سے خریدار کو قیمت کی، دنگی سے عمل بطور پر مدی کر دیا تو یہ برائت اس کے دماغ لازم ہوتی ہے، بار دو قیمت کا مطالبہ نہیں کر سکتا، اور تاخیر (مقت مستقبل تک مطالبہ جس کو موثر کرنا)، دراصل وقت میں تک قسط کا اتمام ہے، جس شرط حال وقت تک سقوط ثابت ہوگا، جیسا کہ مطلق قسط کے نتیجے میں سقوط ثابت ہو جاتا ہے (۱)۔

اور حنفیہ میں سے امام زفر اور شافعیہ و حنابلہ کی رائے یہ ہے کہ

(۱) فتح القدیر ۳۵۶/۳ طبع لکھنؤ، رد المحتار ۳۴۳۔

(۲) فتح القدیر ۳۵۶/۳، رد المحتار ۳۴۳، حاشیہ الدوسلی علی شرح الکبیر ۳۴۶، المیزان ۳۴۶، کشاف القناع ۳۴۶، طبع المیزان، انصاری مع شرح الکبیر ۳۴۶، طبع المیزان۔

ہر دو ذین جو فوری طور پر جب الادا ہو دیتا تاویل کی وجہ سے مو اجل نہیں ہوتا، اس سے کہ جب دو ذین نقد ہے تو اس کی، انگلی فوری طور پر لازم ہے، اب اس کی انگلی کے لئے آئندہ کوئی مدت مقرر کرنا محض مہمت و پیہ کا وعدہ ہے جس سے دائن رجوع کر سکتا ہے۔

یہی طرح مقبضہ کا اختلاف اس مسئلہ میں بھی ہے کہ اگر قرض کے سے مدت مقرر کرنے کی شرط لازم ہوئی یا نہیں؟ اور یہ گنہگار چنانکہ جمہور مقبضہ قرض کی تاویل کے قائل نہیں حتیٰ کہ یہی سے مدت قرض میں تاویل کی شرط بھی ٹکائی ہو بخلاف مالکۃ، رہام لٹ کے جو اسے لازم مانتے ہیں جس کی تفصیل سابق میں، ریہونی (۱)۔

ج- ذین و مدیون کی رضامندی سے، قاطع اجل:

۹۴- اس بارے میں مقبضہ کا کوئی اختلاف نہیں کہ اگر دائن اور مدیون باہمی رضامندی سے تاویل کی شرط کو ساقط کریں تو ایسا کرنا جائز و صحیح ہے۔

دوم: مستوط اجل (اجل کا ساقط ہو جانا)

مقبضہ سے چند دن سہاب پر بحث کی ہے جن کے نتیجہ میں تاویل کی شرط ساقط ہو جاتی ہے، اس سہاب میں سے موت، تفصیل (دیوالیہ رزید جانا)، عسار (مفلس ہو جانا)، بنون (رقید ہے۔

سبب موت کی وجہ سے اجل کا ساقط ہونا (۲):

۹۵- مدیون یا دائن کی موت کی وجہ سے اجل کے ساقط ہونے کے

(۱) ایسی ۳۱۵ طبع ول المان، اجل ۳۶۲، اقلیو بی ۲۶۰، الدوسی ۳۲۶ ۳۲۷۔

۲ ملاحظہ ہو: مصلح سہت۔

بارے میں فتاویٰ کے درمیان اختلاف ہے:

پس خبیہ اور ثانیہ کا مذہب یہ ہے کہ مدیون کی موت سے اجل باطل ہو جاتی ہے، اس لئے کہ وہ اہلیت و مدھو چکا، ورنہ اس کی موت سے اجل باطل نہیں ہوتی، ثنوی و نقی موت ہو یا حقی موت ہو، چونکہ تاویل کا قاعدہ یہ ہے کہ مدیون تجارت کر کے مال کی بڑھوتری سے شمن (۱) کرے، جب اس شخص کا انتقال ہو گیا جس کا اجل حق تھا تو اس کا مجوزہ ہوا مال، یں (۱) کرنے کے لئے متعین ہے، لہذا اب تاویل قاعدہ و مد نہیں ہے (۱) نیز اس سے کہ اجل مدیون کا حق ہے، ان کا حق نہیں، لہذا اجل کے باقی رہنے و رتم ہونے میں مدیون کی حیات و زہت کا اعتبار ہوگا (۲)۔

اس بارے میں حقی موت بھی حقیقی موت کی طرح ہے، حقی موت کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص (معاذ اللہ) مرتد ہو کر دھڑا چلا جائے، جیسا کہ حنفیہ نے صراحت کی ہے (۳)، ایسی رات جو موت تک قائم رہے، یا حربی کو غلام بنالیا جانا، جیسا کہ ثانیہ نے صراحت کی ہے (۴)۔

یہ بحث مسئلہ میں مالکۃ کی بھی یہی رائے ہے، لیکن وہ حضرات تین حالات کا استثناء کرتے ہیں، شرح الخرش میں تحریر ہے (۵): کسی شخص کے مدیون جو اجل ہے، وہ اس کے دیوالیہ ہونے سے یا اس کی وفات ہونے سے مشہرہ قول کے مطابق فوری طور پر واجب الادا

(۱) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۲۲۷، ۲۲۸، مع المصباح ۵/۲۳۔

(۲) بدائع الصنائع ۵/۲۳۔

(۳) الاشیاء والظہار لابن نجیم ۳۵۷، طبع اقلیو۔

(۴) المہذب ۱/۳۲۷، الاشیاء والظہار للسیوطی ۳۶۹، طبع لکھنؤ، مغل کتابچہ ۲۰۸، ۲۰۷۔

(۵) الخرش ۱/۶۱۳، حاشیہ الدوسی علی الشرح للکبیر ۳/۲۶۵۔



ہو جاتا ہے (۱) اس سے کہ من و بنوں حالتوں میں دہشتہ اب ہو جاتا ہے (یعنی اہمیت ذمہ منفقہ ہو جاتی ہے)، اور شریعت نے اس صورت میں ذین کے نقد ہو جانے کا فیصلہ کیا ہے۔ موت کی صورت میں، ذین کے فوری طور پر واجب الادا ہو جانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اگر ایسا نہ ہو تو یہ تو ورثہ کو میراث تقسیم کرنے کا اختیار دیا جائے گا یا نہیں، اور وہ بنوں صورتیں باطل ہیں۔ یونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "مَنْ بَعْدَ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ غَيْرِ" (۲) (بعد وصیت (نکالنے) کے، جس کی وصیت کر دی جائے یا اور اے قرض کے بعد)۔

مشہور قول کے اعتبار سے اگر بعض قرض خواہوں نے اس بات کا مطالبہ کیا کہ ذین موہل سے رہے تو اس کا مطالبہ مسترد کیا جائے گا، "ماں سر سارے قرض خواہوں نے اس کا مطالبہ کیا تو اس کا مطالبہ مان لیا جائے گا"۔ موت سے وہ صورت مستثنیٰ ہوگی کہ کسی دائن نے اپنے مدیون کو قتل کر دیا ہو تو اس کا ذین موہل حال (فوری طور پر واجب الادا) نہیں ہو جاتا، یونکہ اس قتل کو اس بات پر محمول کیا جاتا ہے کہ اس سے ذین موہل کو فوری طور پر بھال کرنے کی نیت سے قتل کیا گیا ہے۔ جس شخص کا ذین کسی کے مد لارم ہو اور اس کا انتقال ہو گیا ہو، وہ ذیہ ہو گیا ہو تو اس کا ذین اس کی موت کی وجہ سے حال (فوری طور پر واجب الادا) نہیں ہو جاتا، اس کے مترادفوں کو اختیار ہے کہ اس کی بھال سے پرہیز کی کریں۔ موت یا دیہ قرض پر ایسے جانے کی وجہ سے ذین موہل حال (فوری طور پر واجب الادا) اس وقت ہوتا ہے جب کہ مدیون نے معاملہ کرتے وقت یہ شرط نہ لگائی ہو کہ موت یا دیہ قرض پر ایسے جانے کی وجہ سے بھی ذین فوری طور پر واجب الادا نہیں ہوگا، اور اگر اس نے ایسی شرط لگائی ہے تو اس (۱) غیر مشہور قول یہ ہے کہ ذین موہل دیہ ہوئے اور انتقال ہوئے سے حال (فوری طور پر واجب الادا) نہیں ہوتا۔

(۲) سورہ بقرہ ۱۸۰

کی شرط پر عمل کیا جائے گا، یہ بات میں اہمیت نے موت کے بنوں میں ترک کی ہے۔ اگر دائن نے یہ شرط لگائی ہے کہ اس کا انتقال ہوتے ہی ذین موہل فوری طور پر واجب الادا ہو جائے گا تو کیا اس کی شرط پر عمل کیا جائے گا یا نہیں؟ قول ظاہر یہ ہے کہ اس کی شرط پر عمل کیا جائے گا۔ شرطیکہ یہ شرط عقد کے مدد لگائی ہو ہو، یونکہ اگر عقد کے مدد یہ شرط لگائی ہو تو ظاہر یہ ہے کہ عقد قائم ہو جائے گی۔ یونکہ یہاں ضمن کے دائرے کی مدت مجہول ہوئی۔

مثال کا مسلک یہ ہے کہ دائن کے انتقال سے ذین موہل فوری طور پر واجب الادا نہیں ہو جاتا، اور اگر مدیون کا انتقال ہو تو ذین موہل فوری طور پر واجب الادا ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں مناجد کے یہاں "آراء پائی جاتی ہیں"۔

پہلی رائے یہ ہے کہ مدیون کے انتقال سے ذین موہل فوری طور پر واجب الادا ہو جاتا ہے جیسا کہ جمہور فقہاء کی رائے ہے۔

دوسری رائے یہ ہے کہ مدیون کے انتقال سے ذین موہل فوری طور پر واجب الادا نہیں ہوتا جب کہ ورثہ ذین کی "ہنگی کا یقین" ملا میں، کشف القناع میں ہے (۱) کہ جب کسی شخص کا انتقال ہو اور اس مرنے والے کے مدد ذین موہل تھا تو اس کے مرنے سے ذین حال (فوری طور پر واجب الادا) نہیں ہو جاتا جب کہ ورثہ ذین کے مدد کو چھوڑ دیا گیا، ذین کی "ہنگی کو یقینی بنائے رہیں"۔ اگر کوئی مالدار انجیل میں رکھے، یہ کناسٹ ترک کی قیمت، ذین میں سے جو کم ہو اس پر ہوگی۔ "ذین یہ ہیں، صدقہ اللہ بن حسن، سحاق و ابو عبیدہ کی یہی رائے ہے، کیونکہ اصل میت کا حق ہے، اس کے ورثہ اس کے تمام حقوق کی طرح اس کے بھی وارث ہوں گے، جس طرح میت کا

(۱) کشف القناع ۳۳۸ طبع المیاض، المصنف مع الشرح الکبیر ۳۸۵ طبع

ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”مَنْ تَوَكَّعَ حَقًّا أَوْ مَالًا فَلَوَدَّ شَهًّا“<sup>(۱)</sup> (جس شخص نے کوئی حق یا کوئی مال چھوڑا وہ اس کے ورثہ کا ہے)، اس کے برعکس موت کی وجہ سے اجل کے ساتھ ہونے کی جو بات یقینی ہے یہ شخص مصمت پر مبنی ہے، اس کی تائید شریعت کی سی دلیل سے نہیں ہوتی۔ اور یہی استدلال کا ناسخ ہونا مشتق علیہ ہے۔ لہذا یہ میت کے ورثہ کی طرح باقی رہے گا جس طرح اس کی زندگی میں تھا، اور اس کے ماں سے دین تعلق رہے گا، جیسے دیوالیہ قرار، یہ گئے شخص کو مجبوراً اپنے کی صورت میں قرض خواہوں کے حقوق اس کے مال سے و سترہتے ہیں، لہذا اگر ورثہ مال میں تصرف کرنے کے لئے دین ”آرنا چاہیں، و قرض خواہوں کے لئے اسے اپنے ذمہ لازم کرنا چاہیں تو انہیں اس کا اختیار درج ذیل صورتوں میں حاصل ہوگا:

۱۔ قرض خواہوں کو اس کے لئے راضی کر لیں، ۲۔ کوئی مالدار ضمانت پیش کر کے وقت آنے پر دین کی ”گنگی کی یقین دہانی“ کر ایں، ۳۔ کوئی رہن رکھیں، جس سے اس کا حق وصول ہو سکتا ہو، یونکہ ورثہ کسی مالدار نہیں ہوتے ہیں، اور کبھی قرض خواہ ان پر مطمئن نہیں ہوتا، تو ضمانت نہ ہونے اور رہن نہ رکھوانے کی صورت میں حق فوت ہونے کا خطرہ ہوتا ہے<sup>(۲)</sup>۔

(۱) حدیث: ”مَنْ تَوَكَّعَ حَقًّا أَوْ مَالًا فَلَوَدَّ شَهًّا“ کا ذکر صاحب المنی (۳۶۸/۳) نے اپنی الفاظ میں کیا ہے اور اس کی تخریج نہیں کی ہے، لیکن ہمیں یہ حدیث ان الفاظ میں نہیں ملی۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد و ترمذی نے اس کی روایت ان الفاظ میں کی ہے: ”مَنْ تَوَكَّعَ حَقًّا أَوْ مَالًا فَلَوَدَّ شَهًّا“ اور ”مَنْ تَوَكَّعَ حَقًّا أَوْ مَالًا فَلَوَدَّ شَهًّا“ (جس شخص نے کوئی حق یا کوئی مال چھوڑا وہ اس کے ورثہ کے لئے ہے، اور جس نے کوئی بوجھ (قرض) چھوڑا تو وہ ہمارے ذمہ ہے) (جامع الاصول ۳۰۸)۔

(۲) المنی مع الشرح الکبیر ۸۶۴ ص

دعویٰ پر جو دین موجب لایم ہے اس کے مرنے سے فوری طور پر و جب الا نہیں ہوتا، میت کے ذمہ دین لوگوں کا فوری طور پر و جب الا دین لایم ہے وہی لوگ اس کے مترہک مال کے مقدار ہوں گے، اپنے دین کے بقدر مال تقسیم کریں گے، جن لوگوں کا دین موجب میت کے ذمہ لایم ہے ان کے لئے ترک میں سے کچھ نہیں چھوڑ جائے گا، و سب دین کی ”گنگی کا وقت آنے پر وہ ان لوگوں سے مطالبہ کریں گے، انہیں دین کی ”گنگی کا یقین دہانیا“۔

گرمیت کا کوئی ورثہ نہ ہو، کی وجہ سے وقت آنے پر، دین کی ”گنگی کا یقین دہانیا“ ہو تو یہی صورت میں، دین موجب فوری طور پر و جب الا ہو جائے گا، اگر امام اس دین کا ضمانت نہ دے یا وراثت نہ ہونے کے علاوہ کسی ”وجہ“ سے دین کی ”گنگی کی یقین دہانی“ ہو نہ ہو، مثلاً مدیون وراثت چھوڑ کر مر جائے، وراثت سے یقین دہانی میں کرائی، اس صورت میں بھی، دین فوری طور پر و جب الا ہو جاتا ہے، یونکہ فوری طور پر ”گنگی نہ ہونے کی صورت میں دین کو ہر پہنچنے کا طعن غائب ہے، لہذا ”ان ترک میں سے اپنا پار“ دین لے لے گا، اگر ترک میں اس کی گنجائش ہو یا نہ، قرض خواہوں کے ساتھ وہ بھی اپنے دین کے تناسب سے ترک میں حصہ پائے گا، اجل ختم ہونے کی وجہ سے اس کے دین میں کمی نہیں آئے گی۔

حنابلہ نے اپنے اس قول پر ”کہ دین موجب موت کی وجہ سے فوری طور پر و جب الا نہیں ہوتا جب کہ ورثہ وقت آنے پر دین“ کر کے کی یقین دہانی کریں، یہ استدلال پیش کیا ہے کہ اجل مدیون کا حق ہے، لہذا وفات سے اس کا یہ حق ساتھ میں ہوگا جس طرح اس کے تمام دہرے حقوق وفات کی وجہ سے ساتھ نہیں ہوئے، نیز اس نے کہ موت کو حقوق کا باطل کرنے والا قرار نہیں دیا، یا ہے بلکہ موت وراثت کی علامت اور ورثہ کے اپنے مورث کا امام بننے کا وقت

قیس کی بات یہ ہے کہ یہ دیں موجدیں زہد و شخص پر۔ جب ہے، لہذا  
”مدت متعین“ کے آنے سے پہلے اس کی ادائیگی لازم نہ ہوگی، جس  
طرح غیہ، دیوالیہ شخص کا، میں موجدیں فوری طور پر، جب الادائیں ہوتا،  
دیوالیہ ہونے اور موت میں فرق یہ ہے کہ میت کا مدثر اب ورجل  
ہو یا، دیوالیہ شخص کا مدثر اب نہیں ہو۔

مالیہ کا مشہور قول<sup>(۱)</sup> اور ثانیہ کی ایک رائے<sup>(۲)</sup> یہ ہے کہ  
اھار وین افلاس شخص کی وجہ سے نقد ہو جائے گا (یعنی وہ شخص جس  
کے مال کے بارے میں حاکم نے مال کا اس کی ملکیت سے نکل کر بحق  
قرض خواہان ہو جانے کا فیصلہ دے دیا ہو) اس لئے کہ اب اس  
دیوالیہ شخص کا مدثر اب ہو یا یعنی مل نہیں رہا، ماں و صورتوں  
میں مفلس کا موجدیں، فوری طور پر، جب الادائیں ہوتا، ایک یہ کہ  
مدیون نے، میں کا معاملہ کرتے وقت شرط کاوی ہو کہ میرے دیوالیہ  
قرارداد یہ جانے کی صورت میں بھی، میں فوری طور پر واجب الادا  
نہیں ہوگا، اور اسے یہ کہ تمام قرض خواہوں نے اس بات پر اتفاق کیا  
ہو کہ ان سب کا، میں موجدیں رہے گا۔

جہاں تک دیوالیہ قرار دیئے گئے شخص کے دھروں کے ذمہ  
واجب موجدیں حقوق کا معاملہ ہے، اس کے بارے میں فقہاء کا اتفاق  
ہے کہ یہ حقوق اپنی حالت پر باقی رہتے ہیں، اس سے کہ سبھل  
اور اسے شخص کا حق ہے، لہذا صاحب حق کے مدد و کسی، رکواس کے  
ساتھ رہنے کا اختیار نہیں۔

(۱) مایہ الدسوق علی الشرح الکبیر ۳۶۵، الخرش ۶۳۷ ع۔

(۲) بھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ ثانیہ کے یہاں قول اظہر یہ ہے کہ موجدیں دیوں  
دیوالیہ ہونے کی وجہ سے فوری طور پر واجب الادائیں ہو جاتے، اور اظہر کے  
مقابلہ میں ثانیہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ فوری طور پر واجب الادا ہوتے ہیں  
اس لئے کہ مجبور کیا جانا ثابت کرنا ہے کہ وہیں کا تعلق مال سے ہوگی، لہذا  
”اجل“ ساتھ ہوگی جس طرح موت کی صورت میں ہونا ہے منی الکفایۃ  
۳۷۷ ع۔

طاس، ابو بکر بن محمد زہری، بر سعد بن ابی ہشیم کے روایت، یک، ین  
موجدیں مدیون کی وفات کی وجہ سے فوری طور پر واجب الادائیں  
ہو جاتا بلکہ اس کی ادائیگی کا جو بوقت طے تھا اس کے آنے پر، ادائیگی  
لازم ہوگی، یہی بات حسن سے بھی منقول ہے<sup>(۱)</sup>۔

ب۔ دیوالیہ قرار دینے جانے (تفلیس) کی وجہ سے اجل  
کا ساقط ہونا<sup>(۲)</sup>۔

۹۶۔ قاضی نے مدس کی وجہ سے مدیون پر جبراً یا (یعنی اس کے  
تصریفات پر پابندی عائد کر دی) دیا اس مدیون کے موجدیں، یون  
”ص“ (فوری طور پر، جب الادا) ہو جائیں گے۔

حنفیہ، حنا بد کا مسلک، ثانیہ کا رجحان قول، مالک کا ایک قول یہ  
ہے<sup>(۳)</sup> کہ دیوالیہ قرار دیئے گئے شخص کے موجدیں، یون، دیوالیہ قرار  
دیئے جانے کی وجہ سے فوری طور پر، جب الادائیں ہو جاتے، اس  
سے کہ یہ اجل اس مفلس شخص کا حق ہے، لہذا یہ حق، دیوالیہ ہونے کی  
وجہ سے ساتھ میں ہوگا جس طرح اس کے مدد سے حقوق ساتھ نہیں  
ہوتے۔ دھری بات یہ ہے کہ اس کے جو موجدیں، یون، دھروں میں نہ  
ہیں وہ اس کے دیوالیہ ہونے کی وجہ سے فوری طور پر واجب الادائیں  
ہو جاتے تو اس پر دھروں کے جو موجدیں، یون ہیں انہیں بھی فوری  
طور پر، جب الادائیں ہونا چاہئے (جس طرح، یون اور بے یوشی  
کی وجہ سے موجدیں، یون فوری طور پر، جب الادائیں ہو جاتے)۔

(۱) افش مع الشرح الکبیر ۳۸۶، بیات کندو کی ہے کہ مالک کی ایک رائے  
اس رجحان کے موافق ہے۔

(۲) دیکھئے اصطلاح ”تفلیس“ اور ”موجبہ“۔

(۳) رد المحتار ۵/۳۱، یہ امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول ہے جو مذہب حنفی میں  
مطلوبہ ہے منی الکفایۃ ۳۷۷ ع، افش مع الشرح الکبیر ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷ ع، کتاب  
القناع ۳۸۷ ع۔

(۱) نہیں بتاتا (۱)

ج- جنون کی وجہ سے، جل کا ساقط ہونا:

۹۷- جس شخص پر ذین موجب لازم ہے یا جس کا ذین موجب لازم ہے اگر اس کو جنون طاری ہو جائے تو کیا جنون کی وجہ سے جل ساقط ہو جائے گی؟

اس سلسلہ میں حنفیہ (۱)، شافعیہ (۲)، اور حنبلیہ (۳) کی رائے یہ ہے کہ مدیون کو جنون لاحق ہونے سے اس پر واجب ذین موجب فوراً طور پر واجب الادا نہیں ہو جاتا کیونکہ ”جل“ آئے پر اس کے مالی کے ذریعہ اس دین کو وصول کیا جاسکتا ہے پس ”جل“ باقی ہے۔ اور ”گئی حالت“ نے پر صاحب حق کو مجنون کے مالی سے اس کے مال سے مطالبہ کرنے کا اختیار ہے۔ یہ اس لئے کہ ”جل“ مجنون کا حق ہے۔ لہذا اس کے تمام حقوق کی طرح یہ حق بھی جنون کی وجہ سے ساقط نہیں ہوگا، ایک بات یہ بھی ہے کہ دوسروں کے ذمہ اس شخص کے جوہرہ مل حقوق ہیں وہ جنون کی وجہ سے فوری طور پر واجب الادا نہیں ہو جاتے۔ لہذا اس پر عموماً مل حقوق بھی حسب سابق رہیں گے۔

مالکیہ - صریحت کی ہے کہ ذین موجب، علیہ یوے، مردوت کی وجہ سے فوری طور پر واجب الادا ہو جاتا ہے، مالکیہ کہ مدیون سے معذرت ملے کرتے وقت یہ شرط کافی ہو کہ، علیہ یوے، مردوت کی وجہ سے اس کا ذین فوری طور پر واجب الادا نہیں ہوگا، یا وہ نے مدیون کو عقد قتل یا ہو، مقبلاً، مالکیہ نے اس میں، علیہ یوے، مردوت کے ساتھ جنون کا، کر نہیں آیا، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنون ان کے نزدیک، ”ذین موجب“ کو ”حال“ (فوری طور پر واجب

۱- اسیر یا مفتقد ہونے کی وجہ سے جل کا ساقط ہونا: ۹۸- فتا، حنفیہ، شافعیہ، اور حنبلیہ کے رد ایک دشمن کی سر زمین میں اس شخص کی شہرہ ”رجلہ“ موصوم ہونے کا حکم غائب شخص کی طرح ہے۔ اس کے یوں ”اس“ پر واجب ایوں حسب سابق رہیں گے اس کی نوعیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، ”اس“ کی خبر ”رجلہ“ موصوم نہیں تو اس قیدی کا حکم حنفیہ، شافعیہ، اور حنبلیہ کے رد، ایک مفقود (۳) کی طرح ہوگا، اس لئے کہ وہ اپنے حق میں زبرد و اس میں کے حق میں مراد ہے (۲)۔

مالکیہ کے رد، ایک جس ”اس“ کی خبر ”رجلہ“ موصوم نہ ہو اس کے ایوں بھی غائب شخص کے یوں کی طرح حسب سابق رہتے ہیں، ان کی نوعیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، اس ”اس“ کو مفقود کا حکم حاصل نہیں ہوتا، کیونکہ اس کے بارے میں قی بات تو معلوم ہے کہ اسے قید یا آیا ہے، جب مفقود کے موال حسب سابق باقی رہتے ہیں تو یہ اس حکم کا زیادہ مستحق ہے (۵)۔

جب یہ بات ظلم میں آچکی کہ اسیر کا انتقال ہو گیا تو اس پر میت کے احکام جاری ہوں گے، اسی طرح اگر اس کا مرتد ہو جائے موصوم ہو تو اس پر مرتد کے احکام جاری ہوں گے، ارتداد ضمنی موت ہے جیسا کہ اس کی طرف اس جملہ میں اشارہ گذر چکا کہ آجال (جل کی جمع)

(۱) الدرر ۲۱۵/۳ طبع عینی لکھی۔

(۲) لا حکمہ ”اسیر“ اور ”غائب“ کی اصطلاح۔

(۳) لا حکمہ ”مفقود“ کی اصطلاح۔

(۴) الاختیار ۱۰۰/۲، مفتی الکتاب ۲۶/۳، کشاف القناع ۲/۳۳۔

(۵) الدرر ۱۵۸/۱۵، طبع مطبعہ المدینہ ۳۲۲/۳، ص ۱۵۸/۱۵۔

الکلیل للخطاب ۱۵۶/۲، طبع بول ۱۳۲۹ھ۔

(۱) الاشارة لطائر لابن قیم ص ۵۷۵۔

(۲) مفتی الکتاب ۱۲/۳، ہم سے بیات نقل کی گئی کہ ”روضۃ الطالبین“ کے

مسل میں ہے کہ ذین موجب جنون کی وجہ سے فوری طور پر واجب الادا

ہو جاتا ہے پھر اس پر حاشیہ لکھا گیا ہے کہ روضۃ کی بیات سے پرہیز ہے۔

(۳) کشف القناع ۲۳۸/۲، مفتی مع اشرح الکبیر ۲۸۵/۳۔

مدیوں کی موت سے ساقط ہو جاتی ہیں، مگر حقیقی ہو یا صمی۔

مقدمہ مطلق یا یا ہو<sup>(۱)</sup>۔

حدود واریں اجل اس عقد کے ختم ہو جانے سے بھی ختم ہو جاتی ہے جس سے اجل کو مربوط کیا گیا ہے، اس لئے کہ اجل عقد کا وصف اور اس کے شرعا معتبر ہونے کے لئے شرط ہے، تو جب موصوف ختم ہو گیا تو وصف بھی ختم ہو گیا۔

دفع ضرر کے لئے اس عقد کے مطابق عمل جاری رہنا جس کی اجل گزر چکی ہے:

۱۰۰۔ کبھی کبھی مقدمہ موقت ختم ہو جاتا ہے، تو یہی صورت میں نفع حاصل کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ سامان اس کے مالک کو لوٹا دے، لیکن کبھی یہ واپسی موجب ضرر ہو جاتی ہے، اور اس کی وجہ سے فقہاء نے اجازت دی ہے کہ سامان کی واپسی ایسے مناسب وقت تک جو سبب ضرر نہ بنے موخر کی جاسکتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ دوسرے فریق کے حقوق کی ضمانت بھی ہوئی چاہئے، اس کی مختلف مثالیں ”اجارہ“ اور ”اعارہ“ کے باب میں مل جائیں گی، ان کا مطالعہ کر لیا جائے<sup>(۲)</sup>۔



حد مدت پوری ہو جانے سے، اجل کا ساقط ہونا<sup>(۱)</sup>:

۹۹۔ چونکہ اجل کی یہ قسم حق وصول کرنے کی زمانی حد متعین کرتی ہے، اس لئے جو عقد یا تصرف اجل توقيت کے ساتھ ہو، یا یا ہو یا مقدمہ موقت ہو، جب اس کی اجل ختم ہو جائے تو وہ مقدمہ بھی ختم ہو جائے گا، مگر صاحب حق کی طرف لوٹ جائے گا جیسے مقدمہ سے پہلے صورت حال تھی مقدمہ نہ کرنے والے پر اثر معتقہ ملے کوئی بین ہے تو اس کے مالک کو لوٹا دینا واجب ہوگا، اور اگر مقدمہ کے نتیجے میں مقدمہ کرنے والے کو کسی تصرف کی اجازت حاصل ہوئی تھی تو اجل ختم ہونے کے بعد اس پر لازم ہوگا کہ وہ کوئی تصرف نہ کرے<sup>(۲)</sup>۔

مقدمہ موقت جب کہ نہ کسی زمانہ کی طرف اس کی اضافت کی گئی ہو اور نہ وہ مطلق ہو تو وہ فوری مقدمہ ہے جس کے آثار کا اس پر مرتب ہونا عقد کے صدور کے وقت سے اس مقررہ مدت تک پورا ہوگا جسے شرط نے مقرر کیا ہو یا نریقین کے اتفاق سے طے ہوا ہو، اگر مقدمہ موقت کو کسی زمانہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے (بشرطیکہ وہ ان تصرفات میں سے ہو جو زمانہ کی طرف نسبت کے قابل ہیں) تو مدت توقيت کا آغاز اجل اضافت کے وقت کے آنے سے ہوگا جو اضافت اجل میں مقرر کیا گیا ہے، یہی طرح اگر مقدمہ موقت ہی شرط مطلق ہو (اور عقد اس تصرفات میں سے ہے جنہیں مطلق یا جاسکتا ہے) تو مدت توقيت کا آغاز اس شرط کے پائے جانے کے وقت سے ہوگا جس پر

(۱) عقود کے توقيت قبول کرنے اور نہ کرنے کے بارے میں جو وضاحت پہلے آچکی ہے اس کا مطالعہ کر لیا جائے۔

(۲) الاضطرار موصولی ۱/ ۲۲۳، رد المحتار ۳/ ۵۲۸، بدیع ۱/ ۲۱۸، مفتی الحاج ۱/ ۲۱۶، ۲۲۳، کتاب القناع ۱۶۳، طبع المایض، المہذب ۱/ ۵۶۱، بعض مع الشرح الکبیر ۵/ ۲۱۰، المحرر ۳/ ۲۸۹۔

(۱) بدائع الصنائع ۳/ ۲۲۳، مفتی القناع ۲/ ۲۰۷، المہذب للشیرازی ۳/ ۳۳۱، المفتی مع الشرح الکبیر ۵/ ۹۸، المدسواتی ۳/ ۹۷۔  
(۲) الاضطرار ۱/ ۲۲۳۔



## اجماع ۳-۷

ہے، کیونکہ عقلیات میں "قہ قطعیہ معتبرہ" ہیں، اور جب کسی مسئلہ پر قطعی  
دلائل قائم ہو گئے تو کسی کے اختلاف سے اس کو نقصان نہیں پہنچتا اور نہ  
کسی کے اتفاق کرنے سے اسے مزید قوت حاصل ہوتی ہے۔  
نہن امور دینیہ پر اجماع کی حجیت موقوف ہے مثلاً، وجود باری اور  
حضرت محمد ﷺ کی رسالت، ان پر اجماع سے استدلال نہیں کیا  
جائے گا تا کہ دور نہ لازم آئے۔

### اجماع کا مستند:

۶- اجماع کے لئے کوئی سند ہونا ضروری ہے، وہ نص (کتاب  
منہ) ہو یا قیاس ہو، کبھی نص یا قیاس خفی ہوتے ہیں، پس جب نص  
یا قیاس کے مطابق اجماع منعقد ہو یا تو اب اس پر سے بحث ساقط  
ہوتی، اور اس کی مخالفت باہوا ہو، اس کا حکم قطعی نہ ہونے کے حرم ہوئی،  
اور اس کا حکم قطعی مانا جائے گا اگر چہ خفی ہے (۱)۔

### اجماع کا انکار:

۷- ایک قول یہ ہے کہ حکم اجماع قطعی کے منکر کی تکفیر کی جائے گی۔  
بعض اہل اصل نے اجماع قطعی کی، قسموں کے حکم میں فرق کیا ہے،  
اگر اجماع کا تعلق ضریات دین اسلام سے ہے تو اس کا منکر کانر  
ہے، ضریات دین سے مراد اس اسلام کی وجوہات ہیں جس میں عوام  
اور خواص سب جانتے ہیں، اور ان میں تشکیک کی گنجائش نہیں ہے،  
مثلاً مارا، مردود کا واجب ہونا، مارا، شراب نوشی کا حرام ہونا، پس  
ایسے امور کے منکر کی تکفیر کی جائے گی، اور اگر اجماع قطعی کا تعلق  
ضریات دین سے نہیں ہے مثلاً علم میراث کے بعض دقیق مسائل پر  
اجماع نہن سے عوام، ائمہ نہیں ہوتے، تو اس کا انکار کرنے والا کانر

ہے، صرف اس مسئلہ کی حد تک نہن کا رد، یہ محض عقل ہوتا ہے مثلاً  
رسول کریم ﷺ کے بعض افعال مثلاً ہاون، اتقامت، نکاحات کی  
تحدید، صحت و رد میں تعیین، اور ان کے علاوہ وہ مسائل جن کے  
بارے میں اجتہاد پر نہیں بلکہ محض عقل پر اعتقاد کیا جاتا ہے، وہ  
مسائل نہن کا رد، اجتہاد ہے ان میں ان کے، ایک ان کے (یعنی  
اہل مدینہ کے) اجماع کا متنازع نہیں ہے۔

### جماع کا مکان:

۳- اہل اصول اس بات پر متفق ہیں کہ اجماع عقلاً ممکن ہے، جمہور  
اہل اصول کا یہ مسلک بھی ہے کہ جماع عا، ڈ بھی ممکن ہے، اہل نظام  
دنیہ نے عادیہ مکان، جماع سے اختلاف کیا ہے (۱)، اور بعض  
حضرات نے اجماع کے امکان عقل سے اختلاف کیا ہے۔

### جماع کی حجیت:

۴- جماع قول صحیح کے مطابق قطعی حجت ہے، مگر اجماع ایسی صورت  
میں ہی قطعی ہوگا جب معتبر علماء کا اس کے اجماع ہونے پر اتفاق ہو،  
وہ نہیں جس کے اجماع ہونے میں اختلاف ہو، مثلاً اجماع سکوتی اور  
وہ جماع جس کی مخالفت کرنے والے شاذ، مابینوں (۲)۔

### جماع کن چیزوں کے بارے میں حجت ہے:

۵- جماع سے امور دینیہ کے بارے میں استدلال کیا جاتا ہے  
نہن پر خود، جماع کی حجیت موقوف نہ ہو، خو لو اعتقادی امور نہن، مثلاً  
اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کا شریک نہ ہونا یا عملی امور نہن، مثلاً عبادت  
و معادت۔ ایک قول یہ ہے کہ عقلیات میں اجماع کا کوئی اثر نہیں

(۱) ارشاد اہل بیت علیہ السلام ص ۳۲ طبع مصطفیٰ اہلسنی۔

(۲) شرح صحیح الجوامع ص ۲۲۲ طبع مصطفیٰ اہلسنی ص ۳۵۶۔

(۱) شرح صحیح الجوامع تقریر ابن عربی ۱۹۵۴۔

نہیں قرار دیا جائے گا<sup>(۱)</sup>۔

میل تو ہے لیکن اجماع نہیں ہے۔

امام ثنائی اس کو حجت بھی نہیں مانتے، چہ جائیکہ سے جماعت تسبیح کریں، دین اباں، باقائے بعض معتزلہ، شری مالکیہ، حنفیہ میں سے ابو زید دیوبند، ثنائیہ میں سے رائی اور نووی بھی اس مسئلہ میں امام ثنائی کے ہم خیال ہیں<sup>(۲)</sup>۔

فخر الاسلام نے صحابہ و تابعین صحابہ کے اجماع میں فرق کیا ہے، یعنی صحابہ کی طرف سے منسوخ جماعت قطعی جیسے مائیں زکوٰۃ سے قتال پر ان کا جماعت یا بعض صحابہ کے سکوت کے ساتھ اجماع، ان ہر دو صورتوں میں صحابہ کے اجماع قطعی کا منکر کافر قرار دیا جائے گا۔ اور تابعین صحابہ کے اجماع کا منکر کافر نہیں قرار دیا جائے گا بلکہ گمراہ قرار دیا جائے گا۔

اجماع اور غیر اجماع میں تعارض:

۹- جمہور کے نزدیک اجماع منسوخ نہیں ہوتا اور نہ اس کے درمیان کچھ ہو سکتا ہے، اس لئے کہ اجماع نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد ہی ہوتا ہے، اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد کچھ کا سوال نہیں پیدا ہوتا، اور ایک وفات، دوسرے جماعت کو منسوخ نہیں کر سکتا۔

اگر کسی شخص کے خلاف اجماع منعقد ہو گیا تو اس سے ہم استدلال کریں گے کہ وہ شخص منسوخ ہے، تو جماعت میل نہ کرے گا جماعت نہیں بنے گا<sup>(۳)</sup>۔

جماعت سکوتی:

۸- جماعت سکوتی اس وقت متفق ہوتا ہے جب کسی انتہائی مسئلہ میں بعض مجتہدین کوئی فتویٰ دیا ہو فیصلہ کریں، ان کا یہ فتویٰ فیصلہ ان کے عام معاصر مجتہدین میں مشہور ہو جائے سب کو اس کا علم ہو جائے اور کوئی مجتہد اس سے اختلاف نہ کرے، یہی صورت حال بدتر از یہ ہے یہاں تک کہ غور و فکر کی مدت گزر جائے۔

مذہب اہل حنفیہ و ثنائیہ کا مسلک یہ ہے کہ اجماع کمزوری جب متفق ہو گیا تو وہ جماعت قطعی ہے، ان حضرات کے نزدیک یہ اجماع اس وقت متفق ہوتا ہے جب یہ نہ کہا جائے کہ باقی مجتہدین کے خوف کی وجہ سے بطور تہیہ سکوت اختیار کیا تھا۔

مجتہدین کی خاموشی کو جماعت تصور کرنا اس وقت تک محتاج تکلف نہیں مذہب کا سنتہ نہیں ہو، تھا، سنتہ ائمہ مذہب کے بعد مجتہدین کی خاموشی کو جماعت نہیں قرار دیا جائے گا، کیونکہ کوئی صاحب مذہب اپنے مذہب کے تقاضے پر عمل کر رہا ہے تو اس پر تنبیہ کی کوئی وجہ نہیں۔

ابو ہاشم کجانی کی رائے ہے کہ بعض مجتہدین کا سکوت اختیار کرنا

دلائل شرعیہ کے درمیان اجماع کا مقدمہ:

۱۰- مذکور بالا مسئلہ پر بعض اہل اصول نے اس بات کی بنیاد رکھی ہے کہ اجماع کو دوسرے دلائل پر مقدم کیا جائے گا، امام غزالی لکھتے ہیں: ”مجتہد پر واجب ہے کہ ہر مسئلہ میں سب سے پہلے اپنی نظر شریعت کے آنے سے پہلے غی اسٹی پر لے، پھر اولیٰ سمعیہ کی جستجو کرے، اولیٰ سمعیہ میں سب سے پہلے جماعت کو دیکھے، اگر اس مسئلہ میں اجماع ہو تو کتاب سنت میں دلائل تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ کتاب سنت کے بارے میں منسوخ ہونے کا امکان ہے

(۱) شرح مسلم الثبوت ۳۳۲۸۔

(۲) احادیث اہل حدیث ۱۳۳۔

(۳) تیسرے تقریر ۲۵۹ ص ۲۵۹ طبع معارف اسلامی، شرح جامع الجوامع ۲۰۱/۲۔



## اجمال

اور جماعت میں شُک کا مقام نہیں ہے، کتابِ جنت کی انی نص کے خلاف جماعت اس نص کے منسوخ ہونے کی دلیل قاطع ہے، چونکہ امت مسلمہ غلط بات پر مشفق نہیں ہوتی (۱)۔

اس مسئلہ کی تسبیح کرتے ہوئے بن تیمیہ لکھتے ہیں: ”وہ شخص جو کسی نص کے مقابلہ میں اجماع کو پیش کرے اور نص کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کرے، بغیر کسی دوسری نص کے جو اس نص کے معارض ہو پس بدشعبہ و شخص اس بارے میں خطا پر ہے اس لئے کہ نص میں سے کوئی نص بغیر ایسی دوسری نص کے منسوخ نہیں ہوتی جو امت کے پس ہوتی، محفوظ ہے“ (۲)۔

ایک دوسرے مقام پر ابن تیمیہ لکھتے ہیں: ”اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر (نص کے خلاف) اجماع ثابت ہو تو وہ نص کے منسوخ ہونے کی دلیل ہوگا، کیونکہ امت مسلمہ اگر کسی پر مجتمع نہیں ہوتی، پس واقعہ یہ ہے کہ ترک نص پر کوئی ایسا اجماع نہیں پایا گیا جس میں اس نص کو منسوخ کرنے والی نص مضموم نہ ہو، اسی لئے اکثر وہ لوگ جو اپنے مزموم جماعت سے نصوص کی منسوخی کا دعویٰ کرتے ہیں، جب ان کے مسئلہ کی تحقیق کی جاتی ہے تو ان کا دعویٰ اجماع صحیح نہیں ملتا جس کو وہ لوگ جماعت کا نام دیتے ہیں، اس کی بہت سے بہت حقیقت یہ ہوتی ہے کہ اس میں کسی اختلاف کا علم نہیں ہوتا“ (۳)۔

جماعت کے بارے میں تفصیل ہے اور اختلاف ہے جو اس سے کہیں زیادہ ہے جو یہاں بیان کیا گیا ہے، اس پر بحث و گفتگو کی جگہ ”اصولی ضمیر“ ہے۔

## اجمال

تعریف:

۱- ”احمال“ ”احمال“ کا مصدر ہے، لغت میں اس کا ایک معنی ہے: چیز کو تسہیل کے بغیر جمع کرنا۔

اجمال کے بارے میں اہل اصول کی دو اصطلاحیں ہیں، یہ کہ جماعتی تعریف میں اہل اصول کے درمیان اختلاف ہے؛ پہلی اصطلاح حنفیہ کے علاوہ دوسرے اہل اصول (متکلمین) کی ہے، ان کے نزدیک محمل دو ہے جس کی دلالت واضح نہ ہو (۱) پس فقہ محمل عام ہوگا، اس عبارت میں جس کی دلالت واضح نہ ہو (۲)۔ اور جس محمل کے ساتھ بیان و وضاحت آگئی وہ جمل سے بالاتر خارج ہو گیا (دیکھئے: ”بیان“ کی اصطلاح)۔

متکلمین کے یہاں اجمال جس طرح قول میں ہوتا ہے اسی طرح افعال میں بھی ہوتا ہے، اس کی مثال میں بعض اہل اصول نے یہ روایت پیش کی ہے کہ: ”سَلَّمَ فِي صَلَاةٍ رُبَاعِيَةٍ مِّنْ اَتْنَتِينَ“ (رسول اکرم ﷺ نے چار رکعت والی نماز میں ۱۰ رکعت پر سلام پھیرا)، آپ ﷺ کے اس فعل میں اس کا بھی مکان ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے پہلی رکعت پر سلام پھیر دیا ہو، اس کا بھی امکان ہے کہ نماز چار رکعت کے بجائے دو رکعت ہوئی ہو، پس

(۱) المستدرک مع مسلم، ج ۲، ص ۳۹۲۔

(۲) مجموع الفتاویٰ، ۱۱۵/۳۲۔

(۳) مجموع الفتاویٰ، ۱۱۳/۳۸۷۔

(۱) جمع الجوامع شرح کللی، ۵۸/۲۔

(۲) تنبیہ القاری، ۲۲۲/۸۔

## اجمال ۲-۵

حضور رم ﷺ سے وہ لیدین سے استفسار کیا تو نبی ارم ﷺ نے وصاحت فرمائی کہ ہو ہوتا ہے (۱)۔

قراردیتا ہے (۱)۔

(ب) متشابہ:

۳- ان میں ارم کا معنی معلوم ہونے کی امید نہ ہو تو حنفی کے ایک یہ "متشابہ" کہاتا ہے، یہ وہ چیزیں ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنی امت تک محدود رکھا ہے، مثلاً سورتوں کے "نماز میں" حروف متعصبات۔

(ج) خفی:

۴- خفی وہ لفظ ہے جس کا خفاء عارض کی وجہ سے بعض افراد پر اس کے اطلاق میں ہو، عارض یہ ہوتا ہے کہ اس فرد کو یک علیحدہ نام دیا گیا ہے، مثلاً لفظ "سارق" اپنے مفہوم شرعی میں ظاہر ہے لیکن اس بارے میں خفی ہے کہ "طوار" (اچکا) "نہاش" (کفن چور) (۲) "سارق" میں داخل ہیں یا نہیں۔

مجمل کا حکم:

۵- خفی اہل اہل اہل کے ایک مجمل کا حکم یہ ہے کہ اس میں مر "صحیح ہونے تک توقف کیا جائے، مر "صحیح ہونے کی قیاسی ہے کہ جس نے اجمال کیا ہے اسی سے استفسار کیا جائے۔

حنفی کے علاوہ دوسرے اہل اہل کا مسلک مجمل کے حکم کے بارے میں یہ ہے کہ اس میں توقف کیا جائے گا یہاں تک کہ جہاں کرنے والے کی طرف سے یا قرآن سے یا عرف سے یا اجتہاد سے

وہ مری اصطلاح خفی اہل اہل کی ہے، ان کے نزدیک مجمل وہ ہے جس کی مر معلوم نہیں ہوتی بغیر اس بیان کے جس کی امید اجمال کرنے والے کی جانب سے کی جاتی ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے مفہوم میں جو خفاء ہے وہ محض غور و فکر سے وہ نہیں ہوتا، اس نے اس کی مثال یوں دی ہے کہ نماز و رکوع وغیرہ کا جو حکم دیا گیا جب تک شارع نے اس سے مراد کو واضح نہیں کیا وہ مجمل تھا۔

متعصبات غلط:

(ب) مشکل:

۲- اگر لفظ کا معنی ایسا ہو کہ غور و فکر سے اس کو جانا جاسکتا ہو تو حنفی کے نزدیک اس کا نام مجمل نہیں بلکہ "مشکل" ہے، مشکل کی مثال میں حنفی نے قرآن پاک کی آیت: "لَا تُؤَاخِرُكُمْ أُنْثَىٰ شَيْئًا" (۲) کو پیش کیا ہے، اس لئے کہ "انثی" دو معانی میں استعمال ہوتا ہے، "انثی" (جہنم) کے معنی میں اور "کھف" (کیسے، جس طرح) کے معنی میں، آیت میں غور کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس آیت میں "انثی" "کھف" کے معنی میں ہے، ایک قرینہ لفظ "عزّت" (ہمت) ہے، اور دوسرا قرینہ "ادی" (گندک، تکلیف دہ) کو حرام

(۱) جامع بشیر اذی ۲۷-۲۸، یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں میں ہے اس کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں امام مالکہ ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ و نسائی نے بھی اس حدیث کی روایت کی ہے حافظ ملائح الحدیث بن علائی نے ایک مستقل جزء میں اس حدیث کے طرق جمع کئے ہیں اور اس پر تحقیقی بحث کی ہے (تحقیق) اخیر ۳۴، جامع الاصول ۵/۵۳۷، اور اس کے بعد کے صفحات۔

(۲) سورہ بقرہ ۲۲۳۔

(۱) تیسیر النہر ۲۲۸-۲۳۰۔  
(۲) "طوار" وہ شخص ہے جو لوگوں کا مال ان کے بیدار ہونے کی حالت میں اسی غفلت میں لے اٹتا ہے، اور "نہاش" وہ شخص ہے جو چپکے سے مرعوب کر کے لے لیتا ہے۔

اس کی وضاحت ہو جائے (۱)۔  
جمل کے بارے میں مزید تفصیل ہے جس کا مقام اصولی ضمیر  
ہے۔

## اجنبی

تعریف:

۱- لغت میں "اجنبی" غریب (پرہیزی شخص) کو کہتے ہیں، "غریب" کو "حب" اور "اجنب" بھی کہا جاتا ہے، "جنابہ" کا یک معنی غریب (پرہیزی ہونا) بھی ہے، کہتے ہیں: "اجنب فلان فلانا" (تلاں شخص نے تلاں شخص سے جناب یا اس سے دور رہا)۔  
"اتام" میں "لاس" سے نقل یا ہے: مجازی معنی میں کہتے ہیں: "هو احبى عن كذا" (یعنی وہ شخص تلاں چیز سے بے تعلق ہے، اسے اس چیز کی کوئی اہمیت نہیں)۔ اس طرح اجنبی کا اصطلاحی معنی یہ ہوتا ہے جو کسی اور معنوی طور پر کسی چیز سے دور رہے تعلق ہو۔

۲- ادریم نے کسی فقیہ کی طرف سے اس اصطلاح کی کوئی تعریف نہیں پائی، لیکن علماء کے کلام میں اس کے مفہوم استعمال کا استقرار کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ فقہاء کے یہاں اس لفظ کا کوئی یک متعین معہوم نہیں ہے، بلکہ ہر مقام پر ہی مقام کے مطابق اس کا مفہوم بتایا جاتا ہے (۱)۔ اس کے چند معانی درج دیئے ہیں:

۱- اجنبی وہ شخص ہے جو قرابت میں آپ سے دور ہو، اس کا آپ سے کوئی نسبی رشتہ نہ ہو، مثلاً جاں الدین محلی نے "شروح مساجح الطالبین" میں لکھا ہے (۲): "اجنبی کے سے جائز ہے کہ



(۱) خلاصہ حکمۃ حاشیہ عمیرہ ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳







## اجنبی ۱۳-۱۵

واجب استر نہیں ہے، یا جتنا حصہ جسم ایک عورت کا دوسری عورت کی جوتی ہے۔

ب- چھوٹا:

۱۳- اجنبی شخص عورت کا جسم نہیں چھوست۔

ج- تنہائی میں ہونا (خلوت):

۱۴- مرد عورت جب ایک دوسرے کے سے جھبی ہوں تو اس میں سے ایک کا دوسرے کے ساتھ خلوت میں ہونا جائز نہیں ہے، کیونکہ بخاری میں مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”لَیْسَ لَکُمْ وَالدَّخُولُ عَلَى النِّسَاءِ“ (عورتوں کے پاس جانے سے بچو)، دوسری حدیث میں ارشاد ہے: لَا یَحِلُّ لِمَا رَأَى مِنْهُمَا لَا مَعَ دَیِّ مَحْرُومٍ<sup>(۱)</sup> (کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ رہے، والا یہ کہ اس عورت کا ذی رحم محرم ساتھ ہو)۔

د- عورت کی آواز:

۱۵- حنفی کے مروجہ قول کے مطابق اجنبی شخص کے سے عورت کی آواز سننا حرام ہے، کیونکہ عورت کی آواز بھی عورت ہے۔

ام نے ”پہر جو چیزیں“ لکری ہیں ان میں سے بہت سی چیزیں کے بارے میں فقہاء کے یہاں اختلاف، تفصیل و تشکیک ہیں، ان کی اہمیت حاصل کرنے کے لئے کتاب حنفیہ کا ”باب الحظر والإباحة“ اور دوسرے مذاہب کی کتابوں میں ابواب الفواحش کے اوائل اور شرائط الصلوٰۃ کے باب ستر العورة کا مطالعہ کیا جائے<sup>(۲)</sup>۔

(۱) فتح الباری ص ۳۳۰ طبع استنبیہ

(۲) خلاصہ فقہ حنفی ابن عابدین ۱/۲۷۲، ۲/۲۳۳-۲۳۵، یعنی ۵۵۶/۱-۵۶۰ طبع سوم۔

خاص حکام مقرر کئے ہیں، ان حکام کا مقصد عورت کی حفاظت اور اس کی عزت و شرافت کو بھروسہ کرنے والی چیزوں سے بچانا ہے، شریعت نے بیوی و شوہر کے تعلقات میں بہت رکھی ہے، عقد نکاح کے نتیجے میں بیوی عورت کے لئے ایک دوسرے سے لطف دہری کے وہ سارے کام جائز ہو جاتے ہیں جو باہم نکون و الفت کا ذریعہ ہوں تاکہ اللہ فی خلعت کے مطابق نسل انسانی ام و بڑھتر رہے اور ماں باپ کے سایہ عاطفت میں عمدہ سے عمدہ طریقہ پر نسل انسانی کی نشوونما ہو شریعت نے عورت اور اس کے محارم کے تعلقات میں بھی تنگی نہیں دی، کیونکہ ان دونوں کے درمیان مودت و مہر ام کا جو گہرا رشتہ ہے وہ شوہر و بیوی کے خدشات پر قابو پالیتا ہے، محرم کے درمیان بہت بڑے تا یک مقصد یہ ہے کہ عورت اور اس کے نزدیک ترین رشتہ دار انسانی درستی کے ساتھ ایک ساتھ زندگی گزار سکیں، اس بارے میں شریعت نے ”محرّم ما حکم اجنبی سے مختلف ہے، اس سے شریعت نے عورت اور اجنبی کے تعلق میں کچھ حدود عامہ کر دی ہیں، ان پر ہدیوں کا احاطہ میل میں درج ہے:

سب- دیکھنا:

۱۴- اجنبی کے سے عورت کی ریخت اور بدن کی طرف دیکھنا حرام ہے، بعض فقہاء کی رائے کے مطابق عورت کے چہرے جسم کی طرف دیکھنا حرام ہے، بعض فقہاء کے نزدیک چہرہ، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم کے علاوہ باقی جسم دیکھنا حرام ہے۔

یہی طرح عورت پر واجب ہے کہ اجنبی مرد سے اس طرح پردہ کرے کہ اپنے جسم کا وہ حصہ ڈھانکے رہے جس کا دیکھنا، اجنبی مرد کے لئے ناجائز ہے۔ عورت کے ذمہ لازم ہے کہ اجنبی مرد اور محرم کا بدن دیکھنے سے اجتناب کرے، ہاں جسم کا وہ حصہ دیکھ سکتی ہے جو

اجنبی

## اجہاز

کے لیے

تعریف:

۱۔ لغت میں "احفار" کا یہ معنی ہے جلدی رہنا، "احفار عسی الحرب" کا معنی ہے: زخمی شخص کے قتل کو مہل رہنا (۱)۔ فقہاء بھی "احفار" کو ہی معنی میں استعمال کرتے ہیں (۲)۔

اسی معنیوں میں فقہاء فقہ "تدلیف" بھی استعمال کرتے ہیں۔<sup>(۳)</sup>

عمومی حکم:

۴۔ زخمی انسان کو قتل کرنا: مسلمانوں سے قتل کرنے والے کفار کے مجرم جیسی کو قتل کرنا جائز ہے، اسی طرح قتل کرنے والے باغیوں کے مجرم جیسی کو قتل کرنا جائز ہے، یہی باغیوں کا کوئی جہاد ہو، ورنہ گمراہی کا نشانہ ہونے کے مجرم جیسی کو قتل کرنا جائز نہیں۔<sup>(۴)</sup>

حد یا تناس میں۔ جب القتل شخص کو قتل سزا یا لائق، جب ہے۔

(۱) لا تحق دولة لبنان الحرب، المصالح المبررة، معجم مشق اللغة: مادة (ح) ص ۱۰۰.

(۲) مکتوب مطبوعه الخلیفہ عمر ۸۸ شیخ دارالطبابت العامۃ ۱۳۱۵ھ شیعہ ابن عابد علی  
۳۳۱۴ شیخ مولد

(۳) طایفه اقلیہ / مسلم / ۸۸۰

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ج ۳ ص ۱۱ طبع بول، جامعہ دہلی علی تصحیح ۱۵۷۰ھ طبع دار احیاء التراث العربیہ لکھنؤ ۱۰۹۸ھ، ۱۱۱۵ھ، ۱۲۷۴ھ طبع مکتبہ المدینہ عربیہ مصر، جامعہ اسلامی علی التشریح السنیہ ۱۲۹۴ھ طبع دار المعارف مصر۔





## ۱۔ جہاز ۳، ۱ جہاز ۳-۱

۳- جہاز کے قتل کو مکمل کرنا: جہاز کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم وہ جہاز جس کو دھنسا کرنا جائز ہے، بایں طور کہ وہ ماکول  
بہتم ہو، یہ موفی ہونے کی بنا پر سے قتل کرنا جائز ہے۔ اس نوع کا  
دیوان گر یا ریہ زخمی ہو جائے تو اس کے قتل کو مکمل کرنا جائز ہے،  
یونکہ اس کا دھنسا کرنا قتل سے بھی جائز ہے (یہاں ریہ زخمی ہوے  
بخیر)۔

## ۱۔ جہاز

تعریف:

- ۱- اجناس لغت میں دو صورتوں پر لا جاتا ہے: یعنی جسے حمل کا  
اسقاط جو ناقص اتلفت ہو یا جس کی مدت پوری نہ ہوئی ہو، وہ عورت  
کا ہو یا کسی اور کا، اور یہ لغوی اطلاق صادق آتا ہے اس اسقاط پر بھی  
جس میں کسی کے فعل کا فعل ہو، وہ بھی جو زخمی ہو یا ہو (ک)
- ۲- مثلاً، لفظ اجناس کا استعمال اس لغوی معنی سے بہت سہل نہیں  
کرتے (۲)۔

بسا اوقات اجناس کی تعبیر اس کے مترادف الفاظ مثلاً اسقاط،  
القار، طرح اور لایا اس سے کرتے ہیں۔

اسقاط حمل کا شرعی حکم:

- ۳- بخشش: ماہانہ نفل روح کے بعد اسقاط حمل کے حکم اور نفل روح  
سے قبل اور استقرار کے بعد اسقاط کے حکم کے، مابین تفریق کی ہے،  
چونکہ نفل روح کے بعد اسقاط کا حکم مستحق عید ہے، اس سے زیادہ



(۱) لمصباح، القاموس، المصباح: ماہ (۱) ص ۱۰۰۔ معجم سید میں ہے مجمع لفظ  
المربی نے طے کیا ہے کہ لفظ اجناس کا اطلاق جنین کے بعد مادہ سے چھٹے  
ماہ سے قبل عیال پر نفل آنے پر کیا جائے گا، اور لفظ اسقاط کا چھٹے اور ساتویں ماہ  
کے درمیان خارج ہوئے پر کیا جائے گا، یہ اصطلاح میرا یہ صمد بحر سے  
ہند کی پیدوار ہے۔

(۲) البحر الرائق ۸/۳۸۹ ص ۳۸۹ ح ۱۰۰ بحیرہ النجری ۲۵۰ ص ۲۵۰۔

(۱) الفتاویٰ ہندیہ ۵/۳۶ طبع بلاق، جوہر الکلیل ۱/۲۳، بحیرہ علی  
الغیب ۳/۲۳۸ طبع دار المعرفۃ، المنی ۷/۱۳۵، حاشیہ ابن ماجہ  
۵/۱۸۸ طبع بلاق، المصباح ۱/۲۵۳ طبع معصنہ المہلبی الخلیف۔

## اجزاء ۳-۵

بعد استطاق کی حرمت عام ہے، اس صورت میں بھی جب کہ حمل باقی رہنے میں ماں کی زندگی کو خطرہ درپیش ہو اور اس صورت میں بھی جبکہ ایسا نہ ہو۔

علامہ ابن عابدین ثانی نے اس کی سرحت کرتے ہوئے تحریر فرمایا: اُرثین زمدو ہو اور اس کے باقی رہنے میں ماں کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو، اسے کات کات کر ضائع کر دینا جائز نہیں ہوگا کیونکہ اس کی موت سے ماں کی موت یقینی نہیں بلکہ موبہم ہے، ہر ایک مرموبہم کے لیے اس کی قتل راجح نہیں<sup>(۱)</sup>۔

### ب- نفخ روح سے قبل استطاق حاصل کا حکم:

۵- نفخ روح سے قبل استطاق کے حکم میں مختلف مقامات میں جتنی کہ ایک مذہب میں یہی قائل ہیں، ان میں سے بعض مطلقاً باہت کے قائل ہیں، دوسریں دو قول ہے جس کا بعض حنفیہ نے ذکر کیا ہے، انہوں نے یہ کہا ہے کہ حمل کے بعد استطاق مباح ہے جب تک

(۱) الدر المختار وحاشیہ ابن عابدین ۱/۶۰۲، بحر الرائق ۸/۳۳۳، مجموع ۵/۱۰۰، طبع المصیر یہ سب کمال ہے کہ جب فقہاء نے مردہ ماں کی بے بسی سے منع کیا اور مردہ جنین کو اس پر قرآن کریم پڑھا تو اگر لیس صوت پیش آجائے کہ جنین میں جنین کے باقی رہنے سے ماں کی زندگی خطرہ میں پڑ رہی ہو تو اس کی زندگی کی حالت بدرجہ کوئی مقدم ہوگی، اس لئے کہ وہی اس ہے اور اس کی زندگی جتنی طور پر موجود ہے جبکہ یہ بھی معلوم ہے کہ جنین کے باقی رہنے کی صورت میں ماں اور جنین دونوں ہی فوت کر جائیں گے۔ طب جدید میں ہے کہ اگر جنین کو پیٹ سے باہر لانے اور ماں کی جان بچانے کے لئے آپریشن کی کوئی صورت نہ ہو تو جنین کو کات کات کر دیاں کے سر میں سرخ کر کے حالت مردہ نیچے لاکر استطاق کیا جاسکتا ہے، دیکھئے فکلم فائق جوہری کا رسالہ جو انہوں نے نکایہ الحقوق ص ۶۰ (کلمہ کالج) سے انگریز کی انگری حاصل کر کے لے ۱۹۵۱ء میں "المسریۃ لطیفہ فی قانون الفقہاء" (تقریر فی قوانین میں طبعی و مددایاں) کے عنوان سے لکھا ہے یہ عمل اگر مقاصد شریعت سے متصادم نہ ہوں تو اس کا نفاذ یا جائز ہے۔

مناسب یہی ہے کہ اسی سے بحث کا آغاز کیا جائے، پھر اس کے بعد نفخ روح سے قبل استطاق حاصل کا حکم فقہاء کرام کے نظریات و خیالات کی تفصیل کے ساتھ درودیا جائے۔

### نف- نفخ روح کے بعد استطاق حاصل کا حکم:

۴- نفخ روح ایک سو بیس دن کے بعد ہوتا ہے جیسا کہ اس حدیث صحیح میں ثابت ہے جس کی روایت عبد اللہ بن مسعود نے مروی ہے: "ان احدکم یجمع حنفہ فی بطن امہ اربعین یوماً نطفہ، ثم یکون عقیقۃ مثل ذلک، ثم یکون مصعۃ مثل ذلک، ثم یوسل الملک لیسع لہ الروح"<sup>(۱)</sup> (تم میں سے ہر ایک کا مادہ تخلیق بطن مادر میں چالیس روز نطفہ رہتا ہے، پھر چالیس روز حلقہ، پھر چالیس روز مصعہ، اس کے بعد فرشتہ بھیجا جاتا ہے اور وہ اس میں روح پھونک دیتا ہے)۔

فقہاء کے مابین نفخ روح کے بعد استطاق کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف معلوم نہیں، ان حضرات نے صراحت کر دی ہے کہ اُرثین میں روح پھونک دی جائے تو استطاق بالاجماع حرام ہے، اور یہ بھی کہا ہے کہ بدعتاً یہ اس بچہ کا قتل ہے<sup>(۲)</sup>۔

فقہاء کے اس اطلاق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نفخ روح کے

(۱) حدیث: "ان احدکم" کی روایت بخاری و مسلم نے کی ہے (الموطا) و المسند: حدیث ۱۹۰۶، "لا یسعی الخوید" کی یہ چوتھی حدیث ہے۔  
(۲) انشراح الکبیر مع حاشیہ الدسوقی ۲/۲۶۷ طبع مکتبۃ المکی، حاشیہ المروئی علی شرح المرنطانی ۳/۲۶۳ طبع ۱۳۰۶ھ، بحر الرائق ۸/۲۳۳ طبع مولانا امین، حاشیہ ابن عابدین ۱/۶۰۲، ۵/۳۷۸ طبع ۱۲۷۲ھ، فتح القدیر ۲/۳۹۵ طبع بولاق، ہدایہ المحتاج ۲/۳۱۶ طبع مکتبۃ المکی، حاشیہ المجل ۵/۳۹۰ طبع المصیر، حاشیہ البیہقی ۳/۳۰۳ طبع مکتبۃ المکی، المرنطانی علی التبع ۶/۲۳۸، الاصاب ۱/۸۶۱، الفروع ۱/۱۹۱، انہی ۷/۸۱۵ طبع ریاض، المجل ۱۱/۲۹۱-۳۱ طبع المصیر ۱۳۵۲ھ۔

## اجناس ۶-۸

کوئی شیء جوہ میں نہیں آتی، اس کی عمارت میں خلق (وجود) سے مراد یہی شے روح ہے (۱)۔ مالکیہ میں تناسل غشی کا یہ قول ہے کہ چوبیس روز سے کم کے حمل کو ساتھ لیا جاتا ہے (۲)۔ ابو اسحاق مروزی شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ ربی نے کہا: اگر عقد زنا کا ہوتا تو روح سے قبل اس کے عقد ہو کر چلا جاتا ہے (۳)۔ فقہاء حنابلہ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ حمل کے ابتدائی مراحل میں اسقاط کو مباح قرار دیتے ہیں۔ یونکہ ب کے یہاں عورت ملحقہ کو تو نہیں بین ملحقہ کو ساتھ کرنے کے سے مہربان وہ اسکا استعمال رخصتی ہے۔ ابن قتیل سے مروی ہے کہ جب تک حمل میں روح نہ پیدا ہو وہ دوبارہ زہد نہیں یا جائے گا، جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا اسقاط حرام نہیں ہے، صاحب الفروع نے کہا: ابن قتیل کے حکام کی بھی ایک بنیاد ہے (۴)۔

۶۔ بعض فقہاء نے صرف عذر کی بنیاد پر اس کو مباح قرار دیا ہے۔ فی الواقع علماء حنبلیہ کا یہی مذہب ہے۔ ابن عابدین نے قاضی خانیہ کے باب الکرمۃ سے نقل کیا ہے کہ اسقاط بغیر عذر کے حرام نہیں ہے۔ کیونکہ محرم اگر شکار کے انڈے کو توڑ دے تو وہ ضامن ہوگا، اس وجہ سے کہ وہ شکار کی اصل ہے، جب اس صورت میں محرم پر تہامیہ لگائی جاتی ہے تو بذمہ اسقاط کرنے والی عورت کم از کم گھبرا کر تو ضرور ہونگی۔ اس وجہ سے کہا ہے کہ ہذا میں سے ایک عذر یہ بھی ہے کہ غلبہ حمل کے بعد عورت کا خون منقطع ہو جائے اور بچہ کے باپ کے پاس سے پیسے نہیں کہ وہ پالے والی کو اتھارت پر رنج سے بچہ کے خاک ہوئے کا درد ہو، اور اس وجہ سے کہا ہے

کہ: اسقاط کی دباست حالت نہ مرت پر محسوس ہے (۱)۔ غیر مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ میں سے جو حضرات بذمہ عذر جو اسقاط کے قائل ہیں ان کے ہر ایک مذہب کی صورت میں اسقاط بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔ خطیب شافعی نے زرقانی سے نقل کیا ہے کہ: اگر عورت کو یہی مباح ہو، استعمال کرنے کی نہ مرت پیش آجائے کہ اس کے بیچ میں اسقاط ہو جاتا ہے تو اس کی وجہ سے اسے ضامن نہ سمجھا جائے (۲)۔

۷۔ بعض فقہاء نے اسے مطلقاً ممنوع قرار دیا ہے، اس کے قائل فقہاء حنبلیہ میں سے علی بن موسیٰ ہیں، ابن عابدین شافعی نے ان سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: زمانہ فقہاء روح کے گزرنے سے قبل اسقاط ممنوع ہے، اس وجہ سے کہ مادہ منویہ رحم میں قرار پا جانے کے بعد نتیجتاً زندگی سے ہم کنار ہوتا ہے، لہذا وہ زندگی کے حکم میں ہوگا، جیسا کہ حرم کے شکار کے انڈے کا حکم ہے (۳)۔ مالکیہ کی بھی چوبیس ہوم سے پہلے کے اسقاط میں ایک رائے یہی ہے (۴)۔ اور شافعیہ کے یہاں یہ ایک قول محتمل ہے۔ ربی کہتے ہیں: فقہاء روح سے قبل کے اسقاط کو نہیں سمجھتا چاہے کہ وہ خلاف میں ہے، بلکہ اس میں کراہت قرار دینی اور تحریمی دونوں کا احتمال ہے، اور شافعی کے قریب زمانہ میں حرمت کا احتمال قوی ہے، اس وجہ سے کہ وہ ایک تہم ہے (۵)۔

۸۔ بعض فقہاء نے اسے حرام قرار دیا ہے، مالکیہ کا یہی قائل عقاد قول ہے۔ حاکم اور دیگر لکھتے ہیں: رحم میں جوئی قرار پانچگی ہو اس کا اثر ان جابر نہیں، بخلاف چالیس روز پہلے ہی کیوں نہ ہو۔ سو فی نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کیا کہ: یہی قائل اعتقاد قول ہے۔ اور ایک

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۲/۲۸۰ طبع ۲۷۲ھ

(۲) الاقناع ص ۱۰۲ بحوالہ ۱۲۹۳ھ اور اس کے بعد کے صفحات۔

(۳) حاشیہ ابن ماجہ ج ۲/۳۸۰

(۴) حاشیہ الدرر ج ۲/۲۶۱-۲۶۲ طبع بیروت

(۵) نہایہ الجیب ج ۱/۱۶۸

(۱) فتح القدیر ج ۴/۹۵ حاشیہ ابن ماجہ ج ۲/۳۸۰

(۲) حاشیہ البرہانی علی شرح المرقا ج ۳/۲۷۳ طبع بول

(۳) تحفہ الجیب ج ۳/۳۵۳ حاشیہ المرقا ج ۲/۲۸۸ نہایہ الجیب ج ۱/۱۶۸

(۴) الفروع ج ۱/۱۹۱، اصناف ج ۱/۳۸۶ غیۃ النہی ج ۱/۸۱۱ المروض المربع

ج ۲/۳۱۶ طبع ششم، کتاب القناع ج ۱/۵۳

## اجناس ۹

### اسقاط حمل کے اسباب و وسائل:

۹-۱۔ اسقاط حمل کے اسباب بہت سے ہیں مثلاً حمل سے نجات پانے کا قصد ہو، خود اسقاط حمل کا حق کا نتیجہ ہو یا زنا کاری کا یا مقصد حمل کے باقی رہنے کی صورت میں ماں کو روپیش خطرہ دیا اس کے دودھ پیتے بچے کو روپیش خطرہ کو دور کرنا ہو جیسا کہ سابق میں گذرا۔

اسی طرح اسقاط حمل کے ذرائع پہلے بھی بہت رہے ہیں اور آج بھی بہت ہیں، دوا توشت میں یا متنی، پس شست، زرق، اسقاط میں زرا، امکا، یا عورت کو غلبہ است میں، انا، ایٹا ہے، مثلاً بادشاہ کسی ایسی عورت کو طلب کرے جس کی بد کرداری کا تذکرہ بادشاہ کے یہاں آیا یا ہو، اس کے نتیجے میں دوا گلبہ کرنا حاصل ساتھ کرے، اسی طرح خوشبو سونگھنے، فاقہ کشی میں مبتلا کر دی جائے، کسی منہ کا جریہ زہر است بد سلوکی کے نتیجے میں سخت فصد یا شدید غم سے دوچار ہو جائے، یہ تمام صورتیں حکم میں یکساں ہیں۔

متنی مثالوں میں سے یہ ہے کہ عورت کھانے پینے سے باز رہے ہو، بقاء حمل کے لئے جو زہر کردہ دواؤں کا استعمال نہ کرے۔ سوئی کی ذکر زہر دوسرے بھی اسی قبیل سے ہے کہ اگر عورت نے پردوسیوں کے کھانے کی خوشبو سونگھی، اس کا غائب مان یہ ہے کہ اگر وہ اس میں سے نہیں کھائے گی تو اسقاط ہو جائے گا تو ایسی صورت میں اس پر کھانے کا طلب کرنا لازم ہے، اور اگر اس نے طلب نہیں کیا اور ان لوگوں کو اس کے حمل کے بارے میں معلومات بھی نہیں ہوگی یہاں تک کہ اس کا حمل ساتھ ہو گیا، تو اس کے کٹاؤ کرنے اور اسقاط کا جب بننے لے، چاہے اس پر غرہ واجب ہوگا<sup>(۱)</sup>۔

قویٰ یہ ہے کہ وہ مکروہ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زہری کی عبارت میں عدم جواز سے مقصود تحریم ہے<sup>(۲)</sup>۔

جیسا کہ ابن رشد نے نقل کیا ہے کہ امام مالک نے کہا: اگر عورت نے کسی ایسے مصنفہ یا ملحقہ کو جنائزہ ساتھ کر دیا جس کا بچہ ہوتا جان لیا جائے تو اس پر غرہ ہے<sup>(۳)</sup>، ہمزہ کہا کہ امام مالک نے غرہ کے ساتھ گذرہ کو بھی مستحسن قرار دیا ہے۔

ثانیہ: کاسب سے صحیح قول حرمت ہی کا ہے، اس لئے کہ استقرار کے بعد نطفہ مستقر خلق و وجود ہے وہ لفظ روح کا حمل بن جاتا ہے<sup>(۴)</sup>۔ ثابہ کا بھی یہی مذہب علی الاطلاق ہے جیسا کہ ابن جوری نے صریح کر دیا ہے، من قبیل کے ظاہر کلام سے بھی یہی واضح ہوتا ہے، ہمزہ بن قدیمہ وغیرہ کے کلام سے بھی اس صورت میں یہی حکم معلوم ہوتا ہے جبکہ حمل نطفہ کے مرحلہ سے گذر چکا ہو، یہ نکتہ انہوں نے پیسے شخص پر جس نے کسی عورت کے پیٹ پر مارا، جس کے سب اس کا جنین ساتھ ہو گیا، کنارہ اور غرہ عائد یا ہے، اسی طرح ایسی حاملہ عورت پر بھی جس نے کوئی دوا استعمال کر لی جس کے نتیجے میں جنین کا اسقاط ہو گیا<sup>(۵)</sup>۔

(۱) شرح الکبریٰ مع ماہیہ المدنی ۲۶۶/۲-۲۶۷۔

(۲) دینید، الجہد ۲/۳۵۳ طبع ۱۳۸۶ھ غرہ وقت کی کتابوں میں غلام ہوبادی کو کہتے ہیں، اصلاً دیکھو ڈے کی پیشانی کی سفیدی کو کہا جاتا ہے پھر بکار اس کا استعمال غلام ہوبادی کے لئے ہونے لگا۔ حاضی حیاض نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ حدیث (مروا، عبد الوہاب) میں بخون کے ساتھ آیا ہے لہذا اس کا بعد بطور تفسیر ہوگا۔ ابن ابی حاتم نے کہا جس کے پاس غلام ہوبادی نہ ہو تو اس کے لئے دس اور شکائی ہوں گے (مثل الادوار ۷/۷۰) غرہ کے متعلق تفصیل کلام اپنی جگہ پر آئے گا۔

(۳) تحفۃ الخیاب ۳/۳۰۳ ماہیہ المدنی ۲۳۸/۲، نہایۃ النکاح ۱۶/۸۔

(۴) الاصاب ۳۸۶/۲، نفس ۸۱۶/۷ طبع المریض۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ۵/۷۵۷ ماہیہ المدنی ۳۶۸/۲، شرح البخاری

۵/۷۵۷، ماہیہ المدنی ۲۵۷/۲، الاصاب ۱۲۹/۲-۱۳۰۔

نقاط حمل کی سزا :

۱۰- فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر عورت کے تین پر جناحت ہوئے تو صورت میں غزوہ جب ہوتا ہے اس لئے کہ وہ یروہ وغیرہ کی حدیث میں حضور ﷺ سے ثابت ہے : ”ان اموات من ہمدیں رمت احدهما الاخریٰ، فطرحت جمیعہا۔ فقصریٰ فیہ رسول اللہ ﷺ بغرة عبد او ولیدة“<sup>(۱)</sup> (نزل فی ایک عورت نے دوسری عورت کو مار جس سے اس کا تین ساتو ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس صورت میں ایک غلام یا ایک باندی بے کا حکم فرمایا)۔

۱۱- و فقہاء مذہب اس پر بھی متفق ہیں کہ اس میں غزوہ کی مقدار قابل دیت کا سوال حصہ ہے، و غزوہ جب کرے وہی وہ دینا ہے جس کے سبب نہیں ماب کے ہیئت سے مرد و عورت میں باہر آجائے، خود دینا ہیئت کی فعل یا قول کا نتیجہ ہو یا کسی ضد مری چیز کے ترک یا خود حامد کی جانب سے ہو یا اس کے شوم کی جانب سے، عدا ہو یا

حظ<sup>(۲)</sup>۔

۱۲- فقہ کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ نقاط حمل کی صورت میں غزوہ (غلام یا باندی) کے ساتھ کفار بھی لایم ہو گیا نہیں کفار سے مراد وہ ہے جو اللہ کے حق کے طور پر مقرر ہوتی ہے (یہاں پر کفار و مشرک غلام یا باندی قرار دیا ہے، اس کے نہ ملنے کی صورت میں مسلسل وہ دے کر رہے ہیں)۔

تفسیر و مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ یہاں پر کفار مستحب ہے، و حسب نہیں اس سے کہ رسول اکرم ﷺ نے نقاط حمل کی صورت

(۲) میل لاوطار مشکوٰۃ فی ۷/۷۰، اور ماہد مراجع۔

(۳) حاشیہ ابن ماجہ ج ۵/۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴

### اجزاء ۳۳

میں سے ایک کے مؤمن ہونے کی وجہ سے جنس کو مہینہ قرار دیا گیا ہو، یا جس کو ذی قرینہ رو دیا گیا ہو۔

ثانیہ: درحالیہ میں صراحت لی ہے کہ اگر اسقاط حمل کے دم میں ایک سے زائد اثرات ایک ہیں تو اثرات پر ایک کفارہ لازم ہوگا، یہ تکفیر کا مقصد دم سے رہنا ہے، مگر خود ایک ہی لازم ہوگا یہ تکفیر نہیں کاہل ہے<sup>(۱)</sup>۔

قابل مزہ: شاطیہ:

۱۳- فقہاء اس وقت پر متفق ہیں کہ اگر زیادتی کی وجہ سے نین کا انتقال ہو گیا تو غزوہ جب ہوگا جس طرح فقہاء اس بات پر بھی متفق ہیں کہ غزوہ جب ہوے کے لئے شرط یہ ہے کہ نین مرد حیات میں ماں سے جدا ہوا ہو یا نین کا بعض حصہ ماں کے جسم سے جدا ہوا ہو جس سے معلوم ہوتا ہو کہ جنین مر چکا ہے، یہ تکفیر نین کے نکلنے کے بعد ہی بچہ کے زندہ یا مردہ ہونے کا حکم لگایا جائے گا، نیز یہ ہو سکتا ہے کہ جنین میں حرکت پیٹ میں پانی جانے والی ہوا کی وجہ سے ہو جس میں بھروسہ کیا ہو، اور اسقاط حمل پر ظاہر ہو گیا کہ اس نین کی حالت مارے بکھر، یہ وغیرہ کی وجہ سے ہونی، لیکن ثانیہ کہتے ہیں کہ ماں کے جسم سے کچھ نکلے بغیر ہی نین کی موت کا حکم ہو گیا تو اس کا حکم بھی نین کی طرح ہے مرد حیات میں ماں کے پیٹ سے باہر آیا<sup>(۲)</sup>۔ فقہاء وغیرہ نین کے نکلنے کو پورا نین نکلنے کا حکم دیتے ہیں، اگر جنین مر کی جانب سے نکلا تو اس کے سیر کا حکم اکثر

جنس کا حکم ہے، اور اگر جنین مر کی طرف سے نکلا تو اس کی مائت کا حکم اس حد تک کا حکم ہے<sup>(۱)</sup>۔ حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ جنس کا حکم ماں کی وفات سے پہلے ہو، مگر عابدین کہتے ہیں: اگر ماں کی وفات کے بعد مرد نین نکلا تو اس میں کچھ لازم نہیں ہوگا، یہ تکفیر ماں کی وفات جنین کی وفات کا سبب ہے، اس سے کہ جنین کی حیات ماں کی حیات سے وابستہ ہے لہذا اس کی وفات بھی ماں کی وفات سے متعلق ہونی تو یہ اس حدیث کے دائرے میں نہیں آئے گا جنین کے مارے میں مانی ہے، یہ تکفیر اس صورت میں یہ احکام بہت کم ہے کہ زیادتی کرنے کی وجہ سے نین ملاک ہو، لہذا شک کی بنا پر ضامن نہیں قرار دیا جائے گا، ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نین ماں کے اعضا کی طرح ہے، اور ماں کی وفات سے اس کے اعضا کا حکم سا قہ ہو یا<sup>(۲)</sup>۔

خطاب اور موافق کہتے ہیں: نین کی وفات ماں کی وفات سے پہلے ہو جائے تو نین کی وجہ سے غزوہ جب ہوگا<sup>(۳)</sup>۔ ابن رشد کہتے ہیں: (غزوہ واجب ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ نین مرد حیات میں پیٹ سے نکلے، مگر اس کی وجہ سے اس کی ماں کا انتقال نہ ہو<sup>(۴)</sup>۔

ثانیہ: درحالیہ میں صراحت ہے کہ ایک جنس کا مرد حیات میں طعن ماری سے نکلا ماں کی زندگی میں ہوا ہو یا اس کی وفات کے بعد ہو، دونوں صورتوں میں غزوہ واجب ہوگا، جیسا کہ ہم نے کہتے ہیں: وہ بچہ جو کسی جنایت کی وجہ سے ضائع ہو گیا اور اس کا حکم اس کے بطن مادر سے نکلنے سے ہو تو اس کا حکم واجب ہے جس طرح اگر بچہ ماں کی حیات میں سا قہ ہوتا، اور اس لئے کہ مرد زندہ سا قہ ہوتا تو اس کا

(۱) کسی الطالب وحلیہ الرئی ۵۵۴، اسی ۱۶/۷

(۲) حاشیہ ابن عابدین ۵۷۵/۵، تبیین الحقائق ۱۳۷/۱، حلیہ الرسول ۲۶۸/۲، شرح الخرش ۵۷۵/۲، ۵۷۶/۱، ۵۷۷/۱، ۵۷۸/۱، ۵۷۹/۱، ۵۸۰/۱، ۵۸۱/۱، ۵۸۲/۱، ۵۸۳/۱، ۵۸۴/۱، ۵۸۵/۱، ۵۸۶/۱، ۵۸۷/۱، ۵۸۸/۱، ۵۸۹/۱، ۵۹۰/۱، ۵۹۱/۱، ۵۹۲/۱، ۵۹۳/۱، ۵۹۴/۱، ۵۹۵/۱، ۵۹۶/۱، ۵۹۷/۱، ۵۹۸/۱، ۵۹۹/۱، ۶۰۰/۱، ۶۰۱/۱، ۶۰۲/۱، ۶۰۳/۱، ۶۰۴/۱، ۶۰۵/۱، ۶۰۶/۱، ۶۰۷/۱، ۶۰۸/۱، ۶۰۹/۱، ۶۱۰/۱، ۶۱۱/۱، ۶۱۲/۱، ۶۱۳/۱، ۶۱۴/۱، ۶۱۵/۱، ۶۱۶/۱، ۶۱۷/۱، ۶۱۸/۱، ۶۱۹/۱، ۶۲۰/۱، ۶۲۱/۱، ۶۲۲/۱، ۶۲۳/۱، ۶۲۴/۱، ۶۲۵/۱، ۶۲۶/۱، ۶۲۷/۱، ۶۲۸/۱، ۶۲۹/۱، ۶۳۰/۱، ۶۳۱/۱، ۶۳۲/۱، ۶۳۳/۱، ۶۳۴/۱، ۶۳۵/۱، ۶۳۶/۱، ۶۳۷/۱، ۶۳۸/۱، ۶۳۹/۱، ۶۴۰/۱، ۶۴۱/۱، ۶۴۲/۱، ۶۴۳/۱، ۶۴۴/۱، ۶۴۵/۱، ۶۴۶/۱، ۶۴۷/۱، ۶۴۸/۱، ۶۴۹/۱، ۶۵۰/۱، ۶۵۱/۱، ۶۵۲/۱، ۶۵۳/۱، ۶۵۴/۱، ۶۵۵/۱، ۶۵۶/۱، ۶۵۷/۱، ۶۵۸/۱، ۶۵۹/۱، ۶۶۰/۱، ۶۶۱/۱، ۶۶۲/۱، ۶۶۳/۱، ۶۶۴/۱، ۶۶۵/۱، ۶۶۶/۱، ۶۶۷/۱، ۶۶۸/۱، ۶۶۹/۱، ۶۷۰/۱، ۶۷۱/۱، ۶۷۲/۱، ۶۷۳/۱، ۶۷۴/۱، ۶۷۵/۱، ۶۷۶/۱، ۶۷۷/۱، ۶۷۸/۱، ۶۷۹/۱، ۶۸۰/۱، ۶۸۱/۱، ۶۸۲/۱، ۶۸۳/۱، ۶۸۴/۱، ۶۸۵/۱، ۶۸۶/۱، ۶۸۷/۱، ۶۸۸/۱، ۶۸۹/۱، ۶۹۰/۱، ۶۹۱/۱، ۶۹۲/۱، ۶۹۳/۱، ۶۹۴/۱، ۶۹۵/۱، ۶۹۶/۱، ۶۹۷/۱، ۶۹۸/۱، ۶۹۹/۱، ۷۰۰/۱، ۷۰۱/۱، ۷۰۲/۱، ۷۰۳/۱، ۷۰۴/۱، ۷۰۵/۱، ۷۰۶/۱، ۷۰۷/۱، ۷۰۸/۱، ۷۰۹/۱، ۷۱۰/۱، ۷۱۱/۱، ۷۱۲/۱، ۷۱۳/۱، ۷۱۴/۱، ۷۱۵/۱، ۷۱۶/۱، ۷۱۷/۱، ۷۱۸/۱، ۷۱۹/۱، ۷۲۰/۱، ۷۲۱/۱، ۷۲۲/۱، ۷۲۳/۱، ۷۲۴/۱، ۷۲۵/۱، ۷۲۶/۱، ۷۲۷/۱، ۷۲۸/۱، ۷۲۹/۱، ۷۳۰/۱، ۷۳۱/۱، ۷۳۲/۱، ۷۳۳/۱، ۷۳۴/۱، ۷۳۵/۱، ۷۳۶/۱، ۷۳۷/۱، ۷۳۸/۱، ۷۳۹/۱، ۷۴۰/۱، ۷۴۱/۱، ۷۴۲/۱، ۷۴۳/۱، ۷۴۴/۱، ۷۴۵/۱، ۷۴۶/۱، ۷۴۷/۱، ۷۴۸/۱، ۷۴۹/۱، ۷۵۰/۱، ۷۵۱/۱، ۷۵۲/۱، ۷۵۳/۱، ۷۵۴/۱، ۷۵۵/۱، ۷۵۶/۱، ۷۵۷/۱، ۷۵۸/۱، ۷۵۹/۱، ۷۶۰/۱، ۷۶۱/۱، ۷۶۲/۱، ۷۶۳/۱، ۷۶۴/۱، ۷۶۵/۱، ۷۶۶/۱، ۷۶۷/۱، ۷۶۸/۱، ۷۶۹/۱، ۷۷۰/۱، ۷۷۱/۱، ۷۷۲/۱، ۷۷۳/۱، ۷۷۴/۱، ۷۷۵/۱، ۷۷۶/۱، ۷۷۷/۱، ۷۷۸/۱، ۷۷۹/۱، ۷۸۰/۱، ۷۸۱/۱، ۷۸۲/۱، ۷۸۳/۱، ۷۸۴/۱، ۷۸۵/۱، ۷۸۶/۱، ۷۸۷/۱، ۷۸۸/۱، ۷۸۹/۱، ۷۹۰/۱، ۷۹۱/۱، ۷۹۲/۱، ۷۹۳/۱، ۷۹۴/۱، ۷۹۵/۱، ۷۹۶/۱، ۷۹۷/۱، ۷۹۸/۱، ۷۹۹/۱، ۸۰۰/۱، ۸۰۱/۱، ۸۰۲/۱، ۸۰۳/۱، ۸۰۴/۱، ۸۰۵/۱، ۸۰۶/۱، ۸۰۷/۱، ۸۰۸/۱، ۸۰۹/۱، ۸۱۰/۱، ۸۱۱/۱، ۸۱۲/۱، ۸۱۳/۱، ۸۱۴/۱، ۸۱۵/۱، ۸۱۶/۱، ۸۱۷/۱، ۸۱۸/۱، ۸۱۹/۱، ۸۲۰/۱، ۸۲۱/۱، ۸۲۲/۱، ۸۲۳/۱، ۸۲۴/۱، ۸۲۵/۱، ۸۲۶/۱، ۸۲۷/۱، ۸۲۸/۱، ۸۲۹/۱، ۸۳۰/۱، ۸۳۱/۱، ۸۳۲/۱، ۸۳۳/۱، ۸۳۴/۱، ۸۳۵/۱، ۸۳۶/۱، ۸۳۷/۱، ۸۳۸/۱، ۸۳۹/۱، ۸۴۰/۱، ۸۴۱/۱، ۸۴۲/۱، ۸۴۳/۱، ۸۴۴/۱، ۸۴۵/۱، ۸۴۶/۱، ۸۴۷/۱، ۸۴۸/۱، ۸۴۹/۱، ۸۵۰/۱، ۸۵۱/۱، ۸۵۲/۱، ۸۵۳/۱، ۸۵۴/۱، ۸۵۵/۱، ۸۵۶/۱، ۸۵۷/۱، ۸۵۸/۱، ۸۵۹/۱، ۸۶۰/۱، ۸۶۱/۱، ۸۶۲/۱، ۸۶۳/۱، ۸۶۴/۱، ۸۶۵/۱، ۸۶۶/۱، ۸۶۷/۱، ۸۶۸/۱، ۸۶۹/۱، ۸۷۰/۱، ۸۷۱/۱، ۸۷۲/۱، ۸۷۳/۱، ۸۷۴/۱، ۸۷۵/۱، ۸۷۶/۱، ۸۷۷/۱، ۸۷۸/۱، ۸۷۹/۱، ۸۸۰/۱، ۸۸۱/۱، ۸۸۲/۱، ۸۸۳/۱، ۸۸۴/۱، ۸۸۵/۱، ۸۸۶/۱، ۸۸۷/۱، ۸۸۸/۱، ۸۸۹/۱، ۸۹۰/۱، ۸۹۱/۱، ۸۹۲/۱، ۸۹۳/۱، ۸۹۴/۱، ۸۹۵/۱، ۸۹۶/۱، ۸۹۷/۱، ۸۹۸/۱، ۸۹۹/۱، ۹۰۰/۱، ۹۰۱/۱، ۹۰۲/۱، ۹۰۳/۱، ۹۰۴/۱، ۹۰۵/۱، ۹۰۶/۱، ۹۰۷/۱، ۹۰۸/۱، ۹۰۹/۱، ۹۱۰/۱، ۹۱۱/۱، ۹۱۲/۱، ۹۱۳/۱، ۹۱۴/۱، ۹۱۵/۱، ۹۱۶/۱، ۹۱۷/۱، ۹۱۸/۱، ۹۱۹/۱، ۹۲۰/۱، ۹۲۱/۱، ۹۲۲/۱، ۹۲۳/۱، ۹۲۴/۱، ۹۲۵/۱، ۹۲۶/۱، ۹۲۷/۱، ۹۲۸/۱، ۹۲۹/۱، ۹۳۰/۱، ۹۳۱/۱، ۹۳۲/۱، ۹۳۳/۱، ۹۳۴/۱، ۹۳۵/۱، ۹۳۶/۱، ۹۳۷/۱، ۹۳۸/۱، ۹۳۹/۱، ۹۴۰/۱، ۹۴۱/۱، ۹۴۲/۱، ۹۴۳/۱، ۹۴۴/۱، ۹۴۵/۱، ۹۴۶/۱، ۹۴۷/۱، ۹۴۸/۱، ۹۴۹/۱، ۹۵۰/۱، ۹۵۱/۱، ۹۵۲/۱، ۹۵۳/۱، ۹۵۴/۱، ۹۵۵/۱، ۹۵۶/۱، ۹۵۷/۱، ۹۵۸/۱، ۹۵۹/۱، ۹۶۰/۱، ۹۶۱/۱، ۹۶۲/۱، ۹۶۳/۱، ۹۶۴/۱، ۹۶۵/۱، ۹۶۶/۱، ۹۶۷/۱، ۹۶۸/۱، ۹۶۹/۱، ۹۷۰/۱، ۹۷۱/۱، ۹۷۲/۱، ۹۷۳/۱، ۹۷۴/۱، ۹۷۵/۱، ۹۷۶/۱، ۹۷۷/۱، ۹۷۸/۱، ۹۷۹/۱، ۹۸۰/۱، ۹۸۱/۱، ۹۸۲/۱، ۹۸۳/۱، ۹۸۴/۱، ۹۸۵/۱، ۹۸۶/۱، ۹۸۷/۱، ۹۸۸/۱، ۹۸۹/۱، ۹۹۰/۱، ۹۹۱/۱، ۹۹۲/۱، ۹۹۳/۱، ۹۹۴/۱، ۹۹۵/۱، ۹۹۶/۱، ۹۹۷/۱، ۹۹۸/۱، ۹۹۹/۱، ۱۰۰۰/۱

(۱) ابن ماجہ ۵۹۵، مسند ابی یوسف ۲۰۲/۲  
(۲) حاشیہ ابن ماجہ ۵۷۵/۵  
(۳) مسند ابی یوسف ۵۷۵/۵  
(۴) بدایہ المجتہد ۵۷۵/۵، طبع ۱۳۵۳ھ

۱۵-۱۳ جہاں

اختیار نہ کی ہو۔ متباہ و خنثیہ کے رد ایک اس صورت میں ایک عاقل شخص کا فیصلہ مانا جائے گا، ابن عابدی نے دشمنی سے نقل کیا ہے: کہ وہ پارچہ بہشت جس کے بعض اعضاء بھی نمایاں نہ ہوئے ہوں لیکن اس کے بارے میں کامل اعتبار و ایہ عورتیں کہ ایسی ہیں کہ یہ آدمی کی تخلیق کا پہلا مرحلہ ہے اس کے بارے میں ایک عادل آدمی کا فیصلہ معتبر ہوگا۔<sup>(۱)</sup>

۱. قباہ حاصل میں نئی بچوں کا تھنا:

۱۳- فقہاء مذاہب اس بات پر متفق ہیں کہ اسقاط حمل میں اگر متعدد بچے جنمیں تو واجب مالی یعنی غریہ ایت بھی متعدد دلائل لازم ہوگا، گرنہ ذاتی کی وجہ سے عورت کے پیٹ سے دو یا دو سے زائد بچے گرے تو اسی کے مطابق دیا جائے گا۔ غرض دلائل لازم ہوگا، کیونکہ غرض آدمی کا ضمان ہے، لہذا آدمی متعدد ہونے سے غرض بھی متعدد لازم ہوگا جس طرح ثبوت بہائم ہوتا ہے <sup>(۲)</sup>۔ جو لوگ غرض کے ساتھ کفارہ واجب ہونے کے بھی قائل ہیں (یہ حضرات شافعیہ و حنبلیہ ہیں) ان کے نزدیک جنین کے متعدد ہونے سے کفارہ بھی متعدد دلائل لازم ہوں گے <sup>(۳)</sup>۔

غزوہ کس پر لازم ہے؟

۱۵-۱۶، خضیبہ کے نزدیک اور انجمن کا غردہ کا قلعہ پر یک سہ کے

(۱) ابن حلیہ بن سمرقند ۵۹۷ھ - ۶۶۸ھ / ۱۲۰۰-۱۲۶۹ء، اسی الطائف  
۶۹۹ھ / ۱۲۹۹ء

(۲) حاشیہ ابن ماجہ بن والدہ افتخار ۵/۷۷ سے تیسرا اتفاق و جامعہ اہلسنی  
۴۰/۱، اشرح الکبیر جامعہ المدنی ۲۶۸-۲۶۹، مودب غلیل  
وہاج و طلیل ۱/۲۵۷-۲۵۸، شرح الریاض جامعہ ہارل ۳/۸۹ اور اس  
کے بعد کے صفحات شرح الحجۃ، ج ۵، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳،  
جامعہ اقلیادی ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶

ضمناً و جب ہوتا ہے کہ یہی علی جب مرد ساقط ہو تو وہ ایسا ہی ہوا  
جیسے گراماں کو اپنی زندگی میں ساقط کرتی (۱)۔ تاضی زریا انسانی  
کہتے ہیں: کی نے ماں کو مارا، پس وہ مرئی، بچہ اس کے پیٹ سے  
مرد و بچہ تو خود و جب ہو، جس طرح ماں کی زندگی میں مرد و بچہ  
ساقط ہونے سے خود و جب ہوتا (۲)۔

نقیب، اس بات پر متفق ہیں کہ اتر تین کے بغیر اوجھا، عام ہو چکے ہوں (مثلاً مین بول) تو اس کا حکم تمام اقلیت تین کی طرح ہے اور بن عابدین کہتے ہیں کہ ایسا ایک سو بیس دنوں کے بعد ہی ہوگا۔

مالکیہ نے توسع سے کام لیتے ہوئے اس صورت میں بھی غزوہ  
 و جب یہ سب کائناتیں کا کوئی عنصر نمایاں نہ ہوا ہو، حتیٰ کہ اُمر مطلقہ  
 (یعنی بہت خون) کی شکل میں مگر تو بھی غزوہ واجب قرار دیتے ہیں۔  
 ابن رشد نے امام مالک کا یہ قول نقل کیا ہے: عورت کے جو بھی مصلحہ  
 (گوشت کا ٹکڑا، یا مطلقہ بہت خون) اُمر یا جس کا بچہ ہو یا معلوم ہو یا  
 اس پر غزوہ ہے، ورنہ بہت یہ ہے کہ میں میں روم پہنچے جائے گا  
 اعتبار کیا جائے۔

سُرخورت سے جہی کی قل کا گوشت اُریا ذبھی ٹانہیہ خرد  
وہ جب کرتے ہیں۔

نر عورت ے مصغہ (پارچہ گوشت) گریا، اس کے بارے میں قائل اعتبار یہ عورتوں ے کوئی کی کہ یہ تخلیق انسانی فی ہتہ میں شامل ہے، تو اس کے بارے میں متبادل کے ے قول میں یہ ریا و متبع قوم یہ ہے کہ اس میں کچھ واجب نہیں ہے۔ یہی مسلک امام شافعی کا اس مصغہ (پارچہ گوشت) کے بارے میں ہے جس نے آئینی کی شامل

(بھٹی ۸۰۲ ۸۰۳ طبع فروری ۱۹۸۰ء)

(۳) کسی ایسے برصغیر کے رہنے والے کو ۸۹۳ روپے اور اس کے بعد کے مفتاح، الاقاع و حاشیہ البحر پر ۳۲۹ روپے اور اس کے بعد کے مفتاح۔

## اجباض ۱۵

کہتے ہیں کہ عورت نے اگر دوسری عورت کو حکم دیا کہ اس کا حمل ساتھ کرے، چنانچہ اس نے ایسا کر دیا تو جس عورت کو اس کا حکم دیا یا تھا اس پر کوئی عہدہ دیا نہیں ہوگی، بشرطیکہ شوہر کی اجازت سے ایسا کیا یا ہو<sup>(۱)</sup>۔

مالیہ کا مسلک یہ ہے کہ عین کو انتہائی نقص پہنچنے کی صورت میں ہر صورت نقصان پہنچانے والے کے مال میں سے غرہ واجب ہوگا۔ انتہائی نقصان پہنچانے کی صورت میں بھی نقصان پہنچنے والے کی مال میں غرہ لازم ہوگا، مگر لایہ غرہ کی مالیت تہم کرنے والے کی دیت (خون بہا) کے ایک تہائی یا اس سے زیادہ ہو تو غرہ اس کے عاقلہ کے ذمہ لازم ہوگا، مثلاً مجوسی نے تہم عورت کو مارا اس کے نتیجے میں عین ساتھ ہو گیا تو یہاں واجب غرہ جرم کرنے والے کی دیت (خون بہا) کے ایک تہائی سے زائد ہوگا<sup>(۲)</sup>۔

تہم اگر دائیہ کیا گیا ہو تو غیر صحیح قول کے مطابق اس مسئلہ میں ثانیہ مالیہ سے متعلق ہیں، کیونکہ ثانیہ نے کہا ہے: ایک قول یہ ہے کہ اگر دائیہ تہم کیا ہو تو خود تہم کرنے والے پر غرہ ہے اس کے عاقلہ پر نہیں ہے، کیونکہ یہاں عہدہ متصور ہے، میں صحیح قول یہ ہے کہ دائیہ تہم کرنا یہاں متصور نہیں ہے، کیونکہ تہم کا انتہائی ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ عین کی موجودگی اور اس کی رد کی کافیت ہو<sup>(۳)</sup>۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ بن ولید القادری ۳۷۷ اور اس کے بعد کے صفحات، تمہین الحقائق و صافیہ الفہم ۱۳۰/۱۱ اور اس کے بعد کے صفحات۔

(۲) کیونکہ جرم کرنے والے مجوسی کی دیت (خون بہا) ۶۶ دینار اور تہائی دینار (۶۶) ہے اس کا تہائی ۲۲ دینار و دو دینار کا نوں حصہ (۲۲) ہے جبکہ یہاں اس کی دیت پانچ سو دینار (۵۰۰) ہے اس کا دسویں حصہ یہاں دینار ہے جو جرم کرنے والے کی تہائی دیت سے زیادہ ہے، حاشیہ الدرر السنی ۶۸/۳۔

(۳) حاشیہ الدرر السنی ۶۸/۳، مواہب الجلیل مع الملاح و لکھنؤ ۶-۲۵۔  
۲۵۸، نہایۃ الحاج ۳۳۷۔

اندر لازم ہوگا، کیونکہ امام محمد بن الحسن سے مروی ہے کہ رسول برم علیہ السلام نے فیصد فرمایا کہ غرہ عاقلہ پر لازم ہوگا ایک سال میں۔ اور جنایت کرنے والا رست نہیں ہوگا۔ یہی ثانیہ کا بھی صحیح قول ہے، ثانیہ نے کہا ہے: غرہ تہم کرنے والے کے عاقلہ کے ذمہ لازم ہے اگرچہ خود حاملہ عورت نے تہم کیا ہو اس لئے کہ عین کے خلاف جنایت (تہم) میں عہدہ نہیں ہوتا تہم کرنے کا مقصد عین کو نقصان پہنچانا نہیں ہوتا بلکہ یہ تہم خطیہ شبہ عہدہ کے قیاس کا ہے، ثبوت عین کی ماں کے خلاف جنایت عہدہ ہو یا خطیہ شبہ عہدہ کے طور پر ہو<sup>(۱)</sup>۔

حاشیہ کے یہاں اس مسئلہ میں تفصیل ہے: اگر کسی مرد نے اپنی بیوی کے پیٹ پر مار جس کے نتیجے میں مرد عین برپا تو عین کے باپ کے عاقلہ پر غرہ لازم ہوگا، اور باپ کو غرہ میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ حاملہ عورت سے شوہر کی اجازت کے بغیر انتہائی حاملہ اگر یہ تو اس عورت کے عاقلہ پر غرہ لازم ہوگا، اس غرہ میں دو عورت میراث میں پڑے گی۔ اور اگر اس عورت سے شوہر کی اجازت سے یا ماہ انتہائی اسقاط حمل یا ہے تو ایک قول یہ ہے کہ غرہ لازم نہیں ہے، کیونکہ تعدی میں پائی گئی، اس لئے کہ شوہر ہی اس بچہ کا ارث ہے، غرہ اسی کا حق ہے، اور اس نے اپنا حق تلف کرنے کی اجازت دے دی ہے، لیس صحیح قول یہ ہے کہ اس عورت کے عاقلہ پر غرہ واجب ہے، کیونکہ اس سے کوئی کہتے ہوئے کہ غرہ شوہر کا حق ہے اس سے مارے سے کچھ حصہ نہیں ہونا چاہئے، میں مسئلہ کا مہر ایسا یہ ہے کہ کوئی انسان دوسرے انسان کی انسانیت کو پامال کرنے کا حق نہیں رکھتا، اس سے عورت کے عاقلہ پر غرہ واجب ہوگا، اگر اس عورت کے عاقلہ نہ ہو تو ایک قول یہ ہے کہ خود اس عورت کے مال میں غرہ لازم ہوگا، میں ظاہر رویت یہ ہے کہ بیت المال پر غرہ لازم ہوگا۔ مقابلاً حنفیہ



## اجزاء ۱۶-۱۷

فتاء نے "سقط" کا نام رکھے، سے منسل دینے، من پھٹانے، اس کی نمار بننا رو پڑھنے اور اسے اُن کرنے پر بحث کی ہے۔ اس کی وضاحت اور تفصیل "سقط" کی اصطلاح میں آئے گی۔

طہارت، عدت اور طلاق میں اسقاطِ حمل کا اثر:

۱۷- اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اسقاطِ حمل اگر تحقیق مکمل ہونے کے بعد ہو تو طہارت، نیت، عدت (عدت گزرنے) اور ولادت پر معلق طلاق کے واقع ہونے کے بارے میں وہی حکام مرتب ہوں گے جو ولادت پر مرتب ہوتے ہیں، یہ تک اس صورت میں برائتِ رحم (عورت کی بچہ دہی کا نارسا ہو جانا) فتنی ہے۔

اس بات میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ اسقاطِ حمل کا کوئی اثر ان چیزوں پر نہیں پڑتا۔ کائن کے استحقاق کے سے نہیں (پیٹ کا بچہ) کا زندہ ہونا اور اپنی ماں سے زندہ حالت میں جدا ہونا ضروری ہے، مثلاً میراث، وصیت اور نفقہ۔

اسقاطِ حمل کے ابتدائی مرحلوں میں روح پھونکے جانے سے پہلے اسقاطِ حمل ہو تو اس میں درج ذیل فتنی رہنمات ہیں:

مالکیہ کا معتقد قول اور شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ اس حمل کی ماں خاص و بلی مانی جائے گی، خو لو حمل کوشت کے تو ہڑے کی صورت میں یا خون بستہ کی شکل میں ساتھ ہوا ہو<sup>(۱)</sup>۔

حنا بد کا مسلک یہ ہے کہ نرسین کا انتقال ماں کے ساتھ ہو اور جنم کا کتاب خطایہ شہ عد کے طور پر پایا گیا ہو تو خود جنم کرنے والے کے عاقبت کے ذمہ لازم ہوگا، اور نرسین قتل کیا ہو یا صرف نرسین کا انتقال ہو ہو تو جنم کرنے والے کے مال میں غرہ لازم ہوگا۔

جو غرہ عاقبت پر لازم ہوگا اس کی ہونگی تین سال میں مؤخر طور پر واجب ہوگی، ایک قول یہ ہے کہ جس کے ذمہ کنارہ لازم ہو اور جب ضعیفی کے تحت قوت پر خود اسی کے مال میں کنارہ لازم ہوگا، دوسرا قول یہ ہے کہ ماں اور حاکم کی خطا کی صورت میں واجب غرہ بیت لہاں سے اویس جاے گا<sup>(۲)</sup>۔

ن مسائل کی تفصیل ورنہ ذیل اصطلاحات کے ذیل میں کیجی جاے (عاقبت، غرہ، نیت، وصیت، کنارہ)۔

## اسقاطِ حمل کے ضمنی اثرات:

۱۶- اسقاطِ حمل کے نتیجے میں جنین اپنی ماں سے مردہ حالت میں جدا ہو جاتا ہے، ماں کے پیٹ سے گرنے کے بعد جنین کو "سقط" کہا جاتا ہے<sup>(۳)</sup>۔ "سقط" وہ بچہ ہے جو ماں کے پیٹ سے مردہ حالت میں پیدا ہوتے ہیں، یہ حمل کے میسے پر سے ہونے سے پہلے جن ماں سے نکلتے ہیں، پیدا ہوتے وقت یا اس کے بعد آوار نہیں کرتے<sup>(۴)</sup> (یعنی اس میں زندگی کے آثار بالکل نہیں پائے جاتے)۔

(۱) اسی ۸۰۶/۷، لاصاف ۱۹/۱۰، ۱۱۹، ۱۲۳، ۱۲۶، ۱۳۵، ۱۳۸، نیز دیکھئے: الفروع ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶

## اجناس ۱۸

چوپانے کا بچہ مرنا:

۱۸- حنفیہ مالکیہ اور حنبلیہ کا صحیح قول یہ ہے کہ کی مادہ جانور کو مارنے سے اگر اس کا بچہ مرد و حیات میں ساتھ ہو گیا تو بچہ کے گرنے میں مادہ جانور کی قیمت میں جتنی ہی آتی ہے تقارن والے کے ذمہ لازم ہوگا۔ اس کا فیصلہ قیمت میں کتنی ہی آتی ہے ایک عادل آدمی کرے گا۔ اور اگر بچہ مرد و حیات میں گرنے کے بعد چوٹ کے اثر سے مر گیا تو اس کی قیمت لازم ہوگی، اس کا فیصلہ بھی ایک عادل آدمی کرے گا۔ جن مسائل میں امام مالک منفرد ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس صورت میں مارنے والے پر مادہ جانور کی قیمت کا دوسرا حصہ لازم ہوگا۔ حنبلیہ میں سے ابو بکر بھی اسی کے قائل ہیں<sup>(۱)</sup>۔ شافعیہ کے یہاں ہمیں اس موضوع پر اس سے زیادہ کچھ نہیں، مگر حامد چاور نے سی انسان پر حملہ یا انسان نے اس جانور سے پناہ لی، اس میں جانور کا بچہ ساتھ ہو گیا تو کوئی ضمانت لازم نہیں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بچہ مارنے میں اگر انسان نے جانور پر زیادتی کر دی تو ضمانت لازم ہوگا<sup>(۲)</sup>۔



حنفیہ و حنبلیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر حمل کے کچھ اعضاء ظاہر نہ ہوئے ہوں تو اس کے ساتھ ہونے سے عورت نفاس والی نہیں مانی جائے گی<sup>(۱)</sup>۔ امام ابو یوسف کا قول اور امام محمد کی ایک روایت یہ ہے کہ اس عورت پر غسل واجب نہیں ہیں جنہو سبب ہے، یہ قول صحیح ہے<sup>(۲)</sup>۔

عدت گزرنے اور ولادت پر مطلق طلاق کے واقع ہونے کی وجہ تفصیل یہ ہے کہ حنفیہ شافعیہ و حنبلیہ کے نزدیک اگر خون بہت کا نقطہ ہو ہے یہ یہ مصغہ (گوشت کا کھرا) کا نقطہ ہو جس پر انسان کی کوئی صورت ہی ہونی نہیں ہے تو اس سے عدت نہیں گزرے گی ورنہ طلاق واقع ہوگی ولادت پر مطلق تھی، اس لئے کہ اس کا بچہ ہونا نہ مشاہدہ سے ثابت ہے نہ وہ سے اس امر مضمون (پارچہ گوشت پر اعضاء انسانی کی تخلیق ہو چکی ہے اور آدمی کی صورت اگرچہ ملکی کیوں نہ ہو اس میں من چکی ہے، اور قابل اعتبار وہ عورتوں نے شہادت دی کہ یہ پارچہ گوشت اگر رحم میں رد جاتا تو پورے انسان کی صورت اختیار کر لیتا، تو اس کے نقطہ سے عدت گزر جائے گی اور ولادت پر مطلق طلاق واقع ہو جائے گی، یہ تک حنفیہ و حنبلیہ کے نزدیک اس سے رحم کا خارج ہو جانا معلوم ہو گیا، میں شافعیہ کے نزدیک اس نقطہ سے ولادت پر مطلق طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ سے ولادت نہیں کہا جاسکتا مالکیہ اس بات کی صریحت کرتے ہیں کہ پورے حمل کے جدا ہوتے ہی عدت گزر جائے گی، خواہ حمل بھی خوب بہت ہی کی شکل میں رہا ہو<sup>(۳)</sup>۔

(۱) ابن ماجہ ۲۰۰، کچھ تبدیلی کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔

(۲) تبیین الحقائق وحاشیہ المصنف ۱/۳۳، کتاب النکاح ۱/۳۱۔

(۳) بدائع الصراح ۱/۱۹۶، حاشیہ ابن ماجہ ۲۰۱، نہایۃ النکاح ۱/۱۲۸، اعلیٰ بی

علیٰ بھجاج ۳/۳۳، الشروانی علی فقہ ۱/۸، طبع بلاق کتاب النکاح

۱/۵، شرح الصیر ۲/۱۷۲، شرح الکبیر و حاشیہ الدسوقی ۳/۷۲۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ۲/۵۷۵، تبیین الحقائق ۱/۳۳۹-۳۴۱، نکاح الفقہ القدر

۱/۳۲۳-۳۲۹، شرح الکبیر و حاشیہ الدسوقی ۳/۷۵۰، حاشیہ الشریفی

۱/۳۷۸، مواہب الجلیل ۱/۲۵۷-۲۵۸، النکاح و لایلی ۱/۲۵۹، یعنی

۱/۸۱۶، حاشیہ فیض الاصناف ۱۰/۷۲۔

(۲) حاشیہ الشروانی ۲/۲۱۰۔

### اجمان حکم:

۲- آدمی کو اللہ تعالیٰ پر رکنا شرعاً جائز ہے، کیونکہ قرآن کریم میں ہے: "قَالَ لَنِي أُزِيدَ أَنْ أُنْكَحِكَ أَحَدِي هَاتَيْنِ هَاتَيْنِ عَمِي أَنْ مَاحُوسِي لِمَا سِي حَجَّجَ" (۱) (کہا میں چاہتا ہوں کہ یہ دونوں تجھ کو ایک بیٹی اپنی اس باتوں میں سے اس شرط پر کہ تو میری توری (نرے آنجو ہوں)۔ نیز رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَهْجُرَ عَرْلَهُ" (۲) (ہیر کو اس کی اجرت اس کا پیسہ جنگ ہونے سے پہلے دے دو)۔

۳- جب ہیر دیا شخص ہو جس کا تصرف جائز ہو، سہب و حالات کی سادگی سے تعلق متقدم شرطوں کو پورا کرتا ہو، درمستند سے مطلوب کسی اور شرعی منفعت کی سپردگی پر قادر ہو، نیز جس کام پر چارہ یا کیا ہے اس میں کوئی ممانعت نہ ہو، تو ایسی صورت میں ہیر پر واجب ہے کہ وہ عقد اجارہ کے تقاضوں کے مطابق معاہدہ کو پورا کر لے۔

اگر ہیر خاص ہے تو اس پر لازم ہے کہ اپنے آپ کو "جر" کے حوالہ سے، اور اس کو قدرت دے کہ وہ اس خاص مدت تک اجارہ میں طے شدہ منفعت کو حاصل کر سکے، اور اس مدت میں وہ غیر "جر" کے لئے کسی کام سے اپنے کو باز رکھے، سوائے فرض نمازوں کی اور نیکی کے (جس پر سب کا اتفاق ہے) اور سنن کے (جن میں اختلاف ہے)۔

(۱) سورۃ القصص ۲۷۔

(۲) حدیث: "أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ" "ان دوہیں کی اجرت حضرت میں سے سے، اور جو بیٹی نے حضرت ابوبکر سے، طبرانی نے معجم الاوسط میں حضرت جابر سے اور حکیم ترمذی نے حضرت انس سے کی ہے اس کے تمام طرق میں کوئی نہ کوئی متروک یا ضعیف روایت ہے لیکن تمام طرق کو دیکھتے ہوئے یہ حدیث صحیح قرار پاتی ہے (فیض القدیر ۱/ ۵۶۲-۵۶۳ طبع البازرب)۔

## انجیر

### تعریف:

۱- ہیر وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ پر رکنا جائز ہے، ہیر کی جمع "اجراء" ہے (۱)۔

فقہاء کے یہاں بھی اس لفظ کا استعمال اس لغوی معنی سے ہوا نہیں ہے۔  
جس کی ہمتیں ہیں:

جسے خاص: ہیر خاص وہ شخص ہے جس سے اجارہ کا معاہدہ متعین مدت کے سے یا کیا ہو، اس مدت میں آجر ہیر سے طے شدہ کام کے نفع کا مستحق ہوگا۔ "جس خاص" کو "اجیر وحد" (ذاتی ہیر) بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ اپنے آجر کے علاوہ کسی اور کے لئے کام نہیں کرتا، مثلاً کسی شخص کو یک ماہ کے لئے مدت کے مقصد سے ہیر رکھا گیا۔

جسے مشترک: وہ شخص ہے جو عامۃً انسان کا کام کرتا ہے، مثلاً: کسی اور بلیب (۲)۔

(۱) جامع الرواس: ۱۰۵ (۱)۔

(۲) اسی مع لشرح الکبیر ۱۰۵/۱ طبع بول لہنا، المجلد ۳۲۲۲-۲۲۵ طبع  
بجلی، نہایت الجمال ۵/۳۰۷ طبع مصطفیٰ لکھنؤ، المجلد ۱ لکھنؤ لکھنؤ  
۲۲۶/۵ طبع لکھنؤ، فتح المصلح ۲۲۸/۲ طبع مصطفیٰ لکھنؤ۔

اُچیر سم، اُ حالہ، اُ حباس، اُ حبال

جب ایہ نے اپنے آپ کو مدت کے اندر حوالہ نہ دیا تو دو متعین  
حیرت کا حقدار ہوگا، اگر چہ اس سے کوئی کام نہ لیا جائے۔  
اور اگر ایہ مشترک ہے تو اس کے اوپر واجب ہے کہ طے شدہ عمل  
کو پورا کرے اور آئندہ کے حوالہ کرے، اور وہ اس کام کو پورا کرنے پر  
حیرت کا مستحق ہوگا۔

وہ جو مکمل گزریں وہ فقہاء کے درمیان متفق علیہ ہیں<sup>(۱)</sup>۔

”کے“ ”خود“۔

### بحث کے مقایست:

۳- مختلف جہتوں سے اجیر کے بہت سے احکام ہیں، مثلاً عقد اجارہ کا ایک فریق ہونے کے اعتبار سے، اس سے مطلوب منفعت کے اعتبار سے، مدت اجارہ کی وضاحت ہونے نہ ہونے کے اعتبار سے، جارہ کی نوعیت اور محل کے اعتبار سے، اثبات کے محل یا موجد ہونے کے اعتبار سے، اجیر کو خیار حاصل ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے، نیز اس لحاظ سے کہ اجارہ کب فسخ ہوگا اور کب فسخ نہیں ہوگا وغیرہ۔ مختلف جہتوں سے اجیر کے احکام جاننے کے لئے ”اجارہ“ کی اصطلاح کا مطالعہ پڑھنا ہے۔

## احالہ

## أحباس

44

## إِحْمال

۱۔ "حاصل"۔

[illegible]



(ب) حجر:

۳- حجر کسی شخص کو اس کی مصلحت کے پیش نظر تعریف مالی سے روک دیتا ہے<sup>(۱)</sup>۔ اس طرح دونوں میں فرق یہ ہو گا کہ احتباس میں روکے والے کے نفع کی خاطر اور حجر میں جس کو روکا گیا اس کے مفاد میں روکنا ہوتا ہے۔

(ج) حصر:

۴- احتباس اور حصر میں فرق یہ ہے کہ ”حصر“ اس وقت بولا جاتا ہے جب جس کے ساتھ تنگ کرنا (تضييق) بھی ہو، ”تضييق“ (تنگ کرنا) کا استعمال صرف ذی روح کے لئے ہوتا ہے اور احتباس کا استعمال ذی روح (جاندار) اور غیر ذی روح (غیر جاندار) دونوں کے لئے ہوتا ہے، احتباس میں ”تضييق“ (تنگ کرنا) لازم نہیں ہے۔

(د) اعتقال:

۵- احتباس اور اعتقال میں فرق یہ ہے کہ اعتقال کسی کو اس کی حاجت سے یا اس کی ذمہ داری ادا کرنے سے روکتا ہے، اسی سے کہتے ہیں: ”اعتقل لسانہ“ جب کسی انسان کو گفتگو کرنے سے روک دیا گیا ہو<sup>(۲)</sup>۔

احتباس میں دیا نہیں ہوتا، اس کا مقصد ذمہ داری ادا کرنے سے روکنا نہیں ہوتا۔

اجمالی حکم اور بحث کے مقامات:

۶- احتباس (روک لیا) کوہ حالتوں میں جائز ہے:

- (۱) لسان العرب، بزخما کے یہاں بھی ”حجر“ کا تعریف بھی ہے۔
- (۲) لسان العرب، بابہ (عقل)۔

## احتباس

تعریف:

۱- جس اور احتباس تنگید کی ضد ہے، یا احتباس سعی و عمل کی آزادی سے روکتا ہے، لیکن اہل لغت کے بیان کے مطابق احتباس اس چیز کے لئے مخصوص ہے جسے انسان اپنے لئے محسوس کرتا ہے، انسان الحرب میں ہے: ”احتبس الشئ“ اس وقت بولتے ہیں جب کہ آپ نے کسی چیز کو اپنے لئے خاص کر لیا ہو۔

احتباس جس طرح متعدی استعمال ہوتا ہے اسی طرح لازم بھی استعمال ہوتا ہے، جس طرح اس حدیث میں احتباس لازم استعمال ہو ہے: ”احتبس جبریل عن النبی ﷺ“<sup>(۱)</sup> (جبریل امین حضور ﷺ کے پاس آنے سے روکے رہے) اسی طرح اہل عرب کے اس قول میں بطور لازم استعمال ہوا ہے: ”احتبس المطر أو النسيم“ (یعنی بارش روک گئی یا زبان روک گئی)۔

متحدہ غلط:

(ف) حبس:

۲- جس اور احتباس میں فرق یہ ہے کہ حبس ہمیشہ متعدی استعمال ہوتا ہے اس کے برخلاف احتباس کبھی متعدی اور کبھی لازم استعمال ہوتا ہے۔

۱- اس حدیث کی روایت ابو داؤد و ترمذی نے کی ہے ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے (فیض القدیر) اور علامہ حلی نے لسان العرب، بابہ (حبس)۔

## احتباس ۷-۸

کے لئے اشیاء وغیرہ لوگوں سے روک دینا (احتباس) ممنوع ہوتا ہے، اس کی تفصیل ”احکام“ کی اصطلاح کے ذیل میں دئے گئے ہیں۔  
تیسری حالت: حالت حاجت (۱) کی سے جن چیزوں کو ماریتہ، پینے کا پانی، وغیرہ نہیں دینا اور روک لینا (احتباس) ممنوع ہے۔

### احتباس کے بعض اثرات:

۸۔ جس شخص نے کسی انسان یا جانور کو روک کر رکھا اس کے ذمہ اس انسان یا حیوان کا نفقہ لازم ہوگا، اسی لئے بیوی، قاضی، غصب کردہ غلام یا جانور، اور روکے گئے جانور کا نفقہ واجب ہے، اور محض احتباس (روک لینے) کی وجہ سے ایجر خاص کی اہمیت واجب ہوئی، اور اسی طرح کے دوسرے مسائل (۲)۔

ریح یا بول و غیرہ کو روک کر نماز ادا کرنا مکروہ ہے، فقہاء نے کتاب اصولہ میں مکروہات نماز کے بیان میں اس کو ذکر کیا ہے۔

احتباس مطر (بارش روک جانے) کی صورت میں نماز استسقاء و کرنا مسنون ہے، اس کی تفصیل کتب فقہ میں کتاب اصولہ میں نماز استسقاء کی فصل میں ملے گی۔

جس شخص کی زبان رکعتی ہو کہ بات نہ نکل رہی ہو، اگر اس کی یہ کیفیت یہ تک رہے تو اس پر غرض (کوٹھا ٹھیس) کے حکام جاری ہوں گے، جیسا کہ ہم اس کی تفصیل لفظ ”انحوس“ کے ذیل میں کریں گے۔

(۱) ملاحظہ ہو تفسیر تفسیری میں ”ویمنعون الماعون“ کی تفسیر، جز احکام القرآن للجصاص ص ۵۸۲ طبع مطبعہ المیزان مصر، احکام القرآن لابن عربی ص ۱۹۷ طبع مکتبۃ المدینہ، ص ۳۷۸۔

(۲) ملاحظہ ہو حاشیہ ابن عابدین ص ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰

## احتجام ۱-۴

حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ تہامت (احتجام) سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے، حنابلہ نے اس کا اثر کتاب الصوم میں اس چیزوں کے ذیل میں لایا ہے جن سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے لیکن کنارہ لازم نہیں ہوتا (۱)۔  
۳- تہامت ایک پست پیشہ ہے جس میں اس کام کے کرنے والے کو نجاست میں ملوث ہونا پڑتا ہے اور اس پر وہ اثرات مرتب ہوتے ہیں جو صحیبا پیشوں پر مرتب ہوتے ہیں (۲)۔ اس کی تفصیل "متر ف" کی اصطلاح کے تحت ملے گی، فقہاء اس کا تذکرہ دو باب النکاح میں مسئلہ کفایت کے تحت اور باب الزاوجہ میں کرتے ہیں۔

۴- تہامت ایک طرح کا معالجہ ہے، اس پر طبی اثرات و حکام مرتب ہوں گے جو علاج و معالجہ پر مرتب ہوتے ہیں، مثلاً ضرورت کے وقت تہامت کرنے والے کے سے زیر تہامت شخص کے واجب السمتہ حصہ جسم کو، کیٹنے کا جواز (۳)، اس کا و ترقبہ، حنفیہ نے کتاب النکاح و الزاوجہ میں باب النظر کے تحت لیا ہے، حنفیہ کے مذہب و فقہاء اس کا ذکر انشعابنا کتاب النکاح میں کرتے ہیں یہ کتاب اصولۃ میں ستر عورت کی بحث کے ذیل میں کرتے ہیں، اور تہامت کے عمل سے جو انسان یا عضو خالق ہو جائے اس کے ضمان کا مسئلہ۔ جمہور فقہاء نے اس کا ذکر کتاب الجنایات میں کیا ہے۔ مالکیہ

## احتجام

تعریف:

۱- احتجام طلب تہامت کا نام ہے (۱)، اور لغت میں "جَم" چوستے کو کہتے ہیں، بولا جاتا ہے: "حجم الصبی ثدی امہ" (بچے نے پٹلی ماں کا پستان چوسا) اسی لئے تہامت کو "تہام" کہا جاتا ہے کیونکہ وہ زخم چوستا ہے۔

چوستے کے عمل اور اس کا پیشہ اختیار کرنے کو تہامت کہا جاتا ہے۔ فقہاء کے یہاں بھی اس لفظ کا استعمال لغوی معنی سے آیا نہیں ہے (۲)۔

تہامت اور فصد میں فرق یہ ہے کہ فصد خون نکالنے کے لئے رگ پھرنے کا نام ہے، فصد احتجام سے الگ عمل ہے۔

جہاں حکم:

۲- علاج کی خاطر احتجام مباح ہے، اور ایسے وقت میں مکروہ ہے جب مسلمان کو اواء عبادت وغیرہ کے لئے قوت منکطاتی ضرورت ہو، کیونکہ احتجام سے جسم میں کمی پیدا ہوتی ہے، اسی طرح روزہ اور کے سے بھی احتجام مکروہ ہے (۳)، فقہاء نے کتاب الصوم میں روزہ کے مکروہات پر کلام کرتے ہوئے اس کی صراحت کی ہے۔

(۱) لسان العرب، القاموس المکیطہ (۱۰۰) (ج ۱)۔

(۲) لسان العرب (۱۰۰) (ج ۱) (۲۶۱)۔

(۳) اقلیوی ۵۹۳، جوہر ۵۷۱، ۱۲۷، ۱۸۸، طبع مطبعہ عباس۔

(۱) اہم ۱۰۳ طبع ۲۰۰۰۔

(۲) سنن ابی داؤد کتاب النکاح، سنن البیہقی ۳۲ طبع ۱۰۰، ابن ماجہ ۲۷۵، السنن ۱۳۳ طبع مطبعہ العلمیہ، ابوسود ۲۵۸ طبع المجلد، نہاد النکاح ۱۳۵ طبع اول، مفتی الحق ۱۶، ۱۷ طبع معصفتی المجلد، روس ۵۵ طبع ۲۵۳ طبع المکتب الاسلامیہ، اقلیوی ۲۳۵، لہجو شرح الفہم ۲۶۱ طبع معصفتی المجلد، انشی ۷۷۷، الادب الشرعیہ لابن مفلح ۲۰۲ طبع ۳۰۵، ۳۰۳، ۳۰۴۔

(۳) اقلیوی ۲۱۲، اقلیوی البندیہ ۲۳۰ طبع المکتبہ الاسلامیہ، دیرکس ترکی، انشی ۵۵۸، حاشیہ ابن ماجہ ۵۷۳، جوہر ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، انشی ۲۸۸۔



## اختتام ۵، احترام ۱

نے اجارہ میں اور حجابہ میں سے ان قدر لہو نے تعزیر میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۵- دہرے خون کی طرح تجمت کا خون بھی ناپاک ہے، بین تجمت سے جسم کے جس حصہ میں زخم ہوا ہے اسے پاک کرنے کے لئے ضرورت کی بنا پر سے پونچھ دینا کافی ہے (۱)۔  
مسجد کو عمل تجمت سے پاک رکھنا واجب ہے (۲)۔

## احتراف

تعریف:

۱- لغت میں احترام کا معنی ہے تسبیح (نما)، یا نہانے کے لئے کوئی پیشہ پیش نماز (۱)۔ "حریت" ہر وہ کام ہے جس میں "دی مشغول ہو" جس سے شہرت پائے، لوگ کہتے ہیں: حریفہ فلاحی کہلا "راہ سے مر" یہ لیتے ہیں کہ اس کی عادت و حسرت یہ ہے (۲)۔ اس طرح یہ لفظ "حرفۃ" صنعت اور عمل کے مرادف ہے (۳)۔ راء لفظ "امتیہاں" تو اس کے اور "احتراف" کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، اس لئے کہ لفظ "مہمۃ" حرفۃ کے ہم معنی ہے، ہر بہ، منتظوں سے مراد عمل میں مہارت ہے (۴)۔

مقام کے یہاں احترام کا معنی ہے جو اہل لغت کے یہاں ہے، مقام بھی احترام کا اطلاق کوئی پیشہ اختیار کرنے والے پر کرتے ہیں (۵)۔



(۱) راجب مہمانی کی مفردات۔

(۲) تاج المعروضۃ مادہ (حرف)۔

(۳) تاج المعروضۃ، مفردات راجب مہمانی مادہ "حرف عمل" نیز ملاحظہ ہو: ہجوکال معری کی الفروق فی المعاد ۱۲ طبع دارالافتاء النجف طبع ۱۳۰۳ھ۔

(۴) لسان العرب۔

(۵) حاشیہ الفلجی ۲۱۵۳ طبع مکتبۃ النجف، البحر الرائق ۳۱۳۳۔

(۱) ابن ماجہ ۱۸۵۱، ۴۰۶، جویم طبع ۱۲۸۱ھ۔

(۲) جویم الاکلیل ۱۵۶۱، ابن ماجہ ۱۱۶۸، جویم طبع ۲۰۰۳ھ۔

## احتراف ۲-۶

اس کام کو کہتے ہیں جس کو آدمی اختیار کرے کس نفع کے لئے اور حصول لذت کے لئے<sup>(۱)</sup>۔ اس میں پیشہ طائیں ہے کہ انسان اس کام کو اپنا پیشہ اور مستغنی معمول بنالے جبکہ احترام میں یہ شرط ہوتی ہے۔

فقہاء اکتساب اور کسب کا اطلاق حلال یا حرام ذریعہ سے مال حاصل کرنے پر کرتے ہیں<sup>(۲)</sup>، خواہ اس سے پیشہ بنایا گیا ہو یا پیشہ نہ بنایا گیا ہو کسب کا اطلاق اس چیز پر بھی کرتے ہیں جو کمانے سے حاصل ہونی ہو۔

### احتراف کا اجماعی شرعی حکم:

۵- پیشہ اختیار کرنا علی العموم فرض کن یہ ہے، یہ تکہ لوگوں کو اس کی ضرورت ہے، اور اس سے بے نیاز نہیں ہو جاسکتا، اس کی نصیحت انشاء اللہ بعد میں آئے گی۔

### پیشوں کی اقسام:

۶- پیشوں کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم باہر سے پیشہ کی، دوسری قسم گھریلو پیشہ کی۔ اس تقسیم کی بنیاد حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی حدیث ہے: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ایسی وہبت لحالتی علما، وانا لرحو ان یبارک لہا فیہ، فقمت لہا لا تسلمیہ ححاماً ولا صانغاً ولا قصاباً<sup>(۳)</sup> (میں نے نبی خاتم النبیین کو ایک لڑکا یہ بیا، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس لڑکے میں برکت عطا فرمائے گا، تو میں نے خالہ سے کہا: یہ لڑکا کئی جام، شہرہ و

(۱) مفردات المصابی واصیہائی۔

(۲) ارسطو طلسرخصی ۳/۲۲۳، جامعہ اقلیو بی ۱۹۵۳، ۱۹۶۱، ۱۹۷۰۔

(۳) اس حدیث کی روایت ابو داؤد سے ضعیف سند کے ساتھ ہے (جامع الاصول ۵۹۷/۱)۔

متحدہ نفاظ:

(ن) مناعت:

۲- احترام، مناعت سے مختلف ہے، اس لئے کہ اہل لغت کے نزدیک مناعت میں عمل پسنے سے حاصل شدہ علم پر مرتب ہوتا ہے جس سے مقصد حاصل ہو<sup>(۱)</sup>، اسی لئے بڑھئی کو صانع کہا جاتا ہے لیکن تاجر کو صانع نہیں کہتا۔ اس مناعت میں یہ شرط نہیں کہ آدمی اس کام کو اپنا مستغنی عمل و عادت بنالے۔

فقہی لفظ "صناعة" کو ان پیشوں کے لئے مخصوص کرتے ہیں جن میں حرک کا استعمال کیا جاتا ہے، پس ان کا قول یہ ہے کہ مناعت وہ ہے جو کسی آلہ کے ساتھ ہو<sup>(۲)</sup>۔

### (ب) عمل:

۳- احترام "عمل" سے مختلف ہے، عمل کا اطلاق فعل پر ہوتا ہے باہر معنی کہ ہر فعل پر بولا جاتا ہے، چاہے آدمی اس میں ماہر ہو یا نہ ہو، آدمی اس کو عادت بنائے یا نہ بنائے، اسی لئے کہتے ہیں: عمل پیشہ ہے اور فعل ہے<sup>(۳)</sup>۔

فقہاء کے غالب استعمال کے مطابق "عمل" کا اطلاق اس مفہوم پر ہوتا ہے جو احترام اور صنعت سے عام تر ہے، جیسے لفظ احترام لفظ صنعت سے زیادہ عموم رکھتا ہے۔

### (ج) کسب یا کسب:

۴- احترام و کسب یا کسب میں فرق یہ ہے کہ اکتساب اور کسب احترام سے عام ہیں، کیونکہ اہل لغت کے نزدیک اکتساب اور کسب

(۱) الفروق فی لغۃ من ۱۲۸، کچھ تبدیلی کے ساتھ۔

(۲) جامعہ اقلیو بی ۳۱۵۔

(۳) لسان العرب ۱۰/۱۰۰ (عمل)۔

## احتراف ۷-۸

تصاّب کے حوالہ نہ کرنا۔

ابن الاثیر اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: نہ ہر وقت مردوں کے لئے کوئی ایسی چیز بنانا ہے جس کا استعمال مردوں کے لئے حرام ہے یا یہ وقت بنانا ہے جن کا استعمال حرام ہوتا ہے، تصاّب کے حوالہ کرنے سے اس لئے منع فرمایا کہ اس کا کپڑا اور جسم کٹھا پاک رہتے ہیں، ناپاکی سے بچنا اس کے لئے بہت مشکل ہوتا ہے (۱)۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "العرب اکھاء بعضہم لبعض الا حانکاً لو حججنا" (۲) (اہل عرب ایک دوسرے کے کفو ہیں سوائے ہنک اور حجام کے)۔

امام احمد سے عرض کیا گیا کہ اس حدیث کو ضعیف قرار دینے کے باوجود آپ سے کیوں اختیار کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: اس سے کہ اس پر عمل ہے (۳)۔

با عزت پیشوں میں باہمی تہمت:

۷۔ فقہاء، علمائے مختلف مہارت کی بنا پر جن کا انہوں نے کرنا ہے، با عزت پیشوں میں سے بعض کو بعض سے افضل قرار دیا ہے، مثلاً ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سب سے با عزت پیشہ علم اور علم پر ہی پیشہ ہیں، جیسے قاضی ہونا، حاکم ہونا وغیرہ (۴)، اسی لئے حنفیہ نے صراحت

کی ہے کہ مدرس امیر کی لڑکی کا کفو ہے (۱)۔ ابن مفلح نے اس بات پر علماء کا اجماع ذکر کیا ہے کہ سب سے با عزت کمانی مہول غنیمت میں جب کہ غلول (مال غنیمت میں خیانت) سے پاک ہوں (۲)۔ پھر فضل شرف میں اس کے بعد جو پیشہ آتے ہیں ان کے بارے میں علماء مختلف اراے ہیں۔

مختلف با عزت پیشوں علم، تجارت، صنعت، زراعت وغیرہ میں کون کس سے افضل ہے اس بارے میں فقہاء نے کتب فقہ (۳) میں تفصیلی گفتگو کی ہے، سب سے افضل پیشہ کی تعیین میں اس کے مختلف رجحانات اور نقاط نظر ہیں، انہوں نے اپنے اپنے نقطہ نظر پر عموماً عقلی دلائل اور ایسی احادیث سے استدلال کیا ہے جو اپنے ثبوت یا دلائل میں خفی ہیں، شاید ان آر و پار کے زمانہ کے حالات اور عرف و رواج کا اثر ہے۔

اتنا اشارہ کر کے ہم اس مسئلہ میں مختلف رجحانات کے تذکرہ سے گزرنے کرتے ہیں۔

گھنچیا پیشہ:

۸۔ فقہاء نے گھنچیا پیشوں کی تحدید پر زیادہ زور صرف یہ ہے، کیونکہ تحدید سے معلوم ہو جاتا ہے کہ باقی سب پیشے با عزت ہیں۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۲۲۔

(۲) الآداب الشریعہ لابن مفلح ص ۳۰۳ مطبوعہ المکتبۃ الشریعہ ص ۶۸، حاشیہ ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۲۲۔

(۳) الموطا ص ۵۹۳، حاشیہ ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۲۲۔ ۵۹۷، الفتاویٰ الہندیہ ص ۳۳۹، طبع یوٹوق، حاشیہ محمد بن الحدادی علی کنون بہار الشریعہ ج ۱ ص ۶، تحفہ شرح احیاء علوم الدین ص ۱۸، حاشیہ القیوٹی ص ۱۵۲، مجمع الزہرہ ص ۳۰، مطبوعہ المطبعہ محمد احمدی ۱۲۹۲ھ، نہایت کتاب ص ۱۸۱، روح المعانی ص ۸۲، مطبوعہ المکتبۃ الشریعہ ص ۶۸، الآداب الشریعہ لابن مفلح ص ۳۰۳، ۳۰۷۔

(۱) جامع لاصول حدیث ص ۱۸۱۔

(۲) اس حدیث کی روایت سے حاکم نے منقطع سند کے ساتھ کی ہے تحقیق الحجیر ص ۶۳۔

(۳) امس لاسن قدسہ ص ۷۷۔

(۴) نہایت المحتاج ص ۱۸۱، روح المعانی ص ۸۲، مطبوعہ المکتبۃ الشریعہ لا ریحانی شرح آداب الدین والہدین للماوردی ص ۶۸، طبع المکتبۃ الشریعہ ص ۶۸، حاشیہ ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۲۲، ۲۲۳، حاشیہ القیوٹی ص ۱۵۲۔



۱۱- (ج) اور چونکہ صنعتوں کا کام کرنا فرض کفایہ ہے لہذا ایسے افراد کی تیاری جو مہارت کے ساتھ ان صنعتوں میں کام کریں فرض ہوگا، اس لئے کہ جس چیز کے بغیر واجب مکمل نہیں ہو سکے وہ بھی واجب ہوتی ہے۔ ثانیہ کاتبی مسلک ہے قلیو بنی نے اپنے حاشیہ میں لکھا ہے جس کا معنا یہ ہے کہ وہ ولی پر واجب ہے کہ بچے کو کسی ماہر پیشہ والے کے حوالہ کرے۔ جو اسے صنعت و حرفت سکھائے۔ کہ بحارف اس کے حسب ماقلیہ اور متاבלہ نے اس کی صراحت نہیں کی ہے کہ ولی پر بچہ کو صنعت و حرفت کے استاد کے حوالہ کرنا واجب ہے، لیکن ان کے کلام کا بھی تقاضا یہی ہے<sup>(۱)</sup>۔

### گھنیا پیشوں کا حکم:

۱۳- (۱) جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ مافی کے دو تمام ذرائع جو حرام نہیں ہیں بلاحت میں برہم ہیں<sup>(۲)</sup>، لیکن اس بابت میں اس وقت کراہت شامل ہو جاتی ہے جب انسان چنے سے یا چنے بچوں کے لئے گھنیا پیشہ اختیار کرتا ہے، حالانکہ وہ اس سے اچھا پیشہ اختیار کر سکتا تھا<sup>(۳)</sup>، اس کے باوجود حضرت عمر بن الخطابؓ کا ارشاد ہے: ایسی مافی جس میں کچھ گھنیا پیشہ ہو لوگوں کے سامنے اسے رت نہال دے کر رکھنے سے بہتر ہے<sup>(۴)</sup>، اس عقیدے سے فرماتے ہیں: گھنیا صنعتیں سبھنا مرموہ ہے جب کہ اس سے بہتر صنعت سبھنا ممکن ہو<sup>(۵)</sup>۔ ثانیہ نے صراحت کی ہے کہ اگر گھنیا پیشہ اس کا بانی پیشہ ہو تو اس کو

تو کو دیکھتے ہوں، وہ مجھے اچھا لگتا ہے تو میں اس سے کہتا ہوں کہ یا کوئی مشغولہ رزق ہے؟ پس اگر وہ کہتا ہے: نہیں، تو وہ میری نظر سے ر جاتا ہے<sup>(۱)</sup>۔

(ب) جب علی اللہیتہ ہے کہ مسلمانوں کے ملکوں میں تمام بنیادی صنعت و حرفت موجود ہو، اس کی فوری ضرورت ہو یا نہیں۔ ان تہیہ فرماتے ہیں: متعدد فقہاء و امامیہ، متاבלہ و متاخر علی، ابن جوزی وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ صنعتیں فرض کفایہ ہیں بلکہ ان کی ضرورتیں اس کے بغیر پوری نہیں ہو سکتیں ہو سکتی<sup>(۲)</sup>۔

ابن تیمیہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ بعض پیشوں کو اختیار کرنا فرض کفایہ ہو جاتا ہے جب مسلمانوں کو اس کی حاجت ہو، اگر سی وقت مسلمانوں کی ضرورت اس طرح پوری ہو جاتی ہو کہ مل و دہ سے خود برآمد کرتے ہو، یہ ہم کے لوگ اس کے پاس بھیجتے ہوں تو اس صورت میں اس خاص صنعت کو اختیار کرنا واجب نہیں رہے گا<sup>(۳)</sup>۔ جب صنعت کار اس فرض کی ادائیگی سے رک جائیں تو عوضی مثل کے بدلے امام انہیں اس فرض کی انجام دہی پر مجبور کرے گا۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: یہ سارے کام جو فرض کفایہ ہیں جب انہیں کوئی خاص شخص ہی انجام دے سکے، تو کوئی اور اس کاموں کے کرے سے عاجز ہو تو وہ اس پر فرض مین ہو جائیں گے، جب لوگوں کو اس کی ضرورت ہو کہ کچھ لوگ کاشت کاری کریں یا کپڑے بنیں یا مکان بنائیں تو یہ عمل واجب ہو جائے گا، اس کے انکار کرنے پر حاکم انہیں مجبور کرے گا کہ عوضی مثل کے بدلے یہ کام انجام دیں، وہ لوگ عوضی مثل سے زیادہ کے مطابق کا اختیار نہیں رکھیں گے<sup>(۴)</sup>۔

(۱) کنز العمال، حدیث: ۹۸۵۹۔

(۲) فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۸/۲۹، ۷۹، ۲۹، ۱۹۳، طبع مطبع المریض ۱۳۸۳ھ۔

(۳) فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۸/۲۹، ۸۲، ۸۶، ۲۹، ۱۹۳، الآداب الشریعہ ۳۰۵/۳۔

(۴) فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۸/۲۹، ۸۶، ۸۸۔

(۱) حاشیہ اقلیو بنی ۳/۹۱۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ بن ۲۲/۳۲، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵،

## احتراف ۱۳-۱۴

میں اللہ کی خلقت کو بدلتا ہے، اور جیسے سودی حساب کو ٹھنڈا: کیونکہ اس میں لوگوں کا مال مالحق طور پر کھانے میں حانت ہے، اور اس طرح ہر چیز میں۔

فتاویٰ نے اس پر بھی بحث کی ہے کہ ایسا پیشہ اختیار کرنا جس کے ذریعہ مساکین محنت کے بغیر مائے یا پنی طرف سے کوئی خزانہ کے بغیر مائے کیا ہے؟ مثلاً: درری، دینار میں سننے کے سے پٹڑ لے اور اسے اپنے آدمی کے حوالہ کر دے جو ایک دینار میں سل دے اور ایک دینار یا درزی خوالے لے۔ فقہاء اس معاملہ کو بڑی مقررہ دیتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح کا اجارہ حق کی طرح ہے، اور حق کو پینچا رہا ہے اصل لاکھت پر اور اس سے کم پر اور اس سے زیادہ پر، اسی طرح چارہ بھی ہے۔ لہذا یہ کہ حنیف نے سہرست کی ہے، جب دوسری اہل سنت پہلی اہل سنت کی ہم صحت ہو تو زائد اہل سنت اس کے سے پاک نہ ہو کی لڑائی یہ کہ اس میں کوئی محنت صرف کرے یا اضافہ کرے، اسی صورت میں رہا دینی جابر ہو کی اگرچہ انہوں نے تو اس کی جنس یک ہو (۱)۔

### احتراف کے اثرات:

۱۴- (الف) بدفقیر شخص جو کوئی صنعت و حرفت اختیار کرے اور اس کے پاس اپنی صنعت کے مطابق آلات موجود نہ ہوں تو زکوٰۃ کی مد سے اس کو اتنا پیسہ دیا جاسکتا ہے جس سے وہ آلات صنعت خرید لے (۲)۔ اس کی تفصیل ”باب الزکوٰۃ“ میں مذکور ہے۔

(ب) اگر کبھی صنعت و حرفت والے نے اپنی صنعت کے حدود میں کوئی کام کیا اور اس کے رہنے میں اس سے کسی مدد ملتی ہوئی ہو اس

- (۱) المہذب ۱۰ ص ۱۰ طبع دار المعرفۃ لکھنؤ ۱۹۷۷ء، المواقی ۶ ص ۷۹، الفتاویٰ الہدیہ ۳ ص ۳۵۳  
(۲) المیزان فی شرح المیزان ۲ ص ۲۴۳ مفتی محمد تاج ۱۵۳۳ھ، احادیث لکھنؤ ۱۸۹۲ء، حاشیہ ابن عابدین ۲۲ ص ۲۲

اختیار کرنے میں کوئی راستہ بھی نہیں ہے (۱)۔ ابن مفلح حنبلی نے صریحت کی ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی چیز پیشہ منہ مض کٹا یہ، اگر نے کے لئے اختیار کرتا ہے تو راستہ تم ہو جائی ہے (۲)۔

جنس تشدد حنیف نے نہ ہے کہ جو پیشہ لوگوں کے عرف میں حیا مانے جاتے ہوں اس کو اختیار کرنا ضرورت کی صورت ہی میں جابر ہوگا، کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”لیس لمومن ان یدل بنفسہ“ (۳) (مومن کے لئے جابر نہیں ہے کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے)، نیز رسول اکرم ﷺ کا دوسرا ارشاد ہے: ”ان اللہ یحب معالی الامور ویبغض سفاسفها“ (۴) (بیشک اللہ تعالیٰ بند کاموں کو پسند اور گھٹیا کاموں کو ناپسند کرتا ہے)، لیکن حنیف کے روئے یک صحیح قول اہل سنت ہے (۵)۔

### ممنوع پیشے:

۱۴- (الف) اصل یہ ہے کہ کسی یہ عمل کو بطور پیشہ اختیار کرنا جابر نہیں ہے جو مدت حرام ہو، اسی لئے شراب کی تجارت اور کھانت کا پیشہ اختیار کرنا ممنوع ہے۔

(ب) اسی طرح یہ پیشہ اختیار کرنا جابر نہیں جو کسی حرام کا ذریعہ ہو یا جس میں کسی حرام کام کی حانت ہو، جیسے دوا کو دانا: کیونکہ اس

- (۱) تعلیہ بی ۱۳ ص ۹۱  
(۲) الادب الشرعیہ ۳ ص ۳۰۵  
(۳) حدیث: ”لیس لمومن... کو تہذیب نے لا یبغی لمومن...“ کے نظریہ سے روایت کیا ہے اور اسے ”حسن غریب“ قرار دیا ہے تہذیب کے علاوہ ورنہ لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور اس کی روایت احمد اور ابن ماجہ کے ہے۔ ملاحظہ ہو: تحفۃ الا خودی ۱ ص ۵۳۱  
(۴) اس حدیث کی روایت بیہقی نے ثقہ راویوں کی سند کے ساتھ کی ہے (فیض القدیر ۲ ص ۲۹۶)  
(۵) ملاحظہ ہو: المصنوع ۳ ص ۲۵۸

## احساب ۱-۲

صنعت کے رہنے والے وہ لوگ ہیں جو بھی بیوی ہے تو اس پر  
ضمائم نہیں، جیسے عیب رہے اس کے علاوہ لوگ تو دو ضامن  
ہوں گے (۱)۔ اس کی تفصیل باب انحصار میں ہے۔

(ج) بعض فقہاء اس شخص کے لئے رمضان کا روزہ نہ رکھنے کو  
جائز قرار دیتے ہیں جو مشقت طلب کام میں لگا رہتا ہو۔ ایسی مشقت  
جس کے ساتھ روزہ رکھنا ممکن نہ ہو اور جس کام کو رمضان میں چھوڑنا  
اس کے بس میں نہ ہو (۲)۔

(د) عدت گزارنے والی عورت (خصوصاً وہ عورت جو کوئی کام  
کرتی ہو) کے سے اپنی ضروریات کے لئے دن میں ٹھکانا جائز ہے،  
چاہے وہ معتد ہو یا بیوہ، عین سے اپنے گھر کے علاوہ دوسری اور رات  
گزارنے کی اور رات میں ٹھکانے کی اجازت نہیں ہے، والا یہ کہ کوئی  
ضرورت ہو (۳)۔ اس کی تفصیل ”عدت“ اور ”احدہ“ میں دیکھی  
جائے۔

(ه) پیشہ کار اثر میوں بیوی کے درمیان کفالت کے مسئلہ پر پڑتا  
ہے، اس کی تفصیل ”کاح“ میں دیکھی جائے۔

(و) پیشہ کار بعض احکام شرعیہ میں تخفیف پر پڑتا ہے، جیسے  
تصاوب کے لئے رخصت ہے کہ وہ اپنے پیشہ وارانہ کپڑے میں نماز  
پڑھ لے، حالانکہ اس پر خون ہوتا ہے، جب تک خون ریاوند نہ ہو، اور  
تفصیل اس کی ”عنوان نجاست“ (نجاسات میں سے کون معاف  
ہیں) میں مذکور ہے۔

## احساب

تعریف:

۱- لفظ ”احساب“ عربی زبان میں چند معانی کے سے ملتا ہے، اس  
میں سے بعض معانی یہ ہیں:  
(الف) کسی چیز کا شمار کرنا، حسب کے مادہ سے، جس کا معنی گننا  
ہے۔

(ب) طلب کرنا۔

مثلاً، اس لفظ کو مذکورہ بالا دونوں معانی میں استعمال کرتے ہیں،  
لیکن فقہاء کے یہاں جب یہ لفظ مطلق بولا جاتا ہے تو اس سے مراد  
طلب طلبہ کا معنی ہوتا ہے (۱)۔

احساب معتد بہ یا معتبر ہونے کے معنی میں:

۲- فقہاء لفظ ”احساب“ اس وقت بولتے ہیں جب یہ معنی اور  
رہا ہوتا ہے کہ تکلف نے غیر کامل طریقہ پر کوئی عمل کیا ہے، اس کے  
باوجود شارع اسے صحیح اور مقبول مانتا ہے (۲)۔

مثلاً جو شخص جماعت کی نماز میں پیچھے رہ گیا، اس نے گرامام کے  
ساتھ رکوع پالیا تو اس کی وہ رکعت شمار کر لی جائے گی، حالانکہ اس نے  
رکوع سے پہلے دیگر نماز اس ”دیس“ میں کئے۔ اسی طرح ایک شخص مسجد میں

(۱) المصباح المہیر: ۵۱۵ (حسب)۔

(۲) المغنی ۱/ ۵۰۳ اور اس کے بعد کے صفحات، جوہر ۱/ ۳۹۹، ۸۴،

۸۶، حاشیہ ابن ماجہ ۱/ ۵۶، حاشیہ اقلیہ ۱/ ۲۱۵۔

(۱) مغنی ۱/ ۵۰۳، حاشیہ اقلیہ ۱/ ۲۱۵، ۲۰۹، اسنی الطالب

۱/ ۱۶۸، ۳۲۸۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ۱/ ۱۱۳۔

(۳) مغنی مع الشرح المہیر ۱/ ۱۶۸۔

### احساب ۳

فتاء نے اس پر تاب الشہادات میں شہادت مہرہ کے ذیل میں  
ان امور پر غفلت کرتے ہوئے تعمیلی ہدایہ یہ ہے: ان میں محض طلب  
ثواب کے لئے کوئی ایسی جاتی ہے۔ محاسب کے حکام ”حسبہ“ کی  
اصطلاح میں، کیجے جائیں۔

داخل ہوا، اس نے دیکھا کہ نماز ظہر کی جماعت کھڑی ہے، اس نے  
تہنیت مسجد و نماز ظہر و بنوں کی نیت سے جماعت میں شرکت کی، تو  
اس شخص کی وہ نماز دیتہ مسجد و نماز ظہر و بنوں شمار کی جائے گی۔ اس  
کی تفصیل ”صلاۃ“ کے تحت کی جائے گی۔

حساب اللہ تعالیٰ سے ثواب طلب کرنے کے معنی میں:

۳- حساب کے ورید اللہ تعالیٰ سے طلب ثواب بہت سے امور  
میں متعلق ہوتا ہے اب اس سے بعض امور یہ ہیں:

(الف) مسماں و ہرے شخص پر مرتب ہوئے ۱۰ لے اپنے حق  
سے دست بردار ہو گیا، مجبوری کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے  
ثواب حاصل کرنے کے لئے (۱) مثلاً اللہ تعالیٰ سے ثواب حاصل  
کرنے کی ہمت سے غلام آزاد کر دیا، مالک کے مکاتب پر ۱۰ جب  
ہر کتابت کا کچھ حصہ ثواب حاصل کرنے کے لئے معاف  
کر دیا (۲) ثواب حاصل کرنے کے لئے (احساباً) کوئی معاوضہ لئے  
بغیر تقاسم معاف کر دیا، چھوٹے بچے کو طلب ثواب کی نیت سے کوئی  
معاوضہ سے بغیر ۱۰ چھوڑ دیا۔

(ب) اللہ تعالیٰ کے خالص حقوق میں سے کسی حق کا ۱۰ لے کر، مثلاً  
نمار، رورہ کی ۱۰، نیکی، خالص اللہ کے حقوق میں یا ان حقوق میں جن  
میں اللہ کے حق کا پہلو غائب ہے کسی کے طلب سے بغیر کوئی  
دینا (۳)، اللہ تعالیٰ کے حق غائب و موکد ہوتے سے دو امور مرہ میں  
جو انسان کے راضی ہوئے سے متاثر نہیں ہوتے، مثلاً طلاق، آرمہ کی،  
تقصاس کی معافی، عدت کا باقی رہنا اور گدہ رجاء، حدہ و نسب۔

(۱) اسی ۷۴۹۷۔

(۲) تصویب ۳۶۶۳۔

(۳) تصویب ۳۶۶۳، البدیع ۴۰۴۹، طبع مطبعہ ہمام، موہب الجلیل

۱۶۸۱ء تک کریمکتابہ انجاء طبریا، اسی ۲۱۶۸، طبع سوم ۱۶۸۱ء



## احتشاش ۱-۳

کا استثناء دیا ہے۔ شافعیہ اور حنبلیہ کی ایک رائے، اسی طرح امام ابو یوسف کی بھی ایک رائے یہ ہے کہ چوہ پیوں کے چاروں طرف کے حرم کی گھاس کا نانا جائز ہے۔ اس کی تحصیل کے سے جنایات احرام و حرم کا باب ملاحظہ کیا جائے<sup>(۱)</sup>۔

## احتشاش

گھاس کاٹنے میں چوری:

۳- مالکیہ، شافعیہ کا مسلک اور حنبلیہ کا ایک قول ہے کہ جو گھاس کاٹ کر محفوظ کر لیا ہے اور اس سے محفوظ مقام سے لے لیا جائے اور اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہو تو اس کے تہہ لے کر ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔

حنفیہ کا مسلک اور حنبلیہ کا ایک قول ہے کہ گھاس کی چوری میں ماتحت نہیں کاٹا جائے گا<sup>(۲)</sup>۔

گھاس کاٹنے سے روکنا:

۴- حنبلیہ، حنبلیہ کا مسلک اور شافعیہ کا ایک قول ہے کہ امام کے لئے جائز ہے کہ کسی خاص جگہ کی گھاس کاٹنے سے روک دے، جیسے وہ مجاہدین کے گھوڑوں کی چھ اگادینا لے لیا اس جیسے، غیر منفعہ عامہ کے کام میں استعمال کرے۔ اس کے برخلاف مالکیہ اور شافعیہ اس بات کو جائز نہیں قرار دیتے کہ گھاس کاٹنے سے روکا جائے۔

(۱) اہدایہ ۵/۵۵ طبع مصطفیٰ اعلیٰ، مہدیہ النہج ۳۳۳ طبع مصطفیٰ اعلیٰ، المجمع ۲/۲۹۷، ۱۸۳ طبع استیعوب، ہذا لک فترت ہذا لک ۱۸۷ طبع مصطفیٰ اعلیٰ، بدائع الصنائع ۱/۱۳۶ طبع لہجریہ۔

(۲) ابن ماجہ ۳/۱۹۸ طبع مولہ الدبوتی ۳۳۳ طبع دار الفکر اسی المطالب شرح روض الطالب ۳/۱۳۱ طبع کردہ المکتبۃ الاسلامیہ، مبنی ۲۲۶/۸ طبع المیزان، فتح القدیر ۲/۲۲۶۔

تعریف:

۱- لغت میں احتشاش کا معنی ہے "حشوش" شش رما اور جمع کرنا۔ "حشیش" سوکھی گھاس کو کہا جاتا ہے۔ ازہری کہتے ہیں کہ تر دنا زہ گھاس کو "حشیش" نہیں کہا جاتا<sup>(۱)</sup>۔

فقہاء کی اصطلاح میں احتشاش گھاس کاٹنے کو کہتے ہیں، جو سوکھی گھاس ہو یا ہری۔ تر گھاس پر "حشوش" کا اطلاق بارہ انجام کے شمار سے ہوتا ہے<sup>(۲)</sup>۔

جہاں حکم:

۲- تمام فقہانی مذہب نے جہد حرم کے علاوہ دوسری جہتوں میں گھاس کاٹنے کے جوہر پر متفق ہیں، جو وہی گھاس ہو یا خشک، بیش طیلہ گھاس کسی کی مٹو نہ ہو۔ غرضی کی مٹو گھاس ہے تو مالک کی اجازت کے بغیر سے کاٹنا جائز نہیں ہے<sup>(۳)</sup>۔

فقہانی مذہب سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حرم کی وہ گھاس جو کسی کی ملکیت نہ ہو سے کاٹنا جائز نہیں ہے، اس عدم جواز سے فقہاء نے لاپشہر، اس کے مٹو، سوک اور عوج (ایک کانٹے، اور درخت)

(۱) سنن العرب: ۵۰ (حشوش)۔

(۲) ابن ماجہ ۳/۲۱۹۔

(۳) ابن ماجہ ۳/۲۸۳ طبع مولہ اعلیٰ بی غیرہ ۳/۹۵، ابن ماجہ ۳/۱۸۳ طبع المیزان۔

گھاس کاٹنے میں شرکت:

۵- خفیہ و رثانیہ مباحات عامہ (عام لوگوں کے لئے جن اشیاء کی مباحث ہو) کے حاصل کرنے میں عقد شرکت اور اس میں تکیل کو جائز نہیں قرار دیتے گھاس کاٹنا و ریزی چٹائی قیل کی چیزیں ہیں۔ اس کے برخلاف مالکہ اور حنا بلہ اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اس کی تفصیل کے لئے شرکت و مباحث کے باب کا مطالعہ کیا جائے (۱)۔

## احتضار

تعریف:

۱- لغت میں احتضار قریب مرگ ہونے کو کہتے ہیں اس طور پر کہ موت کی علامات ظاہر ہو جائیں، کبھی کبھی اس کا اطلاق ہلکے دماغی حالت یا جنون میں ہونا ہونے پر بھی ہوتا ہے۔  
فقہاء کی اصطلاح میں اس کا استہام پٹے لغوی معنی میں ہونا ہے (۱)۔

احتضار کی علامات:

۲- احتضار (قریب مرگ ہونا) کی بہت ساری علامات ہیں جنہیں ماہرین جانتے ہیں، ان میں سے بعض علامات کا ذکر فقہاء نے یہ ہے: مثلاً، دونوں قدموں کا: عینا ہو جانا، ناک کا: عینا ہو جانا، دونوں کہنیوں کا: جنس جانا، چہرہ کی کھال کا کھینچ جانا (۲)۔

قریب المرگ شخص کے پاس اس کے لوگوں کا رہنا:

۳- قریب المرگ شخص کے رشتہ داروں پر واجب کفائی ہے کہ اس کے پاس رہیں، اگر رشتہ دار نہ ہوں تو یہ دمہ و ری اس کے دوستوں اور ساتھیوں کی ہے، وہ بھی نہ ہوں تو پڑوسیوں کی ہے، پڑوسی بھی نہ



(۱) تاج المروء، المصباح المہیر، الممرات ۲، ص ۱۲۱ (حشر)، لکھنؤ  
طالب ۱۲، ص ۱۲۱ مجمع الزہیر ۱، ص ۱۷۳  
(۲) الفتاویٰ الہندیہ ۱، ص ۱۵۷، فتح القدیر ۱، ص ۳۶۱

( ) ایضاً ۲۲۸/۵ طبع المنار، رد المحتار ۳۶۰، ص ۳۶۱، طبع بول، فتح القدیر  
۳۱/۵-۳۲/۵ طبع شریعت ۲۶۹-۲۷۰، طالب اولی ایضاً ۳۵۳، ص ۵۵۳، اہلیوی  
و غیرہ ۳۳۹/۲ طبع مصطفیٰ لکھنؤ۔

کے حکم میں ہے (۱)، جو شخص میدان جنگ میں معرکہ کارزار میں ہونے کے وقت ہو وہ بھی ان حکم میں ہے۔

قریب المرگ شخص کو یا کرنا چاہئے:

۵- (الف) قریب المرگ شخص کے لئے مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھے، جس کی وفات کا وقت آگیا ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ تندرستی کے ایام سے زیادہ ہی اپنے رب کی رحمت و عنایت اور اس کے ایمان غلو کی وعت کی امید رکھے، امید کا پہلو خوف کے پہلو پر غالب رکھے (۲)، چونکہ حضرت جابرؓ سے مروی ہے، اس نے فرمایا: میں نے رسول اکرم ﷺ کو اپنی وفات سے تین روز قبل فرماتے ہوئے سنا: ”لایموتن أحدکم إلا وهو بحسن الظن باللہ تعالیٰ“ (۳) تم میں سے کوئی شخص نہ مرے الا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھتا ہو۔ نیز بخاری و مسلم میں حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”أما عند حسن ظن عبدي بي فلا يظن بي إلا خيرا“ (۴) میں اپنے بندے کے حسن ظن کے ساتھ ہوں، لہذا میرا بندہ میرے ساتھ اچھا خیال رکھے۔ نیز حضرت انسؓ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایک نوجوان کے پاس تشریف لے گئے جب کہ وہ موت کے دہانے پر تھا،

ہوں تو عام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔

مستحب یہ ہے کہ قریب المرگ شخص کے پاس اس کے رشتہ داروں میں سے وہ آدمی رہے جو دین و اخلاق و صورت و فعل کے اعتبار سے اچھا ہو، اس شخص پر زیادہ دیا جائے، اس کی سیاست و تدبیر کو زیادہ جانے والا ہو، اور ان سب میں اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔ مستحب ہے کہ اس کے پاس خوشبو رہیں، یہ ہے کہ عورتوں کو دور رکھیں چونکہ اس میں صبر و برداشت کی کمی ہوتی ہے اور جو ۱۰ اس کے پاس ہوں ان کے لئے مستحب ہے کہ ہمت و بہادری کا اظہار کریں (۱)۔

قریب المرگ شخص کے پاس موت کے وقت جس شخص والی عورت و مرثیہ پاک شخص کے آنے میں کوئی حرج نہیں ہے، چونکہ شفقت کی وجہ سے یا ان کی ضرورت کی وجہ سے انہیں رہنا نہیں ہے۔ حضرت حسن سے مروی ہے کہ وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ حاضہ عورت مرے، لے شخص کے پاس آئے (۲)۔ اسے مکروہ قرار دینا ناجائز و قول ہے (۳)۔

مالکیہ کہتے ہیں: حاضہ عورت، جتنی شخص، مورتی، اور کلمہ ہو ملج کاترہب المرگ شخص سے دور رکھنا مستحب ہے (۴)۔

وہ لوگ جن پر قریب المرگ ہونے کا حکم جاری ہوتا ہے:

۴- قریب المرگ ہونے کا حکم اس شخص پر جاری ہوتا ہے جو قتل کے جاسے کے سے لایا گیا ہو، خود قتل یا جانا نہ میں ہو، تسماس میں ہو یا طعن ہو، اسی طرح جس شخص کو جاب یا زخم لگا ہو وہ بھی قریب المرگ

(۱) کفایۃ الطالب ۱/۳۱۳، بحوالہ مشکوٰۃ، ۲۲۷، فتح القدیر ۱/۳۲۶۔

(۲) معنی ابن ابی شیبہ ۳/۵۵۔

(۳) کشاف القناع ۳/۸۳۔

(۴) معنی ابن ابی شیبہ ۳/۸۷، کفایۃ الطالب ۱/۳۳۔

(۱) حاشیہ المصنف علی مراقی الفلاح ۵/۳۰۵، بی ۱/۵۰۵، الفیہ فی ۱۳۳۔

(۲) حاشیہ المصنف علی الشرح الکبیر ۱/۳۳۳، حاشیہ المصنف علی شرح المصنف ۱/۳۸۔

(۳) حاشیہ المصنف علی حدیث احمد کم... کی روایت مسلم اور ابوداؤد سے حضرت جابرؓ سے مروی ہے (صحیح مسلم شریف، مجموعہ المجلدات ۲/۳۲۰، طبع عیسیٰ الخلی، جون المجلد ۳/۱۵۸، طبع المجلد)۔

(۴) حاشیہ المصنف علی حدیث حسن ظن عبدي... کی روایت بخاری و مسلم سے حضرت انسؓ سے مروی ہے (کشف الخفاء جز ۱، ۲/۳۲۳، طبع المجلد ۳/۱۱۳، تحقیق احمد قرطاش)۔

## اختیار ۵

پس ﷺ نے دریافت فرمایا: "کیف تجدک؟" قال: واللہ یا رسول اللہ! انی ارجو اللہ، وانی اخاف دہوی، فقال رسول اللہ ﷺ: لا یجتمعان فی قلب عبد فی مثل هذا الموضع الا أعطاه اللہ ما یرجو و آتاه مما یخاف" (۱) (تم بنا یہ حال پڑتے ہو؟ اس شخص نے جواب دیا: خدا کی قسم اے اللہ کے رسول! میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں میں اپنے مائوں سے ڈرتا بھی ہوں، اس کی یہ بات سن کر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی حالت میں جب کسی بندے کے دل میں یہ چیزیں (امید اور خوف) جمع ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ دے دیتے ہیں جس کی وہ امید کرتا ہے اور اس سے بچا دیتے ہیں جس سے ڈرتا ہے)۔

(ب) ترمیم امرگ شخص کے لئے واجب ہے کہ اصحاب حقوق کے حقوق کی بصیرت کرے (۴)۔

(ج) صحیح پیرام کی پھر ہی کرتے ہوئے اپنے گھر والوں کو بتائیے  
 وہ فیمن میں سنت کی پھر ہی درجعت سے ہتھاپ کی بصیرت کرے  
 اس بارے میں صحیح پیرام سے بہت سے آثار مرئی ہیں، ان میں سے  
 ایک اثر کے راوی ابو یروہ ہیں، وہ فرماتے ہیں: "نوحی ابو موسیٰ  
 رضى الله عنه حين حصره الموت، قال: اذا اطلقتني  
 بحياتي فاسرعوا بي المشي، ولا تتبعوني بمحمر، ولا

(۱) حدیث: ”کیف بعدک...“ کی روایت ترمذی و ابن ماجہ نے حضرت انسؓ سے کی ہے، الفاظ ترمذی کے ہیں، اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے، بعض محدثین نے اس کی روایت حضرت ثابتؓ سے مرسل کی ہے، میرک سے مسند کی کے حوالہ سے کہا اس کی اسناد حسن ہے (نکتۃ الاحوذی ۵۸/۲، شائع کردہ المکتبۃ الشریعہ سنن ابن ماجہ ۲/۳۳۳ طبع مکتبۃ المدینہ ۱۳۷۳ھ)۔

(۲) للاختصار ۵/۴۲-۴۶، کتاب التنازع ۳/۵۳۳-۵۳۵، منی الکراج

اور شرح المروض ۳/۵۶۔

نَجْعَلُ لِحَدِيْ شَيْئًا يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَ التَّرَابِ، وَلَا تَجْعَلْ عَلٰى قَبْرِى بَنَاءً، وَأَشْهَدُكُمْ اَنْىِ بَرِّىْ مِنْ كُلِّ حَالِقَةٍ اَوْ سَالِقَةٍ اَوْ خَالِقَةٍ، قَالُوا: سَمِعْتَ فِيْهِ شَيْئًا؟ قَالَ: بَعَمٍ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ<sup>(۱)</sup> (حضرت ابوسوقؓ شمری نے پئی وفات کے وقت فرمایا: میرے جنازہ کو لے کر تیزی کے ساتھ چلنا، میرے جنازہ کے پیچھے جو جانا نہ چلنا میرے جد پر کوئی ایسی چیز نہ رکھنا جو میرے مدفن کے درمیان حائل ہو، اور میری قبر پر کوئی عمارت نہ بنانا، اور میں تم سب کو کوہِ بنانا ہوں کہ میں ہر بال موڑنے والی، چٹائی پر نہ رہنے والی، اور کپڑے پہنانے والی سے ہری ہوں۔ لوگوں نے دریافت کیا: آپ نے اس بارے میں کچھ سنا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے)۔

(د) اپنے ان اقرباء کے لئے وصیت کرے جو اس کے وارث نہیں ہیں۔ اگر وصیت کی حالت میں وصیت نہ کی ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”كُتِبَ عَلَيْكُمُ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْأَقْرَبِينَ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا“

(۱) اس حدیث کی روایت احمد بن حنبل نے کی ہے الفاظ بالفاظی کے ہیں، اور اس کی روایت ابن ماجہ نے حضرت ابو یوسف سے مختصراً کی ہے۔ حالانکہ پیچیدگی سے ابن ماجہ کی سند پر قطعی کرتے ہوئے ائمہ کرام میں لکھا ہے اس کی سند حسن ہے اس لئے کہ عبد اللہ بن حسین (ابو جریج) مختلف فیہ ہیں، ابو یوسف سے کہا تھا ہیں۔ ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ ابو حاتم نے کہا حسن الحدیث ہیں مگر اللہ سے نہیں ہیں ان کی حدیث کمزور تھی ہے امام احمد سے کہا مگر اللہ سے ہیں۔ نسائی نے کہا ضعیف ہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں عام طور پر ان کی روایات کا محتاج نہیں ہے۔ ابن معین کی رائے ان کے مسند میں مختلف ہے کبھی ان کو ثقہ کہتے ہیں اور کبھی ان کو ضعیف کہتے ہیں۔ حضرت ابو یوسف سے مروی حدیث اس کے لئے سنا ہے حسن و بہت نام نہاد نے اسلحا میں اور ہودھوڈے اپنی سنن میں ہے (مسند احمد میں صحیح ۳۷۲ ص ۴۸۲ رد المحتار، السنن ابن ماجہ ۱۰۷ ص ۳ طبع عیسٰی ۱۹۵۲ء سنن ابویوسف ص ۳۷۲ طبع المکتبۃ المدینہ ۱۴۰۲ھ)۔

## اختصار ۶

پاس بہت زیادہ مال ہے۔ میری رشتہ میری ایک ٹرکی ہے تو کیا میں وہ تہائی مال کی وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: آہے ماں کی وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: تہائی مال کی وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ماں تہائی کی وصیت کر دو، ورنہ تہائی بہت ہے۔ اے سعد تم اپنے ورثے کو مالہ رچھو کر مرنا۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انیس محتاج چھوڑ کر مرنا۔ وہ لوگوں کے سامنے ماتھ چھایا میں۔

اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنا:

۶۔ ستریب اگر گنہگار ہو تو لوگ اس کے حکم میں ہیں اس پر واجب ہے کہ مخلوق تک رنج پہنچنے سے پہلے اپنے گناہوں سے باز رہے۔ اس میں توبہ کریں، اس لئے کہ موت کا ریک ہو تو توبہ کے قبول ہونے میں ممانع نہیں ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا رشتہ ہے: بن اللہ یقین توبۃ العبد ما لم یغرغر<sup>(۱)</sup> (بیشک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول کرتا ہے جب تک کہ وہ غرغر میں مبتلا نہ ہوا ہو)۔

توبہ کے احکام کی تفصیل "توبہ" کی اصطلاح میں ملے گی۔

(۱) حدیث توبہ کی روایت احمد ترمذی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمرؓ سے کی ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے، لیکن انہوں نے یہ بیان نہیں کیا کہ کیوں صحیح نہیں ہے ابن تھاب نے کہا کہ یہ اس میں عند الرخص من ثبات ہیں، ابو حاتم نے نہیں ثقہ قرار دیا۔ امام احمد کہتے ہیں اس کی احادیث منکر ہیں۔ ابویں اس میں ابن مسعودؓ سے اس کی تصدیق اور ابن عدوہ سے اس کی توثیق نقل کی گئی ہے (تخت الخوضی ۹، ۵۲۱، تاریخ کردہ المکتبۃ الشریعۃ فیض القدیر ۲، ۳۰۶، تاریخ کردہ المکتبۃ الشریعۃ ۳، ۵۶۱، جامع الاصول ۲، ۵۴، ۵۱۳، تاریخ کردہ المکتبۃ الشریعۃ ۱، ۵۷۰، کشف القناع ۲، ۱۱۲)۔

عسی المستفیض<sup>(۲)</sup> (نرخش زریا گیا تم پر جب حاضر ہوئی کو تم میں موت، رچھوڑے کچھ مال، وصیت کرنا ماں باپ کے واسطے اور رشتہ داروں کے لئے انصاف کے ساتھ، یہ حکم لازم ہے پر سب گاروں پر)۔ اس طرح حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت ہے، انہوں نے فرمایا: "كنت مع رسول الله في حجة الوداع، فمررت مريضاً أشعيت منه علي الموت، فعادني رسول الله ﷺ، فقلت: يا رسول الله إن لي مالاً كثيراً، وليس يرثني إلا ابنة لي، أفأوصي بثلاثي مالي؟ قال: لا، قلت: بشطر مالي؟ قال: لا، قلت: فثلث مالي؟ قال: الثلث، والثلث كثير، إنك يا سعد إن تدع ورثتك أعياء خير لك من أن تدعهم عائلة يتكفون الناس"<sup>(۳)</sup> میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک تھا، اتاحت بیمار ہوا کہ موت کے واسطے پہنچ گیا، رسول اکرم ﷺ میری حیات کے سے شریف لائے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے

(۱) سورہ بقرہ ۱۸۰۔

(۲) حدیث سعد بن وقاصؓ کی روایت بخاری اور مسلم نے ابن القادح کے ساتھ کی ہے "كان رسول الله ﷺ بعد مني عام حجة الوداع من وجع الصدغي، فقلت: يا رسول الله بلغني من الوجع وأنا ذوال مال ولا يرثني إلا ابنة، أفأوصي بثلاثي مالي؟ قال: لا، قلت: بالشطر؟ قال: لا، قلت: فثلث مالي؟ قال: لا، قلت: فثلث مالي؟ قال: الثلث، والثلث كثير، إنك يا سعد إن تدع ورثتك أعياء خير لك من أن تدعهم عائلة يتكفون الناس" (حجۃ الوداع کے سال میں عمت بیمار ہو گیا، اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ میری حیات کو آگے تھے، تو میں نے کہا میں سخت تکلیف (مرض الموت) میں مبتلا ہوں، میں بالدار آئی ہوں اور میرے ورثہ میں صرف ایک بیٹی ہے تو کیا میں اپنا ورثہ اپنی مال صدقہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے کہا نہیں، تو میں نے کہا: آدھا؟ تو آپ ﷺ نے کہا نہیں، پھر میری تہائی اور تہائی بڑی مقدار لیا۔ یہ تم اپنے ورثہ کو مالہ رچھوڑو، یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انیس محتاج چھوڑو کہ وہ لوگوں کے سامنے ماتھ چھیدیں کہ انہوں نے انہیں رچھاں مرے ۳۹)۔

قریب المرگ شخص اور جو لوگ اس کے حکم میں ہیں ان کے تصرفات:

۷۔ قریب المرگ شخص اور جو لوگ اس کے حکم میں ہیں ان کے تصرفات کا ہی حکم ہے جو مرض الموت میں گرفتار شخص کے تصرفات کا حکم ہے جب کہ اس نے ہوش و حواس کی حالت میں تصرف کیا ہو۔ اس کی تفصیل ”مرض الموت“ کی اصطلاح میں ملے گی۔

احتضار کے وقت حاضرین کے لئے مسنون اعمال:

ول۔ تلقین:

۸۔ قریب المرگ شخص کو ”لا اِلهَ اِلاَّ اللہ“ کی تلقین کی جانی چاہئے۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”لَقَبُوا مَوْتَاكُمْ لَا اِلهَ اِلاَّ اللہ“ (اپنے مردوں کو لا اِلهَ اِلاَّ اللہ کی تلقین کرو)۔

نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ”موتی“ سے مراد قریب المرگ لوگ ہیں، انہیں مجازاً مردہ کہا گیا ہے، ان کے موت سے روک دینا کی وجہ سے یہ بھی بیخ کو اس کے انجام کو ماس سے روک کر بچا دینا ہے (۱)۔

حدیث کے ظاہر الفاظ سے تلقین کا واجب ہونا معلوم ہوتا ہے۔ قریب المرگ کا میدان ہی واجب ہے۔ جمہوری رائے میں تلقین واجب ہے، ورنہ لفظ ”محمد رسول اللہ“ کا اضافہ مسنون نہیں ہے، رحمت اللہ علیہ میں درجہ شرف ائمہ میں ہی کو صحیح قرار دیا گیا ہے (۲)۔

(۱) اس حدیث کی روایت مسلم، ابوداؤد و ترمذی نے حضرت ابوسعید خدری سے کی ہے۔

(۲) الفتاویٰ المبدیہ ۱/۵۷، فتح القدیر ۱/۶۶، نہایت المحتاج ۲/۲۸۸۔

(۳) نہایت المحتاج شرح المحتاج ۲/۲۸۸۔

تلقین غرغره سے پہلے تک تین بلند ز سے ہوگی کہ قریب المرگ شخص بن رہا ہو، یونکہ غرغره اس وقت ہوتا ہے جب روح حلقوم کے نزدیک پہنچ جاتی ہے۔ اس وقت قریب المرگ شخص کے لئے کلمہ کے الفاظ زبان سے ”اَسْمَأْسُنْ نِیسْ ہوتا (۱)۔

تلقین اس قریب المرگ شخص کو کی جائے گی جس کا دماغ ضرر ہو اور حالت نرسے پر کار ہو، غائب دماغ شخص کو تلقین کرنا ممکن نہیں ہے۔ جو شخص ننگو پر کار نہ ہو وہ دل ہی میں شہادت کے الفاظ کہے گا۔

رسول اکرم ﷺ کے ارشاد: لَقَبُوا مَوْتَاكُمْ لَا اِلهَ اِلاَّ اللہ“ سے مراد قریب المرگ شخص کو ”لا اِلهَ اِلاَّ اللہ“ یاد دلانا ہے تاکہ اس کی زبان سے نکلنے والے آخری الفاظ یہی ہوں، جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے: ”مَنْ كَانَ آخِرَ كَلَامِهِ لَا اِلهَ اِلاَّ اللہ دَخَلَ الْجَنَّةَ“ (۲) (جس کا آخری کلام لا اِلهَ اِلاَّ اللہ ہوگا وہ جنت میں جائے گا)۔

ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ شہادتین کی تلقین کی جائے گی، تلقین کی شکل یہ ہے کہ نرسے کی حالت میں غرغره سے پہلے قریب المرگ شخص کے پاس بلند آواز میں جسے موت کہا جائے گا: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلهَ اِلاَّ اللہ وَاَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللہ“ (میں کو ایسی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں کو ایسی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں)، اس سے یہ میں کہا جائے کہ تم یہ الفاظ

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱/۵۷۰ اور اس سے بعد کے صفحات۔

(۲) حدیث میں کان آخر کلامہ لا اِلهَ اِلاَّ اللہ... کی روایت ابوداؤد و ترمذی نے حضرت حذاف بن یمان سے مروی ہے حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن شیخین نے اس کی روایت نہیں کی، ذہبی نے اس کے صحیح ہونے پر حاکم کی تائید کی ہے (مختصر سنن ابی داؤد و الترمذی ۲/۲۸۶، تالیف کردہ دار اسرف لصعود رک ۱/۵۷، محتاج کردہ دارالکتب المری)۔

نہو ورنہ اس سے شہادتیں سننے کے لئے ہرگز لیا جائے گا کہ مباہلہ تک ہو کر کوئی نام نہ سب بات زبان سے نکال دے۔ سب اس نے ایک بار اللہ تعالیٰ سے اور لے تو دوبارہ تلقین نہیں کی جائے گی، والا یہ کہ اس کے بعد کوئی دوسری بات زبان سے کہی ہو (تو دوبارہ تلقین کی جائے گی)۔

مستحب یہ ہے کہ تلقین کرنے والا شخص ایسا ہو جس پر یہ یقین نہ ہو کہ اس شخص کی موت سے خوش ہوگا جیسے دشمن یا حاسد یا اہل کفر و بدعت۔

گرترب ہرگ شخص کی زبان سے کفر یہ کلمات نکل جائیں تو بھی اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی، اور اس کے ساتھ ہی معاملہ کیا جائے گا جو مسلمان مردوں کے ساتھ یا عورتوں کے ساتھ ہے (۱)۔

دوم۔ تلافی قرآن:

۹۔ ستریب ہرگ شخص کے پاس سورہ نوس پڑھنا مستحب ہے، کیونکہ امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت صفوانؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: ”میں نے ستریب ہرگ سے مراد سورہ نوس پڑھی جاتی ہے تو مرنے والے سے موت کی تکلیف ہلکی کر دی جاتی ہے۔“ صاحب مسند احمدوں نے حضرت ابو الدرداء اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہما سے مرقوعار و ہیبت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ما من میت بموت فقرا عنده (یس) إلا هوں اللہ علیہ“ (جس میت کے پاس مرتے وقت سورہ نوس پڑھی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی موت کو آسان بنا دیتے ہیں)۔

اس بات کو سمجھتے ہیں: میت سے مراد ستریب ہرگ شخص ہے، یہ مرد نہیں ہے کہ جو شخص مر چکا ہو اس کے پاس سورہ نوس پڑھی جائے۔

(۱) مسند احمد ۱/۳۵۰، مسند ابی داؤد ۱/۱۵۷، ترمذی ۲/۲۸۰، مشکوٰۃ ۲/۳۲۸۔

ثانیہ اور تابلہ ان کے کامل ہیں (۲)۔

تابلہ نے سورہ فاتحہ پڑھنے کا بھی اضافہ کیا ہے۔

شعبی کہتے ہیں: ”انسار میت کے پاس سورہ بقرہ پڑھتے تھے۔ حضرت جابر بن زید سے مروی ہے کہ وہ میت کے پاس سورہ بقرہ پڑھتے تھے (۳)۔“

مالیہ کہتے ہیں کہ موت کے وقت اور موت کے بعد ورقہوں پر کچھ بھی قرآن پڑھنا مکروہ ہے، کیونکہ یہ سلف کا عمل نہیں ہے (۴)۔

سوم۔ ستریب ہرگ شخص کو قبلہ رو کرنا:

۱۰۔ ستریب ہرگ شخص کی نگاہ جب آسمان کی طرف اٹھنے لگے تو اس کا چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے، اس سے پہلے نہیں تاکہ اس کو گھبراہٹ نہ ہونے لگے، اسے دائیں پہلو پر لٹا کر قبلہ رو کیا جائے گا قبر میں رکھنے کی حالت پر قیاس کرتے ہوئے، اس لئے کہ وہ اس حالت میں اس حالت کے ستریب پہنچ چکا ہے (۵)۔

ستریب ہرگ شخص کو قبلہ رو کرنے کے بارے میں روایت ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے حضرت برداء بن عمرؓ کے بارے میں دریافت کیا، لوگوں نے عرض کیا کہ ان کی وفات ہو گئی، انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کا ایک تہائی مال آپ ﷺ کو دیا جائے، اور انہیں مرتے وقت قبلہ رو کر دیا جائے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”انصاب العطرة، وقد رددت ثلث ماله علی ولده“ (انہوں نے عطر کو پالیا، میں ان کا تہائی مال ان کے بچوں کو واپس کرنا ہوں)، پھر آپ ﷺ

(۱) مسند ابی داؤد ۱/۱۵۷، ترمذی ۲/۲۸۰، مشکوٰۃ ۲/۳۲۸۔

(۲) مسند ابی داؤد ۱/۱۵۷، ترمذی ۲/۲۸۰، مشکوٰۃ ۲/۳۲۸۔

(۳) مسند ابی داؤد ۱/۱۵۷، ترمذی ۲/۲۸۰، مشکوٰۃ ۲/۳۲۸۔

(۴) مسند ابی داؤد ۱/۱۵۷، ترمذی ۲/۲۸۰، مشکوٰۃ ۲/۳۲۸۔

”شریف لے گئے اور ان کے لئے دعاء رحمت فرمائی اور فرمایا: ”اللہم اعف عنہ وارحمہ وادخلہ جہنم“ (۱) اے اللہ اس کی مغفرت فرما، ان پر رحم کر، انہیں اپنی جنت میں داخل فرما، اور وہ ایسا کر چکا۔

حاکم فرماتے ہیں: ”قریب المرگ کو قبلہ رو کرنے کے بارے میں مجھے اس کے علاوہ کوئی روایت نہیں ملی۔

قریب المرگ شخص کو دائیں پہلو پر لٹانے کے بارے میں سونے والی حدیث سے استدلال کیا جاسکتا ہے، حضرت برادر بن عازبؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اذا قیت مصجعک لتوحشاً وضوءک للصلاة، ثم اصطحج علی شفق الایمن، وقل: اللہم انی اسلمت نفسی الیک... اے انی انی انی انی“ (۲) (جب اپنی خواب گاہ میں سوئے تو اس طرح وضو کر، جس طرح نماز کے لئے وضو کرتے ہو، پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاؤ اور یہ دعا پڑھو: ”اللہم انی اسلمت نفسی الیک“ پھر ”پ“ پڑھو گے فرمایا: ”اے انی انی انی انی تمہارا انتقال ہو یا تو تم موت پر مریے، اس حدیث میں قبلہ کا ذکر نہیں ہے۔

اس مآخذ نے کتاب الجنائز کے باب التضرع میں صرف ابراہیم خلی کا اثر ذکر کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ”میت کو قبلہ رو کیا جائے۔“

(۱) حدیث برادر بن عازبؓ اور حاکم نے حضرت ابو قتادہؓ سے کی ہے حاکم نے سے صحیح قرار دیا ہے اور وہی ہے اس کی تصحیح کی ہے (اسنن الکبریٰ للبیہقی ۳۸۴ طبع المکتبۃ المدینہ، مکہ ۱۴۰۳ھ ۵۳۳۳ م تاخ کردہ دارالکتب المرئی)۔

(۲) حدیث ”ابداً الخیر...“ کی روایت بخاری اور مسلم نے حضرت برادر بن عازبؓ سے مرفوعاً کی ہے (فتح الباری ۱۱/۱۰۹ طبع المکتبۃ المدینہ، مکہ ۱۴۰۳ھ ۵۳۳۳ م تاخ کردہ دارالکتب المرئی ۲۰۸ طبع مکتبۃ المدینہ، مکہ ۱۴۰۳ھ ۵۳۳۳ م تاخ کردہ دارالکتب المرئی)۔

حضرت ابن ابی رباح نے اتنا ضافہ کیا: ”اس کے دائیں پہلو پر، مجھے نہیں معلوم کہ کسی نے کسی میت کے ساتھ ایسا نہ کیا ہو۔“ اس سے بھی کہ لینے کی یہ روایت، قبر میں رخصے کی روایت، و مرض میں پہلو کے مل لینے کی روایت سے قریب تر ہے، ان دونوں میں انی طرح کرنا مسنون ہے، لہذا اس سے روایت کی حالت میں بھی انی طرح کیا جائے گا۔

اس مسئلہ کے بارے میں امام احمد کی اس روایت سے بھی استدلال کیا جاتا ہے کہ ”حضرت فاطمہؓ اپنی وفات کے وقت قبلہ رو ہوئیں، پھر انہوں نے اپنے دائیں پہلو پر لٹا کر تکبیر پڑھائی۔“

قریب المرگ شخص کو پیچھے کے مل لٹا کر قبلہ رو کرنا بھی صحیح ہے، کیونکہ اس حالت میں روح نکلنے میں آسانی ہوتی ہے، ”نکھ بند کرنے اور از زمین باندھنے میں آسانی ہوتی ہے، اس کے بعد وضو کر دینے سے محفوظ رہتے ہیں۔ جب چٹ لٹایا جائے تو سر تھوڑا بلند کر دیا جائے گا تاکہ چہرہ آسمان کے بجائے قبلہ کی طرف ہو جائے۔“ (۱)

بعض فقہاء کہتے ہیں کہ قریب المرگ شخص کو قبلہ رو کرنے کے بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے، بلکہ سعید بن المسیب نے قبلہ رو کرنے کو مانا پسند کیا۔ زرہ بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ ”وہ سعید بن المسیب کے مرض الموت میں ان کے پاس موجود تھے، وہاں ابو سلمہ بن عبد الرحمن بھی تھے، حضرت سعید بن المسیب پر بے ہوشی جاری ہو گئی، ابو سلمہ نے حکم دیا کہ ان کا بستر کعبہ کی طرف پھیر دیا جائے، حضرت سعید بن المسیب کو فائدہ ہو تو انہوں نے دریافت کیا: آپ حضرات نے میرا بستر پھیر دیا؟ لوگوں نے جواب دیا: ہاں، حضرت سعید نے ابو سلمہ کی طرف دیکھ کر فرمایا: میں سمجھتا ہوں آپ کے علم میں ہوتا ہے کہ ایسا کیا گیا ہے، انہوں نے کہا: میں نے ہی ایسا کرنے کا حکم دیا تھا، حضرت سعید نے کہا کہ ان کا بستر پہلے ہی طرح

(۱) فتح الباری ۱/۲۴۶ طبع مکتبۃ المدینہ، مکہ ۱۴۰۳ھ ۵۳۳۳ م تاخ کردہ دارالکتب المرئی)۔



کر دیا جائے“ (۱)۔

ششم۔ قریب المرگ شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ سے حسن ظن پیدا کرنا:

۱۳۔ جب حاضرین قریب المرگ شخص میں یاس و ناامیدی کی علامات نہیں تو اس پر جب ہے کہ اس کے دل میں رحمت خداوندی کی امید پیدا کریں۔ اس میں باری تعالیٰ سے حسن ظن پیدا کریں۔ چونکہ اُن کی مایوسی کے عام میں اس کی وفات ہوئی تو ملاک ہو جائے گا۔ لہذا اس پر خیر خواہی کے اصول کے مطابق حاضرین کا یہ پیرینہ ہے کہ اسے یاس و ناامیدی سے نکالیں، یہ خیر خواہی کے اہم ترین واقع میں سے ہے (۱)۔

چہارم۔ قریب المرگ شخص کے حلق کو پانی سے تر کرنا:

۱۱۔ حاضرین کے لئے اس بات کا تمام رہنما مسنون ہے کہ قریب المرگ شخص کے حلق کو پانی یا دوسرے مایوس سے تر کریں۔ وہی سے اس کے ہوتوں کو بھی تر کریں۔ چونکہ ساقیات تکلیف کی شدت سے اس کا حلق سوکھ جاتا ہے، اس لئے وہ بات نہیں رہ پاتا۔ حلق اور ہوس تر رکھنے سے تکلیف کی شدت میں کمی محسوس ہوتی ہے، اور اس کے سے اللہ تعالیٰ کا شکر کا اظہار ہو جاتا ہے (۲)۔

پہنجم۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا:

۱۲۔ اس کے پاس جو صالحین حاضر ہوں ان کے لئے مستحب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔ اور اس کے لئے اس بات کی خوب عماریں کہ اللہ تعالیٰ اس کے اس مرحلہ کو آسان فرمائے۔ حاضرین کے لئے بھی عماریں، کیونکہ یہ بھی عاقل ہونے کا ایک وقت ہے فرشتے ان کی عمارت پر مین کہتے ہیں (۳)۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "إذا حضرتم المريض، أو الميت، فقولوا خیراً، فإن الملائكة يؤمنون علی ما نقولون" (۴) (جب تم مریض یا میت کے پاس جاؤ تو اس کے لئے عمارتیں کرو، اس لئے کہ فرشتے تمہاری عمارت میں کہتے ہیں)۔

قریب المرگ شخص کی وفات کے وقت حاضرین کے سے مسنون اعمال:

۱۴۔ جب حاضرین کو اس کی موت کا یقین ہو جائے (اس کی عمارت سانس دارک جانا اور ہوتوں کا کھل جانا ہے) تو اس کے گھر والوں میں اس پر جو سب سے زیادہ شفیق ہے وہ اس کی آنکھوں کو بند کر دے، اس کے لئے عمارتیں اس کی اڑھوں کو چوڑی پٹی سے اس طرف باندھے کہ پیٹ کی طرف سے پٹی لے جائے اور سر کے دہانے پر لے جا کر رکھ دے، چونکہ اگر جسم کے ٹھنڈے ہونے تک منہ در منہ آنکھیں کھلی چھوڑ دیئے جائیں گے تو پھر بند نہیں ہوں گے اور اس کی نفل بھونڈی اور ڈراؤنی محسوس ہوگی، منہ میں کیڑوں کے داخل ہونے کا شعلہ، بچے وقت پانی اندر چلے جانے کا خطرہ ہوگا، اس کے جوڑوں کو نرم کرے، اس کی کھال کو اس کے بازوؤں سے مٹائے پھر پھیلا دے، ہاتھوں کی انگلیوں کو اس کی ہتھیلیوں سے مٹا کر پھر

(۱) اس بڑی روایت ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف (۳۷۷) میں صحیح سند کے ساتھ نقل کی ہے۔

(۲) مطالب کوئی ابن ابی شیبہ نے اپنی شرح غایۃ المنتہی ۱/۳۶۱ میں ابن قتادہ ۲۵۰۲ طبع سوم المصاب

(۳) حاشیہ الدستانی علی المشرع الکبیر ۱/۳۱۳

(۴) اس حدیث کی روایت مسلم نے حضرت ام سلمہ سے مروی ہے (صحیح مسلم تحقیق محمد و احمد المصنف ۲/۳۳۳ طبع مکتبۃ المدینہ ۱۳۷۲ھ)۔

(۱) نہایۃ النہای علی شرح المصاب ۲/۲۸۲

پھیلے، اس کی رانوں کو اس کے پیٹ سے اور پنڈلیوں کو رانوں سے، پھر چپا دے<sup>(۱)</sup>۔

اس کی تکبیر کرنے والا کہے: "بسم اللہ وعلی علیہ وسلم اللہم ینسہ علیہ امرہ، وسہل علیہ ما بعدہ، واسعدہ بمقامک واجعل ما خرج الیہ خیرا مما خرج منه"<sup>(۲)</sup> (اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے مذہب پر۔ اے اللہ اس کے، اور اس کے معاملہ کو آسان فرما، اور اس کے موت کے بعد کے مرحلہ کو آسان فرما، اس کو اپنی ملاقات سے سرفراز کر، اس کی حشرت کو اس کی دنیا سے بہتر بنا) حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے، "فرماتی ہیں: "دخل رسول اللہ ﷺ علی ابی سلمة وقد شق بصره، فاعمضه ثم قال: إن الروح إذا قبض تبعه البصر فصبح ناس من أهله فقال: لا تدعوا علی أنفسکم إلا بخیر، فإن الملائكة یؤمنون علی ما تقولون، ثم قال اللہم اعمر لأبی سلمة، وارفع درجته فی المہدیین المقربین واجعله فی عقبہ فی العابرین، واعمر لنا ولہ رب العالمین، والسخ لہ فی قبرہ، ونور لہ فیہ"<sup>(۳)</sup> (رسول اللہ ﷺ ہوسلہ کی نفش) کے پاس اس حال میں آئے کہ ہوسلہ کی نگاہیں کھلی ہوئی تھیں، حضور ﷺ نے ان کی آنکھ بند کی، پھر فرمایا: روح حسب قبض کی جاتی ہے تو نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے، ہوسلہ کے گھر والوں میں سے کچھ لوگ چیخ پڑے، تو حضور ﷺ نے فرمایا: اپنے لوگوں کے حق میں، عاے فیہ ہی کرو، اس لئے کہ فرشتے

تمہاری باتوں پر آمین کہتے ہیں، پھر فرمایا: "اے اللہ ہوسلہ کی مغفرت فرما، اپنے بندہ ایت یافتہ مقرب بندوں میں اس کا درجہ بلند فرما، ان کے پسماندگان کی گنجبداشت فرما، اے سارے جہنوں کے رب ہماری اور ان کی مغفرت فرما، ان کی قبر کو شاد و سرور بن کر۔

شداد بن ابی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اذا حصونہم موفاکم لا تمضوا البصر، ولین البصر یتبع الروح، وفولوا خیرا، فإنه یؤمن علی ما قال أهل الميت"<sup>(۴)</sup> (جب تم اپنے مردوں کے پاس جاؤ تو ان کی آنکھیں بند نہ کرو، بیشک نگاہ روح کا پیچھا کرتی ہے، اور ان کے حق میں اچھی بات کہو، اس سے کہ میت کے گھر والے جو کچھ کہتے ہیں اس پر آمین کہی جاتی ہے)۔

میت کا چہرہ کھولنا اور اس پر گریہ و زاری کرنا:

۱۵ - حاضرین وغیرہم کے لئے میت کا چہرہ کھولنا، اس کو بوسہ دینا، اور اس پر تمین روزنک دینا جائز ہے، لیکن یہ، مانگینے چاہئے اور نوحہ کرنے سے خالی ہونا چاہئے، یونکہ جابر بن عبد اللہ کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: "لما قتل ابی جعلت اکشف الثوب عن وجهہ أبکی، وبھونی، والنبی ﷺ لا ینھانی، فأمر بہ النبی ﷺ فرفع ف جعلت عمتی فاطمة تبکی، فقال النبی

(۱) حدیث: "اذا حضرکم موفاکم لا تمضوا البصر..." کی روایت احمد ابن ماجہ حاکم، طبرانی و دیگر نے شداد بن ابی سے مروی ہے۔ حنفی یوسری سے ابن ماجہ کی روایت پر تعلق کرتے ہیں، یہ اس کی سند ہے اس لئے کہ قرآن میں سو مختلف ہیں، اس کے بغیر چاہئے ہیں، اس باب میں ام سلمہ کی حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے (سنن ابن ماجہ تحقیق محمد فوز عبد الباقی ۱/ ۳۶۷-۳۶۸ طبع عیسیٰ الخلی ۱۳۷۲ھ میل ۱۹۵۲ء) ۲/ ۳ طبع لطیف احسان، صحیح مسلم تحقیق محمد فوز عبد الباقی ۲/ ۳۳۲ طبع عیسیٰ الخلی ۱۳۷۲ھ۔

(۲) الفتاویٰ الہندیہ ۱/ ۵۵۳، علیہ النسخ ۱/ ۲۲۸، مختصر لہجری ۱/ ۱۹۹۔

(۳) الفتاویٰ الہندیہ ۱/ ۵۳، مختصر طبری ۱/ ۷۳۔

(۴) اس حدیث کی روایت مسلم نے حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے (صحیح مسلم تحقیق محمد فوز عبد الباقی ۲/ ۳۳۲ طبع عیسیٰ الخلی ۱۳۷۲ھ)۔

ﷺ۔ تبکیں او لا تبکیں، ما زالت الملائكة تظله  
 باجستها حتى رفعوه“ (۱) (جب میرے باپ قتل کر دیے  
 گئے، تو میں اس کے چہرے سے کچھ ستارہ نے اٹکا لوگوں نے مجھ کو  
 منع کیا میں خود رسول کریم ﷺ مجھے منع نہیں فرماتے تھے، اس کے  
 بعد حضور اکرم ﷺ کے حکم سے جنازہ اٹھایا گیا تو میری چوتھی  
 فاطمہؓ نے نکلیں تو حضور کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم رہنا نہ رو،  
 فرشتے اپنے بازوؤں سے اس پر سایہ زر رہے تھے یہاں تک کہ تم نے  
 انہیں اٹھایا، نیز حضرت عائشہؓ سے مروی ہے: ”ان اباہم  
 کشف وجه النبی ﷺ و قبلہ بین عیینہ، ثم ہکى،  
 وقال: ہابی الت و اسی یا رسول اللہ، طبت حیاً و میتاً“ (۲)

(۱) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے من  
 لفاظ کے ساتھ کی ہے ”جی ہاں یوم اُحد لہ بدلہ حتی وضع  
 ہن ہدی رسول اللہ ﷺ، و لد مجی ثوباً، فلہبت اوبد ان  
 اکشف عنہ لہانی قومی، ثم ذہبت اکشف عنہ لہانی قومی،  
 فامر رسول اللہ ﷺ فرفع، فسمع صوت صائحہ فقال: من  
 ہذا؟ فنادوا اہلہ عمرو او اُخت عمرو، فقال: فلم تبکی؟  
 اولاً تبکی، فما زالت الملائكة تظله باجستها حتی  
 رفع“ (میرے والد امرو کے دن لائے گئے، انہیں منظر کیا گیا تھا، انہیں رسول  
 اللہ ﷺ کے سامنے دکھایا، ان پر ایک کپڑا ڈالا ہوا تھا، میں نے چاہا کہ  
 کپڑا ہٹاؤں، تو لوگوں نے مجھے روک دیا، پھر میں نے کپڑا ہٹا دیا چاہا تو پھر  
 روکوں نے مجھے روک دیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو کپڑا ہٹا دیا،  
 مٹے ہی میں کسی چیخنے والی عورت کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے پوچھا یہ  
 کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا عمرو کی بیٹی عمرو کی بہن ہے تو آپ ﷺ نے  
 فرمایا: کیوں روئی ہے؟ فرمایا: مت روؤ فرشتے اپنے پرؤں سے من پر سایہ  
 رکھے ہوئے ہیں یہاں تک کہ انہیں اٹھایا گیا) (فتح المبارک ۳/۱۳ طبع  
 انتقہ، فتاویٰ ولہر جان رجب ۶۶۷، تاریخ کرد وزارت و کتاب و احسن  
 الاسلامیہ کویت ک)

(۲) حدیث عائشہؓ ۳۱۱ ابانکر... کی روایت بخاری ورنسائی نے حضرت  
 عائشہؓ سے کی ہے (فتح المبارک ۱۹/۷ طبع انتقہ، سنن ابی حنیفہ ۱۱/۱۱، تاریخ  
 کردہ المکتبہ التجاریہ مصر ک)

(حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی کریم ﷺ کا رخسار نے نور حوالہ دونوں  
 آنکھوں کے، رمیوں بوسہ یا نچر رہتے ہوئے فرمایا: اے اللہ کے  
 رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربوں، آپ ﷺ نے  
 بہت ہی زبردستی گزاری اور بہت ہی وفات پائی)۔ اور ”ابن النبی  
 ﷺ دخل علی عثمان بن مظعون و هو میت، فکشف  
 عن وجهہ، ثم اکب علیہ، فقبلہ و ہکى حتی رأت  
 الدموع تسيل علی وحنیہ“ (۱) (عثمان بن مظعونؓ کی وفات  
 کے بعد ان کے پاس رسول اکرم ﷺ تشریف لے گئے، ان کا چہرہ  
 کھولا، جھک کر انہیں بوسہ لیا اور گریز فرمایا، حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ  
 آنسو آپ ﷺ کے رخساروں پر بہہ رہے ہیں)۔ عبد اللہ بن جعفرؓ کی  
 روایت ہے: ”ان النبی امہل آل جعفر ثلاثاً ان بانہم، ثم  
 قامہ، فقال لا تبکوا علی انعی بعد الیوم“ (۲) (نبی  
 اکرم ﷺ نے آل جعفر کو اپنی تشیف آوری کے لئے تین دن کا  
 موقع دیا، چوتھ یاف لائے اور فرمایا: آج کے بعد میرے بھائی پر  
 مت رونا)۔

(۱) اس حدیث کی روایت ترمذی نے حضرت عائشہؓ کی بہن سے صحیح ترمذی

(۲) حدیث عبد اللہ بن جعفرؓ ۳۱۱ ابانکر... کی روایت بخاری ورنسائی نے حضرت  
 عبد اللہ بن جعفرؓ سے کی ہے (فتح المبارک ۱۹/۷ طبع انتقہ، سنن ابی حنیفہ ۱۱/۱۱، تاریخ  
 کردہ المکتبہ التجاریہ مصر ک)

## الخطاب ۱-۲

نکڑی کانے کی حرمت میں ایسا کوئی ہتھ نہ نہیں، حرم میں نکڑی کا کان  
مطلقاً حرم ہے۔

اہم۔ بعض علماء نے پوپا پوپ کے پورو کے حرم میں گھاس  
کانے کو جائز قرار دیا ہے۔ حرم میں نکڑی کانے کی حرمت میں اس  
فتواء کے یہاں بھی ایسا کوئی ہتھ نہ نہیں۔

## الخطاب

تعریف:

۱۔ الخطاب "احتصاب" کا مصدر ہے اس کا معنی ہے مٹری جمع کرنا۔  
خطب اس درختوں کو بھی کہتے ہیں جو آگ کا پھٹن بنتے ہیں۔  
اس لفظ کا اصطلاحی معنی لغوی معنی سے الگ نہیں ہے۔

الخطاب کا شرعی حکم:

۲۔ تمام مذہب کی جملہ اس بات پر متفق ہیں کہ حرم کے باہر درختوں  
سے مٹری کاننا جائز ہے، خواہ درخت مٹریوں یا جنگ، بڑھیکہ  
درخت کسی کی طبیعت نہ ہوں، سرد درخت کسی کے قبضہ میں ہو یا ملیت  
ہو تو اس کو بیجا اس سے مٹری کاننا، درخت والے کی اجازت کے بغیر  
جائز نہیں ہے (ک)۔

جملہ حکم:

۳۔ الخطب (مٹری کاننا، چٹنا) کے وہی احکام ہیں جو احتشاش  
(گھاس کانے) کے ہیں، صرف وہ باتوں میں فرق ہے:

۱۔ حرم میں اشجار، عویج وغیرہ گھاس کاننا جائز ہے، حرم میں

(۱) ابن عابدین ۱۶۳، ۳، ۱۹۷، ۱۹۸ طبع بولاق، اقلیدی وغیرہ ۱۵۳۳  
طبع نجف، المغنی ۱۸۳/۶ طبع لبنان ۲۳۶۸ طبع المیاض المجمع  
۱۲۹۴-۱۸۳، المدنی ۳۳۳ طبع دار الفکر، فتح القدیر ۲۲۶۳ طبع  
بولاق، اسکی الخطاب شرح روض الطالب ۱۳۱۳ طبع مکتبہ اسلامیہ





## امتحان ۳

(۱) لکھئے: ”مداوی“ کی اصطلاح۔

### اول۔ امتحان بول (پیشاب کو روکنا)

پیشاب روکنے والے کا منصوبہ:

۴۔ اس مسئلہ میں دو راوی ہیں:

حنفیہ، مالکیہ اور حنبلیہ کا مسلک یہ ہے کہ پیشاب روکنے والے کا ہنوس نہیں ہوتا، اس لیے کہ مذکورہ بالا تینوں مذاہب کے فقہاء کے نزدیک ہنوس ہونے کے لیے پیشاب روکنے کا ہنوس ہونا ضروری ہے۔ حنفیہ کا موقف ہے کہ حقیقتاً ہی ہنوس ہونا ضروری ہے، مگر امام معتزلیوں نے یہ کہہ کر پیشاب روکنے والے کی اگلی پچھلی شرمگاہ سے ہنوس ہونا ضروری نہیں سمجھا۔

اس کے برخلاف مالکیہ کے راوی ایک پیشاب روکنے والے کے ہنوس ہونے سے حکماً کسی چیز کا ٹھکانا بھی ہنوس کو توڑ دیتا ہے، فقہاء مالکیہ نے شدت سے پیشاب روکنے کو کجی شرمگاہ قرار دے کر ناقص ہنوس مانا ہے، لیکن اس کے بعد فقہاء مالکیہ میں اس بابت دو راوی ہوئے ہیں کہ اس درجہ کا پیشاب روکنا ناقص ہنوس ہے، بعض مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ جب امتحان (پیشاب روکنا) اتنا شدید ہو کہ حقیقتاً ہی ہنوس ہونے کے کسی رکن کی ادائیگی میں مانع ہو تو پیشاب روکنے سے ہنوس ٹوٹ جائے گا، حکماً مائع ہونے سے مراد یہ ہے کہ انسان بہت مشکل سے نماز کے رکن کو ادا کر سکے، اتنے شدید پیشاب کے تقاضے کی حالت میں انسان کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا جو طہارت پر موقوف ہے، مثلاً قرآن مجید کا چھو، اس کو ہنوس ہنوس نے بھی شرمگاہ قرار دے کر ناقص ہنوس مانا ہے۔

بعض مالکیہ فقہاء مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ پیشاب کے شدید تقاضے کے وقت پیشاب روکنا ناقص ہنوس ہے، خواہ نماز کے کسی رکن کی ادائیگی میں مائع نہ ہو<sup>(۱)</sup>۔

(۱) حنفیہ، مالکیہ اور حنبلیہ ۱۰۶۱ھ طبع ممبئی انجمن۔

بھی ہوتا ہے، اس کا حکم بھی باحت کا، کبھی ممانعت کا ہے، اس میں بھی اختلاف، تفصیل ہے جس کا ذکر آئندہ آئے گا<sup>(۱)</sup>۔

نماز پر فیصد کرنے کے دوران پیشاب، پاخانہ روکنے کے ممنوع ہونے کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”لا صلاة بحضرة الطعام ولا وهو يدافع اللاحثین“<sup>(۲)</sup> (کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں ہے اور نہ اس حال میں نماز ہے کہ انسان پیشاب یا پاخانہ کو روک رہا ہو)، ایک دوسری حدیث ہے: ”لا یحل لامری مسلم ان یطر فی خوف بیت اموی حتی یستأذن، ولا یقوم الی الصلوة وهو حافی“<sup>(۳)</sup> (کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ کسی شخص کے گھر کے اندر دیکھے جب تک کہ اجازت نہ لے لی ہو اور نہ نماز کے لئے اس حال میں کھڑا ہو کہ وہ پیشاب، پاخانہ روک رہا ہو)، ابو بکرؓ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”لا یحکم احدکم بین النین وهو غصبان“<sup>(۴)</sup> (تم میں سے کوئی دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہ کرے جبکہ وہ غصہ کی حالت میں ہو)، اور اسی پر فقہاء نے حائض کو قیس یا ہے، ”مرد حاجہ کے لئے حقن لینے کی دلیل یہی ہے کہ نہیں شرمگاہ کے ساتھ ہے جو اصل حاجہ کی ہے

(۱) المدنی ۱۰۶۱ھ، الطحاوی علی مراتب الاصلاح ۱۰۷۱ھ طبع اہل حنفیہ، ۳۵۰-۳۵۱ھ طبع مکتبۃ القیم، مجموع ۱۰۵۳ھ طبع اہل حنفیہ۔

(۲) اس حدیث کی روایت بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے کی ہے (فیض القدیر ۲۳۷-۲۳۸)۔

(۳) اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے شیخ احمد رضاؒ نے تحقیق میں لکھے ہیں کہ ابن عمرؓ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اس کی روایت امام احمد نے السنن ۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹ میں ابوداؤد ۲۳۴ اور سنن ابی داؤد ۱۲۷ نے کی ہے (سنن ترمذی ۱۸۸ طبع مصطفیٰ انجمن)۔

(۴) اس حدیث کی روایت مسلم، ترمذی اور سنن ابی داؤد نے کی ہے (فتح البکیر ۳۳۵-۳۳۶)۔

پیشاب روکنے والے کی نماز:

۵- حائضہ کی نماز کے حکم کے بارے میں فقہاء کے دو رجحانات ہیں:

حنفیہ، حنابلہ کا مسلک اور شافعیہ کی ایک رائے یہ ہے کہ حائضہ کی نماز مکروہ ہے، اس راستہ کی دلیل یہ ہے کہ روک دینا ہیٹھ میں۔

شافعیہ میں سے علماء کرام اسان اور ابو زید مہزی کا مسلک یہ ہے کہ اگر پیشاب پاخانہ کوئی کے ساتھ روکے تو نماز، درست نہیں ہوتی<sup>(۱)</sup>، ان

ترم فقہاء نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اور حضرت ثوبان کی حدیث سے استدلال کیا ہے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لا صلاة بحضرة الطهارة ولا

وهو يدافعه الاحشاء"<sup>(۲)</sup> (کھانے کی وجہ کی میں نماز نہیں اور

نہ اس حال میں نماز ہے کہ اسباب پیشاب پاخانہ کو دفع کر رہا ہو)،

حضرت ثوبان کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا يحل لامرئ ان ينظر في جوف بيت امرئ حتى

يستأذن، ولا يقوم إلى الصلاة وهو حائض"<sup>(۳)</sup> (کسی شخص

کے لئے جائز نہیں کہ کسی کے گھر میں جھانکے، الا یہ کہ اس سے اجازت

حاصل کرے، اور نہ کوئی شخص نماز کے لئے اس حال میں کھڑا ہو کہ وہ

پیشاب کو روک رہا ہو)، جو لوگ پیشاب روکنے والے کی نماز کو مکروہ

کہتے ہیں وہ نہ ہیٹھ میں، نہ ممانعت کو نہ بہت پر محمول کرتے

ہیں اور مہزی رائے رکھنے والے فقہاء نے اجاہٹ کے خلاف کو

اختیار کرتے ہوئے ممانعت کو نماز پر محمول کیا ہے۔

مالکیہ کا مسلک چونکہ یہ ہے کہ پیشاب کے شدید تقاضہ کے وقت

پیشاب کو روکنا ناقص وضو ہے، اس لئے ان کے نزدیک اس کی نماز

باطل ہوتی ہے۔

(۱) الطحاوی علی مرسل اللہ ص ۱۹۷، المعنی ص ۵۰، المجموع المصنوع ص ۱۰۵۔

(۲) اس حدیث کی تخریج کثرت کی ہے نیز علامہ حلی نے المعنی ص ۵۰، ۴۵۱۔

(۳) ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے (المعنی ص ۵۰، ۴۵۱)۔

پیشاب روکنے والے کی نماز کا مادہ:

۶- جو لوگ پیشاب روکنے والے کی نماز کو مکروہت کے ساتھ درست

قرار دیتے ہیں وہ اس نماز کا اعادہ کرنے کے قابل نہیں ہیں، ہاں

حنابلہ کی ایک رائے ہے کہ پیشاب روک کر نماز پڑھنے والا اپنی نماز

مکروہ ہے، اس حضرات نے نماز اور نہ ہیٹھ میں، یہ بات پر گہری ہوتی

ہوتی اجاہٹ کے خلاف کی بنا پر یہی ہے کہ یہ بات پہلے گزر چکی کہ

پیشاب کے شدید تقاضہ کی حالت میں "کی ہوتی نماز کو مالکیہ باطل

قرار دیتے ہیں، اس لئے اس کے یہاں تو مہزی کا مادہ لازم ہوگا۔

وقت فوت ہونے کے خوف سے پیشاب روک کر نماز

پڑھنا:

۷- حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ جب وقت میں گنجائش

ہو تو مناسب ہے کہ پہلے عارض (پیشاب وغیرہ) کو روک کر لے، پھر

ماراثر میں آکرے، اور اگر وقت فوت ہونے کا خوف ہو تو اس مسئلہ میں

دو آراء ہیں: حنفیہ اور حنابلہ کا مسلک اور شافعیہ کی ایک رائے یہ ہے

کہ پیشاب روک کر ماراثر پڑھے گا، وقت فوت نہیں ہونے دے گا،

لیکن حنابلہ ابن ابی موسیٰ کے نزدیک عارضوں میں حدیث کی وجہ سے

اعادہ کے قائل ہیں<sup>(۱)</sup>۔

شافعیہ کی مہزی رائے جسے متولی نے نقل کیا ہے یہ ہے کہ پہلے وہ

عارض روک کرے گا اور وضو کرے گا خواہ وقت نکل ہی جائے، پھر نماز

کی انگلی کرے، عارض حدیث کی بنا پر، نیز اس سے کہ نماز کا مقصد

خشوع ہے، لہذا خشوع کی تجدید شدت کرنی چاہئے خواہ وقت فوت

ہو جائے<sup>(۲)</sup>۔

(۱) المعنی ص ۵۱۔

(۲) المعنی ص ۵۱، المجموع ص ۱۰۵، الطحاوی علی مرسل اللہ ص ۱۹۷۔

(۳) المجموع ص ۱۰۵۔

جماعت یا جمعہ فوت ہونے کے خوف سے پیشاب روک  
رہنا:

۸- حنفیہ کا مسلک ہے کہ اگر پیشاب زر کے مضور نے میں جماعت  
یا جمعہ کے فوت ہونے کا خطرہ ہو تو پیشاب روک کر نماز پڑھ لے،  
شافعیہ کا مسلک ہے کہ اس کے لئے جماعت چھوڑ دینا اور عارضہ دور  
کرنا زیادہ بہتر ہے، حنبلیہ کا مسلک ہے کہ فقط حدیث کے عموم کے  
مذکورہ نظر پیشاب کا تقاضا ہوتا ہے جماعت کو چار کرنے والا  
مذکورہ روکا جائے گا کیونکہ حدیث کے الفاظ اپنے عموم میں نماز کو  
سے ہوئے ہیں (۱)۔

پیشاب روکنے کے بارے میں مالکیہ کا موقف پہلے ہی گذر چکا۔

پیشاب روکنے والے قاضی کا فیصلہ:

۹- اس بات میں اہل علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ قاضی کے  
سے یہ مناسب نہیں کہ پیشاب کے تقاضہ کے وقت پیشاب روک کر  
فیصلہ کرے، میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ اس حالت میں اگر  
اس سے فیصلہ کر دیا تو شرعاً اس کا فیصلہ نافذ ہو گیا نہیں اس بارے میں  
دو میں ہیں:

حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ کا مسلک اور حنبلیہ کی ایک رائے نیز قاضی  
شریعہ و حضرت عمر بن عبد العزیز کا قول ہے کہ پیشاب کے شدید  
تقاضہ کے وقت قاضی کا فیصلہ کرنا مکروہ ہے، کیونکہ یہ کیفیت دشمنی اور  
کامل غور و فکر میں مانع ہوتی ہے جن کے ذریعہ عموماً حق تک رسائی  
ہوتی ہے، لہذا یہ کیفیت بھی غصہ کے حکم میں ہے جس کے بارے میں  
حدیث نبوی وارد ہے، بخاری و مسلم میں حضرت ابو بکرؓ سے روایت

(۱) اس ۱۱۵۵ھ تا ۱۱۵۶ھ طبع بمبئی مجلس، مرتبہ اصلاح پیمائش  
الطبعی وی ۹۷۔

ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”لا یحکم  
أحد بئس أو هو غصباً“ (کوئی شخص غصہ کی حالت میں وہ  
آمیوں کے درمیان فیصلہ نہ کرے)۔

لیکن جب اس نے اس حال میں فیصلہ کر دیا تو اس کا فیصلہ نافذ  
ہو جائے گا جس طرح قاضی کا حالت غضب میں کیا ہو فیصلہ جمہور  
فقہاء کے نزدیک نافذ ہو جائے گا (۲)۔

حنابلہ کی دوسری رائے جسے قاضی ابو یعلیٰ نے نقل کیا ہے، یہ ہے  
کہ پیشاب روکنے کی حالت میں قاضی کا فیصلہ جائز نہیں ہے، مگر  
قاضی نے اس حالت میں فیصلہ کر دیا تو اس کا فیصلہ نافذ نہیں کیا جائے گا،  
کیونکہ حدیث بالا میں ایسے فیصلے سے منع کیا گیا ہے، منع یہ ہوا اس  
بات کا متنازعہ ہے کہ جس چیز سے منع کیا گیا ہے وہ نافذ ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ حنبلیہ کے نزدیک غصہ قاضی کے فیصلہ میں اس  
وقت نافذ ہے جب اس کا جب شرعی معاملہ کا فیصلہ واضح ہونے سے پہلے  
اس کو غصہ آیا ہو، اگر فیصلہ واضح ہونے کے بعد اس کو غصہ آیا تو یہ  
فیصلہ میں مانع نہ ہوگا (۲)، کیونکہ اس پر سچائی غصہ نے سے قبل واضح  
ہو چکی ہے، لہذا غصہ اس میں اثر انداز نہ ہوگا۔

دوم۔ وہ اس کے لئے حقنہ کرانا

۱۰- جس نے اگلی یا پچھلی شرمگاہ میں حقنہ کیا اس کا مضبوطی نہیں، اس  
کے بارے میں تین رجحانات ہیں:

حنفیہ اور شافعیہ کا مسلک ہے کہ مضبوطی نہیں، فقہاء عسکریہ  
ہے کہ ان میں یا عورت نے اگلی پچھلی شرمگاہ میں حقنہ کیا کوئی چیز داخل

(۱) البحر الرائق ۱/۲۰۳ طبع مطبعہ المدنیہ قاہرہ، حدیث الاحکام مع شرح لانا  
۸۶/۱ طبع مطبعہ الاسلام، القادسیہ، اشراف ۱۸/۳۳۱، حافیۃ الدسوقی  
۱۳/۱ طبع بمبئی مجلس، انبی ۱۰/۲۳-۵۵، منیل ۱۵/۵۵، ۲۳-۵۵  
(۲) انبی ۱۰/۵۵



نگل رعی ہے، لہذا انہوں نے مرگاہوں سے نکلنے والی تمام چیزوں کے مشابہ ہونے، اور اگر یہ چیزیں اس طرح نہیں کہ ان پر تری محسوس نہیں ہو رہی ہے تو اس سلسلہ میں، اقول ہیں:

ہل۔ ہمنوٹے جاے گا۔ تاکہ یہ چیز شرمگاہ سے نکل رہی ہے۔  
لہذا اس سے نکلنے والی تمام چیزوں کے مشابہ ہوئی۔

دوم۔ غم نہیں ٹوٹے گا، اس لئے کہ مٹانے پر جوہ کے درمیں  
کوئی مسجد نہیں۔ ابد ایوب سے اس کا اثر نہیں ہوگا۔ (۱)

روزہ وار کا حقہ لیتا:

۱۱- روزہ دار یا تو کچھ لی شر مگاد میں "قند" لے گیا اگل شر مگاد میں یہ اس زخم میں جو پیٹ تک پہنچا ہوا ہے۔

بچپالی شہ مرگاہ میں حقتہ ایما:

### ال مسئلہ میں روزانہ عقیقہ:

۱۲- حنفیہ اور مالکیہ کا قول مشہور جو شافعیہ اور حنبلیہ میں سے ہر ایک کا مذہب بھی ہے یہ ہے کہ پچھلی شرمگاہ میں "قنہ" لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس کی تشابہ لازم ہوتی ہے۔ یہ نیکہ حضرت عائشہ کا شمار ہے: "میرے پاس رسول اکرم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: "یا عائشہ! هل من كسرة؟ فأتيت به بقصر فوضع في فيه ، فقال: يا عائشہ! هل دخل بطي مه شيء؟ كمالك قبة الصائم، إنما الإفطار مما دخل وليس مما خرج" (۴)

(1)  $\frac{1}{2} \frac{d}{dt} \left( \frac{1}{2} \frac{d}{dt} \right)$

(۲) حضرت عائشہؓ کی حدیث کی روایت ابوحنیفہؒ نے کی ہے (نصب الرایہ ۴/۵۴) نصب الرایہ کو فیضانِ کرمؒ نے اس حدیث کے بارے میں لکھا ہے: "مشی اور وکرم میں لکھتے ہیں: اس حدیث کی سند میں بعض ایسے راوی ہیں جنہیں میں نہیں جانتا۔"

دی پھر دھیرنگی تو ہسٹوٹ جائے گا خود اس میں گندنی مٹی ہو یا نہ مٹی ہو، لیکن یہاں پر ہسٹوٹ مٹنے کی صحت کیا ہے؟ اس کے بارے میں مہتباء کے درمیان اختلاف ہے، مہمسلک کے مہتباء نے اپنے قواعد کے تحت صحت متعین کی ہے۔

خفیہ نے کہا ہے کہ یہ شیاء رچہ پتی و امت میں پاک ہوں ہیں  
جب یہ شرمگاہ سے باہر نہیں کی تو اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ مایا کی ضرور  
طبع کی اور چھوٹا بچہ پانچواں کے مقام سے تھوڑی مایا کی تاثیر بھی ہنس  
کو توڑ دیتا ہے (۱)

شامیہ نے یہ سب متعین کی ہے کہ شرمگاہ میں داخل ہونے والی چیز جب اس سے دور آئے گی تو سے شرمگاہ میں آسکیں گا چاہے گا۔ پس اس سے غصہ ہو جائے گا چاہے اس میں اپا کی مکی ہو یا نہ مکی ہو، چاہے پوری چیز دور آئے یا اس کا کوئی کمرہ آئے۔ اس لئے کہ یہ حالت نہ سبب ہے (۴)۔

مالکیہ نے کہا کہ یہ آتشِ مومن نہیں، انہوں نے ذکر کیا کہ پاخانہ کے مقام میں جتنے داخل کرنے سے مومن میں ٹوٹتا، حالانکہ جتنے کے نکلنے وقت اس کے ساتھ پاکی نکلنے کا احتمال ہوتا ہے۔ مالکیہ نے اس کی حد یہ بیان کی ہے کہ یہ نکلنے والی چیز غیر معتاد ہے۔ بلکہ آتشِ مومن نہیں ہوگی، جس طرح کیڑیاں نکلی نکلنے سے مومن میں دوڑتا ہو، اس پر تری ہو (۳)۔

حنابلہ کے یہاں اس مسئلہ میں تفصیل ہے، حنابلہ اس بات پر متفق ہیں کہ اگر اٹھل ہوئے، الٰہی جتنے حلقہ پاروائی وغیرہ دیکھو اگر یہ جتنے ہیں اس طرح نہیں کہ سن پر نہیں ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا، یہ نکتہ ائمہ (تاری، رطوبت) تنہا ملے تو بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے کہ موٹر و گاڑ سے

(۲) چوبیس اصناف / ۴۳ اصناف

(۳) مجموعہ معاصر، شائع کردہ مکتبۃ العالمیہ۔

۳۔ الصدوقی علی الخمری ۵۔

(۱) ع شرعیہ کوئی نکر ہے؟ میں آپ ﷺ کے پاس روٹی کی ایک لکیر لائی آپ ﷺ نے سے منہ میں رکھ لیا (اس کو منہ میں سے نکال کر) پھر فرمایا: ”ع شرعیہ میرے پیٹ میں اس میں سے کچھ چاہیے؟“ یہی حال روزہ رکھنے کے پیمانے کا ہے۔ اور کچھ داخل ہونے سے روزہ ٹوٹتا ہے، ہاں، نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا (حضرت ابن عباسؓ اور عکرمہؓ کا قول ہے: ”الغطر مما دخل وليس مما صرح“ (۱) (روزہ اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو اندر داخل ہو، اس چیز سے نہیں ٹوٹتا جو باہر نکلے)۔

روزہ ٹوٹنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حقہ اس کے اختیار سے اس کے پیٹ میں پہنچا ہے، لہذا یہ کھانے کے مشابہ ہے، اور اس میں روزہ ٹوٹنے کی حقیقت بھی پائی جاتی ہے یعنی اس کے جسم کے اندر وہ چیز پہنچ رہی ہے جس میں اس کے بدن کی درنگی ہے (۲)۔

سین چھبلی شرمگاہ میں حقہ لینے سے روزہ ٹوٹنے کے لئے مالکیہ نے یہ شرط رکھی ہے کہ جو چیز اندر داخل کی گئی ہو وہ سینال ہو، مالکیہ کے علاوہ دوسروں نے یہ شرط نہیں رکھی ہے۔

مالکیہ کا غیر مشہور قول، تاجی حسین شافعی کی رائے (جسے شافعیہ نے شاذ کہا ہے)، اور ابن تیمیہ کا مختار قول بھی یہی ہے کہ روزہ وادری

(۱) مکرہ اور اس عہد کے قوت کو بخاری نے تخلیفاً ذکر کیا ہے (بخاری ص ۳۴۷، ۳۴۸) تاجی نے خود عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں اپنی سند کے ساتھ ابن مسعودؓ سے سونوار روایت کیا ہے اور ابن ابی شیبہؓ نے ابن عباسؓ سے سونوار روایت کیا ہے بعض حضرات نے اس قول کی روایت بھی اکرم ﷺ سے بھی کی ہے لیکن اس کا مرفوع ہونا ثابت نہیں ہے (فہم الراہ) ص ۲۵۳۔

(۲) بخاری علیٰ ہدایہ ص ۴۲-۴۳ طبع بولاق، الفتاویٰ الہندیہ ص ۲۰۲ طبع المکتبۃ الاسلامیہ، المجموع المصنوع ص ۳۳۳، اشرار الکبیر علیٰ ہدایہ ص ۲۸۰ طبع بیروت، کتاب الفتاویٰ ص ۲۸۶ طبع حادہ اسی، الفروع ص ۳۶۲ طبع لبنان، الاصاب ص ۲۹۹ طبع حادہ اسی، انصاری ص ۱۲۱۔

چھبلی شرمگاہ میں حقہ لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اس کے منہ تصد لازم نہیں، ان حضرات نے اس قول کی علت یہ بیان کی ہے کہ روزے مسلمانوں کے، یہ میں شامل ہیں جن کے جاے کی خاص و عام سب کو ضرورت پڑتی ہے، اگر یہ سورت میں سے ہوتے تو ہمیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ پر اس کا بیان واجب ہوتا، اگر نبی اکرم ﷺ نے سے یہ سورت ہوتا تو صحابہؓ کے علم میں ہوتا اور صحابہؓ کرامؓ سے امت تک پہنچتے جس طرح پوری شریعت پہنچانی، جب اہل علم میں سے کسی نے اس بارے میں حنفیہ ﷺ سے کوئی حدیث نقل کی، صحیح، ضعیف، نہ مستند نہ مرسل تو یہ بات معلوم ہوئی کہ رسول اکرم ﷺ نے اس بارے میں کچھ ذکر نہیں فرمایا (۱)۔

اگلی شرمگاہ میں حقہ لینا:

۱۳- جمہور فقہاء کے نزدیک اگلی شرمگاہ کا حقہ اگر مثانہ تک نہیں پہنچتا تو اس سے کچھ نہیں ہوتا، مرد میں ورنے کا، مثانیہ کا صحیح قول یہ ہے کہ مرد نہ ٹوٹ جاتا ہے، اور مثانیہ کا، اور قول یہ ہے کہ اگر حقہ مثانہ سے آگے نہ جاوے یا تو مرد نہ ٹوٹے یا نہ ٹوٹے، اگر حقہ مثانہ تک پہنچے یا تو عورت کی اگلی شرمگاہ کے قلع سے ہی حکم ہوگا جو چھبلی شرمگاہ میں حقہ لینے کا حکم ہے (۲)، اور اگر مرد کی اگلی شرمگاہ (دکھانہ سورخ) میں یا بواحقہ مثانہ تک پہنچے یا نہ پہنچے تو اس کے بارے میں دو میں ہیں:

امام ابو حنیفہ، امام محمد، مالکیہ، فاسک، حنابلہ کے یہاں مذہب اور شافعیہ کی ایک رائے یہ ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، روزہ وادری پر نہ

(۱) الفتاویٰ لابن تیمیہ ص ۲۳۳-۲۳۴ طبع الریاض، المجموع المصنوع ص ۲۹۹۔  
(۲) الفتاویٰ لابن تیمیہ ص ۲۳۳-۲۳۴، الفتاویٰ الہندیہ ص ۲۰۲، المجموع ص ۳۳۳۔ کتاب الفتاویٰ ص ۲۸۶، الفتاویٰ ص ۲۸۶۔

استعمال کرنے کا حکم دیا، اور فرمایا: روزہ دار اس سے بچے، اس سے بھی کہ یہ چیز اس کے پیٹ میں اس کے اختیار سے پہنچی ہے، لہذا کھانے کے مشابہ ہونے، نیز رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "القطر مما دحل" (۱) (روزہ دار اس چیز سے ٹوٹا ہے جو مرد داخل ہو)۔

مالیہ کا مسلک "رثانیہ" و "حنابلہ" کی ایک رائے یہ ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ابن تیمیہ نے اس کی وہی دلیل دی ہے جو مطلقاً حقہ کے بارے میں دی ہے (۲)۔

حرام چیز کو حقہ میں استعمال کرنا:

۱۵- علماء نے اس بات کو جائز قرار دیا ہے کہ بطور دوا، مرض اور کرنے کے لئے یا لافانی دوا کرنے کے لئے پاک چیز کا حقہ پیا جائے، حنفیہ نے جراثیم، قوت حاصل ہونے کے لئے یا مونا ہونے کے لئے حقہ لینے کو جائز نہیں کہا (۳)۔

مجبوری کے بغیر حرام چیز کا حقہ لینے سے منع کیا ہے، کیونکہ حرام چیزوں کے استعمال کی ممانعت میں عموم ہے۔

اس امر حرام چیز کا حقہ لینا ضرورت بن جائے، اس کے استعصاف نہ کرنے میں جان کا خطرہ ہو، اور حلق، مسدود، غلیظ بن جائے ہو، اور مریض کی شفا یا لافانی دوا حرام چیز کا حقہ پینے سے ہو تو حنفیہ اور رثانیہ کے نزدیک ضرورت کے بقدر اس کا استعمال جائز ہے، ان

= لیجاری ص ۳۸۸ طبع دار الفکر طرابلس لبنان ۱۳۶۰ھ۔

(۱) فقرہ ۱۲ کے حواشی میں اس حدیث کی تصریح کی گئی۔

(۲) الخرشنی ۱۶۲/۲ مطبوعہ المطبعة الخرج شرح المسماح علی الشراوی وابن کاسم ص ۳۰۲ طبع دار صادر، المجموع ۳۱۳/۶، الفتاویٰ لابن تیمیہ ۲۵/۲۳۳ اور اس کے بعد کے صفحات، و الاصاب ۲۹۹/۳۔

(۳) ابن ماجہ ص ۲۳۹/۵۔

قصہ ہے نہ کفار، نہ حضرات سے اس کی ملت یہ بیان کی ہے کہ اس بارے میں کوئی نص و روایت نہیں، "اس مسئلہ کو دہرے پر قیاس کرنے والا حق سے دور ہو، کیونکہ مرد کی اگلی شرمگاہ میں لیا ہوا حقہ جو فحش نہیں پہنچتا، ورنہ ممنوع غذا رسائی کا باعث ہے، امام ابو یوسف کا مسلک رثانیہ کا صحیح قول و حنبلیہ کا یک قول یہ ہے کہ سب دہرے کے سوراخ میں کوئی چیز ٹپکانی تو روزہ فاسد ہو گیا۔ کیونکہ یہ چیز اس کے اندر اس کے اختیار سے پہنچی، لہذا کھانے کے مشابہ ہو گیا (۱)۔

جائزہ (۲) میں حقہ لینا:

۱۳- حنفیہ، رثانیہ کا مسلک اور حنبلیہ کے یہاں غرض (۳) یہ ہے کہ جو رخم پیٹ تک سرایت کئے ہوئے ہے اس میں اگر ۱۰۰ ملی تو روزہ فاسد ہو گیا، کیونکہ یہ پیٹ تک پہنچ جائے گی، نیز اس لئے کہ پیٹ تک کوئی چیز معتاد راستہ سے پہنچ ہو یا غیر معتاد راستہ سے، دونوں کا حکم یکساں ہے، اور اس لئے بھی کہ یہ کھانے سے زیادہ مؤثر اور مفید ہے، "ان النبی ﷺ أمر بالامتناع عند النوم، وقال: لیتقہ الصائم" (۴) (رسول اکرم ﷺ نے سوتے وقت اشد سرور

(۱) بشرح المفیر ۱۶۹۹، الاصاب ص ۳۰۷۔

(۲) "جائزہ" پیٹ کا رخم جو حد تک پہنچ گیا ہو۔

(۳) فتح القدیر ۲/۳۷ طبع بوقاق الفتاویٰ الہندیہ ص ۴۰۲، حواشی الشراوی وابن کاسم لیجاری علی حقہ المسماح ص ۳۰۲-۳۰۳ طبع دار صادر، کشاف الخراج ۲۸۶/۲، الاصاب ص ۳۰۰، النووی ص ۱۲۴، المحل ص ۳۱۸، اجیاء اثرات العربیہ۔

(۴) حدیث شریف کی روایت ہے ابو ذر و ابو بکر نے اپنی تاریخ میں معبد بن ہودہ ص ۱۲۱ سے مروی ہے ابو ذر کے الفاظ یہ ہیں: "اللہ امر بالامتناع عند النوم، وقال: لیتقہ الصائم"، ابو ذر نے کہا مجھ سے یہی کہ میں نے کہا یہ حدیث مگر ہے اور عبد الرحمن جیسا کہ میں نے کہا ہے صلیب ہیں، ابو حاتم ہری نے کہا یہ صدوق ہیں (مختصر سنن ابی داؤد ص ۲۶۰-۲۵۹) تاریخ کردہ دار المعرفہ ۱۳۰۰ھ، تاریخ الکبیر

ما پاک چیز کی نہ مالش نہ راست ہے، نہ حقہ بیاض نہ بطور و استعس  
کرا، خواہ ان کے استعمال نہ کرنے سے آدمی ملاک ہو جائے، یونکہ  
نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”یٰۤاَیُّہَا اللہ لم یجعل شفاء اُمتی  
فیما حرم علیہا“ (بے شک اللہ نے میری امت کی شفا اس  
چیز میں نہیں رکھی جنہیں امت کے لئے حرام قرار دیا ہے) اور  
اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایسی نیند کا تذکرہ یا یہ بودو  
کے لئے بنائی جاتی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اہ لیس بدواء  
ولکنہ داء“<sup>(۱)</sup> (دودہ انہیں ہے بلکہ وہ بیماری ہے)۔

بچے کو دودھ کا حقنہ دینا اور نکاح کی حرمت میں س کا شر:  
۱۶- حنفیہ کا مسلک، مالکیہ کا مرجوح توں، شافعیہ اور حنبلیہ نیز لکھ  
بن سعد کی ایک رائے یہ ہے کہ جب پانچ کے مقام میں چھوٹے بچے  
کو دودھ کا حقنہ دیا گیا تو اس سے نکاح کی حرمت ثابت نہیں ہوگی  
(یعنی جس عورت کے دودھ کا حقنہ دیا گیا ہے، وہ بچے کی رضاعتی ماں  
نہیں ہوتی)، ان فقہاء نے اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ رسول  
اکرم ﷺ نے اس رضاعت کی بنا پر نکاح حرام قرار دیا جو بچہ صحت  
(بھوک) کے مقابل ہو<sup>(۲)</sup>، جماعت (بھوک) کے بغیر رضاعت  
سے حرمت کا حکم نہیں دیا، لہذا حرمت نکاح اسی وقت ثابت ہوگی جب  
جماعت (بھوک) کے مقابل ہو، نیز اس لئے کہ حقنہ کے طور پر  
استعمال لئے گئے دودھ سے گوشت اور ہڈی کی نشوونما نہیں ہوتی، بچہ

(۱) ابنی ۱۱/۸۳ طبع المکتبۃ الخیر فی ۵/۳۵۱۔ حدیث: ”اہ لیس بدواء  
ولکنہ داء“ کی روایت مسلم ابن ماجہ اور احمد نے کی ہے (صحیح الکبیر  
۲/۳۲۵)۔  
(۲) حدیث: ”إلما الرضاعة من المجاعة“ بخاری اور مسلم دونوں میں ہے  
(صحیح الکبیر ۱/۲۸۲)۔

فقہاء نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد: ”یٰۤاَیُّہَا اللہ لم  
یجعل شفاء کم فیما حرم علیکم“<sup>(۱)</sup> (اللہ تعالیٰ نے تمہاری  
شفا اس چیز میں نہیں رکھی جنہیں تمہارے لئے حرام قرار دیا  
ہے) میں شفا کا علم ہونے کی صورت میں حرمت کی نفی کی گئی ہے، اس  
طرح حدیث کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دودھ پانے کی  
جواز دی ہے اور بیماری کے لئے دودھ پانی ہے۔ تو سب اس دودھ  
میں کوئی حرم چیز ہو، ورنہ تمہیں معصوم ہو کہ اس میں شفا ہے تو اس کے  
استعمال کی حرمت قائم ہوگی<sup>(۲)</sup> اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری عیال  
اس چیز میں نہیں رکھی ہے جو تمہارا حرام ہے، اس لئے کہ تم نے بھی  
حدیث کے اس مفہوم کی تائید کی ہے۔

جدید شفاء کے لئے حرام دوا کے استعمال کے بارے میں حنفیہ  
اور شافعیہ کی دور میں ہیں:

بعض حضرات نے جو چند ضرورت ایسی صورت میں منع کیا ہے  
جبکہ اس کے قائم مقام دوسرا علاج موجود ہو، اور بعض فقہاء نے اس  
شرط کے ساتھ اس کی اجازت دی ہے کہ کسی باہر مسلمان طبیب نے  
اس کا مشورہ دیا ہو<sup>(۳)</sup>۔

مالکیہ کا مسلک، حنبلیہ کی ایک رائے یہ ہے کہ شراب اور سی

(۱) حدیث: ”یٰۤاَیُّہَا اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم“ کی روایت  
طبرانی نے معجم الکبیر میں، یزید بن ابی شیبہ اور حاکم وغیرہ نے ابن مسعود سے  
سوقوفہ کی ہے اور اس کی روایت ابن حبان، ابویعلیٰ اور ذہبی نے حضرت  
م سہ سے مرفوعہ کی ہے (المقام المدبر ۱۱۹)، ذہبی نے کہا ہے اس  
حدیث کی سند منقطع ہے اور اس کے رجال صحیح بخاری کے رجال ہیں (فیض  
القدیر ۳/۲۵۲)۔

(۲) ابن ماجہ ۵/۲۳۹، شرح البیہ ۵/۱۰۳، طبع المکتبۃ الخیر فی ۵/۲۰۳،  
ابن جریر علیٰ طبیب ۱/۲۶۱، طبع دار المعرفۃ ابنی ۱/۵۴۰، کلبی ۱/۱۶۸، طبع  
بمیر۔

(۳) ابن ماجہ ۵/۲۳۹، ابنی ۵/۲۰۳، طبع فی ۵/۲۰۳۔

اس پر کتب نہیں رہتا<sup>(۱)</sup>۔

شافعیہ اور حنابلہ کی ایک رائے یہ ہے کہ چھوٹے بچے کو ۱۰۰ روپے سے نکاح کی حرمت ثابت ہو جائے لی، ان حضرات نے اس کی صحت پیدا کی ہے کہ حقنہ میں جو کچھ ہے معدہ میں پہنچ کر غذا بن جائے گا۔

مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر رضاعت کی عدت میں بچہ کو نہ ا کے مقصد سے دودھ سے بے نیاز ہونے سے پہلے ۱۰۰ روپے کا حقنہ دیا گیا ہے تو رائج قول یہ ہے کہ نکاح کی حرمت ثابت ہو جائے گی<sup>(۲)</sup>۔

حقنہ لگانے والے کا واجب الستر مقام کو دیکھنا:

۱- عدو نے واجب الستر مقام کی طرف دیکھنے کو ممنوع قرار دیا ہے لہذا یہ کہ تنہا بیجوری ہو، اور مختلف احوال کے اعتبار سے ضرورت مختلف ہوتی رہتی ہے، فقہاء نے حقنہ لگانے کو بھی ضرورت شمار کیا ہے<sup>(۳)</sup>، جب ضرورت ختم ہو جائے گی تو واجب الستر مقام کا دیکھنا حرام ہو جائے گا۔

تفصیل کے لئے یہ اصطلاحات دیکھی جائیں: ”مطلب“، ”ضرورت“ اور ”عورت“۔

## احتکار

تعریف:

۱- عربی زبان میں ”احتکار“ کرنا فرشی کی نیت سے عدو روک لینے کو کہتے ہیں، اس کا اسم ”حکرة“ ہوتا ہے<sup>(۱)</sup>۔

شرع میں حنبلہ نے اس کی تعریف یہ کی ہے کہ عدو اس جیسی ضروریات زندگی خرید کر کرانی کے زمانے تک روکے رہنے کو ”احتکار“ کہتے ہیں۔ مالکیہ نے احتکار کی تعریف اس طرح کی ہے کہ قیمتیں بڑھنے کے انتظار میں منڈیوں کا جائزہ لینے کا نام ”احتکار“ ہے۔ فقہاء شافعیہ نے لکھا ہے کہ کرانی کے زمانے میں غذا ایات خریدنا اور اسے روکے رہنا اور زیادہ قیمت پر بیچ کر لوگوں کو تنگی میں ڈالنے کا نام ”احتکار“ ہے۔ فقہاء حنابلہ نے احتکار کی تعریف کی ہے کہ احتکار غذا یا اشیاء کو خرید کر کرانی کے انتظار میں روک رکھنے کا نام ہے<sup>(۲)</sup>۔

متعلقہ الفاظ:

۲- ذخائر: ضرورت کے وقت کے سے کسی چیز کو چھپانے کا نام ذخائر ہے، یہیں سے ”خار“ احتکار کا بھی فرق بھی، صبح ہو جاتا ہے کہ احتکار ان ہی چیزوں میں ہوگا جس کا زمانہ لوگوں کے حق میں

(۱) ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۰۴، اقلیہ ج ۲ ص ۳۳، ابنی ج ۲ ص ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰،

१६१

فرمایا: "أَحْكَارُ الطَّعَامِ فِي الْحَرَمِ الْحَادِثُ فِيهِ" (۱) حرم میں  
خلکہ احکام حرم میں الحاد ہے۔ حضرت عمر بن الخطابؓ کا بھی یہی قول  
ہے (۲)۔

علامہ کاسانی نے احکار کی حرمت پر اس دو حدیثوں سے استدلال کیا ہے: ”المحتکر ملعون“ (۲) (احکار کرنے والا ملعون ہے)، اور حدیث: ”من احتکر طعاما لأربعين ليلة فقد برئ من الله وبرئ الله منه“ (۳) (جس نے چالیس دن تک نفع کا احکار کیا وہ اللہ سے بری ہے اور اللہ بھی اس سے بری ہے) اس حدیثوں کے ذکر کرنے کے بعد علامہ کاسانی نے لکھا ہے کہ اس طرح کی وعید کسی حرام عی کے ارتکاب پر متعین ہو سکتی ہے، احکار کی حرمت کی وعید پر دلیل یہ ہے کہ احکار عظیم ہے، اس لئے کہ شہر میں جو چیزیں فروخت کی جاتی ہیں ان سے علامۃ الناس کا حق بہت ہو جاتا ہے، تو جب یہ علامۃ الناس کے تحت احتیاج کے وقت بھی اس کے ماتھے فروخت کرنے سے کاراماتوں نے ان کی حق تلفی کی، درمستحق سے حق رہنا ظلم اور حرام ہے، اس بارے میں ظلم کے تحقق کے بعد قلیل اور بیش بہا ہے (۵)۔

مضر ہو (جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا) ، اور جہاں تک اواخر کا تعلق ہے تو اس کا تحقق ان اشیاء کو روکنے میں بھی ہوگا جن کا رہنما لوگوں کے لئے مضر ہے ، اور ان اشیاء میں بھی ہوگا جن کا رہنما علمائے اناس کے حق میں مضر نہیں ، اسی طرح توڑوں ، رہ پیوں کو رہنما بھی «خار کما» ہے گا۔

حکامہ اور اواخر کا ایک نیا ہی فرق یہ بھی ہے کہ بعض اوقات «خار کی جھڑ شکلیں شرعیہ مطلوب ہوتی ہیں مثلاً کسی حکومت کا مائندگان طلب کے سے ضروری شیعہ کا وزیر رہا۔ اس کی تفصیل اصطلاح «خار میں ہے۔

حکام کا شرعی علم:

۳۰- فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ ایک بے ذوق و اعتبار یا بے ان کے ساتھ احکام حرام ہے، کیونکہ احکام عوام الناس کے لئے مضرت رساں اور جنگی کا باعث ہے ہاں اس ممانعت کی وجہ میں فقہاء کی عبارات مختلف ہیں:

جمہور فقہاء نے احکام کے حرام ہونے کی صراحت کی ہے۔ یہ حضرات اس آیت سے استدلال کرتے ہیں: ”وَمَنْ يُؤَدِّ فِیْہِ یَا لِعَدَاۃِ بَطْلٰنٍ“<sup>(۱)</sup> (اور جو کوئی بھی اس کے اندر کسی بے دینی کا ارادہ ظلم سے کرے گا۔) الاختیار کے مصنف نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ احکام کی حرمت ثابت کرے کے معاملہ میں یہی آیت بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔<sup>(۲)</sup>

ترجمہ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "میں ابوہریرہؓ میں حضرت یعلیٰ ابن امیہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۱) حدیث: ۳۹۰ احکام الطعام... کی روایت ابو داؤد نے کی ہے ابن قنات نے اس حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں، اور الحیو ان میں ہے کہ اس کی سند وہی ہے (فیض القدیم ص ۸۶)۔

(۲) اَلَمْ يَخْلُقْنَا مِنْ غَدَقٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّحِينٍ

(۳) حدیث: ”المحکوم ملعون“ کی روایت ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اور حاکم نے حضرت عمرؓ سے مرویاً کی ہے۔ اسی حدیث کی سند ضعیف ہے (التقا صد احمد، ص ۱۷۰)۔

(۴) حدیث: "مَنْ أَحْكَمَ طَعَاماً... تَكَرَّرَتْ لَهُ الْحَيَاةُ" (جو کھانا اچھا کھائے، اس کی زندگی بار بار تکرار ہوتی ہے)۔  
 نے الاوسط میں کی ہے اس حدیث کے دو بیروں میں ایک راوی ابو ہریرہ الاوسطی  
 ہیں جس میں مضمین کے ضعیف قرار دیا ہے (مجموع المرویات و بیئع المومنین ص ۱۰۰)  
 طبع اہل حق۔

(٥) عرائع الصالح ١٣٩٠هـ

( ) سورة الفجر

(۳) لایحه‌ای در ۱۶۰ طبع ۵۴ جواب‌های تحلیل ۲۴۷-۲۴۸، طبع ۵۴  
۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱



حکام کے حرام ہونے کی حکمت:

۶- فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ احکام کو حرام کر دینے کی حکمت عوام انسان کو ضرر سے بچانا ہے، اور اسی لئے علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کسی شخص سے کسی چیز کا احکام ریا اور لوگوں کو اس چیز کی سخت ضرورت پر کی ہو، اس کے پاس وہ چیز دستیاب نہیں تو اس شخص کو احکام شدہ چیز کو بیچنے پر مجبور کیا جائے گا۔ جیسا کہ اس کا بیان آ رہا ہے تاکہ لوگوں سے ضرر دور ہو جائے اور مادی نعمتوں سے زندگی گزارنے کی راہ پیدا ہو<sup>(۱)</sup>۔ یہی بات امام مالک کے منقول بحکم سے مستفاد ہوتی ہے کہ احکام کو حرام قرار دینے کا مقصد لوگوں سے ضرر کو دور کرنا ہے، اس لئے کہ انہوں نے فرمایا: اگر احکام مندی پر نہ سے اثرات نہ ڈالے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے<sup>(۲)</sup>۔ اور یہی بات تمام فقہاء کے کلام سے معلوم ہوتی ہے<sup>(۳)</sup>۔

حکام رکن اشیاء میں ہو سکتا ہے:

۷- احکام کے دائرہ کے سلسلہ میں تین روایات ہیں:

۱۔ روایت: امام ابوحنیفہ، امام محمد، فقہاء شافعیہ اور فقہاء مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ احکام کا تعلق صرف مذہبی اشیاء میں ہے۔

۲۔ روایت یہ ہے کہ احکام اس تمام چیزوں میں ہو سکتا ہے جو انسانی زندگی کے سے ضروری ہوں اور جن کے رہنے سے عوام انسان کو ضرر و لاحق ہو، مثلاً: غذا، سہاگن، لباس وغیرہ، یہ فقہاء مالکیہ کا

(۱) سوہبہ جلیں ۳۸/۳۔

(۲) البدونہ ۲۹۱/۱۰ طبع ول۔

(۳) ابنی ۲۳۱/۳ طبع المیزان، المرق الحکیم ۲۳۳، طبع المصنف المحمديہ ۳۷۴، المجموع شرح المہذب ۱۲/۱۲ طبع ولہ، حاشیہ المیزان، المیزان، طبع المصنف المحمديہ ۳۸/۲ طبع المکتبۃ الاسلامیہ، الاختیار ۱۶۹/۵، البدیع ۱۲۹/۵۔

مسلک اور امر خفیہ میں سے امام ابو یوسف کا مسلک ہے۔

تیسرے ارتقاء یہ ہے کہ احکام کا ثبوت صرف مذہبی اشیاء اور کچھ دن میں ہوتا ہے، یہ امام محمد بن حسن کا قول ہے<sup>(۱)</sup>۔

چوتھوں نے یہاں پہنچوں نے یہاں مذہب اختیار کیا ہے، یہاں استدلال یہ ہے کہ احکام کے سلسلہ میں جو احادیث روایتیں اس میں سے بعض عام ہیں، مثلاً: مسہم، ابو داؤد نے عید بن مسیب سے جو الحدیث بن عبد اللہ روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من احتکر فہو حاطی"<sup>(۲)</sup> (جس نے احتکار کیا وہ خط کار ہے)۔ ایک دوسری روایت میں مسلم اور احمد نے روایت کیا ہے: "لا یحتکر الا حاطی" (خط کار ہی احتکار کرتا ہے)، اسی طرح احمد کی روایت حضرت ابو ہریرہ سے ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "من احتکر حکمہ برید ان یغلی بھا علی المسممین فہو حاطی" (جس نے کسی چیز کا احتکار کیا اس ارادہ سے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں خوب گراں بیٹے، خط کار ہے)، حاکم کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: "وقد برئت من ذمۃ اللہ"<sup>(۳)</sup> (یعنی اللہ

(۱) البدیع ۲۹۵/۵، مجمع المشریقین علی درر الکرام بشرح غرر الاحکام ۳۰۰، البدیع علی متن المیزان، مجمع المیزان ۲۷۲/۵ طبع المیزان، درر الکرام وحاشیہ ابن ماجہ ۲۵۵/۵ طبع ۲۷۲/۵، البدیع ولولہ جلیں ۳۸۰/۳، حاشیہ محمد بن المدنی کون مطبوعہ جامعہ المدینہ ۵، البدیع المجدد الرابع ۲۹۱/۱۰ طبع بیروت، سوہبہ جلیں ۳۷۴/۵ طبع اب، نہیۃ المحتاج ۳۵۶/۳، شرح المنوی علی صحیح مسلم ۲۱۲/۳ طبع المصنف المحمديہ، المجموع شرح المہذب ۱۲/۱۲، طبع ول، کشاف الفقہاء ۳۸/۵ طبع دار الفکر، ابنی ۲۳۳/۳ طبع المیزان، کنز الدقائق شرح لب فی ۳۸/۲۔

(۲) اس حدیث کی تخریج فقہرہ نمبر ۳ کے حواشی میں گذر چکی ہے۔

(۳) حدیث میں احتکر حکمہ کی روایت، امام احمد اور حاکم نے روایت کی ہے، فقہی نے لکھا ہے اس حدیث کے روایتیں میں احادیث ضعیف ہیں، حدیث میں مرقہ کرتے تھے، المہذب میں اس حدیث کو منکر قرار دیا ہے، فیض القدیر ۶/۵۔



## احکام ۸-۹

۱۰۔ دونوں چیزیں مساں کے حوائج ضروریہ میں سے ہیں، ک۔

اس سے بری الذمہ ہیں، پس یہ نصوص ہر شکر کے بارے میں عام ہیں۔

### احکام کا تحقیق:

۸۔ احکام کا تحقیق چند صورتوں میں ہوتا ہے جن میں سے بعض کی حرمت پر فتوا کا اتفاق ہے، یعنی وہ صورتیں جن میں حسب ذیل اوصاف جمع ہو جائیں: ۱۔ احکام رشد و ہیز خلد ہو، ۲۔ انسان خرید کر اس کا مالک بنے، ۳۔ اور اس کا مقصد لوگوں کے لئے اس شے کو گراں کرنا ہو، ۴۔ اس کے نتیجے میں لوگ ضرر اور تنگی کا شکار ہوں۔ احکام کی کچھ صورتیں ایسی ہیں جن کی حرمت شرائط احکام میں اختلاف کی بنیاد پر مختلف فیہ ہے۔

### احکام کی شرطیں:

۹۔ احکام پائے جانے کے لئے حسب ذیل شرطیں ہیں:

۱۔ پہلی شرط یہ ہے کہ ناجر اس سامان کا خریداری کے ذریعہ مالک ہو، اور بیع مذہب جمہور کا ہے۔

بعض مالکیہ کا اس سلسلہ میں مسلک ہے اور حنفیہ میں سے امام ابو یوسف سے بھی منقول ہے کہ احکام میں صرف اسی بات کا اعتبار ہوتا ہے کہ سامان کو اس طرح روک لیا جائے جو عوام کے لئے مضر ہو، خود مقامی خریداری کے ذریعہ سے اس کا مالک ہوا ہو یا نہیں باہر سے لائے، یا اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات سے زیادہ ضرورت کر لینے کی نیت میں۔

جمہور نے احکام کے لئے جو شرط لگائی ہے اس کی رو سے باہر سے درآمد کئے ہوئے سامان میں احکام کا سول پیدا نہیں ہوتا، اس کی

رواہری کچھ اور نصوص بھی وارد ہیں جو خاص ہیں، ان میں سے ایک ابن ماجہ کی حدیث ہے: "من احتكر على المسلمين طعامهم صوبه الله بالجلام والإفلاس" (۱) (جو شخص مسکینوں سے اس کا خلد روک دے اللہ تعالیٰ اسے جہنم اور تنگدستی میں مبتلا کر دیتا ہے)۔ اسی طرح احمد، حاکم، ابن ابی شیبہ، داریم اور ابویعلیٰ کی روایت ہے: "من احتكر الطعام لربعين ليلة فقد برئ من الله وبرئ الله منه" (۲) (جس شخص نے چالیس راتوں تک خلد کا حکم کر لیا اس کا رشتہ اللہ سے ٹوٹ گیا اور اللہ اس سے بری الذمہ ہو گیا)، حاکم نے اپنی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: "وأيما اهل عروصة أصبح فيهم امرؤ جانع فقد برئت منهم ذمة الله" (جس عداۃ میں کسی انسان نے بھوکے رات گزاری اللہ تعالیٰ اس عداۃ کے لوگوں سے بری الذمہ ہو گیا)۔

جب تک مسئلہ میں کچھ نصوص عام اور کچھ خاص وارد ہوتے ہیں تو عام کو خاص پر محمول کیا جاتا ہے اور مطلق کو عقید پر محمول کیا جاتا ہے۔

فقہاء مالکیہ اور امام ابو یوسف نے عموم والی احادیث سے استدلال کیا ہے، ورنہ یہ ہے کہ جو خاص نصوص وارد ہوتی ہیں وہ اہل قبل لقب میں، راقب میں مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ امام محمد بن حسن سے چنے، امرے قول میں جو مذہب اختیار کیا ہے اس کی بنیاد یہ ہے کہ انہوں نے پڑوس کو مذہب یا ت پر محمول کر لیا ہے، یہ تک یہ

(۱) اس حدیث کی روایت احمد، ابن ماجہ اور حاکم نے کی ہے ابن ماجہ کے رجال ثقہ ہیں (میں القدر ۱/۳۵)۔

(۲) اس حدیث کے ایک روایت ابو یوسف اور ابو حنیفہ ہیں، میں ابن مسعود سے ضعیف قرار دیا ہے مجمع المروک ۴/۱۰۰۔

(۱) صحیح مسلم ۸/۲۳۳ مطبوعہ مصر، جامع المصنف ۲۶/۳۳۳، نیل ۱/۵



### صنف کا احکام:

۱۱- ابن قیم نے احکام صنف کی صورت یہ بتائی ہے کہ لوگوں پر لازم کر دیا جائے کہ وہ غلہ یا اس کے مساوی دوسری اصناف چند معارف لوگوں کے ہی ماتحت فرہشت کریں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس قسم کا سامان انہیں چند لوگوں کے ماتحت فرہشت ہوتا ہے پھر یہ لوگ وہ سامان جس پر چاہتے ہیں بیچتے ہیں جس پر زمین میں سرکشی اور فساد فی الارض ہے، اس بارے میں کسی عام کو کوئی تردد نہیں، ورتہ پر مناسب قیمت مقرر کر دینا واجب ہے، اسی طرح یہ کہ وہ ظلم کو روکنے کے لئے قیمت مثل پر بیچیں اور خریدیں، اسی طرح سڑک کی دکان یا ہتھی کی دکان کو مستعین دکان پر کرایہ پر دینا اس طرح کہ کوئی شخص دوسرے کو بیچ نہ سکے ایک قسم کا لوگوں کے مال کو قہراً ایسا اور ناحق کھانا ہے، ایسا کرنا مالک دکان اور کرایہ دار دونوں کے لئے حرام ہے (۱)۔

### احکام کرنے والے کی دنیاوی سزا:

۱۲- تمام مذاہب کے فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حاکم احکام کرنے والے کو احکام شدہ سامان پر زمین کا لے مار لوگوں کے ماتحت بیچنے کا حکم، سکا، بین اور احکام کرنے والے نے حاکم کے حکم پر عمل نہیں کیا تو کیا سزا فرہشت کرنے پر مجبور کیا جائے گا؟ اس مسئلہ میں فقہاء کے مابین اختلاف ہے:

۱۔ پہلی صورت یہ ہے کہ اگر اس کے احکام سے عوام اناس کو ضرر لاحق ہونے کا خوف ہو تو اسے سزا دی جائے گی پر مجبور کیا جائے بلکہ حاکم احکام شدہ سامان اس سے لے کر فرہشت کر دے گا، مردود و دستیاب ہونے پر اس کے مثل یا اس کی قیمت محسوس کر دے گا، حتیٰ بات کر کے درمیان مشفق علیہ ہے، اس سلسلہ میں کسی کا اختلاف معلوم نہیں۔

میں ہے، جہاں تک شہادت کے ساتھ کا تعلق ہے تو اس کا تعلق ہو جاتا ہے، خواہ احکام کی مدت کتنی ہی کم ہو۔ مسلم نے بھی اختلاف ذکر کر کے مزید لکھا ہے کہ: ”بعض فقہاء نے مذکور بالا دونوں مدتوں سے زیادہ مدت مقرر کی ہے۔ ابن عابدین نے اپنے حاشیہ میں اس تیسرے قول کو بھی نقل کیا ہے (۲)۔“

۳۔ احکام کی چوتھی شرط یہ ہے کہ احکام کرنے والے کی نیت لوگوں پر اس چیز کو برا کرنے اور رانی کے وقت عوام اناس کے سامنے لانے کی ہو۔

### کام کا احکام:

۱۰۔ بعض فقہاء نے اس سے ملے جلتے بعض مسائل سے تعرض کیا ہے، اس بنیاد پر نہیں کہ وہ اصطلاحی احکام میں داخل ہیں لیکن اس بناء پر کہ اس میں احکام کا معنی پایا جاتا ہے اس لئے کہ اس میں عام لوگوں کا ضرر ہے، ابن قیم نے نقل کیا ہے کہ بہت سے علماء جیسے امام ابو حنیفہ اور ابن کے اصحاب نے جائیداد تقسیم کرنے کے ماہرین کو شرکت میں کام کرنے سے روکا ہے، کیونکہ اگر وہ لوگ شرکت میں کام کریں گے اور لوگوں کو لالچ ان کی ضرورت پرانے کی خواہش خوب چڑھا دیں گے۔ اسی طرح محتسب کے لئے مناسب ہے کہ وہ مردوں کو غسول دلانے والوں اور لاشیں لے جانے والوں کو شرکت میں کام کرنے سے منع کرے، کیونکہ اس میں بھی اتنی ہی حلاہ پینے کا بہت خطرہ ہے، اسی طرح ہر اس جماعت کی شرکت جس کی کارروائی کی لوگوں کو ضرر پہنچتی ہو (۳)۔

(۱) الہدایہ ص ۴۳، نایک ۱۱۸ (مکتبہ فتح القدیر) ۱۲۶۸-۱۲۷۰ طبع بول  
لامیر یہ مصر، مدر النبی علی شرح السنی ۵۳۸/۲، حاشیہ ابن عابدین  
۲۵۵/۵ طبع بلاق ۱۲۷۲ھ  
(۲) مرقی الحکیمہ ص ۲۳۵-۲۳۶ طبع المدینہ

## احکام

### تعریف:

۱۔ لغت میں احکام کا ایک معنی ہے نید میں مباشرت کا خوب، نین، لغت میں اس کا اطلاق مانع ہونے پر بھی ہوتا ہے (۱)، احکام کی طرح لفظ "حکمہ" بھی ہے۔ فقہاء کے نزدیک احکام نام ہے سوئے ہوئے شخص کے یہ خواب دیکھنے کا کہ وہ مباشرت کر رہا ہے، جس کے نتیجے میں اشیاء یا شے متنی نکل پاتی ہے (۲)۔

### متعلقہ الفاظ:

۲۔ الف۔ اماناء: لفظ احکام سے لیا جاتا ہے اور اس سے مراد اماناء (منیٰ کرنا) ہوتا ہے، یکن "امناء" احکام سے عام ہے، یہ نکتہ جس کو بیداری میں متنی نکل جائے اسے احکام کرنے والا نہیں کہا جاتا (۳)۔

ب۔ جنابت: یہ لفظ احکام سے من وجہ عام ہے، کبھی جنابت احکام سے ہوتی ہے اور کبھی اس کے بغیر، جیسے التھاء یثنا نین (۴)، اس طرح احکام کبھی بلا اراد کے ہوتا ہے، کوئی جنابت نہیں ہوتی۔

ج۔ بلوغ: بلوغ کی بہت سی علامات ہیں، ان میں سے ایک

۲۔ اگر منکار سے عوام الناس کے لئے ضرر کا خوف لاحق نہ ہو، اس صورت میں بھی فقہاء مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ اور حنفیہ میں سے امام محمد بن الحسن کا مسلک یہی ہے کہ جب اس نے حاکم کے حکم کی اطاعت نہیں کی تو حاکم کو سے نرہنگی پر مجبور کرنے کا حق ہے، امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ اس صورت میں حاکم اسے نرہنگی پر مجبور نہیں کرے گا، اس حکم کے باوجود نہ بچنے پر حاکم اسے تعزیر کرے گا۔

جو لوگ دوسری صورت میں بھی حاکم کو نرہنگی پر مجبور کرے کا حق دیتے ہیں، ان میں بھی تھوڑا سا اختلاف ہے، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حاکم کو پہلے ہی مرحلہ میں اسے مجبور کرنے کا حق ہے۔ "بکھو لوگوں کی رے یہ ہے کہ ایک درجہ متنی دینے کے بعد، بکھو لوگوں کا قول ہے کہ وہ درجہ متنی دینے کے بعد، اور ایک قول یہ ہے کہ تین بار درجہ متنی دینے کے بعد اسے مجبور کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

فقہاء کی عبارتیں اس طرف رجحانی کرتی ہیں کہ مسئلہ احکام کی بنیاد عوام الناس کی مصالحت کی رعایت ہے، "ریاست شریعہ کے قبیل کی چیز ہے (۱)۔



(۱) مطرقی الحکیم، ۲۳۳-۲۶۲، البدائع، ۱۲۹/۵، مکتبۃ فتح القدیر، ۱۲۶/۸، ۱۶۱/۴ طبع دوم، ۳۳۷، رد المحتار علی البدائع، ۲۵۶/۵ طبع یرواق، ۱۳۷۳، البرہانی، ۱۲/۵-۱۵، التواہین الحکیم، ۲۳۷/۳، مہذب الجلیل، ۲۳۷-۲۳۸، نہایۃ المحتاج، ۲۵۶/۳، حاشیہ القلیوبی، ۱۸۶/۳، کشاف القناع، ۱۵۱/۳۔

(۱) لسان العرب، المصباح الحیر: مانہ (علم)۔  
(۲) المجموع، ۱۳۹/۴ طبع الحیر، فتح المصیح شرح صغیر مسکن، ۵۸/۴ طبع اول۔  
(۳) ابن ماجہ، ۲۰۶/۱ طبع اول یرواق۔  
(۴) فتح القدیر، ۱۲۱/۴ طبع یرواق، تحت: اہواء، ۲۵۸/۴ طبع دار الفکر۔

### احتلام ۳-۶

علامت احتلام ہے، پس وہ بالغ ہونے کی علامت ہے۔

سے امام محمد بن حسن کا قول ہے (۱)۔

احتلام کس کو ہوتا ہے؟

احتلام اور غسل:

۳- احتلام جس طرح مرد کو پیش آتا ہے اسی طرح عورت کو بھی پیش آتا ہے موسم اور بھری و رویت ہے کہ حضرت ام شیث بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے ہی روم علیہ السلام سے دریافت کیا کیا عورت کو احتلام ہو جائے تو اس پر بھی غسل ہے؟ نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا: ”نعم إذا رأت الماء“ (ہاں غسل واجب ہے جب مٹی، کھانی پے)۔

۵- جس شخص کو احتلام پیش آیا وہ کافر تھا، پھر اس نے اسلام قبول کر لیا تو اس پر وجوب غسل کے بارے میں دو آراء ہیں:

۱- اس نو مسلم پر غسل جنابت واجب ہوگا یہ ثنائیہ حنا بلہ کا مسلک۔ حنفیہ کا صحیح قول ”والمالکیہ کا یکتوں ہے اس سے کہ احتلام کے بعد جنابت کی صفت باقی ہے، جب تک جنابت دور نہ ہو جائے مومنانہ اس طرح کے بارے میں تیس آراء (۲)۔

عورت کا احتلام کیسے متحقق ہوتا ہے؟

۴- عورت کا احتلام اس طرح متحقق ہوتا ہے، اس بات متناہ کی تین آراء ہیں:

۱- ہم: ہماری رائے یہ ہے کہ اس نو مسلم کے لئے غسل کرنا مستحب ہے، یہ مالکیہ میں سے ابن القاسم اور قاضی اسماعیل کا قول و حنفیہ کا غیر صحیح قول ہے، اس لئے کہ کافر احتلام کے وقت شریعت کی نصوص کا تکلف نہیں تھا (۳)۔

انزال کے بغیر احتلام:

۶- جس شخص نے مباشرت کا خواب دیکھا لیکن بیداری کے بعد اس کو مٹی نہیں ملی اس پر غسل واجب نہیں، ابن المنذر نے کہا: جتنے اہل علم کے قول مجھے یاد ہیں ان سب کا اس مسئلہ پر اجماع ہے (۴)۔

الف- شرمگاہ کے اوپری حصہ تک مٹی پہنچ جانے سے عورت کا احتلام متحقق ہو جاتا ہے، یہ حنا بلہ کا قول، حنفیہ کی ظاہر روایت اور شبہ عورت کے بارے میں ثنائیہ کا قول ہے، شرمگاہ کے اوپری حصہ سے مرد وہ حصہ ہے جو قضاء حاجت کے وقت یا دونوں قدموں پر بیٹھے کے وقت دکھائی پڑتا ہے۔

ب- جب مٹی شرمگاہ کے باہر آجائے تب عورت کا احتلام متحقق ہوتا ہے، یہ مالکیہ کا مسلک ہے، اور باکرہ کے بارے میں ثنائیہ کا قول ہے، اس لئے کہ اس کی شرمگاہ کا اندرونی حصہ اندر مین جسم کی طرح ہے۔

ج- بچہ، لی میں انزال ہوتے ہی احتلام متحقق ہو جاتا ہے، اگرچہ مٹی شرمگاہ کے اوپری حصہ تک نہ آسکی ہو، کیونکہ عورت کی مٹی عموماً پچھوئی کے اندر لوٹ جاتی ہے تاکہ اس سے بچہ کی تخلیق ہو، یہ حنفیہ میں

(۱) اہل سنت والجماعہ، ۱۲ طبع یو لاق، ۱۲۸۰ھ، ۱۳۰۰ھ، ۱۳۰۵ھ، ۱۳۰۸ھ، ۱۳۱۰ھ، ۱۳۱۲ھ، ۱۳۱۴ھ، ۱۳۱۶ھ، ۱۳۱۸ھ، ۱۳۲۰ھ، ۱۳۲۲ھ، ۱۳۲۴ھ، ۱۳۲۶ھ، ۱۳۲۸ھ، ۱۳۳۰ھ، ۱۳۳۲ھ، ۱۳۳۴ھ، ۱۳۳۶ھ، ۱۳۳۸ھ، ۱۳۴۰ھ، ۱۳۴۲ھ، ۱۳۴۴ھ، ۱۳۴۶ھ، ۱۳۴۸ھ، ۱۳۵۰ھ، ۱۳۵۲ھ، ۱۳۵۴ھ، ۱۳۵۶ھ، ۱۳۵۸ھ، ۱۳۶۰ھ، ۱۳۶۲ھ، ۱۳۶۴ھ، ۱۳۶۶ھ، ۱۳۶۸ھ، ۱۳۷۰ھ، ۱۳۷۲ھ، ۱۳۷۴ھ، ۱۳۷۶ھ، ۱۳۷۸ھ، ۱۳۸۰ھ، ۱۳۸۲ھ، ۱۳۸۴ھ، ۱۳۸۶ھ، ۱۳۸۸ھ، ۱۳۹۰ھ، ۱۳۹۲ھ، ۱۳۹۴ھ، ۱۳۹۶ھ، ۱۳۹۸ھ، ۱۴۰۰ھ، ۱۴۰۲ھ، ۱۴۰۴ھ، ۱۴۰۶ھ، ۱۴۰۸ھ، ۱۴۱۰ھ، ۱۴۱۲ھ، ۱۴۱۴ھ، ۱۴۱۶ھ، ۱۴۱۸ھ، ۱۴۲۰ھ، ۱۴۲۲ھ، ۱۴۲۴ھ، ۱۴۲۶ھ، ۱۴۲۸ھ، ۱۴۳۰ھ، ۱۴۳۲ھ، ۱۴۳۴ھ، ۱۴۳۶ھ، ۱۴۳۸ھ، ۱۴۴۰ھ، ۱۴۴۲ھ، ۱۴۴۴ھ، ۱۴۴۶ھ، ۱۴۴۸ھ، ۱۴۵۰ھ، ۱۴۵۲ھ، ۱۴۵۴ھ، ۱۴۵۶ھ، ۱۴۵۸ھ، ۱۴۶۰ھ، ۱۴۶۲ھ، ۱۴۶۴ھ، ۱۴۶۶ھ، ۱۴۶۸ھ، ۱۴۷۰ھ، ۱۴۷۲ھ، ۱۴۷۴ھ، ۱۴۷۶ھ، ۱۴۷۸ھ، ۱۴۸۰ھ، ۱۴۸۲ھ، ۱۴۸۴ھ، ۱۴۸۶ھ، ۱۴۸۸ھ، ۱۴۹۰ھ، ۱۴۹۲ھ، ۱۴۹۴ھ، ۱۴۹۶ھ، ۱۴۹۸ھ، ۱۵۰۰ھ، ۱۵۰۲ھ، ۱۵۰۴ھ، ۱۵۰۶ھ، ۱۵۰۸ھ، ۱۵۱۰ھ، ۱۵۱۲ھ، ۱۵۱۴ھ، ۱۵۱۶ھ، ۱۵۱۸ھ، ۱۵۲۰ھ، ۱۵۲۲ھ، ۱۵۲۴ھ، ۱۵۲۶ھ، ۱۵۲۸ھ، ۱۵۳۰ھ، ۱۵۳۲ھ، ۱۵۳۴ھ، ۱۵۳۶ھ، ۱۵۳۸ھ، ۱۵۴۰ھ، ۱۵۴۲ھ، ۱۵۴۴ھ، ۱۵۴۶ھ، ۱۵۴۸ھ، ۱۵۵۰ھ، ۱۵۵۲ھ، ۱۵۵۴ھ، ۱۵۵۶ھ، ۱۵۵۸ھ، ۱۵۶۰ھ، ۱۵۶۲ھ، ۱۵۶۴ھ، ۱۵۶۶ھ، ۱۵۶۸ھ، ۱۵۷۰ھ، ۱۵۷۲ھ، ۱۵۷۴ھ، ۱۵۷۶ھ، ۱۵۷۸ھ، ۱۵۸۰ھ، ۱۵۸۲ھ، ۱۵۸۴ھ، ۱۵۸۶ھ، ۱۵۸۸ھ، ۱۵۹۰ھ، ۱۵۹۲ھ، ۱۵۹۴ھ، ۱۵۹۶ھ، ۱۵۹۸ھ، ۱۶۰۰ھ، ۱۶۰۲ھ، ۱۶۰۴ھ، ۱۶۰۶ھ، ۱۶۰۸ھ، ۱۶۱۰ھ، ۱۶۱۲ھ، ۱۶۱۴ھ، ۱۶۱۶ھ، ۱۶۱۸ھ، ۱۶۲۰ھ، ۱۶۲۲ھ، ۱۶۲۴ھ، ۱۶۲۶ھ، ۱۶۲۸ھ، ۱۶۳۰ھ، ۱۶۳۲ھ، ۱۶۳۴ھ، ۱۶۳۶ھ، ۱۶۳۸ھ، ۱۶۴۰ھ، ۱۶۴۲ھ، ۱۶۴۴ھ، ۱۶۴۶ھ، ۱۶۴۸ھ، ۱۶۵۰ھ، ۱۶۵۲ھ، ۱۶۵۴ھ، ۱۶۵۶ھ، ۱۶۵۸ھ، ۱۶۶۰ھ، ۱۶۶۲ھ، ۱۶۶۴ھ، ۱۶۶۶ھ، ۱۶۶۸ھ، ۱۶۷۰ھ، ۱۶۷۲ھ، ۱۶۷۴ھ، ۱۶۷۶ھ، ۱۶۷۸ھ، ۱۶۸۰ھ، ۱۶۸۲ھ، ۱۶۸۴ھ، ۱۶۸۶ھ، ۱۶۸۸ھ، ۱۶۹۰ھ، ۱۶۹۲ھ، ۱۶۹۴ھ، ۱۶۹۶ھ، ۱۶۹۸ھ، ۱۷۰۰ھ، ۱۷۰۲ھ، ۱۷۰۴ھ، ۱۷۰۶ھ، ۱۷۰۸ھ، ۱۷۱۰ھ، ۱۷۱۲ھ، ۱۷۱۴ھ، ۱۷۱۶ھ، ۱۷۱۸ھ، ۱۷۲۰ھ، ۱۷۲۲ھ، ۱۷۲۴ھ، ۱۷۲۶ھ، ۱۷۲۸ھ، ۱۷۳۰ھ، ۱۷۳۲ھ، ۱۷۳۴ھ، ۱۷۳۶ھ، ۱۷۳۸ھ، ۱۷۴۰ھ، ۱۷۴۲ھ، ۱۷۴۴ھ، ۱۷۴۶ھ، ۱۷۴۸ھ، ۱۷۵۰ھ، ۱۷۵۲ھ، ۱۷۵۴ھ، ۱۷۵۶ھ، ۱۷۵۸ھ، ۱۷۶۰ھ، ۱۷۶۲ھ، ۱۷۶۴ھ، ۱۷۶۶ھ، ۱۷۶۸ھ، ۱۷۷۰ھ، ۱۷۷۲ھ، ۱۷۷۴ھ، ۱۷۷۶ھ، ۱۷۷۸ھ، ۱۷۸۰ھ، ۱۷۸۲ھ، ۱۷۸۴ھ، ۱۷۸۶ھ، ۱۷۸۸ھ، ۱۷۹۰ھ، ۱۷۹۲ھ، ۱۷۹۴ھ، ۱۷۹۶ھ، ۱۷۹۸ھ، ۱۸۰۰ھ، ۱۸۰۲ھ، ۱۸۰۴ھ، ۱۸۰۶ھ، ۱۸۰۸ھ، ۱۸۱۰ھ، ۱۸۱۲ھ، ۱۸۱۴ھ، ۱۸۱۶ھ، ۱۸۱۸ھ، ۱۸۲۰ھ، ۱۸۲۲ھ، ۱۸۲۴ھ، ۱۸۲۶ھ، ۱۸۲۸ھ، ۱۸۳۰ھ، ۱۸۳۲ھ، ۱۸۳۴ھ، ۱۸۳۶ھ، ۱۸۳۸ھ، ۱۸۴۰ھ، ۱۸۴۲ھ، ۱۸۴۴ھ، ۱۸۴۶ھ، ۱۸۴۸ھ، ۱۸۵۰ھ، ۱۸۵۲ھ، ۱۸۵۴ھ، ۱۸۵۶ھ، ۱۸۵۸ھ، ۱۸۶۰ھ، ۱۸۶۲ھ، ۱۸۶۴ھ، ۱۸۶۶ھ، ۱۸۶۸ھ، ۱۸۷۰ھ، ۱۸۷۲ھ، ۱۸۷۴ھ، ۱۸۷۶ھ، ۱۸۷۸ھ، ۱۸۸۰ھ، ۱۸۸۲ھ، ۱۸۸۴ھ، ۱۸۸۶ھ، ۱۸۸۸ھ، ۱۸۹۰ھ، ۱۸۹۲ھ، ۱۸۹۴ھ، ۱۸۹۶ھ، ۱۸۹۸ھ، ۱۹۰۰ھ، ۱۹۰۲ھ، ۱۹۰۴ھ، ۱۹۰۶ھ، ۱۹۰۸ھ، ۱۹۱۰ھ، ۱۹۱۲ھ، ۱۹۱۴ھ، ۱۹۱۶ھ، ۱۹۱۸ھ، ۱۹۲۰ھ، ۱۹۲۲ھ، ۱۹۲۴ھ، ۱۹۲۶ھ، ۱۹۲۸ھ، ۱۹۳۰ھ، ۱۹۳۲ھ، ۱۹۳۴ھ، ۱۹۳۶ھ، ۱۹۳۸ھ، ۱۹۴۰ھ، ۱۹۴۲ھ، ۱۹۴۴ھ، ۱۹۴۶ھ، ۱۹۴۸ھ، ۱۹۵۰ھ، ۱۹۵۲ھ، ۱۹۵۴ھ، ۱۹۵۶ھ، ۱۹۵۸ھ، ۱۹۶۰ھ، ۱۹۶۲ھ، ۱۹۶۴ھ، ۱۹۶۶ھ، ۱۹۶۸ھ، ۱۹۷۰ھ، ۱۹۷۲ھ، ۱۹۷۴ھ، ۱۹۷۶ھ، ۱۹۷۸ھ، ۱۹۸۰ھ، ۱۹۸۲ھ، ۱۹۸۴ھ، ۱۹۸۶ھ، ۱۹۸۸ھ، ۱۹۹۰ھ، ۱۹۹۲ھ، ۱۹۹۴ھ، ۱۹۹۶ھ، ۱۹۹۸ھ، ۲۰۰۰ھ، ۲۰۰۲ھ، ۲۰۰۴ھ، ۲۰۰۶ھ، ۲۰۰۸ھ، ۲۰۱۰ھ، ۲۰۱۲ھ، ۲۰۱۴ھ، ۲۰۱۶ھ، ۲۰۱۸ھ، ۲۰۲۰ھ، ۲۰۲۲ھ، ۲۰۲۴ھ، ۲۰۲۶ھ، ۲۰۲۸ھ، ۲۰۳۰ھ، ۲۰۳۲ھ، ۲۰۳۴ھ، ۲۰۳۶ھ، ۲۰۳۸ھ، ۲۰۴۰ھ، ۲۰۴۲ھ، ۲۰۴۴ھ، ۲۰۴۶ھ، ۲۰۴۸ھ، ۲۰۵۰ھ، ۲۰۵۲ھ، ۲۰۵۴ھ، ۲۰۵۶ھ، ۲۰۵۸ھ، ۲۰۶۰ھ، ۲۰۶۲ھ، ۲۰۶۴ھ، ۲۰۶۶ھ، ۲۰۶۸ھ، ۲۰۷۰ھ، ۲۰۷۲ھ، ۲۰۷۴ھ، ۲۰۷۶ھ، ۲۰۷۸ھ، ۲۰۸۰ھ، ۲۰۸۲ھ، ۲۰۸۴ھ، ۲۰۸۶ھ، ۲۰۸۸ھ، ۲۰۹۰ھ، ۲۰۹۲ھ، ۲۰۹۴ھ، ۲۰۹۶ھ، ۲۰۹۸ھ، ۲۱۰۰ھ، ۲۱۰۲ھ، ۲۱۰۴ھ، ۲۱۰۶ھ، ۲۱۰۸ھ، ۲۱۱۰ھ، ۲۱۱۲ھ، ۲۱۱۴ھ، ۲۱۱۶ھ، ۲۱۱۸ھ، ۲۱۲۰ھ، ۲۱۲۲ھ، ۲۱۲۴ھ، ۲۱۲۶ھ، ۲۱۲۸ھ، ۲۱۳۰ھ، ۲۱۳۲ھ، ۲۱۳۴ھ، ۲۱۳۶ھ، ۲۱۳۸ھ، ۲۱۴۰ھ، ۲۱۴۲ھ، ۲۱۴۴ھ، ۲۱۴۶ھ، ۲۱۴۸ھ، ۲۱۵۰ھ، ۲۱۵۲ھ، ۲۱۵۴ھ، ۲۱۵۶ھ، ۲۱۵۸ھ، ۲۱۶۰ھ، ۲۱۶۲ھ، ۲۱۶۴ھ، ۲۱۶۶ھ، ۲۱۶۸ھ، ۲۱۷۰ھ، ۲۱۷۲ھ، ۲۱۷۴ھ، ۲۱۷۶ھ، ۲۱۷۸ھ، ۲۱۸۰ھ، ۲۱۸۲ھ، ۲۱۸۴ھ، ۲۱۸۶ھ، ۲۱۸۸ھ، ۲۱۹۰ھ، ۲۱۹۲ھ، ۲۱۹۴ھ، ۲۱۹۶ھ، ۲۱۹۸ھ، ۲۲۰۰ھ، ۲۲۰۲ھ، ۲۲۰۴ھ، ۲۲۰۶ھ، ۲۲۰۸ھ، ۲۲۱۰ھ، ۲۲۱۲ھ، ۲۲۱۴ھ، ۲۲۱۶ھ، ۲۲۱۸ھ، ۲۲۲۰ھ، ۲۲۲۲ھ، ۲۲۲۴ھ، ۲۲۲۶ھ، ۲۲۲۸ھ، ۲۲۳۰ھ، ۲۲۳۲ھ، ۲۲۳۴ھ، ۲۲۳۶ھ، ۲۲۳۸ھ، ۲۲۴۰ھ، ۲۲۴۲ھ، ۲۲۴۴ھ، ۲۲۴۶ھ، ۲۲۴۸ھ، ۲۲۵۰ھ، ۲۲۵۲ھ، ۲۲۵۴ھ، ۲۲۵۶ھ، ۲۲۵۸ھ، ۲۲۶۰ھ، ۲۲۶۲ھ، ۲۲۶۴ھ، ۲۲۶۶ھ، ۲۲۶۸ھ، ۲۲۷۰ھ، ۲۲۷۲ھ، ۲۲۷۴ھ، ۲۲۷۶ھ، ۲۲۷۸ھ، ۲۲۸۰ھ، ۲۲۸۲ھ، ۲۲۸۴ھ، ۲۲۸۶ھ، ۲۲۸۸ھ، ۲۲۹۰ھ، ۲۲۹۲ھ، ۲۲۹۴ھ، ۲۲۹۶ھ، ۲۲۹۸ھ، ۲۳۰۰ھ، ۲۳۰۲ھ، ۲۳۰۴ھ، ۲۳۰۶ھ، ۲۳۰۸ھ، ۲۳۱۰ھ، ۲۳۱۲ھ، ۲۳۱۴ھ، ۲۳۱۶ھ، ۲۳۱۸ھ، ۲۳۲۰ھ، ۲۳۲۲ھ، ۲۳۲۴ھ، ۲۳۲۶ھ، ۲۳۲۸ھ، ۲۳۳۰ھ، ۲۳۳۲ھ، ۲۳۳۴ھ، ۲۳۳۶ھ، ۲۳۳۸ھ، ۲۳۴۰ھ، ۲۳۴۲ھ، ۲۳۴۴ھ، ۲۳۴۶ھ، ۲۳۴۸ھ، ۲۳۵۰ھ، ۲۳۵۲ھ، ۲۳۵۴ھ، ۲۳۵۶ھ، ۲۳۵۸ھ، ۲۳۶۰ھ، ۲۳۶۲ھ، ۲۳۶۴ھ، ۲۳۶۶ھ، ۲۳۶۸ھ، ۲۳۷۰ھ، ۲۳۷۲ھ، ۲۳۷۴ھ، ۲۳۷۶ھ، ۲۳۷۸ھ، ۲۳۸۰ھ، ۲۳۸۲ھ، ۲۳۸۴ھ، ۲۳۸۶ھ، ۲۳۸۸ھ، ۲۳۹۰ھ، ۲۳۹۲ھ، ۲۳۹۴ھ، ۲۳۹۶ھ، ۲۳۹۸ھ، ۲۴۰۰ھ، ۲۴۰۲ھ، ۲۴۰۴ھ، ۲۴۰۶ھ، ۲۴۰۸ھ، ۲۴۱۰ھ، ۲۴۱۲ھ، ۲۴۱۴ھ، ۲۴۱۶ھ، ۲۴۱۸ھ، ۲۴۲۰ھ، ۲۴۲۲ھ، ۲۴۲۴ھ، ۲۴۲۶ھ، ۲۴۲۸ھ، ۲۴۳۰ھ، ۲۴۳۲ھ، ۲۴۳۴ھ، ۲۴۳۶ھ، ۲۴۳۸ھ، ۲۴۴۰ھ، ۲۴۴۲ھ، ۲۴۴۴ھ، ۲۴۴۶ھ، ۲۴۴۸ھ، ۲۴۵۰ھ، ۲۴۵۲ھ، ۲۴۵۴ھ، ۲۴۵۶ھ، ۲۴۵۸ھ، ۲۴۶۰ھ، ۲۴۶۲ھ، ۲۴۶۴ھ، ۲۴۶۶ھ، ۲۴۶۸ھ، ۲۴۷۰ھ، ۲۴۷۲ھ، ۲۴۷۴ھ، ۲۴۷۶ھ، ۲۴۷۸ھ، ۲۴۸۰ھ، ۲۴۸۲ھ، ۲۴۸۴ھ، ۲۴۸۶ھ، ۲۴۸۸ھ، ۲۴۹۰ھ، ۲۴۹۲ھ، ۲۴۹۴ھ، ۲۴۹۶ھ، ۲۴۹۸ھ، ۲۵۰۰ھ، ۲۵۰۲ھ، ۲۵۰۴ھ، ۲۵۰۶ھ، ۲۵۰۸ھ، ۲۵۱۰ھ، ۲۵۱۲ھ، ۲۵۱۴ھ، ۲۵۱۶ھ، ۲۵۱۸ھ، ۲۵۲۰ھ، ۲۵۲۲ھ، ۲۵۲۴ھ، ۲۵۲۶ھ، ۲۵۲۸ھ، ۲۵۳۰ھ، ۲۵۳۲ھ، ۲۵۳۴ھ، ۲۵۳۶ھ، ۲۵۳۸ھ، ۲۵۴۰ھ، ۲۵۴۲ھ، ۲۵۴۴ھ، ۲۵۴۶ھ، ۲۵۴۸ھ، ۲۵۵۰ھ، ۲۵۵۲ھ، ۲۵۵۴ھ، ۲۵۵۶ھ، ۲۵۵۸ھ، ۲۵۶۰ھ، ۲۵۶۲ھ، ۲۵۶۴ھ، ۲۵۶۶ھ، ۲۵۶۸ھ، ۲۵۷۰ھ، ۲۵۷۲ھ، ۲۵۷۴ھ، ۲۵۷۶ھ، ۲۵۷۸ھ، ۲۵۸۰ھ، ۲۵۸۲ھ، ۲۵۸۴ھ، ۲۵۸۶ھ، ۲۵۸۸ھ، ۲۵۹۰ھ، ۲۵۹۲ھ، ۲۵۹۴ھ، ۲۵۹۶ھ، ۲۵۹۸ھ، ۲۶۰۰ھ، ۲۶۰۲ھ، ۲۶۰۴ھ، ۲۶۰۶ھ، ۲۶۰۸ھ، ۲۶۱۰ھ، ۲۶۱۲ھ، ۲۶۱۴ھ، ۲۶۱۶ھ، ۲۶۱۸ھ، ۲۶۲۰ھ، ۲۶۲۲ھ، ۲۶۲۴ھ، ۲۶۲۶ھ، ۲۶۲۸ھ، ۲۶۳۰ھ، ۲۶۳۲ھ، ۲۶۳۴ھ، ۲۶۳۶ھ، ۲۶۳۸ھ، ۲۶۴۰ھ، ۲۶۴۲ھ، ۲۶۴۴ھ، ۲۶۴۶ھ، ۲۶۴۸ھ، ۲۶۵۰ھ، ۲۶۵۲ھ، ۲۶۵۴ھ، ۲۶۵۶ھ، ۲۶۵۸ھ، ۲۶۶۰ھ، ۲۶۶۲ھ، ۲۶۶۴ھ، ۲۶۶۶ھ، ۲۶۶۸ھ، ۲۶۷۰ھ، ۲۶۷۲ھ، ۲۶۷۴ھ، ۲۶۷۶ھ، ۲۶۷۸ھ، ۲۶۸۰ھ، ۲۶۸۲ھ، ۲۶۸۴ھ، ۲۶۸۶ھ، ۲۶۸۸ھ، ۲۶۹۰ھ، ۲۶۹۲ھ، ۲۶۹۴ھ، ۲۶۹۶ھ، ۲۶۹۸ھ، ۲۷۰۰ھ، ۲۷۰۲ھ، ۲۷۰۴ھ، ۲۷۰۶ھ، ۲۷۰۸ھ، ۲۷۱۰ھ، ۲۷۱۲ھ، ۲۷۱۴ھ، ۲۷۱۶ھ، ۲۷۱۸ھ، ۲۷۲۰ھ، ۲۷۲۲ھ، ۲۷۲۴ھ، ۲۷۲۶ھ، ۲۷۲۸ھ، ۲۷۳۰ھ، ۲۷۳۲ھ، ۲۷۳۴ھ، ۲۷۳۶ھ، ۲۷۳۸ھ، ۲۷۴۰ھ، ۲۷۴۲ھ، ۲۷۴۴ھ، ۲۷۴۶ھ، ۲۷۴۸ھ، ۲۷۵۰ھ، ۲۷۵۲ھ، ۲۷۵۴ھ، ۲۷۵۶ھ، ۲۷۵۸ھ، ۲۷۶۰ھ، ۲۷۶۲ھ، ۲۷۶۴ھ، ۲۷۶۶ھ، ۲۷۶۸ھ، ۲۷۷۰ھ، ۲۷۷۲ھ، ۲۷۷۴ھ، ۲۷۷۶ھ، ۲۷۷۸ھ، ۲۷۸۰ھ، ۲۷۸۲ھ، ۲۷۸۴ھ، ۲۷۸۶ھ، ۲۷۸۸ھ، ۲۷۹۰ھ، ۲۷۹۲ھ، ۲۷۹۴ھ، ۲۷۹۶ھ، ۲۷۹۸ھ، ۲۸۰۰ھ، ۲۸۰۲ھ، ۲۸۰۴ھ، ۲۸۰۶ھ، ۲۸۰۸ھ، ۲۸۱۰ھ، ۲۸۱۲ھ، ۲۸۱۴ھ، ۲۸۱۶ھ، ۲۸۱۸ھ، ۲۸۲۰ھ، ۲۸۲۲ھ، ۲۸۲۴ھ، ۲۸۲۶ھ، ۲۸۲۸ھ، ۲۸۳۰ھ، ۲۸۳۲ھ، ۲۸۳۴ھ، ۲۸۳۶ھ، ۲۸۳۸ھ، ۲۸۴۰ھ، ۲۸۴۲ھ، ۲۸۴۴ھ، ۲۸۴۶ھ، ۲۸۴۸ھ، ۲۸۵۰ھ، ۲۸۵۲ھ، ۲۸۵۴ھ، ۲۸۵۶ھ، ۲۸۵۸ھ، ۲۸۶۰ھ، ۲۸۶۲ھ، ۲۸۶۴ھ، ۲۸۶۶ھ، ۲۸۶۸ھ، ۲۸۷۰ھ، ۲۸۷۲ھ، ۲۸۷۴ھ، ۲۸۷۶ھ، ۲۸۷۸ھ، ۲۸۸۰ھ، ۲۸۸۲ھ، ۲۸۸۴ھ، ۲۸۸۶ھ، ۲۸۸۸ھ، ۲۸۹۰ھ، ۲۸۹۲ھ، ۲۸۹۴ھ، ۲۸۹۶ھ، ۲۸۹۸ھ، ۲۹۰۰ھ، ۲۹۰۲ھ، ۲۹۰۴ھ، ۲۹۰۶ھ، ۲۹۰۸ھ، ۲۹۱۰ھ، ۲۹۱۲ھ، ۲۹۱۴ھ، ۲۹۱۶ھ، ۲۹۱۸ھ، ۲۹۲۰ھ، ۲۹۲۲ھ، ۲۹۲۴ھ، ۲۹۲۶ھ، ۲۹۲۸ھ، ۲۹۳۰ھ، ۲۹۳۲ھ، ۲۹۳۴ھ، ۲۹۳۶ھ، ۲۹۳۸ھ، ۲۹۴۰ھ، ۲۹۴۲ھ، ۲۹۴۴ھ، ۲۹۴۶ھ، ۲۹۴۸ھ، ۲۹۵۰ھ، ۲۹۵۲ھ، ۲۹۵۴ھ، ۲۹۵۶ھ، ۲۹۵۸ھ، ۲۹۶۰ھ، ۲۹۶۲ھ، ۲۹۶۴ھ، ۲۹۶۶ھ، ۲۹۶۸ھ، ۲۹۷۰ھ، ۲۹۷۲ھ، ۲۹۷۴ھ، ۲۹۷۶ھ، ۲۹۷۸ھ، ۲۹۸۰ھ، ۲۹۸۲ھ، ۲۹۸۴ھ، ۲۹۸۶ھ، ۲۹۸۸ھ، ۲۹۹۰ھ، ۲۹۹۲ھ، ۲۹۹۴ھ، ۲۹۹۶ھ، ۲۹۹۸ھ، ۳۰۰۰ھ، ۳۰۰۲ھ، ۳۰۰۴ھ، ۳۰۰۶ھ، ۳۰۰۸ھ، ۳۰۱۰ھ، ۳۰۱۲ھ، ۳۰۱۴ھ، ۳۰۱۶ھ، ۳۰۱۸ھ، ۳۰۲۰ھ، ۳۰۲۲ھ، ۳۰۲۴ھ، ۳۰۲۶ھ، ۳۰۲۸ھ، ۳۰۳۰ھ، ۳۰۳۲ھ، ۳۰۳۴ھ، ۳۰۳۶ھ، ۳۰۳۸ھ، ۳۰۴۰ھ، ۳۰۴۲ھ، ۳۰۴۴ھ، ۳۰۴۶ھ، ۳۰۴۸ھ، ۳۰۵۰ھ، ۳۰۵۲ھ، ۳۰۵۴ھ، ۳۰۵۶ھ، ۳۰۵۸ھ، ۳۰۶۰ھ، ۳۰۶۲ھ، ۳۰۶۴ھ، ۳۰۶۶ھ، ۳۰۶۸ھ، ۳۰۷۰ھ، ۳۰۷۲ھ، ۳۰۷۴ھ، ۳۰۷۶ھ، ۳۰۷۸ھ، ۳۰۸۰ھ، ۳۰۸۲ھ، ۳۰۸۴ھ، ۳۰۸۶ھ، ۳۰۸۸ھ، ۳۰۹۰ھ، ۳۰۹۲ھ، ۳۰۹۴ھ، ۳۰۹۶ھ، ۳۰۹۸ھ، ۳۱۰۰ھ، ۳۱۰۲ھ، ۳۱۰۴ھ، ۳۱۰۶ھ، ۳۱۰۸ھ، ۳۱۱۰ھ، ۳۱۱۲ھ، ۳۱۱۴ھ، ۳۱۱۶ھ، ۳۱۱۸ھ، ۳۱۲۰ھ، ۳۱۲۲ھ، ۳۱۲۴ھ، ۳۱۲۶ھ، ۳۱۲۸ھ، ۳۱۳۰ھ، ۳۱۳۲ھ، ۳۱۳۴ھ، ۳۱۳۶ھ، ۳۱۳۸ھ، ۳۱۴۰ھ، ۳۱۴۲ھ، ۳۱۴۴ھ، ۳۱۴۶ھ، ۳۱۴۸ھ، ۳۱۵۰ھ، ۳۱۵۲ھ، ۳۱۵۴ھ، ۳۱۵۶ھ، ۳۱۵۸ھ، ۳۱۶۰ھ، ۳۱۶۲ھ، ۳۱۶۴ھ، ۳۱۶۶ھ، ۳۱۶۸ھ، ۳۱۷۰ھ، ۳۱۷۲ھ، ۳۱۷۴ھ، ۳۱۷۶ھ، ۳۱۷۸ھ، ۳۱۸۰ھ، ۳۱۸۲ھ، ۳۱۸۴ھ، ۳۱۸۶ھ، ۳۱۸۸ھ، ۳۱۹۰ھ، ۳۱۹۲ھ، ۳۱۹۴ھ، ۳۱۹۶ھ، ۳۱۹۸ھ، ۳۲۰۰ھ، ۳۲۰۲ھ، ۳۲۰۴ھ، ۳۲۰۶ھ، ۳۲۰۸ھ، ۳۲۱۰ھ، ۳۲۱۲ھ، ۳۲۱۴ھ، ۳۲۱۶ھ، ۳۲۱۸ھ، ۳۲۲۰ھ، ۳۲۲۲ھ، ۳۲۲۴ھ، ۳۲۲۶ھ، ۳۲۲۸ھ، ۳۲۳۰ھ، ۳۲۳۲ھ، ۳۲۳۴ھ، ۳۲۳۶ھ، ۳۲۳۸ھ، ۳۲۴۰ھ، ۳۲۴۲ھ، ۳۲۴۴ھ، ۳۲۴۶ھ، ۳۲۴۸ھ، ۳۲۵۰ھ، ۳۲۵۲ھ، ۳۲۵۴ھ، ۳۲۵۶ھ، ۳۲۵۸ھ، ۳۲۶۰ھ، ۳۲۶۲ھ، ۳۲۶۴ھ، ۳۲۶۶ھ، ۳۲۶۸ھ، ۳۲۷۰ھ، ۳۲۷۲ھ، ۳۲۷۴ھ، ۳۲۷۶ھ، ۳۲۷۸ھ، ۳۲۸۰ھ، ۳۲۸۲ھ، ۳۲۸۴ھ، ۳۲۸۶ھ، ۳۲۸۸ھ، ۳۲۹۰ھ، ۳۲۹۲ھ، ۳۲۹۴ھ، ۳۲۹۶ھ، ۳۲۹۸ھ، ۳۳۰۰ھ، ۳۳۰۲

## احتمام ۷-۸

کو اگر کسی طرف منسوب کر رہا ہے تو ٹاٹا فعیہ اور حجابہ کے رد ایک دونوں کے لئے غسل کرنا مستحب ہے، وہ سب نہیں ہے اس میں سے کسی ایک کا اور۔ کے پیچھے نماز پڑھتا اس وقت تک جائز نہیں ہے سب تک اور شخص غسل نہ کرے غسل کے مستحب ہونے اور جب نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا ناپاک ہونا مشکوک ہے۔ اور شک سے یقین کا حکم ختم نہیں ہوتا (۱)۔

فقہاء حنفیہ کے نزدیک ایک دنوں پر غسل واجب ہے، مالکیہ نے اس مسئلہ میں یہ تفصیل کی ہے کہ اگر وہ دونوں ساتھ سونے والے افراد میں بیوی ہوں تو تنہا شوہر پر غسل واجب ہے، کیونکہ شوہر بیوی میں اکثر تنہا شوہر کو نازل ہوتا ہے، شوہر بیوی کے ساتھ اس بستر پر تشری ہو، جب سویا ہے، اس کے بعد ادا کی گئی نمازوں کا (غسل کر کے) عداہ کرے گا، اور اگر وہ دونوں ساتھ سونے والے شخص میں بیوی کے علاوہ ہوں تو دونوں پر غسل واجب ہوگا (۲)۔

مالکیہ کے علاوہ دوسرے مذاہب میں بیوی اور دوسروں کے حکم میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۸۔ جس کپڑے میں دو شخص سوتے ہیں اس کا حکم ٹاٹا فعیہ اور حجابہ کے رد ایک ستر کی طرح ہے، ٹاٹا فعیہ کے نزدیک ہر ایک اس نماز کا اعادہ کرے گا جس کے بارے میں یہ قتال نہ ہو کہ اس سے پہلے نازل نہ ہوا ہو، اور حجابہ کے رد ایک تشری بار جب سویا تھا اس کے بعد کی ماریں، اور اسے گاجب تک کہ اس بات کی کوئی عداست نہ ہو کہ اس سے پہلے نازل ہوا ہے (۳)۔

مالکیہ کہتے ہیں کہ غسل کرنا مستحب ہے (۴)۔

(۱) المجموع ۳/۴۳۳، ایضاً ۲/۲۰۲۔

(۲) ابن ماجہ ۱/۱۱، الترمذی ۱/۹۹، السنن ۱/۳۱۲۔

(۳) شرح المروسی ۱/۱۵۱، طبع المکبیر، ایضاً ۲/۲۰۳۔

(۴) السنن ۱/۳۲۲۔

گر کسی شخص کو یدری کے جہتہ، کھانی پڑی حالانکہ اسے احتام ٹوٹ گیا ہو نہیں تو اس پر غسل واجب ہے، کیونکہ حضرت عائشہ کی روایت ہے: ”أَنْ أَلْبَسِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلْلَ وَلَا يَذْكُرُ الْإِحْتِلَامَ، قَالَ: يَغْتَسِلُ، وَعَنِ الرَّجُلِ يَرِي أَنَّهُ اِحْتَلَمَ وَلَا يَجِدُ الْبَلْلَ، قَالَ: لَا غَسْلَ عَلَيْهِ“ (۱) (نبی کرم ﷺ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو تری محسوس کرے لیکن اسے احتام یاد نہ ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ غسل کرے گا، اور ایک دوسرے آدمی کے بارے میں دریافت کیا گیا جس کو احتام ہو یا نہ ہے، میں نے اسے تری محسوس نہیں ہونی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر غسل نہیں ہے۔) اس کے خلاف ہی کا قول نہیں پایا جاتا، مال ثانیہ کے یہاں ایک ثانیہ قول، مالکیہ کا ایک قول اس کے خلاف ملتا ہے (۲)۔

۷۔ اگر ایک بستر پر دو شخص سوتے ہیں اس میں سے ہر ایک کو نازل ہوتا ہے، اس بستر پر ٹاٹا فعیہ، کھانی پڑی، ان دونوں میں سے ہر ایک مٹی

(۱) سابقہ مراجع، اس حدیث کی روایت ابو داؤد (مسنون لموجود ۱/۹۵-۹۶ طبع الہند) اور ترمذی نے کی ہے مبادی بیوی (شمارح ترمذی) لکھتے ہیں اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد ابھی میں لکھا ہے کہ یہ حدیث سنن مذاہب کے علاوہ صحاح کی ہر کتاب میں ہے اور سنن الاوطار میں اس حدیث کے بارے میں لکھا ہے اس روایت کے قائل ہوں ہوا ہے عبد اللہ بن عمر امیری کے صحیح کے راوی ہیں عبد اللہ بن عمر امیری کی شخصیت مختلف ہے پھر صاحب سنن الاوطار نے ان کے متعلق جرح و تعدیل کا ذکر کیا ہے پھر کہا ہے صاحب ابھی نے جن کتابوں میں اس حدیث کی روایت کا ذکر کیا ہے سب میں تنہا عبد اللہ بن عمر امیری اس کی روایت کرنے والے ہیں کسی اور روایت سے یہ روایت نہیں ملتی۔ امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے بھی عمری کی سند کے ساتھ اس کی روایت کی ہے اس طرح اس حدیث میں دو شخص ہیں اول عبد اللہ بن عمر امیری، دوم روایت کا ترمذی کوئی صاحب نہ ہوا، لہذا یہ حدیث حسن اور صحت کے درجات سے گری ہوئی ہے (تحت لاخوذی ۱/۳۶۹)، امام احمد نے اس حدیث کی روایت اسناد (۲۵۶/۱ طبع المکبیر) میں کی ہے۔

(۲) المجموع ۳/۴۳۳، خطاب ۱/۳۰۶۔

۹- اگر کسی شخص نے نیند سے بیدار ہونے کے بعد ایک چیز، کبھی جس کے بارے میں شک ہے کہ یہ مٹی ہے یا کچھ اور (شک دونوں پہلوؤں کے برابر ہونے کا کام ہے کہ کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ ہو) اس کے بارے میں فقہاء کی متعدد آراء ہیں:

الف۔ پہلی رائے یہ ہے کہ غسل واجب ہوگا، یہ حنفیہ، مالکیہ اور حنبلیہ کا قول ہے، لیکن حنفیہ نے غسل اس وقت واجب قرار دیا ہے جب اس شخص کو احتلام ہوا یا دھو، اور جو چیز (نہم یا کچھ سے وغیرہ پر) لگی ہوئی ہے اس کے بارے میں شک ہو رہا ہے کہ یہ مٹی ہے یا مٹی یا یہ شک ہو کہ مٹی یا یہ شک ہو کہ مٹی یا دھو، کیونکہ مٹی کبھی سی عارض (مثلاً ہوا) کی وجہ سے رقیق ہو جاتی ہے (اور رقیق ہونے کی وجہ سے مذکورہ کی محسوس ہو سکتی ہے) یہاں اس کا نتیجہ بھی موجود ہے، پھر یہ احتلام کا دھو ہوا ہے، اگر اسے احتلام ہوا یا نہ ہو تو بھی امام ابوحنیفہ و امام محمد کے نزدیک یہی حکم ہے، اس حکم کا ماحذ وہ حدیث ہے جس میں رسول کریم ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا جس کو احتلام یا نہیں میں تری محسوس رہا ہے تو حضور کریم ﷺ نے فرمایا تھا: "یغتسل" (۱) (وہ شخص غسل کرے گا)، اس حدیث میں مطلق تری پائے پر احتلام یا نہ ہونے کے باوجود رسول کریم ﷺ نے غسل واجب قرار دیا۔ امام ابو یوسف نے فرماتے ہیں کہ اس صورت میں غسل واجب نہ ہوگا، اور قیاس کا تقاضا یہی ہے، کیونکہ یقین شک سے راضی نہیں ہوتا۔

یہ حکم حنفیہ و حنبلیہ کے نزدیک اس قید کے ساتھ متعین ہے کہ سوے سے قبل عضو تامل میں ایستاء کی نہ ہو، اگر ایستاء کی ہو تو اس چیز کا مذکور ہونا رنج ہے (۲)، ورنہ باطلہ سے اضافہ کرتے ہوئے

کہا ہے: یا اس شخص کو ایستاء (۱) (معدون کی ٹھنڈک) کی باری ہو، اس صورت میں اس کے مذکور ہونے کا احتمال رہتا ہے، اور اس کا سبب موجود ہے، اور ایسی صورت میں اس سے وضو واجب ہوگا۔

مالکیہ نے سرف اس صورت میں غسل واجب قرار دیا ہے جب وہ چیزوں کا شک ہونے میں سے یک مٹی ہوا ہو، ورنہ اگر مٹی میں سے ایک چیز ہونے کا شک ہو جس میں یک مٹی ہونا بھی ہو تو غسل واجب نہ ہوگا (۲)۔ کیونکہ ایک سے زیادہ مقابل ہونے کی وجہ سے مٹی ہونے کا شک بہت کمزور ہو گیا۔

ب۔ دوسری رائے یہ ہے کہ غسل واجب نہ ہوگا، یہ ثانیہ کا ایک قول ہے، ورنہ باطلہ، قیاس کا قول ہے، اس سے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا، لیکن شک اور گمان کے سے غسل کرنا بہتر ہے، ان حضرات نے ترتیب سے وضو واجب قرار دیا ہے۔

ج۔ ایک رائے یہ ہے کہ اس شخص کو اختیار ہے کہ من چیر وں کا شک ہے ان میں سے ایک مان کر اس کے مطابق عمل درآمد کرے، یہ ثانیہ کا مشہور مذہب ہے، کیونکہ اس کا ذمہ غیر محسوس طہارت کے ساتھ مشغول ہے۔

د۔ ثانیہ کا ایک قول یہ ہے کہ ان دونوں سے مدتیہ وں کا شک ہے ان سب کے تقاضوں پر عمل کرے گا یعنی احتیاطاً وضو، و غسل دونوں کرے گا (۳)۔

روزہ اور حج پر احتلام کا اثر:

۱۰- روزہ پر احتلام کا کوئی اثر نہیں پڑتا، اس بات پر اتفاق ہے کہ

(۱) پروردگار (میرزا غلام احمد) کے ساتھ) ایک باری ہے جو ٹھنڈک اور طہارت سے پیدا ہوتی ہے (لسان العربیۃ ماہ "میرزا")۔  
(۲) انہی ۱۱/۳۰۳۔  
(۳) المجموع ۴/۳۵۴-۳۶۰۔

(۱) اس حدیث کی ترجیح فقہ ۱۸ میں گذری ہے۔  
(۲) بحر الرائق ۱۸/۵۸-۵۹، الحاوی علی مرئی اختلاف ۵۲، انہی ۱۱/۳۰۳۔

## احکام ۱۱-۱۳

ملوث ہونے کا خطر ہے تو وہاں غسل کرنے سے روکا جائے گا، چونکہ مسجد کو صاف ستھرا رکھنا واجب ہے۔

خفیہ میں سے ایسے مقامات میں بعض وہ ہیں جو غسل کے سے باہر نکلنے کو جائز قرار دیتے ہیں اگرچہ مسجد کے ملوث ہونے کا خطر نہ ہو، اور کچھ مقامات پر ایسے ہیں جہاں پر ایسے ہیں اور مسجد میں غسل کرنے کو مطلقاً حرام قرار دیتے ہیں، اور اگر مسجد سے نکلتا ہو تو تو تیمم لازم قرار دیتے ہیں<sup>(۱)</sup>۔

مسئلہ جنابت کی غرض سے مسجد کے باہر نکلتا ہو تہنق نقہ، احتکاف کے تسلسل کو نہیں توڑتا جب تک کہ طویل نہ ہو جائے۔

۱۳- جنسی ہونے کا زمانہ احتکاف میں شمار ہوگا یا نہیں؟ اس بہت فقہاء میں اختلاف ہے۔ ثانیہ جنابت کے زمانہ کو احتکاف میں شمار نہیں کرتے، بخلاف انسان جنابت کی حالت میں کسی عذر کی وجہ سے رہا ہو یا بلا عذر کے، کیونکہ احتکاف اور احتکاف میں منافات ہے، یہی قوس ختمہ اور مالکیہ کا بھی ہے، حنبلیہ کے نزدیک جنابت کا زمانہ احتکاف میں شمار کیا جائے گا، حنبلیہ نے صراحت کی ہے کہ احتکاف چونکہ معاف ہے اس لئے اس کی وجہ سے احتکاف کی قضا نہیں کرنی پڑے گی ورنہ کفار دلازم ہوگا<sup>(۲)</sup>۔

## احتکاف کے ذریعہ بلوغ:

۱۳- فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر اس کے ساتھ احتکاف ہو

(۱) ابن ماجہ ۲/۲۳۲، حلاط ۲/۲۶۲، حاکم ۲/۵۹، طبع مہر شریعت، المشرق ۱/۴۲۸، ۴۳۵، طبع دارالعارف، النبی ۱/۳۹، طبع الجلی، الجمل ۲/۳۳، طبع المصنف، الإصناف ۱/۶۸، ۳/۷۲، طبع بولہ الحکر دار ۳۳۲ مطبوعہ المدینہ الحکیمہ۔

(۲) الجمل علی الحج ۲/۳۳، حلاط ۲/۶۲، طبع دار الفکر، المشرق علی فیل ۲/۲۲۸، شرح غنی للدرجات ۱/۶۹، طبع دار الفکر، مع ۱/۶۹، مکتبہ المطبوعات الخلیفہ، طبع المصنف علی شرح حاکم ۲/۵۹، ۳/۷۲۔

احتکاف سے روز باطل نہیں ہوتا، کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "ثلاث لا یقطرون الصائم: الحجامۃ والقیء والاحتکام" (۱) (تین چیزیں ہیں جو روزہ روزہ نہیں ہوتا، تھامت، تے اور احتکاف) نیز اس سے کہ اس میں تنگی ہے، چونکہ احتکاف سے اس وقت بھی جا سکتا ہے جب آدمی سہا چھوڑ دے، اور سہا مباح ہے، اس کو ترک کرنا استطاعت سے باہر ہے، نیز اس لئے کہ احتکاف میں نہ جماع کی صورت ہے نہ جماع کی حقیقت۔ چونکہ جماع کی حقیقت ہے، شہوت کے ساتھ مباشرت کے نتیجے میں انزال<sup>(۲)</sup>، اس بات پر بھی تفاق ہے کہ روزہ کی طرح حج پر بھی احتکاف کا کوئی اثر نہیں پڑتا<sup>(۳)</sup>۔

## احتکاف پر احتکاف کا اثر:

۱۱- فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احتکاف احتکاف سے باطل نہیں ہوتا، اگر مختلف غسل جنابت کے لئے مسجد کے باہر کیا تو جس اس کا احتکاف باطل نہ ہوگا، اگر ایک حالت میں جس کا کرہ ضعیف ہے یا بے وضاحت یہ ہے کہ اس کے لئے مسجد میں مسائل جنابت مباح نہیں ہو، اور غسل کرنے میں مسجد کے ملوث ہونے کا خطر نہ ہو، اگر مسجد کے

(۱) اس حدیث کی روایت ترمذی اور بیہقی نے ابو سعید خدری سے کی ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم کی تصحیف کی گئی ہے مشہور یہ ہے کہ یہ حدیث مطاوعہ سے مرسل مروی ہے۔ بخاری نے اسے حضرت ابن عباس سے لکھی سند کے ساتھ نقل کیا ہے جس میں علت ہے بطرانی نے ثواب سے اس کی روایت کی ہے لیکن یہ روایت بھی ضعیف ہے (فیض القدیر ۳/۳۱۲)۔

(۲) الدوسقی علی الدرر ۱/۵۲۳، طبع الجلی، معنی الحج ۲/۳۳۰، طبع مصنفی الجلی، المصنف مع المشرق ۵۰، طبع المناب۔

(۳) الفتاویٰ المندیہ ۱/۲۲۲، المصنف مع المشرق ۵۰، طبع بلاق، حلاط ۲/۲۳۳، الجمل علی الحج ۲/۵۹۔



## احتواش ۱-۲

ہو تو اس کے ورید انس بافتح ہو جاتا ہے اور قیمتی تم ہو جاتی ہے،  
یونکہ حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لا  
یسم بعد احتلام ولا ضمات یوم الی اللیل" <sup>(۱)</sup> (استلام کے  
بعد قیمتی نہیں، ورنہ بھری خاموشی ہے رات تک)۔

## احتواش

### تعریف:

۱- لغت میں احتواش احاطہ کو کہتے ہیں، کہا جاتا ہے: "احتواش  
القوم علی فلان" <sup>(۱)</sup> (قوم نے فلاں شخص کو ہر طرف سے گھیر لیا،  
اپنے درمیان کر لیا)، "احتواش القوم الصید" <sup>(۲)</sup> (قوم نے  
شکار کو حیر لیا)۔

احتواش کا استعمال ثنائی فاعلیہ نے کیا ہے، وہ لوگ یک خاص قسم  
کے احاطہ پر اس کا اطلاق کرتے ہیں، ان کے یہاں احتواش کا  
مطلب ہے دو خونوں کا ایک طہر کو گھیر لیا (اول خون آئے پھر پاک  
رہے پھر خون آئے)، اور ثنائی فاعلیہ نے "احتواش" کلام کے بغیر اس  
مسلکہ کا ذکر کرتے ہیں۔

### اجمالی حکم:

۲- ثنائیہ کا مسلک، ثنائی فاعلیہ کا صحیح قول یہ ہے کہ مدت میں اس طہر کا  
اعتبار کیا جاتا ہے جس کو دونوں طرف سے دم (خون) گھیرے ہوئے  
ہو، لہذا اگر کسی شخص نے ما بالذہ عورت کو طلاق دی، اور طہر کے زمانہ کے  
بعد رجعت گزرنے کے بعد اس کو حیض آیا تو اسے "قراءہ" میں یہ  
جائے گا، ثنائیہ کا غیر اصح قول یہ ہے کہ اسے "قراءہ" مانا جائے گا،



(۱) فتح القدیر ۳/ ۳۱۳-۳۱۴ ابن ماجہ بن ۵۰۷، الدرر النوری ۳/ ۴۳۳، معنی  
الاجماع ۲/ ۱۶۶ طبع مصطفیٰ لکھنؤ، نہایت لکھنؤ ۱۳۶۶ طبع لکھنؤ، انصاف ابن  
قدامہ ۳/ ۳۳۵ طبع مکتبۃ القادریہ، مطالب ولی النبی ۳/ ۵۵۳-۵۵۴،  
۳/ ۴۰۴ اس حدیث کی روایت ابو داؤد نے اپنی سنن میں کتاب الوصایا میں  
کی ہے باب کا منون ہے "باب ما جاء منی یقطع البسم" منذری  
اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں اس حدیث کی سند میں ایک روایت یحییٰ  
بن محمد المدنی بخاری ہیں، بخاری کہتے ہیں کہ حدیث میں ان کے بارے میں کلام  
کرتے ہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں جن روایات میں یحییٰ بن محمد مندر ہیں ان  
سے کنارہ کشی واجب ہے عقلی نے اس حدیث کا ذکر کرنے کے بعد کہا ہے  
کہ اس حدیث میں کسی نے یحییٰ کی متابعت نہیں کی ہے منذری کی بات  
یہاں ختم ہو گئی۔

یحییٰ بن محمد المدنی بخاری "جاء" کی طرف منسوب ہیں جو مدینہ منورہ سے قریب  
رہا محل کا ایک شہر ہے یہ حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت انس بن  
مارک، جنہی اللہ عنہما سے مروی ہے لیکن کسی کی روایت ثابت نہیں ہے (حسن  
ابودود ۳/ ۷۲ طبع المیزان)۔

(۱) انہما یلا بنی الاضیاء (حوش)۔

(۲) المصباح المہیر: ماہ (حوش)۔

## احتیاط ۱-۲

یونکہ ”قراء“ طہر سے حیض کی طرف منتقل ہوا ہے<sup>(۱)</sup>، اور یہ بات مخفی نہیں کہ سے ”احکامش“ نہیں کما جاتا، فقہاء اس مسئلہ کو حیض والی عورتوں کی عدت میں ذرا کرتے ہیں، یہ مسئلہ حنفیہ کے مسلک میں اور صحیح قول کے شمار سے خارج کے مسلک میں زیر بحث نہیں آتا۔ یونکہ حضرت کے یہاں عدت حیض سے شمار ہوتی ہے طہر سے نہیں۔

## احتیاط

### تعریف:

۱- لغت میں احتیاط کے بعض معانی یہ ہیں: ۱- احتیاط، احتیاط میں زیادہ حزم اور مشق، ۲- اعلیٰ پہلو کو اختیار کرنا، ۳- چننا، بقاء کرنا، اسی دھڑے معنی میں لفظ احتیاط مشابہہ ری وردہ ”قوسط الرأی الاحتیاط“ میں استعمال ہوا ہے، یعنی بہترین رائے وہ ہے جس میں احتیاط ہو، ۳- ملطی سے مراد کرنا<sup>(۱)</sup>۔

فقہاء کے یہاں بھی یہ لفظ ایسے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ جہاں تک مرث کا تعلق ہے تو اس کی حقیقت ہے حرمت کے ارتباب کے خوف سے شبہات سے بچنا<sup>(۲)</sup>۔

### اجمائی حکم:

۲- بہت سے فقہی احکام احتیاط کی بنیاد پر ثابت ہوتے ہیں، جو شخص مختلف دنوں کی غبار، عصر کی مار پڑھا بھوں گیا ہے، یہ نہیں معلوم ہے کہ غبار، لائن پہلے تھا یا عصر، لائن، وہ شخص ظہر کی نماز ادا کرے گا، اس کے بعد عصر، پھر اس کے بعد ظہر پڑھے گا، یک اتنا لیا بیٹا، اس طرح اس نے واجب احتیاط ہے۔

احتیاط کا اصل دراصلوں سے نکراتا ہے، ایک یہ کہ اصل بری الذمہ



(۱) یہ کتاب ۱۳۳۷ھ میں طبع ہوئی، اقلیہ بی ۲۰۴ طبع لکھنؤ، تاریخ دار لکھنؤ ۱۳۱-۱۳۲ طبع لکھنؤ۔

(۱) المصباح الحیر: ۱۱۱ (خط ۱)

(۲) التعلیقات، ۲۲۳، کتاب اصطلاحات الفنون، ۱/۳۸۰۔

### احتیاط ۳

#### بحث کے مقامات:

۳۔ اہل اصول تقاض اولہ کے باب میں دلیل مقتضی تحریم کو اس دلیل پر ترجیح دیتے ہیں جو دوسرے طرح کے حکام کا تقاضا کرتی ہے اور اس ترجیح کی عند احتیاط ہے۔ ورنہ تقاض کے تقاض کی صورت میں اس مسئلہ کو ترجیح دیتے ہیں جو تحریم کا تقاضا کرتے ہیں<sup>(۱)</sup>۔

اہل اصول ان باب میں وجوب، استحباب اور تحریم میں احتیاط کا قاعدہ جاری ہونے کا بھی ذکر کرتے ہیں<sup>(۲)</sup>، اس بحث کا اصل مقام موصوعہ کا اصولی ضمیمہ ہے۔

فقہاء اہل اصول احتیاط پر معنی تو اہل قہر کا تذکرہ تو اہل فقہیہ کی کتابوں میں کرتے ہیں، مثلاً حرام، محال کے جنات کی صورت میں حرام کے غائب ہونے کا قاعدہ، اس قاعدہ کے مستحکات اور تشبیہات<sup>(۳)</sup>۔



ہوتا ہے، دوسرے یہ کہ حرج کی صورت میں تحریم کا قاعدہ جاری ہوگا۔ اس نکتہ کو وجہ سے احتیاط پر معنی نظام میں اختلاف ہو جاتا ہے، اس سلسلہ میں اہل اصول کے نقطہ نظر کی ترجمانی مسلم اثبوت کے شارح عبد اعلیٰ انصاری نے اس طرح کی ہے: ”یہاں نہیں ہے کہ ہر دو چیز جس میں احتیاط زیادہ ہو وہی واجب ہوتی ہے، بلکہ احتیاط ان چیز میں واجب ہونے کا وجوب پہلے سے ثابت ہوتا ہے اس میں دو چیز واجب ہونے کے، اگرچہ سے اسان بالیقین ذمہ داری سے عہدہ نہ ہو سکتے، مثلاً کسی شخص کی ایک روز کی ایک نماز فوت ہوتی ہے یمن سے یہ نہیں کہ کوئی نماز فوت ہوتی ہے تو اس شخص کے ذمہ اس روز کی پانچ نمازوں کی قضا لازم ہوتی ہے تاکہ وہ شخص جوئی ہوتی نماز کی ذمہ داری سے یقینی طور پر عہدہ نہ آسکتے۔“ عبد اعلیٰ انصاری مزید لکھتے ہیں: ”اسی کی ایک مثال یہ ہے کہ استفاضہ اہل عورت اپنے حیض کے یوم جہول حائے تو اس پر واجب ہوتا ہے کہ ہر نماز کے سے ہر نماز کے وقت کے لئے طہارت حاصل کرے“، اس بہت اختلاف ہے جس کی تفصیل مادہ ”حیض“ میں ملے گی۔

اس کے بعد عبد اعلیٰ انصاری نے دوسری حالت ذکر کی ہے جس میں احتیاط افضل واجب ہوتا ہے، چنانچہ کہتے ہیں: ”یا وجوب اصل ہو، پھر کسی چیز میں آئے جو وجوب میں شک پیدا کر رہی ہو، مثلاً قیسویں رمضان کا روزہ، اس میں اصل وجوب ہے، باہل کا عارض پیش آتا ہے وجوب میں مانع نہ ہوگا، لہذا قیسویں رمضان کا روزہ احتیاط کی بنا پر واجب ہوگا، یوم الخب کے روزہ کی نوعیت قیسویں رمضان کے روزہ سے مختلف ہے، یوم الخب کا روزہ احتیاطی بنا ہے وجوب میں ہوگا، کیونکہ اس میں وجوب اصل نہیں ہے اور نہ دو یقین کے ساتھ ثابت ہے۔“

(۱) نواع المصنف بشرح مسلم اثبوت بہامش المصنف ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶

## احتیال ۱-۲

۱۔ ہم: ۱۔ یوں کو ایک مد سے دوسرے مد کی طرف منتقل کرنا، سے  
حوالہ بھی کیا جاتا ہے (۱)۔

اجہانی حکم:  
اہل: پہلے معنی کے پیش نظر:

قصود ارادہ کے اختلاف سے اور کام کے نتیجے کے اختلاف سے  
احتیال کا حکم بتاتا ہے اس کی تفسیر دہل میں کی جاتی ہے:  
۲۔ احتیال (حیلہ اختیار کرنا) حرام ہوتا ہے اگر اس کے ذریعہ مکلف  
شخص کی واجب شریعی کو ساقط کرنا چاہتا ہو تاکہ وہ بظاہر فیہ واجب  
ہو جائے۔ یا کسی حرام کو اپنے لئے ظاہر میں حلال بنانا چاہتا ہو، تاکہ  
اسی عمل کا مقصد اگر حکم شریعی کا بطل کرنا ہو، بظاہر سے دوسرے حکم کی  
طرف پیسہ مانو، یہاں تک کہ اس عمل کے نتیجے میں قواعد شریعت پر زور  
پڑتی ہو تو ایسا عمل حرام، مومنہ ہے، مثلاً نماز کا وقت شروع ہونے پر  
کسی نے شراب پی لی یا خوب آدروا استعمال کر لی تاکہ بے ہوش  
شخص کی طرح اس کے معقود ائصال ہونے کی حالت میں نماز کا وقت  
گزر جائے، یا اس کے پاس اتنا مال ہے جس سے وہ حج کر سکتا ہے  
لیکن اس نے مال بہرہ کر لیا تاکہ اس پر حج واجب نہ ہو (۲)۔

اسی طرح مالکیہ "درمنا بلہ کے روئے یک یہ بات ناجائز ہے کہ زکوٰۃ  
سے فخر اختیار کرنے کے لئے سال گزرنے سے پہلے مال میں بہرہ  
دہن کا تصرف کرے، خفیہ کے یہاں اس مسئلہ میں اختلاف ہے،  
امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے، چونکہ اس میں  
دوسرے کے حق کا ابطال نہیں بلکہ جوہ زکوٰۃ سے بچنا ہے، لہذا

## احتیال

تعریف:

۱۔ احتیال کا معنی حیلہ تلاش کرنا ہے، اور حیلہ معاملات کی تدبیر  
و نظام میں مہارت کا نام ہے یعنی فکر کی تریش جس سے مقصد تک  
پہنچا جائے، احتیال دین کو کھول کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے (۱)۔  
اہل اصول اور فقہاء کے یہاں لفظ احتیال کا استعمال بھی لغوی معنی  
میں میں ہوتا ہے، لیکن ابن تیمیہ نے ذکر کیا ہے کہ لفظ حیلہ کا استعمال  
عرب میں یہ بھی طریقوں پر چلنے میں دیا گیا ہے جن سے کوئی شخص  
اپنی غرض حاصل کر لے، اس طرح کہ بغیر ایک نوع کی ذہانت اور  
فہانت کے اس کو سمجھ نہ جائے۔ پس اس معنی میں یہ لفظ اپنے لغوی معنی  
سے خاص ہے، چاہے مقصود اس کا جائز ہو یا حرام، اور اس سے بھی زیادہ  
مخصوص یہ ہے کہ لفظ حیلہ کا استعمال ایسی غرض کے لئے کیا جائے جو شرعاً  
یا عقلاً یا عاقلاً ممنوع ہو، اور یہی لوگوں کے عرف میں دیا ہے (۲)۔

احتیال کے علامات:

۱۔ طریقوں کو استعمال کرنا جن کے ذریعہ انسان اپنی غرض  
حاصل کر سکے (۳)۔

(۱) نہایت المحتاج سر ۲۰۸ طبع مصطفیٰ لکھنؤ، ص ۳۲۸، تاج کریم  
لیا۔  
(۲) المروقات ۲۰۹، شرح المغیر ۶۰۰ طبع دار الفکر،  
بغداد ۱۳۳۲ طبع المکتبۃ

(۱) المصباح المہیر لسان العرب۔  
(۲) المروقات ۲۰۱، مجمع کردہ المکتبۃ التجاریہ، المکتبۃ المدینہ، ۱۴۰۶ طبع  
بمبئی، علامہ المصطفیٰ سر ۲۵۲ طبع المکتبۃ المدینہ۔  
(۳) اعلام المصطفیٰ سر ۲۵۲، المروقات ۲۰۱۔

### اختیار ۳-۴

میں ہے کہ امام ابو یوسف کا قول اصح ہے، امام محمد فرماتے ہیں کہ ایسا کرنا مکروہ ہے شیخ حمید الدین الضری نے اسی قول کو اختیار کیا ہے، اور یہ اس لئے کہ اس عمل میں فقراء کو نقصان پہنچانا ہے اور انجام کے اعتبار سے اس کے حق کو باطل کرنا ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے۔

ی طرح کا معاملہ شافعیہ کے یہاں نہایت الحجاج اور اثر و اتنی میں ہے: یہ عمل مکروہ تنزیہی ہے رُحس کا مقصد زکاۃ سے فرار ہو۔ اور اثر و اتنی نے نہ کہ الوجہ میں اس کو حرام لکھا ہے۔ لایہا میں یہ اضافہ ہے: وروطہ وید کی الذمہ نہیں ہوگا، اور یہ فقہ ضار ہے۔ ابن صراح کہتے ہیں: راوہ پر سنا دہوگا عمل پڑھیں (۱)۔

یہ طرح لوگوں کا مال چھیننے کے لئے "دین پر ظلم کرے" کے لئے اور غریبوں کے لئے "دین کے حقوق کو باطل کرے" کے لئے ذلیلہ اختیار کرنا حرام ہے۔

مذکورہ بالا مقاصد کیلئے حیلہ اختیار کرنے کی حرمت کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے: "وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الْمُدِیْنِ اَعْتَدُوا لَكُمْ فِی النَّفْسِ" (۴)۔ (اور تم خوب جانتے ہو کہ ان لوگوں کو جنہوں نے تم میں سے بہت کے بارہ میں تجاہد یا تھا، یہ نیک بینی اور اکیلے ہفتہ کے بارہ شکار سرے کے لئے یہاں حیلہ اختیار یا تھا جس سے طار ہو کہ ہفتہ کے علاوہ دوسرے اس شکار یا جا رہا ہے، نیز اس حرمت کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہے: "لَا یَجْمَعُ بَیْنَ مَتَرٍ وَلَا یَمْرٍ بِسَ مَحْضِعِ خَشِیَةِ الصَّدَقَةِ" (۵) (رقوة کے ڈار سے نہ متفرق کو جمع یا جائے گا نہ مجمع کو تفرق یا جائے گا)۔

(۱) الأشاء و قطار لائن یکم ۳۰/۳۹۳ طبع مشہولہ اشرفی ۳۳۵۳۳ دہرہ داد۔  
(۲) سورہ یوسف ۶۵۔

(۳) اعلام الخلفیہ ۳۰۴۰۰ اشعار و نظائر لابن کثیم ۱۲۹۵ھ، الفتاویٰ الہندیہ ۱۲۹۰ھ، اہی ۳۰۴۰۰ طبع لاریض۔ حیدرآباد علیہ جمعہ کی

۳- حیلہ اختیار کرنا (احتیال) جائز ہے اگر اس کا مقصد حق وصول کرنا یا باطل کو دفع کرنا یا حرام سے رہائی حاصل کرنا یا حلال تک رسائی حاصل کرنا ہو، خود بخود، ریوہ حرام ہو یا جائز، عین شر حرام، ریوہ اختیار کرنا جائز ہے، ریوہ پر نثار ہوگا مقصد پر نہیں، یہیں احتیال (حیلہ کرنا) مطلوب ہوتا ہے خصوصاً جنگ کے مواقع پر، کیونکہ جنگ خفیہ طریقہ (خفیہ) کا نام ہے، جواز کی بنا، (اللہ تعالیٰ کا یہ رشاء ہے: "وحدہ بندک ضعیفاً فأضرب بھ وَلَا تَحْشُ" (۱) اور اپنے ہاتھ میں ایک مضامینوں کا لے لو اور اسی سے مارو اور پٹی قسم نہ توڑو)۔

۴- اخیل (حیلہ اختیار کرنے) کی بعض صورتیں مختلف ہیں۔ جہاں یہ واضح نہ ہو کہ شارح کا کوئی مقصد حیلہ کرنے والے کا مقصد ہے اور نہ یہ واضح ہو کہ حیلہ کرنے والے کا ہدف مصالح شریعت سے متصادم ہے۔

جن فتیاء نے یہ سمجھا کہ اس معاملہ میں حیلہ اختیار کرنا مصالح شریعت کے خلاف نہیں ہے، انہوں نے اسے جائز قرار دیا اور جنہوں نے یہ سمجھا کہ یہ حیلہ مصالح شریعت کے خلاف ہے، انہوں نے ممنوع قرار دیا، علاوہ اس کے یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ جو لوگ بعض مسائل میں حیلہ اختیار کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں وہ حیلہ اختیار کرنے والے مکلف کے درجے کی تحقیق پر اس کی بنیاد رکھتے ہیں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا ارادہ قصد شارع کے خلاف نہیں، اس لئے کہ قصد شارع کے ساتھ فکر و صریح ہو، علم کے اعتبار سے ہو یا محض ظن کے اعتبار سے، ممنوع ہے۔ جیسا کہ ناجائز کہنے والوں نے

= روایت بخاری، ابوداؤد، احمد، ترمذی اور حاکم و غیر ہم نے کی ہے (فتح الباری ص ۳۱۳ طبع انتقیر)۔

(۱) التماثلی المندوبہ ۱۹۹۰ء، اعلام الموقعیہ ۱۹۹۲ء، المواقعات ۱۹۹۲ء، المشی ۱۹۹۱ء، الماراج فی المجلد ۸ء، المورس کے بعد کے صفحات، نتائج کردہ مکتبہ المشی بخدا، آیت ۱۰۰۰ء، ۱۰۰۰ء

## احتیال ۵-۸

۷- حوالہ جاری ہے، کیونکہ اس کی ضرورت پیش آتی ہے، حوالہ کے جواز کی بنیاد نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد ہے: ”إِذَا أُحْبِلَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَحْتَلْ“<sup>(۱)</sup> (جب تم میں سے کسی کا دین کسی مالدہ کے حوالہ کیا جائے تو وہ حوالہ منظور کر لے)۔ اور حوالہ میں حکم یہ ہے کہ دینوں شمس اپنا دوسرا دوسری طرف منتقل کر کے دین کے دین کی ذمہ داری سے بری ہو جاتا ہے، فقہاء نے حوالہ کی صحت کے سے کچھ شرطیں بتائی ہیں، مثلاً محیل اور محال کا راضی ہونا اور جو دین حوالہ کیا جا رہا ہے اور جس کے حوالہ کیا جا رہا ہے اس کا علم ہونا<sup>(۲)</sup>۔

اس کے علاوہ دوسری تفصیلات ہیں جنہیں ”حوالہ“ کی اصطلاح میں دیکھا جائے۔

### بحث کے مقامات:

۸- احتیال (ان طریقوں کے معنی میں دین کے ذریعہ نفع پہنچانے مقصد تک پہنچتا ہے) کے متعلق احکام میں جنہیں ”حیلہ“ کی اصطلاح میں اور اصل فقہ کی کتابوں میں دیکھ جاسکتا ہے، تیوں کا شریعت کے مقاصد اور ذرائع سے گہرا تعلق ہے۔ یہ بحث اصولی ضمیمہ میں دیکھی جائے۔

پٹی رائے کی بنیاد اس بات پر رکھی ہے کہ حیلہ کرنے والے کا ارادہ قصد ثارت و احکام میں مطلوب مصالح کے خلاف ہے۔

اس کی ایک مثال حوالہ کرنے والے کا نکاح ہے، محلل (حالیہ کرنے والا) نے بیوی کو اسے طلاق دینے والے پہلے شوہر کی طرف واپس کرنے کے لئے ایک حیلہ اختیار کیا ہے، جو بظاہر ارشاد باری: ”إِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا“<sup>(۱)</sup> کے موافق ہے، عورت نے اس محلل سے نکاح کیا، اس عورت کا دوسرا شوہر کے طلاق دینے کے بعد پہلے شوہر کے نکاح میں جانا بظاہر ہیبت کے موافق ہے، ثارت کی نصوص ثارت کے مقاصد کو تائنہ دلی ہیں۔ اسی طرح کا ایک حیلہ بیوع الاحل ہے<sup>(۲)</sup>۔

۵- حیلہ کی سنت کو زیادہ اختیار کرنے والے پہلے حسب میں پھر شافعیہ میں رہے مالدیہ و مالدیہ و مالدیہ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ حیلہ کو پھر غائب ممنوع قرار دیا جائے، (حیلہ اختیار کرنا) مباحات میں مفید نہیں ورنہ مباحات میں، کیونکہ تیوں کو چار قرار دینا سند و رائے کے خلاف ہے، ثارت تو مومن طور پر مفاسد کی راہوں کو بند کرتا ہے اور حیلہ کرنے والا حیلہ کے ذریعہ مفاسد کی راہ کو کھوتا ہے<sup>(۳)</sup>۔

### دوم: دوسرے معنی کے اعتبار سے:

۶- حوالہ کرنے والے کی طرف سے حق کو منتقل کرنا عقد حوالہ کے نتیجے میں ہوگا، حوالہ ایک عقد ہے جس کے ذریعہ دین ایک دوسرے دوسرے ذمہ کی طرف منتقل ہوتا ہے، بعض فقہاء کے بقول حوالہ بیع لکن بالذین سے مستثنیٰ ہے۔

(۱) سورہ بقرہ ۲۳۰۔

(۲) المرافعات ۳۸۸/۴۔

(۳) اعلام الموقعین ۳۸۱، الشرح المفید ۶۰۱/۱ طبع دار الفکر، القسطنطنیہ، المبدیہ ۹۰/۱، الاشارة في الفقه ۲۹۱/۲، المرافعات ۱۹۸/۳۔

(۱) حدیث: ”إِذَا أُحْبِلَ...“ کی روایت بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے ان الفاظ میں کی ہے: ”سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِذَا أُحْبِلَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَحْتَلْ“ (خنی کا حال بدل کر ظلم ہے اور جب کسی کو کسی مال دار کے پیچھے لگایا جائے تو وہ اس کے پیچھے لگ جائے) اور اس حدیث کی روایت امام احمد و ابن ابی شیبہ نے ان الفاظ میں کی ہے: ”سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِذَا أُحْبِلَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَحْتَلْ“ (الدرایہ ۱۷۳/۲) اور اس کی روایت ترمذی کے علاوہ دوسرے اصحاب سنن نے حضرت ابوہریرہؓ سے کی ہے، ورنہ ترمذی نے حضرت ابن عمرؓ سے اسی طرح کی حدیث روایت کی ہے (تخفیف المسیر ۳۶۳)۔

(۲) نہایۃ المحتاج ۳۰۸/۳ طبع مصطفیٰ النسخ، بیروت، الجلیل ۲۲۸/۳ طبع دار الفکر، بیروت، المبدیہ ۹۰/۱۔

ترکی رقی ہے۔

احد ادکا شرعی حکم:

۳- علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حد ۱۰ جب ہے مدت منات میں  
اگر نکاح صحیح سے ہو اور اگرچہ زہد کے ساتھ انہیں نہیں ہو، اس کی  
دلیل رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد ہے: ”لا یحل لامرأة تؤمن  
باللہ والیوم الآخر أن تحمد علی میت فوق ثلاث لیل بال  
علی زوج، أربعة أشهر وعشراً“<sup>(۱)</sup> (کسی عورت کے لئے جو  
اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں ہے کہ کسی  
میت پر تین روز سے زیادہ سوگ منائے، سو ۷ شہر کے ماہ کی  
منات پر چار ماہ میں ۷ سوگ کرے گی)۔

علماء کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ مراد پر حد نہیں ہے، اس بات پر بھی اجماع ہے کہ مظاہرہ جمعہ پر احرام نہیں ہے، بلکہ اس سے یہ مطلوب ہے کہ وہ اپنے طلاق دینے والے شوہر کے سامنے "اے" اور اس کے لئے زیب و زینت کرے، شاید اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے بعد کوئی راہ پیدا کر دے، ہاں امام شافعی کی ایک رائے یہ ہے کہ مظاہرہ جمعہ کے لئے سوگ کرنا مستحب ہے جب وہ رجعت کی امید نہ رکھتی ہو (۲)۔

۴- جو عورت طلاق بائن کی عدت گزار رہی ہے خود طلاق بائن مطلق ہو یا غیر مطلق، اس پر احدا ہے یا نہیں، اس بارے میں فقہاء کے مرقعات تین:

(۱) حدیث ۳۳۳ لا یحل لامرأه... کی روایت بخاری و مسلم (المواضع والبرج) ۲۵۸-۲۵۹، تاریخ کردہ وزارت اوقاف، حکومت ۱۳۹۷ھ، البیروت (۲۵۸/۳ طبع مطبعہ الشارقة مصر، اور ۲۵۹/۶ طبع مطبعہ البصر بیروت) سے کی ہے۔

(۲) الجمل ۵۸۴ھ

إمام

۴۰۰

۱۔ حدود کے فقوی معنی میں سے یک رہنا ہے۔ اور اسی سے ماخوذ ہے عورت کا ظہر نعم کے لئے آرائش و زیبائش سے رہنا (۱)۔ مختار، فی اصطلاح میں احداث کی حقیقت ہے: عورت کا مخصوص مدت تک، مخصوص حالات میں زینت (آرائش و زیبائش) اور اس طرح کی چیزوں سے رک جانا، اسی طرح احداث میں یہ بھی شامل ہے کہ عورت اس مدت میں اپنے گھر کے علاوہ کسی اور گھر میں رات نہ گزیرے (۲)۔

تعمت فظ:

عشر

۲- عتدہ کی حقیقت ہے: شوہر سے عورت کی جہانی کی صورت میں خود یہ جہانی وقت کی وجہ سے ہوا یا طلاق یا منکح کی وجہ سے عورت کا شریعت کی طرف سے مقرر کردہ مدت تک رکھے رہنا۔

اعتماد اور احدا میں رشتہ یہ ہے کہ اعتماد احمدہ کا ظرف ہے، جس عورت کے زمانہ میں عورت اپنے شوہر کی وفات کی وجہ سے رہنت

(۱) دیکھتے ہیں عرب، انصباح کبیر، بنی و انصباح بارہ (حدود)

(۲) فتح القدیر ۳۳۴، ۴۳۳، ابن ماجہ ۱۶۱۲ و وہی کے بعد کے مفتاح، طبع اول، المطالب ۳۴۵، مکتبۃ انصباح طرطوس لیبیا، نہایت الحاح ۱۳۰۷ طبع مکس، البحر لا یزول ۱۶۶۹ طبع المکتبۃ

ول۔ حنفیہ کا مسلک، امام شافعی کا قول قدیم اور مذہب حنبلی کی ایک روایت یہ ہے کہ مطلقہ بابت پر اہدو ہے، کیونکہ نکاح کی نعمت فوت ہوئی ہے، لہذا مطلقہ بابت ایک اعتبار سے متوفی منہا زہ جنا کے مشابہ ہے (۱)۔

دوم۔ مالکیہ کا مسلک، امام شافعی کا قول جدید اور امام احمد کی ایک روایت (جسے بعض کتابوں میں مذہب قرار دیا گیا ہے) یہ ہے کہ مطلقہ بابت پر اہدو نہیں ہے کیونکہ شوہر نے اسے جدا کر دیا ہے، اس سے تحقق توڑ لیا ہے، لہذا وہ اس بات کا مستحق نہیں ہے کہ اس کی جدائی پر سوگ منائے، مابین کی ایک جماعت کا بھی یہی مسلک ہے، ان میں سے سعید بن المسیب، ابو ثور، حجاز، ربیعہ، مالک اور بن احمد رپیں (۲)۔ مابین امام شافعی کے قول جدید میں یہ ہے کہ اس کے لئے اہدو مستحب ہے۔

۵۔ اگر منکوحہ نکاح فاسد کا شہرہ مراے و جمہور کی رائے یہی ہے کہ اس خاتون پر کوئی سوگ منانا نہیں ہے، اس لئے کہ وہ حقیقتاً زچہ ہی نہیں ہے، اور اس لئے کہ نکاح فاسد کا باقی رہنا عیب مر اس کا ختم ہو جائے نعمت ہے، لہذا سوگ منانے کی کوئی گنجائش نہیں۔

قاضی بوہاری حنبلی کے نزدیک اس عورت پر اہدو واجب ہے، کیونکہ اس پر عدت واجب ہے، قاضی باجی مالکی کا مسلک ہے کہ جب اس کے اور اس کے متوفی شوہر کے درمیان نکاح کے کچھ احکام ثابت ہو گئے مثلاً ثورث (ایک دوسرے کا وارث ہونا) وغیرہ تو دو عدت

(۱) فتح القدیر ۳۴۱ طبع اول الامیریہ المکرمی ۱۳۱۶ھ، المصنف للشیخ ازی ۵۰۴ طبع دوم کلمی، انسی لابن قدامہ ۸۸۹ طبع لبنان (۲) الخرش ۳۴۸، المصنف للشیخ ازی ۵۰۴ طبع کلمی، المجمع لابن قدامہ مع حاشیہ ۲۸۹ طبع المطبعہ المنقبیہ، انسی لابن قدامہ ۸۸۹ طبع لبنان ۵۰۵/۸

وفات گذارنی اور اس پر سوگ منانا بھی لازم ہو گا۔  
۶۔ شوہر کے اہدو اور عورت کے رشتہ داری وفات پر عورت کے لئے اہدو صرف تینوں کے لئے جائز ہے اس سے زائد نہیں، اس کی دلیل مذہب بنت ابی سلمہ کی روایت ہے، وہ کہتی ہیں: "جب حضرت ام حبیبہ کے پاس حضرت ابو سفیان کی وفات کی خبر آئی اس کے قہر سے روز اسوں نے زرا رنگ منکا کر پے دونوں ہاتھوں پر ریشمیں پر مارا اور فرمایا: مجھے اس کی خبر نہ دےتیں تھی میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: "لا یحل لامرأۃ تنومن باللہ والیوم الآخر أن تعقد فوق ثلاث إلا عسی زوج فایہا تعقد علیہ أربعة أشهر وعشراً" (کوئی عورت جس کا اللہ اور روز آخرت پر ایمان ہے اس کے لئے شہرہ کے اہدو کسی اور پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں، مابین شہرہ پر چار ماہ اس دن سوگ منانے کی)۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے، اللہ تعالیٰ مسکن کے میں (۲)۔

شوہر کو اختیار ہے کہ بیوی کو رشتہ داروں پر سوگ منانے سے روک دے۔

### مفتیہ و الخمر کی بیوی کا سوگ منانا:

۷۔ مفتیہ... و شخص ہے جس کی کوئی خبر نہ ہو، یہ بھی معلوم نہ ہو کہ زندہ

(۱) فتح القدیر ۳۴۱ طبع لکھنؤ، انسی لابن قدامہ ۸۸۹ طبع اول الامیریہ المکرمی ۱۳۱۶ھ، المصنف للشیخ ازی ۵۰۴ طبع دوم کلمی، انسی لابن قدامہ ۸۸۹ طبع لبنان (۲) الخرش ۳۴۸، المصنف للشیخ ازی ۵۰۴ طبع کلمی، المجمع لابن قدامہ مع حاشیہ ۲۸۹ طبع المطبعہ المنقبیہ، انسی لابن قدامہ ۸۸۹ طبع لبنان ۵۰۵/۸



احداد کے شروع ہونے کی حکمت:

۹- شوہر کی وفاداری کے طور پر، اس کے عظیم حق کی رعایت میں یود کے لئے احداد شروع کیا گیا ہے کیونکہ زواجی رشتہ مقدس ہے۔ لہذا شوہر کا اور اخذ قایم بات درست نہیں ہے۔ عورت شوہر کے عظیم احسانات کو بھول جائے اور رشتہ زوجیت کے حقوق سے انجاں بن جائے، یہ وفاداری کی بات نہیں ہے۔ شوہر کی وفات ہوتے ہی وہ آراش و زیباش میں ڈوب جائے، خوبصورت ہو کپڑے پہنے اور اس گھر کو خیر باد کہہ دے جہاں ردیو جی زندگی گذرتی تھی، کیا وہ دونوں کبھی ساتھ رہے ہی نہیں تھے، اسدم سے پہلے عورت پورے ایک سال تک اپنے متونی شوہر کا سوگ مناتی، اس کی وفات پر مار، شین کرتی، اسلام نے اسے ختم کر کے حداد کی مدت صرف چار ماہ میں رکھی۔

مذہب اربعہ کے علماء نے احکام احداد کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کا یہ خلاصہ ہے، ان حضرات نے ذکر کیا ہے کہ: ”جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو یا اس پر احد واجب ہے، اس شوہر کی وفات پر اظہار اسوس کے لئے جس نے اپنا عہد وفا پورا دکھایا اور نعمت نکاح کے ختم ہو جانے پر تاسف کرتے ہوئے، یہ صرف بیوی نعمت میں تھی بلکہ لڑکی نعمت بھی تھی، کیونکہ نکاح دنیا و مثرات دونوں میں نجات کے اسباب میں سے ہے۔“ احد اس سے بھی شروع کیا گیا ہے کہ یہ عورت لی جانب مردوں کے میں کورہتا ہے، کیونکہ عورت جب آراش برے کی تو اس کے نتیجے میں مرد اس کی طرف مائل ہوں گے، پھر اس سے نکاح کریں گے۔ نکاح کے نتیجے میں ملتی ہوئی، اس سے نسبوں میں اختلاط ہو جائے گا، اور اختلاط منساب حرام ہے، اور جو تیر حرام تک پہنچائے وہ بھی حرام ہے<sup>(۱)</sup>۔

یہ وفات پاچکا ہے، جب تافضی نے، سے میت قرار، یہ کاٹیل۔ یہ تو حداد کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فیصلہ سے اس کی بیوی وفات کی مدت گذرے گی، لیکن سول یہ ہے کہ کیا اس پر سوگ منانا بھی واجب ہے؟ جمہور علماء اس کے وجوب کے قائل ہیں اس اعتبار سے کہ مدت وفات گذر رہی ہے لہذا وفات و بی عورت کے حکم میں ہوگی۔ بن مہشون مالکی کا مسلک یہ ہے کہ اس پر اگرچہ مدت واجب ہے لیکن اس کے ذمہ سوگ منانا نہیں<sup>(۱)</sup>۔

سوگ منانے کی مدت کا آغاز:

۸- سوگ منانے کی مدت وفات کے فوراً بعد شروع ہو جاتی ہے، جو اد بیوی کو وفات کا علم فوراً ہو جائے یا دیر سے معلوم ہو، جو لوگ طلاق بائن میں بھی سوگ منانے کے قائل ہیں ان کے نزدیک طلاق کے فوراً بعد سوگ منانے کی مدت شروع ہو جاتی ہے، یہ اس وقت ہے جب کہ وفات، ورطدق معلوم ہوں، اس کے برخلاف اگر شوہر بیوی سے دور ہے، اس کا انتقال ہو یا اس نے بیوی کو طلاق بائن کی دہرے ہوئے دنوں کی اس پر سوگ منانے کی مدت اس وقت شروع ہوئی جب عورت کو موت یا طلاق کی خبر ہو، ”رمدت کے ختم ہوتے ہی حد“ بھی ختم ہو جائے گا، اگر احد کی مدت ختم ہو جائے کے بعد بھی عورت پر ”حد“ کی حالت میں ردی دینے کا نہیں ہوگی۔

(۱) الفتاویٰ الہندیہ ۳۰۰/۲ طبع ۱۳۱۰ھ، شرح الکبیر وصاحبہ الدبونی ۳۷۸/۲ مطبوعہ احیاء الکتب العربیہ، شرح الخرش علی مختصر طلیل ۳۷۸-۲۸۸ طبع لشریفہ ۱۳۱۶ھ، شرح روض الطالب ۳۰۰/۳، مائیک کرن الکتبہ الاسلامیہ بیروت، الممتع فی فہم الخالہ لابن قدامہ ۳۸۱/۲، انکالی فی فہم الخالہ لابن قدامہ ۳۷۸/۲، شرح الکبیر وصاحبہ الدبونی ۳۷۹/۲ طبع کتبیں۔

(۱) حاشیہ سعدی علی شرح فتح القدیر ۳۷۹/۲ طبع المطبعہ الامیر یہ بلاق،

کون عورت سوگ منائے اور کون نہ منائے؟

۱۰- اس سے پہلے واضح ہو چکا ہے کہ فی الجملہ کن عورتوں سے احادیث منطوب ہے، یہاں چند اہل حالات کا ذکر کیا جا رہا ہے جن کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے ان میں سے کتاب عورت کا مسئلہ ہے جو کسی مسلمان کے نکاح میں تھی (شوم کی وفات کی صورت میں اس پر حلال ہے یہ نہیں)۔ دوسرے مسلمان عورت کا مسئلہ ہے۔

۱۱- جس کتاب عورت کے مسلمان شوم کا انتقال ہو گیا، اس کے بارے میں شامیہ حناجہ کا مسلک اور ابن القاسم کی روایت کے مطابق امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ پوری عدت کے زمانہ میں اس کے لئے سوگ منانا واجب ہے، کیونکہ سوگ منانا عدت کے تابع ہے، جب اس پر وفات کی عدت واجب ہوئی تو سوگ منانا بھی واجب ہوا، حنفیہ کا مسلک اور امام مالک کی روایت کے مطابق امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ اس عورت پر حد نہیں ہے، کیونکہ سوگ منانے والی حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ سوگ منانے کا مطالبہ صرف مسلمات خاتون سے ہے، کیونکہ اس میں فرمایا ہے: "لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر" (۱) (جو عورت اللہ پر اور

۱۲- نابالغ عورت کے بارے میں جمہور فقہاء کا مسلک ہے کہ شوم کی وفات پر وہ سوگ منائے گی اور اس کے ولی کی ذمہ داری ہے کہ اسے ایسے کاموں سے روکے جو سوگ منانے کے مخالف ہوں، یہ تک اندہ

= کلہ ۳۰۶ ص

(۲) اس حدیث کی تخریج فقہ ۳ میں گزری ہے۔

شاہ رسول اکرم ﷺ کا اسے سر مرگنے سے منع کرنا رخصت ہونے کے بعد سے تھا، کیونکہ آنکھ کا مرض ہو کرے وروا کرے کے لئے دوسری چیزیں پائی جاتی ہیں لیکن اگر یہ طے ہو جائے کہ آنکھ کے کسی مرض کا علاج سرمدی ہے تو شریعت کے قواعد اس کے استعمال سے نہیں روکتے۔

عدت کے تابع ہے، نیز حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کی وجہ سے کہ ایک خاتون بنا، ارم ﷺ کی عدت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! ابی نوبی عیسا روحہا" وقد اشکت عیسا "فکرمہا" فقال لا، مرنیں او ثلاثاً" (اے اللہ کے رسول! میری بیٹی کے شوم کی وفات ہوئی ہے، بیٹی کی آنکھ میں تکلیف ہے، یا تم اس میں سرمد لگادیں؟ حضور ارم ﷺ نے: "یا تمین بافرمایا نہیں) حضور ارم ﷺ نے اس لڑکی کی عمر دریافت نہیں کی، "رسول کے موقع پر تسلیس معلوم نہ رہا اس بات کی دلیل ہے کہ عمر کی لڑکی کا یہی حکم ہے۔

حنفیہ کے زائد امام ابوحنیفہ کی پر سوگ منانا واجب نہیں، کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "رفع القدم عن ثلاث: عن النائم حتی یتقیظ وعن المعتلی حتی یرأ وعن الصبی حتی یمکبر" (۲) (تین طرح کے لوگ مرفوع القلم (غیر مکلف) ہیں: سونے والا یہاں تک کہ بیدار ہو جائے، کسی مرض میں مبتلا شخص یہاں تک کہ شغلیاب ہو جائے، بچہ یہاں تک کہ بڑا ہو جائے)، مگر امام ابوحنیفہ کی روایت باقی عدت باقی تو باقی عدت کے زمانہ میں وہ سوگ منائے گی، یہ حکم بالغ مجنون لڑکی کا ہے اگر دور ان عدت اس کا جنون ختم ہو جائے، رہا مسئلہ باندی کا تو فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ اس پر

(۱) ام سلمہ کی حدیث کی روایت بخاری (فتح لہاری ۲۸۳ طبع مستطیع)، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ نے کی ہے (تحقیق سنن ابی داؤد ۳۸۹/۲ طبع دارلحدیث مصر)۔

(۲) حدیث: "رفع القلم عن ثلاث..." کی روایت امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی اور حاکم نے کی ہے حاکم نے لکھا ہے یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرطوں کے مطابق ہے ابن ماجہ ابوداؤد ابن خزیمہ نے متعدد طرق سے حضرت علی سے اس حدیث کی روایت کی ہے اس میں حضرت علی کا ایک قصہ ہے جو حضرت عمر کے ساتھ پیش آیا، اس کا ذکر بخاری نے تصدیق کیا ہے (خیر القلندر ۳۵۴)۔

سوگ منانا عدت کی مدت میں لازم ہے، اس لئے کہ وجوب احادیث سے متعلق حدیث عام ہے اور شافعیہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے (۱)۔

حد دو لی عورت کن چیزوں سے اجتناب کرے؟

۱۳- حد دو لی عورت ہر اس چیز سے اجتناب کرے کی جسے شہا عرف میں زحمت شمار کیا جاتا ہے خود اس کا تعلق جسم سے ہو یا کپڑے سے اسی طرح اس چیزوں سے اجتناب کرے لی جن کی وجہ سے اس کی طرف نظریں نہیں ملتا، اپنی گھر سے نکلتا یا اسے نکالنے کا پیغام دیا جائے، اس حد تک فی جملہ فقہاء اتفاق ہے۔

بعض حالات کے درمیان فقہاء کا اختلاف ہے بعض فقہاء نے نہیں حد دو لی عورت کے لئے باحار قرار دیا، بعض نے حار، مثلاً بعض رنگے ہوئے کپڑوں کا استعمال، بالے، سرھید کپڑوں اور عفران اور کسم کے علاوہ کسی اور رنگ سے رنگے ہوئے کپڑوں میں نقباء کا اختلاف ہے، تحقیق کرے کہ ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ مخصوص حدیث چیزوں کے علاوہ میں نقباء کا اختلاف عرف کے اختلاف پر مبنی ہے، عرف میں جس چیز کو زحمت سمجھا جاتا ہے، نقباء نے اسے حرام قرار دیا ہے اور جس چیز کو زحمت نہیں سمجھا جاتا اسے مباح قرار دیا ہے، احادیث کی حالت میں جو چیزیں ممنوع ہیں ان کا تعلق یا تو بدن سے ہوگا یا کپڑوں سے یا عیورات سے یا پیغام نکالنے کے تین رویہ سے پارت گزر رہے ہیں۔

۱۴- جسم سے متعلق حرام چیزیں یہ ہیں: سوگ منانے، دلی عورت کے سے، وہ چیز حرام ہوتی ہے جو اس کو ہر شے بنائے، مثلاً خوشبو، (۲) طبع القدیر ۱۰۴-۱۰۳ طبع المصنوع، یزدی کتب خانہ علیہ السلام ۳۳۲ طبع دار حدیث ۱۳۳۲ھ الحنفی لابن قدامہ ۱۶۶۹ طبع المکتبہ الام ۲۳۲/۵ طبع مکتبہ الکلیات لاہور

خضاب، آرایش کے لئے سرمہ، انی فہرست میں وہ چیزیں ہیں جو زحمت کے لئے آج ایجاد ہوئی ہیں، ہر اس میں وہ چیزیں شامل نہیں ہیں جن کا استعمال عورتوں کے لئے کرتی ہے مثلاً سرمہ اور کاش دو تنگلی سے تنگلی کرنا جس میں خوشبو نہ ہو۔

حنبل اس طرف گئے ہیں کہ انہوں کی تنگلی سے تنگلی کرنا مکروہ ہے بہرہ و ما خوشبو کے ہو، اس لئے کہ اس کا شماراں کے نزدیک زحمت میں ہے، لیکن وہ خاتون جس کا درمید ررق خوشبو کی تجارت کرنا یا خوشبو بنانا ہوتا شافعیہ اس کے لئے اس خوشبو کو چھو جائز قرار دیتے ہیں۔

یہ سب کچھ اس صورت میں ہے کہ حد دو لازم ہونے کے بعد خوشبو لگانا کیسا ہے، لیکن اگر اس نے اس سے پہلے خوشبو کا رکھی ہو تو کیا احادیث لازم ہونے کے بعد اس کے سے خوشبو زائل کرنا واجب ہوگا؟ شافعیہ اسے واجب قرار دیتے ہیں، مالکیہ کا بھی ایک قول یہی ہے جسے ابن رشد نے اختیار کیا ہے، مالکیہ کی مہری رائے کے تحت انی نے اختیار کیا ہے، یہ ہے کہ اس خوشبو کا زائل کرنا واجب نہیں۔

۱۵- ایسے تیل کے استعمال کے بارے میں جس میں خوشبو نہ ہو اختلاف ہے، جیسے رقیون، رمل کے تیل، حنفیہ اور شافعیہ سے اس زحمت میں شمار کرتے ہیں جو حد دو لی عورت کے سے ممنوع ہے، اور مالکیہ حائل قرار دیتے ہیں (۳)۔

حضرت ام سلمہؓ کی حدیث میں ہے: ان السی مستحبہ دخل علیہا حیث توفی روحہا ابو سیمۃ لہا ہا ن تمشط بالطیب ولا بالحناء فانہ خضاب فالت قلت ہای شی

(۱) نہایۃ المحتاج ۱۳۲-۱۳۳، طبع القدیر ۱۶۲-۱۶۳، طبع الرشیدی ۲۸۸ طبع المشرق، المجموع للرووی ۳۰۱، طبع مطبعہ الوفاء دار حدیث، ۱۵۳ طبع الحنفی لابن قدامہ ۱۶۷-۱۶۸، طبع المکتبہ الام ۶۱۴-۶۱۵، المشرح للکبیر وصابیہ المدنی ۲۷۹-۲۸۰ طبع المکتبہ

امششط؟ قال۔ بالسدر تغلبی به واسک“ (۱) جب ان کے شوہر ابو سلمہ کی وفات ہوئی تو رسول اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور انہیں خوشبو سے اور مہندی سے سر کی صفائی کرنے سے منع فرمایا۔ چونکہ مہندی بھی خضاب ہے، حضرت ام سلمہؓ جتنی میں میں نے عرض کیا کہ کس چیز سے سر کی صفائی کروں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پیری کے پتوں سے اپنے سر کو ڈھک لو۔

۱۶۔ رہا مسئلہ کپڑوں کا تو جیسا کہ ہم نے بتایا۔ وہ لباس مموٹ ہوگا جس کو عرف میں زینت شمار کیا جاتا ہے، قطع نظر اس سے کہ اس کا رنگ کیسا ہے، کبھی کالا کپڑا بھی ممنوع ہوگا اگر وہ خوبصورتی میں اضافہ کا سبب ہو یا اس کی قوم کے عرف میں کالے لباس کو زینت کا لباس شمار کیا جاتا ہو، لیکن حنفی اور کسم میں رنگے ہوئے کپڑوں کے استعمال سے حدیث میں صریح منع آیا ہے، چونکہ وہ عورتوں سے خوشبو پھیلتی ہے، صحیحین میں ام سلمہؓ کی روایت ہے: ”کنا سہی ان محمد علی میت فوق ثلاث، إلا علی زوج أربعة أشهر وعشراً، وان مکتحل، وان تطیب، وان ملبس ثوباً مصبوغاً“ (۲) ہمیں اس بات سے منع کیا جاتا تھا کہ کسی میت پر تین روز سے زیادہ سوگ منائیں، سوائے شوہر کے کہ اس کی وفات پر

(۱) ام سلمہؓ کی حدیث کی روایت ابو داؤد ورنسائی نے کی ہے اس حدیث کی ایک راویہ ام حکیم مجہول ہیں (سنن ابی داؤد پر شیخ محمد بن الحدادی عہد الحدادی تحقیق ۳۹۱-۳۹۲)۔

(۲) التذیہ فی مہرہ ۵۲/۳-۵۳ طبع دار احیاء الکتب العربیہ بیروت المصنوع ۲۰۸ طبع اولہ المجموع شرح المہذب ۲۷۱-۲۷۲ مکتبۃ الادب الحدادی الفتاویٰ الحدادیہ ۵۳۳-۵۳۴-۵۵۷، المکتبۃ الاسلامیہ، المشرع المکیر بحامیۃ الدہلی ۲/۸۷-۲۷۹-۲۸۰ ام سلمہؓ کی حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے (بخاری ۳۹۱۹) اور عبد اللہ بن ابی اس کی روایت کی ہے (معنی عبد اللہ بن ابی ۵۲/۷ طبع بیروت) شوکانی نے کہا کہ بخاری اور مسلم نے اس کی روایت کی ہے (تلخیص الاوطار ۷/۷۷)۔

چار ماہ اس ان احد“ نے کا حکم دیا جاتا تھا اور ہمیں اس سے بھی منع کیا جاتا تھا کہ مرد لگا میں، خوشبو استعمال کریں، مرد لگا ہو کپڑے پہنیں۔

انہیں کے پاس ایک ہی کپڑا ہو اور وہ کپڑا ایسا ہو جس کا پہننا مموٹ ہے تو وہ عورت اور کپڑا ہر نام ہونے تک سے استعمال کر سکتی، چونکہ عورت احد ۱ سے ۱۷ جب ہے۔

شرعی حنفی سے منقول ہے کہ حد ۱۷ الی عورت کے سے نقاب کا استعمال حرام ہے، اگر چہ چھپانے کی ضرورت پیش آئے تو نقاب نکالے اور اسے چھپانے سے روک رکھے، چونکہ شرعی نے اسے حرام الی عورت کی طرح قرار دیا ہے، لیکن مناجد کے نزدیک مذہب اس کے برخلاف ہے، اسے مطلقاً نقاب استعمال کرنے کی اجازت ہے (۱)۔

۱۷۔ حناں تک زیورات کا مسئلہ ہے تو نقاب کا اس بات پر جہاد ہے کہ سونے کا زیور احد ۱۷ الی عورت کے لئے حرام ہے، اس کے ذمہ لازم ہے کہ شوہر کی وفات کی اطلاع ملنے ہی سونے کا ہر زیور تار دے، اس سلسلہ میں کنگن، بازو بند اور انگلی کے حکم میں کوئی فرق نہیں، اور اسی طرح ہیرے، جواہر کے زیورات بھی اور یہی حکم ہے سونے چاندی کے علاوہ جیسے ہاتھی کے دانت وغیرہ کے بے ہونے زیورات کا، بعض علماء نے چاندی کے زیورات پہننے کی اجازت دی ہے لیکن یہ قول مرہوم ہے، اس لئے کہ سوگ منانے والی خاتون پر زیور کے پہننے کی ممانعت عام ہے، مثلاً فہرہ میں سے غزالی نے صرف چاندی کی انگلی پہننے کو جائز قرار دیا ہے، چونکہ چاندی کی انگلی

(۱) المشرع المکیر للحدادی ۲/۸۷-۲۷۹ مکتبۃ الادب الحدادی الفتاویٰ الحدادیہ ۵۳۳-۵۳۴ طبع اولہ المجموع شرح المہذب ۲۷۱-۲۷۲ مکتبۃ الادب الحدادی الفتاویٰ الحدادیہ ۵۳۳-۵۳۴-۵۵۷، المکتبۃ الاسلامیہ، المشرع المکیر بحامیۃ الدہلی ۲/۸۷-۲۷۹-۲۸۰ ام سلمہؓ کی حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے (بخاری ۳۹۱۹) اور عبد اللہ بن ابی اس کی روایت کی ہے (معنی عبد اللہ بن ابی ۵۲/۷ طبع بیروت) شوکانی نے کہا کہ بخاری اور مسلم نے اس کی روایت کی ہے (تلخیص الاوطار ۷/۷۷)۔

عورتوں کا مخصوص زیور نہیں ہے۔

سوگ منانے والی خاتون پر پیغام نکاح کے لئے اپنے کو پیش کرنا حرام ہے کسی بھی طرح چاہے اشارة ہو یا سرایت۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جیسا کہ نسائی اور ابوداؤد کی روایت ہے: "ولا تلبس المعصوم من الثياب ولا الحلی" (۱) (نہ پہنے عورت کسم کا رنگا ہوا کپڑا، نہ زیور)۔

سوگ منانے والی عورت کے لئے کیا چیزیں جائز ہیں؟

۱۸- عدت گزارنے والی عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی ضرورتوں کے لئے دن میں اٹلے، خواہ طلاق کی عدت گزار رہی ہو یا وفات کی۔ حضرت جابرؓ کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میری خالہ کو تین طلاق دے دی گئی تھی، وہ اپنے کھجور کے پھل توڑنے لگیں، راستہ میں ایک شخص ان سے ملے اور انہوں نے ان کو منع کیا، میری خالہ نے اس کا ذکر رسول اکرم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اخرجی لحدی مملک، لعلک ان تصدقی منہ او تفعلی حیراً" (نکلو اور اپنی کھجوروں کے پھل توڑو، شاید تم اس میں سے صدقہ ترسید کوئی اور نیک کام کرو) اس حدیث کی روایت نسائی اور ابوداؤد سے کی ہے (۲)۔ مجاہد کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: اند کے

(۱) حاشیہ من ماہدین ۲/۶۱۷، شرح الکبیر عقیقۃ السنن ۲/۷۸۲، نہایت نکاح ۱/۳۱، السنن لابن قدامہ ۲/۶۹۸۔

حدیث: "ولا تلبس المعصوم..." کی روایت احمد، ابوداؤد و نسائی نے حضرت ام سلمہؓ سے موقوف اور مرفوعاً کی ہے، ان جرنے اس کے مرفوع ہونے کو درست قرار دیا ہے (مسند احمد بن حنبل ۴/۳۰۲ طبع دار الفکر من المعبود ۲/۶۱۲ طبع مکتبۃ الشیخ الاسلامی ۱/۲۰۳-۲۰۲، تاریخ کردہ المکتبۃ التجاریہ السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۳۰۰ طبع مکتبۃ المصنوع للکبیر ۳/۲۳۸ طبع شرکت المطابع الحدیثہ المجددہ ۳/۳۸۳)۔

(۲) حدیث جابرؓ: "طهقت خالتي فلا..." کی روایت امام احمد، مسلم، ابوداؤد، اس ماجہ ورنساز سے کی ہے (مجل الفوطا ۲/۷۷)۔

روز کچھ لوگ شہید ہوئے، ان کی بیویوں نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگوں کو رات میں وحشت ہوتی ہے، کیا ہمیں اس کی اجازت ہے کہ پہ میں سے کسی ایک کے ہاں ہم سب رات گزاریں اور صبح ہونے پر پہ گھر آجائیں؟ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "تحدثن عند احدکم حتی اذا اردتن النوم فلتنوب کل واحدة الى بيتها" (۱) (تم اپنے میں سے کسی کے پاس بیٹھ کر بات بیت کر، سب نیند کا وقت ہو جائے تو ایک ایک اپنے گھر چلی جائے)۔

عدت گزارنے والی عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ رات گزارے اور یہی ضد عدت کے حیرت میں نکل سکتی ہے، یہ نیک رات میں نسا کا خطرہ ہے، اس کے برخلاف ان میں ضد مرتیں پوری کی جاتی ہیں، معاش کی تلاش ہوتی ہے، شیعہ ضد عدت کی تردید ادا ہوتی ہے، اگر عورت پر کوئی ایسا حق واجب ہے جسے اس کے درمیان وصول یا جاسکتا ہے مثلاً کسی مقدمہ میں اس سے قسم لیجا ہے یا اس پر حد جاری ہوئی ہے اور وہ عورت پر وہ لی ہے تو قاضی وصول کرنے کے لئے کسی آدمی کو اس کے گھر بھیج دے گا جو اس جا کر حق وصول کر لے، اور اگر عورت بے پردہ ہے، باہر نکلتی ہے تو حق وصول کرنے کے لئے اسے طلب کر سکتا ہے، لیکن عدالت سے قاریٹ ہوتے ہی اپنے گھر لوٹ جائے گی (۲)۔

اس کے علاوہ مالکیہ نے صراحت کی ہے کہ سوگ منانے والی عورت کے لئے حرج نہیں کہ یاد شادی میں شریک ہو، لیکن اس میں

(۱) مجاہد کی روایت: "قال، استشهد رجال..." کو اسی طرح صاحب اس سے ذکر کیا ہے اس کی روایت عبد الرزاق نے کی ہے (المصنف ۷/۳۶۷ طبع طبعیروت، المصنف میں "یادوا" کے بجائے "استعدوا" ہے۔  
(۲) السنن ۲/۵۲۶ طبع المصنف۔

ایسا لباس نہ پہنے جو سوگ منانے والی عورت کے لئے ممنوع ہو<sup>(۱)</sup>۔  
چاروں فقیہی مذاہب کے مذاہب بات پر اتفاق ہے کہ وفات کی  
عدت میں سوگ منانے والی عورت کے لئے درج ذیل چیزیں جائز  
ہیں<sup>(۲)</sup>۔

اس کے لئے ایسا لباس پہننا جائز ہے جو خوشبو، رنگ میں رنگا  
ہو نہ ہو، خواہ لباس قمیض ہی ہو، جو کپڑے عرف میں لباس زینت میں  
شمار نہ ہوتے ہوں ان کا استعمال درست ہے، خواہ ان کا کوئی بھی رنگ  
ہو۔

چونکہ احادیث کا تعلق مذکور بالا تفصیل کے مطابق صرف اس زینت  
سے ہے جو جسم یا زیورات یا کپڑوں میں ہو، اس لئے احادیثی  
عورت کو گھر کے فرش، سامان اور پردوں کی آرائش سے نیز نرم، ملائم  
بستر پر بیٹھنے سے نہیں روکا جائے گا۔

اس بات میں بھی حرج نہیں کہ اپنے کپڑے، پردوں سے میل  
نہیں کرے، مثلاً بغل کے بال، کنارہ، ماسن تراشنا، خوشبو  
والے مسابون سے غسل کرنا، ہر مہینہ ہر مہینہ کو صوماء، یہ بات بھی حرجی نہیں  
کہ سوگ منانے والی عورت نہ مدت پڑے پر بالغ مردوں میں سے  
ان کے سامنے آسکتی ہے جن کے سامنے آنے کی نہ مدت ہو،  
بشرطیکہ اپنی زینت ظاہر نہ کر رہی ہو، نہ خلوت ہو۔

سوگ منانے والی عورت کی رہائش:

۱۹- سلف اور خلف کے تمام فقہاء خصوصاً چاروں مذاہب کے متابعا  
کا مذہب یہ ہے کہ وفات کی عدت گزارنے والی عورت کے لئے

(۱) الخرش علی مختصر طیل ۳۸۴ طبع المشرق ۱۳۱۱ھ

(۲) حاشیہ ابن عابدین ۶۸۴ طبع اولہ المشرق لکیر صلیب الدین ۱۲۹۲ھ  
المجموع ۲۴۳۲ طبع دار الفکر ۱۰۸۲ھ، البحر ۹۹۴ طبع الآداب  
والمؤید ۱۳۱۷ طبع ۲۸۹۳ طبع المشرق۔

وہاں ہے کہ جس مکان میں وہ ازدواجی زندگی گزارتی تھی، جس  
میں رہتے ہوئے اسے شوہر کی وفات کی خبر ملی اسی مکان میں رہائش  
رکھے، شوہر کا شوہر کی طبیعت ہو یا عاریت پر ہو یا کریمہ مکان  
ہو، اس بارے میں ایمانی اور شریعی عورت، حلال غیر حلال عورت کے  
حکم میں کوئی فرق نہیں ہے اس حکم کی صلا اللہ تعالیٰ کا رٹا ہے:  
”ولا یحر حوہن من بیوتہن“ (کافئیں ان کے گھر میں سے نہ  
نکالو)۔ نیز فرمیدہ بنت مالک کی یہ حدیث کہ انہوں نے رسول  
اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ خبر دی کہ میرے شوہر اپنے  
پسندیدہ عمارتوں کی تلاش میں نکلے تھے، اس عمارتوں نے انہیں کلڑی کے  
نارہ سے قتل کر دیا، میں نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ  
یہاں اپنے گھر والوں کے یہاں واپس چلی جاؤں؟ کیونکہ میرے  
شوہر نے نہ کوئی گھر چھوڑا ہے جس کے وہ مالک ہوں اور نہ خرچ کے  
لئے کچھ چھوڑا ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”نعم“ (ہاں) یہ  
کہتی ہیں: میں نکل رہی تھی اور ابھی حجرہ میں تھی، یا مسجد میں تھی کہ،  
حضور ﷺ نے مجھے بلایا، یا حضور نے میرے بارے میں حکم دیا تو  
مجھے بلایا گیا، حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کیف لست؟“  
(تم نے کیا سوال کیا تھا؟) میں نے اپنا سوال دہرایا تو حضور  
اکرم ﷺ نے فرمایا: ”امکنی فی بینک حتی یمض الکتان  
انحلہ“ (اپنے گھر میں ٹھہری رہو یہاں تک کہ مقررہ وقت پورا  
ہو جائے) چنانچہ میں نے اسی مکان میں چار ماہ دن دن عدت کے  
گزارے، جب حضرت عثمان بن عفان کا دور خلافت تھا تو انہوں  
نے ایک آدمی میرے پاس بھیج کر اس واقعہ کے بارے میں دریافت  
کیا، میں نے واقعہ بتایا تو انہوں نے اس کی پیروی کی اور اس کے

سوگ منانے کی جگہ چھوڑنے کے اسباب:

۲۰- سوگ منانے والی عورت پر اگر ایسی حالت طاری ہوئی جس کا تقاضا ہے کہ وہ اس مکان سے ہٹ جائے جس میں سوگ منانا اس کے لئے واجب تھا تو وہ اس مکان میں منتقل ہو سکتی ہے جہاں اس کی جاں اور مال محفوظ ہوں، مثلاً مکان کے منہدم ہونے کا خوف ہے یا آتش کا خطرہ ہے، یا صاحب مکان نے سے نکال دیا جب کہ وہ مکان عاریت پر تھا یا سرمایہ پر تھا، اگر یہ کی مدت ختم ہوگئی، یا ظناً سے اس مکان میں رماش سے روک دیا، یا مالک مکان نے مدت مثل سے دیا تو سرمایہ طلب کیا، جب اس مکان سے وہ منتقل ہوئی تو سماں چاہے جائز رہے، عین ثانیہ کے روایک و یہی مقابلہ میں سے یہ خطاب کا اختیار رہا ہے کہ وہ کسی جگہ منتقل ہوگی جو محسن حد تک قریب ہو، اس مسئلہ پر قیاس کرتے ہوئے کہ جب کسی پر زکوٰۃ واجب ہو اور اس کے وجوب کی جگہ میں کوئی مستحق نہ ہو تو اس سے قریب ترین جگہ جہاں مستحقین زکوٰۃ ہوں زکوٰۃ منتقل کرے گا۔ جبہ رفقہاء کی دلیل یہ ہے کہ اصل واجب عذر کی وجہ سے ساقط ہو گیا۔ اگر شریعت نے اس کا کوئی بدل مقرر نہیں کیا ہے، لہذا واجب نہ ہوگا، نیز اس لئے بھی کہ قریب ترین جگہ منتقل ہونے کے بارے میں کوئی نص موجود نہیں ہے۔

خانہ بدش عورت کے سارے محلہ والے اگر منتقل ہو گئے یا صرف مولوگ رو گئے جن کی طرف سے اسے اپنی جان مال کے بارے میں اطمینان نہیں ہے تو وہ بھی اس مکان سے منتقل ہو جائے گی جہاں اس نے اسے اطمینان دیا تھا۔

اگر کشتی کا مالچ یا کوئی کارکن کشتی میں فوت ہو گیا، اس کے ہمراہ اس کی بیوی بھی تھی اور کشتی میں اس کی مخصوص رہائش گاہ ہے تو وہ عورت اس کشتی میں اسے لے کرے گی، اس پر حد کے تمام ساقط

مطابق فیصد میں، امام مالک نے موطا میں یہ روایت دہرائی ہے (۱)۔

تاجین میں سے جابر بن زید، حسن بصری اور عطاء کا مسلک یہ ہے کہ وہ عورت جہاں چاہے مدت گزار سکتی ہے، حضرت علی، ابن عباس، جابر و عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی قبول مروی ہے۔

حضرات کے استدلال کا حاصل یہ ہے کہ جس آیت نے یود کی مدت چار ماہوں میں مقرر کی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا قول: "وَالَّذِينَ يَتوفونَ مَعَكُمْ وَبِغَيْرِ ذَٰلِكَ وَارْتَبَوا بِأَنْفُسِهِمْ أَفَئِنَّهُ أَشْهُرٌ وَعَشْرُونَ" (۲) (اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں وہ بیویاں اپنے آپ کو چار مہینہ اور اس تک رہ کے رہیں) اس آیت سے اس آیت کو منسوخ کر دیا ہے جس میں یود کی مدت ایک سال یا تین کی ہے، وہ آیت یہ ہے: "وَالَّذِينَ يَتوفونَ مَعَكُمْ وَبِغَيْرِ ذَٰلِكَ وَارْتَبَوا بِأَنْفُسِهِمْ أَفَئِنَّهُ أَشْهُرٌ وَعَشْرُونَ" (۳) (اور جو لوگ تم میں سے وفات پا جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں) (ان پر لازم ہے) اپنی بیویوں کے حق میں نفع اٹھانے کی وصیت کر جانے کی کہ وہ ایک سال تک گھر سے نکالی نہ جائیں)۔ سنن اس حد تک ہوا کہ چار ماہوں دن سے زیادہ کی مدت منسوخ ہوگئی، اس کے علاوہ احکام باقی رہے، پھر میراث کے احکام نے ترکہ کے ساتھ اس کی رہائش کے حق کا تعلق ختم کر دیا۔

(۱) فریہ بنت مالک کی روایت موطا میں محمد بن ابی بکر (ص ۲۰۵ طبع دارالحدیث بیروت) میں ہے اور اس کی روایت ابو داؤد (۳۹۰/۲) اور سنن (۱۹۶/۱) میں ہے (یہاں) نے کی ہے شکائی کہتے ہیں پانچوں نے اس کی روایت کی ہے ورنہ انہی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے سنن ابی داؤد نے عثمان کے ارسال کو ذکر نہیں کیا ہے (شکل الاوطار ص ۱۰۰ طبع بیروت)۔

(۲) سورہ بقرہ ۲۳۳۔

(۳) سورہ بقرہ ۲۳۰۔

احکام جاری ہوں گے۔

سوگ منانے والی عورت کے مکان کا کرایہ اور اس کا نفقہ:

۲۱- سوگ منانے والی عورت کے رہائشی مکان کا کرایہ عورت پر لازم ہے یہ وفات پانے والے شوہر کے مال میں سے دیا جائے گا، اس بارے میں فقہاء کے مذہب مختلف ہیں:

حنبل کا مسلک ہے کہ مکان کا کرایہ بیوہ عورت کو اپنے مال سے ادا کرے گی، کیونکہ شریعت نے اسے شوہر کے مال میں وارث بنایا ہے، میراث سے زیادہ کچھ اور اس کے لئے ثابت نہیں، لہذا جو عورت طلاق بائن کے بعد سوگ منا رہی ہو اس کے رہائشی مکان کا کرایہ شوہر کے ذمہ ہے، اس لئے کہ عدت کے زمانہ میں اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے، لہذا اگر مطلقہ بیوہ عورت کے مکان کا کرایہ خود دیکھا ہے تو شوہر سے وصول کر سکتی ہے (۱)۔

مالکیہ مدخول بہا وغیرہ مدخول بہا میں فرق کرتے ہیں، بیوہ عورت اگر غیر مدخول بہا (جس کے ساتھ شوہر نے اپنی تعلق قائم نہ کیا ہو) ہو تو شوہر کے ملوک مکان میں رہتی تھی یا شوہر کے کرایہ پر جو مکان لئے رکھا تھا اس میں رہتی تھی یا شوہر نے حقیقی اس کا کرایہ بھی ادا کیا تھا تو مردہ کو اس مکان سے اسے نکالنے کا اختیار نہیں ہے، حتیٰ کہ اگر وہ مکان فروخت کر دیا یا تو بھی اس سے عورت کی سوگ منانے کی مدت مستثنیٰ ہوگی، مگر مذکورہ بالا صورت حال نہ ہو تو اسے اپنے مال سے رہائشی مکان کا کرایہ دینا ہوگا، ترکہ کے مال سے کرایہ کا مطالبہ میں کر سکتی، اس میں حنبلہ وغیرہ حنبلہ کا حکم یکساں ہے (۲)۔

شافعیہ کا مذہب ہے کہ سوگ منانے والی عورت ترکہ سے رہائشی

مکان کا کرایہ پانے کی مستحق ہے، بلکہ اس کے رہائشی مکان کا کرایہ ترکہ کے سامانوں سے تعلق ہوتا ہے، اور فقہ شافعی کے ظہر قول کے مطابق اسے تجنیز و تخیین کے اخراجات اور ان دیوب پر مقدم کیا جائے گا جن کے وجوب کا سبب معلوم نہیں، خواہ وہ عورت حاملہ ہو یا غیر حاملہ، مدخول بہا ہو یا غیر مدخول بہا (۳)۔

شافعیہ کا یہ ظہر قول یہ ہے کہ رہائشی مکان کا کرایہ خود اس عورت کے ذمہ ہے، کیونکہ وہ وارث ہے، لہذا نفقہ کی طرح مکان کا کرایہ بھی اسے ہی دینا ہوگا، اس مسئلہ میں شافعیہ کے یہاں یک قول اور ہے، وہ یہ کہ تجنیز و تخیین کے اخراجات پر وفات کے دن تک کے رہائشی کرایہ کو مقدم کیا جائے، اور یہ بھی اس وقت جب کہ شوہر رہائشی مکان کا مال اس کی منفعت کا مالک نہ ہو، اور نہ اس نے وفات سے پہلے پیشگی کرایہ ادا کیا ہو۔

حنبل فقہاء حاملہ اور غیر حاملہ میں فرق کرتے ہیں، احمد اس کے زمانہ میں غیر حاملہ عورت کی رہائش کا کرایہ خود اسی کے مال میں واجب ہوگا، اس بارے میں حنابلہ کے یہاں کوئی اختلاف نہیں ہے، اس کی دلیل یہی ہے جو پہلے گذر چکی، اور حاملہ کے بارے میں حنابلہ کے یہاں روایتیں ہیں، ایک روایت یہ ہے کہ اس کے رہائشی مکان کا کرایہ فوت شدہ شوہر کے مال میں سے ادا کیا جائے گا، کیونکہ اس عورت کو شوہر سے حمل ہے، دوسری روایت یہ ہے کہ عورت کو رہائشی مکان کا کرایہ نہیں ملے گا، کاظمی ابوحنبل نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

یہ تفصیل سوگ منانے والی عورت کے رہائشی مکان کے کرایہ کے بارے میں تھی، اس کے نفقہ پر بحث کا مقام ”عدت“ کی اصطلاح

(۱) المحل علی شرح المنہج ص ۶۱، منہج الحاج ۵۷، شرح المروض ۳۹۹، الحنفی ۲۹۱۔

(۲) رد المحتار ۶۳۰-۶۳۱۔

(۳) المنہج والوکیل ۶۳۳۔



ہے، یونکہ نفقہ کا حکم عدت کے تابع ہے، اہل اہل کے تابع نہیں ہے۔

سوگ من نے ون عورت کا حج:

۲۲- حنفیہ، شافعیہ، حنابلہ کا مسلک ہے کہ عدت گزارنے والی عورت وفات کی عدت میں حج کے لئے نہیں جاتی، یونکہ حج ذمت نہیں ہوتا اور عدت فوت ہو جاتی ہے یہ بات حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے مروی ہے، سعید بن المسیب، سفیان ثوری اور اصحاب اہل اہل بھی اسی کے قائل ہیں، سعید بن المسیب سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: "توفي ارواح نساء هن حاجات أو معصرات، فردهن عمرو وصی اللہ عنہ من دی الحلیۃ حتی یعتدون فی بیوتہن" (۱) (کچھ شوہروں کی وفات ہو گئی جن کی بیویاں حج یا عمرہ کرنے جا رہی تھیں، حضرت عمرؓ نے ان عورتوں کو ذوالحلیۃ سے واپس کر دیا تاکہ وہ اپنے گھروں میں عدت گزاریں)۔

عورت حج کے لئے نکلی، دوران سفر اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا تو اگر دامن وہاں سے نزدیک ہے یعنی مسافت قصر سے کم فاصلہ پر ہے تو وہ دامن واپس آ کر عدت گزارے، کیونکہ وہ مقیم کے حکم میں ہے، جب دامن لوٹ کر آ جائے گی اور عدت کے کچھ دن باقی ہوں تو وہ یام اپنے گھر میں گزارے گی (۲)۔ اور اگر دامن ۱۰۰ یو یاں سے زیادہ مسافت قصر یا اس سے زیادہ طے کر چکی ہو تو اپنا سفر جاری رکھے، اس

(۱) اس کی روایت سعید بن المسیب نے کی ہے المغنی لابن قدامہ والشرح الکبیر (۱۳۸/۲ طبع المنار) میں اسی طرح ہے متایہ "مساءہن غیر و لو کے ہے" م، نک کے یہاں مؤطا میں یہ روایت دوسرے الفاظ میں ہے (ص ۲۰۶ طبع دار الفکر)۔

(۲) اسی لابن قدامہ ۱۴۳-۲۹۱ طبع المنار ابن ماجہ ۶۰۰-۶۰۰ طبع اوس، بحیرہ میر ۸۵/۲ طبع المصباح، الخرش علی مختصر فلیل ۲۹۰/۳ ص ۳۳۲ مجموع ۱۶۳، المغنی شرح لموطا للکلبانی ۱۳۶/۳ طبع المساق، الکافی ۸۸۲ ص ۹۸۲ طبع اول۔

اے کہ ایسی صورت میں لو نے میں مشقت ہے پس اس پر یہ لازم نہیں، بچہ اگر اسے رہو کہ واپسی کی صورت میں اگرچہ مسافت قریب ہو خطرات پیش آ سکتے ہیں تو وہ اپنا سفر جاری رکھے، اس سے کہ اس حالت میں لو نے میں اس کو ضرر ہے (۱)۔

اور اگر شوہر کی وفات کے بعد اس نے حج کا احرام باندھا ہو تو دامن میں قیام کرنا اس کے لئے لازم ہے، یونکہ عدت احرام باندھنے سے پہلے لازم ہوئی (۲)۔

حنفیہ کی ایک رائے یہ ہے کہ عورت جب حج کے لئے نکلے اور اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا تو دامن واپس آنا زیادہ بہتر ہے تاکہ اپنے گھر میں عدت گزارے، چونکہ کسی عدت والی عورت کے لئے مناسب نہیں ہے کہ حج کرنے جائے، محرم یا غیر محرم کے ساتھ سفر کرے، یونکہ کچھ شوہروں کی وفات ہوئی جن کی بیویاں حج یا عمرہ کرنے جا رہی تھیں تو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے "میں قصر الخف سے واپس آیا، اس سے معلوم ہوا کہ عدت والی عورت کو سفر حج جاری رکھنے سے روکا جائے گا" (۳)۔

مالکیہ کا قول یہ ہے کہ عورت نے جب حج یا عمرہ کا احرام باندھا، پھر اس پر اس طور سے عدت طاری ہوئی کہ اس کے شوہر کی وفات ہوئی تو حسب سابق سفر جاری رکھے گی، عدت گزارنے کے لئے اپنے گھر واپس نہیں آئے گی، یونکہ عدت سے پہلے حج کا احرام باندھ چکی ہے، اور طلاق یا وفات کے بعد (جب عدت واجب ہو چکی ہے)

(۱) فتح القدیر ۲۹۸/۳ طبع مہر بہاریہ لکھنؤ ۲۳، القیو بی ۵۶/۳ طبع الکلی، الشرح الکبیر مع المغنی لابن قدامہ ۹/۱۸۳، ۱۶۶، ۱۶۷ طبع المنار الکافی لابن قدامہ ۸۸۲ ص ۹۸۲۔

(۲) اسی طرح اگر عدت کے لئے جدید مسائل مغربی محکمہ مشکلات کی وجہ سے واپسی میں دشواری ہو تو سفر جاری رکھے گی۔

(۳) الموطا لمسلم ص ۳۶۶ طبع المساق۔

زیادہ قریب ہے تو اسے اختیار ہے کہ جہاں جارہی ہے چلی جائے یا  
وہاں واپس آجائے، واپس آجانا زیادہ بہتر ہے۔

لیکن مائتیدہ عین کو، سب تر رہتے ہیں خود دوشمنی تک پہنچ گئی  
ہو، سب تک کہ اس نے وہاں چھ مہینے قیام نہ کیا ہو، والا یہ کہ وہ خرچ  
میں ہو اور حرام باعدہ یا ہو تو وہ حج مکمل کر سکی۔

**سوگ منانے والی عورت کا اعتکاف:**

۲۴- جو عورت اعتکاف میں ہو اگر اس کے شوہر کی وفات ہو گئی تو  
حنفیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کے نزدیک عدت گزارنے کے لئے اس کا  
اعتکاف سے فائدہ نہ دیا جاتا ہے، کیونکہ عدت گزارنے کے لئے اس کا  
فائدہ ایک ضرورت ہے جیسا کہ مختلف جمعہ اور دوسرے مذہبات، مثلاً  
مذہب اہل بیت، اہل شمس کو نکاح، آگ، بجھانا، ایسی کوئی دینا جو اس پر متعین  
ہے، کو اُترنے کے لئے یافتہ کی وجہ سے جس کی وجہ سے اس کی  
جان، مال یا دہل خانہ کو خطرہ ہو، اعتکاف سے نکلتا ہے۔

اب سہل یہ ہے کہ اعتکاف، اہل عورت جب اس ضرورت کے  
لئے نکلی تو کیا اس کا اعتکاف باطل ہو جائے گا؟ کیا اس پر قسم کا کفارہ  
لازم ہو گا یا اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے؟

حنفیہ، حنبلیہ کا مسلک اور شافعیہ کا صحیح ترین قول یہ ہے کہ اس  
کا اعتکاف باطل نہیں ہوگا، لہذا اپنی عدت گزار کر پھر مسجد و پس  
آئے گی، اور جتنا اعتکاف رہ چکی تھی اس پر پانا رتے ہوئے  
اعتکاف مکمل کرے گی۔

شافعیہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا اعتکاف باطل ہو جائے گا، اس  
کی تخریج ابن مرتب نے کی ہے، بغوی نے لکھا ہے کہ جب اس کے

حج یا عمرہ کا حرام ہو جاتا ہے تو بھی حج یا عمرہ نہ کرے گی، عدت لازم  
ہونے کے بعد حرام ہو جاتا ہے کی وجہ سے مذکار بیوہ، یہ تک حرام کی  
وجہ سے گھر سے نکلتا ہے گا<sup>(۱)</sup>۔

شافعیہ نے اس کا شر نہیں کیا کہ سوگ منانے والی خرمہ عورت  
نے وہ یوم مسافت جن میں نماز قصر کی جاتی ہے، طے کی ہے یا نہیں،  
بلکہ وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ اپنے شوہر یا گاہک کی آبادی سے آگے  
بڑھ چکی ہے تب شوہر کی وفات ہوئی، تو اسے اختیار ہے کہ وہ اس  
آجائے یا سفر حج مکمل کرے، اس لئے کہ وہ ایسے مقام پر ہے جہاں  
شوہر نے اسے سفر کی اجازت دی تھی لہذا یہ صورت حال اس کے  
مشافعیہ کو سبب نہیں ہے بہت دور جا چکی ہو<sup>(۲)</sup>۔

۲۴- سفر حج کی طرح ہر سفر ہے سوگ منانے والی عورت کے لئے  
کوئی سفر شروع کرنا جائز نہیں ہے جب کہ وہ سوگ منانے کی حالت  
میں ہو۔

امام ابو یوسف، امام محمد کا مسلک یہ ہے کہ اگر اس کے ساتھ کوئی  
محرم ہو تو عدت گزارے سے پہلے وہ شوہر سے نکل سکتی ہے<sup>(۳)</sup>۔

مختلف مذہب کے فقہاء کی عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جب شوہر  
سے بیوی کو سفر کی اجازت دی، پھر اسے طلاق دی یا شوہر کا انتقال  
ہو گیا، اور بیوی کو طلاق یا وفات کی خبر پہنچ گئی تو اگر طلاق رخصتی ہو  
تو حکم تبدیلی میں ہوگا، کیونکہ رشتہ رونا اب بھی بڑا ہے، حتیٰ کہ  
اگر شوہر اس کے ساتھ سفر میں ہو تو اس کے ساتھ سفر جاری رکھے گی،  
اور اگر شوہر اس کے صراحتاً نہ ہو اور اسے طلاق یا رخصتی ہو اور عورت  
بھی شوہر کے گھر سے قریب ہو تو اس کے دوسرے گھر سے کہ وہیں آ کر  
اسی گھر میں عدت گزارے اور سوگ منائے، اور اگر اپنی منزل سے

(۱) انشراح الکبیر للامام ابو یوسف مع حاشیۃ المدنی ۲/۲۸۶

(۲) نہایت الجماع ۱/۱۲۳

(۳) فتح القدیر ۳/۳۹۹

(۱) فتح القدیر ۳/۳۹۸-۳۹۹، المدنی ۲/۲۸۵، المدنی ۲/۲۸۶، المغنی

۳/۱۵۷، ۱۵۸، ایسی ۱۸۶، طبع مول، شرح الدرر ۳/۴۰۲، فیصل

۳/۶۵

اگر وہ عورت غیر مکلف (ماہض یا مجنونہ) ہے تو اس کے ولی کی ذمہ داری ہے کہ اس سے احدا کی پابندی کرائے ورنہ گنہگار ہوگا۔  
احدا کی پابندی نہ کرنے والی عورت کے لئے شریعت میں کوئی متعین ذایاں نہیں کی گئی ہے۔ بس تقابلاً یہ ہے کہ اس نے نساہ کیا<sup>(۱)</sup>۔

لیکن یہ بات معلوم ہے کہ امام کو اختیار ہے کہ ترک حد کرنے والی مکلفہ عورت کو مناسب تعزیری دے۔

۲۶- طلاق: اپنے اگلے شوم نے یا مرنے سے پہلے متولی شوم نے اگر عورت کو احدا نہ کرنے کا حکم دیا ہو تو بھی وہ حد ترک نہیں کرے گی۔ کیونکہ یہ شریعت کا حق ہے، بندہ سے ساقط نہیں کر سکتا۔ کیونکہ احدا میں عورت کو تنہا ہی سے منع یا گواہ ہے وہ سب چیزیں عورت کی طرف رغبت پیدا کرتی ہیں اور اس کے سے عدت میں نکاح ناجائز ہے، لہذا وہاں تنہا ہی سے جہاد کرے گی تاکہ حرام میں مبتلا ہونے کا رعبہ نہ بن جائے۔



ذمہ عدت کے لئے اعتکاف سے نکلنا لازم ہو گیا پھر بھی وہ اعتکاف کرتی رہے تو وہ گنہگار ہوئی اور اس کا اعتکاف ہو گیا، یہ بات ارش نے بھی ہے<sup>(۱)</sup>۔

مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ اعتکاف ولی عورت کو اطر طلاق یا وفات کی عدت پیش آتی تو بھی وہ اپنا اعتکاف جاری رکھے لی، ریحہ اور ابن احمد رہا بھی یہی قول ہے، اس کے برخلاف ارمہ عدت پر اعتکاف جاری ہو ہو (یعنی عدت لازم ہونے کے بعد اس نے اعتکاف شروع کیا ہو) تو اعتکاف کے لئے گھر سے نہ نکلے گی بلکہ عدت مکمل ہونے تک گھر میں رہے گی<sup>(۲)</sup>۔  
(دیکھئے: ”اعتکاف“ کی اصطلاح)۔

حد دکی پابندی نہ کرنے والی عورت کی نساہ:  
۲۵- اگر مذہب اربعہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مکلف حاتون نے پوری ذمہ عدت سوگ منائے کے فریضہ کو چھوڑ دیا، اگر ایسا لائیں اور جہالت میں یا تو کوئی حرج نہیں، اگر ایسا جان و جہد کر لیا تو گنہگار ہوگی جب کہ وہ اس کی حرمت کو جانتی تھی، جیسا کہ ثانیہ میں سے اس مقررے کہا ہے، لیکن وہ احدا کا اعادہ نہیں کرے گی، کیونکہ اس کا وقت گزر چکا، اگر کوئی بھی کام بے محل اور بے وقت کرنا جائز نہیں، اس کی عدت نساہ کے ساتھ گزر گئی، جس طرح اگر اس سے جائز وہ مکات چھوڑ دیا جس میں اس کا رہنا ضروری تھا تو وہ گنہگار ہوئی ہے، اور اس کی عدت گزر جاتی ہے (فترہ نمبر ۲۴)۔

(۱) تبیین الحقائق شرح المغیر ۳۵۱/۱ طبع الامیر بیروت ۱۳۱۳ھ، المغیر المرقوم ۳۲۶/۲، المطبوعہ المکیہ، الفتاویٰ المبدیہ ۲/۱۲۲، المجموع ۶/۲۵۸-۵۸۹  
۳۲۶ھ بمطابق ۱۹۰۷ء طبع ۲۰۷  
(۲) الشرح الکبیر مع حاشیہ الدرر ۲/۸۶۲

(۱) الخواص لابن حجر ۲/۳ طبع دار المعرفۃ بیروت ۱۳۳۰ھ، یعنی اس مقدمہ ۱۶۶۹ھ اور اس کے بعد کے صفحات، حاشیہ ابن حبان ۲/۷۷، انیس ۱۰/۲۸۱ طبع المصیر بیروت

### معلقۃ الفاظ:

۲- حیا زقہ: حیا زقہ کا معنی ہے شہ پر ہاتھ رکھنا اور اس پر قبضہ نہ کرنا<sup>(۱)</sup>۔ اور کبھی دو ٹوڑی تر میں ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی پس حیا زقہ احراز سے عام ہے۔

۳- ستیا عہد: ستیا عہد کا نام ہے سچہ یہ حکمی ہو<sup>(۲)</sup> کی شہ کو اس کے محفوظ مقام سے نکال دینا اور اس پر سچہ قبضہ کا ہاتھ رکھنا۔ اس سے یہ مطلق احراز سے مختلف اور اس سے خاص ہے۔

### اجرائی حکم:

۴- جمہور فقہاء کے نزدیک مال مملوک کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کی سزا جاری کرنے میں احراز ایک شرط ہے<sup>(۳)</sup>۔

### بحث کے مقامات:

۵- احراز پر ہر (چوری) کے ذیل میں اس کی شرطوں پر گفتگو کرتے ہوئے بحث کی جاتی ہے، اس طرح جن حقوق میں نشان ہوتا ہے مثلاً: "میرہ غیر دہن کے ذیل میں بھی احراز پر بحث کی جاتی ہے" (۴)۔

## احراز

### تعریف:

۱- لغت میں احراز کا معنی ہے چیز کی حفاظت کرنا اور اسے لیے محفوظ کر دینا (۱)۔

فقہاء کا استعمال مذکورہ معنی سے حارت نہیں ہے<sup>(۲)</sup>، چنانچہ سہمی نے احراز کی تعریف کی ہے: چیز کو حرز میں یعنی محفوظ جگہ میں کر دینا۔ احراز یا تو اس طرح ہوتا ہے کہ چیز کو محفوظ جگہ میں کر دیا جائے یعنی کسی جگہ رکھا جائے جو احراز کے لئے بنائی گئی ہے اور جائزات کے بغیر اس میں داخل ہونا ممنوع ہے، مثلاً: مکانات، کھانے، خیمے، شرابے، مسند، قیس، یا حرار کسی آدمی کے، میرہ ہوگا جو اس چیز کی، کچھ بھول، حفاظت کرے۔

کون جگہ حرز ہے اور کون حرز نہیں ہے؟ اس کا فیصلہ عرف سے ہوگا، اس لئے کہ شریعت اور لغت نے اس کی کوئی تحدید نہیں کی ہے، مختلف احوال، احوال اور اوقات کے اعتبار سے حرز مختلف ہوتا ہے، غزلی نے اس کی حد بندی اس طرح کی ہے کہ جس جگہ رکھنے سے انسان مال کو ضائع کرنے والا شمار نہیں کیا جاتا (۳)۔

(۱) القاموس المحیط، تاج المعروس، النہایہ ابن الاثیر ۱/ ۳۶۶۔

(۲) ابن عابدین ۳/ ۱۹۳ اور اس کے بعد کے صفحات، طبع بیروت، مطبعہ المظاہر ۱/ ۷۷۔  
المطبعۃ العامرة، الصاوی علی الشرح المفسر ۳/ ۷۷ طبع دار المعارف۔

(۳) ابن عابدین ۳/ ۱۹۳ اور اس کے بعد کے صفحات، مفتی الحاج ۳/ ۱۶۳ طبع مصطفیٰ نجفی۔

(۱) الشرح المفسر ۳/ ۱۹۳ طبع دار المعارف۔

(۲) اقلیوی ۲/ ۲۶۳ طبع مصطفیٰ نجفی۔

(۳) البدائع ۳/ ۲۲۳ اور اس کے بعد کے صفحات، مطبعہ دارالم، الشرح المفسر ۳/ ۱۹۳ اور اس کے بعد کے صفحات، طبع دار المعارف، شرح منہاج اللہ بنین مع اقلیوی ۲/ ۱۹۰ طبع مصطفیٰ نجفی، المصنف ۳/ ۲۲۹ طبع اول۔  
(۴) البدائع ۳/ ۲۸۸ اور اس کے بعد کے صفحات، الخرش ۳/ ۱۰۸ طبع دار المعارف، المنہاج ۳/ ۱۰۹ طبع مصطفیٰ نجفی، المصنف ۳/ ۲۸۰۔

### إحراق کا شرعی حکم:

۳- اِراق (جلا) کا جو مقصد ہوتا ہے اس کے اعتبار سے اِراق کے احکام مختلف ہوتے ہیں، اِراق کو پانچ قسم کے احکام پیش آتے ہیں:

پاک کرنے کے اعتبار سے اِراق کا اثر:

۴- مالکیہ کا معتد قول، امام محمد بن الحسن کا مسلک جس پر فقہ حنفی میں فتویٰ ہے، اور حنابلہ کا غیر ظاہر قول یہ ہے کہ اِراق (جلانے) سے گر مایا پاک چیز تبدیل ہو جائے، اس طور پر کہ اس کی صفات تبدیل ہو جائیں یا اس کی حقیقت بدل کر وہ کوئی اور چیز بن جائے، مثلاً، مردار کو جلا دیا گیا، جل کر وہ راکھ یا دھواں ہو گیا، تو جلانے کے بعد جو چیز رہے گی وہ پاک ہوگی، اس صورت میں تو بدرجہ اولیٰ پاک ہو جائے گی جب وہ چیز اصلاً پاک رہی ہو اور مایا کی لگنے سے مایا پاک ہوتی ہو، مثلاً مایا پاک کپڑا۔

ان حضرات کی دلیل اسے شراب پر قیاس کرنا ہے کہ شراب جب سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتی ہے، اور کچی کھال کو جب دباغت سے دبی جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔

فقہ مالکیہ اور امام ابو یوسف کا مسلک، مالکیہ کا غیر معتد قول، حنابلہ کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ جلانے کے بعد جو چیز رہ جاتی ہے وہ وہی چیز نہیں ہو جاتی، لہذا وہ جلانے کے بعد بھی پہلے کی طرح مایا پاک ہی رہے گی، چاہے وہ چیز سراپا نجس ہو یا اصلاً پاک ہو لیکن مایا کی لگنے سے مایا پاک ہوئی ہو، یہ تک اس کے ساتھ مایا کی بدترار ہے، اس لئے کہ جلانے کے بعد جو چیز رہ گئی ہے وہ بھی اسی مایا پاک چیز کا حصہ ہے۔

بعض مالکیہ نے یہ تفصیل لی ہے کہ اگر گ مایا کی کو زیر دست

## إحراق

تعریف:

۱- اِراق لغت میں "احرق" کا مصدر ہے (جس کا معنی جلا) ہے۔

جہاں تک اس کے فقہی استعمال کا مسئلہ ہے تو بعض فقہاء کی عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اِراق آگ کا ایسی شئی کو کھلایا کہ وہ سہا کر جائے یا اس کے باقی رہتے ہوئے اس میں اثر انداز ہوا ہے، آخری قسم کی مثالوں میں سے "کمی" (دباغت) اور "کسی" (بھونا) ہے<sup>(۱)</sup>۔

معتدہ غلط:

۲- بہت سے اصطلاحی الفاظ سے اِراق کا رشتہ ہے، جن میں سے چند اہم الفاظ یہ ہیں:

۱- تلف: تلف کے معنی فنا کرنا ہے، یہ اِراق سے

عام ہے۔  
ب- تسخیر: تسخیر کا معنی ہے کسی چیز کو غریبی پہنچانا، یہ اِراق سے مختلف چیز ہے۔

ج- غلی (بنا): یہ تسخیر کا آخری درجہ ہے، جس مادہ کو بنا مقصود ہو اس کے اعتبار سے "علی" میں فرق ہوتا رہتا ہے، غلی بھی اِراق سے مختلف چیز ہے۔

(۱) اس عبارت میں (احرق) کا مصدر (احرق) ہے۔

## ۱-۵-۶

نوجوان تھا، کتے مسجد میں آتے جاتے تھے، درپیشاب کرتے تھے، اس کی وجہ سے لوگ پانی وغیرہ پھینکتے بھی نہیں تھے۔  
حنیفہ کا یہ بھی مسلک ہے کہ اس زمین پر تحیم نہ لگایا جائے، یہ تکہ تحیم کے لئے نبی کے پاک ہونے کی شرط قرآن پاک سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **لَيَسْمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا** (۱)  
(تو تم صد زرا پاک بن جاؤ)۔

اور خشک ہونے سے زمین کا پاک ہونا دلیل ظنی (خبر و حد) سے ثابت ہے، لہذا اس سے دو یقینی طہارت حاصل نہ ہوگی جو آہستہ کے مطابق تحیم کے لئے مطلوب ہے۔  
مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ اور امام بزرگ کے نزدیک زمین خشک ہونے سے پاک نہیں ہوتی، لہذا اس جگہ ہمارا پڑھنا جائز ہے، لہذا وہاں پر تحیم کرنا درست ہے، کیونکہ وہ جگہ پاک ہوگئی تھی، لہذا پاک کی دوسرے والی کوئی چیز پانی نہیں چھٹی (۲)۔

معدنیات پر پاک چیز سے پاش کرنا:

۶- اس بات پر اجماع ہے کہ اگر پاک چیز لوہے کو پائی گئی پھر سے تین بار دھلا گیا تو لوہے کا اوپر کی حصہ پاک ہو جائے گا، اس کے بعد اگر اس لوہے کا استعمال کسی چیز میں کیا گیا تو وہ پیر پاک نہیں ہوگی۔  
امام محمد کے حامی دوسرے حصہ حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر اس لوہے کو تین بار پاک چیز پانی میں تو وہ مطلقاً پاک ہو جاتا ہے، اس لوہے کو لئے رمار پڑھنا درست ہے، شافعیہ کا بھی ایک قول یہی ہے۔  
امام محمد بن انس کے نزدیک وہ لوہا کبھی پاک نہیں ہوگا۔

طریقہ پر کھالے شب تو اس کی رہا پاک ہے، مرنے پاک ہے (۱)۔  
پاک چیز کے جانے کے بعد جو چیز باقی بقیہ ہے، اسے پاک کہتے ہیں، لہذا فقہاء بھی اس کی تہذیبی مقدار کو ضابطہ ورت کی وجہ سے معاف تر رہتے ہیں، اور اس وجہ سے بھی کہ مشقت کی وجہ سے احکام میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔

دھوپ و آگ سے زمین کی پاکیزگی:

۵- اگر زمین پر پانی کی لگی، اور وہ دھوپ یا آگ سے خشک ہوئی۔  
"وہ نہایت کا اثر ختم ہو گیا یعنی زمین سے نہایت کا رنگ اور جو باقی نہ رہے تو صفیہ کے برابر، ایک اس جگہ نماز ادا کرنا جائز ہے، حنفیہ کا استدلال رسول کرم ﷺ کے ارشاد سے ہے: **ذُكَاةُ الْأَرْضِ يَسْبِهَا** (۲)  
(زمین کی پاکیزگی اس کا خشک ہونا ہے)۔

اسی طرح حضرت ابن عمرؓ کی اس روایت سے بھی حنفیہ استدلال کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: **"كُنْتُ أَمِيْتُ فِي الْمَسْجِدِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكُنْتُ لَفِي شَايَا عَرَبِيَّةٍ وَكَانَتْ الْكَلَابُ تَبُولُ وَتَقْبِلُ وَتَلْبَسُ فِي الْمَسْجِدِ وَلَمْ يَكُنْ يَأْمُرُ بِرُشُونِ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ"** (۳) (میں رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مسجد میں رات گزارتا تھا، اس وقت میں غیر شادی شدہ

(۱) فتح القدیر ۱۳۹۸، حاشیہ المدنی ۱/ ۵۷-۵۸، المعنی ۱/ ۶۰، البدیع ۱/ ۸۵، نہیۃ الخیاط ۱/ ۲۳۰، روایت طحاہیین ۱/ ۲۹-۳۰، ابن ماجہ ۱/ ۳۳۲۔

(۲) حدیث: **"ذُكَاةُ الْأَرْضِ يَسْبِهَا"** کے بارے میں بخاری لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مرسلہ صحیح نہیں ہے، ابن ابی شیبہ نے اسے محمد بن علی بن الحسین اور ابن المنیر اور ابو حنیفہ کے قول کی حیثیت سے ذکر کیا ہے، ابو عبد اللہ راقی نے ابو حنیفہ کے قول کے طور پر ابن القفاط میں ذکر کیا ہے، **"بعضوف الأرض طهورها"** (امام محمد رحمہ اللہ ۲/ ۲۳۰)۔

(۳) حدیث ابن عمرؓ کی روایت بخاری اور ابوداؤد نے کی ہے (معجم المعبود ۱/ ۱۳۶ طبع الہند)۔

(۱) سورۃ شاعہ ۳۳ سورۃ مائدہ ۶۸۔

(۲) فتح القدیر ۱/ ۱۳۸-۱۳۹، روایت طحاہیین ۱/ ۲۹، ابن ماجہ ۱/ ۳۱۱، مع المشرع الکبیر ۱/ ۳۹، لوطاب ۱/ ۱۵۸-۱۵۹۔

## اجزاء ۷-۸

الناس؟ قال: لا، هو حرام" (۱) (بیشک اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی فروخت کو حرام قرار دیا، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! مردار کی چربی کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟ اسے تو کشتیوں پر ملا جاتا ہے، کھالوں پر لٹکا جاتا ہے، اور لوگ اس سے تپاٹ جاتے ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں، یہ کراہی حرام ہے۔)

اس سے ملتا جلتا مالایہ کا قول ہے، مالایہ کہتے ہیں کہ ناپاک روغن سے شے نہیں اٹھایا جائے گا مگر مردار کی چربی سے گاڑی کے پیوں وغیرہ پر روغن ملا جاتا ہے اور وہ بھی مسجد کے درمیان مسجد کے اندر نہیں۔

شافعیہ کے نزدیک مسجد کے دروازے اور چٹبوں پر تربت کے ساتھ ناپاک روغن کا تپاٹ جانا یا جاستا ہے (۲)۔

بیس روغن میں ناپاک چیز مل گئی ہو اس سے چراغ جلانا:

۸- بورہن اصحاب پاک ہو "ناپاک چیز مل جانے کی وجہ سے ناپاک ہو گیا ہو اس کے بارے میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں:

حنفی، مالکیہ کا مسلک، شافعیہ کا قول مشہور اور حنابلہ کی ایک

(۱) حدیث "أولیت شعوم المیتة..." کی روایت مسلم نے بھی کی ہے اس حدیث کا لفظی حصہ یہ ہے: "ثم قال رسول الله - ﷺ - عند ذلك: قلل الله اليهود إن الله لما حرم شعومها جملها ثم بعوه فأكلوا لحمه" (پھر رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود کو قتل کرے جب اللہ تعالیٰ نے ان پر مردار کی چربی کو حرام قرار دیا تو وہ اس کو کھلا کر فروخت کرنے لگے اور اس کی قیمت استعمال کرے لگے) بعض روایات میں ہے: "إن الله ورسوله حراما..." (یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ حرام ہیں)۔ (طبع السنن)۔

(۲) ابنی ۵۴۳، حاشیہ ابن ماجہ ج ۱/۲۳۰-۲۳۱، ۵۴۳/۵، حاشیہ الحدیث ج ۱/۶۰-۶۱، حاشیہ الصحیح ج ۱/۴۳۲، حاشیہ البدیع ج ۱/۴۳۲۔

یہ سب تفصیل اس کو لے کر نماز پڑھنے کے بارے میں ہے لیکن اگر سے تیس بار دھو لیا گیا، پھر اس سے تربہ چھٹی کوئی چیز کاٹی یا دھو لیا تو ہونے میں تر پر تو تر بورہ ناپاکی نہیں ہوگا لہذا اس بات پر جہالت ہے کہ دھونے سے اس کو بے کاہی کی حصہ پاک ہو جائے گا۔

اس مسئلہ میں شافعیہ کا ایک دوسرا قول جسے شافعی نے اختیار کیا، یہ ہے کہ ناپاکی بدلے ہوئے کو بے کو پاک کرنے کے لئے اس کے "پہ کی حصہ کو پاک کرنا کافی ہے یہ کہ طہارت کا تعلق اشیاء کے علاوہ سے ہے، مردہ کی حصہ سے نہیں ہے۔

مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر گرم کئے ہوئے کو بے یا تپاٹ وغیرہ کو ناپاک چیز پانی پانی تو اس سے وہ پاک نہیں ہوتے بلکہ حسب سابق پاک رہتے ہیں، کیونکہ ناپاکی ان میں سرایت نہیں کر پاتی، حرارت نجات کو دفع کر دیتی ہے (۱)۔

ناپاکی اور ناپاک چیز سے چراغ جلانا

ناپاک روغن سے تپاٹ جلانا:

۷- حناہ کا مسلک اور حنفیہ کی ظاہر روایت یہ ہے کہ مردار کی چربی سے چراغ جلانا جائز نہیں، اس کی حلیہ ان حضرات نے یہ بیان کی ہے کہ مردار کی چربی میں نجاست اور اس کا ترہ ہے، اس قول کی تا یہ تصحیح بخاری میں مروی حضرت جابرؓ کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ فتح مکہ کے سال حضرت جابرؓ نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "إن الله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام فقيل: يا رسول الله لو أيت شعوم الميتة، فإنه يطني بها السمن، ويدعى بها الجلود، ويستصبح بها

(۱) روضة المسكين ج ۱/۳۴۰، ابن ماجہ ج ۱/۲۳۲، حاشیہ البدیع ج ۱/۶۰۔

رویت جسے شرقی نے اختیار کیا ہے، یہ ہے کہ ایسے روغن سے مسجد کے علاوہ دوسری جگہوں میں چڑھا جانا جائز ہے، اگرچہ اس مسجد کے باہر جالیو جائے اور روغن مسجد میں پہنچے تو جائز ہے۔ یہ نکتہ ضرر کے بغیر اس سے نفع اٹھانا ممکن ہو گیا، لہذا پاک روغن کی طرح اس سے روغن حاصل کرنا درست ہوگا، یہ بات حضرت ابن عمرؓ سے بھی مروی ہے۔

حناہ کی دوسری رویت جسے ابن المہدی نے اختیار کیا ہے، یہ ہے کہ پاک روغن سے چڑھا جانا بھی جگہ باہر نہیں ہے، اس لئے کہ حدیث ہے: "ان النبی ﷺ مسل عن شعوم الممۃ نصی بہا السمر، ونہی بہا العلود ویستصح بہا الناس" فقال: لا، هو حرام" (ابن ماجہ) سے مروی ہے کہ نبی کے بارے میں پوچھا گیا جس سے کشتیوں پر آپ لٹکایا جاتا ہے اور چڑے پر روغن چڑھایا جاتا ہے، لوگ اس سے چڑھاتے ہیں تو فرمایا: نہیں، وہ حرام ہے (یہ روایت بخاری اور مسلم دونوں میں ہے)۔ ان حضرات نے اس روغن میں جو نجس اچھین ہے اور اس روغن میں جو اہل پاک ہے، پاک چیز ملنے سے پاک ہوا ہے، کوئی فرق نہیں کیا ہے (۲)۔

جدلی گئی نجاست کا دھواں اور بھاپ:

۹- حنفیہ کا قول صحیح، مالکیہ کا قول معتد جو ابن رشد کا اختیار ہے،

(۱) حدیث: "شعوم الممۃ..." کی روایت بخاری و مسلم نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے ان الفاظ کے ساتھ کی ہے: "انہ سمع رسول اللہ ﷺ یقول وهو بمکۃ عام الفصح، ان اللہ ورسولہ حرم بیع العمر ونبۃ والحزیر والاصنام، فقیل: یا رسول اللہ! لو انیت شعوم نبیۃ لانی بطنی بہا السمر، ونہی بہا العلود ویستصح بہا الناس" فقال: لا، هو حرام" (فتح الباری ص ۲۲۳ طبع انتقادی، مجمع مسلم تحقیق محمد زود عبد الباقی ص ۱۲۰ طبع مکتبۃ المدینہ ص ۱۳۷)۔

(۲) مجمع شرح الکبیر ص ۱۵۱۔

متاثرین شافعیہ میں سے بعض کا قول اور حناہ کا غیر ظاہر مذہب یہ ہے کہ یہ دھواں اور بھاپ مطلقاً پاک ہے۔

حنفیہ کا مقابل صحیح قول جو ظاہر مذہب حنفی ہے اور جسے مالکیہ میں سے غمی بنی، مازری، ابو اسن اور ابن عوف نے اختیار کیا ہے، بعض لوگوں نے اسے قول مشہور قرار دیا ہے یہ ہے کہ نجس پندھن سے جو دھواں اچھینے سے پاک نہیں، اور نجس پانی سے جو بھاپ چھینے سے اس کی وہ سے کسی پائے جسم پر نہیں چھوٹتا، وہ نیکو تو نجس ہے اور نجاست کی بھاپ اس کے لئے نیکو تو پاک ہے۔

بعض شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ نجاست کا دھواں پاک ہے لیکن اس کی تھوڑی مقدار معاف ہے، اور نجاست کی بھاپ جب جگہ کے درمیان چڑھے تو نجس ہے، اس لئے کہ نجاست کے اجزاء کو جگہ پانی قوت سے علیحدہ کر دیتی ہے، لہذا اس کی تھوڑی مقدار معاف ہے۔

انسان یا جانور کے فضلہ سے کھانا پکایا گیا یا اسے بھپ کے نیچے جلا یا گیا جس سے وہ نوشادر ہو گیا تو اگر کھانے کو نجاست کا دھواں بہت زیادہ ملے گا تو کھانا پاک ہے، ورنہ پاک ہے، اسی طرح نوشادر پاک ہے اگر اس کا بھپ پاک ہو ورنہ پاک ہے، مشہور بہاب جو کوبہ کے دھوئیں سے بنتا جاتا ہے یا پاک روغن سے بنتا جاتا ہے جب اس سے کوئی نجس جلا یا جائے تو اس کی طرح پاک ہے، اور اس کی تھوڑی مقدار معاف ہے، یہ نکتہ مشقت سے حتام میں آسانی پیدا ہوتی ہے (۱)۔

راکھ سے تیمم:

۱۰- جو مویج جس کو اس طرح جلا یا گیا کہ وہ رکھ ہوئی اس سے

(۱) الفتاویٰ الہندیہ ص ۱۷۷ حاشیہ ابن عابدین ص ۲۵۵ حاشیہ الدوسلی ص ۸۸۵، منشی الحداد ص ۸۱، نہایہ الحداد ص ۱۱ شرح المسماح مع حاشیہ الشیرازی ص ۲۲۹-۲۳۰، ص ۲۳۷، ص ۲۳۸، ص ۲۳۹، ص ۲۴۰، ص ۲۴۱، ص ۲۴۲، ص ۲۴۳، ص ۲۴۴، ص ۲۴۵، ص ۲۴۶، ص ۲۴۷، ص ۲۴۸، ص ۲۴۹، ص ۲۵۰، ص ۲۵۱، ص ۲۵۲، ص ۲۵۳، ص ۲۵۴، ص ۲۵۵، ص ۲۵۶، ص ۲۵۷، ص ۲۵۸، ص ۲۵۹، ص ۲۶۰، ص ۲۶۱، ص ۲۶۲، ص ۲۶۳، ص ۲۶۴، ص ۲۶۵، ص ۲۶۶، ص ۲۶۷، ص ۲۶۸، ص ۲۶۹، ص ۲۷۰، ص ۲۷۱، ص ۲۷۲، ص ۲۷۳، ص ۲۷۴، ص ۲۷۵، ص ۲۷۶، ص ۲۷۷، ص ۲۷۸، ص ۲۷۹، ص ۲۸۰، ص ۲۸۱، ص ۲۸۲، ص ۲۸۳، ص ۲۸۴، ص ۲۸۵، ص ۲۸۶، ص ۲۸۷، ص ۲۸۸، ص ۲۸۹، ص ۲۹۰، ص ۲۹۱، ص ۲۹۲، ص ۲۹۳، ص ۲۹۴، ص ۲۹۵، ص ۲۹۶، ص ۲۹۷، ص ۲۹۸، ص ۲۹۹، ص ۳۰۰، ص ۳۰۱، ص ۳۰۲، ص ۳۰۳، ص ۳۰۴، ص ۳۰۵، ص ۳۰۶، ص ۳۰۷، ص ۳۰۸، ص ۳۰۹، ص ۳۱۰، ص ۳۱۱، ص ۳۱۲، ص ۳۱۳، ص ۳۱۴، ص ۳۱۵، ص ۳۱۶، ص ۳۱۷، ص ۳۱۸، ص ۳۱۹، ص ۳۲۰، ص ۳۲۱، ص ۳۲۲، ص ۳۲۳، ص ۳۲۴، ص ۳۲۵، ص ۳۲۶، ص ۳۲۷، ص ۳۲۸، ص ۳۲۹، ص ۳۳۰، ص ۳۳۱، ص ۳۳۲، ص ۳۳۳، ص ۳۳۴، ص ۳۳۵، ص ۳۳۶، ص ۳۳۷، ص ۳۳۸، ص ۳۳۹، ص ۳۴۰، ص ۳۴۱، ص ۳۴۲، ص ۳۴۳، ص ۳۴۴، ص ۳۴۵، ص ۳۴۶، ص ۳۴۷، ص ۳۴۸، ص ۳۴۹، ص ۳۵۰، ص ۳۵۱، ص ۳۵۲، ص ۳۵۳، ص ۳۵۴، ص ۳۵۵، ص ۳۵۶، ص ۳۵۷، ص ۳۵۸، ص ۳۵۹، ص ۳۶۰، ص ۳۶۱، ص ۳۶۲، ص ۳۶۳، ص ۳۶۴، ص ۳۶۵، ص ۳۶۶، ص ۳۶۷، ص ۳۶۸، ص ۳۶۹، ص ۳۷۰، ص ۳۷۱، ص ۳۷۲، ص ۳۷۳، ص ۳۷۴، ص ۳۷۵، ص ۳۷۶، ص ۳۷۷، ص ۳۷۸، ص ۳۷۹، ص ۳۸۰، ص ۳۸۱، ص ۳۸۲، ص ۳۸۳، ص ۳۸۴، ص ۳۸۵، ص ۳۸۶، ص ۳۸۷، ص ۳۸۸، ص ۳۸۹، ص ۳۹۰، ص ۳۹۱، ص ۳۹۲، ص ۳۹۳، ص ۳۹۴، ص ۳۹۵، ص ۳۹۶، ص ۳۹۷، ص ۳۹۸، ص ۳۹۹، ص ۴۰۰، ص ۴۰۱، ص ۴۰۲، ص ۴۰۳، ص ۴۰۴، ص ۴۰۵، ص ۴۰۶، ص ۴۰۷، ص ۴۰۸، ص ۴۰۹، ص ۴۱۰، ص ۴۱۱، ص ۴۱۲، ص ۴۱۳، ص ۴۱۴، ص ۴۱۵، ص ۴۱۶، ص ۴۱۷، ص ۴۱۸، ص ۴۱۹، ص ۴۲۰، ص ۴۲۱، ص ۴۲۲، ص ۴۲۳، ص ۴۲۴، ص ۴۲۵، ص ۴۲۶، ص ۴۲۷، ص ۴۲۸، ص ۴۲۹، ص ۴۳۰، ص ۴۳۱، ص ۴۳۲، ص ۴۳۳، ص ۴۳۴، ص ۴۳۵، ص ۴۳۶، ص ۴۳۷، ص ۴۳۸، ص ۴۳۹، ص ۴۴۰، ص ۴۴۱، ص ۴۴۲، ص ۴۴۳، ص ۴۴۴، ص ۴۴۵، ص ۴۴۶، ص ۴۴۷، ص ۴۴۸، ص ۴۴۹، ص ۴۵۰، ص ۴۵۱، ص ۴۵۲، ص ۴۵۳، ص ۴۵۴، ص ۴۵۵، ص ۴۵۶، ص ۴۵۷، ص ۴۵۸، ص ۴۵۹، ص ۴۶۰، ص ۴۶۱، ص ۴۶۲، ص ۴۶۳، ص ۴۶۴، ص ۴۶۵، ص ۴۶۶، ص ۴۶۷، ص ۴۶۸، ص ۴۶۹، ص ۴۷۰، ص ۴۷۱، ص ۴۷۲، ص ۴۷۳، ص ۴۷۴، ص ۴۷۵، ص ۴۷۶، ص ۴۷۷، ص ۴۷۸، ص ۴۷۹، ص ۴۸۰، ص ۴۸۱، ص ۴۸۲، ص ۴۸۳، ص ۴۸۴، ص ۴۸۵، ص ۴۸۶، ص ۴۸۷، ص ۴۸۸، ص ۴۸۹، ص ۴۹۰، ص ۴۹۱، ص ۴۹۲، ص ۴۹۳، ص ۴۹۴، ص ۴۹۵، ص ۴۹۶، ص ۴۹۷، ص ۴۹۸، ص ۴۹۹، ص ۵۰۰، ص ۵۰۱، ص ۵۰۲، ص ۵۰۳، ص ۵۰۴، ص ۵۰۵، ص ۵۰۶، ص ۵۰۷، ص ۵۰۸، ص ۵۰۹، ص ۵۱۰، ص ۵۱۱، ص ۵۱۲، ص ۵۱۳، ص ۵۱۴، ص ۵۱۵، ص ۵۱۶، ص ۵۱۷، ص ۵۱۸، ص ۵۱۹، ص ۵۲۰، ص ۵۲۱، ص ۵۲۲، ص ۵۲۳، ص ۵۲۴، ص ۵۲۵، ص ۵۲۶، ص ۵۲۷، ص ۵۲۸، ص ۵۲۹، ص ۵۳۰، ص ۵۳۱، ص ۵۳۲، ص ۵۳۳، ص ۵۳۴، ص ۵۳۵، ص ۵۳۶، ص ۵۳۷، ص ۵۳۸، ص ۵۳۹، ص ۵۴۰، ص ۵۴۱، ص ۵۴۲، ص ۵۴۳، ص ۵۴۴، ص ۵۴۵، ص ۵۴۶، ص ۵۴۷، ص ۵۴۸، ص ۵۴۹، ص ۵۵۰، ص ۵۵۱، ص ۵۵۲، ص ۵۵۳، ص ۵۵۴، ص ۵۵۵، ص ۵۵۶، ص ۵۵۷، ص ۵۵۸، ص ۵۵۹، ص ۵۶۰، ص ۵۶۱، ص ۵۶۲، ص ۵۶۳، ص ۵۶۴، ص ۵۶۵، ص ۵۶۶، ص ۵۶۷، ص ۵۶۸، ص ۵۶۹، ص ۵۷۰، ص ۵۷۱، ص ۵۷۲، ص ۵۷۳، ص ۵۷۴، ص ۵۷۵، ص ۵۷۶، ص ۵۷۷، ص ۵۷۸، ص ۵۷۹، ص ۵۸۰، ص ۵۸۱، ص ۵۸۲، ص ۵۸۳، ص ۵۸۴، ص ۵۸۵، ص ۵۸۶، ص ۵۸۷، ص ۵۸۸، ص ۵۸۹، ص ۵۹۰، ص ۵۹۱، ص ۵۹۲، ص ۵۹۳، ص ۵۹۴، ص ۵۹۵، ص ۵۹۶، ص ۵۹۷، ص ۵۹۸، ص ۵۹۹، ص ۶۰۰، ص ۶۰۱، ص ۶۰۲، ص ۶۰۳، ص ۶۰۴، ص ۶۰۵، ص ۶۰۶، ص ۶۰۷، ص ۶۰۸، ص ۶۰۹، ص ۶۱۰، ص ۶۱۱، ص ۶۱۲، ص ۶۱۳، ص ۶۱۴، ص ۶۱۵، ص ۶۱۶، ص ۶۱۷، ص ۶۱۸، ص ۶۱۹، ص ۶۲۰، ص ۶۲۱، ص ۶۲۲، ص ۶۲۳، ص ۶۲۴، ص ۶۲۵، ص ۶۲۶، ص ۶۲۷، ص ۶۲۸، ص ۶۲۹، ص ۶۳۰، ص ۶۳۱، ص ۶۳۲، ص ۶۳۳، ص ۶۳۴، ص ۶۳۵، ص ۶۳۶، ص ۶۳۷، ص ۶۳۸، ص ۶۳۹، ص ۶۴۰، ص ۶۴۱، ص ۶۴۲، ص ۶۴۳، ص ۶۴۴، ص ۶۴۵، ص ۶۴۶، ص ۶۴۷، ص ۶۴۸، ص ۶۴۹، ص ۶۵۰، ص ۶۵۱، ص ۶۵۲، ص ۶۵۳، ص ۶۵۴، ص ۶۵۵، ص ۶۵۶، ص ۶۵۷، ص ۶۵۸، ص ۶۵۹، ص ۶۶۰، ص ۶۶۱، ص ۶۶۲، ص ۶۶۳، ص ۶۶۴، ص ۶۶۵، ص ۶۶۶، ص ۶۶۷، ص ۶۶۸، ص ۶۶۹، ص ۶۷۰، ص ۶۷۱، ص ۶۷۲، ص ۶۷۳، ص ۶۷۴، ص ۶۷۵، ص ۶۷۶، ص ۶۷۷، ص ۶۷۸، ص ۶۷۹، ص ۶۸۰، ص ۶۸۱، ص ۶۸۲، ص ۶۸۳، ص ۶۸۴، ص ۶۸۵، ص ۶۸۶، ص ۶۸۷، ص ۶۸۸، ص ۶۸۹، ص ۶۹۰، ص ۶۹۱، ص ۶۹۲، ص ۶۹۳، ص ۶۹۴، ص ۶۹۵، ص ۶۹۶، ص ۶۹۷، ص ۶۹۸، ص ۶۹۹، ص ۷۰۰، ص ۷۰۱، ص ۷۰۲، ص ۷۰۳، ص ۷۰۴، ص ۷۰۵، ص ۷۰۶، ص ۷۰۷، ص ۷۰۸، ص ۷۰۹، ص ۷۱۰، ص ۷۱۱، ص ۷۱۲، ص ۷۱۳، ص ۷۱۴، ص ۷۱۵، ص ۷۱۶، ص ۷۱۷، ص ۷۱۸، ص ۷۱۹، ص ۷۲۰، ص ۷۲۱، ص ۷۲۲، ص ۷۲۳، ص ۷۲۴، ص ۷۲۵، ص ۷۲۶، ص ۷۲۷، ص ۷۲۸، ص ۷۲۹، ص ۷۳۰، ص ۷۳۱، ص ۷۳۲، ص ۷۳۳، ص ۷۳۴، ص ۷۳۵، ص ۷۳۶، ص ۷۳۷، ص ۷۳۸، ص ۷۳۹، ص ۷۴۰، ص ۷۴۱، ص ۷۴۲، ص ۷۴۳، ص ۷۴۴، ص ۷۴۵، ص ۷۴۶، ص ۷۴۷، ص ۷۴۸، ص ۷۴۹، ص ۷۵۰، ص ۷۵۱، ص ۷۵۲، ص ۷۵۳، ص ۷۵۴، ص ۷۵۵، ص ۷۵۶، ص ۷۵۷، ص ۷۵۸، ص ۷۵۹، ص ۷۶۰، ص ۷۶۱، ص ۷۶۲، ص ۷۶۳، ص ۷۶۴، ص ۷۶۵، ص ۷۶۶، ص ۷۶۷، ص ۷۶۸، ص ۷۶۹، ص ۷۷۰، ص ۷۷۱، ص ۷۷۲، ص ۷۷۳، ص ۷۷۴، ص ۷۷۵، ص ۷۷۶، ص ۷۷۷، ص ۷۷۸، ص ۷۷۹، ص ۷۸۰، ص ۷۸۱، ص ۷۸۲، ص ۷۸۳، ص ۷۸۴، ص ۷۸۵، ص ۷۸۶، ص ۷۸۷، ص ۷۸۸، ص ۷۸۹، ص ۷۹۰، ص ۷۹۱، ص ۷۹۲، ص ۷۹۳، ص ۷۹۴، ص ۷۹۵، ص ۷۹۶، ص ۷۹۷، ص ۷۹۸، ص ۷۹۹، ص ۸۰۰، ص ۸۰۱، ص ۸۰۲، ص ۸۰۳، ص ۸۰۴، ص ۸۰۵، ص ۸۰۶، ص ۸۰۷، ص ۸۰۸، ص ۸۰۹، ص ۸۱۰، ص ۸۱۱، ص ۸۱۲، ص ۸۱۳، ص ۸۱۴، ص ۸۱۵، ص ۸۱۶، ص ۸۱۷، ص ۸۱۸، ص ۸۱۹، ص ۸۲۰، ص ۸۲۱، ص ۸۲۲، ص ۸۲۳، ص ۸۲۴، ص ۸۲۵، ص ۸۲۶، ص ۸۲۷، ص ۸۲۸، ص ۸۲۹، ص ۸۳۰، ص ۸۳۱، ص ۸۳۲، ص ۸۳۳، ص ۸۳۴، ص ۸۳۵، ص ۸۳۶، ص ۸۳۷، ص ۸۳۸، ص ۸۳۹، ص ۸۴۰، ص ۸۴۱، ص ۸۴۲، ص ۸۴۳، ص ۸۴۴، ص ۸۴۵، ص ۸۴۶، ص ۸۴۷، ص ۸۴۸، ص ۸۴۹، ص ۸۵۰، ص ۸۵۱، ص ۸۵۲، ص ۸۵۳، ص ۸۵۴، ص ۸۵۵، ص ۸۵۶، ص ۸۵۷، ص ۸۵۸، ص ۸۵۹، ص ۸۶۰، ص ۸۶۱، ص ۸۶۲، ص ۸۶۳، ص ۸۶۴، ص ۸۶۵، ص ۸۶۶، ص ۸۶۷، ص ۸۶۸، ص ۸۶۹، ص ۸۷۰، ص ۸۷۱، ص ۸۷۲، ص ۸۷۳، ص ۸۷۴، ص ۸۷۵، ص ۸۷۶، ص ۸۷۷، ص ۸۷۸، ص ۸۷۹، ص ۸۸۰، ص ۸۸۱، ص ۸۸۲، ص ۸۸۳، ص ۸۸۴، ص ۸۸۵، ص ۸۸۶، ص ۸۸۷، ص ۸۸۸، ص ۸۸۹، ص ۸۹۰، ص ۸۹۱، ص ۸۹۲، ص ۸۹۳، ص ۸۹۴، ص ۸۹۵، ص ۸۹۶، ص ۸۹۷، ص ۸۹۸، ص ۸۹۹، ص ۹۰۰، ص ۹۰۱، ص ۹۰۲، ص ۹۰۳، ص ۹۰۴، ص ۹۰۵، ص ۹۰۶، ص ۹۰۷، ص ۹۰۸، ص ۹۰۹، ص ۹۱۰، ص ۹۱۱، ص ۹۱۲، ص ۹۱۳، ص ۹۱۴، ص ۹۱۵، ص ۹۱۶، ص ۹۱۷، ص ۹۱۸، ص ۹۱۹، ص ۹۲۰، ص ۹۲۱، ص ۹۲۲، ص ۹۲۳، ص ۹۲۴، ص ۹۲۵، ص ۹۲۶، ص ۹۲۷، ص ۹۲۸، ص ۹۲۹، ص ۹۳۰، ص ۹۳۱، ص ۹۳۲، ص ۹۳۳، ص ۹۳۴، ص ۹۳۵، ص ۹۳۶، ص ۹۳۷، ص ۹۳۸، ص ۹۳۹، ص ۹۴۰، ص ۹۴۱، ص ۹۴۲، ص ۹۴۳، ص ۹۴۴، ص ۹۴۵، ص ۹۴۶، ص ۹۴۷، ص ۹۴۸، ص ۹۴۹، ص ۹۵۰، ص ۹۵۱، ص ۹۵۲، ص ۹۵۳، ص ۹۵۴، ص ۹۵۵، ص ۹۵۶، ص ۹۵۷، ص ۹۵۸، ص ۹۵۹، ص ۹۶۰، ص ۹۶۱، ص ۹۶۲، ص ۹۶۳، ص ۹۶۴، ص ۹۶۵، ص ۹۶۶، ص ۹۶۷، ص ۹۶۸، ص ۹۶۹، ص ۹۷۰، ص ۹۷۱، ص ۹۷۲، ص ۹۷۳، ص ۹۷۴، ص ۹۷۵، ص ۹۷۶، ص ۹۷۷، ص ۹۷۸، ص ۹۷۹، ص ۹۸۰، ص ۹۸۱، ص ۹۸۲، ص ۹۸۳، ص ۹۸۴، ص ۹۸۵، ص ۹۸۶، ص ۹۸۷، ص ۹۸۸، ص ۹۸۹، ص ۹۹۰، ص ۹۹۱، ص ۹۹۲، ص ۹۹۳، ص ۹۹۴، ص ۹۹۵، ص ۹۹۶، ص ۹۹۷، ص ۹۹۸، ص ۹۹۹، ص ۱۰۰۰، ص ۱۰۰۱، ص ۱۰۰۲، ص ۱۰۰۳، ص ۱۰۰۴، ص ۱۰۰۵، ص ۱۰۰۶، ص ۱۰۰۷، ص ۱۰۰۸، ص ۱۰۰۹، ص ۱۰۱۰، ص ۱۰۱۱، ص ۱۰۱۲، ص ۱۰۱۳، ص ۱۰۱۴، ص ۱۰۱۵، ص ۱۰۱۶، ص ۱۰۱۷، ص ۱۰۱۸، ص ۱۰۱۹، ص ۱۰۲۰، ص ۱۰۲۱، ص ۱۰۲۲، ص ۱۰۲۳، ص ۱۰۲۴، ص ۱۰۲۵، ص ۱۰۲۶، ص ۱۰۲۷، ص ۱۰۲۸، ص ۱۰۲۹، ص ۱۰۳۰، ص ۱۰۳۱، ص ۱۰۳۲، ص ۱۰۳۳، ص ۱۰۳۴، ص ۱۰۳۵، ص ۱۰۳۶، ص ۱۰۳۷، ص ۱۰۳۸، ص ۱۰۳۹، ص ۱۰۴۰، ص ۱۰۴۱، ص ۱۰۴۲، ص ۱۰۴۳، ص ۱۰۴۴، ص ۱۰۴۵، ص ۱۰۴۶، ص ۱۰۴۷، ص ۱۰۴۸، ص ۱۰۴۹، ص ۱۰۵۰، ص ۱۰۵۱، ص ۱۰۵۲، ص ۱۰۵۳، ص ۱۰۵۴، ص ۱۰۵۵، ص ۱۰۵۶، ص ۱۰۵۷، ص ۱۰۵۸، ص ۱۰۵۹، ص ۱۰۶۰، ص ۱۰۶۱، ص ۱۰۶۲، ص ۱۰۶۳، ص ۱۰۶۴، ص ۱۰۶۵، ص ۱۰۶۶، ص ۱۰۶۷، ص ۱۰۶۸، ص ۱۰۶۹، ص ۱۰۷۰، ص ۱۰۷۱، ص ۱۰۷۲، ص ۱۰۷۳، ص ۱۰۷۴، ص ۱۰۷۵، ص ۱۰۷۶، ص ۱۰۷۷، ص ۱۰۷۸، ص ۱۰۷۹، ص ۱۰۸۰، ص ۱۰۸۱، ص ۱۰۸۲، ص ۱۰۸۳، ص ۱۰۸۴، ص ۱۰۸۵، ص ۱۰۸۶، ص ۱۰۸۷، ص ۱۰۸۸، ص ۱۰۸۹، ص ۱۰۹۰، ص ۱۰۹۱، ص ۱۰۹۲، ص ۱۰۹۳، ص ۱۰۹۴، ص ۱۰۹۵، ص ۱۰۹۶، ص ۱۰۹۷، ص ۱۰۹۸، ص ۱۰۹۹، ص ۱۱۰۰، ص ۱۱۰۱، ص ۱۱۰۲، ص ۱۱۰۳، ص ۱۱۰۴، ص ۱۱۰۵، ص ۱۱۰۶، ص ۱۱۰۷، ص ۱۱۰۸، ص ۱۱۰۹، ص ۱۱۱۰، ص ۱۱۱۱، ص ۱۱۱۲، ص ۱۱۱۳، ص ۱۱۱۴، ص ۱۱۱۵، ص ۱۱۱۶، ص ۱۱۱۷، ص ۱۱۱۸، ص ۱۱۱۹، ص ۱۱۲۰، ص ۱۱۲۱، ص ۱۱۲۲، ص ۱۱۲۳، ص ۱۱۲۴، ص ۱۱۲۵، ص ۱۱۲۶، ص ۱۱۲۷، ص ۱۱۲۸، ص ۱۱۲۹، ص ۱۱۳۰، ص ۱۱۳۱، ص ۱۱۳۲، ص ۱۱۳۳، ص ۱۱۳۴، ص ۱۱۳۵، ص ۱۱۳۶، ص ۱۱۳۷، ص ۱۱۳۸، ص ۱۱۳۹، ص ۱۱۴۰، ص ۱۱۴۱، ص ۱۱۴۲، ص ۱۱۴۳، ص ۱۱۴۴، ص ۱۱۴۵، ص ۱۱۴۶، ص ۱۱۴۷، ص ۱۱۴۸، ص ۱۱۴۹، ص ۱۱۵۰، ص ۱۱۵۱، ص ۱۱۵۲، ص ۱۱۵۳، ص ۱۱۵۴، ص ۱۱۵۵، ص ۱۱۵۶، ص ۱۱۵۷، ص ۱۱۵۸، ص ۱۱۵۹، ص ۱۱۶۰، ص ۱۱۶۱، ص ۱۱۶۲، ص ۱۱۶۳، ص ۱۱۶۴، ص ۱۱۶۵، ص ۱۱۶۶، ص ۱۱۶۷، ص ۱۱۶۸، ص ۱۱۶۹، ص ۱۱۷۰، ص ۱۱۷۱، ص ۱۱۷۲، ص ۱۱۷۳، ص ۱۱۷۴، ص ۱۱۷۵، ص ۱۱۷۶، ص ۱۱۷۷، ص ۱۱۷۸، ص ۱۱۷۹، ص ۱۱۸۰، ص ۱۱۸۱، ص ۱۱۸۲، ص ۱۱۸۳، ص ۱۱۸۴، ص ۱۱۸۵، ص ۱۱۸۶، ص ۱۱۸۷، ص ۱۱۸۸، ص ۱۱۸۹، ص ۱۱۹۰، ص ۱۱۹۱، ص ۱۱۹۲، ص ۱۱۹۳، ص ۱۱۹۴، ص ۱۱۹۵، ص ۱۱۹۶، ص ۱۱۹۷، ص ۱۱۹۸، ص ۱۱۹۹، ص ۱۲۰۰، ص ۱۲۰۱، ص ۱۲۰۲، ص ۱۲۰۳، ص ۱۲۰۴، ص ۱۲۰۵، ص ۱۲۰۶، ص ۱۲۰۷، ص ۱۲۰۸، ص ۱۲۰۹، ص ۱۲۱۰، ص ۱۲۱۱، ص ۱۲۱۲، ص ۱۲۱۳، ص ۱۲۱۴، ص ۱۲۱۵، ص ۱۲۱۶، ص ۱۲۱۷، ص ۱۲۱۸، ص ۱۲۱۹، ص ۱۲۲۰، ص ۱۲۲۱، ص ۱۲۲۲، ص ۱۲۲۳، ص ۱۲۲۴، ص ۱۲۲۵، ص ۱۲۲۶، ص ۱۲۲۷، ص ۱۲۲۸، ص ۱۲۲۹، ص ۱۲۳۰، ص ۱۲۳۱، ص ۱۲۳۲، ص ۱۲۳۳، ص ۱۲۳۴، ص ۱۲۳۵، ص ۱۲۳۶، ص ۱۲۳۷، ص ۱۲۳۸، ص ۱۲۳۹، ص ۱۲۴۰، ص ۱۲۴۱، ص ۱۲۴۲، ص ۱۲۴۳، ص ۱۲۴۴، ص ۱۲۴۵، ص ۱۲۴۶، ص ۱۲۴۷، ص ۱۲۴۸، ص ۱۲۴۹، ص ۱۲۵۰، ص ۱۲۵۱، ص ۱۲۵۲، ص ۱۲۵۳، ص ۱۲۵۴، ص ۱۲۵۵، ص ۱۲۵۶، ص ۱۲۵۷، ص ۱۲۵۸، ص ۱۲۵۹، ص ۱۲۶۰، ص ۱۲۶۱، ص ۱۲۶۲، ص ۱۲۶۳، ص ۱۲۶۴، ص ۱۲۶۵، ص ۱۲۶۶، ص ۱۲۶۷، ص ۱۲۶۸، ص ۱۲۶۹، ص ۱۲۷۰، ص ۱۲۷۱، ص ۱۲۷۲، ص ۱۲۷۳، ص ۱۲۷۴، ص ۱۲۷۵، ص ۱۲۷۶، ص ۱۲۷۷، ص ۱۲۷۸، ص ۱۲۷۹، ص ۱۲۸۰، ص ۱۲۸۱، ص ۱۲۸۲، ص ۱۲۸۳، ص ۱۲۸۴، ص ۱۲۸۵، ص ۱۲۸۶، ص ۱۲۸۷، ص ۱۲۸۸، ص ۱۲۸۹، ص ۱۲۹۰، ص ۱۲۹۱، ص ۱۲۹۲، ص ۱۲۹۳، ص ۱۲۹۴، ص ۱۲۹۵، ص ۱۲۹۶، ص ۱۲۹۷، ص ۱۲۹۸، ص ۱۲۹۹، ص ۱۳۰۰، ص ۱۳۰۱، ص ۱۳۰۲، ص ۱۳۰۳، ص ۱۳۰۴، ص ۱۳۰۵، ص ۱۳۰۶، ص ۱۳۰۷، ص ۱۳۰۸، ص ۱۳۰۹، ص ۱۳۱۰، ص ۱۳۱۱، ص ۱۳۱۲، ص ۱۳۱۳، ص ۱۳۱۴، ص ۱۳۱۵، ص ۱۳۱۶، ص ۱۳۱۷، ص ۱۳۱۸، ص ۱۳۱۹، ص ۱۳۲۰، ص ۱۳۲۱، ص ۱۳۲۲، ص ۱۳۲۳، ص ۱۳۲۴، ص ۱۳۲۵، ص ۱۳۲۶، ص ۱۳۲۷، ص ۱۳۲۸، ص ۱۳۲۹، ص ۱۳۳۰، ص ۱۳۳۱، ص ۱۳۳۲، ص ۱۳۳۳، ص ۱۳۳۴، ص ۱۳۳۵، ص ۱۳۳۶، ص ۱۳۳۷، ص ۱۳۳۸، ص ۱۳۳۹، ص ۱۳۴۰، ص ۱۳۴۱، ص ۱۳۴۲، ص ۱۳۴۳، ص ۱۳۴۴، ص ۱



### جلی ہونی میت کو غسل دینا:

۱۲- فتا کا مسلک یہ ہے کہ طے ہوئے مرد کو غسل دینا منس ہو تو ہرے مردوں کی طرح اسے بھی غسل دیا جائے گا، اس لیے کہ غسل نہ دیا جانا معرکہ جنگ میں قتل ہونے والے شہید کی خصوصیت ہے اور چہ وہ میدان جنگ میں اپنے کسی فعل کی وجہ سے جل گیا ہو، جو شخص معرکہ کے باہر جا ہو وہ آخرت کے اعتبار سے شہید ہے، اس پر معرکہ جنگ کے شہداء کے احکام جاری نہ ہوں گے۔

۱۳- یہ خبر وہو کہ غسل اپنے سے نعلین نکالے ہو جائے تو اس پر پانی بہا دیا جائے گا، نعلین کو چھو نہیں جائے گا، اور صرف پانی بہانے سے بھی نعلین کے نکلے ہوئے کا اثر دہو تو اس پر پانی نہیں دلا جائے گا، اگر ممکن ہو تو اس زندہ شخص کی طرح تیمم کر دیا جائے جسے پانی سے تکلیف پہنچتا ہو، اور جلی ہوئی نعلین کے بعض حصہ کو غسل دینا ممکن ہے اور بعض حصہ کو غسل دینا شمار ہے تو جتنے حصہ کو غسل دینا ممکن ہو اسے غسل دیا جائے اور باقی کو تیمم کر دیا جائے گا زندہ شخص کی طرح (۳)۔

### جو شخص جل کر راکھ ہو گیا ہو اس کی نماز جنازہ:

۱۳- مالکیہ میں سے دین صیب ورنہ بد، بعض متأثرین ثنائیہ اس طرف گئے ہیں کہ جو شخص جل کر راکھ ہوئی ہو اس کو غسل دینا اور تیمم کرنا اگرچہ ناممکن ہے لیکن اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، یہ نیکو نماز جنازہ پڑھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، جو چیز "سات" و "تاعیل" عمل ہو وہ اس چیز کی وجہ سے ساقط نہیں ہوں جسے نماز مشکل ہو۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۳۹، فتاویٰ الہدیہ ۱/ ۶۸۰، فتح القدیر ۱/ ۲۷۳، صمدی الخصال ۱/ ۲۳، معنی ۳۰، حاشیہ الدہلی ۱/ ۲۰۔  
(۲) الموسوعۃ السنن ۲/ ۵۲، بدائع الصالح ۱/ ۳۲۰، نہایۃ المحتاج ۳/ ۹، معنی المحتاج ۱/ ۳۵۸، روح المعانی ۲/ ۱۰۸، حاشیہ بدلی ۱/ ۳۰، معنی لابن قدامہ ۲/ ۳۰۷۔

بلا صحت تیمم جائز نہیں ہے، ورنہ جس چیز کو تہا جہ یا گیا کہ ابھی دورا نہ نہیں ہوئی اس کے بارے میں حنفیہ کا مسلک اور ثنائیہ کا تصحیح قول یہ ہے کہ اس سے تیمم کرنا جائز ہے، چونکہ جہانے کی وجہ سے دوحہ اپنی اصل سے باہر نہیں ہوتی۔

مالکیہ کا مسلک، حنا بدہ معتقد قول، اور ثنائیہ کا ایک قول یہ ہے کہ جو چیز جہانے کی اس سے تیمم جائز نہیں، چونکہ جہانے کی وجہ سے دوحہ "صمد" (پاک) ہونے سے خارج ہوئی۔

کس سے تیمم صحیح ہے ورنہ سے صحیح نہیں اس کی تفصیل "تیمم" کی صلاحت میں دیکھی جائے (۱)۔

جہانے کی وجہ سے کھال کے نیچے جمع ہونے والا پانی (آبلہ):  
۱۱- کھال کے نیچے بد میں جو پانی ہے نہ وہ پاک ہے، نہ اس کی وجہ سے فاسد ہوتا ہے، میں جب آبلہ سے پانی باہر آیا تو اس کے پاک ہونے پر جہانے سے اس کی تہوری مقدار معاف ہے، قلیل اور بیش کے بارے میں ہر مذہب کا الگ ضابطہ ہے۔

"بد کا پانی نکلنے سے فاسد ہونا حنفیہ کا مسلک ہے بشرطیکہ وہ اپنی جگہ سے بہہ پڑے، ورنہ آبلہ اس وقت ناقض ہوتا ہے جب زیادہ مقدار میں آبلہ کا پانی نکلا ہو، مالکیہ اور ثنائیہ کے نزدیک آبلہ سے پانی نہ ناقض ہوتا ہے جیسا کہ ان کے اس عمل سے استفادہ ہوتا ہے۔ انہوں نے اس کا کثرت ناقض ہونے کو دلیل میں نہیں لیا ہے (۲)۔

= اسی لائن قدامہ ۱/ ۶۰۔

(۱) ابن ماجہ ص ۳۳، حاشیہ الدرر فی ۱/ ۱۵۶، نہایۃ المحتاج ۱/ ۳۱۱، ۳۷۳، ۳۷۵، اسی لائن قدامہ ۱/ ۳۳۹، معنی المحتاج ۱/ ۹۶، روح المعانی ۱/ ۱۰۹۔  
(۲) الطحاوی علی مرآۃ القدر ۱/ ۳۸، الدرر فی ۱/ ۵۶، ۵۷، نہایۃ المحتاج: تراجم، موضوع، اسی مع لشرح الکبیر ۱/ ۷۷۔

اس کی تفسیر "بنایات" میں ملے گی۔

جلانے کے ذریعہ قصاص:

۱۶- شامیہ کا مذہب، مالکیہ کا مشہور قول اور حنابلہ کی ایک روایت ہے کہ قاتل ان چیز سے قتل کیا جائے گا جس سے اس نے قتل کیا تھا، خود وہ آگ ہی ہو اور آگ کے ذریعہ قصاص لینا اس حدیث سے مستثنیٰ ہوگا جس میں آگ کے ذریعہ دینے سے روکا گیا ہے، اس بارے میں ان حضرات نے اربع روایات اور احادیث سے استدلال کیا ہے: "وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ" (۱) "اور اگر تم لوگ بدلہ لینا چاہو تو نہیں تباہی، کھ پیچو، قتل، کھ انہوں نے تمہیں پہنچایا ہے۔" "فَمَنْ اغْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اغْتَدَى عَلَيْكُمْ" (۲) (تو جو کوئی تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر زیادتی کرنا چھو جس سے تم پر زیادتی کی ہے)۔ پہلی روایت پر حضرت برادر سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "مَنْ حَرَقَ حَوْقَاهُ" (۳) (جس نے جالیا ہم بھی اس کو جالا میں گئے)۔ خلیفہ کا مسلک، مالکیہ کا غیر مشہور قول اور حنابلہ کا معتقدوں یہ ہے کہ قصاص کو اسی کے ذریعہ لیا جائے گا خونہ قاتل نے کسی بھی چیز سے قتل کیا ہو، اگر مقتول کے مرثیہ نے آگ میں ڈال کر قصاص یا تو نہیں تعزیر لیا جائے لی، ان حضرات کا استدلال نعمان بن شیبہ کی اس

ما قابل عمل ہے، کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد صحیح طور پر ثابت ہے: "وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَقَنُوا بِهِ مَا اسْتَطَعْتُمْ" (۱) (جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اس سے استطاعت بجزرہ) نیز اس لئے کہ نماز جنازہ کا مقصد میت کے لئے دعا اور نفاش کرنا ہے۔

حنفیہ و مرجہور شامیہ و مالکیہ کے نزدیک اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، کیونکہ بعض حضرات کے نزدیک نماز جنازہ درست ہونے کے سے پہلے میت کو غسل دینا شرط ہے اور بعض کے نزدیک پوری نعش یا اس کے ٹکڑے کی موجودگی شرط ہے سب اس سے قتل دینا ورتیم کرنا مامون ہو یا تو شرط منقذ ہوئے کی وجہ سے نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی (۲)۔

تاہوت میں دفن کرنا:

۱۳- میت کو تاہوت میں دفن کرنا بالاجماع مکروہ ہے، اس لئے کہ یہ بدعت ہے، اس بارے میں میت کی ہیبت نافذ نہیں کی جائے گی۔ مصححت کی بنا پر ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے، مثلاً میت جلی ہوئی ہو اور سے تاہوت میں دفن کرے کی صورت ہو (۳)۔

حدود، قصاص، تعزیر میں جلا

دستہ جدا:

۱۵- "انتہ" آگ سے جالا جلدات عمدہ ہے، اس پر انتہ تہم کے احکام جاری ہوں گے، کیونکہ آگ حصار و انتہیار کا کام کرتی ہے،

(۱) حدیث: "وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَقَنُوا بِهِ مَا اسْتَطَعْتُمْ" کی روایت امام احمدی مسلم، نسائی و ابن ماجہ سے کی ہے (صحیح الکبیر ۴/۱۴۰)۔

(۲) مرآۃ المفہوم مع حاشیہ المجلد وی ۳۱۹۔

(۳) ابن ماجہ ۲/۲۳۳-۲۳۵، حاشیہ المدنی ۱/۱۹، مفتی الحجاج ۱/۳۶۰، نہایت الحجاج ۳۰۳، مفتی ۳/۱۵۴۔

(۱) ابی داؤد ۴۲۵۹-۳۲۶، تاج الاکار ۵/۸۳، حاشیہ ابن ماجہ ۲/۵۲۷-۵۲۸، مفتی الحجاج ۳/۱۸، المدنی ۳/۲۳۳۔

(۲) سورۃ بقرہ ۱۲۶۔

(۳) سورۃ بقرہ ۱۹۳۔

(۴) حدیث: "مَنْ حَرَقَ حَوْقَاهُ" کے بارے میں من مخرجتہ ہیں: بخاری ۵/۱۱۱، معارف السنن والاکار ۳/۱۱۱، روایت کی ہے ورنہ سند میں بعض کچھوں روای ہیں یہاں کا قول ہے جو اسے خلیفہ میں کہا (تھیں کچھ ۳/۱۱۱)۔

لواطت میں جلائے کی سزا:

۱۸۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک لواطت کی سزا لواطت کرنے والے اور جس کے ساتھ لواطت کی جائے دونوں کے لئے تعزیر ہے، حاکم کو یہ بھی اختیار ہے کہ تعزیری سزا اجالانے کی صورت میں دے، ابن القیم کی بھی یہی رائے ہے۔

ابن حبیب مالکی نے کہا ہے کہ "دوئوں کو جانا" وہاں ہے اس کے  
 برخلاف جمہور فقہاء کی رائے یہ ہے کہ "لو اطلت سرے" لے دوئوں  
 تیرہوں کو جانا نے کی نہ نہیں دی جائے گی، اس کی تفصیل "حدود" میں  
 دیکھی جائے۔

جو لوگ لواطت کی سزا میں جانے کی بات کہتے ہیں ان کا استدلال صحابہ کرام کے عمل سے ہے، ان میں سرفہرست حضرت ابو بکرؓ ہیں، لواطت کی سزا میں حضرت علیؓ نے بھی سختی کی ہے<sup>(۱)</sup>۔

بھئی سائے گئے چو یا یہ کہ جلا:

۱۹- چوپایہ سے بلی رتنے کی وجہ سے کسی شخص پر حد نہیں جاری کی جائے لی بلکہ تعزیر کی جائے لی اور چوپایہ کو ذبح کر دیا جائے گا، پھر جانور یا جائے ہاں وہ جانوروں میں سے ہو جن کا گوشت نہیں کھیا جاتا تاکہ اس چوپایہ کو، کھیکر اس گھناؤنے واقعہ کا بار بار چہ چاند ہو نہیں "الہدایہ" کے مطابق ایسا کساءاجب نہیں ہے، اور اگر چوپایہ ایسا ہو جس کا گوشت کھایا جاتا ہو تو امام ابوحنیفہ، رفیقہ مالکیہ کے نزدیک اس کا کھانا جائز ہے اور حنفیہ میں سے امام ابو یوسف، اور امام محمد کے

= قدرِ محرم کرنا ہے خواہ غلام ہی کیوں نہ ہو۔ جس نوکری کی دائے میں غلام آراہ  
 نہیں ہوا انہوں نے تقویٰ راہ چلی ہے۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۳، ۱۵۳-۱۵۵، مطالبہ فی الجملی ۷/۷۷، فتاویٰ ابن تیمیہ ۳۵/۲۸، التبیان فی الجملی ۲/۲۶۱، مجمع جلیل ۳۷/۲۸۹۔

روایت سے ہے کہ بنی روم علیہ السلام نے فرمایا: "لا قود الا بالسيف"  
(تھکاوٹ تو رومی کے ذریعہ لیا جائے گا) اس کی روایت ابن ماجہ  
بزرگ مطہار ہی بطور انبیاء نے مختلف الفاظ کے ساتھ کی ہے<sup>(۱)</sup>۔

• لکھنے والے کو آگ کی سزا دینے کا حکم:

۷۱۔ "تاکو اپنے غلام کو آگ سے جلا دینے کی صورت میں علماء کی رائے مختلف ہے۔ شکی رائے یہ ہے کہ اس کی وجہ سے غلام آزاد نہیں ہوگا، امام مالک، ہزجی، وریث اس عمل کی وجہ سے غلام کی آزادی کے قائل ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس کا بلا، اس کے آقا کو ملے گا اور سلطان اسے اس فحل پر سزا دے گا، ان حضرات نے حضرت عمر کے اثر سے استدلال کیا ہے، اس کی تخریج امام مالک نے موطا میں کی ہے، اناظ یہ ہیں: "اِنَّ وَلِيْمَةَ نَفْسٍ عَمْرٍ مَوْقِدٌ صَرَبَهَا سِجْدَهَا بِنَارٍ فَاصَابَهَا بِهَا فَانْعَتَقَهَا عَلَيْهِ" (ایک باندی حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئی جسے اس کے آقا نے آگ سے مارا تھا، اس باندی کو سیدنا عمر نے آزاد کر دیا)۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی المستدرک میں روایت کیا ہے (۲)۔

( ) نیل الاوطار ۱۶۰-۱۶۵ء، حاشیہ ابن ماجہ ۱/۵۳۷، البدیع ۱/۲۳۵، تبیین الحقائق ۱/۱۰۶، المستدرک ۱/۱۲۵-۱۲۶، حاشیہ البدیع ۱/۲۶۵، الخرش ۱/۸، المراجع والإکلیل ۱/۲۵۶، مفتی الحاج ۱/۳۳۲، نہایت الحاج ۱/۲۹۰، المفتی ۱/۹۰، کتاب القضاء ۵/۵۳۸، حدیث: "لا فوہ الا بالسب" کی روایت ابن ماجہ نے نعمان بن بشیر سے کی ہے۔ حافظ بیہقی نے الحروف میں لکھا ہے اس کی سند میں جاہل بھی ہیں وروہ کذاب ہیں۔ یہ حدیث حضرت ابو بکر سے بھی مروی ہے اس کی سند میں مبارک بن فضالہ ہیں وروہ کس ہیں وروہ بن ماجہ نے بیان کرتے ہیں وروہی طرح حسن بھی ہیں (سنن ابن ماجہ شعبہ محمد بن حنفیہ ۱/۱۲۰) طبع عینی (۱۳۷۵ء) وروہ حدیث منکر ودر مطلوب ہے (فیض القدر ۱/۲۳۶)۔

(۲) قیل (۱۶) وطار (۶) ۳۰۵، ۳۰۷، اس سے معظوم ہوتا ہے کہ اسلام فسان کی کس

والمحتلمين عليها السرح" (اللہ تعالیٰ قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور قبروں پر تپہ انگاں کرنے والوں کو اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے) <sup>(۱)</sup> قبرستان میں آگ جانے میں اگر کوئی واضح مصیبت ہو، مثلاً رات میں میت کو نشان کرنا تو ایسا سراحِ بزر ہے <sup>(۲)</sup>۔

میت کے پاس دھونی ساگتا:

۲۲۔ جسورفتہ بار کے رد ایک یہ متنب ہے کہ میت کے عضو میں خون کی جھونکی جاتی ہے۔ اس کی عمل یہ ہے کہ راس میں گنگ پر عود ڈالی جاتی ہے، پھر کفن میں اس کا دھواں پہنچایا جائے یہاں تک کہ اس کی خوشبو کفن میں بس جائے اور کپڑے خوشبو دار ہو جائے، اس عمل سے پہلے کفن پر محلاب کا پانی چھڑک دیا جائے تاکہ خوشبو اس سے اُست ہو جائے، میت کو کفن پہنانے سے پہلے حق مرتب اس میں جھونکی جاتی ہے، اس کی ہوا حضرت جابرؓ کی یہ روایت ہے کہ بنی ارم علیہ السلام نے فرمایا: ”إِذَا حُمِرْتُمُ الْمَيِّتَ لِمَا حُمِرُوهُ ثَلَاثًا“ (جب تم میت کو جھونکی دو تو تین بار جھونکی دو)، اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے، یہی روایت سننے بھی اس کی روایت کی ہے، کہا

(۱) حدیث: **عن رسول اللہ واثواب** "کی روایت ابو داؤد و ترمذی و نسائی اور حاکم  
 نے ابن عباس سے کی ہے ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا ہے لیکن اس سے  
 اختلاف اس بنیاد پر کیا گیا ہے کہ اس میں حضرت ام ہانی کے کلام ابو صراح  
 ہیں محدثی کہتے ہیں یہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں، مزہری نے کہا:  
 اگر حدیث کی ایک جماعت نے اس پر کلام کیا ہے ایک قویہ یہ ہے کہ انہیں  
 نے اس میں اس سے نہیں سنا، انہی کہتے ہیں: مجھے اس کا علم نہیں کہ حدیث میں  
 اس سے کوئی اس سے خوش رہا ہو۔ اس قصطان سے ان کا بھڑھانا نقل کیا گیا  
 ہے (فیض البدر ۵/ ۷۲ مع کردہ التلخیص) یہ ۵۶ھ۔

[illegible]

نزدیک اس کا گوشت بھی جاایا جائے گا، قنیہ میں ہے کہ اس کو ذبح کر دیا جائے گا اور مستحب یہ ہے کہ جاا دیا جائے، اس کا گوشت کھانا حرام نہیں ہے، امام احمد اور امام شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ ذبح بغیر اسے قتل کر دیا جائے گا، اس لئے کہ اگر جانور زہر مارتا اس گھٹا ائے کام کی بدولت زہر ہے، اور اس چوپایہ کے ذریعہ عار، لافان جاے کی (۱) حضرت طاہرہ اقوال یہ ہے کہ اس چوپایہ کو ان طرح زہر دے چھوڑ دے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جد نے گے فوراً عہد تحریک:

۲۰۔ جس شخص نے بجز زمین کی اس طرح حقیر کی کہ اپنی کوئی مٹائی قائم کر کے دوسروں کو اس میں تصرف سے روک دیا تو وہ اس زمین کا دوسروں سے زیادہ حقدار ہے، بخیر عی کی ایک شکل یہ ہے کہ زمین کو قابل کاشت بنانے کے لئے اس میں جو کاشتہ درخت ہیں انہیں ہلا دیے جائے (۲)۔

مسجد اور مقام میں آگ جلانا:

۲۱۔ کسی ضرورت اور مصلحت کے بغیر مسجد میں آگ جالانا حرام ہے، اور ضرورت اور مصلحت کے لئے جائز ہے، مثلاً: جوتنی سوکنا، چرغ جالانا، گرمی حاصل کرنا، یہونکہ ضرورت و مصلحت کے بغیر آگ جالانا منکر و فحش پر قبوس کے ساتھ، شا بہت ہو جائے گی، ایسی صورت میں عمل حرام ہوگا۔

قبروں کے پاس آگ جلا نا، اسی طرح چراغاں نہ جلا نا،

یونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "لعل اللہ واثرات القبور  
(حاشیہ من جامعہ دینی، ۱۶۶، ۳۶، حاشیہ الدول ۳۶، اسی  
۱۹۰/۸)

(٢) حاشية ابن عابد بن ١٦٦، ص ٤٦، حاشية المدوني ص ١٦٨

## احراق ۲۳

(اس کو پانی سے غسل دے، پٹوں میں کفن، خوشبو نہ لگا، اس کے سر کو نہ ڈھانکو، نہ تکہ ہو قیامت کے روز تیار نہ کہتا ہو ٹھکانا جائے گا۔)

جنازہ کے پیچھے آگ لے کر چلنا:

۲۳- فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انگوٹھی یا کسی اور چیز میں آگ لے کر جنازہ کے پیچھے چلنا مکروہ ہے، خود اٹھوٹا، اپنے کے سے ایسا یا جا رہا ہو، اسی طرح میت کے ساتھ آگ رکھ کر وہ ہے، اس بات کی دلیل آ نے والی احادیث ہیں۔

ابن المہدیٰ رو غیرہ نے تربت پر جنازہ نقل کیا ہے، کیونکہ یہ دور جاہلیت کا عمل ہے جسے نبی اکرم ﷺ نے حرام قرار دیا اور اس سے روکا، ایک روایت میں ہے: ”فہ عرج فی جمارۃ فرائی امرأۃ فی بدھا معمر، فصاح علیہا وطردھا حتی ثورات بالاحکام“ (۱) (رسول اکرم ﷺ ایک جنازہ کے ساتھ اٹھے، ایک ک ایک عورت کے ہاتھ میں انگوٹھی ہے، رسول اکرم ﷺ نے اسے اس کر بھگایا، تو وہ نیلوں کے پیچھے جا کر چھپ گئی)، ابو دؤد نے اپنی سند کے ساتھ رسول اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”لا تتبع الحمارۃ بصوت ولا ناز“ (۲) (جنازہ کے پیچھے نہ آواز کی جائے، نہ آگ لے کر چلا جائے)، بہت سے صحابہ کرام نے وصیت کی کہ ان کی وفات کے

گیو ہے کہ اس حدیث کے راوی صحیح کے راوی ہیں، احمد بن حنبل نے اس کے مثل دوسری حدیث بھی روایت کی ہے (۱)۔

جس شخص کا انتقال احرام کی حالت میں ہوا ہے، اس کے کفن کو دھوئی دینے کے بارے میں دو راوی ہیں:

حنبل، مالکیہ و شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ اس کو دھوئی، یا جا رہا ہے جس طرح مردہ شخص کو، اس لئے بھی کہ اس کا احرام موت سے تم ہو گیا ورنہ حرام کا مکلف نہیں رہا، حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ موت سے اس کا احرام باطل نہیں ہوتا ہے، اس لئے نہ اسے دھوئی، نہ حائے کی نہ اس کے من کو۔

حنابلہ کی دلیل اس شخص کے واقعہ میں رسول اکرم ﷺ کا رن ذیل ارشاد ہے جس کو اس کی بیوی نے گر کر گرن توڑی تھی۔ ”اغسلوه بماء وسدر، وکفوه فی ثوبین، ولا تمسوه طیباً، ولا تحمروا رأسہ، لہ یوم القیامۃ ملبئاً“ (۲)

(۱) نیل فاوار ۳/۳۵۳-۳۶۴ باب تطویر جن طہیت حدیث ۴۱۴۰  
اجمونیہ المہم... کی روایت احمد بن حنبل اور الفاظ ان ہی کے ہیں  
نہایتی، ہذا اور حاکم نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے مرفوعہ کی ہے نووی نے کہا اس کی اسناد صحیح ہے حاکم نے کہا یہ حدیث مسلم کی شرط صحیح ہے لیکن شیخین نے اس کی روایت نہیں کی ہے اور وہی نے اس کا ہر تہ ادریل ہے لیکن نہایتی نے اس کی اسناد میں عیسیٰ بن یحییٰ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا یہ صرف عیسیٰ بن آدم کے واسطے مرفوع ہے عیسیٰ بن یحییٰ کہتے ہیں میں اس حدیث کو قطع خیال کرتا ہوں۔ اور ابنا اسامی نے حدیث کے مرفوع ہونے کے بعد کو ترجیح دی ہے سند احمد بن حنبل ۳/۳۵۳-۳۶۴ صحیح کردہ اسکتب الاسلامی ۱۳۹۸ھ السنن الکبریٰ للبخاری ۲/۵۳۳ طبع المکتب المسد رک ۵۵۱/۳۵۳ صحیح کردہ دارالکتب العربیہ، الصحیح لبرانی ۷/۱۸۸ طبع مطبعۃ الصحیح لبرانی ۱۳۵۵ھ۔

(۲) ابن ماجہ ۱/۱۶۲، السنن ۱/۳۱۸، المجموع ۵/۲۰۹، ابنی ۲/۳۳۲ حدیث: ”اغسلوه بماء“ کی روایت بخاری اور مسلم نے حضرت ابن عباس سے کی ہے (صحیح الکبیر ۱/۲۰۵)۔

(۱) حدیث: ”ذاتی امرأۃ...“ کی روایت ابو یوسف نے کی ہے (کنز العمال ۷/۳۳۱) مجھے اس حدیث کی سند پر نہیں کلام نہیں ملا۔

(۲) حدیث: ”لا تتبع الحمارۃ...“ کی روایت ابو داؤد نے کی ہے عدائق نے کہا ہے اس کی سند منقطع ہے ابن قحطان نے کہا ہے حدیث صحیح نہیں اگرچہ اس کی سند متصل ہو (فیض الفقیر ۱/۳۸۷)۔

بعد ان کے پیچھے آگ لے کر نہ چلا جائے<sup>(۱)</sup>، ابن ماجہ کی روایت ہے کہ جب حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی وفات کا جنت آیا تو انہوں نے فرمایا: "لا یسعونہ بسمجر، قالوا: لا، او سمعت فیہ شیئا؟" قال: نعم، من رسول اللہ ﷺ۔<sup>(۲)</sup> (میرے پیچھے آگ بھی لے کر نہ چن، لوگوں نے عرض کیا: یا آپ نے اس بارے میں کچھ سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، رسول اکرم ﷺ سے ہے۔)

اگر میت کو رات میں دفن کیا جائے، اس لئے روشنی کی ضرورت ہو تو میت کے پیچھے روشنی لے کر چلنے میں کوئی حرج نہیں، کراہت اس آگیتھیں میں ہے جس میں خوشبو سلگائی جائے<sup>(۳)</sup>۔

کس کو جہنم نے پریشان ہے اور کس پر نہیں؟

۲۴- کسی شخص نے اپنی زمین میں یا اپنی ملکیت میں یا اپنی جہنم میں جسے اس نے اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے یا اس جگہ میں جس سے نفع اٹھانے کا ارادہ ہے آگ جلائی، اس سے ایک چنگاری اڑ کر پڑ وہی کے گھر پہنچ گئی، جس سے اس کا گھر جل گیا تو آگ اس طرح جلائی تھی جس طرح جلانے سے آگ دہرے کی ملکیت میں منتقل

(۱) لکھنوی صحت کرے والے صحابہ میں سے حضرت ابو ہریرہؓ، عائشہؓ، عمرو بن العاصؓ رضی اللہ عنہم ہیں (المعجم ۱/۱۸۰)۔

(۲) حدیث ابی موسیٰ اشعریؓ کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔ حافظ بیہقی نے کہا اس کی اسناد حسن ہے اس لئے کہ عبداللہ بن مسعودؓ جو صحابہ کرام ہیں۔ اور بیہقی نے جو حدیث کو ثقہ اور ضعیف قرار دینے کے سلسلہ میں مآثرین کے قول نقل کرنے کے بعد کہا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث اس کی تائید ہے جس کی روایت امام مالک نے ملوفا میں اور ابو داؤد نے اپنی سنن میں کی ہے (سنن ابن ماجہ ۱/۲۷۷ طبع عیسیٰ الخلیفی ۱۳۷۲ھ)۔

(۳) حاشیہ ابن ماجہ ۲/۲۳۷، بدیع الصنائع ۱/۱۰۰، حاشیہ البدیع ۱/۲۳۳، بلغہ المساکل و اقرب المساکل ۲/۴۰۲، نہایہ المحتاج ۳/۲۳۳، رد المحتار ۱۱/۱۶۳، انہی لابن قدامہ و اشرار الملکیر ۲/۳۳۳، مفتی المحتاج ۱/۶۰۔

نہیں ہوتی تو آگ جلانے والا ضامن نہیں ہوگا۔

» رُأر آگ اس طرح جلائی تھی جس طرح جلانے سے دہرے کی ملکیت میں اس کے منتقل ہونے کا پورا خطرہ تھا تو اس صورت میں آگ سے جو کچھ نقصان ہوا ہے آگ جلانے والا اس کا ضامن ہوگا، مثلاً آگ اپنے وقت جلائی تھی بسبب بہت تیز ہو چلا رہی تھی یا آگ میں کوئی ایسا مادہ داخل کیا تھا جس سے آگ بہت تیزی کے ساتھ پھیل جاتی ہے یا اس کے علاوہ کوئی اور ایسی صورت اختیار کی تھی جس میں آگ کا پہلنا معروف ہے۔

پہلی حالت میں ضامن نہ ہونے کی دلیل اس کا اس مسئلہ پر قیاس کرنا ہے کہ اگر قیاس میں کسی شخص کا کوئی عضو کاٹا گیا، تھاق سے کاٹنے سے جو زخم ہوا وہ پورے جسم میں سرایت کر گیا تو قیاس پینے والا اس کا ضامن نہیں ہوتا، مگر یہ حالت میں ضامن قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ آگ جلانے والے سے غلطی، کوتاہی ہوئی ہے، اگر دہرے کی ملکیت میں یا ایسی جگہ آگ جلائی ہے جس سے نفع کا ارادہ ہے، تو آگ سے جو بھی نقصان ہوگا اس کا وہ ضامن ہوگا، یہ نہ کہ آگ جلانے والے نے زیادتی کی ہے<sup>(۱)</sup>۔

غصب کردہ مال جو جلانے سے متغیر ہو گیا ہے اس کی ملکیت:

۲۵- خفیہ، مالکیہ کا مذہب اور امام احمد کا ایک قول ہے کہ جب غاصب کے عمل کے نتیجے میں غصب کردہ مال بالکل تبدیل ہو گیا،

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ۲/۲۳۷-۲۳۸، ۲۳۶-۲۳۷، الفتاویٰ الہدیہ ۳/۵۹۳، شرح الخرش ۱۱۲-۱۱۳، سواہب الخلیل مطبوعہ ۱۳۲۲ھ، کتاب المحتاج ۲/۳۶۷، المہذب ۲/۵۲۲، نہایہ المحتاج ۵/۵۲۲-۳۳۳-۳۳۴، رد المحتار ۱۱/۲۸۵، انہی لابن قدامہ ۵/۵۳۳، ۱۸۳، بلغہ المساکل و اقرب المساکل ۲/۷۱۔

یہاں تک کہ اس کا نام بدل گیا، اس کی سب سے بڑی منفعت تبدیل ہو گئی تو اس مال سے اصل مالک کی ملکیت ختم ہو جاتی ہے، غاصب اس کا مالک اور ضامن قرار پاتا ہے، لیکن مالک کو اس کا بدلہ حوالہ کرنے سے پہلے غاصب کے لئے اس غصب کردہ مال سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہوتا، مثلاً کسی شخص نے دھڑے کی بکری غصب کر کے اسے دیکھ کر دیا اور بھوسہ دینا دیکھا، لوہا غصب کر کے اس کی ٹکڑیاں بنا کر غصب کر کے اس کے برتن بنائے، ورنہ ملکیت منتقل ہونے کا سبب یہ ہے کہ غاصب نے اس مال میں یہی صنعت کا اضافہ کیا جو ختم ہے، یونکہ گوشت جو بننے پر پکائے سے بکری کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے، اس لحاظ سے مالک کا حق ایک اعتبار سے ختم ہو گیا، یا آپ کہتے ہیں کہ اس کا نام تبدیل ہو گیا، اور برے مقاصد فوت ہو گئے اور غصب کرنے والے کا حق اس صنعت میں ہر اعتبار سے برقرار ہے، اور جو چیز ہر اعتبار سے برقرار ہے وہ اس اصل پر رائج ہو گئی جو ایک ہتھار سے مالک ہو چکی ہے۔

یہی پر قیوس کرتے ہوئے رتن، میل، صورتوں کے حکم کی بھی توضیح کی جائے گی: غصب کردہ گوشت کو بھون دیا یا پکا دیا یا لوہا غصب کر کے اس کی چھری بنائی یا قیمتی مٹی غصب کر کے اس سے مٹی کے کچے برتن بنائے۔ سب ترانہ صورتوں میں مالک کو اپنا مال واپس لینے کا اختیار نہیں ہوگا اور صاحب مٹلی یا صمان قیمت کے بدلے اس کی ملکیت زائل ہو جائے گی اور واپس لینے کا اختیار باطل ہو جائے گا جس طرح حقیقتہً مٹاک کروپنے کی صورت میں ہے۔

ثانیہً کامسک، خنابلہ کے یہاں مذہب اور امام ابو یوسف کی ایک روایت یہ ہے کہ مذکورہ بالا صورتوں میں مال سے مالک کا حق زائل نہیں ہوتا، اس کی ملکیت ختم نہیں ہوتی، کیونکہ غصب کر دہ مال کا باقی رہنا اس بات کا متقاضی ہے کہ اس پر مالک کی ملکیت بھی باقی ہو،

یونکہ غصب میں اصل واجب مال کی واپسی ہے، جب کہ مال موجود ہو اور زیر بحث مسائل میں مال باقی ہے، لہذا اس پر مالک کی ملکیت برقرار رہے گی، صنعت جو بعد میں وجود میں آئی ہے اس کے تابع ہوئی، یونکہ صنعت اصل مال کے تابع ہوتی ہے، غاصب کے فعل کا اعتبار نہیں، یونکہ وہ حرام ہے لہذا ملکیت کا سبب نہیں بن سکتا۔

امام محمد بن الحسن سے روایت یہ ہے کہ مالک کو اختیار ہوگا کہ یا تو قیمت لے یا مال لے اور صنعت کا مال اس (صنعت کی قیمت) دے، ابو الخطاب نے ذکر کیا ہے کہ غاصب مالک کے ساتھ اس مال کی ملکیت میں اس قدر شریک ہو جائے گا جس قدر اس کی صنعت سے مال کی قیمت میں اضافہ ہو، یونکہ قیمت میں یہ زیادتیاں اس کے منافع کے وسیع ہونے پر اور منافع بھی عیون کی طرح مانے گئے ہیں، تو یہ صورت اس کے مشابہ ہوئی کہ کسی نے کچا غصب کر کے اسے رنگ دیا تو اس میں بھیر رنگی ہوئی حالت میں کچا کی قیمت لگائی جاتی ہے، پھر رنگنے کے بعد اس کی قیمت لگائی جاتی ہے، رنگنے کے بعد قیمت میں اضافہ کیا جاتا ہے، وہ غاصب کی ملکیت پر پابندی ہے<sup>(۱)</sup>۔

کس چیز کا جلا نا جائز ہے اور کس کا جلا نا جائز نہیں:

۲۶- اصل یہ ہے کہ جو مصحف پڑھنے کے لائق ہو اس کے احترام کے پیش نظر اس کو جلا نا جائز نہیں، مگر قرآن کو توہین کے سے جاوے تو تمام مقامات کے نزدیک جلائے جاسکتا ہے۔

(۱) کتاب الفکار (مکمل فتح القدیر) و اختصار ۳۷۵-۳۷۸، ۳۷۸-۳۸۰، ۳۸۰-۳۸۲، ۳۸۲-۳۸۴، ۳۸۴-۳۸۶، ۳۸۶-۳۸۸، ۳۸۸-۳۹۰، ۳۹۰-۳۹۲، ۳۹۲-۳۹۴، ۳۹۴-۳۹۶، ۳۹۶-۳۹۸، ۳۹۸-۴۰۰، ۴۰۰-۴۰۲، ۴۰۲-۴۰۴، ۴۰۴-۴۰۶، ۴۰۶-۴۰۸، ۴۰۸-۴۱۰، ۴۱۰-۴۱۲، ۴۱۲-۴۱۴، ۴۱۴-۴۱۶، ۴۱۶-۴۱۸، ۴۱۸-۴۲۰، ۴۲۰-۴۲۲، ۴۲۲-۴۲۴، ۴۲۴-۴۲۶، ۴۲۶-۴۲۸، ۴۲۸-۴۳۰، ۴۳۰-۴۳۲، ۴۳۲-۴۳۴، ۴۳۴-۴۳۶، ۴۳۶-۴۳۸، ۴۳۸-۴۴۰، ۴۴۰-۴۴۲، ۴۴۲-۴۴۴، ۴۴۴-۴۴۶، ۴۴۶-۴۴۸، ۴۴۸-۴۵۰، ۴۵۰-۴۵۲، ۴۵۲-۴۵۴، ۴۵۴-۴۵۶، ۴۵۶-۴۵۸، ۴۵۸-۴۶۰، ۴۶۰-۴۶۲، ۴۶۲-۴۶۴، ۴۶۴-۴۶۶، ۴۶۶-۴۶۸، ۴۶۸-۴۷۰، ۴۷۰-۴۷۲، ۴۷۲-۴۷۴، ۴۷۴-۴۷۶، ۴۷۶-۴۷۸، ۴۷۸-۴۸۰، ۴۸۰-۴۸۲، ۴۸۲-۴۸۴، ۴۸۴-۴۸۶، ۴۸۶-۴۸۸، ۴۸۸-۴۹۰، ۴۹۰-۴۹۲، ۴۹۲-۴۹۴، ۴۹۴-۴۹۶، ۴۹۶-۴۹۸، ۴۹۸-۵۰۰، ۵۰۰-۵۰۲، ۵۰۲-۵۰۴، ۵۰۴-۵۰۶، ۵۰۶-۵۰۸، ۵۰۸-۵۱۰، ۵۱۰-۵۱۲، ۵۱۲-۵۱۴، ۵۱۴-۵۱۶، ۵۱۶-۵۱۸، ۵۱۸-۵۲۰، ۵۲۰-۵۲۲، ۵۲۲-۵۲۴، ۵۲۴-۵۲۶، ۵۲۶-۵۲۸، ۵۲۸-۵۳۰، ۵۳۰-۵۳۲، ۵۳۲-۵۳۴، ۵۳۴-۵۳۶، ۵۳۶-۵۳۸، ۵۳۸-۵۴۰، ۵۴۰-۵۴۲، ۵۴۲-۵۴۴، ۵۴۴-۵۴۶، ۵۴۶-۵۴۸، ۵۴۸-۵۵۰، ۵۵۰-۵۵۲، ۵۵۲-۵۵۴، ۵۵۴-۵۵۶، ۵۵۶-۵۵۸، ۵۵۸-۵۶۰، ۵۶۰-۵۶۲، ۵۶۲-۵۶۴، ۵۶۴-۵۶۶، ۵۶۶-۵۶۸، ۵۶۸-۵۷۰، ۵۷۰-۵۷۲، ۵۷۲-۵۷۴، ۵۷۴-۵۷۶، ۵۷۶-۵۷۸، ۵۷۸-۵۸۰، ۵۸۰-۵۸۲، ۵۸۲-۵۸۴، ۵۸۴-۵۸۶، ۵۸۶-۵۸۸، ۵۸۸-۵۹۰، ۵۹۰-۵۹۲، ۵۹۲-۵۹۴، ۵۹۴-۵۹۶، ۵۹۶-۵۹۸، ۵۹۸-۶۰۰، ۶۰۰-۶۰۲، ۶۰۲-۶۰۴، ۶۰۴-۶۰۶، ۶۰۶-۶۰۸، ۶۰۸-۶۱۰، ۶۱۰-۶۱۲، ۶۱۲-۶۱۴، ۶۱۴-۶۱۶، ۶۱۶-۶۱۸، ۶۱۸-۶۲۰، ۶۲۰-۶۲۲، ۶۲۲-۶۲۴، ۶۲۴-۶۲۶، ۶۲۶-۶۲۸، ۶۲۸-۶۳۰، ۶۳۰-۶۳۲، ۶۳۲-۶۳۴، ۶۳۴-۶۳۶، ۶۳۶-۶۳۸، ۶۳۸-۶۴۰، ۶۴۰-۶۴۲، ۶۴۲-۶۴۴، ۶۴۴-۶۴۶، ۶۴۶-۶۴۸، ۶۴۸-۶۵۰، ۶۵۰-۶۵۲، ۶۵۲-۶۵۴، ۶۵۴-۶۵۶، ۶۵۶-۶۵۸، ۶۵۸-۶۶۰، ۶۶۰-۶۶۲، ۶۶۲-۶۶۴، ۶۶۴-۶۶۶، ۶۶۶-۶۶۸، ۶۶۸-۶۷۰، ۶۷۰-۶۷۲، ۶۷۲-۶۷۴، ۶۷۴-۶۷۶، ۶۷۶-۶۷۸، ۶۷۸-۶۸۰، ۶۸۰-۶۸۲، ۶۸۲-۶۸۴، ۶۸۴-۶۸۶، ۶۸۶-۶۸۸، ۶۸۸-۶۹۰، ۶۹۰-۶۹۲، ۶۹۲-۶۹۴، ۶۹۴-۶۹۶، ۶۹۶-۶۹۸، ۶۹۸-۷۰۰، ۷۰۰-۷۰۲، ۷۰۲-۷۰۴، ۷۰۴-۷۰۶، ۷۰۶-۷۰۸، ۷۰۸-۷۱۰، ۷۱۰-۷۱۲، ۷۱۲-۷۱۴، ۷۱۴-۷۱۶، ۷۱۶-۷۱۸، ۷۱۸-۷۲۰، ۷۲۰-۷۲۲، ۷۲۲-۷۲۴، ۷۲۴-۷۲۶، ۷۲۶-۷۲۸، ۷۲۸-۷۳۰، ۷۳۰-۷۳۲، ۷۳۲-۷۳۴، ۷۳۴-۷۳۶، ۷۳۶-۷۳۸، ۷۳۸-۷۴۰، ۷۴۰-۷۴۲، ۷۴۲-۷۴۴، ۷۴۴-۷۴۶، ۷۴۶-۷۴۸، ۷۴۸-۷۵۰، ۷۵۰-۷۵۲، ۷۵۲-۷۵۴، ۷۵۴-۷۵۶، ۷۵۶-۷۵۸، ۷۵۸-۷۶۰، ۷۶۰-۷۶۲، ۷۶۲-۷۶۴، ۷۶۴-۷۶۶، ۷۶۶-۷۶۸، ۷۶۸-۷۷۰، ۷۷۰-۷۷۲، ۷۷۲-۷۷۴، ۷۷۴-۷۷۶، ۷۷۶-۷۷۸، ۷۷۸-۷۸۰، ۷۸۰-۷۸۲، ۷۸۲-۷۸۴، ۷۸۴-۷۸۶، ۷۸۶-۷۸۸، ۷۸۸-۷۹۰، ۷۹۰-۷۹۲، ۷۹۲-۷۹۴، ۷۹۴-۷۹۶، ۷۹۶-۷۹۸، ۷۹۸-۸۰۰، ۸۰۰-۸۰۲، ۸۰۲-۸۰۴، ۸۰۴-۸۰۶، ۸۰۶-۸۰۸، ۸۰۸-۸۱۰، ۸۱۰-۸۱۲، ۸۱۲-۸۱۴، ۸۱۴-۸۱۶، ۸۱۶-۸۱۸، ۸۱۸-۸۲۰، ۸۲۰-۸۲۲، ۸۲۲-۸۲۴، ۸۲۴-۸۲۶، ۸۲۶-۸۲۸، ۸۲۸-۸۳۰، ۸۳۰-۸۳۲، ۸۳۲-۸۳۴، ۸۳۴-۸۳۶، ۸۳۶-۸۳۸، ۸۳۸-۸۴۰، ۸۴۰-۸۴۲، ۸۴۲-۸۴۴، ۸۴۴-۸۴۶، ۸۴۶-۸۴۸، ۸۴۸-۸۵۰، ۸۵۰-۸۵۲، ۸۵۲-۸۵۴، ۸۵۴-۸۵۶، ۸۵۶-۸۵۸، ۸۵۸-۸۶۰، ۸۶۰-۸۶۲، ۸۶۲-۸۶۴، ۸۶۴-۸۶۶، ۸۶۶-۸۶۸، ۸۶۸-۸۷۰، ۸۷۰-۸۷۲، ۸۷۲-۸۷۴، ۸۷۴-۸۷۶، ۸۷۶-۸۷۸، ۸۷۸-۸۸۰، ۸۸۰-۸۸۲، ۸۸۲-۸۸۴، ۸۸۴-۸۸۶، ۸۸۶-۸۸۸، ۸۸۸-۸۹۰، ۸۹۰-۸۹۲، ۸۹۲-۸۹۴، ۸۹۴-۸۹۶، ۸۹۶-۸۹۸، ۸۹۸-۹۰۰، ۹۰۰-۹۰۲، ۹۰۲-۹۰۴، ۹۰۴-۹۰۶، ۹۰۶-۹۰۸، ۹۰۸-۹۱۰، ۹۱۰-۹۱۲، ۹۱۲-۹۱۴، ۹۱۴-۹۱۶، ۹۱۶-۹۱۸، ۹۱۸-۹۲۰، ۹۲۰-۹۲۲، ۹۲۲-۹۲۴، ۹۲۴-۹۲۶، ۹۲۶-۹۲۸، ۹۲۸-۹۳۰، ۹۳۰-۹۳۲، ۹۳۲-۹۳۴، ۹۳۴-۹۳۶، ۹۳۶-۹۳۸، ۹۳۸-۹۴۰، ۹۴۰-۹۴۲، ۹۴۲-۹۴۴، ۹۴۴-۹۴۶، ۹۴۶-۹۴۸، ۹۴۸-۹۵۰، ۹۵۰-۹۵۲، ۹۵۲-۹۵۴، ۹۵۴-۹۵۶، ۹۵۶-۹۵۸، ۹۵۸-۹۶۰، ۹۶۰-۹۶۲، ۹۶۲-۹۶۴، ۹۶۴-۹۶۶، ۹۶۶-۹۶۸، ۹۶۸-۹۷۰، ۹۷۰-۹۷۲، ۹۷۲-۹۷۴، ۹۷۴-۹۷۶، ۹۷۶-۹۷۸، ۹۷۸-۹۸۰، ۹۸۰-۹۸۲، ۹۸۲-۹۸۴، ۹۸۴-۹۸۶، ۹۸۶-۹۸۸، ۹۸۸-۹۹۰، ۹۹۰-۹۹۲، ۹۹۲-۹۹۴، ۹۹۴-۹۹۶، ۹۹۶-۹۹۸، ۹۹۸-۱۰۰۰، ۱۰۰۰-۱۰۰۲، ۱۰۰۲-۱۰۰۴، ۱۰۰۴-۱۰۰۶، ۱۰۰۶-۱۰۰۸، ۱۰۰۸-۱۰۱۰، ۱۰۱۰-۱۰۱۲، ۱۰۱۲-۱۰۱۴، ۱۰۱۴-۱۰۱۶، ۱۰۱۶-۱۰۱۸، ۱۰۱۸-۱۰۲۰، ۱۰۲۰-۱۰۲۲، ۱۰۲۲-۱۰۲۴، ۱۰۲۴-۱۰۲۶، ۱۰۲۶-۱۰۲۸، ۱۰۲۸-۱۰۳۰، ۱۰۳۰-۱۰۳۲، ۱۰۳۲-۱۰۳۴، ۱۰۳۴-۱۰۳۶، ۱۰۳۶-۱۰۳۸، ۱۰۳۸-۱۰۴۰، ۱۰۴۰-۱۰۴۲، ۱۰۴۲-۱۰۴۴، ۱۰۴۴-۱۰۴۶، ۱۰۴۶-۱۰۴۸، ۱۰۴۸-۱۰۵۰، ۱۰۵۰-۱۰۵۲، ۱۰۵۲-۱۰۵۴، ۱۰۵۴-۱۰۵۶، ۱۰۵۶-۱۰۵۸، ۱۰۵۸-۱۰۶۰، ۱۰۶۰-۱۰۶۲، ۱۰۶۲-۱۰۶۴، ۱۰۶۴-۱۰۶۶، ۱۰۶۶-۱۰۶۸، ۱۰۶۸-۱۰۷۰، ۱۰۷۰-۱۰۷۲، ۱۰۷۲-۱۰۷۴، ۱۰۷۴-۱۰۷۶، ۱۰۷۶-۱۰۷۸، ۱۰۷۸-۱۰۸۰، ۱۰۸۰-۱۰۸۲، ۱۰۸۲-۱۰۸۴، ۱۰۸۴-۱۰۸۶، ۱۰۸۶-۱۰۸۸، ۱۰۸۸-۱۰۹۰، ۱۰۹۰-۱۰۹۲، ۱۰۹۲-۱۰۹۴، ۱۰۹۴-۱۰۹۶، ۱۰۹۶-۱۰۹۸، ۱۰۹۸-۱۱۰۰، ۱۱۰۰-۱۱۰۲، ۱۱۰۲-۱۱۰۴، ۱۱۰۴-۱۱۰۶، ۱۱۰۶-۱۱۰۸، ۱۱۰۸-۱۱۱۰، ۱۱۱۰-۱۱۱۲، ۱۱۱۲-۱۱۱۴، ۱۱۱۴-۱۱۱۶، ۱۱۱۶-۱۱۱۸، ۱۱۱۸-۱۱۲۰، ۱۱۲۰-۱۱۲۲، ۱۱۲۲-۱۱۲۴، ۱۱۲۴-۱۱۲۶، ۱۱۲۶-۱۱۲۸، ۱۱۲۸-۱۱۳۰، ۱۱۳۰-۱۱۳۲، ۱۱۳۲-۱۱۳۴، ۱۱۳۴-۱۱۳۶، ۱۱۳۶-۱۱۳۸، ۱۱۳۸-۱۱۴۰، ۱۱۴۰-۱۱۴۲، ۱۱۴۲-۱۱۴۴، ۱۱۴۴-۱۱۴۶، ۱۱۴۶-۱۱۴۸، ۱۱۴۸-۱۱۵۰، ۱۱۵۰-۱۱۵۲، ۱۱۵۲-۱۱۵۴، ۱۱۵۴-۱۱۵۶، ۱۱۵۶-۱۱۵۸، ۱۱۵۸-۱۱۶۰، ۱۱۶۰-۱۱۶۲، ۱۱۶۲-۱۱۶۴، ۱۱۶۴-۱۱۶۶، ۱۱۶۶-۱۱۶۸، ۱۱۶۸-۱۱۷۰، ۱۱۷۰-۱۱۷۲، ۱۱۷۲-۱۱۷۴، ۱۱۷۴-۱۱۷۶، ۱۱۷۶-۱۱۷۸، ۱۱۷۸-۱۱۸۰، ۱۱۸۰-۱۱۸۲، ۱۱۸۲-۱۱۸۴، ۱۱۸۴-۱۱۸۶، ۱۱۸۶-۱۱۸۸، ۱۱۸۸-۱۱۹۰، ۱۱۹۰-۱۱۹۲، ۱۱۹۲-۱۱۹۴، ۱۱۹۴-۱۱۹۶، ۱۱۹۶-۱۱۹۸، ۱۱۹۸-۱۲۰۰، ۱۲۰۰-۱۲۰۲، ۱۲۰۲-۱۲۰۴، ۱۲۰۴-۱۲۰۶، ۱۲۰۶-۱۲۰۸، ۱۲۰۸-۱۲۱۰، ۱۲۱۰-۱۲۱۲، ۱۲۱۲-۱۲۱۴، ۱۲۱۴-۱۲۱۶، ۱۲۱۶-۱۲۱۸، ۱۲۱۸-۱۲۲۰، ۱۲۲۰-۱۲۲۲، ۱۲۲۲-۱۲۲۴، ۱۲۲۴-۱۲۲۶، ۱۲۲۶-۱۲۲۸، ۱۲۲۸-۱۲۳۰، ۱۲۳۰-۱۲۳۲، ۱۲۳۲-۱۲۳۴، ۱۲۳۴-۱۲۳۶، ۱۲۳۶-۱۲۳۸، ۱۲۳۸-۱۲۴۰، ۱۲۴۰-۱۲۴۲، ۱۲۴۲-۱۲۴۴، ۱۲۴۴-۱۲۴۶، ۱۲۴۶-۱۲۴۸، ۱۲۴۸-۱۲۵۰، ۱۲۵۰-۱۲۵۲، ۱۲۵۲-۱۲۵۴، ۱۲۵۴-۱۲۵۶، ۱۲۵۶-۱۲۵۸، ۱۲۵۸-۱۲۶۰، ۱۲۶۰-۱۲۶۲، ۱۲۶۲-۱۲۶۴، ۱۲۶۴-۱۲۶۶، ۱۲۶۶-۱۲۶۸، ۱۲۶۸-۱۲۷۰، ۱۲۷۰-۱۲۷۲، ۱۲۷۲-۱۲۷۴، ۱۲۷۴-۱۲۷۶، ۱۲۷۶-۱۲۷۸، ۱۲۷۸-۱۲۸۰، ۱۲۸۰-۱۲۸۲، ۱۲۸۲-۱۲۸۴، ۱۲۸۴-۱۲۸۶، ۱۲۸۶-۱۲۸۸، ۱۲۸۸-۱۲۹۰، ۱۲۹۰-۱۲۹۲، ۱۲۹۲-۱۲۹۴، ۱۲۹۴-۱۲۹۶، ۱۲۹۶-۱۲۹۸، ۱۲۹۸-۱۳۰۰، ۱۳۰۰-۱۳۰۲، ۱۳۰۲-۱۳۰۴، ۱۳۰۴-۱۳۰۶، ۱۳۰۶-۱۳۰۸، ۱۳۰۸-۱۳۱۰، ۱۳۱۰-۱۳۱۲، ۱۳۱۲-۱۳۱۴، ۱۳۱۴-۱۳۱۶، ۱۳۱۶-۱۳۱۸، ۱۳۱۸-۱۳۲۰، ۱۳۲۰-۱۳۲۲، ۱۳۲۲-۱۳۲۴، ۱۳۲۴-۱۳۲۶، ۱۳۲۶-۱۳۲۸، ۱۳۲۸-۱۳۳۰، ۱۳۳۰-۱۳۳۲، ۱۳۳۲-۱۳۳۴، ۱۳۳۴-۱۳۳۶، ۱۳۳۶-۱۳۳۸، ۱۳۳۸-۱۳۴۰، ۱۳۴۰-۱۳۴۲، ۱۳۴۲-۱۳۴۴، ۱۳۴۴-۱۳۴۶، ۱۳۴۶-۱۳۴۸، ۱۳۴۸-۱۳۵۰، ۱۳۵۰-۱۳۵۲، ۱۳۵۲-۱۳۵۴، ۱۳۵۴-۱۳۵۶، ۱۳۵۶-۱۳۵۸، ۱۳۵۸-۱۳۶۰، ۱۳۶۰-۱۳۶۲، ۱۳۶۲-۱۳۶۴، ۱۳۶۴-۱۳۶۶، ۱۳۶۶-۱۳۶۸، ۱۳۶۸-۱۳۷۰، ۱۳۷۰-۱۳۷۲، ۱۳۷۲-۱۳۷۴، ۱۳۷۴-۱۳۷۶، ۱۳۷۶-۱۳۷۸، ۱۳۷۸-۱۳۸۰، ۱۳۸۰-۱۳۸۲، ۱۳۸۲-۱۳۸۴، ۱۳۸۴-۱۳۸۶، ۱۳۸۶-۱۳۸۸، ۱۳۸۸-۱۳۹۰، ۱۳۹۰-۱۳۹۲، ۱۳۹۲-۱۳۹۴، ۱۳۹۴-۱۳۹۶، ۱۳۹۶-۱۳۹۸، ۱۳۹۸-۱۴۰۰، ۱۴۰۰-۱۴۰۲، ۱۴۰۲-۱۴۰۴، ۱۴۰۴-۱۴۰۶، ۱۴۰۶-۱۴۰۸، ۱۴۰۸-۱۴۱۰، ۱۴۱۰-۱۴۱۲، ۱۴۱۲-۱۴۱۴، ۱۴۱۴-۱۴۱۶، ۱۴۱۶-۱۴۱۸، ۱۴۱۸-۱۴۲۰، ۱۴۲۰-۱۴۲۲، ۱۴۲۲-۱۴۲۴، ۱۴۲۴-۱۴۲۶، ۱۴۲۶-۱۴۲۸، ۱۴۲۸-۱۴۳۰، ۱۴۳۰-۱۴۳۲، ۱۴۳۲-۱۴۳۴، ۱۴۳۴-۱۴۳۶، ۱۴۳۶-۱۴۳۸، ۱۴۳۸-۱۴۴۰، ۱۴۴۰-۱۴۴۲، ۱۴۴۲-۱۴۴۴، ۱۴۴۴-۱۴۴۶، ۱۴۴۶-۱۴۴۸، ۱۴۴۸-۱۴۵۰، ۱۴۵۰-۱۴۵۲، ۱۴۵۲-۱۴۵۴، ۱۴۵۴-۱۴۵۶، ۱۴۵۶-۱۴۵۸، ۱۴۵۸-۱۴۶۰، ۱۴۶۰-۱۴۶۲، ۱۴۶۲-۱۴۶۴، ۱۴۶۴-۱۴۶۶، ۱۴۶۶-۱۴۶۸، ۱۴۶۸-۱۴۷۰، ۱۴۷۰-۱۴۷۲، ۱۴۷۲-۱۴۷۴، ۱۴۷۴-۱۴۷۶، ۱۴۷۶-۱۴۷۸، ۱۴۷۸-۱۴۸۰، ۱۴۸۰-۱۴۸۲، ۱۴۸۲-۱۴۸۴، ۱۴۸۴-۱۴۸۶، ۱۴۸۶-۱۴۸۸، ۱۴۸۸-۱۴۹۰، ۱۴۹۰-۱۴۹۲، ۱۴۹۲-۱۴۹۴، ۱۴۹۴-۱۴۹۶، ۱۴۹۶-۱۴۹۸، ۱۴۹۸-۱۵۰۰، ۱۵۰۰-۱۵۰۲، ۱۵۰۲-۱۵۰۴، ۱۵۰۴-۱۵۰۶، ۱۵۰۶-۱۵۰۸، ۱۵۰۸-۱۵۱۰، ۱۵۱۰-۱۵۱۲، ۱۵۱۲-۱۵۱۴، ۱۵۱۴-۱۵۱۶، ۱۵۱۶-۱۵۱۸، ۱۵۱۸-۱۵۲۰، ۱۵۲۰-۱۵۲۲، ۱۵۲۲-۱۵۲۴، ۱۵۲۴-۱۵۲۶، ۱۵۲۶-۱۵۲۸، ۱۵۲۸-۱۵۳۰، ۱۵۳۰-۱۵۳۲، ۱۵۳۲-۱۵۳۴، ۱۵۳۴-۱۵۳۶، ۱۵۳۶-۱۵۳۸، ۱۵۳۸-۱۵۴۰، ۱۵۴۰-۱۵۴۲، ۱۵۴۲-۱۵۴۴، ۱۵۴۴-۱۵۴۶، ۱۵۴۶-۱۵۴۸، ۱۵۴۸-۱۵۵۰، ۱۵۵۰-۱۵۵۲، ۱۵۵۲-۱۵۵۴، ۱۵۵۴-۱۵۵۶، ۱۵۵۶-۱۵۵۸، ۱۵۵۸-۱۵۶۰، ۱۵۶۰-۱۵۶۲، ۱۵۶۲-۱۵۶۴، ۱۵۶۴-۱۵۶۶، ۱۵۶۶-۱۵۶۸، ۱۵۶۸-۱۵۷۰، ۱۵۷۰-۱۵۷۲، ۱۵۷۲-۱۵۷۴، ۱۵۷۴-۱۵۷۶، ۱۵۷۶-۱۵۷۸، ۱۵۷۸-۱۵۸۰، ۱۵۸۰-۱۵۸۲، ۱۵۸۲-۱۵۸۴، ۱۵۸۴-۱۵۸۶، ۱۵۸۶-۱۵۸۸، ۱۵۸۸-۱۵۹۰، ۱۵۹۰-۱۵۹۲، ۱۵۹۲-۱۵۹۴، ۱۵۹۴-۱۵۹۶، ۱۵۹۶-۱۵۹۸، ۱۵۹۸-۱۶۰۰، ۱۶۰۰-۱۶۰۲، ۱۶۰۲-۱۶۰۴، ۱۶۰۴-۱۶۰۶، ۱۶۰۶-۱۶۰۸، ۱۶۰۸-۱۶۱۰، ۱۶۱۰-۱۶۱۲، ۱۶۱۲-۱۶۱۴، ۱۶۱۴-۱۶۱۶، ۱۶۱۶-۱۶۱۸، ۱۶۱۸-۱۶۲۰، ۱۶۲۰-۱۶۲۲، ۱۶۲۲-۱۶۲۴، ۱۶۲۴-۱۶۲۶، ۱۶۲۶-۱۶۲۸، ۱۶۲۸-۱۶۳۰، ۱۶۳۰-۱۶۳۲، ۱۶۳۲-۱۶۳۴، ۱۶۳۴-۱۶۳۶، ۱۶۳۶-۱۶۳۸، ۱۶۳۸-۱۶۴۰، ۱۶۴۰-۱۶۴۲، ۱۶۴۲-۱۶۴۴، ۱۶۴۴-۱۶۴۶، ۱۶۴۶-۱۶۴۸، ۱۶۴۸-۱۶۵۰، ۱۶۵۰-۱۶۵۲، ۱۶۵۲-۱۶۵۴، ۱۶۵۴-۱۶۵۶، ۱۶۵۶-۱۶۵۸، ۱۶۵۸-۱۶۶۰، ۱۶۶۰-۱۶۶۲، ۱۶۶۲-۱۶۶۴، ۱۶۶۴-۱۶۶۶، ۱۶۶۶-۱۶۶۸، ۱۶۶۸-۱۶۷۰، ۱

## احراق ۲۷-۲۸

اس بارے میں بعض جزوی مسائل ہیں، ان میں سے بعض کو یہاں فرمایا جا رہا ہے:

خفیہ کہتے ہیں کہ مصحف (قرآن) جب پڑھا ہو جائے اور اس میں پڑھنا دشوار ہو جائے تو سے آگ سے پڑھا نہیں جائے گا بلکہ مسجد کی طرح سے دفن کیا جائے گا، اس کا طریقہ یہ ہے کہ پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے اور ایسے درہم کو پٹھا کر دیا جائے جس پر قیمت قرآن نقش ہو لایا کہ درہم ڈٹ گیا ہو تو اسے پٹھا کر دیا جائے مگر وہ نہیں رہتا کیونکہ نونے کے بعد آیت کے حرف بکھرتے ہیں اور اس لئے کہ باقی حصہ ایک آیت سے کم ہو جاتا ہے۔

مالکیہ کہتے ہیں کہ پھل ہونے سے بچانے کے لئے پڑھا مصحف جلا دیا جائے گا کیونکہ اس میں کوئی حصہ نہیں، بلکہ بعض اوقات ایسا کرنا واجب ہوتا ہے (۱)۔

شافعیہ کہتے ہیں کہ جس لکڑی پر قرآن نقش ہو، اس کے جلانے کی چار حالتیں ہیں:

۱۔ کھانا پانے کی ضرورت سے اس کو جلا کر دیا جائے۔ ۲۔ اگر قرآن کی جوت کو بے حقیقتی سے بچانے کے لئے جلا یا بے وقار ہو جائے تو جوت کو بے ضرورت (پانا وغیرہ) کے بغیر بے مقصد جلا دیا جائے۔ ۳۔ اگر کسی ضرورت (پانا وغیرہ) کے بغیر بے مقصد جلا دیا جائے تو حرام ہے۔ ۴۔ اگر قرآن بے حقیقتی کرے کے لئے جلا یا بے وقار ہو جائے تو یہ ہے کہ جلانے والا کافر قرار پائے گا۔

حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ جو مصحف پڑھنے کے لائق نہ رہا ہو اس کو جلا کر دیا جائے (۲)۔

حدیث و فقہ وغیرہ کی کتابوں کے بارے میں مالکیہ نے کہا ہے کہ اگر اختلاف کے طور پر جلا یا ہے تو کفر ہے جس طرح قرآن کو بطور

اختلاف جلا کر ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نام اور انبیاء کے وہ نام جن کے ساتھ نبی ہونے کی علامت مثلاً (علیہ الصلوٰۃ والسلام) لگی ہو کفر ہے۔

خفیہ کہتے ہیں کہ یہ تاہم اگر ماکمل انتفاع ہوگئی ہو تو اس سے اللہ تعالیٰ کے نام، فرشتوں اور رسولوں کے نام یاد دینے جائیں گے۔ اس کے بعد باقی کو جلا دیا جائے گا (۳)۔

مچھلی اور ہڈی وغیرہ کا جلا:

۲۷- مالکیہ کا مسلک ہے کہ ہونے کے سے مچھلی کو زبردستی میں آگ میں جلا کر دیا جائے، اسی طرح مالکیہ کے ایک نفع نھانے کے لئے ہڈی وغیرہ کو جلا کر دیا جائے، فقہاء شافعیہ نے رنج و غم میں ہڈی کے جلانے میں مالکیہ سے شفق ہیں، امام احمد کے نزدیک زندہ مچھلی کو بھونا کر دیا جائے لیکن اسے کھانا کر دیا نہیں۔

حنابلہ نے صراحت کی ہے کہ ہڈی کو زندہ بھونا کر دیا نہیں ہے، کیونکہ منقول ہے کہ صحابہ کرام نے حضرت عمرؓ کے سامنے ایسا کیا تھا اور اس پر کسی نے نکیر نہیں کی۔

تمام فقہاء کے ایک جلا کر مال وغیرہ ضائع کرنا ناجائز ہے (۴)۔

آگ کے ذریعہ داغ کر علاج کرنا (۵):

۲۸- اگر داغ کر علاج کرنے کی ضرورت نہ ہو تو ایسا کما کر حرام ہے،

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴



(نیا تم تک یہ بات نہیں پہنچی ہے کہ میں نے اسے شخص پر ہمت کی ہے جس نے پڑ پائیہ کے چوکو آگ سے اٹھا۔)

انسان کے علاوہ دوسرے جانوروں کے باقی جسم کو دغا جمہور فتلاء کے ایک جائز ہے بلکہ مستحب ہے، کیونکہ روایات میں ہے کہ صحابہ کرام نے زکوٰۃ اور زکوٰۃ کے جانوروں کے ساتھ یہ کیا، امام ابو حنیفہ اس کو بھی مکرہ قرار دیتے ہیں، کیونکہ اس میں جانور کی تعذیب اور اسے ملکہ کرنا (صورت بگاڑنا) ہے (۱)۔

موت کے ایک سبب سے اس سے آسان سبب کی طرف منتقلی:

۳۰۔ اگر کسی شئی میں آگ لگ جاتی تو شستی میں رہنے میں جان بچنے کا نکتہ غائب ہو تو شستی میں رہے اور شستی سے سمدر یا دریا میں کود جانے میں جاں بچنے کا نکتہ غائب ہو تو شستی چھوڑ دے۔

اگر دونوں صورتوں میں برآمد خطرہ ہے تو امام شافعی اور امام احمد کے ایک گشتی کے سوار جو صورت چاہیں اختیار کریں اور امام وزعی کے ایک یہ دونوں موت کی تسلیس ہیں، ان میں جو آسان ہو اس کو اختیار کریں۔

مالکیہ نے صراحت کی ہے کہ موت کا جو سبب پڑا ہے اس سے دوسرے سبب کی طرف منتقل ہونا واجب ہے، اگر اس سے زندگی ملنے یا رمد کی تسلیل ہونے کی امید ہو، خواہ اس کے ساتھ ایسے حالات سے بچاؤ جو موت سے بھی زیادہ سخت ہیں، اس سے کہ حتی الامکان جانوں کی حفاظت واجب ہے (۲)۔

- (۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۳۸۸/۶، المغنی لابن قدامہ ص ۵۷۳، نیل الاوطار ص ۹۲، ۹۰/۸ طبع اٹلی۔
- (۲) حاشیہ الدرر ص ۷۸۳/۲، نہایۃ الحاج ص ۳۰۸، المغنی لابن قدامہ ص ۵۵۵-۵۵۴۔

کیونکہ یہ آگ کے دیریدر دینا ہے اور آگ کے ذریعہ سزا دینے کا اختیار صرف آگ کے پیدا کرنے والے کو ہے (۱)۔

یعنی جب دغے کے سوا کوئی طاق نہ ہو تو اس طرح طاق کرنا جائز ہے، خواہ لوہے سے داغا جائے یا کسی اور چیز سے، اس کی تفصیل ”تدوی“ کی اصطلاح میں ملے گی۔

آگ سے دغنا (وسم) (۲)؛

۲۹۔ انسان کے علاوہ دوسرے جانوروں کے چرم کو آگ سے داغنا بالاجہا حرام ہے تو انسان کے چرم پر آگ سے نشان لگانا اس کی تکریم کی وجہ سے بدرجہ اولیٰ حرام ہے، اس لئے بھی کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، انسان کی تعذیب جائز نہیں ہے، فتلاء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ غیر انسانوں میں چرم سے کوئی ممانعت کر بہت کے معنی میں ہے، دوسری جماعت کی رائے ہے کہ ممانعت حرام قرار دینے کے لئے ہے، دوسری رائے یہ کہ ممانعت بھی ہے، کیونکہ رسول کرم ﷺ سے ایسا کرے والے پر لعنت بھیجی ہے اور لعنت جیسا حرمت کا متقاضی ہے، جسور ﷺ سے ارشاد فرماید: ”اما بعدکم انی لعنت من وسم البھیمة فی وجھہا“ (۳)

= سے طعن بہرہا ہے اس کا بہنا ہند ہو جائے۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۳۷۸-۳۸۰، المغنی لابن قدامہ ص ۱۷۶-۱۷۸، نہایۃ الحاج ص ۳۰۸، نیل الاوطار ص ۲۱۲، ۲۱۵، الموسوعۃ الفقہیہ کی کتب کا خیال ہے کہ عمومی طلاق کو دیکھتے ہوئے مذہب شافعی میں کالی مجاہدش ہے تحریف شدہ صحیفہ کے حکم میں بھی۔

(۲) الموسوعۃ ص ۵۵۵۔

(۳) حدیث: ”اما بعدکم انی لعنت من وسم البھیمة فی وجھہا“ کی روایت مسلم، ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت جابر سے مرفوعاً کی ہے الفاظ ابوداؤد کے ہیں (صحیح مسلم تحقیق محمد نواز احمد لدائی ص ۱۷۳، طبع عیسیٰ الحلی ۱۳۷۵ھ سنن الترمذی تحقیق محمد قاسم طوقہ ص ۲۱۰-۲۱۱، طبع مصطفیٰ الحلی ۱۳۹۵ھ، ج ۲ ص ۲۳۲، تاریخ کردہ المکتبۃ السنن ص ۳۹۹)۔

### جنگ کے موقع پر آگ لگانا:

۳۱- گروٹھن پر غاصب ہونے کی قدرت ہوتی ہے بات پر اتفاق ہے کہ یہی صورت میں دشمن کو آگ سے جلا کر جا کر نہیں، اس مارے میں کوئی خدشہ معلوم نہیں، کیونکہ حضرت حمزہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نہیں دیکھا کہ یہاں مقرر کیا ہو مانتے ہیں کہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ابن احمد بن فلاما فاحرقوه بالنار“ (اگر تم لوگ فلاں شخص کو پکڑو تو اسے آگ سے جلا دو) یہ بدعت ساری میں پیچ پیچہ سرحائے انکا تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے ”زہی“ میں دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابن احمد بن فلاما فاحرقوه بالنار ولا تحرقوه فانه لا يعذب بالنار الا رب النار“ (۱) (اگر تم لوگ فلاں شخص کو پکڑو تو اسے قتل کرو، جلاؤ، نہیں، اس لئے کہ آگ کے ذریعہ ہر آگ کا رب ہی دے سکتا ہے)۔

دشمنوں کو آگ چھینک کر مارنا جب کہ آگ کا استعمال ہے بغیر ان پر قابو پیدا نہ کرنا جائز ہے، اس لئے جب آگ کے بغیر وہ لوگ قابو میں نہ آسکتے تھے تو وہ قابو میں آئے ہوئے شخص کی طرح ہیں، ان گروہ کے بغیر دشمنوں پر قابو پا کر مہم نہ ہو تو اس کی حلیم کے نزدیک ان پر آگ سے حملہ کرنا جائز ہے، کیونکہ صحابہؓ اور تابعینؓ نے اپنی جنگوں میں ایسا کیا تھا۔

گروہ دشمنوں سے جنگ میں بعض مسلمانوں کو بحال بنایا تو اہم

ان مسلمانوں کو آگ چھینک کر مارنے پر مجبور ہونے تو جمہور فقہاء کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے، اس کی بنیاد مصمت عامہ کا اصول ہے، اس مسئلہ میں باغیوں اور مرتدین کا حکم حالت جنگ میں کذا کی طرح ہے (۱)۔

### جنگ میں خار کے درختوں کو جلا کر:

۳۲- درختوں کو جلا کر ان میں دشمن کو رک پھنچے، یہ امید نہ ہو کہ وہ درخت مسلمانوں کے قتل میں آئیں گے تو بلا تعلق جلا کر جائز ہے، بلکہ مالکیہ اس طرف گئے ہیں کہ احراق ہی مستحب ہے، یہی وہ صورت ہے جب مسلمانوں کے لئے اس کے حصول کی امید ہو اور اس کے جلا کرے میں دشمن کا کوئی خاص نقصان نہ ہو تو جلا کرنا ممنوع ہے اور مالکیہ نے اس کے حرام ہونے کی صراحت کی ہے۔

وہ صورت جس میں جلا کرے میں دشمن کو نقصان پہنچے اور مسلمانوں کے لئے اس کے حصول کی امید ہو تو حنفیہ اور شافعیہ نے اسے مکروہ قرار دیا ہے، بلکہ مالکیہ نے حق فاتحین کی حفاظت کے لئے اس کو ہرگز نہ مانع قرار دیا ہے، اور مالکیہ اس طرف گئے ہیں کہ ہر رکن واجب ہے، اور جب اس کو جلا کرے میں دشمن کا کوئی خاص نقصان نہ ہو اور مسلمانوں کے لئے اس کے حصول کی امید نہ ہو تو حنفیہ اور مالکیہ اس کے جواز کی طرف گئے ہیں، اور مذہب شافعیہ کا عقائد کراہت ہے، اس لئے کہ ان کے نزدیک یہی اصل ہے (۲)۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۲۹، ۱۳۱-۱۳۲، فتح القدیر ۱/۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱

اس مسئلہ میں حسابہ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ دشمن ہمارے ساتھ جو ہوتا، کریں ہم ان کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کریں اور جنگ میں مسلمانوں کی مصلحت کا لحاظ رکھا جائے۔

جن ہتھیاروں اور جانوروں وغیرہ کو مسلمان منتقل نہ کر سکتے ہوں نہ کو جہد دینا:

۳۳- مذکورہ بالا چیزوں کو جانے اور ضائع کرنے کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ جب امام میدان جنگ سے واپسی کا ارادہ کرے اور مسلمانوں یا دشمنوں کے ہتھیاروں، سامانوں، چوپایوں کو منتقل کرنا دشمن سے نفع اٹھانا اس کے پس میں نہ ہو تو نہیں جائز ہے جو چیزیں چلنے والی نہ ہوں، مثلاً، لومہ وغیرہ میں ضائع کر، یا حارے یا کسی پوشیدہ جگہ دفن کر دیا جائے جس کی اطلاع کفار کو نہ ہو سکے، ایسا اس لئے کیا جائے گا کہ کفار ان چیزوں سے نفع نہ اٹھا سکیں۔

موسیٰ، بہائم اور حیوانات کو ذبح کر کے ہلا دیا جائے گا، کفار کے لئے نہیں چھوڑ جائے گا، اس لئے کہ صحیح مقصد سے ذبح کرنا جائز ہے، اور دشمنوں کی قوت و شوکت توڑنے اور انہیں ملاکت اور موت کے خطرہ سے دوچار کرنے سے زیادہ صحیح کیا مقصد ہو سکتا ہے، ذبح کرنے کے بعد ان جانوروں کو ہلا دیا جائے گا تا کہ کفار ان سے کسی قسم کا نفع نہ اٹھا سکیں، یہ اقدام اسی مقصد کے لئے عمارتوں کو اجاڑنے اور ہلا کرنے کی طرح ہو گیا، اس کے برخلاف ذبح کئے بغیر جانوروں کو ہلا کر جائز نہیں ہے، کیونکہ اس سے روکا گیا ہے اس کے بارے میں بہت ساری حدیثیں روایت ہوئی ہیں، انہیں میں سے ایک حدیث کی روایت

= ۵۰۹/۱-۵۱۰، نیل الاوطار ۷/۲۶۳-۲۶۴، حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۸۴

ہمارے اپنی مسند میں عثمان بن حیان سے کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین رضی اللہ عنہما کے پاس تھا میں نے ایک چوہا پکڑ کر اس میں اہل بیت کو انہوں نے کہا "میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کا رشتہ ہے: "لا یعدب بالدار الا رب الدار" (۱) (آگ کے ذریعہ عذاب آگ کا رب ہی دے سکتا ہے)۔

مالکیہ نے اس مسئلہ میں تفصیل کی ہے، انہوں نے کہا ہے کہ جانور کو مارنا ناجائز ہے تاکہ کسی اور طریقہ سے اس کی جان لینے یا اس کی کوچیں کاٹنے یا شرمی طور پر ذبح کرنے سے اس کو جو تکلیف ہوگی اس سے بچ جائے، اس کو مارا، مارنے کے بعد جانور "ما شرب" ہے اگر یہ ظلم یا مایہ ہو، دشمن قوم کے لوگ مردار رکھنے کو چاہتے ہیں تاکہ وہ لوگ اس کے گوشت سے نفع نہ اٹھا سکیں، اور اگر وہ لوگ مردار کھانے کو جائز نہ سمجھتے ہوں تو اس صورت میں جاننا جائز تو ہے لیکن مطلوب نہیں ہے، اور نہ سب مالکی کا یہ قول ہی ہے کہ اس کو جاننا مطلقاً مطلوب ہے خواہ وہ لوگ مردار کھانے کو جائز سمجھتے ہوں یا ناجائز، کیونکہ یہ اتنا ہلکا حال ہے کہ وہ لوگ حالت خطرہ میں اسے کھائیں، اور ایک قول یہ ہے کہ جاننا واجب ہے، اور اس قول کو راجح قرار دیا گیا ہے۔

نعمی کہتے ہیں کہ اگر یہ اندر ہو کہ دشمن لوگ ان مردہ جانوروں کے پاس ان کا گوشت شرب ہونے سے پہلے پہنچ جائیں گے تو جاننا واجب ہے، ورنہ واجب نہیں ہے، کیونکہ مقصد یہ ہے کہ دشمن ان

(۱) حدیث عثمان بن حیان کی روایت طبرانی اور ابن ماجہ میں ہے، اس کی پہلی ٹیپوگرافی اس میں سعید ابن ابی مسہد میں نہیں مل سکتی، اور اس سے بغیر جابلقا ہیں۔ حدیث "وان الدار لا یعدب بها الا اللہ" کی روایت بخاری سے حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے (صحیح ابوداؤد ۲۵۰۶-۲۵۱۲، مع کرہ مکتبہ اہل سنت ۱۳۵۳ھ، فتح الباری ۴/۳۹ طبع المستقر)۔

جانوروں سے مستفیع نہ ہوں، اور یہ مقصد جانے سے حاصل ہوگا۔

۳۴- شافعیہ، حنابلہ اور عام اہل علم جن میں ہزارائی، رلیٹ بن سعد بھی ہیں، کہتے ہیں کہ حالت جنگ کے علاوہ دشمن کے جانوروں کو ذبح کرنا، شہد کی ٹکیوں کو، رال کے چھتوں کو، یا صرف اس مقصد سے کہ کذا کو غصہ آئے اور ان کی چیز شراب ہو جائے نہیں ہے، خواہ یہ ذبح ہو کہ کفار نہیں لے لیں گے یا یہ ذبح نہ ہو اس کے برخلاف حالت جنگ میں جب مشرکین کو قتل کرنا، رال کو آگ سے پھینک کر مارنا جائز ہے تو ال کے چوپایوں کو ضائع کرنا، رچا، بلی، حار، ہوگا، یہ مکہ چوپایوں کو تلف کرنا، دشمنوں کے قتل کا رعبہ ہوتا ہے۔

حضرات کا استدلال قرآن پاک کی اس آیت سے ہے: "وَإِذَا تَوَلَّى سَعَىٰ لِي الْأَرْضُ تُفْسَدُ لَهَا وَيُهْلِكُ الْحَرْثُ وَالنَّسْلُ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ" (۱) (اور جب پیچھے پھیر جاتا ہے تو اس دوز و صوب میں رہتا ہے کہ زمین پر فساد کرے، اور ہیتی ورجا و ریں کو تلف کرے، اور آفاقہ فساد کو (بالکل) پسند نہیں کرتا)۔

حضرات کا استدلال مذکورہ بالا آیت کے ماہود و رن، یل، یٹ سے بھی ہے: حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت زید بن ابی سفیانؓ کو حسب امیر بنا کر بھیجا تو نہیں سمیت کی: "یا بريد لا تقتل صبيها ولا امرأة ولا هروما ولا تخرب عامرا ولا تعقرن شجرة مثمرة ولا دابة عجماء ولا شاة إلا لمأكلة، ولا

تخربن محلاً ولا تفرقه، ولا تغلل ولا تحبس" (۲) (اے یزید کسی بچے کو، عورت کو اور کسی بوڑھے شخص کو قتل نہ کرنا، اور نہ کسی آبادی کو ویران کرنا، نہ کسی بھل وار و رخت کو کاٹنا، اور نہ کسی بے زبان چوپایہ اور بھری کو، نہ کرا سوئے اس کے رکھنے کے سے نہ کرنا، نہ شہد کی ٹکیوں کو جاننا نہ ڈبونا، نہ ماں غنیمت میں خیانت کرنا، اور نہ بڑائی، کھانا)۔

ایک روایت میں ہے: "ان السبي سبيته يهي عن قتل شئ من الدواب صبر" (۳) (جو سب سے سب سے کسی جانور کو بوجہ قتل کرنے سے منع فرمایا، نیز اس لئے کہ وہ قاتل امر تمام جانور ہے، شخص مشرکین کو غصہ لانے کے لئے، سے قتل کرنا چاہتا ہے (۳)۔

مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کی کیا چیز جلدی جائے گی اور کیا چیز نہیں جلائی جائے گی:

۳۵- "عالم" وہ شخص ہے جو مال غنیمت میں سے کچھ لے کر چھپا لیتا ہے، نام کو اس کی اطلاع نہیں ہوتی اور امام اسے مال غنیمت میں شامل نہیں کر پاتا۔

مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کا مال جانے کے بارے میں فقہاء میں اختلاف ہے، حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، رلیٹ کے نزدیک اس کا مال جایا نہیں جائے گا، ان حضرات نے رسول اکرم ﷺ کے عمل اور آپ ﷺ کے مال نہ جانے سے استدلال کیا ہے،

(۱) حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وصیت الموطا میں ہے (۳۲۸/۲)، بخاری میں بھی اس کی روایت کی ہے بخاری کی روایت میں ہے (۲۵۸/۲)۔  
(۲) بیہدے بخاری و مسلم دونوں میں ہے (۱۰۵/۹)۔  
(۳) فتح البکر ۳۰۸-۳۰۹، من طبعہ ۳۰۸، حاشیہ الحدیث ۱۸/۲، نہایۃ المحتاج ۱۸/۲، انش ۵۰۶/۱۰۔

(۲) یہ تصیلات فقہاء و دکر کی ہیں یہ سب باتیں ان کے زمانہ کے حالات کے اعتبار سے مناسب تھیں، "المزاج اھم" کی کنجی کی رائے یہ ہے کہ فوج کے کمانڈر انچیف کو اختیار ہے کہ شریعت کے عمومی قواعد کی حدود میں رہے ہوئے مسائل ان کی مصلحت (طلب شفقت و درود معصرت) کے پیش نظر جو اقدام مناسب سمجھے کہ اسے آیت از سورہ بقرہ ۲۰۵۔

حضرت بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص مال کی بی بی کو ایک کام لے کر حاضر ہو، عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ کام ہمیں مال غنیمت میں حاصل ہوئی تھی، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: "سمعت ہلالاً مادی ثلاثاً" (کیا تم نے ہلال کو تین بار امان کرتے ہوئے سنا تھا؟) اس شخص نے عرض کیا: "جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: "لما منعک لی تجیء بہ" (بچہ تمہیں اس کو لانے میں کیا چیز مانع ہوئی تھی؟) وہ شخص معذرت کرنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کن لت تجیء بہ یوم القیامۃ فلن اقبہ مسک" (تم ہی اس کو لے کر قیامت کے روز آنا، میں تم سے قیوم نہیں کر رہا گا)، اس حدیث کی روایت ابو داؤد نے کی ہے (۱)۔ یہ ہر استدلال یہ ہے کہ مال کو بائیاں کو ضائع کرنا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اضاحت مال سے منع فرمایا ہے (۲)۔

حنا بد ورفقا ہشام (۳) بن میں سے کھول، راہی، ولید بن شام (ہیں) کا مسلک یہ ہے کہ مال غنیمت میں خیانت کرے، لے مال بائیاں جائے گا، سعید بن عبد الملک کے پاس غنیمت میں خیانت کرے والا ایک شخص لایا، انہوں نے اس کا مال اکٹھا کر کے بائیاں، اس حضرت عمر بن عبد العزیز موجود تھے، انہوں نے اس پر کوئی تکیہ نہیں کی (۴)، نیز یہ اس یزید بن جابر فرماتے ہیں: مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کے بارے میں سنت یہ ہے کہ اس کا کچھ بائیاں جائے، ان دونوں آثار کی روایت سعید بن منصور نے اپنی سنن میں لی ہے، ان حضرات کا استدلال: روایتیں روایات سے ہے:

- (۱) سندی سے اس حدیث پر سکوت اختیار کیا ہے حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے (مثل لاوطار ۳۸)۔  
(۲) اضاحت مال سے روکنے والی حدیث بخاری و مسلم دونوں میں ہے۔  
(۳) صحیح مسلم بن عبد الملک ہے اس کی سند کے ایک روایت اسحاق بن عبد اللہ متروک ہیں (تقریب احمد ص ۱)۔

اصالح بن محمد بن زائدہ کہتے ہیں کہ میں مسلمہ کے ساتھ سرزمین روم میں، غل ہوا، ان کے پاس ایک آدمی لایا، جس نے اس غنیمت میں خیانت کی تھی، انہوں نے اس شخص کے بارے میں حضرت سالم سے دریافت کیا، حضرت سالم نے فرمایا: "میں نے اپنے والد کو حضرت عمر بن خطابؓ سے یہ روایت کرتے ہوئے سنا کہ حضرت عمرؓ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا: "إدا وجدتم الرجل قد غل فأحرقوا متاعه واضربوه" (جب تم کسی آدمی کو پاؤ کہ اس نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے تو اس کا سامان جلاؤ اور اسے مارو)، ہم لوگوں نے اس کے سامان میں ایک قرآن پڑھا، اس کے بارے میں حضرت سالم سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: "بعہ وتصلق بمنسہ" (۱) (اسے فروخت کر کے اس کی قیمت صدقہ کر دو)۔ عبد اللہ بن عمر ورضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کا سامان جلا دیا (۲)۔

۳۶- امام احمد کہتے ہیں کہ اگر اس کا کچھ بائیاں لایا یہاں تک کہ اس نے یا سامان یا کر یا، اسی طرح کر چکے ہیں، یہ تو بھی اس کے پاس مال غنیمت میں خیانت کرتے وقت جلا سامان تھا، سے بائیاں جائے گا۔

۳۷- سامان جلا نے کی نہ جاری کرنے کے سے یہ شرط ہے کہ اس غنیمت میں خیانت کرنے والا شخص کا قتل بالغ کر ہو، لہذا محض،

- (۱) اس حدیث کی روایت امام احمد اور ابو داؤد نے کی ہے ابو داؤد نے اس کے حقوق جوئے کو صحیح قرار دیا ہے ترمذی نے بھی اس کی روایت کی ہے، اس کے ایک روایت صالح بن ابی ہریرہؓ سے ہے، وہ قتل کرنے والے ہیں، محض یہ ہے کہ سالم نے اس کا حکم دیا (تجلیس الجیر ۱۱۳)۔  
(۲) اس کی روایت ابو داؤد حاکم و ترمذی نے کی ہے اس کا سوتہ ہے، صحیح ہے (مثل لاوطار ۳۰۰)۔

عورت و رومی پر سہاں جانے کی سزا جاری کی جائے گی، اس لئے کہ یہ لوگ سزا کے بل ہیں اور حنا بلہ اور امام اور اہل کے زکریا مال غنیمت میں خیانت کرنے والا ہے۔ یہ ہے تو اس کا سامان نہیں دیا جائے گا، اس لئے کہ جاننا سزا ہے اور بچہ نہ اکانا نہیں ہے۔

۳۸- امام احمد نے صریحاً فرمایا ہے کہ اگر کھانا دینے سے پہلے خیانت کرنے والے کا قتال ہو گیا تو سامان دینے کی سزا ساتھ ہو جائے گی، اس لئے کہ یہ ایک سزا ہے، لہذا احمد کی طرح موت سے ساتھ ہو جائے گی، سزا جاری نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وفات ہوتے ہی اس کے سامان کی طبیعت مرثیہ کی طرف منتقل ہوئی، لہذا اب اس سامان کو دینا غیر مجرم کو سزا دینا ہوگا۔

اگر سامان دیا جائے تو پہلے مال غنیمت میں خیانت کرنے والے نے فرنگی دیکھ کر دیکھ کر سامان کی طبیعت سی دوسرے شخص کی طرف منتقل کر دی تو یہاں دو امکان ہیں، ایک امکان یہ ہے کہ اس سامان کو نہ دیا جائے، کیونکہ یہ سامان دوسرے کا ہو چکا ہے، لہذا یہ یہی ہو گیا جیسے موت کی صورت میں طبیعت وارث کی طرف منتقل ہو گئی ہو، دوسرا امکان یہ ہے کہ فرنگی اور بیہوش کو منسوخ قرار دیتے ہوئے سامان دیا جائے، کیونکہ فرنگی اور بیہوش سے پہلے ہی اس سامان سے ایک حق وابستہ ہو چکا تھا، لہذا اسے مقدم رکھنا واجب ہوگا جس طرح جرم کرنے کے بارے میں تسماس کے مسئلہ میں ہوتا ہے۔

۳۹- مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کی بی بی یا بیوی یا بیوی کے شریک جانی یا بیوی کا مصحف، ۲- جانور، مصحف تو اس کے امتداد کے شریک نظر نہیں جایا جائے گا، اور اس لئے بھی کہ اس کے بارے میں حضرت سالم کا قول و پرگہ رہ چکا ہے، اگر خیانت کرنے والے کے پاس حدیث یا علم کی کچھ کتابیں ہوں تو مناسب یہ ہے کہ اس کو بھی نہ جایا جائے، کیونکہ ان کا فائدہ دین میں کو لوٹتا ہے اور اس سزا کا مقصد

اس کے مال کو نقصان پہنچانا نہیں ہے بلکہ کچھ دنیاوی نقصان پہنچانا ہے، اور یہ گنجائش ہے کہ قرآن سچ تر اس کو صدق کر دیا جائے، کیونکہ اس کے بارے میں حضرت سالم کا قول گزر چکا ہے۔

۴۰- جانور کو نہ جانے کی ایک وجہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ آگ کے درمیان آگ کا پید کرنے والا ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ نے آگ کی سزا دینے سے منع فرمایا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ جانور اپنی جگہ خود قابل امتحان ہے، قیصر کی وجہ یہ ہے کہ جانور "مناج" میں شامل نہیں ہے، جس کے جانے کا حکم دیا گیا ہے۔

۴۱- مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کے جسم پر جو پٹے ہیں انہیں بھی نہیں دیا جائے گا، کیونکہ اس کو برہنہ کر دینا جائز نہیں، نہ ہی اس کا ہتھیار دیا جائے گا، کیونکہ جنگ کے لئے اس کی ضرورت پیش آتی ہے، اور اس کا شوق دیا جائے گا، کیونکہ اس سے نہیں جایا جاتا اور اس لئے بھی کہ اسے خرچ کرنے کی ضرورت ہے۔

۴۲- مال غنیمت میں خیانت کر کے جو مال اس نے لیا اسے بھی نہیں دیا جائے گا، کیونکہ وہ مسلمانوں کے مال غنیمت کا حصہ ہے، اور مقصد خیانت کرنے والے کے مال کو نقصان پہنچانا ہے، امام احمد سے دریافت کیا گیا کہ وہ مال کیا کیا جائے گا جو اس نے خیانت کر کے لے لیا تھا؟ انہوں نے کہا "مال غنیمت میں شامل کر دیا جائے گا"۔

۴۳- چوپایہ کے سامان کے بارے میں اختلاف ہے، امام احمد نے صریحاً فرمایا ہے کہ اسے نہیں دیا جائے گا، کیونکہ چوپایہ سے شیعہ سنانے کے لئے اس کی ضرورت پیش آتی ہے، نیز اس سے کہ وہ سامان اس جانور کے تابع ہیں جس کو نہیں دیا جائے گا، لہذا وہ مصحف کی جگہ پر اس کے مشابہ ہو گیا، اس لئے بھی کہ یہ جانور کالہ اس ہے، لہذا خیانت کرنے والے کے لباس کی طرح اسے بھی نہیں دیا جائے گا، امام احمد فرماتے ہیں "اس کی زین اور پالان جاوے جائیں گے"۔

جو چیزیں نہیں جہنی جائیں گی ان کی طہیت:

۴۴- وہ تمام چیزیں جن کے بارے میں ذکر یا جاپنا ہے کہ انہیں نہیں جاپا جائے گا اور جو کچھ جانے کے بعد بچے یعنی لوہا وغیرہ ان سب کا مذہب ہی خیانت کرنے والا ہوگا، چونکہ ان سب پر اس کی طہیت ثابت ہے طہیت زائل کرنے والی کوئی چیز نہیں پائی گئی ہے، اس کا سدھ جاپا کر اسے سزا دی گئی ہے، لہذا جو کچھ ہمیں ملا وہ حسب سابق اس کی طہیت رہے گا (۱)۔

## إحرام

### پہلی فصل

#### تعریف:

۱- سنت میں احرام کا ایک معنی ہے: حج یا عمرہ کے سے تو زبند کرنا، اور ان دونوں کے اسباب کو اختیار کرنا اور حرمت میں داخل ہو جانا، کہا جاتا ہے: "أحرم الرجل" جب کوئی شخص حرمت والے مہینے میں داخل ہو، حرم میں داخل ہونے کے لئے "أحرم" کا فعل استعمال ہوتا ہے، اسی سے "حرم مکہ"، "حرم مدینہ"، "حرم یثرب" جاپا جاتا ہے، احرام کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ معاہدہ یا میثاق کی حرمت میں داخل ہونا۔

الغرم (حاء کے ضمہ اور راء کے سکون کے ساتھ) بھی حج کا احرام باندھنا ہے، اور المحرم (حاء کے کسرہ کے ساتھ) اس شخص کو کہتے ہیں جس نے احرام باندھا ہو، کہا جاتا ہے: "أنت حرم و أنت حرم" (تم بلا احرام کے ہو، تم احرام باندھے ہوئے ہو)۔

تنباء کی اصطلاح میں بصورت اطلاق لفظ احرام سے مراد حج یا عمرہ کا احرام باندھنا ہے، کبھی کبھی نماز میں داخل ہونے کے لئے بھی لفظ احرام کا استعمال ہوتا ہے، ایسی صورت میں احرام کے ساتھ عمیہ (نار شمع کرنے کی عمیہ)، اور "تکبیرۃ الاحرام" (نار شمع کرنے کی عمیہ)، اور "تکبیرۃ الاحرام" کو تحریر یہ بھی کہا جاتا ہے (۱) اس کی تفصیل "علاۃ" کی اصطلاح میں دیکھی جائے۔

(۱) حنفی لفظ احرام کا استعمال یہو کتاب صلاۃ کے معنی میں کرتے ہیں اور احرام



(۱) ابن قیم ۵/۸۳، المیزان ۴/۴۴، المطالب ۳/۵۳، الام ۳/۵۱،  
مبسوط ۱/۱۸، تدریس و التشریح ۱۰/۵۳۲، ۵۳۵، تیل و کوٹار  
۱۸/۳۱۹، طبع النسخ باب التعمید فی التعلیل تحریر دحل التالیف

## احرام ۲-۳

شافعیہ<sup>(۱)</sup> اور حنابلہ<sup>(۲)</sup> کے نزدیک احرام حج و عمرہ کی حرمت میں داخل ہونے کی نیت سہا ہے۔

### احرام کا حکم:

۴- علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احرام حج و عمرہ کے فرض میں سے ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”سما الاعمال بالاحرام“<sup>(۳)</sup> (بخاری و مسلم) (معنا: اگر وہ ریت پر ہے) بین اس بابت اختلاف ہے کہ احرام حج و عمرہ کے ارکان میں سے ہے یا شرائط میں سے۔

مالکیہ<sup>(۴)</sup>، شافعیہ<sup>(۵)</sup>، اور حنابلہ<sup>(۶)</sup> کا مسلک یہ ہے کہ احرام حج و عمرہ کا ایک رکن ہے، رکن شافعی کے نزدیک احرام صحت حج کی ایک شرط ہے، لیکن حنفی بھی اسے ایک متبرک سے شرط و ایک متبرک سے رکن مانتے ہیں<sup>(۷)</sup>، کیا یوں کہا جائے کہ حنفی کے نزدیک احرام

فقہ شافعیہ لفظ احرام کا اطلاق حج یا عمرہ کے اعمال شروع کرنے پر بھی کرتے ہیں، امام نووی نے لمہات میں جو ”باب احرام“ قائم کیا ہے اس کی تشریح شافعیہ نے یہی کی ہے<sup>(۱)</sup>۔

### حنفیہ کے یہاں احرام کی تعریف:

۲- حنفیہ کے نزدیک احرام کی حقیقت ہے مخصوص حرمتوں میں داخل ہونا۔

یہ لفظ احرام ہی صورت میں صادق آتا ہے جب نیت ذکر کے ساتھ ہو یا کسی خصوصی عمل کے ساتھ<sup>(۲)</sup>۔

حرمتوں میں داخل ہونے سے مراد حرمتوں کی پابندی ہے، اور ذکر سے مراد تہیہ اور اس طرح کے جملے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہو، مخصوص عمل سے مراد وہ کام ہیں جو نیت کے قائم مقام ہوتے ہیں، جیسے ہدیٰ ساتھ لے جانا، یا نہ نہ کو قائل ہونا<sup>(۳)</sup>۔

### مذہب شافعیہ میں احرام کی تعریف:

۳- مذہب شافعیہ مالکیہ (راجح قول کے مطابق)<sup>(۴)</sup>،

= کی حد تک بکیرہ و نکاح کی طرف کرتے ہیں مگر شافعی و حنفی، مثلاً حاشیہ اہل علی تبیین اتفاق سرحدی، ۱۰/۱۰۳ میں لفظ ”بکیرہ و نکاح“ کا استعمال نہ شروع کرے کہ حق میں آتا ہے۔

(۱) شرح المسماح بہا شافعیہ القلیبی و میرہ ۹۶۴ طبع محمد علی مسیح ۱۳۶۸ھ نہایت اکتاج طبرانی ۳۹۳ طبع میرہ یہ یو لاق ۱۲۹۲ھ۔

(۲) رد المحتار ۲/۲۱۳ طبع استنبول۔

(۳) حوالہ سابق۔

(۴) الشرح الکبیر علی مختصر غلیل و صافیہ الدسوقی ۲/۲۱۲-۲۱۶، صافیہ اہل علی شرح اشرا و میر ۱۹۲ مطبوعہ العامرة لشریفہ ۱۳۰۲ھ اس تعریف کے بارے میں غلیل مناقشہ کے لئے ملاحظہ فرمائیے سواہب الجلیل شرح مختصر غلیل للطلاب ۳۳-۵ مطبوعہ دار الفکر ۱۳۲۸ھ۔

(۱) شرح المسماح لکھنؤ ۱۲۶۲، نہایت اکتاج طبرانی ۲/۲۱۲-۲۱۶۔

(۲) الاکتاف ۱/۵۳۰ طبع المکتب الاسلامی، لکھنؤ میں ہے کہ ”نیت ہی احرام ہے“، نیز دیکھئے اپنی ۲۸۱/۳-۲۸۲، طبع سوم، المطبع ۳۹۳ طبع استنبول ۱۳۴۲ھ ان دونوں کتابوں میں ہے کہ احرام نیت ہی سے منعقد ہوتا ہے نیت کے ساتھ کوئی چیز احرام کے لئے واجب نہیں ہوتی۔

(۳) یہ بخاری کی سب سے پہلی روایت ہے، مسلم میں اب لا مالہ میں آتی ہے ۲۸۱/۳ مطبوعہ العامرة، استنبول ۳۳۰ھ۔

(۴) مختصر غلیل بشرح الشرح الکبیر و صافیہ ۲/۲۱۲، سواہب الجلیل ۳/۱۳-۵، سواہب الجلیل میں احرام کے رکن یا شرط ہونے پر بحث ہے شرح الزرقانی و صافیہ البزازی ۲/۲۱۲ طبع معصنی بحر۔

(۵) شرح المسماح ۲/۲۱۲، نہایت ۳۹۳۔

(۶) مطالب اولیٰ ائسی ۲/۲۱۲ طبع المکتب الاسلامی، دمشق ۳۸۰ھ۔

(۷) یہ شرح اللباب کی تعبیر ہے شرح اللباب سے مراد علی قاضی کی المسک المقتطع فی شرح المسک الموطأ، کسی باب اللباب لجمعہ اللہ مدحی ہے ص ۵۵۔



## احرام ۵-۷

”وہ شرط ہے اور انتہاء اسے رکن کا حکم حاصل ہے“ (۱)۔

مشروعیت احرام کی حکمت:

۵- حج عمرہ کے لئے احرام کی فرضیت میں بہت سی عظیم شان خائیں، مثلاً اسرار و تشریف مقاصد ہیں، اس میں سب سے اہم اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احساس پیدا کرنا ہے، اور حج عمرہ ادا کرنے کے بارے میں اللہ کے حکم پر لبیک کہنا ہے، احرام باندھنے والا یہ نیت کرنا ہے کہ وہ اللہ کے حکم کی اطاعت کرے گا، اس کی بندگی بجالائے گا۔

احرام کی شرطیں:

۶- مقام، نے احرام کی نیت کے لئے مسلمان ہونے اور نیت کرنے کی شرط لگائی ہے، حنفیہ و مالکیہ کے مرجوح توں میں تہیہ یا اس کے تمام مقام کی شرط کا اضافہ یا کیا ہے۔

۷- مقام، اس بات پر متفق ہیں کہ فرض حج کی نیت میں اس کے فرض ہونے کی تعیین شرطیں، اس سے مطلق حج کی نیت کی اور ابھی تک حج فرض نہیں یا تھا تو اس کا یہ حج بلا تعلق حج فرض شمار ہوگا، ماں اس نے مطاقانیت میں کی بلکہ حج نفل کی نیت کی تو مالکیہ کا مذہب اور حنفیہ کا معتقد قول یہ ہے کہ حج نفل "ہوگا، سفیان ثوری اور ابن المنذر کا بھی یہی مسلک ہے، امام احمد کی بھی ایک روایت اسی طرح ہے (۱)۔

اس کے برخلاف شافعیہ (۲) اور حنبلیہ (۳) کا مسلک یہ ہے کہ جس شخص نے ابھی تک حج فرض نہ کیا ہو اگر اس نے نفل حج کا

حنفیہ کے نزدیک احرام کے شرط ہونے اور مشابہ رکن ہونے پر کچھ مسائل متفق ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱- حنفیہ نے راست کے ساتھ حج کے مہینوں سے پہلے حج کا احرام باندھنے کی اجازت دی ہے، چونکہ احرام ان کے نزدیک شرط ہے، لہذا اس کو وقت پر مقدم کرنا جائز ہے (۲)۔

۲- اگر کسی متمتع نے حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا، لیکن عمرہ کے سارے اعمال یا عمرہ کا رکن یا رکن کا اکثر حصہ (یعنی طواف کے چار شرط) حج کے مہینوں میں ادا کئے، پھر حج کیا تو یہ شخص حنفیہ کے نزدیک متمتع ہوگا (۳)۔

۳- حنفیہ کے نزدیک احرام کے مشابہ رکن ہونے پر یہ مسئلہ متفق ہے، اگرچہ احرام و مدھا پھر احرام باندھنے کے بعد بائع ہو یا، تو اگر اسی احرام سے اس نے حج کے اعمال انجام دے دیے تو حج فرض کی طرف سے کافی نہیں ہوگا، لیکن اگر طواف عمرہ سے پہلے یا احرام باندھا اور حج فرض کی نیت کی تو حنفیہ کے نزدیک اس سے حج فرض ادا ہو جائے گا، اس مسئلہ میں حنفیہ نے عبادت میں احتیاط کے پہلو کو ملحوظ رکھتے ہوئے احرام کو مشابہ رکن مان کر حکم لگایا ہے (۴)۔

(۱) یہ اللہ رات ۲۴ ۲۰۲ کی عبادت ہے، نیز ملاحظہ ہو فتح القدیر ابن ابراہام ۱۳۰۲ طبع الامیر یہ ۳۱۵ ص

(۲) شرح اللباب ۵۵۲ رد المحتار ۲۴ ۲۰۲، اس مسئلہ پر مزید بحث روایت (نقدہ ۳۳) میں آئے گی۔

(۳) بدائع الصنائع ۱۶۸-۱۶۹ طبع مکتبہ المطبوعات اطہریہ ۱۳۲۷ اس پر مزید بحث "تمتع" میں آئے گی۔

(۴) فتح القدیر ۳۰۲، نیز ملاحظہ ہو شرح اللباب ۵۵۲ رد المحتار ۲۴ ۲۰۲۔

(۱) فتح القدیر ۳۰۲، شرح اللباب ۵۵۲، نیز دیکھئے الشرح الکبیر ۵۲۲، الرد المحتار ۳۳۳، الفی ۳۳۲، المسک المقتدر ۷۳، البدیع ۳۳۲، نیز مختصر فیل کی شرحوں کے ساتھ مقدمات دیکھ جائیں۔

(۲) المجموع للعوئی ۷۸، مطبوعہ المطبوعات المطبوعہ ۱۱۹-۱۱۸۔

(۳) الفی ۳۳۵، رد المحتار ۲۴ ۲۰۲، کاف ۵۲۲-۵۲۳۔

## احرام ۷

احرام بدمحایہ حج نذر کا حرام بدمحایہ بھی حج فرض ہے، ہوگا، حضرت ابن عمرؓ اور انس بن مالکؓ بھی اسی کے قائل ہیں۔

ثانی، در حلیٰ فقہاء کہتے ہیں کہ جس شخص نے دھرمے کی طرف سے حج کیا حالانکہ بھی اس نے اپنا حج نہیں کیا تھا، اس نے حج پر پہنچنے والے سے جو رقم لی تھی اس کو واپس کر دے، یہ حج ثوابی کی طرف سے واقع ہوگا۔ امام وزیری بھی اسی کے قائل ہیں<sup>(۱)</sup>۔

حلیہ و رب کے ہم خیال فقہاء استدلال یہ ہے کہ مطلقہ کا کل کی طرف لوٹنا ہے لہذا اس پر حج فرض باقی ہے و ظاہر مذہب<sup>(۲)</sup> کے متبر سے تھا اس کا یہ حج حج فرض شمار ہوگا، یعنی بندہ نیت مطلق ہو، کوئی تیس نہیں کی ہے (بہر حال حال اس کی یہ مطلق نیت حج فرض پر محمول کی جائے گی)۔

اقتضائے نیا: یہ ہے کہ جس آدمی پر حج فرض واجب ہو طہارہ بھی ہے کہ وہ یہاں میں کرے گا کہ حج کا احرام بدمحایہ حج فعل کا ارادہ کرے اور اپنے دھرمے کی نیکی باقی رکھے، تو یہاں پر مطلق نیت کرنا حج فرض کی تیس کے درجہ میں ہے جس طرح رمضان کے روزے میں<sup>(۳)</sup>۔

شخص مذکور سے اگر حج فرض کے ماہ دہی، حج کی متعین نیت کی، مثلاً حج غل یا حج نذر تو سے معتقد ماننے کے سلسلہ میں حلیہ کہتے ہیں کہ ہم سے "مطلق نیت کی صورت میں حالات حال کی بنیاد پر اسے حج فرض مان لیا تھا، لیکن حالات حال اس وقت موثر نہیں ہوتی جب اس کے خلاف صراحت موجود ہو"<sup>(۴)</sup>۔ اس نقطہ نظر کی تائید

مشہور صحیح حدیث: "واعمال لکل امری ما یوی" (ہر شے کے لئے وہی چیز ہے جس کی اس نے نیت کی ہے) سے ہوتی ہے۔

زیر بحث مسئلہ میں ثانیہ اور کتاب کا استدلال حضرت ابن عمرؓ سے مروی اس حدیث سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا: "لیسک عن شرمہ" (شرمہ کی طرف سے ایک) حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: "من شرمہ؟" (شرمہ کون ہے؟) اس نے جواب دیا: "یہ کہ میرا شرمہ ہے، حضور ﷺ نے دریافت کیا: "صحیح عن نفسک؟" (تم نے اپنی طرف سے حج کیا ہے؟) اس شخص نے جواب دیا: "نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "صحیح عن نفسک ثم صحیح عن شرمہ" (پہلے اپنی طرف سے حج کر، پھر شرمہ کی طرف سے حج کر)۔ اس حدیث کی روایت ابو داؤد، ابن ماجہ وغیرہ نے کی ہے<sup>(۱)</sup>، ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ نے فرمایا: "اجعل هذه عن نفسک..." (اس حج کو تم اپنی طرف سے کر لو)، اس روایت سے ثانیہ اور حنبلیہ نے استدلال کیا ہے۔

نوی نے اس حدیث کی سند میں کوئی قرینہ نہیں دیا ہے، میرے حضرات نے ان سند میں کلام پایا ہے، اس حدیث کے مرسل اور موقوف ہونے کو اس حج قرینہ پایا ہے<sup>(۲)</sup>۔

- (۱) اس حدیث کی تخریج کذا بھی (فخر ۳) میں کذا بھی۔
- (۲) ابو داؤد نے یہ حدیث "باب الرجل یحج عن غیرہ" (۶۲/۳) کے تحت درج کیا ہے، لیکن ماجہ نے "الحج عن طہیت" میں اس کی روایت کی ہے، ص ۹۶، نمبر ۲۹۰۳، طبع مکتبۃ المدینہ ۱۳۵۲ھ دار الفکر، تحقیق: المصنف، بہت سی سندیں ذکر کی ہیں ۲۶۷/۲-۲۷۱، تحقیق: المصنف، شریکۃ المطابع، حدیث احمد، لکھنؤ، باب من لبس لہ ان یحج عن غیرہ ص ۳۳۶، طبع المکتبۃ المدینہ
- (۳) المجموع ۹۹/۷، دیکھیے تفصیل کے ساتھ ہر مسئلہ طریق سے اس حدیث کے محلل ہوئے کا ذکر کیا ہے، نصب الراية ص ۵۵، طبع دار المناہج ۱۳۵۷ھ، خط حلیہ، المدراہ ص ۹۲، مطبعہ المجلد

(۱) ملاحظہ ہو: ہر دو دونوں حلیوں کے مراجعہ عبارت الہی کی ہے۔

(۲) المسند لشمسہ شرح لباب المسند ص ۴۷۔

(۳) بدیع الصنائع ۱۳/۲۔

(۴) حوالہ سابق۔

## احرام ۸-۹

تنبیہ:

۸- لغت میں تہیہ کا معنی ہے پکارنے، لے کر جوب دینا حج کے بیان میں تہیہ سے مراد محرم کا یہ انشاد کہنا ہے: "لیک المہم لیک" یعنی اے رب میں آپ کی پکار پر حاضر ہوں۔

تہیہ کا استعمال بیشہ تشبیہ کی صورت میں ہوتا ہے بین اس سے مراد بکثرت ہوتی ہے۔

معنی یہ ہوا کہ میں بار بار بے شمار بار آپ کی پکار پر لیک کہنے کے لئے حاضر ہوں (۱)۔

تنبیہ کا حکم:

۹- امام ابو حنیفہ، امام محمد اور ابن حبیب مالکی کے نزدیک تہیہ احرام میں شرط ہے، ان حضرات کے نزدیک محض نیت کرنے سے احرام صحیح نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے ساتھ تہیہ یا اس کے قائم مقام کوئی عمل جو تقدیر تقسیم پر دلالت کرنے والا یعنی ذکر یا یاد ہی کو لے کر یا شامل نہ کر یا جائے، جب حج یا عمرہ کرنے والے شخص نے حج یا عمرہ کی نیت سے یاد مانوں کی نیت سے تہیہ نہ پڑھ تو وہ محرم ہو گیا اور اس کے بعد احرام کے سارے احکام (ن کی تفصیل دیکھیں گے) یہی ہے (۲)۔ احرام ہو گئے، اسی طرح جس چیز کا احرام باندھا ہے اس کی روایت بھی ضروری ہوئی۔

ان حضرات کے نزدیک معتقد قول یہ ہے کہ: "وہ شخص محرم تو نیت کی وجہ سے ہوگا، لیکن تہیہ کہنے پر ہوگا، جس طرح انسان نیت کے بعد رعبہ مارا کرتا ہے، اسی طرح تہیہ کہنے کی شرط کے

شافعیہ اور حنابلہ نے اس عباسی کی اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لا ضرورة لفي الاسلام" (اسلام میں ضرورت (بے ناکاح یا بے حج شخص) نہیں ہے) اس حدیث کی روایت احمد اور ابو داؤد نے کی ہے (۱) اور اس کی صحت بھی مختلف فیہ ہے (۲)۔

خطابی نے معالم السنن (۳) میں کہا ہے کہ اس حدیث سے وہ لوگ استدلال کرتے ہیں جن کا مسلک یہ ہے کہ ضرورت (جس نے کبھی حج نہ کیا ہو) کے لئے یہ جہاز نہیں کہ وہ دوسرے کی طرف سے حج کرے۔ مگر لوگوں کے نزدیک اس حدیث میں کلام کی تقدیر یہ ہے کہ ضرورت شخص جب دوسرے کی طرف سے حج کرے گا تو یہ حج اس کی نیت کی طرف سے ہو جائے گا، اور اسی حج فرض بن جائے گا، یہ تقدیر کلام ماننے کی صورت اس لئے ہے تاکہ نئی تہیہ پڑھ کر وہ ضرورت میں رہے گا، اور اسی شافعی، احمد و اسحاق کا یہی مذہب ہے۔

ان حضرات نے اپنے مسلک پر عقلی استدلال پیش کیا ہے کہ نفل و ریز حج فرض سے کمزور ہیں، لہذا ان دونوں کو حج فرض پر مقدم کرنا جائز نہیں، جس طرح دوسرے کے حج کو اپنے حج پر مقدم کرنا درست نہیں۔

اس طرح یہ حضرات نفل اور ریز کو اس شخص کے مسئلہ پر قیاس کرتے ہیں جس نے دوسرے کی طرف سے حج کا احرام باندھا، حالانکہ خود اس کے لئے حج فرض ہے (۴)۔

(۱) مسند احمد بن حنبل ۳/۳۴۳، حدیث ۱۸۳۵، تحقیق: احمد شاہ ابوداؤد (ب) لا ضرورة (۲/۱۲۰، نیز دیکھئے معالم السنن ۲/۲۷۸۔

(۲) مذکور کے مختصر السنن ۲/۲۷۸ میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

(۳) معالم السنن ۲/۲۷۹، مختصر السنن للحدادی کے کچھ مطبوعہ نسخے صادر ہونے سے یہ

اقتباس کیا گیا ہے۔

(۴) لم یجب واجموع ۷/۲۸۰۔

(۱) التہذیب لابن الاثیر ۱/۱۵۱ (ب) ۳/۲۷۹ نیز لسان العرب ۲/۲۷۹، ۳/۲۷۹،

القاسم بن علی کی شرح جامع لکھنؤ ۲/۳۷۹، ۳/۲۷۹ میں بھی یہی ہے،

لاحقہ کیا جائے۔

ساتھ، نہ کہ صرف تلبیہ سے (۱)۔

تلبیہ کے الفاظ کی واجب مقدار:

۱۰۔ فقہاء نے تلبیہ کے یہ الفاظ ذکر کئے ہیں: ”لیک الہم لیک، لیک لا شریک لک لیک، اِن الحمد والعمۃ لک والملک، لا شریک لک“۔

حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے اس الفاظ کی پابندی کی، اس پر اضافہ نہیں کیا (۱)، تلبیہ کے ہر ایک اہرام میں تلبیہ کی اونٹنی ستے الفاظ سے ہو جاتی ہے جن سے اللہ کی تعظیم ظاہر ہو، اس سے کہہ کر حقیقت تلبیہ کے ہر ایک صرف تلبیہ کی بات شرط ہے نہ نیت کے ساتھ کوئی بھی ایسا اثر شامل ہونا چاہئے جس کا مقصد تعظیم ہو، مثلاً تسبیح، تہلیل (۲)، اور چاہے اس کے ساتھ کچھ اور بھی پڑھ لیا ہو (۳)۔

تلبیہ کے الفاظ زبان سے کہنا:

۱۱۔ تلبیہ کی ”اونٹنی کے لئے الفاظ تلبیہ کو زبان سے کہنا شرط ہے، اگر محض دل سے تلبیہ کا اثر یا تو اس کا وہ فقہاء اعتبار نہیں کرتے جو تلبیہ کو اہرام کے لئے شرط قرار دیتے ہیں، اسی طرح جو فقہاء تلبیہ کو واجب کہتے ہیں، یا سنت قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک بھی زبان سے تلفظ کے بغیر محض دل سے تلبیہ سننے کا اعتبار نہیں۔

یہ مذہب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عائشہؓ، ام سلمہؓ، عیسیٰ بن ماریؓ، مجاہدؒ، عطاءؒ سے بھی نقل کیا گیا ہے، بلکہ اس کے بارے میں مفسر کے اتفاق کا دعویٰ کیا گیا ہے (۲)۔

دوسرے فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ اہرام میں تلبیہ شرط نہیں ہے جب انسان نے نیت کر لی تو محض نیت کی وجہ سے وہ حرام ہو گیا، اور اس کے ذمہ اہرام کے احکام اور جس چیز کا اہرام باندھا ہے اس کی اونٹنی لازم ہوئی۔

تلبیہ کو اہرام میں شرط نہ قرار دینے والے ائمہ کے درمیان پھر اختلاف ہو جاتا ہے، مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ تلبیہ اصلاً واجب ہے، اسے اہرام کے ساتھ جوڑنا سنت ہے (۳)، لہذا اگر نیت اور تلبیہ میں طویل فصل ہو گیا تو دم لازم ہوگا، اور اگر اس نے دوبارہ نیت کر کے تلبیہ کہہ لیا تو اس کے ذمہ سے دم ساقط نہیں ہوگا، تو تلبیہ نہ بنا یہ طویل فصل کے بعد کہنا، سنت ہو یا بھول کر ہو (۴)۔

شافعیہ (۵) اور حنابلہ (۶) کا مسلک اور امام ابو یوسف سے منقول (۷) یہ ہے کہ تلبیہ اہرام میں مطلقاً سنت ہے۔

(۱) متن الکومع شرح ابنی ۱/ ۹۰، شرح للباب ۱۲۲، رد المحتار ۲/ ۲۳۔  
۲/ ۲۳، وردیکھئے لہبوط ۱/ ۶۲، ۸۷، مطبوعہ المطبعة ۳۲۳، شرح وریثی ۲/ ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷،

س پر متفرغ ہونے والے حنفیہ کے وجوہات:

۱۲- پہلا جز یہ ہے کہ ترک کوئی شخص عربی زبان میں تنبیہ نہیں کہہ سکتا، لہذا اس نے عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں تنبیہ کہا تو بالاتفاق یہ تنبیہ درست و رطانی ہوگا، لیکن ترک عربی میں تنبیہ کہہ سکتا ہے اور اس کے باوجود غیر عربی میں تنبیہ نہایت جمہور فقہاء کے، ایک تنبیہ درست نہیں ہوگا، حصیہ کے نظام مذہب میں درست ہوگا۔

جمہور فقہاء کی دلیل یہ ہے کہ تنبیہ ایک مشروع ذریعہ ہے، لہذا عربی ربوب کے علاوہ کسی اور زبان میں اس کی شرمیت نہیں ہوگی، جس طرح ذال و رنماز کے وہاں میں ہوتا ہے (۱)۔ حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ تنبیہ کا مقصد اللہ کی تعظیم ہے جب یہ مقصد حاصل ہو یا تو تنبیہ (۱) ہو جا چاہیے، ترک عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں کہا گیا ہو۔

۱۳- دوسرا جز یہ کہ کوئی شخص کے بارے میں ہے حنفیہ کے نزدیک زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ کوئی شخص کے لئے احرام کی نیت کرتے وقت اٹھاؤ تنبیہ کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت دینا مستحب ہے، واجب نہیں، ایک قول یہ ہے کہ زبان کو حرکت دینا واجب ہے، کیونکہ امام محمد نے اس کی شرط ہونے کی صراحت کی ہے (۲)۔

اس بنیاد پر مناسب یہ ہے کہ (۳) حج میں ہر چاہوئی اس کے لئے زبان کو حرکت دینا لازم نہ ہو، کیونکہ حج کے باب میں زیادہ گنجائش ہے، حالانکہ قرأت مشفق علیہ قضی فیض ہے، اس کے خلاف تنبیہ مختلف فیہ منعی معامد ہے (۴)۔

(۱) مہتمم سہ ۲۸۲

(۲) فتح القدیر ۳۸۲ شرح المصاب ۷۰، طبع مکتبہ دار الفکر ۱۳۷۲ھ

(۳) جیسا کہ ملاحظہ کی گئی ہے جو عمرہ کے موضوع پر اپنی کتاب "شرح المصاب"

رحم ۷۰ میں لکھا ہے

(۴) مہتمم سہ ۱۸۸

تنبیہ کا وقت:

۱۴- حنفیہ (۱) اور حنبلیہ (۲) کے نزدیک افضل یہ ہے کہ دو رکعت سنت احرام کی نماز پڑھنے کے فوراً بعد حج یا عمرہ کی نیت سے پڑھنے کی نیت سے تنبیہ کہے، ترک اس نے کہا وہ درست کرنے کے بعد یا سواری پر سوار ہونے کے بعد تنبیہ کہے تو بھی جائز ہے، میقات آنے سے پہلے پہلے تنبیہ کہہ جایا جائے، ترک حج یا عمرہ کی نیت سے تنبیہ کہے بغیر میقات سے آگے بڑھ گیا تو حنفیہ کے نزدیک حرام کے بغیر میقات سے تجاوز کرنے والا ناجائز ہے گا، ہر کسی صورت میں اس کے، ایک ہو چکا لازم ہوتا ہے وہ اس کے وہ لازم ہوگا۔

جمہور فقہاء (۳) کے، ایک مستحب یہ ہے کہ پٹی سواری پر سوار ہو کر تنبیہ کا آغاز کرے، لیکن مالکیہ کے، ایک "احرام" تنبیہ کے، درمیان طویل فاصلہ ہو گیا، یا اس نے تنبیہ ترک کر دی تو وہ لازم ہوگا، جیسا کہ گذر چکا (دیکھئے: فترہ نمبر ۹)۔

ثانیہ اور حنبلیہ کے، ایک چونکہ تنبیہ سنت ہے اس سے تنبیہ ترک کرنے یا اس میں تاخیر کی وجہ سے کچھ لازم نہیں ہوتا۔

تنبیہ کے قائم مقام عمل:

۱۵- احرام کی ارغلی کے لئے حنفیہ کے، ایک دوسری تنبیہ کے قائم مقام ہوتی ہیں:

۱- اول: جو درجہ میں اللہ کی تعظیم ہو، مثلاً تسبیح، تہلیل، تکبیر، ثناء عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں ہو جیسا کہ اس کی وضاحت گذر چکی (دیکھئے: فترہ نمبر ۱۰)۔

(۱) مہتمم سہ ۳۶۲ ۳۷۷

(۲) علیہ التعمی ۳۲۱/۲ مکتبہ مطالب مولیٰ تونس۔

(۳) مختصر فہرست و شرح الکبیر ۳۹۲، مہتمم سہ ۹۹، مکتبہ ۵۳۲

## دوسری فصل

نیت کے ابہام و اطلاق کے اعتبار سے احرام کے حالات  
احرام کا ابہام

تعریف:

۱۷- مبہم احرام یہ ہے کہ مطلق نیک کی نیت کرے تعین کے بغیر، مثلاً  
”بے کہ میں نے اللہ کے لئے احرام باندھا پھر تبیہ کہہ لے، حج یا عمرہ کی  
تعین نہ کرے، یا کہے: میں نے اللہ تعالیٰ کے لئے احرام کی نیت کی،  
لےک اللهم لیک۔۔۔“ یا نیک کی حرمتوں میں داخل ہونے کی  
نیت کرے۔ ”کوئی چیز متعین نہ کرے۔“

تمام فقہاء مذاہب کا اتفاق ہے کہ یہ احرام درست ہے، اس پر  
احرام کے سارے احکام مرتب ہوں گے، جس شخص نے ایسا احرام  
باندھا اس کے لئے لازم ہے کہ ان تمام چیزوں سے جتناب کرے  
جو احرام کی حالت میں ممنوع ہوتی ہیں، جس طرح معین احرام میں  
کراہتا ہے۔

اسے احرام مبہم کہا جاتا ہے، اس کا نام احرام مطلق بھی ہے۔

نیک کی تعین:

۱۸- اس محرم کے لئے ضروری ہے کہ حج یا عمرہ کے فعل شروع  
کرنے سے پہلے ان میں سے کسی ایک کی تعین کرے، سے عمرہ یا  
حج کا یا دونوں کا احرام قرار دے لے، جیسی اس کی مرضی ہو۔

کس صورت کو اختیار کرنا افضل ہے؟ اس کا تعلق مذاہب فقہیہ  
کے اس اختلاف سے ہے کہ احرام کی کون سی قسم افضل ہے، قرن یا  
تمتع یا افران، اسی طرح اُرجح کے مینوں سے پہلے یہ احرام باندھا گیا

وہم: ہدی کو قدود پہنا، اس کو ہانکنا اور اس کے ساتھ مکہ کا رخ  
کرنا۔

”ہدی“ میں مبت گائے، بیل، بھیہ، بکری آتے ہیں مین قلا، و  
پہنانے سے بھیہ بکری مستثنیٰ ہیں، یونکہ حنیہ کے ذریعہ ایک نہیں قلا، و  
پہنانا مسنون نہیں ہے (۱) (دیکھئے: ”ہدی“۔)

قدود پہنانے کا مطلب یہ ہے کہ اونٹ یا گائے، بیل کی گردن  
میں کسی کوئی علامت باندھ دی جائے جس سے معلوم ہو کہ وہ  
”ہدی“ ہے۔

تبیہ کا ہدی کو قدود پہنانے اور اسے ہانکنے کے قائم مقام  
ہونے کی شرطیں:

۱۶- اس کے سے رت، بیل شرطیں ہیں:  
۱- نیت۔

۲- بدنہ کو حرم کے لئے ہانکنا، اور حرم کے ساتھ چلنا۔  
۳- گردنہ کو بھیج دینا، حرم کے ساتھ روانہ نہیں ہونا و شرط یہ  
ہے کہ میقات سے پہلے بدنہ کو پالے اور اسے ہانکے، والا یہ کہ تمتع یا  
قرن نیک کے سے بدنہ بھیجے ہو، ارجح کے مینوں میں جانور کو قدود  
پہنایا ہو، اسی صورت میں جب وہ احرام کی نیت سے حرم کی طرف سفر  
شروع کرے گا تو حرم ہو جائے گا، خواہ بدنہ کو میقات سے پہلے نہ  
پائے، یہ مسئلہ تحسب کی بنیاد پر ہے (۲)۔

(۱) فقہیہ ۳۶۱/۲ مجموع الفقہ، شرح المکر اللوی، ۹۱۴-۹۱۲، بیروت: المطبع  
۱۳۲۲ھ۔

(۲) شرح اللباب، ۴۲-۴۳، تعین الحقائق، ۳۹۲، طبع الامیریہ ۱۳۱۳ھ  
الدر الحق مع حاشیہ ۲۱۹/۲-۲۲۰۔

## احرام ۱۹

خود اس نے حج کے مہینوں میں احرام باندھا ہو یا کسی کے بوجہ تو اس احرام کو حج قرار کی طرف بھیجنا واجب ہے۔ احرام کی تعیین مار سے کسی جانب بھیجنے سے پہلے اس نے جو طواف یا ہے وہ طواف قدم ہوگا چونکہ طواف قدم حج کا رکن نہیں بلکہ احرام کے ہی ایک جانب بھیجے جانے سے پہلے اس طواف کا واقع ہونا مضرت نہیں ہوگا۔ اس احرام کو عمرہ کا احرام قرار دینا درست نہیں ہوگا اس سے کہ طواف عمرہ کا رکن ہے اور یہ طواف عمرہ کی تعیین سے پہلے واقع ہو ہے (۱)۔

ثانیہ (۲) اور ثالثہ (۳) احرام مہم میں یہ شرط رکھتے ہیں کہ حج یا عمرہ کا کوئی عمل شروع کرنے سے پہلے احرام کی تعیین ضروری ہے، اگر اس نے تعیین سے قبل حج یا عمرہ کا کوئی عمل کیا تو وہ کنیت نہیں کرے گا اور نہ درست ہوگا۔

دوسرے کے احرام کے مطابق احرام باندھنا

۱۹- اس کی شکل یہ ہے کہ احرام باندھنے والا اپنے احرام میں یہ نیت کرے کہ ”جو احرام فلاں کا وہی میرا“ بایں طور کہ وہ اس کے ساتھ جائے دار اور محتاج ہے یا اس کے علم فصل کی وجہ سے اس کی قید کرنا چاہتا ہے، پس کہتا ہے: اے اللہ میں تجہیہ کہتا ہوں، میں احرام باندھتا ہوں، میں نیت کرتا ہوں جیسا فلاں نے تجہیہ کہا یہ نیت کی، یہ کہہ کر وہ بیاب ہے۔

پس یہ احرام صحیح ہے، جس پر فقہاء کے نزدیک مبالغہ کے خارج مذہب میں اسی شخص کے احرام کے مطابق اس کا احرام

(۱) الشرح المکیر مع حاشیہ ۲/۲۶۱، نیز ملاحظہ ہو لفظ ۲/۲۶۳، حررہ فی ۲۵۶/

(۲) المنہاج مع الشرح ۲/۹۶، بیضاوی ۱/۵۷، المجموع ۷/۲۳۰، نہیۃ المحتاج ۳/۳۵۳

(۳) الکافی ۱/۵۳۱، النہی ۳/۲۸۵، مطالب ولی النہی ۳/۱۶۳

ہو اور شرج سے پہلے ہی اس کی تعیین کرنا چاہیے تو فقہاء کے اس اختلاف سے بھی اس کا تحقق ہے کہ حج کے مہینوں سے پہلے حج کا احرام باندھا جاتا ہے یا نہیں (۱)۔

احرام مہم کی تعیین اس طرح کی جائے گی اس کے مارے میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر طواف سے پہلے تعیین کر لی تو اس تعیین کا اعتبار ہوگا، اگر تعیین کے بغیر عمرہ کی نیت سے یا مطلق نیت سے طواف کر لیا خواہ ایک ہی شوط کیا ہو تو اس کا احرام عمرہ کا ہو جائے گا، وہ عمرہ کے اہمال پر رے کرے گا، پھر حج کا احرام باندھ کر ترجع کرنے والا ہو جائے گا۔ مذکورہ بالا صورت میں عمرہ کا احرام ہو جانے کی علت یہ ہے کہ ”طواف عمرہ میں رکن ہے اور طواف قدم حج میں رکن نہیں ہے بلکہ سنت ہے، لہذا اس طواف کو رکن ماننا قائل ترجیح ہے، اور عمرہ جس طرح اس کے ارادہ سے متعین ہو جاتا ہے اسی طرح اس کے فعل سے بھی متعین ہو جاتا ہے“۔

اگر اس نے احرام کی تعیین نہیں کی، نہ خانہ کعبہ کا طواف کیا بلکہ طواف سے پہلے عرفہ میں قوف کیا تو اس کا احرام حج کا ہو جائے گا، اگر قوف عرفہ کرتے ہوئے حج کا ارادہ نہ کیا ہو تو بھی یہ قوف رکن ہے شروع حج کا، ما جائے گا، اس کے مہمال حج کا پورا رکن لازم ہوگا، یہ مذہب حنفی کا معتد قول ہے (۲)۔

مالکیہ کا مذہب، امام ابو یوسف اور امام محمد کی ایک روایت یہ ہے کہ مسند احرام باندھنے والے کو تمیز کے بعد ہی حج یا عمرہ کرنا چاہیے، اگر اس سے حرام کوئی ایک کے لئے متعین کرے سے پہلے طواف یا

(۱) ح کے مہینوں سے پہلے احرام کے حکم کی مختلف مذہب میں تفصیل فقرہ ۳۵۰ میں دیکھی جائے۔

(۲) بدائع الصنائع ۲/۱۶۳، فتح القدیر ۲/۳۰، شرح المصاب ۲/۴۳-۴۴، رد المحتار ۲/۳۱

ہو جائے گا<sup>(۱)</sup>۔

ساتھ ہوگا قہری و اسب ہوگی، اور قہری کی شرط نہ لگانی ہو تو قہری اس پر لازم نہ ہوگی، اس تفصیلات کے مطابق جو حصار کی بحث میں آئیں گی۔

حنبلہ نے اس مسئلہ میں توسع سے کام لیتے ہوئے کہا ہے کہ جو شخص حج یا عمرہ کا احرام باندھے اس کے لئے مستحب ہے کہ اپنے احرام کے وقت شرط لگالے، حنبلہ کے نزدیک اس شرط کے دو قاعدے ہوں گے:

ایک قاعدہ یہ ہوگا کہ جب کسی رکاوٹ کی وجہ سے احرام ختم کرے گا، خواہ یہ رکاوٹ دشمن ہو یا مرض یا ان کے علاوہ کچھ اور تو اس کے لئے حائل ہونا جائز ہوگا۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ جب وہ اس شرط کی وجہ سے حائل ہو گیا تو نہ اس پر دم ہے نہ روزہ، چاہے مانع دشمن ہو یا بیمار یا کچھ اور۔

حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک احرام میں شرط لگانا درست نہیں ہے، اور اگر شرط لگائی تو اس سے رکاوٹ پیش آنے پر احرام ختم کرنا صحیح نہ ہوگا بلکہ جو رکاوٹ پیش آئی ہے اس کے سلسلہ میں "احصار کی بحث" میں آئی ہوئی تفصیلات کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔

ثانیہ اور حنبلہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے کہا: "دخل النبي ﷺ عسى صباغة بنت الربيع، فقالت: يا رسول الله اني اريد الحج وانا شاكية، فقال النبي ﷺ: ححي واشترطي أن محمي حيث حبستني" (نبی اکرم ﷺ صباغة بنت زبير کے پاس تشریف لے گئے، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں لیکن مجھے کچھ تکلیف ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: حج کر اور یہ شرط لگا دو کہ میرے احرام ختم کرنے کی جگہ وہ ہے جہاں مجھے رکاوٹ پیش آجائے)، یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں میں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ہے کہ وہ یس سے "وہ نبی اکرم ﷺ کو حجۃ المومن میں پایا، ان سے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: "بسم اهللت" (تم نے کس چیز کا احرام باندھا؟) انہوں نے عرض کیا: اس چیز کا احرام باندھا جس کا احرام نبی اکرم ﷺ نے باندھا ہے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لو لا ان معي الهدي لاحتلت" (اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں احرام سے دم لجاتا)۔ یک روایت میں یہ اضافہ ہے: "فاعد وامكث حراماً كما انت" (۲) (ہدی کرو اور جس طرح تھے اسی طرح احرام کی حالت میں رہو)۔

### احرام میں شرط لگانا

۲۰- احرام میں شرط لگانا یہ ہے کہ احرام باندھتے وقت انسان کہے: "مگر مجھے کوئی رکاوٹ پیش آئی تو میرے احرام ختم کرنے کی جگہ وہی ہوگی جہاں مجھے رکاوٹ پیش آئی"۔

۲۱- ثانیہ کے نزدیک اس طرح کی شرط لگانا صحیح ہے، اس قاعدہ یہ ہوگا کہ کوئی رکاوٹ مشابہہ قہری پیش آئے ہی احرام سے آزاد ہونا جائز ہوگا، اور اگر شرط نہیں لگائی ہے تو رکاوٹ پیش آنے پر احرام ختم کرنا درست نہ ہوگا، پھر اگر یہ شرط لگائی تھی کہ احرام ختم نہ ہادی کے

(۱) شرح المسبب ۲/۷۷، رد المحتار ۲/۷۷، الإيضاح ۲/۱۳، غنایہ المحتاج ۲/۷۷، شرواح المسبب ۲/۷۷، المجموع ۲/۳۱، المنی ۲/۸۵، کمال ۲/۳۱، المشرع الكبير مع حاشیہ ۲/۷۷، مواہب الجلیل ۲/۷۷، شرح الفرقانی ۲/۷۷۔

(۲) بخاری (۲) باب من اهل فی ذم النبي ﷺ كجاءه لالنبي ﷺ ۲/۷۷، طبع المیر ۲/۳۱، المسلم ۲/۷۷، القلہ بخاری کے ہیں اسی کے حاشیہ مسلم میں مذکور حضرت جابر کی اس طویل حدیث میں ہے جس کی روایت انہوں نے حضرت علی سے کی ہے۔



ہے<sup>(۱)</sup>۔

حنفیہ و مالکیہ کا استدلال قرآن کریم کی اس آیت سے ہے:  
 "لَئِنْ أَحْصَرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ"<sup>(۲)</sup> (پھر اگر گھم جاؤ،  
 تو جو بھی قربانی کا جائزہ ہو اسے پیش کرو)۔

اس سلسلے میں تفصیل ہے جو "احصار" کی اصطلاح کے تحت دہرائی  
 جائے گی۔

### ایک احرام پر دوسرا احرام باندھنا

اول

#### عمرہ کے احرام پر حج کا احرام باندھنا

۲۲- اس کی مثل یہ ہے کہ پہلے عمرہ کا احرام باندھے، پھر عمرہ کا  
 طواف کرنے سے پہلے یا عمرہ کا طواف کرنے کے بعد اس کا احرام متمم  
 کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھ لے۔

عمرہ کے احرام پر حج کا احرام باندھنے کی مختلف شرطیں بنتی ہیں۔  
 جس حالت میں دوسرا احرام باندھا گیا ہے اس کے اعتبار سے اور محرم  
 کی حالت کے اعتبار سے، ہر مثل کا علیحدہ حکم ہے۔

۲۳- حنفیہ چونکہ مکی کے لئے قرآن کو مکہ و مکہ اور بیت چیں اور کہتے  
 ہیں کہ اگر مکی سے قرآن پڑھا تو وہ ہو تو جائے گا مین اس سے را یا اور  
 اس کے دوسرے جائزہ سے قرآن لایا کر ہوگا تاکہ اس قربانی کی قربانی ہو سکے،  
 اس سے حنفیہ کے یہاں اس مسئلہ میں ایک خاص قسم کی تفصیل ہے،  
 جیسا کہ پھر مذکور سب میں احرام کے مسائل اور اس کی صورتوں کے

(۱) بخاری: کتاب الحج، باب ۱۱۱، کتاب الدین ۷۷، مسلم: کتاب الحج، باب  
 جواز اشتراط الحرام ۲۶۱، ابوداؤد: ۱۵۱۴-۱۵۲، ترمذی: ۲۷۸-۲۷۹  
 ۲۷۹، تحقیق احمد شاہ کروغری، طبع معتمدی، مجلس مبنائی مع حاشیہ ہندی و اسلامی  
 ۱۶۷۵، ابن ماجہ: ۹۷۹۔

(۲) سورہ بقرہ: ۱۹۶۔

بارے میں ان کی آراء کے مطابق تفصیلات ہیں۔

حنفیہ کے نزدیک تفصیل یہ ہے کہ محرم یا تو مکی ہوگا یا مکہ۔  
 جس حالت میں دوسرا احرام باندھا گیا ہے اس کے اعتبار سے  
 رت، مثل شرطیں بنتی ہیں۔

۲۴- پائی مثل: پائی مثل یہ ہے کہ عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے حج  
 کا احرام باندھ لے۔

الف۔ ایسا کرنے والا شخص اگر آفاقی ہے تو اس کا ایسا کرنا  
 لازمات سے ہے تمام مذہب<sup>(۲)</sup> کے مطابق ایسا کرنے سے وہ  
 کارن ہو جائے گا، بلکہ حنفیہ کی صراحت کے مطابق ایسا کرنا مستحب  
 ہے، یہ نکتہ حجۃ الاولیاء کے موقع پر حضور اکرم ﷺ کے عمل کو اسی مثل  
 پر محمول یا تا ہے، جیسا کہ دن ترمذی وغیرہ کی تحقیق ہے، نووی وغیرہ  
 نے بھی دن ترمذی کی پیروی کی ہے<sup>(۳)</sup>۔

اس کا بخاری: ابی ایلم ﷺ کے حج کے سلسلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
 حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے: "وہ ماتی ہیں: وکت من اهل  
 بعمرہ فحصدت قبل ان ادخل مكة، فاذكرني يوم عرفه  
 وانا حائض، فشكوت لبي رسول الله ﷺ فقال: "ادعي  
 عمرتكه وانقصي نفسك وامشطی، واهشی بالحج "

(۱) مکی سے مراد وہ شخص ہے جو مکہ میں ہو اور اس وقت کے اندر درہم ہوا ہو، خواہ وہ مکہ کا  
 باشندہ نہ ہو لیکن وہ وہاں آگیا ہو اور وہاں ٹھہر گیا ہو، لہذا مکی کے لئے اس سے  
 دینی تعبیر مبنائی کی ہے اور آفاقی وہ لوگ ہیں جو مکی کے علاوہ ہوں (دیکھئے  
 "آفاقی" کی اصطلاح)۔

(۲) فتح القدیر ۲/۲۸۸، البدائع ۱/۱۶۹، اللباب اور اس کی شرح المسک  
 المختصر ۱/۱۹۵، المصنوع ۲/۱۸۲، الشرح الکبیر ۲/۲۷۸-۲۸۸، مواہب الجلیل  
 ۳/۵۰، شرح البرقانی ۲/۲۵۸، شروح المنهاج ۳/۱۱۷، التہام  
 ۲/۳۲۲، فکائی ۱/۵۳۳، الايضاح و المہذب ۷/۱۵۳، المجموع  
 ۷/۱۷۳، الخ ۲/۳۷۳۔

(۳) شرح اللباب ۱/۱۹۵۔

(میں) لوگوں میں تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، مجھے ملے پہنچنے سے پہلے حیض آیا، عرفہ کا دن آیا، میری حیض ختم نہیں ہوئی، میں نے رسول اکرم ﷺ سے عرض حال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: پنا عمرہ چھوڑ دو، سر کا بال کھول لو اور کنگھی کرو اور حج کا احرام باندھو، یہ حدیث بخاری اور مسلم میں ہے (۱)۔

مالکیہ نے عمرہ پر حج کا احرام باندھنے کی درستگی کی یہ علت بیان کی ہے کہ ”حج قوی ہے و عمرہ ضعیف ہے“۔

ب۔ یہاں کرنے والا اگر مکی (یا میناتی) ہو تو حنیف کے نزدیک یہ اتفاق اس کا عمرہ چھوٹ جائے گا۔ ”عمرہ چھوڑنے کی وجہ سے اسے ایک چانور ذبح کرنا ہوگا، اس لئے کہ حنیف کے نزدیک مکی کے لئے حج اور عمرہ کو جمع کرنا غیر مشروع ہے“ (۲) اور ”معصیت سے بھٹانا لازم ہے“۔ عمرہ کے ترک کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عمرہ میں اعمال کم ہیں اور حج میں اعمال زیادہ ہیں، لہذا عمرہ میں اثر اجابت کم ہیں، اس کو چھوڑنا زیادہ آسان ہوگا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ عمرہ ہی کی وجہ سے گناہ ہوا، کیونکہ عمرہ ہی حج کے منت، اہل ہو، لہذا اہل کو چھوڑنا زیادہ بہتر ہوگا۔ وہ شخص اپنا حج پورا کر لے گا۔ عمرہ چھوڑنے کی وجہ سے ایک چانور ذبح کرنا ہوگا اور آئندہ عمرہ کی تفسا کرتی ہوگی (۳)۔

حنیف کے علاوہ دوسرے فقہاء کے نزدیک اس مسئلہ میں اتفاق اور مکی کا حکم یکساں ہے، دونوں کے احرام صحیح ہو جائیں گے۔ ہر دونوں قارن ہو جائیں گے، کیونکہ حضرات کے نزدیک مکی کے لئے قرآن جاز ہے، جیسا کہ اس کی تفصیل (فقہ نمبر ۳۰) میں آئے گی۔

میلن مالکیہ اور ثانیہ کے یہاں شرط یہ ہے کہ عمرہ صحیح ہو، اور

(۱) بخاری: کتاب الحج باب الاضداد بعد الحج بغیر ہجرتی ۳۳-۵، مسلم ۲۹۰۳۷۳۔

(۲) فتح القدیر ۲۸۸-۲۸۹۔

(۳) بدیع اصطلاح ۱۶۹/۲، حنیف کی عبادتوں میں ”ذبح“ سے مراد ترک کرنا ہے۔

مالکیہ کے یہاں عمرہ کے احرام پر حج کا احرام باندھنے کی تمام شرطوں کی صحت کے لئے عمرہ کے صحیح ہونے کی شرط ہے حنیف کے یہاں یہ شرط صرف قرآن کی صحت کے لئے ہے ثانیہ نے اس شرط کا اضافہ کیا ہے کہ عمرہ پر حج کا احرام باندھنا حج کے بیٹوں میں ہو۔

۲۵- دوسری مثل: دوسری مثل یہ ہے کہ عمرہ کا کچھ طواف کرنے کے بعد حج کا احرام باندھا جائے، کچھ طواف کرنے سے مراد یہ ہے کہ ابھی عمرہ کے طواف کا صرف تین چہرے یا اس سے بھی کم چہرے گھمایا ہو۔

اس مثل کے بارے میں حنیف کا مسلک اہل بیت ہے:

اہل بیت۔ اہل آفاق ہو تو قارب ہو جائے گا۔

ب۔ اہل مکی (میناتی) ہو تو فقہاء حنیف (۱) کی عبادتوں کا غور سے مطالعہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ حج و عمرہ میں سے کسی ایک کو ترک کرنا واجب ہے، پھر اس میں امر حنیف میں اختلاف ہے کہ حج کو ترک کرنا افضل ہے یا عمرہ کو ترک کرنا۔

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ حج کو ترک کر دے، اس ترک کی وجہ سے اسے ایک چانور ذبح کرنا ہوگا اور آئندہ ایک حج و عمرہ کرنا لازم ہوگا (۲)، کیونکہ یہ شخص اس آدمی کی طرح ہے جس کا حج فوت ہو گیا ہو، اور جس کا حج فوت ہو گیا ہو اس کا حکم یہ ہے کہ عمرہ کر کے احرام ختم کر لے، پھر آئندہ سال حج کرے (۳) حتیٰ کہ اگر اس نے اسی سال حج و عمرہ ساتھ ہو گیا، کیونکہ اب وہ اس شخص کی طرح نہیں رہا۔ جس کا حج فوت ہو گیا ہو بلکہ احصار والے شخص کی طرح ہو گیا جس نے احرام ختم کر لیا پھر اسی سال حج کر لیا، اس صورت میں اس پر عمرہ

(۱) رد المحتار ۱۵/۲، تہذیب الفقہ ۲/۵۵۔

(۲) جیسا کہ رد المحتار ۱۵/۲ میں اس کی وضاحت کی ہے، المصنوع ۱۸۲ کی ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کا اختلاف متعین طور پر کسی ایک

کو ترک کرے میں ہے۔

(۳) الہدایہ ۲/۲۸۹۔

جب نہیں ہوگا، اس کے برخلاف اگر اگلے سال یا اس کے بعد حج کیا تو حج کے ساتھ عمرہ بھی واجب ہوگا۔

امام ابو یوسف اور امام محمد فرماتے ہیں کہ عمرہ کا ترک سزا زیادہ پسندیدہ ہے، اسی عمرہ کی قضا کرے گا، کوئی دوسرا عمرہ لازم نہ ہوگا، اور نہ عمرہ کو ترک کرنے کی وجہ سے جانور یا سزا لازم ہوگا، اگر یہ حرم حج کے بجائے عمرہ کو ترک کرے تو امام ابو حنیفہ کے، ایک بھی یہی حکم ہوگا<sup>(۱)</sup>۔

ترک حج کے مستحب ہونے پر امام ابو حنیفہ کا استدلال یہ ہے کہ عمرہ کے بعض اعمال اور کر لینے کی وجہ سے عمرہ واجب ہو چکا ہے، اور حج کا احرام بھی پختہ نہیں ہوا ہے، اور میر پختہ کو ترک سزا زیادہ سہل ہے۔ دوسرا استدلال یہ ہے کہ موجودہ حالت میں عمرہ کو ترک کرنے میں عمل کو باطل کرنا ہے، اور حج کو ترک کرنے میں عمل سے روکا ہے، اور وہ ناپسندیدہ ہے<sup>(۲)</sup>۔

صاحب میں سے ترک عمرہ کے افضل ہونے پر اس طرح استدلال کیا ہے کہ عمرہ کا درجہ حج سے کم ہے، اس کے اعمال کم ہیں، قضا سزا زیادہ سہل ہے، کیونکہ عمرہ کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں<sup>(۳)</sup>۔

مالک<sup>(۴)</sup> اور حنابلہ<sup>(۵)</sup> فرماتے ہیں کہ عمرہ کے احرام پر حج کا احرام باندھنے کی یہ شرط بھی صحیح ہے، وہ شخص تارن ہو جائے گا عمرہ حج

میں داخل ہو جائے گا۔

شافعیہ<sup>(۱)</sup> اور شہب مالکی کا قول ہے کہ عمرہ پر حج کو داخل سزا عمرہ کا طواف ثامن کرنے سے قبل درست ہے، لیکن جب عمرہ کا طواف ثامن کر لیا خود ایک قدم ہی چاہے تو اس کا حج کا احرام باندھنا درست نہیں ہوگا۔

اس حضرات کا استدلال یہ ہے کہ "عمرہ کا احرام پہ مقصد سے جڑ چکا ہے، کیونکہ طواف عمرہ کا سب سے اہم عمل ہے، لہذا وہ اس عمل کی طرف نہیں پھرتا۔"

لیکن شافعیہ نے اس کی تفسیر یوں کی ہے کہ "اگر اس شخص نے طواف کی نیت سے عمرہ کا احرام باندھا تو زیادہ قوی یہ ہے کہ عمرہ کے احرام پر حج کا احرام داخل سزا جائز ہوگا، کیونکہ اسلام طواف کی تمہید ہے، طواف کا احرام نہیں ہے۔"

۲۶- تیسری شکل: تیسری شکل یہ ہے کہ عمرہ کے طواف کے ساتھ چکر لگانے کے بعد حج کا احرام باندھے۔

اس کا حکم حنفیہ کے رائے میں شخص کی طرح ہے جس نے طواف پورا کر لیا ہو، اس کی تکمیل پختی صورت میں رہی ہے، اس سے کہ حنفیہ کے یہاں اس کو طواف کا حکم حاصل ہوتا ہے<sup>(۲)</sup>۔

جمہور فقہاء کے رائے میں تیسری شکل کا یہی حکم ہے جو پہلے ذکر کردہ صورت کی شکل کا ہے<sup>(۳)</sup>۔

۲۷- چوتھی شکل: چوتھی شکل یہ ہے کہ عمرہ کا طواف مکمل کرنے کے بعد احرام ختم کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھے، حنفیہ کے مذہب

(۱) رد المحتار ۵/۳۵۳، تبیین الحقائق ۵/۵۵۷، ملاحظہ ہو "حج" کی اصطلاح۔

(۲) نوہم الابصار مع حاشیہ ۳/۱۵۳۔

(۳) الہدیہ ۳/۲۹۰، ملاحظہ ہو المسوط ۳/۱۸۲۔

(۴) الہدیہ ۳/۲۹۰، تبیین الحقائق ۳/۵۰۷، اس میں دلائل کی مزید تحصیل ہے البدیع ۳/۱۸۲، ۷۰، میں بھی اسی طرح ہے۔

(۵) شرح الکبیر مع حاشیہ ۳/۲۸۸، شہب، الجلیل ۵۰-۵۱، شرح الفرقانی ۳/۵۸۸، ۵۹۰، مدورہ ۳/۱۲۱، روایت بخون سے موازنہ کریں، مطبوعہ دارالحدیث ۱۳۲۳ھ۔

(۶) ہمیں ۳/۵۲۳، الذی ۱/۵۳۳۔

(۱) بیضاوی اور اس پر تفسیر کا حاشیہ ۵۶-۵۷، الہدیہ مع الشرح ۷/۶۳،

۱۶۵، ۱۶۷، شروح البہاج ۲/۷۰، الہدیہ ۳/۲۹۰، منی الکتاب ۱۳۱۳، طبع المجلد، سیاق سابق منی الکتاب اور الہدیہ ہیں۔

(۲) شرح المکرر للفتی ۱/۱۰۸۔

(۳) سابق عمل میں مذکور مذہب کے مراجع کا ملاحظہ کیا جائے۔

## احرام ۷۲

میں اس فعل کے بارے میں ہی تفصیل ہے جو ہری فعل میں ہے۔  
مالکیہ (۱) سے اس مسئلہ میں ایک تفصیل کی ہے جو درج ذیل ہے:

لف۔ عمرہ کا طواف کرنے کے بعد طواف کی دو رخصتیں پڑھنے سے پہلے عمرہ کے احرام پر حج کا احرام باندھنا مکروہ ہے، بین اہل احرام باندھنا یہ تو احرام صحیح ہو گیا، اور لازم ہو گیا وہ شخص تارن ہو گیا۔ اس پر ہم قریب لایم ہے۔

ب۔ عمرہ کا طواف کرنے کے بعد طواف کی دو رخصتیں پڑھنے کے بعد سعی شروع کرنے سے پہلے عمرہ پر حج کا احرام باندھنا مکروہ ہے، یہ احرام صحیح نہیں ہوگا، اور وہ شخص تارن نہیں ہوگا۔

اسی طرح کچھ سعی کرنے کے بعد حج کا احرام باندھنا اور ایسا ہی سعی کی حالت میں احرام باندھنا، اگر سعی کے بعض شوط کر لئے اور عمرہ پر حج کا احرام باندھ لیا تو اس کے لیے یہ مکروہ ہے، اگر ایسا کر لیا تو اپنی سعی پوری کرے، پھر حال ہو جائے، اس کے بعد پھر از سر نو حج کا احرام باندھے، چاہے وہ کی ہو یا آفاق۔

چونکہ طواف کی دو رخصتیں پڑھنے کے بعد سعی سے پہلے اس سعی کے دوران عمرہ پر حج کا احرام باندھنا صحیح نہیں ہے، لہذا مشیہ رقول کے اعتبار سے اس سے جس چیز کا احرام باندھا اس کی تسلا لازم نہیں ہے (۲)۔

ج۔ سعی عمرہ کرنے کے بعد طواف سے پہلے عمرہ پر حج کا احرام باندھنا، ایسا کرنا ابتداء جائز نہیں، اس لئے کہ اس کا نتیجہ طواف کو مؤثر کرنا ہے (۳)، پس اگر اس نے اس حالت میں احرام حج کا اقام کیا

(۱) الشرح الکبیر مع حاشیہ ۲/۲۸-۲۹، سوہب الجلیل ۳/۵۵-۵۵، شرح الرقابی و حاشیہ المنانی ۲/۲۵۹-۲۶۰۔

(۲) سوہب الجلیل ۳/۵۳۔

(۳) مالکیہ کے دوسرے قول کے مطابق اس سے طواف ساقط ہو جاتا ہے، ملاحظہ ہو:

تو اس کا یہ احرام صحیح ہے، اور یہ حج مستأنف ہے، اور اس کو عمرہ کے سے طواف کرنا ممنوع ہے، اس لئے کہ یہ احرام حج میں ضل پہنچا ہے، اور اس پر مدی لازم ہوئی، اس لئے کہ طواف عمرہ کو جو اس پر واجب تھا احرام حج کی وجہ سے مؤثر نہ رہا، اور نہ یہ قارن ہوگا نہ متمتع (۱)۔ اگرچہ اس نے اشج حج سے پہلے اپنا عمرہ پورا کر لیا تھا، بلکہ یہ معرد ہوگا، اور اگر اس نے بعض اوقات حج میں پورے کر دیے تھے تو وہ متمتع ہوگا۔

ا۔ اس شخص نے حج کا احرام باندھنے کے بعد طواف حج سے قارن ہونے سے پہلے ہی عمرہ کا طواف کر لیا تو بھی مدی (یک جا) شروع کرنا لازم رہے گی، اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوگی، اس صورت میں مالکیہ کے نزدیک اس پر فہم یہ بھی لازم ہو جائے گا، یہ میل تہلیل اور کرنے کا فہم یہ ہوگا (۲)۔

ثانیہ (۳) اور حنبلیہ (۴) کا مسلک یہ ہے کہ عمرہ کا طواف کرنے کے بعد عمرہ پر حج داخل کرنا یعنی حج کا احرام باندھنا درست نہیں ہوتا (اس کی علت سابقہ صورت کے تحت گذر چکی ہے) لہذا سعی کر پینے کے بعد تو بدرجہ اولیٰ عمرہ پر حج کو داخل کرنا درست نہیں ہوگا۔

لیکن حنبلیہ نے اس شخص کا استثناء کیا ہے جس کے پاس ہدی ہو، حنبلیہ کہتے ہیں (۵) کہ جس کے ساتھ ہدی ہو وہ عمرہ کی سعی کرنے کے بعد بھی عمرہ پر حج کا احرام داخل کر سکتا ہے بلکہ اس کے ذمہ ایسا کرنا

= حوالہ سابقہ ۵۳-۵۵۔

(۱) اس لئے کہ عمرہ پر حج داخل کرنا صحیح نہیں ہوگا بلکہ حج کا احرام صحیح ہوگا۔

(۲) مالکیہ کے یہاں ایک قول ہدی ساقط ہونے کا بھی ہے، اس بارے میں بحث سوہب الجلیل ۳/۵۵ میں دیکھی جائے۔

(۳) المہذب ۷/۳۴، انہما ۲/۲۲۲، مفتی الہامی ۱/۵۱۳۔

(۴) نکالی ۱/۵۳۳-۵۳۴، مفتی ۳/۸۲، حاشیہ البیہقی اور اس کی شرح

مطالب ولی ائسی ۲/۳۰۷-۳۰۸۔

(۵) عبارت مطالب ولی ائسی کی ہے معمولی تبدیلی کے ساتھ۔

## احرام ۲۸-۳۰

حنیہ اور مالکیہ کی صراحت کے مطابق یہ عمل مرد و عورت دونوں کے لیے واجب احرام درست ہو جانے کا اس تفصیل کے مطابق جس کو ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

سوم

ایک ساتھ دو حج یا دو عمرہوں کا احرام باندھنا

۲۹- اگر حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر تو ایک کا احرام منعقد ہو۔ دوسرے کا احرام لغو ہو گیا۔ یہ مالکیہ، شافعیہ و حنبلیہ کا مسلک ہے، اس لئے کہ یہ دونوں ایسی عبادتیں ہیں جن کا پورا کر دینا اس پر لازم نہیں، لہذا ایک ساتھ دونوں کا احرام بھی صحیح نہیں ہوگا، اسی بنا پر اگر وہ اپنے حج یا اپنے عمرہ کو فاسد کر دے تو بس اسی ایک کی تفسیر لازم ہوگی۔

حنیہ کا مسلک یہ ہے کہ دونوں کا احرام منعقد ہو جائے گا ورنہ اس میں سے ایک کی تفسیر کے ساتھ لازم ہوگی، کیونکہ اس کا احرام باندھ کر مرد و عورت دونوں کے لیے واجب تھا۔ اس موضوع کی کچھ تفصیلات درج ذیل بات میں، ان میں یہاں، کر کرنے کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ یہ بارالوقت میں (۱)۔

## تیسری فصل

### احرام کے حالات

۳۰- محرم جس تک کا ارادہ رکھتا ہے اس کے اعتبار سے احرام کی تین قسمیں ہیں: تہاج یا تہا عمرہ کا احرام باندھنا، یا دونوں کو جمع کرنا، جمع کرنے کی دو صورتیں ہیں: تمتع قرآن۔

(۱) انہی ۳۳ ۵۵۳، سواہب الجلیل ۳۸ ۵۵۸، المجموع ۵۲ ۵۳۵، فتح القدیر ۲۹۷/۲۔

لازم ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا، یہ تک وہ اس کے لئے رت و ریل "یتوں وچ سے مجبور ہے:" "ولا یخلفوا ذنبا و منکم حتی یبلغ الہدی محلہ" (۱)۔ (۲)۔ جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے (۳)۔ نہ منہ (۴)۔ مذہب حنبلی کے مطابق وہ شخص قارن ہو جائے گا (۲)۔

"انقرضت" اور "شرح مستقی" میں ایک دوسرے مقام پر ہے کہ وہ شخص قارن نہیں ہوگا اگر حج کے مہینوں کے علاوہ میں مرد حج داخل ہو تو مذہب حنبلی کے مطابق صحیح ہوگا۔ یہ تک حنبلیہ کے ایک حج کے مہینوں سے پہلے حج کا احرام باندھنا درست ہے۔

دوم

حج کے احرام پر عمرہ کا احرام باندھنا

۲۸- مالکیہ (۳)، حنبلیہ (۴) کا مسلک اور شافعیہ (۵) کا قول جدید (جو فقہ شافعی میں اصح قول قرار دیا گیا ہے) یہ ہے کہ حج کا احرام باندھنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھنا درست نہیں ہے، لہذا اود قارن نہیں ہوگا، نہ اس پر دم قرآن لازم ہوگا نہ اس عمرہ کی تفسیر لازم ہوگی جس کا احرام باندھا تھا، اسحاق بن راہویہ، ابو ثور اور ابن المنذر کا بھی یہی مسلک ہے۔

(۱) سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۹۶ کا کلام ہے اس کے بارے میں تفصیل "انصار" کی اصطلاح میں دیکھئے، یہ آیت اس میں وارد آئی ہے۔

(۲) ابن تہامہ نے انکانی اور انہی میں اس قول پر اکتفا کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب حنبلی میں یہی قول مستند ہے۔

(۳) مختصر ضعیف بشریہ سواہب الجلیل ۳۸ ۵۵۸، شرح المرقاۃ ۲ ۵۵۷، الشرح المکیر و جامعۃ الرسول ۲ ۵۷۷، ورد یکھئے المدونہ ۲ ۱۳۰۔

(۴) انہی ۳۳ ۵۵۸، انکانی ۱ ۵۳۲-۵۳۳، مطالب ولی انہی ۲ ۳۰۸۔

(۵) شرح النکاح ۲ ۵۲۷، نہایت المحتاج ۲ ۵۲۲، الايضاح ۲ ۵۷۷، المجموع ۵۲ ۵۶۳، مفتی المحتاج ۲ ۵۳۔

بغیر او:

حجاب کے نز، ایک بھی قرآن کی بھی تعریف ہے جو شافعیہ کے یہاں ہے۔ اس فرق کے ساتھ کہ حجاب حج کے مہینوں میں احرام باندھنے کی شرط نہیں لگاتے ہیں<sup>(۱)</sup>۔

صلح میں اگر وہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے احرام میں صرف حج یا صرف عمرہ کی نیت کرے۔

قرآن:

تمتع:

حنفیہ کے نزدیک تمتع یہ ہے کہ ایک ہی سب میں اشہر حج میں دووں تک کی "انگلی سے قاعدہ اٹھائے گا، بغیر اس کے کہ دونوں عبادتوں کے درمیان اپنے اہل کے ساتھ امام صحیح کیا ہو<sup>(۲)</sup>۔  
"امام صحیح" یہ ہے کہ عمرہ کے بعد حج شروع کرنے سے پہلے حائل ہو کر رہے<sup>(۳)</sup>۔

مالکیہ کے نزدیک تمتع یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کا احرام باندھے، پھر عمرہ سے فارغ ہو، اس کے بعد حج کرے<sup>(۴)</sup>۔  
شافعیہ کے نزدیک تمتع یہ ہے کہ اپنے شہر کے میثاق سے عمرہ کا احرام باندھے، اور عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد حج کرے<sup>(۵)</sup>۔  
حنابلہ کے نزدیک تمتع یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کا احرام باندھے، پھر عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد جہاں سے چاہے حج کا احرام باندھے<sup>(۶)</sup>۔

حنفیہ کے نزدیک قرآن یہ ہے کہ آفاقی ایک ساتھ یا الگ الگ حج اور عمرہ کو جمع کرے، الگ الگ جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عمرہ کا شرط طواف کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھ لے، خواہ مکہ سے ہی، اور عمرہ حج کے مہینوں میں "کرے"<sup>(۱)</sup>۔  
مالکیہ کے نزدیک قرآن یہ ہے کہ ایک ساتھ حج اور عمرہ کا احرام باندھے، ایک نیت کے ساتھ یا ترتیباً "دونوں کے ساتھ جس میں عمرہ کی نیت پہلے ہو، یا عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے یا طواف کرنے کے ساتھ عمرہ کے احرام پر حج کا احرام باندھے<sup>(۲)</sup>۔  
شافعیہ کے نزدیک قرآن یہ ہے کہ ایک ساتھ حج و عمرہ کا احرام باندھے، یا حج کے مہینوں میں عمرہ کا احرام باندھے، پھر عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے عمرہ کے احرام پر حج کا احرام داخل کرے<sup>(۳)</sup>۔

(۱) المغنی ص ۲۸۳، مطالب ولی امی ۲/۳۰۷، اس میں مراحت ہے "طواف حج کے مہینوں میں باندھنا۔"  
(۲) لباب المساک ۹۷۷۔  
(۳) شرح اللباب ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹۔  
(۴) متن فلیل مع الشرح الکبیر ۲/۲۹۴، وراہی کے مثل رسالہ نظیر وافی مع الشرح میں ہے ص ۳۳۔  
(۵) منهاج الطالبین للحوئی ۲/۲۷۷، نسخہ شرح لمبلی میں ان کے قول سے اس مکہ مسجد و وف ہے کیونکہ اس کے احراماء حیات کے لئے شرط نہیں ہے۔  
(۶) غایۃ المنتقی ۲/۳۰۷۔

(۱) باب المساک ۷، اس کا ۱۰۷۔ بدائع الصنائع ۲/۱۷۷ سے کیجئے، البدائع میں ہے "شریعت کے عرف میں قرآن اس آفاقی کا نام ہے جو جمع کرے۔" لیکن شرح الباب ۲/۱۷۲ میں مراحت کی ہے کہ آفاقی کی شرط قرآن مسور کے لئے ہے ایک ساتھ حج و عمرہ کے احرام کی صحت کے لئے نہیں ہے۔  
(۲) یہ تعریف معمولی تہذیبی کے ساتھ متن فلیل وراہی کے کبیر ۲/۲۸۷ سے لی گئی ہے اس کا سوا ذیل رسالہ نظیر وافی ۲/۳۳۳ سے کیجئے۔  
(۳) منهاج ص ۲۷۷، لہذا باب ۷/۱۶۳، سیاق منهاج کا ہے اس میں "حج کے مہینوں میں" کی شرط مسرور مذکور ہے۔









## احرام ۳۶-۳۸

میں سے ایک عبارت ہے۔ لہذا توقف و رطوف کی طرح اس میں بھی وقت کی بندش ہوگی<sup>(۱)</sup>۔

۳۶- احرام کے مسئلہ میں اختلاف کے باوجود فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ اگر حج کا کوئی عمل حج کے مہینوں سے پہلے کر یا تو معتبر نہیں ہوگا، حتیٰ کہ اگر تمتع یا قرآن کرنے والے نے حج کے مہینوں سے پہلے تیس دنوں کے روزے رکھ لے (امتعت یا مقرر کے تعلق سے) تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔ اسی طرح طواف قدم کے بعد صفا ہرود کے درمیان سعی کر لی تو یہ حج کی سعی نہیں ہوں، والا یہ کہ اشہر حج میں سعی کر لی ہو۔

دوم: احرام عمرہ کی زمانی میقاتات:

۳۷- فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ عمرہ کی زمانی میقاتات پورے سال ہے۔ لہذا عمرہ پورے سال یا جاسکتا ہے، جب بھی اس کا احرام باندھیں معتبر ہو جائے گا، کیونکہ اس کے سے کوئی وقت مخصوص نہیں ہے۔

اسی طرح فقہاء نے یہ بات بھی واضح کر دی ہے کہ رمضان کے مہینہ کا عمرہ دوسرے مہینوں کے عمرہ سے افضل ہے، اس کی تعبیر مصیب نے اس طرح کی ہے ”رمضان میں عمرہ کما مندوب ہے“ کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”عمرة في رمضان نفصي حجة“ (رمضان کا عمرہ حج کے تمام مقام ہے) (بخاری و مسلم)<sup>(۲)</sup>۔

۳۸- چند اوقات کے بارے میں فقہاء کا اتفاق ہے کہ ان اوقات میں عمرہ کا احرام عمرہ ہے یا نہیں وہ اوقات یہ ہیں:

۱۔ عرفہ کا دن (۹ ویں ایچہ) (قرآنی کا دن) (یوم النحر) اس

ہے، آیتوں کی تفسیر عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ ان مہینوں میں حج کا احرام باندھنا دوسرے مہینوں کے احرام کے مقابلہ میں زیادہ کامل ہے، اگرچہ دوسرے مہینوں کا احرام بھی صحیح ہوتا ہے<sup>(۱)</sup>، دوسرا استدلال یہ ہے کہ حج قرآن کی دو صورتوں میں سے ایک ہے۔ لہذا عمرہ کی طرح اس کا احرام بھی پورے سال باندھنا جائز ہوگا یا یوں کہا جائے کہ حج کے مہینے دو میقاتوں میں سے ایک ہیں۔ لہذا اس سے پہلے احرام باندھنا صحیح ہونا چاہئے، جس طرح مکانی میقات سے پہلے حج کا احرام باندھنا درست ہوتا ہے<sup>(۲)</sup>۔

مصیب نے اس مسئلہ کی توجیہ اپنے مذہب کی بنیاد پر کی ہے، مصیب کے نزدیک احرام شرط ہے رکن نہیں ہے لہذا احرام اس اعتبار سے طہارت کے پیش پہنچا دیا کہ وہوں کو وقت سے پہلے راجع رہے، لیکن احرام کو چونکہ رکن کے ساتھ بھی مشابہت ہے لہذا اسے حج کے مہینوں سے پہلے کرنا مکروہ ہوگا<sup>(۳)</sup>۔

شافعیہ کا استدلال بھی ارشاد ربانی: ”الحج أشهر معلومات“<sup>(۴)</sup> سے ہے، طریق استدلال یہ ہے کہ یہ ظاہر اس آیت کی تفسیر ایک دوسری معنوم ہوتی ہے ثنائیوں کے اختیار یا ہے، وہ یہ ہے: ”وقت الحج أشهر معلومات“ (حج کا وقت متعین مہینے ہیں)، اللہ تعالیٰ سے سال کے تمام مہینوں میں سے چند مہینوں کو حج کے لئے مخصوص کیا، اس سے معلوم ہوا کہ ان مہینوں سے پہلے حج صحیح نہیں ہوگا، جس طرح نماز کے وقت سے پہلے نماز نہیں ہوتی۔

شافعیہ سے عقلی استدلال یہ پیش کیا ہے کہ احرام حج کی عبارتوں

(۱) شرح الکبیر مع حاشیہ ۲۲/۲۔

(۲) اسی ۲۴/۲۔

(۳) فتح القدیر ۲۲/۲۔

(۴) سورہ بقرہ ۱۹۷۔

(۱) المہذب ۷/۲۲۵۔

(۲) صحیح بخاری (باب عمرة في رمضان) ۳/۳۳۳ مسلم ۳۳/۶۱-۶۲ معنی صحیح،

مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”حجة معي“ یعنی برص کا عمرہ دہرے

مہینے حج کسے کہہ رہے ہیں۔

## احرام ۳۹

ذی الحجہ (یوم تشریق)۔

رئی سے فارغ ہو چکا ہو<sup>(۱)</sup>، یا جو شخص منی سے ۱۲ روزی الحجہ کی کوکوفہ کر جائے اس کے لئے ضروری ہوگا کہ عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے اتفاقاً تیار نہ رہے کہ ۳۰ روزی الحجہ کے دن زوال کے بعد تقاضا وقت گذر چکا ہو جس میں رئی کی جاسکتی ہو۔

ان بنیاء پر مالکیہ نے لکھا ہے کہ اگر اس وقت سے پہلے جس کا تم نے نہ رہا ہے، عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اس کا احرام منعقد نہیں ہوگا، اور عمرہ کا احرام تمام افعال حج سے فراغت ہونے کے بعد اور چوتھے دن ۳ ریح کے غروب ہونے سے پہلے باندھنا مکروہ ہے<sup>(۲)</sup>۔

### مکانی میقاتات

مکانی میقاتات کی بھی ۱۰ قسمیں ہیں: احرام حج کے سے مکانی میقاتات، احرام عمرہ کے لئے مکانی میقاتات۔

۱۔ احرام حج کی مکانی میقاتات:

۳۹۔ احرام حج کی مکانی میقاتات مختلف جہتوں کے لوگوں کی ملک الگ ہے، مکانی میقاتات کے اعتبار سے لوگوں کی چار قسمیں ہیں: پہلی قسم: آفاقی۔  
دوسری قسم: میقاتی۔

مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ سب دنوں میں بھی عمرہ کو مکروہ نہیں قرار دیتے، لیکن شیخ ربیع ثنائی نے فرمایا ہے: ”عرفہ کے دن، عید الاضحیٰ کے دن اور یوم تشریق میں عمرہ کرنے کی اتنی تفصیلات نہیں ہے جتنی اور دنوں میں ہے، کیونکہ ان دنوں میں حج کے اعمال افضل ہیں۔“

حضرات نے کراہت نہ ہونے پر اس بات سے استدلال کیا ہے کہ اصل کراہت نہ ہونا ہے، ورنہ کراہت پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ عمرہ کے دن (۹ ویں الحجہ) سے لے کر اس کے بعد چار دن (۱۳ روزی الحجہ) تک عمرہ درمیانہ تحریمی ہے، حتیٰ کہ ان دنوں میں عمرہ کرنے والوں پر دم (ایک خانہ زنا کرنا) واجب ہوتا ہے، حنفیہ کا استدلال حضرت عائشہ کے اس ارشاد سے ہے: ”حمت العمرة في السنة كلها إلا أربعة أيام، يوم عرفة ويوم النحر ويومان بعد ذلك“ (عمرہ پورے سال حال ہے ۳۱ دن چار دنوں کے، عرفہ کا دن، قربانی کا دن، ۱۰، ۱۱، ۱۲ دن اس کے بعد)، یہ روایت تین ہی ہے، سر کی ہے<sup>(۱)</sup>، حنفیہ کا ایک استدلال یہ ہے کہ ”یوم“ حج کی مشغولی کے یام ہیں، ان دنوں میں عمرہ کرنا میں حج سے مشغول نہ رہے گا، اور بسا اوقات حج میں خلل، نفع ہو جائے گا، لہذا ان یام میں عمرہ مکروہ ہوگا۔

ب۔ مالکیہ نے عمرہ کے احرام میں وسعت ہو جانے سے اس شخص کا استثناء کیا ہے جس سے حج کا احرام باندھ کر کھایا، مالکیہ کے نزدیک اس کے عمرہ کا احرام باندھنے کا وقت حج کا احرام ختم ہو جانے کا وقت ہے، اس طور سے کہ وہ حج کے تمام افعال نوافل، سعی، چڑھنا، ان کی

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہیت کی ہے (السنن الکبریٰ للبخاری ج ۳ ص ۳۶۱، طبع المند ۳۵۰، نصب الراية ج ۳ ص ۱۳۶-۱۳۷)۔

(۱) حلق اس حکم سے مستثنیٰ ہے کرم کے حال کرے سے پہلے عمرہ کا احرام باندھنا صحیح نہیں ہے یعنی حلق سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا جاسکتا ہے، ملاحظہ ہو: مواہب الجلیل ج ۲ ص ۲۵۳ شرح الزرقانی ج ۲ ص ۲۵۰-۲۵۱۔

(۲) عمرہ کی زمانی میقاتات کے لئے درج ذیل کتابیں ملاحظہ ہو: اہدیٰ مع القیدی ج ۲ ص ۳۰۳، البدایہ ج ۲ ص ۲۷۷، المسک و مقتطع ج ۲ ص ۳۰۹، زیلتا ج ۳ ص ۳۰۷-۳۰۸، مواہب الجلیل ج ۲ ص ۲۲۶، شرح الزرقانی ج ۲ ص ۲۵۰، شرح الکبیر مع حاشیہ ج ۲ ص ۲۲، شرح المرسلہ مع حاشیہ فقہوی ج ۲ ص ۳۹۷-۳۹۸، اہدیٰ مع المجموع ج ۲ ص ۳۳۶، شرح المصباح ج ۲ ص ۹۳، نہیہ الکناز ج ۳ ص ۳۸۹، نکاتی ج ۲ ص ۵۲۸، طالب ولی فی ج ۲ ص ۳۰۱، ص ۳۰۲-۳۰۳۔

## احرام ۴۰-۴۱

تیسری قسم: حرمی۔

چوتھی قسم: مکی۔

مکی و حرمی ہی چیزوں میں یک ہیں۔ لہذا دونوں کا ایک مسئلہ ہوگا۔

ایک پانچویں قسم بھی ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن کی جگہ تبدیل ہوئی ہے سوال یہ ہے کہ ان کی میقات کون سی ہے؟

آذنی کی میقات:

آذنی دو شخص ہے جس کا مکان موافقت (میقاتوں) کے ساتھ ہے۔

۴۰۔ ہاں اس بات پر متفق ہیں کہ وہ اہل مکہ ہیں، لہذا میقات ان کے مقابل رہنے والوں کے لئے میقات ہیں، وہ میقات یہ ہیں:

۱۔ اہل مدینہ: یہ اہل مدینہ کی میقات ہے، اور ان تمام لوگوں کی جو غیر اہل مدینہ ہیں اگر ان میقات سے گزر رہے ہیں یہ مقام آذنی کل ”ہجر علی“ کے نام سے مشہور ہے (۱)۔

۲۔ جحہ: یہ اہل شام کی میقات ہے، اور شام کے راستہ سے مکہ مکرمہ آنے والے تمام لوگوں کی میقات ہے، مثلاً اہل مصر، اہل مغرب۔

۳۔ حاجی لوگ عام طور پر ”ربیع“ سے احرام باندھتے ہیں، یہ مقام جحہ سے پہلے سمندر کی سمت میں پڑتا ہے، لہذا ”ربیع“ سے احرام باندھنے والا میقات سے پہلے احرام باندھنے والا ہوا، بعض لوگوں

(۱) ایک بے ہودہ قصہ میں جو حضرت علی کی طرف منسوب کیا گیا ہے مذکور ہے کہ حضرت علی نے اس مقام کے ایک کنویں میں جنوں سے قال کیا، یہ بالکل تھوڑی بات ہے اس مقام پر شعائر احرام کے علاوہ کوئی اور رسم و رواج کرے سے پرہیز کیا جائے، ملاحظہ ہو اسباب الجلیل ص ۳۰۔

نے کہا ہے کہ ربیع سے احرام باندھنا زیادہ صحیح کی بات ہے، چونکہ

یقین سے معلوم نہیں ہو پاتا ہے ”جحہ“ کا محل وقوع کیا ہے۔

۴۔ قرن المنازل: اس سے ”قرن“ بھی کہا جاتا ہے، جو اہل نجد کی میقات ہے۔ ”قرن“ عرفات کے پاس ایک پہاڑ ہے، یہ مکہ سے قریب ریں میقات ہے، اس سے آذنی کل ”یل“ کہا جاتا ہے۔

۵۔ یلملم: یہ باقی اہل یمن تہامہ اور سندھ و عرب والوں کی میقات ہے۔ یہ مکہ مکرمہ کے جنوب میں تہامہ کا ایک پہاڑ ہے۔

۶۔ ات عرق: یہ اہل عرق و تمام اہل شرق کی میقات ہے۔

مختلف مقامات کے لئے میقاتیں مقرر کرنے کے دلائل:

۴۱۔ اس بات کی دلیل کہ مذکور بالا مقامات کو احرام کے سے میقات مقرر کیا گیا ہے سنت اور جماع ہے:

۱۔ اہل مدینہ کی حدیث کے بارے میں بہت سی احادیث ہیں جن میں سے دیکھیں یہاں ذکر کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس کی حدیث ہے، و فرماتے ہیں: ”إن رسول الله ﷺ وقت لأهل المدينة ذا الحليفة، ولأهل الشام الحففة، ولأهل بحد قري المازل، ولأهل اليمن بضم، هن لهن ولمن أتى عليهن من غير أهلهن، ممن أراد الحج والعمره، ومن كان دون ذلك فمن حيث أنشأ، حتى أهل مكة من مكة“ (رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے اہل مدینہ مقرر فرمایا، اہل نجد کے لئے قرن المنازل مقرر فرمایا اور اہل یمن کے لئے یلملم مقرر فرمایا، یہ مقامات ان مقامات کے باشندوں کے لئے ہیں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو حج اور عمرہ کے ارادہ سے ان مقامات سے گزر رہے ہیں، وہاں

## احرام ۴۲

خنیہ<sup>(۱)</sup>، حنابلہ<sup>(۲)</sup> اور جمہور شافعیہ<sup>(۳)</sup> نے اس بات کو صحیح قرار دیا ہے کہ ذات عرق کی تیسین بھی رسول اکرم ﷺ سے مصرح ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ تیسین نہیں پہنچی تھی تو انہوں نے اپنے اجتہاد سے تحدید کی۔ اس کا اذیتانہ نص کے موافق ہو گیا۔

ب۔ جہاں تک اس موافقت پر جماعت ہونے کی بات ہے تو اس مابہت نووی نے انجوع<sup>(۴)</sup> میں لکھا ہے: ”بن المذہب روایت ہے کہ اس موافقت پر علماء کا اتفاق ہے۔“

یوکر بن عبد البر کہتے ہیں: ”اہل علم کا اس بات پر جماع ہے کہ عرق کا ذات عرق سے احرام باندھنا میقات سے احرام باندھنا ہے۔“<sup>(۵)</sup>

### موافقت سے متعلق احکام:

۴۲۔ چند احکام یہ ہیں:

الف۔ جو شخص حج یا عمرہ کے ارادہ سے میقات سے گزرے اس کے لئے بلا جماع میقات سے احرام باندھنا واجب ہے اور احرام کو اس سے مؤخر کرنا حرام ہے<sup>(۶)</sup>۔

(۱) صیرے ذات عرق کو حدیث سے ثابت کیا ہے، علامہ حنفیہ: الموطا ص ۶۶، الہدایہ ۱۳۱/۲، رد المحتار ۲/۲۰۷، رد المحتار میں ”نہر“ کے حوالہ سے اس حدیث کو حسن قرار دیا گیا۔

(۲) حتی کرنا یہ انتہی مع لشرع (۲۰۶ ۲۰۷) میں صورت کی ہے کہ یہ تمام موافقت نص سے ثابت ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ کے اجتہاد سے۔

(۳) جیسا کہ نووی نے انجوع میں ذکر کیا ہے ص ۱۹۳، نووی نے یہ بھی صورت کی ہے کہ یہ امام شافعی کا قول ہے ص ۱۹۵۔

(۴) انجوع الموطا ص ۱۹۳۔

(۵) انجوع ص ۲۵۷۔

(۶) انجوع ص ۲۰۶ اور مسندک المختصر ص ۵۵ میں جماع کی صراحت کی گئی ہے اس حکم پر علماء کا اتفاق فقہی مراجع کی عبارتوں سے ظاہر ہے۔

کے باشندوں کے علاوہ، اور جو لوگ ان مقامات کے اندر رہتے ہوں وہ پے مقام سے احرام باندھیں، حتیٰ کہ اہل مکہ مکہ سے، یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں میں ہے<sup>(۱)</sup>۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہاں اہل المدينۃ من دى الحلیۃ، و اهل الشام من الجحفة، و اهل نجد من قرون، قال عبد اللہ - یعنی ابن عمر - و بلعنی ان رسول اللہ ﷺ قال: و یہاں اہل الیمس من یلملم، (اہل مدینہ، و اخلیجہ سے احرام باندھیں، اہل شام جہہ سے، اہل نجد قرن سے، عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات بھی پہنچی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اہل یمن یلملم سے احرام باندھیں) (بخاری و مسلم)<sup>(۲)</sup>۔

یہ حدیث ذات عرق کے علاوہ دوسرے موافقت کے بارے میں ہیں، اس مابہت اختلاف ہے کہ ذات عرق کی تحدید نص سے ہوئی یا اجتہاد و رجحان سے ہوئی۔

سواء کی یک جماعت (جس میں امام شافعی اور امام مالک بھی ہیں) کا قول یہ ہے کہ ذات عرق کی تیسین حضرت عمرؓ نے اپنے اجتہاد سے کی تھی پہلے بھی اسے تسلیم کیا، لہذا اجماع ہو گیا۔

(۱) صحیح بخاری، کتاب الحج باب اهل مكة للحج والعمرة ص ۱۳۲ و دوسرے مقامات، مسلم ص ۵۳۳۔

(۲) صحیح بخاری باب مہفات اهل المدينة ص ۳۲/۲، مسلم ص ۶۸۳، یہ روایت ”مالک بن مالک عن ابن عمرؓ“ کی سند سے مروی ہے جو مسلسلہ قدیم (سولے کی رنجیر) ہے، یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں میں غلوہا لا سفات میں ”دھری عن سالم عن لیبہ“ کی سند کے ساتھ ہے اس سلسلہ سند کو بھی صحیح الالبانی مدق قرار دیا گیا ہے۔

## احرام ۴۳-۴۸

صحابہ نے اسے برقرار رکھا۔ لہذا معلوم ہو کہ صحابہ ہی اس کا تائید و اختیار کرنے میں متفق تھے۔

احکام موقوت سے مفرغ جزئیات:

۴۶- جو شخص ایسی راہ سے مکہ کے لئے روانہ ہو جس راستہ میں کوئی متعین میقات نہیں ہے، خواہ وہ خشکی کا راستہ ہو یا سمندر کا یا فضائی، وہ ایجاباً اسے کام لے، اور جب مذکورہ موقوت میں سے کسی کے مقابل آئے تو احرام باندھ لے، اس میں اسے احتیاط سے کام لینا چاہئے، تاکہ بلا احرام کے میقات سے آگے نہ بڑھ جائے، خاص طور سے ہوائی جہاز کے مسافر کو زیادہ احتیاط سے کام لینا چاہئے۔

۴۷- اگر محاذ کا طم نہ ہو سکے (۱) تو وہ مکہ سے دوسرے محلہ کے فاصلہ پر احرام باندھ لے، مکہ سے قریب ترین میقات کی مسافت پر قیاس کرتے ہوئے، اس لئے کہ وہ مکہ سے دس دن کی دوری پر ہے۔ اسی جہاں پہنچتا ہوا نے فاصلہ موقوت کے اندر داخل ہے، کیونکہ وہ قریب المنارل سے بھی زیادہ مکہ عمرہ سے قریب (۲) ہے (۳)۔

۴۸- اسی پر مفرغ ایک مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص دو میقاتوں سے گذرے وہ کس میقات سے احرام باندھے، مثلاً شامی جب مدینہ

جس جگہ کو میقات مقرر کیا گیا ہے اس کے آغاز سے یعنی مکہ سے دور لے کر وہ اسے احرام باندھنا افضل ہے، تاکہ وہ شمس میقات کے کسی حصہ سے احرام کے بغیر نہ گذرے، لیکن اگر میقات کے آخر سے یعنی مکہ سے قریب تر نہ ہو تو احرام باندھنا بھی بالاتفاق جائز ہے، کیونکہ اس مقام سے احرام باندھنا ہو گیا۔

۴۳- ب۔ جو شخص حج یا عمرہ کے علاوہ کسی اور ضرورت سے حرم میں جانے کے لئے موقوت سے گذرا اس کے بارے میں اختلاف ہے: حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کا مسلک ہے کہ اس کے لئے دخول مکہ یا مکہ کے چاروں طرف جو قائل تقسیم حرم کا ملاقات ہے اس میں داخل ہونے کے لئے احرام واجب ہے، اس نے اگر حج کا احرام نہیں باندھا ہے تو اس کے لئے عمرہ کس لازم ہے۔

شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ جب وہ مکہ یا حرم کے ملاقات میں حج یا عمرہ کے لئے ہو تو اسے عمرہ سے چار ہا ہے تو اس کے لئے احرام نہ باندھنا جائز ہے (اس بابت دلائل اور بیانات "حرم" کی اصطلاح میں دیکھی جائیں)۔

۴۴- ج۔ ان موقوت میں اس طبقوں کا اعتبار ہے، بائیں کسام یا عمارت کا اعتبار نہیں ہے، لہذا اگر کسی میقات میں قیہ شد و عمارت مہدم ہوئی، اور وہ عمارت سی اور جگہ اس سے قریب مقام پر متعلق کر دی گئی اور اس عمارت کا پہلا والا ہی نام رہے یا آیا تو اس سے حکم میں تبدیلی نہیں ہونی بلکہ پہلی والی جگہ ہی کا اعتبار ہوگا (۱)۔

۴۵- د۔ یہ شرط نہیں ہے کہ بیرون موقوت سے احرام باندھا جائے بلکہ ان موقوت سے یا اس کے محاذ کی متقابل مقامات سے احرام باندھنا کافی ہوگا، کیونکہ ذات عرق کی تحدید کے بارے میں یہ گذر چکا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس کی تحدید محاذۃ کی بنیاد پر کی اور

(۱) اس موضوع پر بحث و مذاکرہ ہو کر کیا کوئی جگہ ہو سکتی ہے جس کے محاذ میں کوئی میقات نہ ہو، اس کا غلط کرتے ہوئے ہم نے یہ مسئلہ لکھا ہے ہم خود اس بحث میں نہیں پڑے کیونکہ فقہاء جس کا ذکر کرتے ہیں اس کا کوئی خاص عملی فائدہ نہیں ہے۔

(۲) میقات مسجد تک پہنچتا ہے اسی طرح جب ہم جدہ کو پہنچتے ہیں تو مسجد کی محاذۃ سے موقوت کے بعد گردنی ہے اور موقوت مسجد کی چوڑائی تک محدود جاتے ہیں۔

(۳) فتح الباری ۳/۲۵۱ طبع المکتبۃ النوریۃ للکتاب ۳۱۹ھ۔

## احرام ۳۹

ہو کر آئے، اور وہ فی جبھہ سے گزرے تو ان کا وہ میتاتوں پر گزر ہوگا۔

ثانیہ اور حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ اس پر وہ پہلی میتات سے احرام باندھنا واجب ہے، مثلاً شام، مصر اور مغرب والوں کی میتات چھ ہے جب یہ لوگ مدینہ منورہ سے گزریں گے تو ان پر اہل مدینہ کی میتات ذوالخلیجہ سے احرام باندھنا واجب ہوگا۔ اگر یہ لوگ احرام کے بغیر ذوالخلیجہ سے آگے بڑھ کر چھ تک پہنچ گئے تو ان کا حکم اس شخص کی طرح ہوگا جو احرام باندھے بغیر میتات سے آگے بڑھ گیا۔

مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ اس شخص کے لئے پہلی میتات سے احرام باندھنا مستحب ہے لیکن اس کی میتات دوسری میتات ہے، اس لئے پہلی میتات سے احرام باندھنا واجب نہیں ہے، کیونکہ اس کی میتات آگے ہے۔

حنبیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ میتاتوں سے گزرنے والے شخص کے لئے افضل یہ ہے کہ پہلی میتات سے احرام باندھے، دوسری میتات جو مکہ سے قریب تر ہے، تک احرام کو ٹوٹ کرنا مکروہ ہے، لیکن حنبیہ نے اپنے اصح قول کے اعتبار سے یہ پابندی نہیں لگائی ہے کہ دوسری میتات ہی اس کی میتات ہے، ثانیہ اور حنابلہ کا استدلال حدیث موافقت میں رسول اکرم ﷺ کے ارشاد: ”ہیں لبس و لمس ہی عیدین من غیر اہلہیں“ (یہ میتاتیں) پر نہ رز دو لوگوں کے لئے ہیں ورنہ لوگوں کے لئے ہیں جو وہاں سے گزریں، وہاں کے لوگوں کے علاوہ) سے ہے، کیونکہ یہ ارشاد اپنے عموم کے اعتبار سے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اگر شامی شخص ذوالخلیجہ آئے تو یہ ذوالخلیجہ اس کی میتات ہے، اس کے لئے وہاں سے احرام باندھنا واجب ہوگا، یہ جائز نہیں کہ وہاں سے بلا احرام آگے بڑھ جائے۔

مالکیہ اور حنبیہ کا استدلال مذکورہ علاقوں کے باشندوں کے لئے توقیت کے عموم سے ہے، اسی کے ساتھ اس عموم سے بھی جس سے ثانیہ نے استدلال کیا ہے، اس سے دونوں چیزوں کا جو ز ہو جائے گا۔

حنبیہ نے دونوں عبارتوں میں عموم کو اس کے ظاہر پر محمول کرتے ہوئے دونوں میتاتوں سے احرام باندھنے کو جائز قرار دیا ہے، لیکن پہلی میتات سے احرام کو مؤخر کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے، اس کی دلیل حضرت ابن عمر کا یہ اثر بھی ہے کہ ”انہوں نے نزع سے احرام باندھا“ جو ذوالخلیجہ اور مکہ کے درمیان ایک مقام ہے (۱)۔

مالکیہ نے یہ چیز اہل مدینہ کے علاوہ کے لئے مخصوص کر دی ہے، ان کی دلیل رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کا عمل ہے کہ ان حضرات نے ذوالخلیجہ سے احرام باندھا، حنبیہ نے ان حضرات کے اس عمل کو افضل شکل پر عمل کرنے پر محمول کیا ہے۔

حنبیہ اور مالکیہ کی عقلی دلیل یہ ہے کہ میتات کا مقصد حرم محترم کی تقسیم ہے، یہ مقصد کسی بھی ایسی میتات سے احرام باندھنے سے حاصل ہو جاتا ہے جس کا شریعت مطہرہ نے اعتبار کیا ہو، اس میں نہ ایک اور وہ کی میتات برآمد ہے۔

۳۹- مکانی میتاتوں سے پہلے احرام باندھنا بلا جہاں جائز ہے، ان موافقت میں تعیین صرف اس لئے کی گئی کہ لوگ احرام کے بغیر ان سے آگے نہ بڑھیں۔

لیکن اس بارے میں اختلاف ہے کہ ان میتاتوں سے احرام باندھنا افضل ہے یا ان سے پہلے احرام باندھنا افضل ہے؛

(۱) اس کی روایت نام مالک نے الموطا میں کی ہے (موافقت لفظاً) ار ۳۳۲، صحیح ترمذی الموطا طبع مع صفی المصنفی المصنفی ۳۳۹ھ یہ روایت ”الفتح من اس مکرر“ سند کے ساتھ ہے اس کا جواب المجموع ۲/۴۰۳ میں دیکھا جائے۔

## احرام ۵۰-۵۱

مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ میقات سے پہلے احرام باندھنا مکروہ ہے۔

اس کے برخلاف حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ میقات سے پہلے احرام باندھنا افضل ہے بشرطیکہ اپنے بارے میں احکام احرام کی مخالفت نہ کرنے کا طمیس ہو۔

مالکیہ، شافعیہ و حنابلہ میں یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام نے میقات سے احرام باندھا، وہ حضرات افضل علی کام یا کرتے تھے وہر استدلال یہ ہے کہ میقات سے پہلے احرام باندھنا بیہوشی ہے جیسے حج کے مینوں سے پہلے احرام باندھنا یا حارے لہذا اسی کی طرح مکروہ بھی ہوگا۔

حنفیہ کا استدلال ابو داؤد، بن ماجہ میں مذکور حضرت ام سلمہؓ کی اس حدیث سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”من اهل من المسجد الأقصى بعمره او حجة عصر له“ (۱) جس نے مسجد اقصیٰ سے عمرہ یا حج کا احرام باندھا اس کی مغفرت رہی گئی۔

حضرت عیٰ سے ارشاد باری: ”واتموا الحج والعمرة لله“ کے بارے میں روایت یہ آیا تو آپ نے کہا: ”لی نحرہ من دويرة اہک“ (حج و عمرہ کا اتمام یہ ہے کہ اپنے وطن سے احرام باندھو)، اس اثر کی روایت حاکم نے کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے (۲)۔

حنفیہ کا عقلی استدلال یہ ہے کہ ”اس میں بہت زیادہ تقسیم بھی

(۱) سنن ابی داؤد، باب الحجۃ ۴۳/۲ ابن ماجہ ۹۹۹، حدیث ۳۰۹۱  
مذریٰ نے تہذیب السنن (۲۸۵/۲) میں لکھا ہے کہ اس روایت کی متن اور سند کے بارے میں روایوں میں کافی اختلاف ہے۔

(۲) مستدرک حاکم ۲/۲۷۱ طبع المند، حاکم نے کہا ہے کہ ”یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے“ اور وہی نے بھی حاکم سے اتفاق کیا ہے۔

بھر پور ہے“ اس لیے وہ زیادہ افضل ہوگا۔

۵۰۔ جو شخص حج یا عمرہ یا قرآن کے ارادہ سے بغیر حرام میقات سے آگے بڑھ گیا ہو گناہ گار ہو، اس پر لازم ہے کہ میقات واپس کرے وہاں سے احرام باندھے۔

اگر میقات پر واپس نہیں آیا تو اس پر ہم (جائزہ بخیر) واجب ہو، خود اس نے میقات سے واپس ہونے کی وجہ سے ترک کی ہو یا ماذر کے۔ خود وہ مسئلہ سے وقف ہو یا موقوف ہو، شہید ہو یا مانی سے یا ہول آئے۔

لیکن جو شخص ماذر کی وجہ سے میقات واپس نہ آیا وہ واپس نہ آنے کی وجہ سے گناہ نہیں ہوگا، چند اذریہ ہیں: ہفت کی ہنگام کی وجہ سے وقف عرفہ چھوٹنے کا خوف، سخت مرض، رہنا و سفر کے چھوٹ جانے کا خوف۔

یہ بات تمام فقہی مذاہب میں متفق علیہ ہے۔

### میقاتی (بستانی) کی میقات:

۵۱۔ میقاتی وہ شخص ہے جو سو ایت کے علاقوں میں یا اس کے محاذات میں یا ایسی جگہ میں رہتا ہو جو کہ حرم مکی سے باہر ہو، جیسے قدیر، مسلمان، مزاب، الطیران۔

مالکیہ (۱)، شافعیہ (۲) اور حنابلہ (۳) کا مسلک یہ ہے کہ میقاتی

(۱) موطا ابی جلیل ۳۳/۳ شرح المرقاۃ ۲/۲۵۲، المشرع الکبیر مع حاشیہ ۲/۲۳ شرح المرقاۃ مع مابعد الحدوی ۵۹۷۔

(۲) شرح الطحاوی ۲/۹۳، نہایۃ المحتاج ۲/۳۹۲ المجموع ۷/۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲۔

(۳) انصی ۳/۲۳، مطالب ولی انصی ۲/۴۹۷، بعض حاکم نے اس کی تفسیر اس طرح کی ہے کہ ”اس کی میقات اس کا گھر ہے“ جیسا کہ مانی ۵۲۳، ورنہ یہ انتہائی کے کولہ بالاسنہ پر ہے لیکن معنی میں اسی طرح ہے صریح ہم نے لکھا ہے کہ حاکم نے اس کی تفسیر کی ہے کہ ”اس کی میقات اس کا گھر ہے“۔



کے لئے حج کا احرام باندھنے کی جگہ خود وہ مقام ہے جہاں وہ رہتا ہے، لیکن مالکیہ کہتے ہیں کہ: ”اپنے گھر سے یا اپنی مسجد سے احرام باندھے گا، اس کو موثر نہیں رہے گا۔“ زیادہ بہتر یہ ہے کہ گھر اور مسجد میں سے جو مکہ سے زیادہ دور ہو وہاں سے احرام باندھے۔

ثانیہ: رہنا بندہ کا قول یہ ہے کہ میقاتی کی میقات ہوگا یا شہر ہے جس میں اس کی کمونت ہے اور اگر وہ جدہ کی (خانہ جدہ) ہے تو اس کی میقات وہاں ہوگا وہ جہاں وہ پہنچتا ہے۔ لہذا اگر وہ اپنے گاؤں یا شہر کی آبادی سے مکہ کی جانب آگے بڑھتا ہے احرام باندھا تو گنہگار ہوگا۔ اگر وہ مکہ کی آبادی میں رہتا ہے احرام باندھا تو گنہگار ہوگا، اور اگر پھر اس نے اپنی آبادی میں واپس آکر احرام باندھا تو مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق دم ساقط ہوگا، اسی طرح اگر احرام باندھے بغیر مکہ کی طرف خیوں سے آگے بڑھ گیا تو بھی گنہگار ہوگا اور دم لازم ہوگا، اگر وہ غصص خشکی میں اکیلے رہتا ہو تو اپنے گھر سے احرام باندھے گا۔

مستحب یہ ہے کہ گاؤں یا خیمہ کے اس کنارہ پر احرام باندھے جو مکہ سے بعید تر ہے میں رز دیک والے کنارے پر احرام باندھا تو بھی درست ہوا۔

حنفی کا مسلک یہ ہے کہ میقاتی کی میقات عمل کا منقطع ہے (۱) یعنی وہ پوری مسافت جو میقات سے لے کر محل کے آخری کنارہ تک ہے، چنے شہر، گاؤں یا خیمے سے بلا احرام آگے بڑھنے سے اس پر کفارہ لازم نہیں ہوگا، بشرطیکہ حرم کی حدود میں بلا احرام داخل نہ ہو یا ہو۔ افضل یہ ہے کہ وہ اپنے وطن سے احرام باندھے۔

تمام فقہاء کا استدلال حدیثِ موافقت میں رسول اکرم ﷺ

کے اس ارشاد سے ہے: ”ومن كان دون ذلك فمن حيث انشاء“ (جو میقات کے اس پار رہتا ہے تو وہ وہاں سے احرام باندھے جہاں رہتا ہے)، اس کو مالکیہ نے اس کے گھر پر محمول کیا ہے اور اس نے کہا ہے کہ مسجد احرام کے لئے وسعت رکھتی ہے ”کیونکہ وہ نماز کی جگہ ہے، اور اس لئے بھی کہ اہل مکہ مسجد میں آکر وہاں سے احرام باندھتے ہیں، ان طرح اہل ذوالخلیفہ اپنی مسجد میں آکر احرام باندھتے ہیں“ (۱)۔

ثانیہ: اور حنابلہ نے اس کی تشریح اس گاؤں اور نذر و گاہ سے کی ہے جہاں اس کی رہائش ہے، کیونکہ وہیں اس کی نشوونما ہوتی ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ میقاتی کے حق میں حرم سے باہر کا پورا علاقہ ایک جگہ کی طرح ہے، اس کے حق میں حرم کی حیثیت ہے جو نفاذ کے لئے میقات کی حیثیت ہے، لہذا حرم میں احرام کے جبر و اخل نہ ہو (۲)۔

حرمی: رکنی کی میقات:

۵۲- ایک۔ تمام فقہان مذہب اس بات پر متفق ہیں کہ جس شخص کا گھر حرم کے علاقہ میں ہو، یا مکہ مکرمہ میں ہو، خواہ وہاں کا باشندہ ہو یا نہ ہو، اگر وہ رہا ہو، جس جگہ رہتا ہے وہیں سے حج کا احرام باندھے گا، یہ مکہ حدیثِ موافقت میں رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد گزر چکا ہے: ”فمن كان دون ذلك فمن حيث انشاء حتى اهل مكة من مكة“ (۳) (جو لوگ موافقت کے اندر ہوں وہ جہاں رہتے ہیں وہیں سے احرام باندھیں گے حتیٰ کہ اہل مکہ مکہ سے)۔

(۱) مواہب الجلیل ۳۲۳

(۲) تمہین الحقائق ۸۴۲ اس کا سوا نہ مواہب سے کری ۳۲۳

(۳) اس حدیث کی تخریج (تقریر ۲۱۸) میں گذر چکی ہے۔

(۱) مواہب ۳۲۳، بدائع الصنائع ۱/۶۶۲، تمہین الحقائق شرح کنز الدقائق ۸۴۲، المسک المصنوع ۵۷۵، رد المحتار ۲۱۲

## احرام ۵۲

باندھے، مسجد حرام سے احرام باندھنا زیادہ افضل ہے، اس کا مکہ سے باہر حرم سے یا محل سے احرام باندھنا خدشہ ہے بین اس میں کوئی تاویل نہیں ہے لہذا مکہ سے احرام باندھنا واجب نہیں ہے۔  
رما اتفاقاً اگر اس کے پاس وقت میں گنجائش ہو۔ اس کی تعبیر لوہوں نے "یہ اس" سے کی ہے۔ تو اس کے سے پٹی میقات تک نکل کر احرام باندھنا مندوب ہے اور اگر وقت نہ ہو تو وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے مکہ کو عین ین یہ ہو گیا۔

شافعیہ اور حنابلہ کا مسلک ہے کہ حرمی (جو مکہ میں نہیں رہتا ہو) کا حکم میقاتی کی طرح ہے (۲)۔

اور کی (جو مکہ میں مقیم ہو خواہ مکہ کا باشندہ نہ ہو) کے بارے میں احرام حج کے تعلق سے شافعیہ کے دو قول ہیں، خواہ وہ مفرد ہو یا قارن: اصح یہ ہے کہ اس کی میقات خود مکہ مکرمہ ہے، کیونکہ حدیث موافقت میں گزر چکا ہے: "عن اهل مكة من مكة" (۳) (حتیٰ کہ اہل مکہ مکہ سے احرام باندھیں گے)۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی میقات پورا حرم ہے، کیونکہ حرمت میں مکہ اور اس کے علاوہ حرم کے ملائے برابر ہیں (۴)۔

حنابلہ کے نزدیک کسی مکہ مکرمہ سے مسجد حرام کے اندر میزب کے نیچے سے احرام باندھے گا، حنابلہ کے نزدیک یہی افضل ہے۔

مکہ والوں کا پورا منطقہ حرم سے احرام باندھنا حنفی کی طرح حنابلہ کے نزدیک بھی جائز ہے (۵)۔

(۱) مواہب الجلیل ۲۶۱-۲۸۰، شرح القامحی ۴۵۰، اشرار الکبیر ۴۵۰،

شرح الرسالہ مع حاشیہ العبدی ۵۷۵۔

(۲) المجموع ۷۴۷، نہایت المحتاج ۳۸۹-۳۹۰، شرح المحلی مع حاشیہ

العلیہ فی عمیرہ ۹۲/۲۔

(۳) اس کی تخریج (فقیر نمبر ۲۱) میں گذری۔

(۴) شرح المحلی مع حاشیہ العبدی فی صائر عمیرہ ۹۲/۲۔

(۵) انہی ۲۵۹-۲۶۱، غایۃ المستملی مع شرحہ مطابقی ۳۷۰-۳۷۱،

ب۔ پھر اس کی تفصیلات کے بارے میں اختلاف ہے:  
حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ جو شخص مکہ میں رہتا ہو یا جس کا گھر حرم کے ملحقہ میں ہو، مثلاً منی کے باشندے، تو اس کی میقات حج اور قرب کے لئے حرم ہے، اس کا مسجد حرام سے یا اپنے مکانات سے احرام باندھنا افضل ہے، صرف منی کے بارے میں امام شافعی کا بھی یہی یکہ قول ہے۔

حرم سے احرام باندھنا ان حضرات کے نزدیک واجب ہے، حتیٰ کہ اگر اس نے منطقہ حرم کے باہر احرام باندھا تو اس کے لئے حرم واپس آنا لازم ہوگا ورنہ دم (چالور ذبح کرنا) واجب ہوگا (۱)۔

اس کی دلیل حجۃ الوداع کے بارے میں حضرت جابر کی حدیث ہے: "فاهبنا من الاصح" (ہم نے اٹھ کر احرام باندھا)، نیز انہیں کی دوسری حدیث ہے: "وجعلنا مكة بظهر اهلنا بالصح" (ہم نے مکہ کی طرف پیچ کر کے حج کا احرام باندھا)، ان دونوں کی روایت مسلم نے کی ہے، بخاری نے صیغہ بزم کے ساتھ تعلیقاً دونوں کا ذکر کیا ہے (۲)۔

مالکیہ تنہا حج کا احرام باندھنے والے اور حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھنے والے میں فرق کرتے ہیں، پس جو شخص ایک ساتھ حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھے اس کی میقات عمرہ و ہلی میقات قرار دی ہے جس کی تفصیل آئندہ آئے گی، یہی شافعیہ کا بھی ایک قول ہے۔

درمکہ یا حرم کا جو باشندہ تنہا حج کا احرام باندھے دیا توہ میں کا متوطن ہوگا، یا اتفاقاً ہوگا جو فی الحال مکہ یا حرم میں آیا ہو، ہوگا۔

مکہ یا حرم کے متوطن کے لئے مستحب ہے کہ مکہ سے احرام

(۱) فقہیہ ۳۳/۲، بدائع ۴۷۷، تبیین الحقائق ۸۴، المسک المندھ

۵۸۰، الدر المنثور ۳۱۳/۲۔

(۲) مسند ۳۶۱-۳۷۰، بخاری ۱۶۰۲۔

دوم۔ عمرہ کی مکانی میقات:

۵۳- "نائی اور میقاتی کے لئے عمرہ کی میقات مکانی یہی ہے جو حج کی مکانی میقات ہے، اور جو شخص مکہ مکرمہ میں رہتا ہو تو مکہ کا ماشاء ہو نہ ہو، اس کے عمرہ کی مکانی میقات "نائل" کا پورا علاقہ ہے خواہ منطقہ حرم سے یک ہی قدم کے فاصلہ پر ہو۔

اہل مکہ کے لئے کس مقام سے عمرہ کا احرام باندھنا افضل ہے؟ اس بہت فقہاء کا اختلاف ہے جمہور فقہاء کے نزدیک حرامہ سے احرام باندھنا افضل ہے، ورحمہم اللہ، ایک "تعمیم" سے، ائمہ مالکیہ کا قول ہے کہ دونوں کی فضیلت یہ ہے۔ اس سلسلہ میں اصل حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے: "قالت: یا رسول اللہ انطلقون بعمرة وحجة وانطلق بالحج" امام اسحاق عبد الرحمن بن ابی بکر ان یحرج معها إلی التعمیم فاعتمرت بعد الحج فی ذی الحجة" (حضرت عائشہؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ عمرہ اور حج دونوں کر کے چلیں گے اور میں صرف حج کر کے چلوں گی؟ تو حضور اکرم ﷺ نے ان کے بھائی عبد الرحمن بن ابی بکر کو حکم فرمایا کہ آپیں "تعمیم" لے کر جائیں، چنانچہ حضرت عائشہؓ حج کے بعد ہی تہ میں عمرہ دیا) (بخاری، مسلم)۔

عقلی استدلال یہ ہے کہ حرام کی شان یہ ہے کہ عمل حرام کے درمیان سے ہو، چونکہ تمام رکعات عمرہ حرام میں ہونے جاتے ہیں، اس سے ضروری ہے کہ احرام حل میں ہو، اس بارے میں علماء کے درمیان کسی اختلاف کا علم نہیں۔

## پانچویں فصل

احرام کے ممنوعات

حالات احرام میں بعض مباح چیزوں کے ممنوع کے جانے کی حکمت:

۵۴- اس بار میں شرائط کی حکمتوں میں سے ایک حکمت حرم کو یاد دلانے کی ہے اس نکتہ کو جس کو اس نے شروع کیا، ورنہ اس کو مادی اور تشکیکی تربیت دینا ہے، اور نبی ﷺ کی سنت تھی کہ آپ ﷺ حالت عیش میں بھی سادگی اور آرام و راحت کی حیات میں فرق کرتے تھے، دوسری حکمت لوگوں کے درمیان مساوات کو پختہ کرنا اور یہ جذبہ پیدا کرنا ہے کہ انسان اپنے مخصوص روز مرہ کے معاملات میں بھی اپنا محاسبہ کرے، اس کی حکمتوں میں سے فقہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی ذلت ورجحان کا اظہار اور بدنی مہارت کے چند پہلوؤں کی تکمیل بھی ہے، حدیث شریف میں ہے: "این اللہ عز وجل یناہی ملائکته عشیة عرفة بأهل عرفة، فبقول: انظروا إلی عبادی انونی شعناً غیراً" (۱) (اللہ عز وجل عرفہ کی شام اہل عرفہ پر اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے: میرے بندوں کو دیکھو، میرے دربار میں پرانگندہ بول، غبار آلود حالت میں آئے ہیں)۔

لباس سے متعلق ممنوعات احرام

۵۵- سردیوں کے لئے لباس کے ممنوعات الگ ہیں اور عورتوں کے لئے الگ۔

(۱) مسند احمد بن حنبل ۴/۲۲۲، فتح المبارک ۲/۲۲۲

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ایک دوسری روایت میں قاضی ہے:  
 "ولا تنصب المرأة المحرمة ولا تنبس الفطارين" (احرام  
 وہلی عورت نقاب اور ستانے نہ پہنے)، اس کی روایت بخاری،  
 ابوداؤد، ترمذی اور سانی نے کی ہے<sup>(۱)</sup>۔

### ان ممنوعات کے احکام کی تفصیل:

یہ بنیادی چیزیں جن کی حرمت پر اتفاق ہے بہت سی چیزیں  
 کو حرامی ہیں، اس میں سے چند چیزیں ہم ذیل میں بیان کرتے  
 ہیں۔

### قباء، پانچاے وغیرہ پہننا:

۵۷- بول: اگر قباء اور اس طرح کا کوئی لباس اس کی آستینوں میں  
 ہاتھ داخل کئے بغیر جسم پر ڈال لیا گیا تو مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک  
 باقاعدہ پہننے کی طرح یہ بھی منہا ہے، نہ ہند کا بھی معتقدوں میں ہے،  
 کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے حرم کو اس کے پہننے سے منع فرمایا ہے،  
 ابن اُمید نے اس کی روایت کی ہے، بجاوے حضرت عیسیٰؑ سے اس کی  
 روایت کی ہے، اور اس لئے کہ یہ عادت اس کا پہننا ہی مانا جاتا ہے  
 رتے کی طرح<sup>(۲)</sup>۔

= ۲۴۳، الفاظ مسلم کے ہیں، سنن ابی داؤد (باب ما لبس الحرام) ۲/۶۵،  
 ترمذی ۳/۱۹۳، ۱۹۵، ۱۹۵، ۱۳۱، ۱۳۵، ابن ماجہ حدیث ۲۹۲۹ ص  
 ۷۷، ابن سب کتب میں حضرت ابن عمرؓ سے مختلف نسخوں میں سے ایک  
 سند ہے ابوبکر بن مالک بن ابی مرزبان اسامہ بن جندب سے ہے جن کو صحیح ترین  
 قرار دیا گیا ہے۔

(۱) بیہدے بخاری ۵/۱۵۳، سنن ابی داؤد (ابن عمرؓ کی سند کے ساتھ ہے، ابی  
 داؤد میں سوپر ذکر کردہ مقامات میں ہے۔

(۲) اس سلسلے میں آثار و روایات سے استدلال کے لئے ملاحظہ مطاب اور  
 ابی ۳۳۱/۲ اور اس کی تفصیل المجموع ۲/۲۵۹-۲۶۸ میں ہے، نیز  
 ملاحظہ شرح الدرر ۵۵۳۔

الف- مردوں کے حق میں لباس سے متعلق ممنوعات احرام:

۵۶- ان ممنوعات کا ضابطہ یہ ہے کہ احرام والے مرد کے لئے سلعے  
 ہوئے لباس، یا احاطہ کرنے والے لباس سے پورا جسم چھپایا جسم کا  
 بعض حصہ چھپایا ایک عضو چھپایا جائے نہیں ہے احاطہ کرنے والے  
 لباس کی مثال وہ کپڑے ہیں جو جسم کی حرمت کے مطابق ایک ہی  
 ٹکڑے میں سے جاتے ہیں، اس میں کوئی ملائی نہیں ہونی، یہ ممانعت  
 اس وقت ہے جب یہ کپڑے استعمال معطر یا برے۔

ب کے علاوہ کپڑوں سے حرم، پنا جسم چھپاتا ہے، چنانچہ وہ ایک  
 چادر جسم کے اوپری آدھے حصہ پر، ایک ازراہی جسم پر پیت سکتا  
 ہے یا اس کے مثل کوئی لباس استعمال کر سکتا ہے۔

مذکورہ کپڑوں کے ممنوع ہونے کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی  
 مشہور حدیث ہے: "ان رجلاً سأل رسول الله ﷺ ما لبس  
 المحرم من الثياب؟ فقال رسول الله ﷺ: لا تلبسوا  
 النقمص ولا العمام ولا السراويلات ولا البراس ولا  
 الخفاف إلا أحد لا يحد النعلين فلبس الحميم  
 وليقطعهما أسفل من الكعبين ولا تلبسوا من الثياب شيئاً  
 مسه الرعفران ولا الودس" (ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ  
 سے دریافت کیا کہ حرم کون سے کپڑے پہنے؟ تو رسول اکرم ﷺ  
 نے فرمایا: "تم لوگ نہ رتے پہنو، نہ عمامے، نہ پانچاے پہنو،  
 نہ مٹی و پیاب (برنس) پہنو، نہ سوزے پہنو، الا یہ کہ کوئی نعلین نہ  
 پائے تو سوزے پہن لے ورنہ میں سے نیچے کا حصہ نہیں میں سے  
 کاٹ دو، کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس میں زعفران اور دوس (ایک قسم کی  
 گھاس جو رنگائی کے کام آتی ہے) کا استعمال ہوا ہو، اس حدیث کی  
 تخریج صحیح بخاری میں کی گئی ہے<sup>(۱)</sup>۔

صحیح بخاری باب ما لبس الحرام ۳/۱۵۳، مسلم (کتاب الحج کا ۱۴۲)

نہیں ہے، یہی قول معتد ہے<sup>(۱)</sup>۔

ذخین وغیرہ کا پہناؤ:

۵۹- ہم: جس کو ظن (جو تے) نہ لیں، وہ نہیں کوٹھیں کے نیچے سے کاٹ کر ایک لمبے کا جیرا کہ حدیث میں صریح ہے، یہی تینوں مذہب حنفی<sup>(۲)</sup>، مالکی<sup>(۳)</sup>، شافعی<sup>(۴)</sup> کا قول ہے، یہی امام احمد کی ایک روایت ہے، عمر بن ربیع، سفیان ثوری، سلق بن ربیع اور ابن اُمید رکاب بھی یہی قول ہے<sup>(۵)</sup>، یہی بات حضرت عمر بن الخطاب، عبداللہ بن عمر اور ابی ہریرہ سے مروی ہے<sup>(۶)</sup>۔

امام احمد بن حنبل کا قول (جو مذہب میں معتد ہے) یہ ہے کہ وہ نہیں کوٹھیں کاٹنے کا، بلکہ ان میں ہی طرح چکن لے گا، یہ صحابہ، عمرہ، سعید بن سالم القداح کا بھی قول ہے بلکہ حنابلہ نے کہا ہے: ”محرم کے لئے ذخین کا حرام ہے“<sup>(۷)</sup>۔

جمہور متقدم کا استدلال حضرت ابن عمرؓ کی اس حدیث سے ہے جس کا ترجمہ مات احرام کے تحت آچکا ہے، حنابلہ کا استدلال حضرت ابن عباسؓ کی حدیث سے ہے، حنابلہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث میں ذخین کاٹنے کا اضافہ مختلف فیہ ہے، اگر اس

خفیہ نے اس مسئلہ میں تفصیل کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر قیام کیا اس طرح کا کوئی در لباس اپنے دونوں کندھوں پر ڈال یا، اس کی دونوں مستندوں میں یا کسی ایک آستین میں ہاتھ نہیں داخل کیا اور نہ اس کی گھنڈی رکھائی تو رابست کے ساتھ جائز ہے، اس پر کوئی مذہب نہیں، یہ شرعی جنبی کا قول ہے<sup>(۱)</sup>، اور اگر اس کی گھنڈی لٹکی یا، دونوں ہاتھ یا ایک ہاتھ اس کی آستین میں داخل کر دیا تو ایسا ربا ممنوع ہے، نیز اگر لازم ہونے میں اس کا حکم ہاتھ دپٹنے کی طرح ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت بدن کا احاطہ نہیں کرتی جب آستین میں ہاتھ داخل کئے بغیر اسے کندھوں پر ڈال لیا جائے، جس طرح کرتے کو پٹکے کی طرح جسم پر ڈالنے سے جسم کا احاطہ نہیں ہوتا۔

۵۸- ہم: جس کے پس ز (نگی) نہ ہو وہ اگر اپنے ایک ہاتھ یا پچھلے ہاتھ کی صورت میں شافعیہ، حنابلہ کے نزدیک اس پر مذہب نہیں ہے۔

مذہب شافعی تفصیل کرتے ہوئے لکھا ہے: کہ اگر پانجامہ اس لائق نہیں ہے کہ اسے پھر رنگی بنایا جائے تو پانجامہ پہننا جائز ہے، ورنہ رابست کی جگہ کے مادہ سے معمول رنگی کی طرح استعمال کیا جائے گا، اگر اگر یہی استعمال کرے تو اس پر ہم (جائز) صحیح (رہا) لازم ہوگا، لایہ۔ تا تک ہے کہ نگی بنائے کے لائق نہیں ہے تو اس صورت میں مذہب لازم ہوگا جس میں سے اختیار ہوگا۔

اس مسئلہ میں مالکیہ کے قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ اگر نہ ہوے کی صورت میں پانجامہ پہننا جائز ہے اور پانجامہ پہننے پر مذہب یہ کہ کرنا ہوگا، دوسرا قول یہ ہے کہ رابست ہو تو بھی پانجامہ کا استعمال جائز

(۱) مجمع و الاصل ۳۳ میں دونوں اقوال ذکر کئے گئے ہیں، قول معتد کی مراعات دونوں نے اپنے حاشیہ میں کی ہے ۵۶، ۵۷۔

(۲) اہدایہ ۳۱۲، المسک المصنوع ۸۱، الدر المنثور ۲۲۳۔

(۳) المشرع المکیر ۵۶۲، الدر المنثور ۲۸۹-۲۹۰۔

(۴) شرح المکی ۳۱۲، اہدایہ ۳۲۹، المہذب والمجموع ۷۵۳، ۲۶۲-۲۶۳۔

(۵) المغنی ۳۰۱۔

(۶) المجموع ۷۵۳۔

(۷) المغنی ۳۰۱، ۳۰۲ مطالب ابی الیٰ ۳۲۸، حبانہ کی دلیل کی عبارت ہم نے اسی سے لی ہے۔

(۱) ملاحظہ ہو: المغنی ۳۰۷، اسی میں مذکور ہوا تو یہ ہے، نیز ملاحظہ ہو: المسک المصنوع ۸۲، رد المحتار ۲۲۳۔

اصناف کو صحیح مان بھی لیا جائے تو حضور اکرم ﷺ نے یہ بات مدینہ منورہ میں فرمائی، کیونکہ امام احمد کی روایت میں ابن عمرؓ کی حدیث کے ”غار میں اس کا یہ جملہ ہے: ”سمعت رسول اللہ ﷺ يقول علی هذا المنبر“ (میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی منبر پر فرماتے سنا)، اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ان عرقات کی ہے، اور انھیں کاٹنا جب ہوتا تو نبی اکرم ﷺ اسے اس عظیم مجمع کے سامنے نہ لے کر لے جاتے جن میں سے اکثر لوگ مدینہ منورہ میں موجود نہیں تھے۔

جس ”کعب“ کے نیچے سے ”ذئب“ کو کاٹنا حارے گا اس کی تشریح جمہور فقہاء نے ان دو بھری ہوئی مذہبوں سے کی ہے جو ہندو اور قدم کے جوڑ کے پاس ہیں (یعنی نئے)۔ ”ذئب“ اس کی تشریح اس جوڑ سے کی ہے جو قدم کے وسط میں تہہ بانہ منہ کی جگہ پر ہے، ذئب سے اس تشریح کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ: ”چونکہ لغت میں کعب کا اطلاق دونوں معنوں پر ہوتا ہے اس لئے ہم نے احتیاطاً دوسرا معنی مراد لیا“۔

۶۰- چہرہ: مالکیہ (۲)، شافعیہ (۳)، حنبلیہ (۴) نے انھیں کے ساتھ ہر اس چیز کو حلال یا ہے جو قدم میں کو احاطہ کے ساتھ چھپا لے، جس انہوں نے اسے چہرہ کو پہننے کی اجازت نہیں دی الا یہ کہ جو تے موجود نہ ہوں، اور اگر جو تے موجود ہوں تو اس کے لئے ایسے موزوں کا پہننا جائز نہیں ہوگا اور اگر چکن چٹا ہے تو ان کو حرام مانا اس پر واجب ہے، اگر ہڈی کی وجہ سے اس کے یہ پورے پٹے، مثلاً یا باری

(۱) المسک المصنوع، ۱/۱، فتح القدیر ۴/۴۲۴، نیز بحکیمہ فتح الباری ۵/۵۹۳، ۶/۶۰

(۲) افراس و حاشیہ ہندی ۱/۸۹، ۵۰۵، شرح الکبیر ۵/۵۵۲

(۳) شرح الکلی ۲/۳۱۲، التہامیہ ۲/۳۹۲، مفتی الحاج ابراہیم ۵۱۹

(۴) مجلس ۳/۳۰۲، ۳۰۳، مطالب ولی اللہ ۳/۳۹۲

کی وجہ سے تو دو گنا گنا نہیں ہوگا اور اس پر نذ یہ جب ہوگا۔  
فتاویٰ حنبلیہ (۱) کا کہنا ہے کہ ہر وہ چیز جس سے دونوں قدموں پر اجزی ہوئی ہو یا نہ چھپیں اس کا استعمال حرم کے سے جائز ہے۔

تہطیاء رکنائے:

۶۱- عجم: مالکیہ (۲) اور حنبلیہ (۳) نے حرم کے لئے بلا ضرورت گئے میں تلواریں کا ممنوع قرار دیا ہے، یہی حکم دور حاضر کے ہتھیاروں کو لگانے کا ہے، بے ضرورت لگانے کی صورت میں مالکیہ نے نذ یہ واجب قرار دیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب کہ اس کا پلٹ چوڑا نہ ہو اور نہ ایک سے زیادہ ہو، ورنہ ہر حال میں نذ یہ لازم ہوگا اور حالت عذر میں گناہ نہیں ہوگا۔

حنبلیہ (۴) اور شافعیہ (۵) نے مطلقاً تلواریں لگانے کی اجازت دی ہے، نہ درت کی قید میں کافی ہے، ورنہ ان حضرات نے اس بات کو مد نظر رکھا کہ یہ ایسا لباس نہیں ہے جو عادتاً پہنا جاتا ہو جو حرم کے سے ممنوع ہے۔

سر چھپانا اور سایہ حاصل کرنا:

۶۲- ششم: علماء اس بات پر متفق ہیں کہ حرم کے لئے پورا سر یا سر کا کوئی حصہ ڈھکا حرام ہے، یہ حرمت عاموں اور نوپوں کے استعمال کی حرمت سے ماخوذ ہے، پھر اس ڈھانکنے کے ضابطہ کے بارے میں

(۱) المسک المصنوع، ۱/۱، الدر المختار و حاشیہ رد المحتار ۳/۳۲۳

(۲) شرح الکبیر مع حاشیہ ۵/۵۵۲

(۳) الکلی ۱/۵۶۰، مطالب ولی اللہ ۲/۳۳۰

(۴) المسک المصنوع، ۱/۱، اس میں مطلقاً لگانے کے جواز کا ذکر ہے ضرورت کی قید نہیں۔

(۵) نہایہ المحتاج ۲/۳۹۲، اس میں بلا ضرورت لگانے کے جواز کی ضرورت موجود ہے۔

فقہاء کے درمیان مختلف ہو گیا ہے۔

حنفی (۱) و حنابلہ (۲) کے نزدیک سر کا چھپانا چیز سے حرام ہوگا جس سے عادتاً ڈھلنا مقصود ہو کرتا ہے اور مالکیہ (۳) کے نزدیک حرم کا اپنے سر کا ہر اہل چیز سے ڈھلنا حرام ہے جسے مطلقاً سارے شمار کیا جاتا ہے، اسی سے قریب شافعیہ کا مذہب ہے (۴) مگر ان حضرات نے کہا ہے: ”جس چیز کو عرف میں سارے شمار کیا جاتا ہو اس سے سر ڈھلنا حرام ہوگا، اگر اسے عرف میں سارے نہ مانا جاتا ہو لیکن سر چھپانے کے ارادہ سے اس کو سر پر رکھا گیا ہے تو بھی حرام ہوگا۔“

یہ طرح اہل چیز سے سر کے بعض حصہ کا ڈھلنا بھی حرام ہوگا جس کو سارے نہ مانا جاتا ہے، یا جس سے متعقوب ہے، اس اختلاف کے ساتھ جس کام نے سر پر کیا قلم حرم کے لئے اپنے سر پر پٹی یا تسبیح باندھنا جائز نہیں ہوگا ”رندہ پر کوئی چیز چپکا حرام ہے، مالکیہ نے اس کی تحدید اس طرح کی ہے کہ جو چیز درہم کے قدر یا اس سے زیادہ جگہ چھپا دے اس کا سر پر رکھنا حرام نہیں، حنفیہ نے پتھان سر سے کم ڈھکنے کو مکروہ قرار دیا ہے اور صدقہ لازم یا ہے ۱۰۰م کی اس شرط کے ساتھ جس کا آئندہ ذکر آئے گا، ۱۰۰ حرام ہے یا اس کے برابر کوئی چیز سر پر رکھنے کے جواز پر سب حضرات متفق ہیں۔“

(۱) جیسا کہ مسند السنہ میں ہے ۸۰/۱ نیز ملاحظہ ہو ص ۲۰۶-۲۰۷، متن التلویہ و رد المحتار ۲۲۲۔

(۲) جیسا کہ ان کی تعلیقات سے معلوم ہوتا ہے ملاحظہ ہو المغنی ص ۲۲۳ اگال ۱/۵۳۹، اس جگہ مطالبہ ولی اُمی میں جوڑی گڑبڑی ہو گئی ہے یہ تاثر کی طرف سے تحقیق کی غلطی ہے دیکھئے ص ۲۷۷۔

(۳) جیسا کہ اس کی صراحت المشرح الکبیر ۵۵۴ میں کی گئی ہے نیز ملاحظہ ہو شرح الرسل مع حاشیہ الصدوق ۲۸۸-۲۸۹۔

(۴) جیسا کہ مکی کی شرح المہاج ۲/۲۸۸ سے معلوم ہوتا ہے اس کی صراحت شبراہی نے اپنے حاشیہ میں کی ہے المجموع ۷/۲۵۷-۲۵۸ اور المہاج ۲/۲۵۳ میں ”الحمل علی الرأس“ (سر پر حمل) کی تعبیر ہے۔

مالکیہ کے نزدیک حرم کے لئے سر پر ماتھ رکھنا حرام ہے، چونکہ ماتھ مطلقاً (۱) سارے ہے شافعیہ کے نزدیک اس شرط کے ساتھ حرام ہے کہ اس نے سر ڈھلنے کے لئے ماتھ رکھنا ہو، رندہ حرم نہیں ہوگا، حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک حرم کے لئے سر پر ماتھ رکھنا حرام نہیں ہے۔

۶۳- سر پر کوئی بوجھ یا ما: حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک یہ عمل حرام ہے، اس سے عادتاً سر کا چھپنا مقصود ہوتا ہو، جیسا کہ کسی شخص نے اپنے سر پر کپڑوں کا ٹکڑا رکھا، اس سے کہ یہ اس صورت میں سر کا ڈھلنا ہو (۲)، اور اس کا مقصود عادتاً سر چھپانا نہیں ہوتا تو یہ عمل حرام نہیں ہے (۳)، جیسے طبق، سنی، یا تو سری یا پٹی لانے والا بہ تن اور رکن، خود اس سے متعقبات کی نیت سے سر پر رکھنا ہو، چونکہ اس چیز میں سر پر رکھنے سے عادتاً سر کا ڈھلنا مقصود نہیں ہوتا، لہذا ان کا سر پر رکھنا ماتھ رکھنے کی طرح ہے۔

یہ بات شافعیہ کے مسلک سے ہم قریب ہے لیکن شافعیہ کے نزدیک جب ایسی چیز سر پر لا دی جسے سارے نہ مانا جاتا ہو، تو سری، اور مت پوشی کے ارادہ سے اس سے سر پر رکھنا تو حرام ہوگا، رندہ یہ لازم ہوگا۔

مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی نہ ملے جو عمر کا توشہ دن و رات و مصلحت لے کر یا بلا مصلحت لے کر چپے تو حرم اپنا ضروری سامان توشہ و غیرہ اپنے سر پر لا سکتا ہے، اگر دوسرے کا سامان لا دے، یا اپنا سامان تجارت سر پر لے جا رہا ہے تو اس پر نہ یہ لازم ہے، شہر مالکی اس میں استثناء کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”الا یہ کہ مٹی اس کی

(۱) یہ بات حرم کے ساتھ المشرح الکبیر و رعاویہ ص ۸۰ میں لکھی ہوئی ہے لیکن دوسرے اپنے حاشیہ میں اس پر ہتھ اس کرتے ہوئے لکھا ہے کہ تو بہ متعقبات ہے کہ سر پر ماتھ رکھنا حرام نہیں ہے لہذا مکرر ہے۔

(۲) جیسا کہ رد المحتار ۲/۲۲۲ میں ہے۔

(۳) جیسا کہ لباب المسائل اور اس کی شرح میں ہے ۲۰۶۔

روز کی کاۓ ریجہ ہو یعنی اگر دوسرے کا سامان لانا یا اپنا سامان تجارت لے کر جانا اس کاۓ ریجہ معاش ہوتا ہے نہ پر لانا نے میں فدیہ ۱۰ کرنا لازم نہیں ہوگا ورنہ وہ شخص گنہگار ہوگا، مگر جب مالکی میں یہ قول معتد ہے (۱)۔

۶۴۔ یہی چیز کے سارے میں تمام جو اس کے نہ کوئی نہ رہے اور وہ مستقل طور پر کسی صل سے جڑی ہوئی ہو اس کے تابع ہو مالاتاق جائز ہے مثلاً، جیمہ کی چھت گھری چھت ٹوا گھر اور خیمہ کے اندر جا کر سایہ حاصل کرے، یا دم سے ان کا سایہ حاصل کرے، اسی طرح کچا و کی چھتری اگر اس پر مستقل طور پر فٹ ہے تو محرم اس کا سایہ حاصل کر سکتا ہے۔

اس بنیاد پر چھت والی سونے، رگڑیوں پر سوار ہونا محرم کے لئے بالاتفاق جائز ہے، کیونکہ ان کی چھتیں ان کی اصل بات کا حصہ ہوتی ہیں، لہذا ان کی حیثیت گھر اور خیمہ کی ہوتی۔

اور اگر سایہ کرنے والی چیز مستقل طور پر کسی اصل سے جڑی ہوئی اور اس کے تابع نہ ہو تو بھی حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک مطلقاً اس کا سایہ حاصل کرنا جائز ہے، حنا بلکہ کا بھی ایک قول یہی ہے۔

مالکیہ (۲) کہتے ہیں کہ جو چھتری (سایہ) کا وہ مستقل طور پر فٹ نہ ہو اس کا سایہ حاصل کرنا محرم کے لئے جائز نہیں ہے، اسی کے مشابہتاً بلکہ کا بھی ایک قول ہے جسے شافعی نے اختیار کیا ہے، اس کی نہ بندی شافعی نے اپنے اس قول میں کی ہے: ”اس نے اپنے نہ کو اس چیز سے چھپا ہوا ہے جو ہمیشہ یا اس کے ساتھ رہتی ہے، لہذا یہ ایسی ہی ہو گیا جیسے اپنے سر سے مس کرنے والی کسی چیز سے سر کو چھپایا“ (۳)۔

لاٹھی یا ٹکڑیوں پر کپڑا لٹا کر (جس سے کپڑا سر سے نہ نچ رہے) سایہ حاصل کرنے کے بارے میں تین اقوال ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ کامل قول قول یونان کا ہے اس حدیث کی بنا پر جس کا کر جمہور فقہاء کی دلیل میں آنے والا ہے، بارش سے نکلنے کے بھی ایسا کیا جاسکتا ہے، عمارات اور خیمہ وغیرہ میں تو نہ دی، گرمی بارش سب سے بچاؤ کے لئے پناہ لی جاسکتی ہے (۱)۔

مذکورہ بالا طریقہ سے کپڑا وغیرہ سے سایہ حاصل کرنے کو حنا بلکہ نے بھی جائز کہا ہے، ایت ہی حنفیہ اور شافعیہ جیسا کہ ان کا صل مذکور ہے آپ جاں چنے۔ ان حضرات کا استدلال حضرت ام اہصین کی اس حدیث سے ہے، ام اہصین نے فرمایا: ”صحبت مع رسول اللہ ﷺ حجة الوداع، فرأيت أسامة وبلالاً، وأحدهما أخذ بعظام مائة النسي ﷺ والآخر رافع ثوبه يستتره من الحر حتى رمى جمره العقبة“ (میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع کیا، میں نے اسامہ اور بلال کو دیکھا کہ ان میں سے ایک نبی اکرم ﷺ کی اونٹنی کی کھال پکڑے ہوئے ہے اور دوسرے شخص حضور اکرم ﷺ کو دھوپ سے بچانے کے لئے اپنا کپڑا بند کئے ہوئے ہے، یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ نے جمرہ عقبہ کی رمی کی)، اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے (۲)۔

جمہور کی دوسری دلیل یہ ہے (جیسا کہ معنی (۳) میں ہے) کہ جو چیز غیر محرم کے لئے جائز ہے، وہ محرم کے سے بھی جائز ہے، سوائے اس کے جس کی حرمت پر دلیل موجود ہو۔

(۱) المشرح الكبير مع حاشية الدرر السنية ۵۶/۲-۵۷، جواب التلخيص ۴۳/۳۔

(۲) مسلم کتاب الحج (باب استجاب رمي جمره العقبة يوم النحر)

۵۹۳-۵۹۴

(۳) المغني ۳/۳۰۷

(۱) جیسا کہ حاشیہ الدرر السنية ۳۸۹/۱ میں مراعات ہے۔

(۲) مباحث عدوی کے حاشیہ کا ہے ۳۸۹/۱-۳۹۰/۱

۳ مغني ۳/۳۰۷-۳۰۸



چہرہ چھپانا:

۶۵- ہشتم: خفیہ (۱) و رملک (۲) کے زویک خرم کے لئے اپنا چہرہ چھپانا ممنوع ہے، ثانیہ (۳) کے زویک ممنوع نہیں ہے، ثانیہ (۴) کے زویک بھی ممنوع نہیں، نہ ہی نے ممنوع میں اس مسلک کو جمہور کی طرف منسوب کیا ہے۔

حسب و رملک کا استدلال حضرت ابن عباسؓ کی اس حدیث سے ہے کہ ایک شخص حرام کی حالت میں اپنی سواری سے زبردستی، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "اعسلوا بماء و مسطر و کفوه فی ثوبہ ولا فحمروا و اسہ ولا وجیہہ" فایہ بیعت یوم القیامہ منینا (پانی و مسطر کی پتی سے غسل و اسی کے ثوبوں پہن میں سے کفناؤ، اس کے سر پر چڑھنے کو نہ چھپاؤ، کیونکہ وہ قیامت کے روز تہیہ کہتے ہوئے بھائی جائے گا) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے (۵)۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ: "اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ دنہ ڈھکنے میں بھی احرام کا اثر ہے، اس صراحت کا نقل استدلال یہ ہے کہ احرام کی حالت میں عورت اپنا چہرہ نہیں چھپاتی، حالانکہ یہ د

کھولنے میں فتنہ ہے تو مرد کو بدرجہ من نہیں اٹھانا چاہئے۔

ثانیہ: "رملک کا استدلال بعض صحابہؓ کے اس قیاس سے ہے جن سے صحابہؓ کے فعل یا قول سے خرم کے سے چڑھنے کی بابت ثابت ہوتی ہے، یہی ہیں عثمان بن عفان، عبد الرحمن بن عوف، زید بن ثابت، ابن زبیر، سعد بن ابی وقاص، رجاء بن زید، رضی اللہ عنہم سے مروی ہے (۲)۔ صحابہؓ کے احادیث کا اسم حاکم اس روایت سے بھی جو زکی روایت ہے۔

دستار پہنانا:

۶۶- ہشتم: علماء کا اتفاق ہے کہ حالت احرام میں مرد کے لئے دستار پہنانا حرام ہے، جیسا کہ نووی نے صراحت کی ہے، دوسرے فقہانہ اس کی جہاں کتابوں میں بھی اس کی صراحت ہے (۳)۔

ب۔ عورتوں کے حق میں لباس سے متعلق ممنوعات احرام: عورتوں کے حق میں لباس سے متعلق احرام کے ممنوعات صرف وہ ہیں جن میں محدثین نے چڑھ دیا، مردانوں ہاتھ، ان دونوں پر دم ذیل میں بحث کرتے ہیں۔

(۱) الہدایہ ۳/۳۲، باب الناسک وشرحہ ۸/۱، توبہ الا بصادغ شرح وناشر ۳/۳۲۔

(۲) متن طہیل وشرح الکبیر ۵۵/۱، المرسلہ لابن ابی یوسف وشرحہ ۸/۸۹۔

(۳) المجموع ۷/۲۹۔

(۴) الکافی ۵/۵۵۰، غلیۃ التعلیق وشرحہ ۲/۳۲۷، المنی ۳/۳۲۵۔

(۵) ملاحظہ ہو: جامع الاصول ۱۱/۱۱۲-۱۱۱، نیز درج ذیل کتابیں ملاحظہ ہوں: صحیح بخاری کتاب الحج، باب المحرم بموت بعوفہ ۴/۷۳، باب سدا المحرم بذا مات صلی اللہ علیہ وسلم ۳/۲۶-۲۳، سنن ابی داؤد کتاب الجنائز، باب المحرم بموت کیف یصنع بہ ۴/۱۹، ابوداؤد کی روایت میں چہرہ کا ذکر نہیں ہے، جامع ترمذی ابواب الحج ۳/۸۶، اس میں بھی چہرہ کا ذکر نہیں ہے، سنن ابی داؤد ۵/۱۹۵، اس میں دونوں طرح کی روایتیں ہیں۔

(۱) الہدایہ ۳/۳۲۔

(۲) المنی ۳/۳۲۵، یہ آثار ابن کتابوں میں دیکھے جائیں: مؤطا امام مالک ۱/۲۷۵، سنن ابی یوسف ۵/۵۳، المجموع ۷/۲۹، فتح القدیر ۱/۲۲ میں ابن عمرؓ کی یہ حدیث ذکر کی ہے: "احرام العواظ فی وجہہ و (حرم) بوجہ فی دلہ" (عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے اور مرد کا احرام اس کے سر میں ہے) اس حدیث کی روایت دائر قطنی (۲/۲۹۳) اور ترمذی (۵/۲۷۵) نے حضرت ابن عمرؓ سے سنی ہے لیکن دائر قطنی میں مروی بھی ہے۔

(۳) رد المحتار ۲/۱۲۲، المسک المصنوع ۸۱-۸۳، متن طہیل ۵/۵۵، اس میں ان کا قول "محیط بعصو" ہے، المجموع ۷/۲۶۳، مطاب دونوں ۳/۳۲۷۔

## احرام ۶۷

چہرہ ڈھکنا:

۶۷- حدیث میں بتایا گیا ہے کہ احرام کی حالت میں عورت کا چہرہ ڈھکنا حرام ہے اس بارے میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

اس کی نقلی دلیل وہ حدیث ہے جو گزشتہ جلد میں "ولا تستب" البقرة المصومة ولا تلبس القفازین" (۱) (احرام والی عورت نہ نقاب پہنے گی نہ دستاں استعمال کرے گی) تمام فقہی مسالک میں اس سترہ بھی وہی ضابطہ ہے جو مرد کے لئے سر چھپانے کے بارے میں گزر چکا (۲)۔

گر کوئی احرام والی عورت مردوں سے بچانے کے لئے چھپانا چاہے تو اس کے لئے ایسا کرنا تمام علماء کے نزدیک حرام ہے۔ الا یہ کہ نہ دانتیں یا ظن غالب ہو تو چھپانا جب ہو جاتا ہے۔

اس مسئلہ کی دلیل حضرت عائشہ کی حدیث ہے، وہ فرماتی ہیں: "كان الركبان يمرون بنا ونحن مع رسول الله ﷺ محرمات، فإذا جاوزوا بنا سددت إحدانا جلبابها من رأسها على وجهها، فإذا جاوزوا كشمتها" (سوار ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور ہم لوگ رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ احرام کی حالت میں ہوتی تھیں، جب وہ ہمارے سامنے آتے تو ہم میں سے ایک اپنی چادر سر سے چڑھ لٹکاتی، جب وہ آگے بڑھ جاتے تو ہم لوگ چہرہ کھول دیتیں) اس حدیث کی روایت ابو داؤد نے کی ہے (۳)۔

(۱) اس حدیث کی تخریج رقمہ ۵۶۱ میں گزر چکی۔

(۲) رقمہ ۶۳، ۶۴۔

(۳) سنن بیہاؤد (باب فی المصومة لطلی وجہہا) ۲/ ۱۶۷، اس حدیث کی سند میں یہ ہے کہ یہ روایت ہے جس کے حافظ کے بارے میں کلام کیا گیا ہے، وہ بہت سچے ہیں لیکن کبھی انہیں وہم ہو جاتا ہے آخری عمر میں ان کے حافظ میں تغیر آ گیا تھا تو وہ دوسروں کا قلم لئے لکھتے تھے، ان سے بخاری نے

فاطر بنت المنذر کہتی ہیں: "کنا مخمر وجوهنا ونحن محرمات، ونحن مع أسماء بنت أبي بكر الصديق" (ہم لوگ اسماء بنت ابوبکر کے ساتھ احرام میں تھیں، اسی حالت میں اپنے چہروں سے چھپا لیا کرتے تھے)، اس کی روایت امام مالک اور حاکم نے کی ہے (۱)۔

یہاں ان کی مراد نقاب کے بغیر چہرہ چھپانا ہے پر وہ کے طور پر (۲)۔

حسبہ عثمانیہ نے یہ شرط لگائی ہے کہ چھپانے والی چہرہ کو مس نہ کرے۔ جیسے اپنے پر اس چھپانے والی چہرہ کے نیچے لکڑی یا کوئی اور چیز رکھ لے جو اس کو چہرے کے مس کرنے سے دور رکھے، اس لیے کہ یہ تحمل (کجاوہ) سے سایہ حاصل کرنے کے درجہ میں ہے، جیسا کہ مذکور میں ہے۔

مالکیہ نے احرام والی عورت کو یہ اجازت دی ہے کہ اگر وہ اپنے چہرہ کو لوگوں کی نگاہوں سے چھپانا چاہے تو سر کے اوپر سے ایک کپڑا لٹکائے لیکن اس کپڑے کو نہ باندھے، نہ اس میں سونے وغیرہ چھوئے۔ حنابلہ کا مسلک بھی اسی کے مثل ہے، لیکن حنابلہ نے اس کی تعبیر یوں کی ہے: "اگر عورت کو چہرہ چھپانے کی ضرورت ہو" کیونکہ جو چھپانا حرام ہے اس کی طاعت یہ ہے کہ وہ نہ اپنے سر میں سے ہونے سے باندھا

تخلیفاً اور مسلم نے موقوفہ روایت کی ہے، اسی طرح ہاروں اور صاحب سنن نے بھی ان سے روایت کی ہے۔ خلافت بغداد میں ۳۲۹-۳۳۱ طبع الہند، انصاری فی الفقہاء طبع ۱۰۱۵ء (تحقیق نو) مدینہ طبع عربیہ مطبعہ البلاغہ (لیکن ان سب کے باوجود ان کی روایت اپنی ہی جہش دیگر روایت کی نظر قوی ہو جاتی ہیں۔

(۱) انوطا (باب تحريم الحرام وجہہ) ۲۳۰-۲۳۱، اس حدیث کی سند صحیح ہے، حاکم نے اس حدیث میں اسے بخاری اور مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح کہا ہے اور ۵۴۲ ذہبی نے حاکم سے اتفاق کیا ہے۔

(۲) التلخیص للبابی ۲/ ۲۰۰، مطبعہ الحارثیہ ۳۳۲ھ۔



و۔ تیل لگانا۔

ھ۔ خوشبو لگانا۔

فقہاء میں اختلاف ہے، حنفیہ نے اسے ممنوع قرار دیا ہے، مالکیہ کا بھی ایک قول یہی ہے، اور مالکیہ نے دوسرے قول میں نیز شافعیہ اور حنبلیہ نے اسے جائز قرار دیا ہے۔

ن۔ ممنوعات کے احکام کی تفصیل:  
سر کے بال مونڈنا:

۱۔ محرم کے لئے اپنا سر مونڈنا یا کسی دوسرے محرم کا سر مونڈنا حرام ہے، اسی طرح اگر کوئی دوسرا شخص خود کو محرم ہو یا یہ محرم اس کا سر مونڈے تو اس کا سر مونڈنے والا حرام ہے حرمت میں بال ۱۰ تا ۱۲ منڈہ کے مثل ہے کسی طرح تھوڑے بال کا مونڈنا یا کاٹنا بھی ممنوع ہے، یہی حکم کسی بھی دوسرے طریقہ سے سر کا بال دہرائے جانے کا ہے، مثلاً کھڑکے، جالے، بال دہرائے والا پانچواں احتمال کر کے، اسی طرح ہاتھ کو ختم کرے والا عمل ممنوع ہے۔

یہ حرمت اس وقت تک کے لئے ہے جب تک سر مونڈنے والا اور منڈوانے والا دونوں حج یا عمرہ کی ادائیگی سے قارٹ نہ ہوئے ہوں، اگر دونوں قارٹ ہو چکے ہوں تو ممنوع نہیں ہوگا، قارٹ ہونے کے بعد خود ان میں سے بھی ایک دوسرے کا سر مونڈ سکتا ہے، اس پر تمام مذہب کے فقہاء کا اتفاق ہے۔

مذکورہ بالا تمام چیزوں کی حرمت کی دلیل یہی آیت ہے جو اوپر گد رچکی۔ اس آیت میں سر پر صرف سر مونڈنے کا ذکر ہے، سین دوسری چیزیں بھی چونکہ حصول راحت میں سر مونڈنے کے مثل ہیں، لہذا ان میں بھی اسی پر قیاس کرتے ہوئے حرام قرار دیا جائے گا<sup>(۱)</sup>

نہم شخص کے سے غیر محرم کا سر مونڈنا کیسا ہے؟ اس بارے میں

(۱) اللباب مع المشرع ۸۰، رد المحتار ۲۲۳، اس میں سر کا بال دہرائے جانے کے بارے میں صراحت ہے، المشرع الکبیر ۶۰-۷۳، مواہب الجلیل ۱۶۴-۱۷۳، شرح المجل مع حاشیہ ۱۳۳-۱۳۵، نہایۃ المحتاج ۲۵۳-۲۵۵، الکافی ۵۳۵، مطالب العالی ۲۲۲-۲۲۳

جائز قرار دینے والوں کی دلیل یہ ہے کہ محرم نے ایسے بال کو مونڈا ہے جس کا احرام کے اعتبار سے کوئی اثر نہیں ہے، لہذا ممنوع نہیں ہوگا، نہ اس پر کوئی تردد ہوگا<sup>(۲)</sup>۔

حسیہ کا استدلال اس بات سے ہے کہ محرم پر جس طرح اپنا سر مونڈنے کی پابندی ہے اسی طرح دوسرے کا سر مونڈنے کی بھی پابندی ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلَا تَقْلَقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ" (اور جب تک قربانی اپنے مقام پر پہنچ جائے اپنے سر نہ منڈاؤ)۔ انسان نہ سر کا دنا تو نہیں مونڈا کرنا، مگر چونکہ اس کے لئے دوسرے کا سر مونڈنا حرام ہے تو اپنا سر مونڈنا یا دوسرے کو حرام ہوگا، حنفیہ کے نزدیک محرم کے سرے کا سر مونڈنا بھی حرام ہے خواہ وہ شخص محرم ہو یا غیر محرم، جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے ذکر کیا<sup>(۳)</sup>۔

جسم کے کسی بھی حصہ سے بال دہرائنا:

۱۔ سر کے بال پر قیاس کرتے ہوئے جسم کے کسی بھی حصہ سے بال دہرائنا ممنوع ہے، چونکہ انہوں میں حصوں راحت ہے<sup>(۴)</sup>۔

(۱) جیسا کہ المجموع ۷۱، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱ میں ہے، مالکیہ کے یہاں مسئلہ کی تحقیق کے لئے ملاحظہ مطلوب ہوگی، اسی ۳۶۶، اس میں فدیہ کی نفی ہے، الکافی ۵۳۵، اس میں صراحت کے ساتھ حرمت کی نفی ہے۔

(۲) البدائع ۲۲۳، ملاحظہ مطلوب اسباب الختم ۷۰۔

(۳) حواشی سے پہلے غائب ہونے کی جن کتابوں کے حوالے ہیں ان کے محققین صفحات دیکھ جائیں۔

## احرام ۷۲-۷۳

ناخن کترنا:

۷۲- بال موڈ نے پر قیاس کرتے ہوئے محرم کے لئے ناخن کترنا بھی ممنوع ہے، کیونکہ دونوں میں حصول راحت اور میل چلیل کا ازالہ ہے اس پر فقہاء کا اتفاق ہے<sup>(۱)</sup> محرم غیر محرم بال احسن کاٹ سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں میں اختلاف ہے جو محرم کے لئے غیر محرم کا سر موڈ نے کے بارے میں ہے۔

دھان (جسم پر روغن استعمال کرنا):

۷۳- ”دھن“ روغن حیوانات یا نباتات سے تیلے والے پانی اور (ربغنی) لاد ہے۔

محرم کے سے بد خوشبو والے ربغنی<sup>(۲)</sup> کے استعمال میں کے بارے اختلاف ہے۔ امام احمد کو چھوڑ کر جمہور فقہاء مطلق ربغنی کے استعمال کو ممنوع قرار دیتے ہیں، خو وہ بے خوشبو ملا ہو مثلاً ریتوں کا تیل، کیونکہ اس میں حصول راحت، ترمیم اور بال کی آرائش ہے، یہ چیز محرم کی ثمان کے منافی ہے، اس کے لئے تو واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حد درجہ محتاجی و مدلل ظہر کرے کے لئے پراگندہ بال اور غبار لود ہے۔

جمہور فقہاء روغن وغیرہ کے استعمال کی ممانعت پر حضرت ابن عمرؓ کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ”ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ سے کھڑے ہو کر سوال کیا: اے اللہ کے رسول! حاجی کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”الشعث النعال“، اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے<sup>(۳)</sup>۔

(۱) ملاحظہ ہو (نقرہ ۷۷)۔

(۲) لب المناک اور اس کی شرح ۸۰۰، تحویر ۵۱۵، ص ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲،

## احرام ۷۴

متابله کے ر ایک "طیب" وہ ہے جس کی بو چھگی ہو اور سے  
ہٹنے کے لئے بنایا جائے (۱)۔

مالکیہ نے "طیب" کی ہتھیں کی ہیں مذکر اور مؤنث۔

مذکرہ "طیب" ہے جس کا اثر یعنی جس پٹے سے بدبو کو وہ  
چھوئے اس سے اس کا تعلق خفی رہے اور صرف بوطاہر ہو اس سے  
مراد مختلف قسم کے خوشبو دار پھول ہیں، مثلاً ریحان، گلاب، اور  
نسبیلی۔ ان پھولوں سے جو عرق نکالا جاتا ہے وہ مؤنث میں شمار نہیں  
ہوتا۔

مؤنث "طیب" ہے جس کا رنگ "اور اثر مایہ ہو، یعنی جس  
پتے میں وہ گئے اس سے اس کا تعلق شدید ہو، مثلاً مشک، کانور اور  
بنفراں (۲)۔ یونیب مؤنث ہے اس کو سگھ، ساتھ میں رکھنا اور جس  
جگہ وہ ہو وہاں خضر یا محرم کے لئے مکروہ ہے، اور اس کو چھونا حرام ہے۔

ہے کہ اس تیل میں خوشبو نہیں ہے "باقی جسم میں استعمال کرنے سے  
رائش بھی نہیں ہے (۱) لہذا حرمت واقع نہ ہوتی۔ ان کی چیزوں  
میں جن کام نے وریا، یونکہ ان کے ذریعہ آرائش حاصل ہوتی  
ہے، حدیث شریعت نے خوشبو کے استعمال پر پابندی عامہ کی ہے، اس  
میں خوشبو نہیں ہے۔ لہذا حرام نہیں ہوگا (۲)۔

متابله کا معتمد قول یہ ہے کہ پورے بدن میں روغن استعمال کیا  
جاسکتا ہے۔ یونکہ نہ یہاں سبب ہونا، تیل کا محتاج ہے، اور اس بارے  
میں نص "اور جماد" سے کوئی دلیل نہیں ہے۔ خوشبو پر قیاس کرنا اس  
سے درست نہیں ہے نہ خوشبو والی چیز کے استعمال سے نہ یہ واجب  
ہوتا ہے خواہ محرم پر اگندہ بال ہی رہے خوشبو کے استعمال کے بارے  
میں سرور دومرے اعضاء جسم کا ایک ہی قلم ہے، رہن کا معاملہ اس  
کے برخلاف ہے (۳)۔

## خوشبو کا استعمال:

۷۴ - طیب کے ر ایک "طیب" وہی ہے جس کی بوسمول لذت کا  
ذریعہ ہو اور جس سے خوشبو تیار کی جائے (۴)۔

مالکیہ کے ر ایک "طیب" وہ ہے جس کا اثر مایہ ہو، یعنی جس  
خوشبو ہو خواہ کسی طریق کے ساتھ ماور ہو (۵)، جس "طیب" کو حرام  
قرآن یا روایہ میں یہ شرط ہے کہ اس کا یہ مقصد خوشبو حاصل کرنا  
اور اس سے خوشبو بنانا ہو یا اس میں یہ غرض ظاہر ہو۔

(۱) مہربان محمد الجعفی ۲۷۵-۲۷۶۔

(۲) الجعفی ۲۷۷-۲۸۳۔

(۳) ابنی ۳۲۲ مطاب ولی ابی ۳۳۲-۳۳۳ انہوں نے صرف  
خود کا قول ذکر کیا ہے۔

(۴) المسک المصنوع ۲۰۸، اسی کے مثل رد المحتار ۲۷۵ میں بھی ہے۔

(۵) منی المحتاج ۵۳۰، الجعفی ۲۷۸۔

(۱) ابنی ۳۲۵ اس

(۲) المشرع الکبیر مع حاشیہ ۵۹۴۔ مالکیہ کے یہاں مذکر اور مؤنث کی یک اور  
تشریح بھی ہے وہ یہ ہے کہ مذکرہ "طیب" ہے جس کا رنگ نمایاں ہو اور خوشبو  
بکلی ہو مگر گلاب کا پھول، اور مؤنث وہ طیب ہے جس کا رنگ ہلکا ہو اور خوشبو  
نمایاں ہو مگر مشک، عدوی نے اس سالہ پر اپنے حاشیہ ۸۶۱ میں یہی تشریح  
کی ہے اور زندگانی نے شرح طیل میں لکھا ہے کہ یہ تشریح زیادہ مناسب ہے  
۲۹۷، پھر فرمایا ہے کہ ذکر کے بارے میں علامہ طیل کے قول "ما ظہور  
لہ" (جس کا رنگ نمایاں ہو) سے مراد یہ ہے کہ اس کا بڑا مقصد رنگ  
ہو، لہذا آیات اس کے منافی نہیں ہے کہ گلاب کے پھول میں بھی خوشبو  
ہوتی ہے مثلاً خوشبو کے خفی ہونے سے مراد ہے کہ اس کی خوشبو مشک کی طرح  
تھوڑی ہو، اور مؤنث کے بارے میں علامہ طیل کے قول "ما ظہور  
لہ" سے مراد یہ ہے کہ اکثر و بیشتر اس کا رنگ قلی ہوتا ہے، یہ اس کے منافی  
نہیں ہے کہ کبھی انسان اس کو ظاہر کر دیتا ہے، ان کے قول "و ظہور  
واقعه" (اس کی ہونایاں ہو) کی مراد یہ ہے کہ اس کا بڑا مقصد خوشبو پیدا  
ہو، اس کے رنگ کے ظاہر سے محظوظ ہونا مقصود نہ ہو جس طرح گلاب کے  
پھول میں ہونا ہے، مشک کا اصل مقصد خوشبو ہے۔

## احرام ۷۵-۷۷

نہ کر طیب کو سونگھنا مکروہ ہے، سونگھنے بغیر اس کو چھونا، ساتھ میں رکھنا اور جس جگہ وہ ہو، مال ٹھہرنا جائز ہے (۱)۔

محرم کے لئے خوشبو کے استعمال کے احکام کی تفصیل:  
کپڑے میں خوشبو لگانا:

۷۵- اس بارے میں اصل حرمت کپڑے میں خوشبو استعمال کرنے کی ہے، کیونکہ اس پر جو حدیث ذکر کی گئی ہے اس میں اس کی صراحت ہے۔ اسی سے فقہاء نے یہ نہی فرم کر کے اپنے آپ کی گلی میں، چادر میں اور تمام کپڑوں میں، بستر میں اور جوتے میں خوشبو کا استعمال ممنوع کر دیا ہے، حتیٰ کہ اگر اس کے جوتے میں کوئی خوشبو، ریح یا لکڑی تو اس سے جوتے سے فوراً سلجھ کرنا واجب ہے۔ اپنے اپنے کوئی ایسا کپڑا نہیں رکھے گا جس میں ورس، زعفران یا اور کوئی خوشبو، ریح یا لکڑی ہو۔

اسی طرح محرم کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ایسی خوشبو کو اپنے ساتھ رکھے جس کی بو پھیلتی ہے یا اسے کپڑے کے کونے پر باندھ لے جیسے مشک، بخاف، عود باندھنے یا صندل باندھنے کے۔

جس کپڑے میں احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگی ہو محرم کے لئے اس کا پہننا حلیہ، مرقا لپیہ کہنا، یک جا نہیں ہے

شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اور وہ احرام کے وقت جامعہ احرام میں خوشبو لگانا جائز ہے، اور احرام باندھنے کے بعد جامعہ احرام میں اگر خوشبو باقی ہے تو اس میں حرج نہیں ہے، جس طرح اگر محرم نے

(۱) حاشیہ الدسوقی ۱/۲۶۰، بیانی ۱/۲۶۰، مالکیہ کی اس تقسیم کے درمیان اور روح ذیل حدیث کے درمیان تفسیق دی ہے۔ ”مردوں کی بہترین خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو سبوں ہو رنگ پکھلا ہو اور عورتوں کی بہترین خوشبو وہ ہے جس کا رنگ نمایاں ہو اور خوشبو لگی ہو۔“ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے اور اسے حدیث حسنہ قرار دیا ہے، حاکم نے بھی اس کی روایت کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے، بیانی نے کہا ہے ”معتدل بات یہ ہے کہ فقہاء نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس لحاظ سے ہے کہ ایک خاص اصطلاح ہے واللہ اعلم“ حاشیہ الدسوقی ۱/۲۶۱۔

احرام سے پہلے بدن پر خوشبو لگائی تھی اور احرام کے بعد بھی وہ خوشبو باقی ہے تو اس سے بالاتفاق احرام پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ شافعیہ اور حنابلہ نے پیرے کو بدن پر قیاس کیا ہے مین و حضرت نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ اگر جامعہ احرام (جس میں احرام سے پہلے خوشبو لگائی تھی) اور وہ خوشبو احرام کے بعد بھی باقی ہے (تو وہ یہاں جسم سے ریزا تو سب تک اس میں خوشبو باقی ہے سے دہرہ نہیں پہن سکتا، بلکہ اس کی خوشبو اور ریزا کے بعد سے زیب تن کر سکتا ہے۔

جسم پر خوشبو لگانا:

۷۶- محرم کے لئے جسم پر خوشبو کا ممنوع ہے خواہ وہ اسی کے مقصد سے ہو۔ اگر لکا یا تو نہ یہ لازم ہوگا۔ اپنے سر، داڑھی اور کسی حصہ جسم پر خضاب نہیں لگا سکتا، اور وہ خوشبو، لے پانی سے جسم دھو سکتا ہے۔ خضاب کے لئے ایک لٹکھی، مہندی بھی خوشبو، الی چیز اس میں ہیں، جیسا کہ اس سلسلہ میں اختلاف گذر چکا ہے۔

۷۷- خالص خوشبو کا کھانا یا چھ محرم کے لئے تمام ائمہ کے نزدیک جائز ہے۔

اگر خوشبو، ریح کو پکانے سے پہلے کھانے میں، اگر چاہے تو اس کھانا کے کھانے سے محرم پر کچھ واجب نہیں، خواہ خوشبو، ریح تھوڑی مقدار میں ملائی گئی ہو یا زیادہ مقدار میں، یہ حلیہ، مرقا لپیہ (۱) کا

(۱) یہ فقہ مالکی کا محقق قول ہے ایک قول یہ ہے کہ اس کے کھانے کا حوالہ اس وقت ہے جب پکانے کی وجہ سے خوشبو والی چیز کھانے میں بالکل تحلیل ہو جائے، اس کی صرف مہک باقی رہ جائے، ورنہ نے بشرح الکبیر (۲/۶۱۲) میں اور درکاتی نے اپنی شرح (۲/۶۱۲) میں اسی کو اختیار کیا ہے اور اسے خطاب کی طرف منسوب کیا ہے، علامہ حنفی نے خطاب (۲/۶۱۲) میں، مالکی کا محقق قول وہی ہے جس کو ہم نے ذکر کیا کہ جو ان کے لئے بشرط ظہر کر پکائے کی وجہ سے وہ خوشبو اور چیز کھانے میں بالکل تحلیل ہو گئی ہو، علامہ حنفی نے شرح الترمذی پر بیانی کا حاشیہ اور روح ذیل کا حاشیہ ۱/۲۶۱-۲۶۲۔

مسک ہے۔ اور مالکیہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ اس میں کوئی جزاء لازم نہیں

ہوئی<sup>(۱)</sup>۔

حنابلہ کے نزدیک حرم کے لئے، اشد خوشبو سوگن حرام ہے، اور اس میں فدیہ واجب ہے، مثلاً مشک، کافور اور اس طرح کی چیزیں سوگننا جنہیں سوگن کر خوشبو حاصل کی جاتی ہے۔

شکار اور اس کے متعلقات

صيد کی لغوی تعریف:

۷۹- ”صيد“ لفظ مصدر ہے، معنی شکار کرنا اور جال میں پھنسا، اسی طرح اس کا معنی ہے وہ جانور جس کو شکار کیا جائے، اور ہر دو معنی کے اعتبار سے ”صيد“ ان چیزوں میں ہے جو حالت احرام میں منوع ہیں۔

”صيد“ کی اصطلاحی تعریف:

۸۰- حنفیہ<sup>(۲)</sup> کے نزدیک ”صيد“ خشکی و علا وہ جانور ہے جو اپنے پیروں سے بھاگ کر یا پروں سے اڑ کر اپنے کو پکڑنے نہیں دیتا، اور اصل خلقت کے اعتبار سے وحشی جانور ہے۔

مالکیہ<sup>(۳)</sup> کے نزدیک ”صيد“ خشکی و علا وہ جانور ہے جو اپنی اصل خلقت کے اعتبار سے وحشی ہے۔

شافعیہ<sup>(۴)</sup> اور حنابلہ<sup>(۵)</sup> کے نزدیک ”صيد“ خشکی و علا ہستی

(۱) المسک المنقذ ۸۲۔

(۲) المسک المنقذ ۲۳۱، الدر المختار ۲۹۱/۲۔

(۳) المرقاۃ فی ۲/۱۱۵، شرح الکبیر مع حاشیہ ۴۲/۳۔

(۴) جیسا کہ انہما یہ ۲/۲۵۸-۲۵۹ سے مطوم ہوتا ہے، لا حظ ہذا لمجموع ۴۹۸/۴، اس میں تعریف کی تحصیل ہے۔

(۵) مطالب ولی اُسی ۲/۳۳۳ نیز لا حظ ہذا اُسی ۵۰۶/۳، اس میں ”معتدا“ کی قید بھی ہے۔

کی طرح پکے ہوئے کھانے میں اگر خوشبو ملائی گئی تو بھی حرم کے لئے اس کا کھانا حلیہ مکروہ یک جائز ہے۔

اگر کسی کھانے کی چیز میں خوشبو ملائی ہو چکی ہوئی نہیں ہے، تو اگر وہ کھانے کی چیز زیادہ ہو تو اس کے کھانے میں کوئی ممانعت نہیں، نہ فدیہ لازم ہے بشرطیکہ اس میں خوشبو نہ محسوس ہوتی ہو، اور اگر اس میں خوشبو محسوس ہوتی ہو تو حلیہ کے نزدیک حرم کے لئے اس کا کھانا مکروہ ہے۔

اور اگر خوشبو کی مقدار زیادہ ہو تو اس کے کھانے میں ہم (جانور ذبح کرنا) لازم ہوگا، خود خوشبو نمایاں ہو یا نمایاں نہ ہو۔

مالکیہ کے نزدیک جس کھانے کی چیز میں خوشبو ملائی گئی ہو اور اسے کھانے کے ساتھ پکڑا نہیں گیا تو اس کی تمام تخلیص منوع ہیں، اس کے کھانے کی صورت میں فدیہ دینا پڑے گا۔

اگر خوشبو دلی چیز کو کسی مشروب میں ملا یا گیا مثلاً عرق کھاب ملا یا گیا، تو اس کو پینے میں حرام، واجب ہوگی۔ خوشبو، اگر تیز مشروب میں تھوڑی مقدار میں ملائی ہو یا زیادہ مقدار میں۔ یہ حلیہ اور مالکیہ کا مسلک ہے۔

شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اگر خوشبو، اگر تیز کو کھانے یا پیے کی چیز میں ملا یا گیا ہیں اس میں خوشبو کی مہک یا فتنہ نمایاں نہیں ہوا تو حرم کے لئے اس کا استعمال حرام نہیں، نہ فدیہ لازم ہوگا، اور خوشبو کی مہک یا فتنہ نمایاں ہونے کی صورت میں اس کا استعمال حرام ہے، اور استعمال کرنے کی صورت میں فدیہ دینا لازم ہوگا۔

خوشبو سوگننا:

۷۸- خوشبو کو چھوئے بغیر اس کو سوگننا حرم کے لئے حنفیہ، شافعیہ



جانور ہے جس کا گوشت کھلایا جاتا ہے۔

شکار کی حرمت کے دلائل:

۸۱- محرم کے لئے شکار کی حرمت قرآن، حدیث اور اہتمام سے ثابت ہے۔

قرآن کریم میں حرمت کی دلیل یہ آیات ہیں:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ" (۱)

(اے ایمان والو! شکار کو موت مارو جب کہ تم حالت احرام میں ہو)۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَحُرْمٌ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا" (۲) (اور تمہارے وہ جب تک تم حالت احرام میں ہو خشکی کا شکار حرام کیا گیا)۔

یہ دونوں آیات حرمت کے بارے میں نص قطعی ہیں۔

۱۰: حدیث مذکورہ میں محرم کے لئے شکار کی حرمت کی دلیل متحدہ

۱۰: حدیث ہیں، ان میں سے ایک حدیث یہ ہے:

حضرت ابو قتادہ کا واقعہ ہے کہ ان کے ساتھی احرام باندھ چکے تھے۔ انہوں نے حرام نہیں باندھا تھا، وہ بیان کرتے ہیں: "میں نے اپنے گھوڑے پر رین سی اور نہ وہ یا، پھر گھوڑے پر سوار ہوا یا میرا کورگر پر، میں نے اپنے ساتھیوں (جو احرام کی حالت میں تھے) سے کہا: "مجھے گھوڑے، اونٹ، ایل کوؤں نے بچا: "خدا کی قسم، ہم لوگ تمہارے کچھ بھی قاتل نہیں کریں گے، میں جو ہوتا اور گھوڑا لے کر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔"

ایک دوسری روایت میں ہے: "سب نے پڑاؤ کیا اور شکار کا گوشت کھایا، پھر آپس میں کہا کہ کیا ہم لوگ احرام کی حالت میں شکار

کا گوشت کھا سکتے ہیں؟ ہم لوگوں نے گاؤں کا بقیہ گوشت پہ ساتھ لے لیا، جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم لوگ احرام باندھ چکے تھے، ابو قتادہ نے احرام نہیں باندھا تھا، ہم لوگوں نے چند گاؤں کا گوشت لے لیا، وہ نے اس پر حملہ کیا اور ایک ماہ گاؤں کا مارا گیا۔ اسے ذبح کیا، ہم لوگ رہے اور اس کا گوشت کھا۔ پھر ہم نے آپس میں کہا کہ کیا ہم لوگ احرام کی حالت میں شکار کا گوشت کھا سکتے ہیں؟ ہم نے اس شکار کا باقی ماندہ گوشت اپنے ساتھ لے لیا، حضور کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: "امسکم احد بصرہ بن یحییٰ عجبھا او اشار الیھا؟" (کیا تم میں سے کسی نے اس پر حملہ کرنے کا حکم دیا یا اس کی طرف اشارہ کیا؟) لوگوں نے عرض کیا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "فکلوا ما بقی من لحمھا" (باقی گوشت بھی کھا لو)، یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں میں ہے (۳)۔

جہاں تک اہتمام سے استدلال کی بات ہے تو نووی اور ابن قدامہ نے اس کی حرمت پر اہتمام نقل کیا ہے۔ اسی طرح ابن قدامہ نے اس بات پر اہتمام نقل کیا ہے کہ شکار کو قتل کرنے کی صورت میں محرم پر ترہ لازم ہوگی (۴)۔

مسند رکے شکار کا جواز:

۸۲- مسند رکے شکار محرم، غیر محرم دونوں کے لئے نص اور اہتمام کی بنا پر حلال ہے۔

جواز کے بارے میں نص یہ آیت ہے: "احِلْ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَاعَا لَكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرْمٌ عَلَيْكُمْ صَيْدُ

(۱) بخاری ۱۲/۳، مسلم ۱۲/۳

(۲) المجموع ۲/۲۹۰، المغنی ۳/۳۰۹

(۱) سورۃ مائدہ ۹۵

(۲) سورۃ مائدہ ۹۶

## احرام ۸۳-۸۵

ممنوع ہوا اس کے اجزاء کو تکلف کرنا بھی ممنوع ہوگا، مثلاً ہنٹ اگر اس کے کسی عضو کو تکلف کر دیا تو جزاء کی شکل میں اس کا ضمان دینا پڑے گا۔<sup>(۱)</sup>

مذکور بالا چیزوں کی ممانعت کی دلیل حرم کے شکار کو بھگانے کے ممنوع ہونے پر قیاس کرنا بھی ہے چونکہ مکہ مکرمہ کے بارے میں رسول اہرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”این هذا البلد حرمہ اللہ، لا یعصد شوکہ، ولا ینحر صیدہ، ولا یتقط لقطہ إلا من عزیفہا۔“<sup>(۲)</sup> (اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے قائل امر امر قرار دیا ہے، نہ اس کے کانٹے دار درخت کاٹنے جا میں گئے، نہ اس کے شکار بد کاٹے جا میں گئے، نہ اس کا پٹا ہوا مال اٹھایا جائے گا، ہاں وہ شخص اٹھ سکتا ہے جو اس کا اعلان کرے)، جب حرم کے شکار کو بد کاٹنا حرام ہے تو واجب ہے کہ احرام کی حالت میں شکار کرنا بھی حرام ہو<sup>(۳)</sup>۔

۸۴- شکار کرنے میں کسی طرح کی شکار کے بارے میں حرام ہے، مثلاً شکار کے بارے میں رہنمائی کرنا، اس کی طرف اشارہ کرنا، شکاری کو پیہری یا کوزہ دینا، اسی طرح شکار کو قتل کرنے کا حکم دینا حرام ہے، ان چیزوں کی حرمت پر علماء کا اتفاق ہے<sup>(۴)</sup>، اور دلیل اس کی حضرت ابو قتادہؓ کی اوپر گزری ہوئی حدیث ہے۔

### شکار کا مالک بننے کی حرمت:

۸۵- محرم کے لئے حرام ہے کہ مالک بننے کے کسی طریقہ کو اختیار

البر ما ذمتکم خوفاً<sup>(۱)</sup> (تمہارے لئے دریا فی شکار، اس کا کھانا جائز کیا گیا، تمہارے نفع کے لئے اور قاتلوں کے لئے اور تمہارے اوپر جب تک تم حالت حرام میں ہو خشکی کا شکار حرام یا گیا)۔ جو روپر جہت نبویؐ<sup>(۲)</sup>، راہ بکرہ خاص<sup>(۳)</sup> نے نقل کیا ہے۔

### محرم کے سے حرمت شکار کے حکام:

۸۳- حرم کے سے شکار کی حرمت چند چیزوں کو شامل ہے، ان میں سے نیچے مرتب طور پر بیان کرتے ہیں:

شکار کو قتل کرنے کی حرمت کیونکہ اس کے بارے میں صریح آیت و حدیث موجود ہیں۔ شکار کو بھگانا، پٹے یا اس پر قبضہ کرنے کی حرمت، سی و میل میں یہ چیزیں آتی ہیں: شکار کے پیر یا بارہ کو توڑنا، اس کے بڑے کو بھوننا یا توڑنا، اس کا پٹا کھانا، اس کا بال کاٹنا، شکار کو ہانکنا یا پکڑے جانے کے بعد اسے روکے رکھنا، یا ان باتوں میں سے کسی کا سبب بننا<sup>(۴)</sup>، ان چیزوں کے حرام ہونے کی دلیل یہ آیت ہے: ”وَحُرِّمَ عَلَیْکُمْ صِلَہُ الْہَرَمِ مَا ذَمَّتْکُمْ حُرْمَتُہُ“ (اور تمہارے اوپر جب تک تم حالت احرام میں ہو خشکی کا شکار حرام کیا گیا)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حالت احرام میں شکار کے بارے میں ہمارے تمام افعال حرام ہیں<sup>(۵)</sup>۔

قیاسی دلیل یہ ہے کہ ”جس چیز کو تکلف سراحق غیر کے لئے

(۱) سورۃ مائدہ ۹۶۔

(۲) المجموع ۷/۳۹۸۔

(۳) نظام القرآن ۲/۴۸۲-۴۸۹۔

(۴) المسئلۃ المنتظرات ۱/۸۱، شرح الکبیر مع حاشیہ ۲/۲۲، المہذب والمجموع

۲/۳۹۹، کلال ۵۵۳-۵۵۷۔

(۵) نظام القرآن۔

(۱) المجموع شرح المہذب ۷/۲۹۵۔

(۲) یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں میں ہے یہاں پر بخاری کے الفاظ لئے گئے

ہیں (باب فضل الحرم ۱۳۷۲، مسلم (باب تحریم مکہ ۱۰۹۳)۔

(۳) المہذب مع الشرح ۷/۳۹۵۔

(۴) المسئلۃ المنتظرات ۱/۸۱، شرح الکبیر مع حاشیہ ۲/۲۲، المہذب و شرح

المجموع ۷/۳۹۵-۳۹۶، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰۔

## احرام ۸۶-۸۷

شکار سے کسی قسم کے استفادہ کی حرمت:

۸۶- محرم کے لئے شکار کا گوشت کھانا، اس کا دوا و دوا نہ، اس کا دوا اور جتنا ہوا گوشت کھانا حرام ہے کیونکہ شکار کا دوا نہ بننے کی حرمت کے بارے میں جو اہل "پرو" ذکر ہوئے ان میں عموم ہے نیز اس لئے کہ اشعار طہیت کی نثر ہے، جب طہیت حرام ہوگئی تو اس کے اثر کا کوئی عمل باقی نہ رہا۔

۸۷- جب غیر محرم نے کوئی شکار کیا تو کیا محرم اس میں سے کھا سکتا ہے؟

اس مسئلہ میں چند مذاہب ہیں:

پہلا مسلک: یہ ہے کہ محرم کے لئے شکار کھانا بالکل جائز نہیں، خواہ اس نے شکار کا حکم یا ہوا یا نہ یا ہو، شکار کرنے میں مدد کی ہو یا نہ کی ہو، غیر محرم نے اس کے لئے شکار یا ہوا یا نہ کے سے شکار نہ کیا ہو۔

یہ اہل علم کے ایک گروہ کا قول ہے، اس گروہ میں صیہ کرام میں سے حضرت علی، حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم ہیں (۱)، طاووس، جابر بن زید اور سفیان ثوری نے محرم کیسے غیر محرم کے شکار میں سے کھانا مکروہ قرار دیا ہے (۲)۔

دوسرا مسلک: یہ ہے کہ غیر محرم نے محرم کے لئے اور محرم کی وجہ سے جو شکار کیا ہے اس میں سے محرم کے لئے کھانا جائز نہیں، اور غیر محرم نے جو شکار محرم کے لئے نہیں کیا بلکہ اپنے لئے یا کسی دوسرے

کے لئے شکار کا مالک ہو جائے، اس کے لئے شکار کو چننا ہے، بد بیہ و صیت یا صدق میں قبول رہنا یا بطور کار لینا حرام ہے (۱)۔

سب چیزوں کے حرام ہونے کی دلیل یہ آیت ہے: "وَحُرْمَ عَيْنِكُمْ صَيْدَ الْبَرِّ مَذْمُومٌ خَوْفًا" (اور تمہارا ہر شکار پر سب تکتم حالت احرام میں ہو خشکی کا شکار حرام کیا گیا)۔

فتح القدیر (۲) میں ہے: "حرمت کو میں شکار کی طرف منسوب کیا گیا ہے لہذا وہ محرم کے حق میں مال مکتوم نہیں رہا جیسے شکار اور شکار کو مکتوم ہے نہ خود کسی چیز کی طرف حرمت کی نسبت کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس چیز سے ہر طرح کا اشتقاق منوع ہے۔"

اس حرمت پر صعب بن جنامہ کی حدیث سے بھی استدلال کیا جاتا ہے: "إِنَّهُ أَهْدَى إِلَيَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِمَارٌ وَحَشٌّ، فَرَدَّهُ عَلَيْهِ فَمَا رَأَى مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ: إِنَّا لَمُ بَرْدِهِ عَلَيْهِ إِلَّا أَتَا حُرْمًا" (صعب بن جنامہ نے رسول اکرم ﷺ کی حرمت میں ایک گاؤں پر پہنچا، حضور اکرم ﷺ نے اس کو داپس کر دیا، حضور اکرم ﷺ نے جب ان کے چہرے پر اثر دیکھا تو فرمایا: ہم سے صرف اس لئے نہیں کرنا ہے کہ ہم احرام کی حالت میں ہیں) یہ حدیث بخاری اور مسلم میں ہے (۳)۔ علماء کے اجماع سے بھی اس سلسلہ میں استدلال کیا جاتا ہے (۴)۔

(۱) الہدایہ ۲/۲۸۳، المسک المصنوع ۲/۲۸۸، المہذب مع المجموع ۷/۳۱۰-۳۱۲، المشرع الكبير ۲/۳۷۳، المغنی ۳/۵۲۵-۵۲۶۔

(۲) فتح القدیر ۲/۲۸۳۔

(۳) حدیث المعصب بن جنامہ رحمہ اللہ اُھدی اِلَیَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِمَارٌ وَحَشٌّ... کی روایت بخاری و مسلم نے کی ہے (المؤید للرحمان رحمہ اللہ) حدیث ۲۷۲۷۔

(۴) استدلال کے لئے ملاحظہ ہو: المہذب مع المجموع، تفسیر القرطبی، المغنی کے مذکورہ الامتعات، حدیث کی تخریج آئندہ تفصیل سے آئے گی۔

(۱) شرح مسلم للذہبی ۱۰/۵۸۸۔

(۲) المجموع ۷/۳۳۱، طہق بن القیم علی شہن ابی داؤد ۲/۳۶۳، ان تینوں کی طرف حرمت منسوب کی گئی ہے جب کہ المجموع میں ابن ابی داؤد سے نقل کرتے ہوئے ان تینوں کی طرف کراہت منسوب کی گئی ہے، مگر ہے کہ کراہت سے حرمت ہی مراد ہے، کیونکہ کراہت کا استعمال حرمت کے لئے کیا کرتے تھے۔



## احرام ۸۸

روایت ابو داؤد و ترمذی و نسائی نے کی ہے (۱)، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے (۲)، اس میں سند مکمل کیا گیا ہے یمن ذی قعدہ کی طرف سے صحیح ہوئے کور حج ترمذی ہے (۳)۔

تیسرے مسلک کے حامی حنفیہ، حاکم کے ہمنوا جو حرم کے لئے غیر حرم کے شکار کے ہوئے ورنہ حج کے ہوئے جانور کا کھانا جائز قرار دیتے ہیں، یہ شرطیکہ حرم نے شکار کے بارے میں رسائی نہ کی ہو ورنہ شکار یہ ہو اس حدیث کا استدلال بہت ہی احاطہ و آثار سے ہے نہیں میں سے ایک حدیث ابو قتادہ لی "پہ گندری ہونی حدیث ہے کہ حضرت ابو قتادہ نے غیر حرم ہونے کی حالت میں گاوڑے کا شکار کیا، احرام باندھے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس میں سے کھایا، حضور اکرم ﷺ نے ان کے اس عمل کی تصویب کی، "وہو" بھی اس کا گوشت کھایا (۴)۔

اس حدیث سے استدلال کی وجہ یہ ہے کہ جب صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کے لئے جائز ہونے کی بات اس وقت تک نہیں فرمائی جب تک صحت کے موضوع کے بارے میں اچھی طرح دریافت نہیں فرمایا

(۱) ابو داؤد ۴۷۷، ترمذی (باب ما جاء في أكل الصيد للمحرم) ۴۰۳-۴۰۴، نسائی (باب إذا أثار المحرم إلى الصيد فله بحلال) ۱۸۱/۵-۱۸۲، ابو داؤد و ترمذی کے نسخہ میں "أو يصد لكم" ہے اور مختصر لفظ کی قائل ابو داؤد و نسائی میں "أو يصاد" صداد کے بعد الف کے ساتھ ہے، نووی المجموع (۳۰۵/۷) میں لکھتے ہیں اس روایت میں "يصاد" الف کے ساتھ ہے ایک لفظ کے اعتبار سے یہ جائز ہے، اسی لفظ پر اللہ تعالیٰ کے ارشاد "اللہ من یضی ویبصر" میں ایک قرأت یا ع کے ساتھ ہے۔

(۲) مستدرک میں حاکم نے اس حدیث کو بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق قرار دیا ہے ۵۲۸، ذہبی نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔

(۳) المجموع ۳۰۳-۳۰۵۔

(۴) جیسا کہ بخاری کی روایت میں ہے ۵۲۷۔

کہ آیا یہ موانع موبوں تھے یا نہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے پہلے یہ سوال کیا کہ یا تم میں سے کسی نے ابو قتادہ کو شکار پر حرم کرنے کا حکم دیا تھا، یا اس کی جانب اشارہ کیا تھا؟ جب اس حدیث نے جواب دیا کہ نہیں، تب آپ ﷺ نے فرمایا: "ابعدوا"۔ رحمت کے موانع میں یہ بھی ہوتا ہے "حرم کے لئے شکار یہ نہیں ہو" تو رسول اکرم ﷺ موانع کی تحقیق کرتے وقت سے بھی پہ سوالات میں شامل فرماتے تاکہ اس مانع کے نہ ہونے کی تحقیق ہونے کے بعد حکم لگائیں، یہ بات "حرم کے لئے شکار کرنے" کے مانع حلت نہ ہونے کے لئے صراحت کے درجہ میں ہے، لہذا یہ حدیث حدیث جاریہ کے معارض ہوگی، "وقت ثبوت کی وجہ سے اسے حدیث جاریہ پر ترجیح ہوگی (۱)۔

### حرم کا شکار:

۸۸- یہاں پر حرم سے مراد مکہ مکرمہ اور وہ قائل احرام منقطع ہے جو مکہ مکرمہ کو گھیرے ہوئے ہے، حرم کے کچھ خاص مقام ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ حرم میں شکار کما جس طرح حرم کے لئے ناجائز ہے اسی طرح غیر حرم کے لئے بھی ناجائز ہے، اس پر علماء کا اتفاق ہے، رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ین هذا البعد حرمة الله، لا یصد شوکھ، ولا یبصر صیدہ، ولا ینقطع لقطه الا من عرفها" (اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو قائل احرام بنا دیا ہے، نہ اس کے فاختے، نہ درخت کاٹنے جائیں گے، نہ اس کا شکار ہو گیا جائے گا ورنہ اس میں پڑا ہوا سامان اٹھایا جائے گا، اگر وہ شخص ایسا سنا ہے جو اس کا احرام رے) (بخاری، مسلم) (۲)۔

(۱) فتح القدیر ۲/۲۴۴۔

(۲) صحیح بخاری (باب فضل الحرم) ۳۷۲، القاطع بخاری کے ہیں، مسلم

(باب لحرم مکہ) ۱۰۹۳۔

ماء نے جس طرح حرم کے لئے شکار کی حرمت پر احکام مرتب کئے ہیں اسی طرح غیر حرم کے لئے حرم میں شکار کی حرمت پر احکام مرتب کئے ہیں<sup>(۱)</sup>۔ اس کی بہت سی جزئیات مختلف مذاہب میں ہیں، ہم ان کی تفصیل میں جا کر بحث کو طویل نہیں کرنا چاہتے (دیکھئے: حرم)۔

### شکار کے قتل کی حرمت سے مستثنیٰ جانور:

۸۹- الف۔ اس بات پر اتفاق ہے کہ رت و دھل حیوانات کا قتل رہا حرم کے اندر اور حرم سے باہر حرم اور غیر حرم دونوں کے لئے حرام ہے، خود حیوانات نے خود اپنے ارسائی کا آغاز یا یا نہ یا یا نہ یا یا نہ یا یا نہ کوئی جزاء لازم نہیں ہے، وہ حیوانات یہ ہیں: (۱) کوا، (۲) ذیل، (۳) بھیڑ، (۴) سانپ، (۵) بچھو، (۶) چوہا، (۷) کائے والا، کیونکہ ان حیوانات کو قتل کرنے کے جواز کے بارے میں مختلف احادیث وارد ہوئی ہیں۔

مالک نے مانع سے اور انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "احسن من الدواب لیس عسی المصوم فی قتلہن جناح: الغراب، والحدا، والعقرب، والفارۃ والکلب العقور" (پانچ جانور ایسے ہیں جنہیں قتل کرنے میں حرم پر کوئی گناہ نہیں ہے، کوا، ذیل، بچھو، چوہا،

(۱) الہدیہ اور اس کی شرحیں ۲/۴۷۳، لہاب المساک اور اس کی شرح ۲/۴۷۳-۴۷۴، درمکار اور اس کا حاشیہ ۲/۲۹۷-۳۰۹، الشرح الکبیر اور اس کا حاشیہ ۲/۱۷۷، اور اس کے بعد کے صفحات، شرح الشریعۃ ۲/۳۱۰ اور اس کے بعد کے صفحات، مواہب الجلیل ۳/۱۷۰ اور اس کے بعد کے صفحات، المہذب اور اس کی شرح ۲/۲۳۳-۲۴۰، نہایۃ الحاج ۲/۳۵۹ اور اس کے بعد کے صفحات، المعنی ۳/۳۲۳-۳۲۹، مطالب ولی ۳/۳۲۳-۳۲۴۔

کاٹ لمانے والا (بخاری و مسلم)۔

ع۔ کوا، حدیث میں مطلق و متقید دونوں طرح میں ہے، تاجرین حدیث نے اس کی تشریح سیاہ سفید و انگوٹھے والے کوا کے ساتھ کی ہے جو مردار کھاتا ہے۔

حاشیہ ابن جریر، باری<sup>(۲)</sup> میں لکھتے ہیں "ماء حدیث میں مذکور کوا سے اس کو کوا کے خارج ہونے پر متعلق ہیں جو چھوٹا ہوتا ہے اور نہ کھاتا ہے، جسے (عرب الزرع) بھیتے والا کو کہتے ہیں کہ "یہ" یعنی وہ شکار کے قتل کی حالت میں شامل نہیں ہے بلکہ اس کا شکار حرام ہے<sup>(۳)</sup>۔

لیکن مالکیہ نے اس میں تفصیل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ چوہا، سانپ، بچھو کا مطلق قتل رہا جائز ہے، خود چھوٹے ہونے پر ہے، اس نے یہ ارسائی کا آغاز یا یا نہ یا یا نہ یا یا نہ۔

کوا اور ذیل اگر اتنے چھوٹے ہوں کہ ابھی وہ اپنے ارسائی کے لائق نہ ہوئے ہوں تو ان میں قتل کرنے کے بارے میں خود مالکیہ میں اختلاف ہے، ایک قول جواز کا ہے، اس بات کے قیاس نظر کہ حدیث

(۱) صحیح بخاری باب ما یفضل المصوم من الدواب ۳/۳۳، صحیح مسلم ۴/۱۷۷، ما یندب للمصوم وھوہ فھلہم ۳/۱۹، الموطا ۲/۵۸، ابو داؤد ۲/۱۶۹-۱۷۰، ابوداؤد میں یہ حدیث "ذیری من سالم من ابیہ" کی سند کے ساتھ ہے، سنائی ۵/۸۷ میں امام مالک کی سند کے ساتھ ہے، ابن ماجہ ۱۰۳۱ میں عبد اللہ بن مافع من ابن عمر کی سند کے ساتھ ہے۔

(۲) ۲/۲۶۳-۲۶۴۔

(۳) فتح الباری میں حافظ ابن حجر نے مذکورہ حدیث میں آئے ہوئے پانچ جانوروں کے علاوہ دوسرے جانوروں، بھینٹا، چیتا، سانپ، اُٹلی (بڑا سانپ)، برہر پلا (سانپ) کے بارے میں جو کچھ لایا ہے اس پر معصل بحث کی ہے، بحیرہ و برہر چیتا کو بعض روایوں نے "کلب عقور" (کائے والا) کی تشریح میں ذکر کیا ہے حافظ نے فرمایا ہے ان میں سے کوئی بات فقہ سے خارج نہیں۔ اور آپ جان چکے کہ وہ حدیث صحیح ہے جس میں سانپ کا ذکر آیا ہے، اور وہ حدیث قوی ہے جس میں بھینٹا کا ذکر ہے لہذا اس پر غور فرمائیں۔

میں "غرب" (کو) مطلق، منع ہوا ہے جو بڑے اور چھوٹے دونوں کو شامل ہے، دوسرا قول قتل کی ممانعت کا ہے، اس بات کو سمجھتے ہوئے کہ جو قتل کی ممانعت ہے، ہے اور چھوٹے بڑے اور ذلیل میں یہ ممانعت نہیں پائی جاتی، دوسرے قول کی بنیاد پر بھی قتل کرنے کی صورت میں چیزیں نہیں لازم ہوگی جو زہر، لے قول کی رعایت میں، پھر ان جانوروں میں سے جو بڑے کے جائز ہیں مثلاً، گائے، بیل، بکری، یا۔ اب کے بارے میں مالکیہ نے جو قتل کے لئے یہ شرط عائد کی ہے کہ ان کو قتل کرنا ذبح کرنے کی نیت سے نہ ہو بلکہ ان کا شربہ کرنے کے لئے ہو، اگر ذبح کرنے کی نیت سے قتل کیا تو جائز ہوگا اور اس میں جزاء لازم ہوگی<sup>(۱)</sup>۔

۹۰-ب۔ جن جانوروں کا احادیث نبویہ میں ذکر نہیں آیا ان میں سے جو پانی، طہارت کے اعتبار سے موذی ہوں مثلاً شیر، چیتا، تیندہ اور تمام درندے، انہیں قتل کرنا محرم کے لئے جائز ہے، بلکہ ٹانفیہ اور حنابلہ سے صراحت کی ہے کہ بڑے کی شرط کے انہیں قتل کرنا مستحب ہے، جن موذی جانوروں کا احادیث میں ذکر آیا ہے انہیں بھی قتل کرنا ٹانفیہ و حنابلہ کے نزدیک مستحب ہے۔

مالکیہ کے یہاں چھوٹے بڑے جانور کے بارے میں یہی تفصیل ہے جو "پرچنگ" اور یہ شرط ہے کہ انہیں قتل کرے سے منع کرے کی نیت نہ ہو، مالکیہ سے سامانی کی پرمدہوں کے بارے میں جن کا احادیث میں نہیں ہے جو قتل کے لئے یہ شرط کافی ہے کہ ان سے جان یا مال کے بارے میں خطرہ ہو اور قتل ہی کے ذریعہ انہیں دفع کیا جاسکتا ہو۔

(۱) مالکیہ کے یہاں یہ شرط اس بنیاد پر ہے کہ قرآن نے جن جانوروں کی حرمت کی صراحت نہیں کی ہے ان سب کے کھانے کے جو ان کے لئے ان کے یہاں یہ شرط ہے اس بارے میں ان کے یہاں ایک روایت کرامت کی ہے جو ایک روایت حرمت کی، ملاحظہ ہو "الطہر"۔

حنبلہ کہتے ہیں کہ "مدے" اور اس طرح کے جانور مثلاً باز، شکر، نمونہ، حلیا، ہوا، ہوا، نہ ہو، یہ سب شکاری ہیں، انہیں قتل کرنا جائز نہیں ہے،<sup>(۲)</sup> لہذا یہ کہ وہ محرم پر حملہ آور ہونے ہوں، حملہ کرنے کی صورت میں انہیں قتل کرنا جائز ہے، اور قتل کرنے پر جزاء لازم نہ ہوں۔

حنبلہ کی ایک دوسری روایت یہ ہے کہ انہیں مطلقاً قتل کرنا جائز ہے۔ جو قتل کا حکم موذی جانور کے سے عام ہونے پر جمہور فقہاء نے متعدد دلائل پیش کیے ہیں، اب میں سے ایک دلیل حضرت ابو سعید خدری کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "يقتل المحرم السبع العادي، والكب العفور، والفأرة، والعقرب، والحديقة، والغراب" (محرم حملہ آور درندے کو، کائے والے کتے کو، چوہا، بچھو، ذیل اور کواے کو قتل کرے گا) اس حدیث کی روایت ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے<sup>(۳)</sup>، ترمذی نے کہا ہے: یہ حدیث حسن ہے، اہل علم کے نزدیک اس پر عمل ہے، اہل علم کہتے ہیں: "محرم حملہ آور درندے کو قتل کرے گا"۔

نیز اسوں نے ان متفق علیہ احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں کات کھانے والے کتے کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ ہر وہ جانور جو لوگوں کو کائے، ن پر حملہ کرے، انہیں ڈراے مثلاً شیر، چیتا، تیندہ، بھیہ، یا، کائے، لاکتا ہی ہے<sup>(۴)</sup>۔

۹۱-ج۔ ٹانفیہ و حنابلہ نے ان تمام جانوروں کو ان کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان جانوروں کی نذرست میں شامل کیا ہے جنہیں حرم میں

(۱) سوانح کلاؤد بھیڑیا، بے بدو، حبلہ سے ایک شکایتیں ہیں، جیسا کہ رد المحتار ۳/۱۳۰ میں ہے۔  
(۲) ابو داؤد (باب ما يقتل المحرم من المواشي) ۴/۹۸، ترمذی ۴/۹۸، ابن ماجہ ۴/۱۰۳۔  
(۳) مؤطا امام مالک ۲/۲۵۹۔

اور حالت احرام میں قتل کیا جاتا ہے۔

زہر پیٹ جانور و رکیزے مکوڑے:

۹۲- د- حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک ہوام<sup>(۱)</sup> (زہر پیٹ جانور) و رشتہ امت (کیزے مکوڑے) محرم کے لئے شکار کی حرمت کے دائرے میں نہیں آتے۔

حصبہ کے یہاں تو اس لئے کہ وہ پیر یا پ کے درمیان جنگ برپا کر تھیں نہیں کرتے، ورنہ حصبہ نے "صيد" (شکار) کی تعریف میں یہ قید لگائی تھی کہ وہ جانور جو پ کے درمیان جنگ برپا کر رہا ہو، لہذا حصبہ کے زہر ایک نہیں قتل کرنے میں ہے، نہیں ہے، بین حصبہ کے زہر ایک ان میں سے غیر موزی کا قتل کما حقہ نہیں ہے اور چھ قتل کرے پ کے زہر نہیں ہے<sup>(۲)</sup>۔

شافعیہ اور حنابلہ کے زہر ایک بھی زہر پی جانور و رکیزے مکوڑے "صيد" (شکار) میں داخل نہیں ہیں، کیونکہ ان حضرات نے شکار

(۱) ہوام ہمارے کی جمع ہے، اس سے مراد وہ جانور ہے جو دیر یا ہو، کبھی کبھی اس کا اطلاق اس موزی جانور پر بھی ہوتا ہے جو دیر یا نہیں ہوتا جیسے جوں، اور حشرات جمع ہے حشرات کی، اس سے مراد زمین کے چھوٹے کیزے مکوڑے ہیں۔

(۲) حنفیہ کی مہارتوں میں یہاں صرف خون کی کا ذکر آیا ہے لیکن صاحب رد المحتار ۳۰۰-۳۰۱ لکھا ہے کہ "یہ حکم غیر موزی جانور کے لئے ہے، جیسا کہ فقہاء نے متعدد مقامات پر اس کی صراحت کی ہے، ذیل میں المباح اور اس کی شرح کے مطابق ان زہر پی جانوروں و رکیزے مکوڑوں کی تحریرات دی جاتی ہے، صہیں قتل کرنے میں جرح نہیں ہے (۱) گبر (۲) سیاہ بھوڑا (۳) ام جیس (گرگٹ کے مشابہ ایک جانور) (۴) صیاح لکلی (۵) کالی خونڈ اور دودھ خونڈ جو موزی ہوتی ہے (۶) کچھوا (۷) کٹی چھڑی (۸) خفہ ریشی (۹) پانچو، جنگلی بک کے بارے میں دو روایتیں ہیں (۱۰) نیلا ریشی (۱۱) بھیر (۱۲) بھو (۱۳) کسمی (۱۴) طم (چھوٹی یا بڑی چھڑیاں) (۱۵) بھڑ (۱۶) بھکلی (۱۷) کیز (۱۸) کھل (۱۹) چھنگر۔

ہونے کے لئے ماکول اللحم (جس کا گوشت کھایا جاتا ہو) ہونے کی شرط لگائی ہے، اور یہ سارے جانور غیر ماکول اللحم ہیں، ان کا گوشت نہیں کھایا جاتا، گند شہر مسئلہ میں شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک ان کے حکم کی تفصیل آپ جاں چھ۔

مالیہ کا مسلک ہے کہ جو کیزے مکوڑے موزی نہیں ہیں، نہیں حالت احرام میں مانا یا احرام میں مانا مسوٹ ہے ان کے مارنے میں ضرر نہیں۔

لین مالکیہ نے چھکلی کے بارے میں کہا ہے کہ محرم کے لئے اسے قتل کرنا جائز نہیں، لین غیر محرم شخص اسے حرم کے علاقہ میں قتل کر سکتا ہے۔ کیونکہ اگر غیر محرم اسے حرم میں قتل نہیں کریں گے تو گھر میں اس کی باتا ہو جائے گی اور ان سے ضرر پیدا ہوگا<sup>(۱)</sup>۔

### جماع اور اس کے محرکات:

۹۳- محرم کے لئے جماع اور محرکات جماع خواہ بولی ہو یا فعل، کے حرام ہونے پر اور کسی بھی طریقہ سے شہوت پوری کرنے کی حرمت پر علماء کا اتفاق و امت کا اجماع ہے، جماع ان ممنوعات میں سب سے غنیمت ہے، کیونکہ اس سے حج فاسد ہو جاتا ہے۔

ان چیزوں کے حرام ہونے کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے: "فمن

(۱) ان احکام کی تفصیل کے لئے درج ذیل کتابیں دیکھی جائیں: الہدایہ مع شروح ۲۶۶-۲۷۱، لباب المسائل اور اس کی شرح المسند المنقذ ۲۵۲-۲۵۳، تنویر البصائر اور اس کی شرح وراں کا حاشیہ، رد المحتار و رد المحتار ۳۰۰-۳۰۱، مواہب ثلث ۱۴۳-۱۴۴، شرح الررکانی ۳۱۲-۳۱۳، شرح الکبیر وراں کا حاشیہ ۲۴۲، مہذب اور مجموع ۳۲۰-۳۲۳، شرح المہاج للکلی مع حاشیہ ۱۳۷-۱۳۸، نہیہ لکھنؤ ۵۹۲، انہی ۳۲۱-۳۲۳، مطالب بولی اسی ۳۳۳-۳۳۴۔



کی حرمت زیادہ پختہ اور سخت ہو جاتی ہے، ان سے قرآن کریم میں اس کی سرایت کرائی گئی: "وَلَا فُسُوقٌ وَلَا جِدَالٌ لِّبِی الْحَیْجِ" (۱) "اور نہ نہاد نہرا، اور نہ جھگڑا کرنا حج کے زمانے میں۔"

جمہور مفسرین متفقین نے اس بات کو اختیار کیا ہے کہ اس آیت میں "فسوق" سے مراد اللہ تعالیٰ کی فرمانوں کا رُکاب ہے، یہی درست قول ہے۔ یہ تکذرات، حدیث "ارکب شریعت میں لفظ "فسوق" کا استعمال احاطت الہی سے باہر قدم رکھنے کے معنی میں ہوتا ہے۔

"جدل" خلاصت کو کہتے ہیں، قدیم جمہور مفسرین نے جدال کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ آپ اپنے ساتھی سے بحث کرتے رہیں یہاں تک کہ اس کو ختمہ دلا میں۔ اس کا تقاضا تمام برے اخلاق اور معاملات سے ممانعت ہے، لیکن بھائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے لئے جس قدر بحث مہدل کی ضرورت ہو وہ دھڑ دھڑا لعت میں نہیں آتے۔

## چھٹی فصل

### مکرہات احرام

۹۵- یہ دو امور ہیں جن کا کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے میں سر سے لریا تو تیز، لایم نہیں ہوتی ہے، مکرہات احرام کے بیان میں ایک ام تنبیہ اور کبھی جو اشتباہ ہو جاتا ہے اس کا ازالہ ہے۔

۹۶- انیس مکرہات میں حنفیہ کے نزدیک پیری کی پتوں وغیرہ کے ساتھ پکائے ہوئے پانی سے سر، جسم اور داڑھی کا دھونا ہے، کیونکہ اس سے جسم کے موڈ کی کیڑے مر جاتے ہیں، بال نرم ہو جاتے ہیں (۲)۔

(۱) سورہ بقرہ ۱۹۷۔

(۲) شرح الباب ۸۲۔

فروض فیہنّ الححّ فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الححّ" (جو کوئی اس میں اپنے "پر حج مقرر کرے تو پھر حج میں نہ کوئی کُش بات ہوئے پائے، اور نہ کوئی بے حکمی، اور نہ کوئی جھگڑا)۔

"رفث" کی تفسیر کی گئی ہے کہ عورتوں کے پاس جماع کا ذکر کرتے ہوئے جو کچھ نہ جاتا ہے وہ "رفث" ہے نیز بے ہودھات کو "رفث" کہتے ہیں، تفسیر حضرت ابن عباس سے ثابت ہے (۱)۔ لہذا یہ آیت دلالت الحس کے طور پر جماع کی حرمت پر دلالت کرتی ہے یعنی جب عورتوں کی موجودگی میں جماع کا ذکر حرام ہے تو جماع ہر جہہ واپی حرام ہوگا۔

"رفث" کی ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ "رفث" کا معنی ہے: عورتوں سے مجامعت کرنا، اور مردوں، عورتوں کے سامنے اس کا تذکرہ کرنا جب لوگ اس طرح کی باتوں کا ذکر کر رہے ہوں۔ یہ تفسیر حضرت ابن عمرؓ اور بعض تابعین سے منقول ہے، اس تفسیر کے مطابق جماع کی حرمت رفث کی عمومی حرمت میں داخل ہوگی۔

"رفث" کی ایک تفسیر جماع کے ساتھ کی گئی ہے، یہ تفسیر سلف کی ایک جماعت کی طرف منسوب ہے، ان میں سے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ بھی ہیں، لہذا یہ آیت جماع کی حرمت کے لئے بالکل صریح ہو جائے گی (۲)۔

## فسوق ورجدال:

۹۴- فسوق کا معنی ہے: طاعت سے باہر قدم رکھنا، اللہ کی احاطت سے باہر قدم رکھنا ہر حال میں حرام ہے، لیکن احرام کی حالت میں اس (۱) اس تفسیر کی روایت ابن جریرؒ کی سندوں سے کی ہے، دیکھئے تفسیر ابن کثیر ۲۳۷۔

(۲) اس قول کی تخریج وروان کے قائلین کے اسامی جاننے کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ۳۶۸-۳۳۷۔

## احرام ۹۷-۱۰۱

ضرورت کی وجہ سے استعمال نہ کیا مثلاً شوب چشم کے علاج کے لئے تو اس میں نہایت بھی نہیں۔  
احرام کی حالت میں خوشبودار سرمہ استعمال کرنا مرووں و زخموں کے لئے بالاتفاق حرام ہے۔

### احرام کی حالت میں مباح امور:

۹۹- احرام کی حالت میں ہر وہ چیز جائز ہے جو احرام کے ممنوعات اور مکروہات میں سے نہ ہو، اس لئے کہ اشیاء میں اصل جواز ہے، اس جابر میں سے بعض کو ہم دلیل میں دیتے ہیں:  
۱۰۰- خالص پانی سے اور صابوں کے پانی وغیرہ سے محرم کے غسل کرنا جائز ہے (۱)۔

۱۰۱- جنبہ (۲) یا نعلین (۳) اور دھابہ (۴) کے لئے ایک حالت احرام میں مروں اور زخموں کے لئے ٹکڑی پٹیاں جائز ہیں، مالکیہ (۵) کے لئے ایک محرم کے لئے ٹکڑی پٹیاں جائز ہیں، شریعت پر لازم ہوگا، عورت کے لئے ایسے کپڑے کا استعمال جائز ہے جو نہ عورت کے لئے ایک پیرہنوں ہتھیلیوں کے علاوہ، جنبہ کے لئے ایک طرف سے دے گا، باقی جسم کو خاکے ہوئے ہو (۶)۔

(۱) حمیرے یہاں "ماء الصلویں" (مروں کے پانی) کی تعبیر اہل حق ہے، اس کے برخلاف "مکروہات" میں انہوں نے "ماء الصلویں" (مروں سے) کی تعبیر اختیار کی ہے جیسا کہ المسئلۃ المختصرہ ۸۳ میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس پانی میں صابون کھل گیا، اس سے غسل کرنے میں کوئی کراہت نہیں۔

(۲) المسئلۃ المختصرہ ۸۳۔

(۳) المجموع ۷/۲۶۰، نہایۃ المحتاج ۲/۲۹۹۔

(۴) مطالب ولی ائیں ۲/۳۵۳۔

(۵) المشرع المکیر ۲/۵۵۔

(۶) احرام ولی عورت کے لئے دونوں ہتھیلیوں کا صابون واجب ہے یا نہیں؟ یہ بحث

۹۷- انہیں مکروہات میں سے طاقت سے بال میں کنگھی کرنا، سر کو کھجنا، جسم کو تیزی کے ساتھ کھجانا بھی شامل ہے، کیونکہ اس سے بال کٹ جاتے ہیں، مٹا کھڑ جاتے ہیں۔

زخمی کے ساتھ بی کام کرنے جائز ہیں، اسی لئے فقہاء نے کہا کہ محرم اپنے پوروں کے اندرونی حصوں سے کھجائے (۱)۔

امام نووی لکھتے ہیں: "محرم کے اپنا سر کھجائے کے جواز میں مجھے کوئی اختلاف معلوم نہیں بلکہ یہ جائز ہے" (۲)۔

۹۸- محرم کے لئے آرائش کرنا بھی مکروہ ہے، حنفیہ نے اس کے مکروہ ہونے کی سرست کی ہے، دوسرے فقہاء کی عبارات سے بھی ثابت معلوم ہوتی ہے۔

رحمت کے مقصد سے، خوشبودار سرمہ آنکھ میں لگانے کو بھی منفی مکروہ کہتے ہیں، اس لئے محرم نے رحمت کے لئے دے بغیر ۱۰۰ پانی غرض سے یا پٹیاں کھڑے پہنچانے کے لئے بلا خوشبودار سرمہ استعمال کیا تو جائز ہے (۳)۔

مالکیہ کے نزدیک محرم کے لئے بے خوشبودار سرمہ استعمال کرنا بھی ممنوع ہے، استعمال کرنے کی صورت میں نہ یہ لازم ہوگا، مالکیہ ضرورت کی وجہ سے استعمال کیا ہو تو نہ یہ لازم ہوگا (۴)۔

ما نعلین (۵) اور دھابہ (۶) کے لئے ایک بغیر خوشبودار سرمہ لگانا اگر اس میں رحمت نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے، جیسے سفید سرمہ، اگر اس میں آرائش ہے، مثلاً شکر کا سرمہ تو محرم کے لئے اس کا استعمال مکروہ ہے، عین استعمال کرے پر نہ یہ لازم نہیں ہوگا، اگر رحمت والا سرمہ

(۱) المسئلۃ المختصرہ ۸۴-۸۳۔

(۲) المجموع ۷/۵۳۔

(۳) المسئلۃ المختصرہ ۸۴-۸۳۔

(۴) مرقعین و المشرع المکیر مع حاشیہ ۱۱/۲۔

(۵) المجموع ۷/۲۸۳، نہایۃ المحتاج ۲/۵۳۔

(۶) الکافی ۱/۵۵۹، مطالب ولی ائیں ۲/۳۵۳۔

حنفیہ کے نزدیک قبلی اور پٹنا باندھنا مطلقاً جائز ہے<sup>(۱)</sup> اور ایسا ہی قول شافعیہ کا ہے<sup>(۲)</sup>۔

مالکیہ<sup>(۳)</sup> اور حنبلیہ<sup>(۴)</sup> نے دونوں کے باندھنے کے جواز کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ عرم کے اہراجات رکھنے کے لئے ان کی ضرورت ہو۔

۱۰۲- عرم کے سے "مینہ و یحنا حنیہ"<sup>(۵)</sup> اور شافعیہ<sup>(۶)</sup> کے نزدیک مطلقاً جائز ہے "ماجد"<sup>(۷)</sup> کے نزدیک ضرورت کے لئے آمینہ و یحنا جائز ہے رحمت کے سے نہیں مالکیہ<sup>(۸)</sup> کے نزدیک عرم کے لئے "مینہ و یحنا مکروہ ہے کیونکہ اس بات کا ر ہے کہ بالوں میں پاگند کی دیکھتے تو اس کو دہر کر دے۔

۱۰۳- حنیہ<sup>(۹)</sup> نے عرم کے لئے مسواک کے مہاج ہونے کی صراحت کی ہے، یہ محل اختلاف نہیں۔

۱۰۴- ٹوٹے ہوئے ناخن کا الگ کرنا تمام ائمہ<sup>(۱۰)</sup> کے نزدیک جائز ہے، شافعیہ نے صراحت کی ہے کہ ٹوٹا ہوا ناخن الگ کرنے میں اس سے تجاوز نہ کرے (یعنی جو حصہ ٹوٹا نہیں ہے اسے الگ نہ کرے)

= پسے گذر چکی ہے اس پر یہ اختلاف متفرع ہے حنیہ پھلوں کو کھانا واجب نہیں ہے (فقہ ۶۸)۔

(۱) المسک المتقار ۸۳۔

(۲) المجموع ۷/۲۶۰، نہایۃ المحتاج ۲/۳۹۲۔

(۳) شرح الکبیر مع حاشیہ ۸/۵۸-۵۹۔

(۴) مطالب اولیٰ النہی ۲/۳۳۰۔

(۵) المسک المتقار ۸۳۔

(۶) نہایۃ المحتاج ۲/۵۲۔

(۷) مطالب اولیٰ النہی ۲/۵۳۔

(۸) شرح الکبیر مع حاشیہ ۱۰/۲۲۔

(۹) المسک المتقار ۸۳۔

(۱۰) حوالہ سابق ۲/۸۳، مطالب اولیٰ النہی ۲/۲۵۲، نہایۃ المحتاج ۲/۵۱۲، شرح الکبیر ۵/۱۲۔

یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ میں ہے۔

۱۰۵- چاروں مسالک کے فقہاء کے نزدیک بون توڑے بغیر نسد اور نباتت جائز ہے، یہی حکم حنفیہ نے بھی ہے۔

لیکن مالکیہ فصد کے بارے میں کچھ تحفظ سے کام لیتے ہیں، کہتے ہیں کہ ضرورت کی بنا پر فصد لگوانا جائز ہے، شیطیکہ فصد لگائے ہوئے عضو پر پٹی نہ باندھی جائے، اگر فصد کی ضرورت نہ ہو تو فصد لگوانا مکروہ ہے اور اگر اس پر پٹی باندھ لی ہے تو اس میں نسد یہ لازم ہے<sup>(۱)</sup>۔

۱۰۶- سلعے کرتے کو، یا جسم کا احاطہ کرنے والے پٹے کو چار یا لنگی بنانا، ایسے ہی اس کو اپنے جسم پر ڈالنا یہ سب امر کے ر ایک مباح ہے<sup>(۲)</sup>۔

۱۰۷- اسب لگائے، نیل اور پاتہ چانوروں کو ذبح کرنا عرم کے لئے بالاتفاق جائز ہے، کیونکہ یہ سب چانور بالاتفاق نہ شکار کی حرمت میں آتے ہیں اور نہ احرام کے تعصبات میں ہیں۔

## ساتویں فصل

### احرام کی سنتیں

سنت وہ امور ہیں جن کے کرنے والوں کو ثواب ملتا ہے اور چھوڑنے والا گنہگار ہوتا ہے، لیکن اس کے ترک پر کچھ لازم نہیں ہوتا۔ احرام کی کل سنتیں چار ہیں:

(۱) تنویر الابصار ۲/۲۲۵، المشرع الکبیر ۲/۵۸-۶۰، نہایۃ المحتاج ۲/۵۳، الکافی ۱/۵۶۰۔

(۲) المسک المتقار ۸۳، المشرع الکبیر ۲/۵۶۱، المجموع ۷/۲۶۰، مطالب اولیٰ النہی ۲/۳۳۰۔

## ول: غسل رات:

کے ہیں (۱)۔

فقہ حنفی کے اظہار قول کے اعتبار سے حنفیہ کے یہاں اس غسل کے وقت میں کافی دقت ہے مثلاً "ورثہ" کا بھی یہی مذہب ہے۔ اختلاف کا شروعیہ ظاہر ہوتا ہے کہ کسی نے حرام کے سے غسل کیا ہے اسے حدیث پیش کیا پھر اس نے فتویٰ (اور حرام باہر) تو اسے سنت غسل کا ثواب حاصل ہوگا اور میں میں حدیث کا پیش آجا اس کے لئے مضرب نہیں ہے، مثلاً فقہیہ نے اس غسل کو غسل جمعہ سے ملحق کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل جمعہ کی طرح اس کے وقت میں بھی دقت ہے (۲)۔

اس کے خلاف مآلایہ نے سنت غسل کے سے یہ شرط نکالی ہے کہ یہ غسل احرام سے متصل ہو۔

## دوم: خوشبو لگانا:

۱۰۹- خوشبو لگانا احرام کے منکحات میں سے ہے میں مصنف فقہاء کے ایک احرام کی تیاری کرتے ہوئے خوشبو لگانا مسنون ہے۔ امام مالک نے اسے مکرمہ قرار دیا ہے (۳)۔

(۱) الإرداؤد (باب العناض نهل بالحدج) ۱۲۳/۲، سنن ترمذی (باب مانفضی العناض من الماسک) ۲۸۲/۳، ترمذی نے اس مسئلہ کے ساتھ اسے حدیث حسن غریبہ قرار دیا ہے۔ نصوص میں اگرچہ غسل کے لئے امر کا صیغہ استعمال ہوا ہے لیکن یہاں امر منیت پر محمول ہے، ابن امیر کہتے ہیں کہ عام مل علم کا اس پر اجماع ہے کہ غسل کے بغیر احرام ہا نہ دھنا جائز ہے اور احرام کے لئے غسل واجب نہیں ہے صرف حسن صری سے مروی ہے کہ انہوں نے مریلا: اگر غسل کا اصول گیا ہو تو وہ اسے غسل کرے گا، مجموع ۲۱۳/۷، نیز لا حظہ فیہ فیہ ۲۷۱-۲۷۲۔

(۲) مثلاً فقہیہ کے نزدیک غسل جمعہ کا وقت فجر سے شروع ہوتا ہے لیکن جمعہ کے لئے جائز ہے جتنا قریب غسل کیا جائے اتنا ہی افضل ہے، دیکھئے: نہایہ الکتاب ۶۲/۲۔

(۳) بدایہ النجہ ۱/۳۲۸، طبع مصنفی اہلس۔

۱۰۸- چاروں مرد (۱) کے نزدیک احرام کے لئے غسل رات سنت ہے، چونکہ اس کے بارے میں متعدد احادیث آئی ہیں، انہیں میں سے ایک حدیث حضرت زید بن ثابتؓ کی ہے کہ: "انہ دای المبی رسول اللہ ﷺ تجرد لا ھلالہ واعھسل" (انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے احرام باندھنے کے لئے کپڑا اتار کر غسل فرمایا) اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے (۲)۔

حدیث اس وقت پر متفق ہیں کہ یہ غسل احرام باندھنے والے کے سے سنت ہے، خود چھوٹا ہو یا بزرگ، مرد ہو یا عورت، اور احرام باندھنے والی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں ہے تو بھی احرام باندھنے کے سے اس سے یہ غسل مطلوب ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "إن النساء والحائض تعتسل وتحرم وتقصي الماسک کنھا، غیر ان لا تطوف بالبيت حتی تطهر" (نفس اور حیض والی عورت بھی غسل کر کے احرام باندھے اور حج و عمرہ کے سارے اعمال ادا کرے، ہاں حیض اور نفاس سے پاک ہونے تک خاندہ کعبہ کا طواف نہ کرے)، اس حدیث کی روایت ابو یوسف اور ترمذی نے کی ہے ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، القناطری ترمذی

(۱) ابن تہامہ نے اہنی اور الکافی میں غسل احرام کے لئے مستحب کی تعبیر اختیار کی ہے لیکن مستحب سے ان کی مراد سنت ہے جیسا کہ کلام کے سیاق و سباق اور خود ابن تہامہ کی تشریح سے معلوم ہوتا ہے، مطالب ولی اہنی میں غسل احرام کے سنت ہونے کی صراحت کی گئی ہے۔

(۲) سنن ترمذی (باب ما جاء فی الاغتسال عند الاحرام) ۱۹۲/۳۔ ۹۳ ترمذی نے اسے "حسن غریب" قرار دیا ہے۔

بدن میں خوشبو لگانا:

۱۱۰- احرام کے لئے جسم میں خوشبو لگانے کے مسنون ہونے کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ہے، وہ فرماتی ہیں: "كنت اطيب رسول الله ﷺ لإحرامه قبل أن يحرم، ونحله قبل أن يطوف بالبيت" (میں رسول اللہ ﷺ کے احرام کے لئے احرام سے قبل خوشبو لگاتی تھی، اور آپ ﷺ کے احرام کے حال ہونے کے وقت خانہ کعبہ کے طواف سے پہلے خوشبو لگاتی تھی) (مشق مدیہ)۔

نیز حضرت عائشہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: "كأني أظن إلی وبیض" (۱) الطیب فی مفارق رسول اللہ ﷺ، وهو محرم" (گویا کہ میں اب بھی رسول اللہ ﷺ کی مانگوں میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں جب کہ رسول اکرم ﷺ حالت احرام میں تھے) (بخاری، مسند) (۲)۔

حضرت عائشہ سے مروی اس دوسری حدیث کی صراحت کے مطابق مقہاء کے نزدیک صحیح قول یہ ہے کہ انسان احرام کے لئے ایسی خوشبو لگا سکتا ہے جس کا جسم احرام کے بعد بھی باقی رہے، مالکیہ کے نزدیک یہ جائز نہیں کہ خوشبو کا جسم یا اس کی مہک محرم کے جسم میں احرام کے بعد بھی باقی رہے۔

احرام کے کپڑے میں خوشبو لگانا:

۱۱۱- احرام سے پہلے جامہ احرام میں خوشبو لگانے سے جمہور مقہاء،

(۱) الاصح: چمک دک۔

(۲) صحیح بخاری (باب الطیب عند الإحرام) ۳۶/۲-۳۷، مسلم ۱۰۴-۱۱۱، ابوداؤد ۴۳۲-۴۳۵، ترمذی ۳۶/۵-۳۷، ابن ماجہ ۶۱۶-۶۱۷، ترمذی ۷۷۷، صرف پہلی حدیث کی روایت کی ہے (باب ما جاء فی تطیب عند إحلال قبل الزیارة) ۲۵۹۳۔

نے منع کیا ہے۔ لیکن مقہاء ثانیہ نے اپنے معتقدوں میں اس کی اجازت دی ہے۔ لہذا اس کے رد ایک احرام باندھنے کے بعد جامہ احرام میں خوشبو باقی رو جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، جس طرح احرام کے بعد محرم کے جسم میں خوشبو رو جانے میں جمہور فقہاء کے نزدیک بالاتفاق کوئی حرج نہیں ہے۔ ثانیہ نے کپڑے کو بدن پر قیاس کیا ہے، لیکن اسوں نے بھی یہ صراحت کی ہے کہ اگر احرام کا کپڑا اتار لیا یا جسم سے رُیا تو جب تک اس میں خوشبو رہے گی اس کا پورا ناجائز نہیں ہوگا، بلکہ خوشبو رو کرنے کے بعد ہی اس کا استعمال درست ہے (۱)۔

حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ جامہ احرام میں خوشبو لگانا جائز نہیں ہے اور نہ ہی محرم کے لئے خوشبو لگائے ہوئے جامہ احرام کو پہننا جائز ہے (۲)، اس لئے کہ وہ اس طرح خوشبو دار کپڑے کو استعمال کر کے خوشبو کا استعمال کرنے والا ہو جائے گا، جو کہ محرم کے لئے ممنوع ہے۔ مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر احرام سے پہلے خوشبو لگانی ہو تو اس کا ازالہ واجب ہے، خواہ جسم میں لگائی ہو یا کپڑے میں، اگر احرام کے بعد بدن میں یا کپڑے پر احرام سے پہلے استعمال کی ہوئی خوشبو کے جسم میں سے کچھ باقی بچا ہو تو نہ یہ واجب ہوگا، اور اگر کپڑے میں صرف مہک باقی ہے تو کپڑے کا اتارنا واجب نہیں ہے لیکن اسے پہنے رہنا مکرہ ہے۔ لیکن اگر پہنے رہا تو نہ یہ جب میں، اگر خوشبو کا صرف رنگ باقی ہو تو اس میں مالکیہ کے اقوال ہیں، یہ سب تفصیل معمولی اثر

(۱) جیسا کہ مجموعہ ۲۲۰-۲۲۱ میں دیوں یا ہے، ص ۱۱۲، احتیاج ہے بھی اسے حلیم کیا ہے (۳۹۹/۲)۔

(۲) الباب اور اس کی شرح کی یہ عبارت "اولیٰ یہ ہے کہ اپنے کپڑوں میں خوشبو نہ لگائے" غریب حنفی کے مراجع کے خلاف ہے، اس کے ہدفی کلام میں بھی غریب ہے جسے اس کا مطالعہ کر کے جانا چاہئے۔

باقی رہنے کی صورت میں ہے، اور خوشبو کا ریا، دھواں، ہوتا، نڈیہ لازم ہوگا۔

مالکیہ کا استدلال حضرت یحییٰ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ہے، وہ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا جو خوشبو میں لت پت تھا (یعنی بہت گرمی اور زیادہ خوشبو لگا رہے ہوئے تھا) اس کے جسم پر ایک جبہ تھا، اس نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جس نے عمرو کا حرم باندھا ایسے جبہ میں جو خوشبو سے لت پت تھا تو رسول کرم ﷺ نے فرمایا: ”لما الطيب الذي بك فاغسله ثلاث مرات وأما الحجة فامسح بها ثم اصنع لي عمرتك ما تصنع لي حجبك“ (تم کو جو خوشبو لگی ہوئی ہے اس کو تین بار دھو، اور جبہ تارو، پھر اپنے عمرہ میں ایسے ہی کرو جس طرح حج میں کرتے ہو) (بخاری، مسلم)۔

اس حدیث سے مالکیہ نے احرام کے لئے جسم اور کپڑے میں خوشبو کے استعمال کے ممنوع ہونے پر استدلال کیا ہے۔

سوم: نماز احرام:

۱۱۲- سارے امر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احرام باندھنے سے

(۱) صحیح بخاری، باب غسل الخلق، ۱۳/۱، صحیح مسلم، کتاب الحج کی ابتداء ۵۰۳، ابوداؤد، باب الرجل يعموم في ثيابه، ۱۶۳-۱۶۵، سنن ترمذی، مختصر، ابواب الحج (باب ما جاء في اللحية يعموم وعليه قميص أو حبة)، ۱۹۱-۱۹۶، سنن ابی داؤد، باب الخلق للمعموم، ۱۳۲/۵-۱۳۳، مؤطا، م، باب مختصر، ۳۳، حضور اکرم ﷺ کے ارشاد: ”پھر اپنے عمرہ میں ایسے ہی کرو جس طرح حج میں کرتے ہو“ کا مطلب یہ ہے کہ عمرہ کے احرام میں اس طرح مسومات احرام سے اعتنا کرو جس طرح حج کے احرام میں کرتے ہو، جیسا کہ فتح الباری ۲۵۳/۳ میں اس کی تفسیر کی گئی ہے، بل جاہلیت کی طرح عمرہ کے احرام میں شامل سے کام نہ لو۔

پہلے، و رکعت نماز پڑھنا مسنون ہے، چونکہ حضرت ابن عمر کی حدیث ہے: ”كان النبي ﷺ يركع بلدي الحليعة ركعتين“ (نبی اکرم ﷺ ذوی الحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے (۱)۔

امر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احرام کی یہ دو رکعتیں وقت مردہ میں نہیں پڑھیں گے، ثانیہ نے یہ استشاد کیا ہے کہ جس نے حرم میں احرام باندھا ہے، وہ عمرہ وقت میں بھی دو رکعت پڑھیں گے (۲)۔

احرام سے پہلے فرض نماز پڑھنی تھی تو یہ احرام کی سنت نماز کی طرف سے کفایت کر جائے گی، جس طرح تہیۃ مسجد کی طرف سے نماز فرض کفایت کرتی ہے، اس پر سارے امر کا اتفاق ہے۔

چہارم: تہیہ:

۱۱۳- اجمالی طور پر احرام میں تہیہ کے مسنون ہونے پر اتفاق ہے، اس میں اختلاف ہے کہ نیت احرام کے ساتھ تہیہ کو، یا فرض ہے یا واجب ہے یا سنت ہے؟

اس اختلاف کے علاوہ حرم کے سے اس کے مسنون ہونے، تہیہ میں ریائی کرنے کے، تحب ہونے، اور جندہ، از سے تہیہ کے مسنون ہونے پر اتفاق ہے۔

۱۱۳- تہیہ، بالفاظہ، ”دعا“ کے نزدیک افضل یہ ہے کہ نماز احرام کے بعد حج یا عمرہ کی نیت کرتے ہوئے تہیہ کہے، ثانیہ کا بھی ایک قول یہی ہے، ثانیہ کا، ”مر قول جون کے یہاں صحیح قول قرار دیا گیا ہے یہ ہے کہ جب سوار ہو تب تہیہ کہے، ان سب کے جائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ ان سب کے بارے میں

(۱) صحیح مسلم (باب الطیبة) ۸۴۸

(۲) ملاحظہ ہو: (احرام)۔

روایت آتی ہیں، حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے: ”اندلس اہل حین استوت بہ واحلہ فاسۃ“ (رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تلبیہ کے ساتھ آواز بلند کی جب آپ کی سواری ٹھیک سے کھڑی ہوگئی) (بخاری و مسلم) (۱)۔

۱۱۵- حج کا تلبیہ کب ختم کیا جائے؟ اس کے بارے میں خلیفہ شافعیہ (۲) اور حنابلہ کا مسلک ہے کہ اس کی آخر کو عمرہ تلبیہ کی رٹی کا شمار کرتے وقت حج کا تلبیہ ختم کر دے گا طواف اربعی کرتے وقت تلبیہ نہیں کہے گا بلکہ طواف اربعی کے بارے میں جو عامی اور عامہ روایں نہیں ہیں پر پوری توجہ کرے گا۔

حج کا تلبیہ ختم کرنے کے وقت کے بارے میں مالکیہ کے اقوال ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ احرام باندھنے کے بعد مکہ پہنچنے تک تلبیہ کہتا رہے گا، مکہ پہنچنے کے بعد تلبیہ موقوف کر دے گا یہاں تک کہ طواف اربعی سے فارغ ہو جائے، ان سے فارغ ہونے کے بعد پھر تلبیہ شروع کر دے گا یہاں تک کہ نوافل الحج کا سورج ڈھل جائے اور وہ اپنی نماز گاہ کی طرف روانہ ہو جائے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ طواف شروع کرنے سے پہلے تک تلبیہ کہتا رہے گا۔

۱۱۶- عمرہ کے احرام کے تلبیہ کے بارے میں جمہور کا مسلک ہے کہ اس وقت تلبیہ سے رک جائے گا جب حجر اسود کے احرام کے ساتھ طواف کا شمار کرے۔

مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ اتفاقاً عمرہ کرنے والا حرم پہنچنے تک تلبیہ

(۱) صحیح بخاری، باب من اهل حین استوت بہ واحلہ فاسۃ، ۳۹/۳، مسلم ۹۴۔

(۲) لیکن شافعیہ یہ کہتے ہیں کہ تلبیہ رک کے آغاز پر ختم کر دیا جائے گا، یا اس کے علاوہ کون بیا عمل شروع کرتے وقت ختم کر دیا جائے گا جس سے شافعیہ کے نزدیک احرام ختم ہو جاتا ہے۔

کہے گا نہ کہ مکہ کے مکانات دیکھنے تک اور نہ تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھنے والا مکہ کی آبادی میں داخل ہونے تک تلبیہ کہے گا، یہ تک حرام اور تنعیم سے صاف بہت کم ہے۔

جمہور فقہاء کی دلیل حضرت ابن عباسؓ کی یہ روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”بلی المعتمر حتی یستتم الحجو“ (عمرہ کرنے والا تلبیہ کہے گا یہاں تک کہ حج کا تمام کرے) اس حدیث کی روایت ابو داؤد، ترمذی نے کی ہے ترمذی نے اس حدیث صحیح قرار دیا ہے (۱)۔

امام مالک نے اس اثر سے استدلال کیا ہے (۲) جس کی روایت انہوں نے مافی سے کی ہے: ”وکان یتروک التلبیۃ فی العمرة اذا حل الحرم“ (۳) (حضرت ابن عمرؓ حالت عمرہ میں جب حرم

(۱) ابوداؤد (باب من یقطع المعتمر التلبیۃ) ۲/۳۳، ترمذی ۳/۲۶، یہاں ابوداؤد کے الفاظ ملتے جلتے ہیں، ترمذی میں یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب عمرہ میں حجر اسود کا اہتمام کرتے تو تلبیہ موقوف کر دیتے، اس حدیث کو مروی ابن کثیر نے حطّاء سے اور انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے، ابوداؤد نے یک اور سند ذکر کی ہے جس کے انباء سے یہ حدیث حضرت ابن عباسؓ پر موقوف ہے، ابوداؤد فرماتے ہیں کہ عبد الملک ابن ابی ملیحان روایت مے حطّاء سے، انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ حدیث موقوف روایت کی ہے، ہم عرض کرتے ہیں کہ عبد الملک ابن ابی ملیحان روایت مے حطّاء ابن کثیر پر ترجیح حاصل ہے، کیونکہ ابن ابی کثیر کی یادداشت کے بارے میں کلام کیا گیا ہے (لاحظہ ہو اشعری فی القضاۃ نمبر ۱۵۷۳)۔

(۲) مؤطا امام مالک ۱/۲۳۷۔

(۳) تلبیہ کی بحث کے لئے ملاحظہ ہو الہدایہ مع فتح القدیر ۲/۳۶۶، المسک ۱/۵۰-۵۱، شرح الرملا ۱/۵۹، شرح الکبیر مع حاشیہ ۲/۳۹۲-۳۹۳، شرح المنہاج ۲/۹۹، نہایۃ المحتاج ۲/۳۰۱، المغنی ۳/۵۷۵، الکافی ۱/۵۳۱، مطالب ولی ۱/۳۲۱، تفسیر ختم کرے کی بحث کے لئے ملاحظہ ہو الہدایہ اور اس کی شرح ۲/۵۷۵، رد المحتار ۲/۳۳۶، نہایۃ المحتاج ۲/۳۰۱-۳۰۲، المغنی ۳/۳۰۱، الکافی ۱/۶۰۲، مطالب ولی ۱/۳۲۲۔

میں داخل ہوتے تو تہیہ ترک کر دیتے تھے)۔

لیک کہہ اس طرح وہ محرم ہو جائے گا اور اس پر احرام کے وہ تمام احکام جاری ہوں گے جن کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔

اگر کسی اور کی طرف سے حج یا عمرہ ادا کرنے جا رہا ہے تو ضروری ہے کہ دل اور زبان سے اس کی تعین کر دے۔

اس کے لئے کثرت سے تلبیہ کہنا مسنون ہے، تلبیہ کے سب سے اچھے الفاظ جو رسول اکرم ﷺ سے منقول ہیں یہ ہیں: "لبيك اللهم لبيك، لبيك لا شريك لك لبيك، ابن الحمد والنعمة لك والملك، لا شريك لك" مستحب یہ ہے کہ ان الفاظ میں کوئی کمی نہ کرے (۱)۔

طحاوی اور قسیمی کہتے ہیں کہ علماء کا اس تلبیہ پر اجماع ہے۔ تلبیہ کے مذکورہ بالا الفاظ پر زیادتی اگر رسول اکرم ﷺ سے منقول کلمات تلبیہ سے کی گئی ہو تو مستحب ہے، ورنہ جائز و بہتر ہے، اس کی تفصیل ایک اور مقام پر کی جائے گی (دیکھئے: "تلبیہ")۔

#### احرام کا تقاضا:

۱۱۸- جب کسی شخص نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا تو اس کے لئے اس حج یا عمرہ کو پورا کرنا واجب ہے، خواہ اصلاً وہ حج یا عمرہ نفل ہو، ورنہ اس کے ذمہ وہ تمام کام لازم ہو جاتے ہیں، جس کا کرنا محرم کے لئے ضروری ہوتا ہے، اپنے احرام کو وہ اسی وقت ختم کر سکتا ہے جب اس حج یا عمرہ دلی "انگلی رچکا ہو" پر گندری ہوئی نصیص کے مطابق۔ اسی سے مراد ان چیزیں ہیں جن کے احکام کا بیان ہے ان سے حج باطل ہو، قائم ہو جاتا ہے اور جو چیزیں حج کے تمام انجام دینے میں مانع بن جاتی ہیں۔

۱۱۹- حج یا عمرہ کو باطل کرنے والی چیز رتہ او ہے، جب کوئی شخص

#### حرام کا مستحب طریقہ:

۱۱۷- جو شخص حج یا عمرہ دونوں کا احرام باندھنا چاہے اس کے لئے مستحب ہے کہ اپنے جسم سے میل کچیل دور کر لے۔ اور اپنے جسم کی کسی ترش تر لے جو شریعت کے احکام و آداب سے متسام نہ ہو، احرام کی نیت سے غسل کرے، رجنابت کی حالت میں ہونا ایک ہی غسل جنابت و رکنے اور احرام کی نیت سے غسل کرے لی نیت سے کافی ہوگا، اس کے بعد خوشبو لگائے بہتہ یہ ہے کہ ایسی خوشبو لگائے جس کا جسم احرام کے حد ہوتی نہ رہے اس تفصیل پر اختلاف کے پیش نظر جس کا وہ پہلے پہل چکا ہے پھر صاف ستھرے یا نئے دھوئے ہوئے کپڑے پہنے، یکن یہ کپڑے خوشبودار رنگ میں رنگے ہوئے نہ ہوں، عورت ایسا لباس پہنے گی جو اس کے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے علاوہ پورے جسم کو چھپالے۔

اس کے بعد احرام کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھے، دونوں رکعتیں ادا کرنے کے بعد دل سے نیت کرے اور زبان سے کہے: "اللهم اني اريد الحج فيسره لي ونقبله مني" (اے اللہ میں حج کا ارادہ کر رہا ہوں اسے آپ میرے لئے آسان کیجئے اور میری طرف سے قبول فرمائیے) اس کے بعد تلبیہ کہے۔ اور عمرہ کا ارادہ ہو تو کہے: "اللهم اني اريد العمرة فيسرها لي ونقبلها مني" (اے اللہ میں عمرہ کا ارادہ کر رہا ہوں، اسے آپ قبول فرمائیے) اس کے بعد تلبیہ کہے۔

ترقارن ہو تو مستحب یہ ہے کہ عامی عمرہ کا کر حج کے رتہ پر مقدم کرے تاکہ یہ شبہ پیدا نہ ہو کہ اس نے عمرہ کو حج میں داخل کر دیا، اور یوں کہئے: اے اللہ میں حج اور عمرہ کا ارادہ کر رہا ہوں۔

(۱) مطالب علی ای ۲/۲۲۲



## احرام ۱۲۰-۱۲۳

کا استعمال بھی مسوت رستا ہے، مالکیہ کے نزدیک شکار کی حرمت برقرار رہتی ہے۔

اس اختلاف کی بنیاد روایات کا اختلاف ہے حضرت عائشہ سے مروی ہے: "انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے طواف افاضہ کرنے سے پہلے آپ کو زیادہ مقدار میں مشک لگائی۔" بعض احادیث میں ہے کہ حج کرنے والے نے جب جمرہ عقبہ کی رمی کر لی تو اس کے لئے تمام چیزیں حلال ہو گئیں سوائے عورتوں اور خوشبو کے، موطا امام مالک نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرفہ کے مقام پر لوگوں کے سامنے خطبہ دیا، ہمیں حج کا طریقہ سکھایا، اسی میں لوگوں سے اسوں نے فرمایا: "إِذَا جِئْتُمْ فَحُصِّ دُمَى الْجَمْرَةِ فَقَدْ حُلَّ لَهُ مَا حُرِّمَ عَلَى الْحَاجِّ إِلَّا النِّسَاءُ وَالطَّبِيبُ" (۱) (جب تم لوگ آگئے تو جس نے جمرہ کی رمی کی اس کے لئے وہ تمام چیزیں حلال ہو گئیں جو حاجی پر حرام ہیں سوائے عورتوں اور خوشبو کے)۔

امام مالک نے شکار کے حرام رہنے کی جو بات کہی ہے اس کی بنیاد یہ ہے کہ انہوں نے اس آیت کے عموم کو اختیار کیا ہے: "لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ" (۲) (شکار کو مت مارو جب کہ تم حالت احرام میں ہو) آیت سے استدلال اس طور پر ہے کہ حج کرنے والا طواف افاضہ سے پہلے حرم ہی مانا جاتا ہے۔

### تحلل اکبر:

۱۲۳۔ تحلل اکبر وہ تحلل ہے جس سے بلا استثناء تمام ممنوعات احرام حلال ہو جاتے ہیں۔

موقتہ جن میں تحلل اکبر کے افعال صحیح ہوتے ہیں حنفیہ اور

احرام باندھنے کے بعد (معدوبانہ) مرتہ ہو گیا تو اس کا حج اور عمرہ باطل ہو گیا، اب وہ حج یا عمرہ انجام نہیں دے گا۔

۱۲۰۔ حج، عمرہ کو فاسد کرنے والی چیز حرام ہے، حرام کی وجہ سے اگر حج فاسد ہو جائے تو وہ شخص حج کے افعال پورے نہ کرے گا۔ پھر گئے سب اس کی تصدیق کرے گا، جیسا کہ اس کی مصاست آئندہ آئے گی، اور اگر حرام کی وجہ سے عمرہ فاسد ہوا ہے تو اس کے بارے میں لازم ہے کہ عمرہ کے افعال پورے نہ کرے۔ پھر آئندہ اس عمرہ کی قضاء کرے خواہ اسی سال قضاء کرے جیسا کہ اس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔

۱۲۱۔ حج اور عمرہ کے جاری رکھنے میں وہ چیزیں مباح ہوتی ہیں: (۱) احصار، (۲) نوات، ان دونوں کے احکام وہی جگہ آئیں گے (دیکھئے "احصار" و "نوات")۔

## آٹھویں فصل

### احرام سے ٹھنڈا (تحلل)

"تحلل" سے مراد احرام سے ٹھنڈا اور ان چیزوں کا حلال ہو جانا ہے جو حالت احرام میں احرام کی وجہ سے ممنوع ہوئی تھیں۔ "تحلل" کی دو قسمیں ہیں: (۱) تحلل اصغر، (۲) تحلل اکبر۔

تحلل صغر:

۱۲۲۔ تحلل اصغر (چھوٹا تحلل) تین کاموں میں سے دو کام انجام دے لینے سے ہوتا ہے، وہ تینوں کام یہ ہیں:

(۱) جمرہ عقبہ کی رمی، (۲) قربانی کرنا، (۳) سر کے بال منڈا دینا، اس تحلل کی وجہ سے لمبے بولے کپڑے پہننا اور تمام ممنوعات احرام جائز ہو جاتے ہیں، ہاں عورتوں سے اور اپنی تعلق قائم کرنا کسی کے نزدیک جائز نہیں ہوتا، بعض فقہاء کے نزدیک خوشبو

(۱) ترمذی ۱۹۱/۳، ۱۹۲، سنن ابی داؤد ۳۳۲، ابوداؤد ۴۳۳۳۔

(۲) سورۃ مائدہ ۹۵۔

مالکیہ کے نزدیک یم نحر کے طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے اور ثانیہ و ثانیہ کے نزدیک شب تروائی کی آخری رات سے، یہ اختلاف اس اختلاف کا نتیجہ ہے کہ تحلل اکبر کس چیز سے حاصل ہوتا ہے؟

جہاں تک اس کے وقت کی ابتداء کا تعلق ہے تو یہ اس عمل کے مطابق ہوگا جس کے ذریعہ وہ حال ہو رہا ہو، اگر وہ تم نہیں ہوگا تو اس فعل سے جس کو اس کے وہ حرام سے ملے اس لئے کہ یہ وقت فوت نہیں ہوتا جیسا کہ آپ فقہ حنبلیہ جانیس کے اور وہ (فعل) طواف ہے رہے ثانیہ اور ثانیہ تو اس کے ایک بھی اثر تحلل اکبر طواف یہ حق یہ سنی پر موقوف ہو تو یہی حکم ہے رہی رہی تو اس کا وقت آخر یم تشریق کے سورن کے غروب ہونے تک معین ہے، لہذا اگر حال ہو رہی پر موقوف ہو جائے اور اس سے آخر یام تشریق تک رہی نہیں کی تو رہی کا وقت بالکل فوت ہو جائے گا تو ثانیہ کے نزدیک تحلل وقت کے فوت ہو جانے سے وہ حال ہو جائے گا اگرچہ اس کے عوض اس پرند یہ واجب رہے گا ثانیہ کا بھی ایک قول یہی ہے بین ثانیہ کا دوسرا قول جو ان کے یہاں اصح قرار دیا گیا ہے یہ ہے کہ رہی کا وقت فوت ہونے سے تحلل اکبر اس کے کفارہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، جب تک وہ شخص رہی فوت ہونے کا کفارہ ادا نہیں کرتا مکمل طور پر اس کا احرام ختم نہیں ہوگا۔

تحلل اکبر کس عمل سے حاصل ہوتا ہے؟

۱۳۴- حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک تحلل اکبر طواف افاضہ سے حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ اس سے طلق کر لیا ہو جس (طلق کے شرط ہو) پر حنفیہ اور مالکیہ کا اتفاق ہے، اگر اس سے طواف افاضہ کیا میں حلق نہیں کرے تو جب تک وہ طلق نہیں کرے گا مالکیہ اور حنفیہ دونوں کے نزدیک حال نہیں ہوگا، لہذا مالکیہ نے یہ شرط بھی لگائی

ہے کہ طواف سے پہلے سنی بھی کر چکا ہو ورنہ سنی کرنے تک حلال نہیں ہوگا، اس لئے کہ مالکیہ کے نزدیک سنی رکس ہے۔

حنفیہ کا مسلک ہے کہ تحلل میں سنی کا کوئی دخل نہیں ہے، چونکہ سنی مستقل واجب ہے، ثانیہ اور ثانیہ کے ایک تحلل کبریاں فعل کے طلق کرنے سے ہوتا ہے جن کا ہم پر اس شرط چکے ہیں حلق کو حج و عمرہ کے اعمال میں شمار کیا جائے تو فعل تحلل تین میں وارد ہوا توں جو فیہ مشہور ہے اس کے مطابق حلق حج و عمرہ کے اعمال میں سے نہیں ہے، اس قول کو اختیار کیا جائے تو فعل تحلل دو ہیں۔

حاکم اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر یہ تین اعمال مکمل کر لے گئے: (۱) جرود عقبہ کی رہی، (۲) حلق، (۳) طواف افاضہ جس سے پہلے سنی کر لی تھی ہو، تو تحلل اکبر حاصل ہو جاتا ہے، اور اس کے نتیجے میں بالاجتماع احرام کے تمام منہیات حلال ہو جاتے ہیں۔

۱۳۵- اگر پہلے اس (یعنی اس ہی نذر کو) تحلل اکبر حاصل ہو گیا، یہ پھر مثال ہے، چونکہ پہلے اس تحلل کبریاں حاصل ہو سکتا ہے، تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حج کے سارے اعمال ختم ہو گئے، بلکہ احرام ختم ہونے کے باوجود اس کے اوپر حج کے باقی اعمال کو ادا کرنا واجب ہے، فقہاء نے اس کی بری خوبصورت مثال دی ہے جس سے دونوں تحلل سے قارئین ہونے کے بعد باقی اعمال حج کا بر سوتع ہونا واضح ہو جاتا ہے، مثلاً ارٹلی لکھتے ہیں:

”اس کے غیر محرم ہو جانے کے باوجود اس کے ذمہ باقی اعمال حج (یعنی رہی اور منی میں رات گزارنا) کی ادائیگی لازم رہتی ہے، جس طرح پہلا سلام پھیرتے ہی نمازی نماز سے باہر ہو جاتا ہے پھر بھی اس سے یہ مطلوب رہتا ہے کہ دوسری جانب بھی سلام پھیرے“ (۱)

(۱) تحلل اکبر کے لئے دیکھئے: الہدایہ فی فتح القدر ۲/۱۸۳، المسک مشکوٰۃ ۵۵۵، الدر المختار و رد المحتار ۲/۲۵۱، شرح العربیۃ وحاشیہ العربیۃ ۵۷۹، ۵۸۰

## احرام ۱۲۶-۱۲۸

عمرہ کے احرام سے نکلنا:

۱۲۶- تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ عمرہ کا ایک ہی تحمل ہے، اس کے ذریعہ عمرہ کا احرام باندھنے والے کے لئے تمام ممنوعات احرام حائل ہو جاتے ہیں۔  
یہ تحمل سر کے بال مند و نہایت لانے سے حاصل ہوتا ہے، اس پر تمام مذہب کے فقہاء کا اتفاق ہے<sup>(۱)</sup> اگرچہ افعال عمرہ کے بارے میں ان میں کچھ اختلاف ہے<sup>(۲)</sup>۔

### احرام کو ٹھاڈینے والی چیزیں

۱۲۷- وہ چیزیں احرام کو ٹھاڈتی ہیں اس طور سے کہ حرم کی نیت ہوئی نیت سے احرام کو بھیر دیتی ہیں۔ وہ دونوں چیزیں یہ تینہ:  
(۱) فسخ احرام۔

(۲) رفض احرام۔

مجموع فقہاء کے یہ حدیث فقہاء حنبلیہ کا مسلک یہ ہے کہ معرو یا قارن (پیشہ شیکہ قارن مدی لئے کرنا آیا ہو) دونوں کے لئے تنجیب ہے کہ اگر نیت ہو تو فسخ اور سعی کر لی ہو تو حج کی نیت فسخ کریں اور تنجیب عمرہ کی نیت کریں، پھر اس کے بعد حج کا احرام باندھیں، حنبلیہ کا یہ قول اس بات پر مبنی ہے کہ ان کے نزدیک تنجیب افضل ہے۔

حنابلہ کا استدلال حضرت ابن عمرؓ سے مروی اس حدیث سے

= شرح الزرقانی ۲/۳۸۰، ۳۸۱، الشرح المکبیر مع حاشیہ ۳۶/۳۷۱، ۳۷۲، المجموع ۸/۳۷۲، ۳۷۳، المسماج مع شرح اعلیٰ وحاشیہ ۳۷/۱۲۰، ۱۲۱، المکناج للدری ۳/۳۳۱، ۳۳۲، اعلیٰ ۳۳/۳۳۲، مطالب بولی اعلیٰ ۳۳/۳۳۲۔  
(۱) المسبک المصنوع ۳/۳۰۷، رد المحتار ۳/۴۰۷، حاشیہ العوئی علی شرح المراد ۳/۳۸۳، اس میں اس بات کی صراحت ہے کہ حلق شرط کمال میں سے ہے۔  
مطالب بولی اعلیٰ ۳۳/۳۳۳۔

(۲) ملاحظہ ہو: (عمرہ)۔

ہے: ”من كان مكتم أهدى فإنه لا يحل من شيء حرم منه حتى يفصي حوجه، ومن لم يكن مكتم أهدى فيطف بالبيت وبالصفا والمروة، وليقصر، وليحل، ثم ليهد بالصح، وليهد“ (حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ تشریف لائے تو لوگوں سے فرمایا: تم میں سے جو لوگ ہڈی لئے کر آئے ہوں ان کے لئے حج کرنے سے پہلے کسی کوئی چیز حائل نہ ہوئی ہو (احرام کی وجہ سے) احرام ہو چکی ہے، اور جو لوگ مدی لئے کر نہ آئے ہوں وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کر کے بال کتر وائیں اور حائل ہو جائیں، پھر حج کا احرام باندھیں۔  
اسد ی، ۱/۱۰۱، اس حدیث کی روایت بخاری و مسلم نے کی ہے (۱)۔  
حج فسخ کرنے کے ممنوع ہونے پر جمہور نے چند دلائل پیش کئے ہیں، ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ”وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ“<sup>(۲)</sup> (اللہ کے لئے حج اور عمرہ کو پورا کرو) بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے حج اور عمرہ شروع کرنے والوں کو حکم دیا ہے کہ حج کے افعال اور عمرہ کے افعال پورے کریں اور فسخ کرنا پورا کرنے کی ضد ہے، لہذا فسخ کرنا مشرک میں ہو گا، دلال میں وہ حدیث بھی ہیں جن کے ذریعہ ”مشرک“ قرار دیا گیا ہے، ان حدیث کو پہلے گریبا جانتا ہے۔

### رفض احرام

۱۲۸- رفض احرام کا مطلب یہ ہے کہ اس غلط فہمی کی بنیاد پر کہ میرا احرام ختم ہو چکا ہے حج یا عمرہ کے افعال تحمل کرنے سے پہلے ان کی

(۱) حدیث ابن عمرؓ کی روایت بخاری و مسلم نے کی ہے (۳۸۱ و المرجع ص

۳۸۰، حدیث ۷۸۷)۔

(۲) سورہ بقرہ ۱۹۶۔

## احرام ۱۲۹-۱۳۳

۱۱۔ ان کے مخصوص حالات کی بنا پر یا بعض ہنگامی حالات پیش جانے کی بنا پر عمومی احکام سے اس احکام کا استثناء ہوتا ہے، جیسے کہ درج ذیل فہرست سے واضح ہوتا ہے:

الف۔ عورت کا احرام۔

ب۔ بچے کا احرام۔

ج۔ غلام اور باندی کا احرام۔

د۔ عیوش شخص کا احرام۔

ه۔ یہ بول جانا کہ میں حج کا احرام باندھ رہا ہوں؟

۱۲۔ اس میں سے بعض پر پہلے ننگو ہو چکی ہے، باقی کے حکام کا مطالعہ ذیل میں پیش یا جاتا ہے، ایک کو حد و حد حد۔

### بچے کا احرام

بچے کے حج کی شریعت اور اس کے احرام کی صحت:

۱۳۱۔ علماء اس بات پر اتفاق ہے کہ بچے کا حج و عمرہ صحیح ہوتا ہے، اور بچہ جو بھی عبادت کرے حج کرے یا عمرہ کرے وہ نقلی عبادت ہوگی، جب بچہ بالغ ہوگا تو اس پر حج فرض ہوگا، جب بچے کا حج و عمرہ ادا کرنا درست ہے تو اس کا احرام بھی قطعی طور پر صحیح ہوگا (۱)

### بچے کے احرام کا حکم:

۱۳۲۔ بچپن کے مرحلوں کے اعتبار سے بچوں کی دو قسمیں ہیں:

(۱) با شعور بچہ، (۲) بے شعور بچہ، با شعور بچہ وہ ہے جو بات سمجھ لے اور اس کا جواب دے سکے، اس میں کسی خاص عمر کا اعتبار نہیں۔

۱۳۳۔ حنفیہ اور مالکیہ کے رو سے ایک با شعور بچہ خود احرام باندھ سکتا ہے، اس کا کیا ہوا احرام منعقد ہو جاتا ہے، احرام میں اس کی طرف

(۱) رد المحتار ۲/۱۹۳-۱۹۴۔

انجام دی ترک کر دے۔

بعض احرام کے لغو ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے، اس سے احرام باطل نہیں ہوتا، اور نہ اس کی وجہ سے محرم احکام احرام سے باہر ہوتا ہے (۲)۔

### احرام کو باطل کرنے والی چیز:

۱۲۹۔ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احرام صرف ایک چیز سے باطل ہوتا ہے اور وہ ہے: عودہ باللہ مرتہ ہو جانا اور اسلام سے پھر جانا، یہ اس لئے کہ تمام فقہاء کے نزدیک حج اور عمرہ کی صحت کے لئے سہم شرط ہے۔

رہے اس سے احرام باطل ہونے پر یہ مسئلہ متذکر ہوتا ہے کہ اس شخص نے ارادت کو سے پہلے جس چیز کا احرام باندھا (حج یا عمرہ) اس کے اہل کی انجام دی نہیں کرے گا، اس کے برخلاف احرام کے فاسد ہونے پر اہل کی انجام دی کی حاجت ہے، ارادت کو سے جدا ہونے پر اس نے پھر اسلام قبول کر لیا اور ارادت کو سے تو پہرلی تو بھی حج یا عمرہ کے احرام جاری نہیں رکھے گا، کیونکہ اس کا احرام باطل ہو چکا ہے (۳)۔

## نویں فصل

### حرم کے مخصوص احکام

۱۳۰۔ یہ وہ احکام ہیں جو احرام کے عمومی احکام سے مستثنیٰ ہیں، بعض

(۱) المسک المندھ ۲/۲۷۲، الدرر السنی علی الشرح الکبیر ۲/۲۷۲، نیز حنفیہ ۲/۲۷۲، جامع البیہ ۲/۲۷۲۔

(۲) لوائح حل المسائل الخیر للعلیہ الشریعی و حاشیہ البیہ ۲/۲۷۲، شرح کے لغوی "لا یجوز فی فاسدہ" کی تصحیح کرتے ہوئے حاشیہ میں لکھا ہے "مصراب فی باطلہ"، اور حاشیہ کے آخر میں ایک مطبوعہ غلطی ہے کہ "مصراب" کے بجائے "مصراب" ہو گیا ہے۔

## احرام ۱۳۴-۱۳۵

انجام دے سکتا ہو ان میں نیابت درست نہیں ہاں جن اعمال کی انجام دہی پر بچہ قادر نہ ہو ان کی اولادگی اس کی طرف سے اس کا ولی کرے گا۔

۱۳۴- بے شعور بچہ اور وہ مجنون جس کا جنوں مستقر (جنوں مطبق) ہے، ان کی طرف سے ان کا ولی احرام باندھے گا، مثلاً وہ کہے گا: ”میں نے اس بچے کو حج کی حرمات میں داخل کرنے کی نیت کی“۔ یہ مرد نہیں ہے، ولی خود احرام باندھے گا اور بچے کی طرف سے نیابت کا ارادہ کرے گا، اس بات پر تعلق ہے کہ بے شعور بچہ اگر خود احرام باندھے تو یہ احرام منعقد نہیں ہوتا ہے۔

۱۳۵- ولی بے شعور بچے کو حج و عمرہ کے اعمال ادا کرائے گا، اگر وہ لڑکا ہے تو اس کے جسم سے سلا ہوا کپڑا اور احاطہ کرنے والا کپڑا اتار دے گا اور اگر لڑکی ہے تو اس کا چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں کھول دے گا جس طرح باندھ عورت کو کرنا ہوتا ہے جس کی تفصیل گذر چکی (۱)، اس کو طواف اور سعی کرائے گا، اس کے ساتھ عرفہ اور مزدلفہ میں تہن کرے گا، اس کی طرف سے رمی کرے گا، ممنوعات احرام سے اسے بچائے گا، لیکن اس کی طرف سے احرام یا طواف کی حرمتیں نہیں پڑھیں گی، بلکہ حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک یہ دونوں نمازیں بے شعور بچے کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہیں، ثانیہ کے نزدیک ولی یہ دونوں نمازیں بے شعور بچے کی طرف سے پڑھے گا، حنبلیہ کے ظاہر کلام سے بھی یہی معطوم ہوتا ہے (۲)۔

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ بے شعور بچے کے احرام میں اور اس کے جسم سے غیر احرامی کپڑے اتارنے میں تخفیف سے کام لیا ہے، مالکیہ کہتے ہیں

سے نیابت صحیح نہیں، کیونکہ اس کی ضرورت نہیں ہے، اس کے احرام کی درستگی ولی کی اجازت پر موقوف نہیں ہے، بلکہ اس کا احرام ولی کی اجازت سے درست ہوگا، اور ولی کی اجازت کے بغیر بھی درست ہوگا، لیکن مالکیہ نے صراحت کی ہے کہ اگر باشعور بچہ نے ولی کی اجازت کے بغیر احرام باندھا ہے تو ولی کو اس کا احرام ختم کرانے کا اختیار ہے، اور اگر بچہ تو حج کرنے دے اور احرام باقی رہے دے، جیسی مصیبت تھی، اس کے بالغ ہونے کی امید ہو تو ولی کے لئے زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس کا احرام مٹا دے تاکہ بالغ ہونے کے بعد حج فرض کا احرام باندھے، اگر ولی کی اجازت سے بچے نے احرام باندھا تو اسے احرام ختم کرانے کا اختیار نہیں ہے، اگر اجازت دینے کے بعد بچے کے احرام باندھنے سے پہلے ولی اجازت سے رجوع کرنا چاہے تو خطا ہے کہتے ہیں: ”ظاہر یہ ہے کہ ولی کو اجازت سے رجوع کا اختیار ہے، خصوصاً جب کہ یہ رجوع کرنا بچے کے مفاد میں ہو“۔

حنفیہ نے اس مسئلہ کی صراحت نہیں کی ہے، شاید حنفیہ کے یہاں یہ مسئلہ سلطان کے روکنے سے انحصار کے دائرے میں آئے (۱)۔

ثانیہ، حنبلیہ کے نزدیک باشعور بچے کا احرام اس کے ولی کی اجازت کے بغیر منعقد نہیں ہوتا، بلکہ ثانیہ کے یہاں تک کہا ہے کہ وہ مسنون میں اس کی طرف سے اس کے ولی کا احرام باندھنا صحیح قول کے اعتبار سے صحیح ہوتا ہے، حنبلیہ کے نزدیک باشعور بچے کا ولی اس کی طرف سے احرام نہیں باندھ سکتا، کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

ماہر باغ باشعور بچہ حج و عمرہ کے جو اعمال خود کرتے ہوئے، اگر وہ طواف کرے پر قادر ہو تو ولی اس کو طواف کا طریقہ سکھا دے گا اور وہ طواف کر لے گا ورنہ اسے لے کر طواف کر لیا جائے گا، سعی اور دوسرے مناسک میں بھی یہی حکم ہے، حج و عمرہ کے جو اعمال بچہ خود

(۱) ملاحظہ ہو ”انصار“ کی اصطلاح۔

(۱) ملاحظہ ہو فقہ حنفیہ، ج ۶، ص ۶۸۔

(۲) اس لئے کہ حنبلیہ نے علی الاطلاق ورنہ استثنائیات کہی ہے کہ بچہ جس کا اس سے عاجز ہو اس کی طرف سے ولی ان اعمال کو ادا کرے گا۔

”ولی بے شعور بچے کو مکہ کے قریب احرام بندھوائے گا اور اس کے جسم سے غیر احرامی کپڑے اتارے گا، کیونکہ اس سے پہلے ایسا کرنے میں مشقت و رضہ کا خوف ہے، اگر مکہ کے قریب غیر احرامی کپڑے اتاروانے میں بھی مشقت یا ضرر ہو تو غیر احرامی کپڑے اتاروائے بغیر اس بچے کو احرام بندھوایا جائے گا، جیسا کہ مالکیہ کے ظاہر حکام سے معلوم ہوتا ہے اور ولی فدیہ یہ ادا کرے گا۔“

دورانِ احرام بچے کا بالغ ہونا:

۱۳۶- اگر بچہ احرام باندھنے کے بعد بالغ ہو گیا تو اپنے پہلے ہی احرام کی بنا پر حج کی ہوائیگی کرے گا، حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک اس کا یہ حج فرض شمار نہیں کیا جائے گا۔

فقہاء حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر اس بچے نے قنوف عرفہ سے پہلے احرام کی تجدید کر لی، اور حج فرض کی حیثیت کر لی تو اس کا یہ حج فرض مانا جائے گا، کیونکہ بالغ بچے کا احرام لازم نہیں ہوتا ہے، کیونکہ اس میں لزوم کی اہلیت ہی نہیں ہے۔

مالکیہ کہتے ہیں کہ ایسا کرنے سے اس کا سابق احرام ختم نہیں ہوگا، ہونٹ کے بعد نیا احرام باندھنا اس کے لئے کفایت نہیں کرے گا، اس کا احرام حج فرض کی طرف سے نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس کے فرض واقع ہونے کی ایک شرط مفقود ہے، وہ شرط یہ ہے کہ انسان احرام باندھتے وقت ”رأى“ اور مکلف ہو، یہ شخص احرام کے وقت مکلف نہیں تھا، اس سے اس کی یہ بہت سہولت ملتی ہوئی۔

شافعیہ و حنبلیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر بچہ دورانِ حج بالغ ہو تو دیکھ جائے گا کہ قنوف عرفہ کے اعتبار سے اس کی کیا صورت حال ہے؟ قنوف عرفہ کے اعتبار سے وہ صورت حال ہو سکتی ہے:

اول: وہ شخص قنوف عرفہ کا وقت نکل جانے کے بعد بالغ ہو یا

قنوف عرفہ کا وقت ختم ہونے سے پہلے اور میدانِ عرفات چھوڑنے کے بعد بالغ ہو، لیکن وہ بلوٹ کے بعد قنوف عرفہ کے وقت میں دوبارہ عرفات نہیں آتا، اس صورت میں اس کا یہ حج فرض نہیں واقع ہوگا۔

دوم: دوسری صورت یہ ہے کہ وہ شخص قنوف عرفہ کے دورانِ بالغ ہو یا قنوف عرفہ نرنے کے بعد بالغ ہو، لیکن بالغ ہونے کے بعد قنوف عرفہ کے وقت میں دوبارہ میدانِ عرفات نہ اس نے قنوف نریا، یعنی اس کی اخیر (پومجر) کی صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے تو اس کا یہ حج حج فرض مانا جائے گا، اگر اس نے طوافِ قدوم کے بعد بلوٹ سے پہلے سعی کر لی، بقوسعی کا اعادہ بھی اس پر لازم ہوگا اور اس پر دم لازم ہوگا۔

اگر بچہ عمرہ کے دورانِ بالغ ہوا ہے تو عمرہ میں طواف کا وہی مقام ہے جو حج میں قنوف عرفہ کا مقام ہے، اگر عمرہ کے طواف سے قبل بالغ ہوا ہے تو جو لوگ عمرہ کے واجب ہونے کے قائل ہیں ان کے نزدیک یہ عمرہ واجب عمرہ کی طرف سے کفایت کرے گا۔

بے ہوش شخص کا احرام:

۱۳۷- بے ہوش شخص کی دو حالتیں ہیں: (۱) احرام سے قبل بے ہوش ہوا ہو، (۲) احرام کے بعد بے ہوش ہوا ہو۔

اول: جو شخص احرام سے پہلے بے ہوش ہو جائے:

۱۳۸- مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کے نزدیک اس شخص کا احرام نہیں ہے، نہ اس کی طرف سے اس کا کوئی رشتہ سفر یا کوئی دوسرا شخص احرام باندھتا ہے، خواہ اس نے بے ہوش ہونے سے پہلے اس کا حکم دیا ہو یا نہ دیا ہو، اگرچہ یہ خوف ہو کہ اس کا حج چھوٹ جائے گا، کیونکہ بیہوشی

## احرام ۱۳۹-۱۴۲

کے بارے میں غش غائب یہ ہے کہ وہ لمبی نہیں ہوتی، اکثر جلد ہی دور ہو جاتی ہے۔

حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ بے ہوش شخص کی طرف سے احرام باندھنا جائز ہے لیکن اس مسئلہ میں امام صاحب اور صاحبین کے یہاں کچھ تفصیل ہے:

الف: جو شخص حج کے ارادہ سے بیت اللہ کے عہ پر روانہ ہو گیا اور احرام سے پہلے اس پر بے ہوشی جاری ہوئی یا وہ مریض ہے اور اسے احرام سے قبل نیدرتی اس نے بے ہوشی سے قبل اپنی طرف سے احرام باندھنے کا حکم دے دیا تھا، ایسی صورت میں اگر اس کے کسی رفیق سفر نے یا کسی شخص نے اس کی طرف سے حج کی نیت کر لی اور تبیہ کہہ لیا تو اس کا احرام صحیح ہو جائے گا اور باتفاق ائمہ حنفیہ اس کی طرف سے تبیہ کہہ لینے سے وہ محرم ہو جائے گا اور اس کی طرف سے حج فرض ہوا ہو جائے گا۔

ب۔ اگر اس نے بے ہوشی سے پہلے اپنی طرف سے احرام باندھنے کا حکم نہیں دیا تھا اور اس کے بے ہوش ہونے پر اس کے کسی رفیق نے یا کسی اور شخص نے اس کی طرف سے احرام باندھ لیا تو امام بوحنیفہ کے نزدیک یہ احرام بھی درست ہو گیا اور صاحبین امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک درست نہیں ہوا۔

چند فروع:

۱۳۹- الف۔ بے ہوش شخص کی طرف سے کسی کے احرام باندھ لینے کے بعد بے ہوش شخص کو نیت ہو گیا تو حنفیہ کے نزدیک وہ محرم ہے، حج کے اہل جاری رکھے گا۔

دوسرے مرتبہ کے نزدیک اس کی طرف سے ہی دوسرے کا احرام باندھ لینا معتبر نہیں ہے، ہوش میں آنے کے بعد اگر اسے طرف عرفہ

مل سکتا ہو تو حج کا احرام باندھ کر مناسک ادا کرے، ورنہ عمرہ کا احرام باندھ لے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک اس پر حج فوت ہونے کا حکم منطبق نہیں ہوتا، کیونکہ وہ محرم ہوا ہی نہیں۔

۱۴۰- ب۔ جو شخص بے ہوش شخص کی طرف سے احرام باندھ لے تو احرام کی صحت کے لئے اس کے وہ یہ جب نہیں ہے کہ اس کے سارے ہونے کپڑے اتار کر اسے بے سارے ہوئے کپڑے پہنائے، کیونکہ اس کا امام احرام نہیں ہے بلکہ یہ بعض ممنوعات احرام سے بازرہنا ہے، جب اس شخص کو اتفاق ہو جائے گا تو اس پر حج کے اہل واجب ہوں گے اور ممنوعات احرام سے بازرہنا واجب ہوگا۔

۱۴۱- ج۔ اگر بے ہوش شخص جس کی طرف سے کسی دوسرے نے احرام باندھا تھا، ممنوعات احرام میں سے کسی عمل کا ارتکاب کرے تو اس کا موجب یعنی کفارہ لازم ہوگا اگرچہ اس کا ارادہ ممنوع کے ارتکاب کا نہیں تھا، اور اس پر بے ہوش شخص کے عمل کی وجہ سے اس کے اس رفیق پر کچھ لازم نہ ہوگا جس نے اس کی طرف سے احرام باندھا، اس لئے کہ اس شخص نے اپنی طرف سے اصلاً احرام باندھا ہے اور بے ہوش کی طرف سے یا بعد احرام باندھا ہے، جیسے دلی مبالغہ بچہ کی طرف سے احرام باندھ لے تو یہ احرام بچہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، نہ وہ بچہ محرم ہو جاتا ہے جس کے ولی نے احرام باندھا اور بچہ کہا، اسی لئے اگر اس ولی نے کسی ممنوع کا ارتکاب کیا ہو تو اس پر یک جزا لازم ہوگی اپنے احرام کی وجہ سے، مرنے کے نزدیک اس پر کچھ لازم نہیں ہوگا اپنے غیر کی طرف سے احرام باندھنے کی وجہ سے جیسا کہ نزدیک۔

۱۴۲- د۔ اگر اس پر بے ہوش شخص کو نیت ہو تو یہ اس کے رفقاء اسی حالت میں مقامات حج پر لے جائیں اس احرام کی بنیاد پر جس کے قائل حنفیہ ہیں؟

اس بارے میں حنفیہ کے دو قول ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ رنقاء کے دمہ واجب نہیں ہے کہ اقبال حج طوف، وقوف عرفہ، رمی، وقوف مزدلفہ وغیرہ کے مقامات پر اس بے ہوش شخص کو لے جائیں، بلکہ لوگوں کا اس بے ہوش کی طرف سے اس عمل کا کردینا اس شخص کے لئے کافی ہوگا، لیکن اس کا حاضر یا جانا بہتر ہے جیسا کہ اس قول کے بعض مقلدین نے صراحت کی ہے۔ رد المحتار کے لادہ کے مطابق یہی صحیح ہے، اور مذہب حنفی میں فتویٰ میں معتبر ہے، لیکن اس کے کافی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وقوف عرفہ میں اس کی طرف سے بھی نیت کرے، اپنا طواف کر لینے کے بعد اس بے ہوش کی طرف سے اس کی نیت سے طواف کرے، اسی طرح سارے عمل اس کی طرف سے بھی انجام۔

یہ بھول جانا کہ کس چیز کا احرام باندھا تھا؟

۱۴۴- جس نے کسی متعین چیز کا احرام باندھا تھا، حج کا یا عمرہ کا یا قرآن کا، پھر بھول گیا کہ اس چیز کا احرام باندھا تھا تو اس پر حج، عمرہ، دونوں لازم ہوں گے۔ مذہب حنفی، مالکی، وراثی کے مطابق، دیگر اس کا عمل کرے گا۔

اس کے برخلاف حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ اپنا احرام کو حج یا عمرہ جس طرف چاہے پھرے، عمرہ کی طرف پھرنا مستحب ہے۔

## دسویں فصل

ممنوعات احرام کے شمارے (۱)

شمارہ کی تعریف:

۱۴۵- یہاں شمارہ سے مراد وہ چیز ہے جو ممنوعات احرام میں سے کسی کا ارتکاب کرنے والے شخص کے ذمہ لازم ہوتی ہے، ان تراویں کی چند قسمیں ہیں:

۱- مذہب حنفی کے مطابق بوجا جانا ہے تو اس سے مراد وہ نہ ہوگا ہے جس میں تین چیزوں میں سے کسی ایک کا اختیار ہوتا ہے، اس کی صراحت قرآن کریم کی آیت میں ہے: "فَلْعِدَّةٌ مِّنْ صَبَاحٍ أَوْ صَفَاةٍ أَوْ مَسَكٍ" (۱) (تو، دو، روں سے یا نیت سے یا دغ سے نذیر: ۱: ۱)۔

(۱) حنفی "مطلوبات احرام" کو جنایات احرام سے تعبیر کرتے ہیں اور جنایات احرام کے معنی کے تحت کفارات پر بحث کرتے ہیں، اسی کے ساتھ حج و عمرہ کے کسی واجب میں غلط واقع ہونے پر بھی بحث کرتے ہیں، اور دوسرے فقہاء "مطلوبات احرام" ہی کے معنی کے ذیل میں اس تمام مسئلہ پر گفتگو کرتے ہیں۔

(۲) سورہ بقرہ ۱۹۱۔

دوم۔ جو شخص اپنا احرام باندھنے کے بعد بے ہوش ہو جائے:

۱۴۳- احرام کے بعد بے ہوشی تمام اثر کے نزدیک احرام کی صحت میں اثر نہیں ہوتی، لہذا بے ہوش شخص کے رنقاء کی وجہ سے اس پر حج کے مقامات پر اس کو لائے جائیں، خاص طور سے وقوف عرفہ کے سے، کیونکہ وقوف عرفہ سوئے کی حالت میں اس بے ہوشی کی حالت میں بھی درست ہو جاتا ہے، اس کی طرف سے "مرے" مذہب حج کی "گتھی میں تحصیل ہے جسے" حج "اور" عمرہ "کی صحت، حوں میں ان کے مقامات پر پیکھا جاسکتا ہے (۱)

(۱) اس بحث کے لئے ملاحظہ فرمائیے: فتح القدیر، ج ۱، ۱۹۲/۲-۱۹۳، المسبک المنعقد، ج ۱، ۲۵۹-۲۵۷، شرح الکبیر، ج ۱، ۳۲۱، شرح الررانی، ج ۱، ۲۳۱، المجموع، ج ۲، ۵۳۳، بیضاوی، ج ۱، ۵۵۳، شرح المجلد، ج ۱، ۸۵، نہیۃ المکنج، ج ۲، ۵۲۲، حاشیہ للفقیر المفسر، ج ۱، ۲۵۱۔



## پہلی بحث

ان اعمال کا شمار جو حصول راحت کے لئے ممنوع ہیں  
۱۳۷- اس بحث میں درج ذیل ممنوعات احرام کے کنارہ پر گفتگو  
کی جائے گی:

- (۱) سلا ہوا کپڑا پہننا، (۲) سر ڈھانکنا، (۳) خیل لگانا،
- (۴) خوشبو لگانا، (۵) سر یا کسی اور حصہ جسم سے بال مونڈنا یا اس کا
- دور زامایا کاٹنا، (۶) ناخن تراشنا۔

### ممنوعات ترفہ کے کنارے کی بنیاد

۱۳۸- فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ جس شخص نے ممنوعات احرام  
میں سے کسی چیز کا ارتکاب مرض کے غدر کی بنا پر یا اذیت دور کرنے  
کے لئے یا ہواں پرندہ یہ لازم ہے، نہ یہ میں اس کو اختیار ہے کہ یا تو  
ایک مدی دینا کرے، یا چھ مہینوں کو نہا کر، یا بیس دن روزے  
رکھے، یہ نیکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلَا تَحْمِلُوا رُءُوسَكُمْ  
حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى  
مِّنْ رَّأْسِهِ فَلْيَلْبَسْ أَوْ ضَرْفًا أَوْ تَسْكِبًا" (۱) اور  
جب تک کہ باقی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے اپنے سر نہ منڈاؤ، لیکن گرم  
میں سے کوئی یا رہو یا اس کے سر میں کچھ تکیہ ہو تو وہ روزے سے یا  
خیمات سے یا دینا سے نہ پڑے۔ دوسری دلیل حضرت عتبہ  
بن عجرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ن کے سر کی  
جوبیں چھیں تو فرمایا: "ابو ذبیب ہوا تم راسک" (۲) کیا تمہارے  
سر کی جوبیں تمہیں یہ پہنچاتی ہیں؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا  
تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فاحق و صم ثلاثة ليام، أو

۲ مدی: ساتاات اس کی تعبیر "دم" سے کی جاتی ہے، جہاں پر  
بھی "مدی" یا "دم" ہوا جائے گا اس میں بکری کافی ہوگی، سوائے اس  
شخص کے جس نے بوقوف عرفہ کے بعد جماع کیا اس پر بالاتفاق مدہ  
ہے یعنی سنت، اور جس نے بوقوف عرفہ سے پہلے جماع کر یا اس کا حج  
بالاتفاق فاسد ہو جاتا ہے، اور اگر عکاشہ (مالک، شافعی اور احمد بن  
حنبل) کے نزدیک اس پر ایک اونٹ ذبح کرنا بھی لازم ہوتا ہے۔  
حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ اس شخص کے دم ایک بھی یا بکری ذبح کرنا  
لازم ہے، اور یہ شخص اعمال حج کی انجام دہی کرے گا اور آئندہ اس حج  
کی قضاء بھی کرے گا۔

۳- صدقہ: حنفیہ کے نزدیک جب مقدار بیان سے بغیر مطلق  
صدقہ واجب ہونے کی بات کہی جائے تو احصائے گیسوں یا ایک  
صاف ہوئے کھجور لازم ہوتی ہے۔

۴- روزے: ہندو ایک تین اختیاری صورتوں میں سے ایک صورت  
روزے کی ہے، یہ تین دن کے روزے ہیں، یہ روزے کھانا کھانے  
کے عوض لازم ہوتے ہیں۔

۵- مثال صحت: صحت و مثلاً شکار کرنے کی بناء کے لئے روزہ لازم  
ہوتا ہے، جیسا کہ اس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔

۱۳۶- احرام حج کے دوران میں ممنوع عمل کے ارتکاب کی جو تہاء  
ہے وہی جزاء حرام عمرہ کے دوران اس عمل کے ارتکاب کی ہے،  
صرف ایک بات کا فرق ہے، وہ یہ کہ جس شخص نے عمرہ کا رکن  
او کرنے سے پہلے جماع کر لیا اس کا عمرہ بالاتفاق فاسد ہو جاتا ہے  
جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے، اور اس کے دم خیمہ اور نابلہ کے  
روزہ ایک ایک بھی یا بکری لازم ہے، اور شافعیہ مالکیہ کے نزدیک  
ایک ہرند۔

انطعم منة مساكين، او اسك سبكة“ (سرمنڈ الو اور تین دن روزے رکھو، یا چھ مسکینوں کو کھانا کھاؤ، یا ایک بھیہ یا بکری ذبح کرو) (بخاری: مسلم) (۱)۔

۱۴۹۔ جس شخص نے جو عذر، ایسی ہی ممنوع کا ارتکاب یا اس کے بارے میں اختلاف ہے:

مالکیہ (۲) شافعیہ (۳) و حنابلہ (۴) کا مسلک ہے کہ اس کو بھی معذور کی طرح تین باتوں کا اختیار ہوگا اور ممنوع کا ارتکاب کرنے پر گناہ ہوگا، ان حضرات کا استدلال مذکور بالا آیت سے ہے۔

حنفیہ (۵) کا مسلک ہے کہ عذر ایسی صورت پر ممنوع احرام کا ارتکاب کرنے والوں کو تین دنوں کا اختیار نہیں ہوگا بلکہ اس کے تمام کے اعتبار سے ہاوردی کرنا یا صدقہ کرنا مستحب نہ رہے گا۔

فقہ و حنفیہ کا استدلال بھی سابقہ لامل سے ہے، وہ چاہے استدلال یہ ہے کہ اختیار اس صورت میں شروع ہے جب کہ مرض یا تکلیف کے عذر کی بنا پر ممنوع احرام کا ارتکاب یا نہ ہو، فیہ معذور کا تمام ریاء و تکلیف ہے، لہذا اس کی سر بھی ریاء و سخت ہوگی، نہ سخت ہوئے کی اصل یہ ہے کہ اس کا اختیار ختم ہو جائے گا۔

۱۵۰۔ جس شخص کے مرض یا تکلیف کے علاوہ کسی اور عذر کی وجہ

(۱) حدیث کعب بن عجرہ کی روایت بخاری اور مسلم نے کعب بن عجرہ سے کی ہے لفظ مسلم کے ہیں (فتح الباری ص ۱۲ طبع المکتبہ مجمع مسلم تحقیق محمد قزوینی) عبداللہ بن عمر ۸۶۰-۸۶۱ طبع مکتبہ المکتبہ ۷۳-۷۴

(۲) شرح الزمکانی ص ۵۵۲ شرح الکبیر مع حاشیہ ص ۶۷۲، اس میں صراحت ہے کہ معذور فدیہ دے گا اور اگر گناہیں ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ غیر معذور فدیہ دے گا اور اگر گناہیں ہوگا۔

(۳) المجموع ص ۷۱۷ نہایہ الجہاد ص ۲۵۲-۲۵۶

(۴) المغنی ص ۳۳۳ مجمع ص ۱۶۱

(۵) المسک المصنوع ص ۱۱۹، ۲۲۳، الدر المختار مع حاشیہ ص ۲۷۲-۲۷۳

سے مسموعات احرام میں سے کی چیز کا ارتکاب کیا، مثلاً بھول کی وجہ سے، حکم شرعی سے ناواقفیت کی وجہ سے، اگر لو کی وجہ سے، یا نیند یا یسوئی کے حال میں ممنوع کا ارتکاب یا تو حنفیہ (۱) و مالکیہ (۲) کے نزدیک اس کا حکم ایسی صورت میں ہوگا جیسا کہ مذکور۔

اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ ایسی صورت تو حاصل ہی ہوئی اور اختیار نہ ہونے کی وجہ سے اس کے فدیہ سے نفاذ ساقط ہو گیا جیسا کہ حنفیہ نے اس کی وجہ سے کیا ہے۔

شافعیہ (۳) و حنابلہ (۴) ان دلائل میں کتاب ہے اور جن میں نہیں ہے، دونوں کے درمیان فرق کرتے ہیں، اختلاف والی دلائل میں: حلق، بال، متاع، ماخن، استماع، اور بغیر اختلاف کی دلائل میں: لباس پہنانا، سرا حاکم، تیل کھانا، خوشبو کھانا، پس ان حضرات نے اختلاف کی صورت میں فدیہ واجب کیا، اس سے کہ اس میں عذر اور سبب نہ ہے، اور غیر اختلاف میں فدیہ واجب نہیں یا بلکہ صاحب عذر کی طرف سے کفارہ کو ساقط کر دیا۔

### ممنوعات ترقہ کے دائرہ کی تفصیل

۱۵۱۔ اس تفصیل کی بنیاد حلق کے بارے میں کتاب و سنت میں منصوص سابق اصل پر قیاس ہے، اس فصل کے تمام مسائل کو فقہاء نے اشتراک ملت کی بنا پر اسی پر قیاس کیا ہے، وہ مشترک ملت ہے:

- (۱) خود ساقی۔
- (۲) جیسا کہ معذور پر فدیہ لازم ہونے کے بارے میں مالکیہ کی عوارق کے افلاقی سے معلوم ہوتا ہے اور معذور شخص اگر گناہ ہوگا، ملاحظہ شرح الزمکانی ص ۵۵۲ شرح الرسائل مع مہدی العرووی ص ۸۸، شرح الکبیر مع حاشیہ ص ۶۷۲، مہدی المکتبہ علی اشعار ص ۱۳۳۔
- (۳) المجموع ص ۷۱۷ نہایہ الجہاد ص ۲۵۲-۲۵۶
- (۴) المغنی ص ۳۳۳، کافی ص ۵۶۱-۵۶۲، المجموع مع حاشیہ ص ۱۶۱-۱۶۲۔
- ۲۵ مطالب ولی المکتبہ ص ۳۶۲-۳۶۳

”ترقیہ“ یا ”ارتقاء“۔

ہاں بعض تصنیفات کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، مگر اختلافات کا تحقق و ترجیح اس سے ہے:

(۱) ممنوعہ عمل کا کس قدر ارتکاب فدیہ کو واجب کرتا ہے؟  
(۲) جنائیت کے تفاوت سے جزاء (سزا) میں کیا تفاوت ہوگا؟ ان اختلافات کا سبب یہ ہے کہ اس بارے میں فقہاء کے نقطہ ماے نظر میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ ”ترقیہ“، ”ارتقاء“ جو جوہر فدیہ کی علت ہے وہ کس قدر ارتکاب ممنوعہ سے حاصل ہوتا ہے؟ حجب کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جنائیات جب بھرپور طریقہ پر پانی حارے کی تہ ”ترقیہ“ حاصل ہوگا، ورنہ یہ لازم ہوگا، حنفیہ جنائیت کی ایک خاص مقدار ہی پر جانور ذبح کرنا، پانڈ یہ لازم کرتے ہیں، جو ان کے نقطہ نظر سے ترقیہ کا باعث ہے، اس کے برخلاف دوسرے فقہاء خود اس فعل کو جنائیت قرار دے کر فدیہ لازم کرتے ہیں، خواہ کسی مقدار میں، اسے یا گیا ہو، ممنوعات ترقیہ میں سے ہر ایک کے بارے میں فقہانی مسائل کی تفصیل نیچے لکھی جاتی ہے:

ول: لباس:

۱۵۲۔ جس محرم نے کوئی ایسا کپڑا پہنا جس کا حالت احرام میں پہننا ممنوع ہے، یا سر ڈھک لیا یا کوئی ایسا کام کیا تو فقہاء<sup>(۱)</sup> حنفیہ کے نزدیک اگر وہ پورے بدن پر پوری رات اسی حال میں رہا تو اس پر ”دم“ لازم ہو گیا، اسی طرح اگر عورت نے ایسا پتہ دسی ایسی ساترشی سے ڈھک یا ہو اس کے چہرے سے مس کرتی رہی، اس تفصیل کے مطابق جس کا ذکر فقہ (۶۷) میں آچکا ہے، اور اگر اسی حال میں چہرے پر پوری رات رہی تو اس پر بھی دم لازم ہوگا، اگر ایک دن یا ایک رات

سے کم اسی حال میں رہے تو حنفیہ کے نزدیک صدقہ واجب ہوگا، ورنہ معروف ایک گھڑی سے کم میں یک مہی۔ یہاں لازم ہوگا (یک مہی کے برابر)۔

امام عاتقی<sup>(۱)</sup> اور امام احمد<sup>(۲)</sup> کا مسلک یہ ہے کہ صرف پہننے سے فدیہ لازم ہو جائے گا، اگرچہ کچھ دیگر تک پہننے نہ رہا ہو، کیونکہ پڑنے میں لپٹنے سے ”ارتقاء“ پایا گیا، ورنہ احرام کی پابندی کی خلاف ورزی ہوئی، لہذا فدیہ کا واجب ہونا کی مدت سے استثنائیں ہوگا۔

کپڑا یا چوڑے کا سوزہ (ٹھک) وغیرہ کے پہننے سے فدیہ واجب ہونے کے لئے مالکیہ<sup>(۳)</sup> کے یہاں شرط یہ ہے کہ اس کے استعصا سے برمی یا سردی سے بچاؤ کا فائدہ حاصل ہو، اگر اس کے پہننے سے برمی یا سردی سے بچاؤ کا فائدہ حاصل نہیں ہوگا، مثلاً ایسا درپیک رات پرنا جس سے برمی یا سردی سے بچاؤ نہیں ہوتا تو اگر ایک مدت تک (مثلاً ایک دن) پہننا تب فدیہ واجب ہوگا۔

دوم: خوشبو:

۱۵۳۔ مالکیہ<sup>(۴)</sup>، شافعیہ<sup>(۵)</sup>، حنبلیہ<sup>(۶)</sup> کے نزدیک جس خوشبو کے باعث ہونے کا بیان تفصیل سے گزرتا ہے اس کے استعصا

(۱) المجموع ۷/۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷

## احرام ۱۵۴-۱۵۵

کہ اتنی مقدار میں ہو کہ ایک مربع باشت کی جگہ سے زیادہ کوڑھک  
معتی ہو۔

۱۔ ہری شرط یہ ہے کہ وہ خوشبو پورے ایک دن یا پوری ایک رات  
پکڑے ہوئی رہے۔

۲۔ ان دنوں میں سے کوئی ایک شرط ملنے والی ہو تو صدق واجب  
ہوگا۔ اور اگر ایک ساتھ ان دونوں شرطیں ملنے والی ہوں تو ایک منگی گیسوں  
صدق کرنا واجب ہوگا (۱)۔

۱۵۴۔ اگر کسی حرم نے کسی حرم یا نہ حرم کو خوشبو لگائی تو حنفیہ (۲) کے  
زائد ایک خوشبو لگانے پر کچھ لازم نہیں ہوگا بشرطیکہ اس نے خود خوشبو  
کو مس نہ کیا ہو، اور جس کو خوشبو لگائی گئی اگر وہ حرم ہے تو اس پر دم لازم  
ہوگا خواہ اسے خبر نہ ہو کہ وہ اس سے خوشبو لگائی گئی ہو۔

لام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک اس مسئلہ میں وہی  
تفصیل ہوگی جو طلاق کے مسئلہ میں آنے والی ہے (فقہ ۱۵۷)، لیکن  
جس صورت میں اس کے ذمہ فہم یہ لازم نہیں ہے اس صورت میں بھی  
اس کی ذمہ داری ہے کہ اپنے کپڑے پر خوشبو باقی نہ رکھے بلکہ جلد سے  
جلد اس کا ازالہ کرے، اگر تاخیر کرے گا تو اس پر فہم یہ لازم ہوگا۔

سوم: نبال مؤنثہ یا مکہ ما:

۱۵۵۔ حنفیہ کا مسلک (۳) یہ ہے کہ جس نے چوتھائی مرہومہ یا  
چوتھائی (۱) جسی مدغی اس پر دم واجب ہوگا، یونکہ چوتھائی پورے  
کے قائم مقام ہوتا ہے، لہذا وہی فہم یہ لازم ہوگا جس کا تہیت کریمہ  
میں ذکر ہے۔

کرینے سے فہم یہ واجب ہو جاتا ہے۔ ایسی کوئی شرط نہیں ہے کہ  
پورے عضو پر خوشبو لگائے یا کپڑے کی ایک خاص مقدار پر۔  
حنفیہ نے خوشبو لگانے کی مختلف صورتوں کے حکم میں فرق اور  
تفصیل کی ہے۔

جسم میں خوشبو لگانے کے بارے میں حنفیہ کے یہاں یہ تفصیل  
ہے کہ حرم نے اگر پورے ایک عضو پر خوشبو لگائی، مثلاً سر یا ماتحت یا  
پنڈلی پر یا اتنے حصہ جسم پر جو کامل عضو کی طرح ہے تو ایک بکری یا  
بھیہ ذبح کرنا واجب ہے پورے جسم میں اگر ایک ہی مجلس میں جسم  
پر خوشبو لگائی تو ہر مجلس میں خوشبو لگانے پر الگ کفارہ لازم ہوگا۔ اور  
خوشبو کا دھڑکا واجب ہوگا، اگر کفارہ میں جانور نہ ملے یا اگر خوشبو کو  
زال نہیں کیا تو دوسرا دم لازم ہوگا۔

بکری واجب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ارتفاق کامل ہونے سے  
جناہت مکمل ہو جاتی ہے، اور خوشبو سے ارتفاق اس وقت مکمل ہوتا ہے  
جب پورے عضو پر لگائی جائے تو اس صورت میں کامل جزا بھی لازم  
ہوگی۔

اگر ایک عضو سے کم پر خوشبو لگائی ہے تو جناہت ناقص ہونے کی  
وجہ سے صدقہ لازم ہوگا۔ ہاں اگر خوشبو کی مقدار زیادہ ہو تو اس پر  
”دم“ لازم ہوگا، حنفیہ نے جزا واجب ہونے کے لئے یہ شرط  
نہیں لگائی ہے کہ ایک خاص مدت تک خوشبو لگی رہے بلکہ محض  
خوشبو لگانے سے جزا واجب ہو جائے گی (۱)۔

کپڑے پر خوشبو لگانے میں حنفیہ کے نزدیک دو شرطوں کے ساتھ  
دم واجب ہوتا ہے:

پہلی شرط یہ ہے کہ خوشبو کی مقدار زیادہ ہو، زیادہ سے مراد یہ ہے

(۱) اس کا موازنہ مسلک المتعذر ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸ سے کریں،  
اور خوشبو کے باقی مسائل پچھلے صفحات میں دیکھ جائیں۔

(۲) مسلک المتعذر ۲۱۸۔

(۳) شرح الکفر للعینی ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱۔

(۱) الہدایہ مع فتح القدیر ۴/۲۲۳-۲۲۵، شرح الکفر للعینی ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱۔

## احرام ۱۵۶-۱۵۷

خود ایک ہی بال اکھاڑا ہوں سے زائد بال کسی بھی وجہ سے کاٹنے یا اکھاڑے ہوں تو فدیہ واجب ہوگا، پورے جسم کے بالوں کا ایک ہی حکم ہے۔

لام شافعی<sup>(۱)</sup> اور امام احمد<sup>(۲)</sup> کا مسلک یہ ہے کہ اگر تین بال یا اس سے زیادہ بال موٹے تو فدیہ واجب ہوتا ہے، جس طرح پورے سر کے بال بلکہ پورے جسم کے بال موٹے نہ سے فدیہ واجب ہوتا ہے۔ بشرطیکہ ایک ہی مجلس میں موٹے نہ گئے ہوں، ایک مجلس ہونے سے مراد زمانہ اور مکان دونوں کا اتفاق ہے، اگر ایک باغ یا دو باغ موٹے تو ایک مال میں ایک "م" گیسو ہر دو باغ میں دو گیسو لازم ہوگا، اس حکم میں سر کے بال "در جسم کے باغ" ہیں۔

۱۵۶- اگر حرم کا بال کسی مسانی عمل کے بغیر رخواں رہا تو تمام امر کا اتفاق ہے کہ اس میں فدیہ لازم نہیں ہوگا۔

۱۵۷- محل مسئلہ وہ ہے جبہ طلق احرام سے نکلنے کے سے نہ ہو، پس صورت زیر بحث میں حنفیہ کے نزدیک جس محرم کا سر موٹا گیا اس پر ہم واجب ہو گیا، اگرچہ وہ اس طلق کو پسند نہ کرنا ہو، دیگر ائمہ کے نزدیک حلق اور مخلوق کے حلق میں تفصیل ہے، اب اس مسئلہ کی تین صورتیں ہیں جو قسمت عقلی کا تقاضا ہے، جن کا حکم ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ حلق (سر موٹنے سے پہلے) اور مخلوق (جس کا سر موٹا گیا) دونوں محرم ہوں، اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک حلق پر صدقہ لازم ہوگا، خود اس نے مخلوق کے حکم سے سر موٹا ہو یا اس کے حکم کے بغیر موٹا ہو، پہنچاؤ موٹا ہو یا جبر، اگر وہ کسی وجہ سے موٹا ہو، پہنچاؤ یہ موٹا اس کا وقت آئے پر نہ ہو، اگر وقت آنے پر

(۱) المجموع ۵/۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱۷۰۶ ۱۷۰۷ ۱۷۰۸ ۱۷۰۹ ۱۷۱۰ ۱۷۱۱ ۱۷۱۲ ۱۷۱۳ ۱۷۱۴ ۱۷۱۵ ۱۷۱۶ ۱۷۱۷ ۱۷۱۸ ۱۷۱۹ ۱۷۲۰ ۱۷۲۱ ۱۷۲۲ ۱۷۲۳ ۱۷۲۴ ۱۷۲۵ ۱۷۲۶ ۱۷۲۷ ۱۷۲۸ ۱۷۲۹ ۱۷۳۰ ۱۷۳۱ ۱۷۳۲ ۱۷۳۳ ۱۷۳۴ ۱۷۳۵ ۱۷۳۶ ۱۷۳۷ ۱۷۳۸ ۱۷۳۹ ۱۷۴۰ ۱۷۴۱ ۱۷۴۲ ۱۷۴۳ ۱۷۴۴ ۱۷۴۵ ۱۷۴۶ ۱۷۴۷ ۱۷۴۸ ۱۷۴۹ ۱۷۵۰ ۱۷۵۱ ۱۷۵۲ ۱۷۵۳ ۱۷۵۴ ۱۷۵۵ ۱۷۵۶ ۱۷۵۷ ۱۷۵۸ ۱۷۵۹ ۱۷۶۰ ۱۷۶۱ ۱۷۶۲ ۱۷۶۳ ۱۷۶۴ ۱۷۶۵ ۱۷۶۶ ۱۷۶۷ ۱۷۶۸ ۱۷۶۹ ۱۷۷۰ ۱۷۷۱ ۱۷۷۲ ۱۷۷۳ ۱۷۷۴ ۱۷۷۵ ۱۷۷۶ ۱۷۷۷ ۱۷۷۸ ۱۷۷۹ ۱۷۸۰ ۱۷۸۱ ۱۷۸۲ ۱۷۸۳ ۱۷۸۴ ۱۷۸۵ ۱۷۸۶ ۱۷۸۷ ۱۷۸۸ ۱۷۸۹ ۱۷۹۰ ۱۷۹۱ ۱۷۹۲ ۱۷۹۳ ۱۷۹۴ ۱۷۹۵ ۱۷۹۶ ۱۷۹۷ ۱۷۹۸ ۱۷۹۹ ۱۸۰۰ ۱۸۰۱ ۱۸۰۲ ۱۸۰۳ ۱۸۰۴ ۱۸۰۵ ۱۸۰۶ ۱۸۰۷ ۱۸۰۸ ۱۸۰۹ ۱۸۱۰ ۱۸۱۱ ۱۸۱۲ ۱۸۱۳ ۱۸۱۴ ۱۸۱۵ ۱۸۱۶ ۱۸۱۷ ۱۸۱۸ ۱۸۱۹ ۱۸۲۰ ۱۸۲۱ ۱۸۲۲ ۱۸۲۳ ۱۸۲۴ ۱۸۲۵ ۱۸۲۶ ۱۸۲۷ ۱۸۲۸ ۱۸۲۹ ۱۸۳۰ ۱۸۳۱ ۱۸۳۲ ۱۸۳۳ ۱۸۳۴ ۱۸۳۵ ۱۸۳۶ ۱۸۳۷ ۱۸۳۸ ۱۸۳۹ ۱۸۴۰ ۱۸۴۱ ۱۸۴۲ ۱۸۴۳ ۱۸۴۴ ۱۸۴۵ ۱۸۴۶ ۱۸۴۷ ۱۸۴۸ ۱۸۴۹ ۱۸۵۰ ۱۸۵۱ ۱۸۵۲ ۱۸۵۳ ۱۸۵۴ ۱۸۵۵ ۱۸۵۶ ۱۸۵۷ ۱۸۵۸ ۱۸۵۹ ۱۸۶۰ ۱۸۶۱ ۱۸۶۲ ۱۸۶۳ ۱۸۶۴ ۱۸۶۵ ۱۸۶۶ ۱۸۶۷ ۱۸۶۸ ۱۸۶۹ ۱۸۷۰ ۱۸۷۱ ۱۸۷۲ ۱۸۷۳ ۱۸۷۴ ۱۸۷۵ ۱۸۷۶ ۱۸۷۷ ۱۸۷۸ ۱۸۷۹ ۱۸۸۰ ۱۸۸۱ ۱۸۸۲ ۱۸۸۳ ۱۸۸۴ ۱۸۸۵ ۱۸۸۶ ۱۸۸۷ ۱۸۸۸ ۱۸۸۹ ۱۸۹۰ ۱۸۹۱ ۱۸۹۲ ۱۸۹۳ ۱۸۹۴ ۱۸۹۵ ۱۸۹۶ ۱۸۹۷ ۱۸۹۸ ۱۸۹۹ ۱۹۰۰ ۱۹۰۱ ۱۹۰۲ ۱۹۰۳ ۱۹۰۴ ۱۹۰۵ ۱۹۰۶ ۱۹۰۷ ۱۹۰۸ ۱

موڈا ہے تو کچھ لازم نہ ہوگا۔

مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر مخلوق کی رضامندی کے بغیر موڈا ہے تو حاق پرند یہ ہوگا۔ اگر مخلوق کی رضامندی سے موڈا ہے تو مخلوق کے ذمہ نہ یہ ہوگا۔ اگر حاق کے ذمہ بھی نہ یہ ہوگا، ایک قول یہ ہے کہ حاق کے ذمہ ایک مٹھی بھر نلہ لازم ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ حاق محرم ہو اور مخلوق غیر محرم ہو، اس صورت میں محرم حاق کے ذمہ حقیقہ کے نزدیک صدق لازم ہوگا اور مالکیہ کے نزدیک حاق نہ یہ ادا کرے گا، اس کی تشریح میں مالکیہ کے دفتوں میں، ایک قول یہ ہے کہ ایک مٹھی بھر نلہ دے گا اور وہ قول یہ ہے کہ اس پرند یہ لازم ہے۔

شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک حاق پر کوئی نہ یہ نہیں اور چہ حاق نے مخلوق کی اجازت کے بغیر موڈا ہو اس لئے کہ مخلوق جو مالک احرام کے ہے اس کے بالوں کا احرام کے تیس کوئی نہ یہ نہیں۔

تیسری صورت یہ ہے کہ حاق غیر محرم ہو اور مخلوق محرم ہو، اس صورت میں حقیقہ کے نزدیک حاق پر صدق لازم ہوگا، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر محرم کی اجازت سے یا اس کے منع کرے کے باوجود موڈا تو محرم پرند یہ ہے۔ اگر اطلاق بغیر ان محرم ہو تو غیر محرم پرند یہ ہے۔<sup>(۱)</sup>

چہارم: ناخن تراشنا:

۱۵۸- حقیقہ<sup>(۲)</sup> کہتے ہیں کہ اگر محرم نے اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کے ناخن ایک مجلس میں تراش دیے تو ایک بھری

واہب ہوئی، ان طرح اگر ایک ہاتھ یا ایک پیروں کے ناخن کاٹے ہوں تو بھی ایک بھری واہب ہوتی ہے، اگر محرم نے ایک ہاتھ کے پانچ سے کم ناخن کاٹے یا پانچ متفرق ناخن کاٹے تو اس کے مدبر ناخن کے کاٹنے پر ایک صدق لازم ہوگا۔

مالکیہ<sup>(۱)</sup> کا مسلک یہ ہے کہ اگر "یت اور رنے کے سے اور ناخن کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے نہیں بلکہ بے مقصد یا تشرش کے لئے ایک ناخن تراشا تو بطور صدق ایک مٹھی مدبر جب ہوگا اور اگر "یت یا میل چیل اور رنے کے لئے ایسا یا ہے تو اس میں نہ یہ لازم ہے۔ اگر ناخن ٹوٹ جانے کی وجہ سے سے تراشا تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا بشرطیکہ اسے نوٹے ہوئے ناخن سے ذیت ہوتی ہو ورنہ ناخن اسی حد تک تراشا جتنا ٹوٹ یا تھا، اگر ایک ہی مجلس میں، و ناخن تراشے تو نہ یہ لازم ہوگا، اگر چہ اس کا مقصد ذیت کو، اور نہ یہ ہو، اگر یکے بعد دیگرہ ناخن کاٹنے تو اگر ایک کے بعد، اور اگر تراشا تو ایک نہ یہ ہوگا مدبر ناخن کاٹنے پر ایک مٹھی نلہ لازم ہوگا۔

شافعیہ<sup>(۲)</sup> اور حنابلہ<sup>(۳)</sup> کے نزدیک ایک مجلس میں تین یا تین سے زائد ناخن تراشنے میں نہ یہ واجب ہوتا ہے، اور ایک، و ناخن تراشنے میں موقوف واجب ہوتی ہے جو، بالوں کے کاٹنے میں واجب ہوتی ہے۔

پنجم: جوؤں کو مارنا:

۱۵۹- جوؤں کو مارنے کا مسئلہ بھی اسی بحث سے جڑ ہوا ہے، کیونکہ اس میں بھی لذیت والی چیز کا اضافہ ہے، اس لئے اس کی بحث بھی محرم

(۱) المسئلہ المتفقہ ۲۲۲، فتح القدیر ۲۲۳، شرح المرقاۃ ۲۰۱/۲

۲۲۳، نہیہ المحتاج ۵۵۲، حقیقہ السنن ۳۲۵

(۲) التہذیب ۲۳۱/۲-۲۳۸، شرح المرقاۃ ۱۰۲، المسئلہ المتفقہ

۲۲۳

(۱) حقیقہ الصوی ۲۸۷، المشرع الکبیر ۶۳، حقیقہ السنن ۲۳۳-۲۳۴

(۲) التہذیب المحتاج ۳۶۶-۳۶۸، حقیقہ المحتاج ۲۵۳-۲۵۴

(۳) التہذیب ۳۹۹-۴۰۰، المرقاۃ ۵۵۳، مطالب ولی فی ۲۵۴

نہیں ہیں، خفیہ اور مالکیہ کا مسلک ہے کہ صدق واجب ہے (۱)۔ یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ جوئیں اگر اسے بافضل اذیت دیں اور ان کی "ہیت سے رشتگاری انہیں مارے بغیر ممکن نہ ہو تو" "الصور ہوال" (ضرر کا ازالہ کیا جائے گا) اور "الضرورات تبیح المحظورات" (نہ ہر قسم مسموعات کو جائز کر دیتی ہیں) کے قواعد کے تحت جوئیں کو مارا جائز ہوگا۔

## دوسری بحث

شکار کو قتل کرنا درس کے متعلقات

۱۶۰۔ شکار کو قتل کرنے کی صورت میں تزام واجب ہونے پر علماء کا اجماع ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمَّداً فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَخْفَىٰ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَلْ يَأْخُذُ الْكُفَّةَ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلٌ ذَلِكُمْ صِيَامًا لَيَذوقَنَّ عَذَابًا شَدِيدًا" (۲) (اے ایمان والو! شکار کو موت مارو جب کہ تم حالت احرام میں ہو اور تم میں سے جو کوئی دانستہ سے مار دے گا تو اس کا ثمرہ اسی طرح کا ایک جانور ہے جس کو اس نے مار ڈالا ہے) (اور) اس کا فیصلہ تم میں سے، معتبر نہیں کریں گے خود وہ ثمرہ نہ چھپائیں میں سے ہو جو نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچائے جاتے

(۱) شرح المروسی، ۵۱۳، المجموع، ۳۳۳-۳۳۴، نہایۃ الحاج، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶

اختیار ہوگا:

۱۔ اگر مقتول شہار کی جو پرورد قیامت تھی ہو کہ اس سے بھیہ یا بکری ذریعہ کی جاسکتی ہو تو اسے شریعہ حرم میں نہ کرے، اس سے بھی زیادہ قیمت ہو تو ویسا سے زائد بھیہ یا بکری ب حرم میں ذبح کر سکتا ہے اگر قیمت میں اس کی گنجائش ہو بین یک سے زائد بھیہ یا بکری ذبح کرنا اس وقت ہے جب کہ مقتول شہار مالک بنعم ہو (یعنی ان جانوروں میں سے ہون کا گوشت کھانا جائز ہے) اگر وہ غیر مالک بنعم ہے (یعنی ایسا جانور جس کا گوشت کھانا جائز نہیں) تو اس کی قیمت خود ایک بھیہ یا بکری سے کتنی ہی زیادہ ہو اس کے بدلے میں ایک ہی بھیہ یا بکری ذبح کی جائے کی جتنی کہ ایک مانع مارا ملا تو بھی ایک سے زائد بھیہ یا بکری کا ذبح کرنا واجب نہ ہوگا۔

۲۔ ایسا بھی کر سکتا ہے کہ مقتول شہار کی قیمت کا مدثر یہ کر مساکین پر صدقہ کرے، یہ مسکین کو نصف صاع گیسوں یا یک صاع جو یا سمجھو، اسے جتنا ہر آدمی کی طرف سے صدقہ ۱۰ میں دیا جاتا ہے، کسی مسکین کو اس سے کم دینا جائز نہیں ہے، الا یہ کہ مسکینوں کو دیتے دیتے اس سے کم نکال رہا ہو تو وہ بھی ہونی مقدرم ہونے کے باوجود کسی ۱۰ سے مسکین کو چار صدقہ دے سکتا ہے۔

یہ پابندی نہیں ہے کہ مقتول شہار کی قیمت سے شریعہ ہر مد حرمی کے مساکین کو دیا جائے۔

۳۔ تیسرا اختیار یہ ہے کہ مقتول شہار کی قیمت سے جتنا مدثر یہ جاسکتا ہو اس کا حساب کر کے یہ مسکین کے مد کے بدلے میں یک روزہ رکھے، اس کے بعد حساب کرے نصف صاع سے کم مد نچ رہا ہے تو اس کے بدلے میں بھی ایک دن روزہ رکھے (۱)۔

(۱) اہدایہ ۲۵۹/۲، ۲۶۳/۲، شرح المنیر طبعی ۱۰۳-۱۰۵، الدر المنثور ۱۰۳-۱۰۵

میں، خواہ مسکینوں کو کھانا کھا دیا جائے یا اس کے مساوی روزے روزے سے جائیں تاکہ وہ اپنے کی ثامت کا مزد چکھے، جو کچھ ہو چکا اللہ نے سے معاف روپیہ بین جو کوئی پھر یہ حرکت کرے گا اللہ اس سے انتقام لے گا واللہ ربہ است ہے، تمام پر تار ہے)۔

ول: شکار کو قتل کرنا:

۱۶۱- ہر گزری ہوئی قیمت پر یہ فی صرحت کے مطابق ۱۰ انتہ شکار کو قتل کرنے کی صورت میں ۱۰ واجب ہونے پر اتفاق ہے۔

۱۶۲- اس بارے میں ماہ انتہ کا حکم بھی انتہ کی طرح ہے، چاروں فتنہ مند سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شکار کو انتہ قتل کرے میں بھی جزاء لازم ہے، اس لئے کہ یہاں پر انکفائے ہوئے شکار کے ضمان کے طور پر مشروط ہونی ہے، اور شکار کا انتہ ۱۰ صرف صورت میں ہو، اور اس بارے میں حکم یہ ہے کہ شکار جاں بحق نہ کر یا جائے پر غلطی سے یا نادانی سے یا سہو ذسیان سے (۱)۔

۱۶۳- آیت کی صراحت کے مطابق یہ جزاء قتل کے ہوئے جانور کے مماثل ہوگی، سے تین چیزوں کے درمیان اختیار ہوتا، بین ان تین چیزوں میں سے ۱۰ کی تشریحات میں اختلاف ہے:

۱۔ ضیہ کا مسلک یہ ہے کہ ۱۰ مال آدمیوں سے قتل کے ہوئے شکار کی قیمت کا قیمن کر دیا جائے، خواہ پانچ جانوروں میں مقتول شکار کا کوئی مماثل جانور ہو یا نہ ہو، شکار جس جگہ قتل یا گیا ہے اس مقام کی قیمت کا اعتبار ہوگا، پھر ترم کرے ۱۰ لے کو تین باتوں کے درمیان ۱

(۱) مسلک المنظر ۲۰۰، ہدایہ ۲۵۹-۲۵۸، شرح المرقاۃ ۱۲/۲، ۱۳/۲، شرح الکبیر ۲/۲، المجموع ۲/۲۳۹-۵۰۰، نہایۃ الحاج ۲/۲۶۰، بعض ۵۰۵-۵۰۶-۵۰۱، المتع ۲/۲۲۳، سر سونے کو سائن تراشے کے بارے میں جو قلیل و پر کثرت کی ہے اس کا مطالعہ کیا جائے، وہ قلیل یہاں بھی مستحق ہونی ہے۔



مقتول شکاری جزاء کے مسئلہ میں مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کے یہاں یہ تفصیل ہے کہ شکار دو قسمیں ہیں:

(۱) مثلی: وہ شکار جس کا کوئی مماثل پالتو جانور نہیں ہو، یعنی ہوت، گائے، بکری میں پایا جاتا ہو۔ (۲) غیر مثلی: جسمانی ثبات کے اعتبار سے اس کا کوئی مشابہہ پالتو جانور میں نہیں پایا جاتا ہو۔ مثلی جانوروں کی چیز، خیر، نقد مل پر بھی ہے یعنی شکار کرنے والے کو ہاتھ تھپ دینے میں سے تمیز ہیں، اختیار ہوگا:

ہں۔ مقتول شکار کا مشابہہ پالتو جانور حرم میں ذبح کرے، اور سے حرم کے مساکین پر صدقہ کرے۔

دوم۔ مقتول شکار کے مشابہہ جانور کی قیمت، رانم میں نکالے، پھر اس کے ذریعہ مدثر یہ کر حرم کے مساکین پر صدقہ کرے، مساکین پر رانم تقسیم کرنا جائز نہیں ہے، امام مالک فرماتے ہیں کہ جو مقتول شکار کی قیمت نکال کر اس سے مدثر یہ کرے، جس جگہ شکار پایا ہے، اس کے مساکین پر صدقہ کرے، جس جگہ شکار پایا ہے، اگر وہاں مساکین نہ ہوں تو اس سے قریب ترین جگہ کے مساکین پر صدقہ کرے۔

سوم۔ اگر چاہے تو ہر مدخلہ کے بدلے ایک من رورہ رکھے، ایک مد سے کم میں بھی ایک من کا رورہ لازم ہوگا۔

رورہ سے چاہے حرم میں رکھے یا حرم کے باہر، اسے رکھے، جگہ کی کوئی پابندی نہیں ہے، اگر مقتول شکار غیر مثلی ہے تو اس میں اس کی قیمت لازم ہوگی، اس کے بعد وہ باتوں کے درمیان اختیار ہوگا:

ہں۔ اس قیمت سے مدثر یہ کر حرم کے مساکین پر صدقہ کرے، امام مالک کے نزدیک شکار کی جگہ کے مساکین پر صدقہ کرے۔

دوم۔ ہر مدخلہ کے عوض ایک من رورہ رکھے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔

مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ مثلی شکار کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس میں صورت اور بناوٹ کے تشابہ کا اعتبار ہے، ان شکاروں کے مماثل کے بارے میں سلف سے درست منقول ہے، اس میں سلف کی پیروی کی جائے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "يُحْكَمْ بِهِ دُخُولُ غَلَبِ مُنْكَم" (اس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل آدمی کریں گے)، اور جن شکاروں کے مماثل کے بارے میں سلف سے کچھ منقول نہیں ہے ان کے مماثل کے بارے میں آیت و لا پر عمل کرتے ہوئے، محمودار عادل افراد فیصلہ کریں گے۔

اس میں چوپایوں اور پرندوں کا حکم ایک دوسرے سے مختلف ہے۔

چوپایوں میں شتر مرغ میں سب لازم ہے، نیل گائے، درختی گدھا میں گائے یا نیل لازم ہے، اس میں مادہ بھی لازم ہے، شروش میں "عناق" (۱)، درختی چوہے میں "بہرہ" (۲) لازم ہے۔ امام مالک کے نزدیک شروش، درختی چوہا، رورہ میں قیمت لازم ہوگی۔

پرندوں کے بارے میں تفصیل یہ ہے:

حمام (بہرہ وغیرہ) کی تمام نواں میں بھری ہو بھی، جب ہے، حمام سے چوپاندہ دوم ہے جو کھوب گھیب پانی پیتا ہے، اس میں وہ پالتو بہترین آتی ہیں جو گھروں سے مانوس ہوتی ہیں، بھڑی، بھٹ بھڑ بھی اس میں شامل ہیں، اہل عرب پر طوق، رورہ، لے پرندے کو سام کہتے ہیں۔

اگر کوئی پرندہ اپنے جسم کے اعتبار سے بہتر سے چھوٹا ہو تو اس میں

(۱) "عناق" وہ مادہ بھڑ ہے جو ایک سال سے کم عمر کی ہوں اس کا اظہار پیدائش کے بعد سے لے کر ایک سال سے کم عمر تک کے لئے ہوتا ہے، لیکن یہاں وہ مادہ بھڑ مراد ہے جو "بہرہ" سے بڑی ہو۔

(۲) "بہرہ" وہ مادہ بھڑ ہے جو چار ماہ کی ہو گئی ہو۔

## احرام ۱۶۳-۱۶۵

دوم: شکار کو نقصان پہنچانا:

۱۶۵- اگر شکار کو قتل نہیں کیا بلکہ اسے نقصان پہنچایا تو حنفیہ،  
شافعیہ<sup>(۱)</sup> اور حنبلیہ<sup>(۲)</sup> کے نزدیک جس طرح نقصان پہنچایا ہے اسی  
کے لحاظ سے تہیہ لازم ہوگی۔ اگر حرم نے شکار کو زخمی کیا یا اس کے پر  
اکھاڑے تو اس عمل کے نتیجے میں اس کی قیمت میں جو کمی ہوگی اس کے  
بعد رضامین ہوگا۔ جس طرح کل کی قیمت لازم ہوتی ہے اسی طرح  
تہیہ کی قیمت بھی لازم ہوتی ہے۔ اگر شکار پر قیاس کرتے ہوئے یہ جزا  
اس وقت لازم ہوتی ہے جب زخمی یا ہوا شکار پر کھڑا ہو یا شکار رخصت  
یا ب ہو۔ رخصت یا ب ہونے کے بعد بھی حرم کی رضامندی (جنایت) کا  
اثر اس کے جسم پر رہا۔ اگر رخصت یا ب کے بعد شکار کے جسم پر کوئی اثر نہ  
رہا تو حنفیہ کے نزدیک جب کے زائل ہونے کی وجہ سے حرم ضامن  
نہیں ہوگا۔

شافعیہ اور حنبلیہ کے نزدیک شکار کو زخمی کرنے کی صورت میں اگر  
شکار مٹلی ہے تو یہ دیکھا جائے گا کہ اس کے مماثل جانور میں اگر یہ عیب  
پیدا ہوتا تو اس کی قیمت میں کتنی کمی آتی، اسی کمی کے بعد حرم کے دسمہ  
واجب ہوگا۔ اگر زخمی جانور غیر مٹلی ہے تو خود اس کی قیمت میں کمی  
کے بعد رضامین ہوگا۔ اگر شکار میں حرم نے کوئی مستقل عیب  
پیدا کیا تو اس بارے میں شافعیہ اور حنبلیہ کے یہاں یہ اقوال ہیں،  
اس قول یہ ہے کہ پوری تہیہ لازم ہوں۔

اگر حرم نے شکار کو اس طرح زخمی کیا کہ وہ پکڑنے والے سے پا  
بچاؤ کرنے کے لائق نہیں رہ گیا تو حنفیہ اور حنبلیہ کے نزدیک پوری  
تہیہ لازم ہوگی، شافعیہ کا بھی ایک قول یہی ہے، یہ کہ اس طرح اس

قیمت لازم ہے، کیونکہ اسے بڑا پرندہ ہو، شکاری ہو، مرغابی ہو، اس قول یہ  
ہے کہ اس میں بھی قیمت لازم ہوگی، کیونکہ ان کا کوئی مشابہہ پالتو جانور  
نہیں ہے۔

امام مالک کا مسلک ہے کہ مکہ مکرمہ اور حرم کی کیوتروں اور  
فائنڈوں میں کبری و سب ہے اور مکہ و حرم کے ماہی و مقامات کی  
کیوتروں اور فائنڈوں میں قیمت واجب ہے یہی تفصیل تمام  
پرندوں میں ہوگی<sup>(۱)</sup>۔

۱۶۴- شافعیہ اور حنبلیہ کے نزدیک مقتول شکار جس طرح کا ہوگا،  
بڑا چھوٹا، بڑا، دبلا، یا اس کا مماثل جانور بھی انہیں صفات کا لازم  
ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لَجُزَاءٍ مِّثْلُ مَا قُتِلَ" (تو اس کا  
جواز نہ اسی طرح کا ایک جانور ہے جس کو اس نے مار ڈالا ہے) اور  
مماثلت اسی وقت ہوگی جب ان صفات میں بھی مماثلت ہو، امام  
مالک کا مسلک یہ ہے کہ مقتول شکار اگر چھوٹا ہو تو بھی اس کا مماثل  
جانور بڑا ہی لازم ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "هَذَا بِأَنَّ  
الْكُفَّةَ"<sup>(۲)</sup> (ایسی ہدی جو کعبہ پہنچے) اور چھوٹا جانور ہدی نہیں ہوتا،  
ہدی کے لئے اسی عمر کا جانور ضروری ہے جس عمر کا جانور قربانی میں  
ضروری ہے<sup>(۳)</sup>۔

(۱) المجموع ۷/۳۰۸-۳۰۹ شرح المنہاج ۴/۳۰۸-۳۱۰، نہایہ المحتاج  
۲/۳۶۳-۳۶۵، شرح الکبیر ۴/۸۰-۸۲، شرح الفروع فی ۲/۳۲۰-  
۳۲۲، شرح المرسلہ مع مہذّب الصدق ۱/۳۲۷-۳۳۰، الکافی ۱/۵۶۸-۵۶۹،  
مطالعہ اولیٰ ۴/۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱، فتح القدیر ۴/۵۶۸۔

(۲) سورۃ بقرہ ۵۵۔

(۳) شرح المرسلہ ۱/۵۵۵، شرح الکبیر ۴/۸۲، الفروع فی ۲/۳۲۲-۳۲۳،  
المجموع ۷/۳۳۰، نہایہ المحتاج ۴/۳۳۳، الفروع فی ۱/۵۶۹،  
مطالعہ اولیٰ ۴/۳۷۲۔

(۱) نہایہ ۴/۳۶۳، المسک المصنوع ۲/۳۳۲-۳۳۳۔

(۲) المجموع ۷/۳۰۵-۳۰۳-۳۰۴، نہایہ المحتاج ۴/۳۶۵-۳۶۶، الفروع فی ۲/۳۲۲-۳۲۳،  
۱/۵۶۷، شرح الکبیر ۴/۱۰۵۔

(۳) الکافی ۱/۵۷۰، ۵۷۲، مطالعہ اولیٰ ۴/۳۷۲۔

نے شکار کا امن ختم کر دیا، شافعیہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ قیمت میں جو کمی پیدا ہوئی ہے صرف اس کا ضمان لازم ہوگا۔

مالکیہ (۱) کے نزدیک اگر محرم نے شکار کو اس طرح زخم لگایا یا نقصان پہنچایا ہے کہ اس کے بچ جانے کا طے غائب ہے تو اس پر ضمان لازم نہیں ہے قیمت میں جو کمی آئی ہے، اس کا دوسرا ضمان نہیں ہوگا۔

سوم: شکار کا دودھ دوہنا یا اس کا انڈا اتورنا یا اس کا بال کاٹنا: ۱۶۶- حنفیہ (۲) شافعیہ (۳) اور حنبلیہ (۴) کے نزدیک ان صورتوں میں دودھ، انڈا اور بال کی قیمت لازم ہوگی، اسی کے ساتھ ساتھ اس عمل کے نتیجے میں شکار کی قیمت میں جو کمی آئی ہوگی اس کا ضمان بھی محرم کے ذمہ لازم ہوگا۔

مالکیہ (۵) نے صراحت کی ہے کہ جس مادہ شکار کا انڈا اتورنا ہے اس کی دہیت (خون بھرا) کا دسواں حصہ محرم کے ذمہ لازم ہوگا، یہ اس وقت ہے جب کہ اس انڈے سے زندہ بچہ نکل کر نہ مر اہو، اگر توڑنے پر اس انڈے سے زندہ بچہ نکلا، اس کی آواز نکلی اور مر گیا تو سارے انڈے کے نزدیک پوری دہیت لازم ہوگی۔

چہارم: شکار کے قتل کا سبب بننا:

۱۶۷- شکار کے قتل کا سبب بننے میں تیرہ، لازم ہوگی، اس کی روایت ذیل شکلیں ہیں:

شکار کو، رکائے، بھگائے، اس طرح اس کی موت کا سبب بننا۔

(۱) شرح الفردوسی ج ۴، ۳۱۵، الشرح الکبیر مع حاشیہ ج ۱/۲، ۷۷۔

(۲) المسئلۃ المختصرہ ج ۲، ۲۳۳۔

(۳) نہایۃ المحتاج ج ۲، ۳۶۰۔

(۴) مطالب ولی ائسی ج ۲، ۳۳۸۔

(۵) الشرح الکبیر ج ۲، ۳۳۱۔

۲- جال نصب کیا جس میں پھنس کر شکار مر گیا یا شکار پر تاجھوز۔  
۳- شکار کو قتل کرنے میں شریک ہوا، مثلاً اسے پکڑنا کہ دوسرے قتل یا تاجھوز کرے۔

۴- شکار کے بارے میں رہنمائی کی، اس کی طرف اشارہ دینا یا ساتھ سے شرکت کے بغیر شکاری کی عانت کی، مثلاً شکار کا سامان یا ہتھیار دیا، اس صورت میں حنفیہ (۱) و حنبلیہ (۲) کے نزدیک محرم ضامن ہوگا، مالکیہ (۳) و شافعیہ (۴) کے نزدیک ضامن نہ ہوگا۔

پنجم: شکار پر قبضہ کے ذریعہ تعدی کرنا:

۱۶۸- اگر محرم کے قبضہ میں رہتے ہوئے شکار مر گیا تو اس پر تیرہ، لازم ہوگی، کیونکہ اس کو اپنے قبضہ میں رکھ کر اس نے زیادتی کی ہے، لہذا امرنے کی صورت میں ضامن ہوگا، خواہ وہ شکار اس کے پاس دوسرے کی امانت رہا ہو (۵)۔

ششم: بحریم کا شکار میں سے کھانا:

۱۶۹- اگر محرم نے دوسرے محرم کے ذبح کیے ہوئے یا شکار کیے ہوئے شکار میں سے کھایا یا حرم کے شکار میں سے کھایا تو اس پر کھانے کی ۱۰۰ سے ضمان لازم نہ ہوگا، مگر اس نے خود شکار کو قتل کیا تو ۱۰۰ کا

(۱) المسئلۃ المختصرہ ج ۲، ۲۳۶-۲۳۸، اس میں دلائل و احادیث کی بنا پر حرم واجب ہونے کے شرائط کی تفصیل ہے، خلاصہ یہ شرط کہ اس کے نتیجے میں شکار قتل ہوا ہو، جس کی رہنمائی کی تھی وہ شکار کو اس سے پہلے سے نہ جاتا ہو اور نہ پیسے دیکھائی اور اس کی تصدیق کرے۔

(۲) مطالب ولی ائسی ج ۲، ۳۳۳-۳۳۶۔

(۳) الشرح الکبیر ج ۲، ۷۷۔

(۴) نہایۃ المحتاج ج ۲، ۳۶۱-۳۶۲۔

(۵) المسئلۃ المختصرہ ج ۲، ۲۳۶-۲۳۸، الشرح الکبیر مع حاشیہ ج ۲، ۷۷، نہایۃ المحتاج ج ۲، ۳۶۱-۳۶۲ مطالب ولی ائسی ج ۲، ۳۳۱۔

## تیسری بحث

### جماع اور محرکات جماع

۱۷۰- علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حالت احرام میں جماع کا عمل ایک جنایت (حرم) ہے جس میں جزا واجب ہے، جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ جزا واجب ہونے میں دشتہ جماع کرنے کا اہمیت کی بنا پر یا بھول کر جماع کرنے والے اور جبر و کراہی کی وجہ سے جماع کرنے والے کا حکم یکساں ہے خفیہ (۱) یا لدیہ (۲)۔ در مقابلہ (۳) کا یہی مسلک ہے، اس کی ملت بیان کرتے ہوئے ابن قدس لکھتے ہیں: ”اس لئے کہ یہ ایسی بات ہے جس سے حج کی قضا واجب ہے۔ لہذا حج فوت ہونے کی طرح اس میں بھی عہد اور سہو نہ ہوگا۔“

لیکن مقابلہ نے فہم یہ لازم ہونے سے اس عورت کو مستثنیٰ کیا ہے جس سے جبر اپنی کئی ہو، مقابلہ کہتے ہیں کہ اس عورت پر فہم یہ لازم نہیں بلکہ صرف قضا واجب ہے۔

ثانیہ (۴) کا مسلک یہ ہے کہ بھول کر، حالت جنون میں، حالت بے ہوشی میں، نیند کی حالت میں اور جبر و کراہی کی وجہ سے جماع کرنے والے کا احرام جماع کی وجہ سے فاسد نہیں ہوتا، اسی طرح نو مسلم ہونے کی وجہ سے یا ملہ سے دور بیات وغیرہ میں نشوونما پانے کی وجہ سے احکام و مسائل سے واقف نہیں ہے اور اہمیت کی وجہ سے حالت احرام میں جماع کر بیٹھ تو اس کا احرام فاسد نہ ہوگا۔

یہ تھا۔ اس میں سے کھایا تو شکار کو قتل یا دینے کرنے پر قضا ہوئی، اس میں کھانے پر جز نہیں ہوئی، یہ مسلک جمہور علماء کا ہے جن میں امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام ابو یوسف، اور امام محمد ہیں (۱)۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ (۲) کے نزدیک اس صورت میں کھانے کا ضمان لازم نہیں ہوتا جب کہ حرم نے دوسرے کے کیے ہوئے شکار میں سے کھایا، وغیرہ حرم نے اس شکار میں سے کھلایا جسے اس نے حرم کے ملوک میں شکار کیا ہے، لیکن اگر حرم اپنے کیے ہوئے شکار یا اپنے ذبح کیے ہوئے شکار میں سے کھاتا ہے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک کھانے پر ضمان لازم ہوگا، خواہ وہ شکار کرنے یا ذبح کرنے کا ضمان نہ ہو یا بھی نہ ہو۔

جمہور کا استدلال یہ ہے کہ اس شکار کا ضمان نہ اس کی قتل میں ہو چکا ہے، لہذا دوبارہ اس کا ضمان لازم نہ ہوگا، جیسے کہ اگر اسے بغیر کھائے ضائع کر دے تو دوبارہ ضمان عائد نہیں ہوتا، نیز اس لئے کہ اس کی حرمت اس کے مردار ہونے کی وجہ سے ہے اور مردار کا ضمان لازم نہیں ہوتا۔

امام ابو حنیفہ کا استدلال یہ ہے کہ ”اس کی حرمت اس اعتبار سے ہے کہ وہ اس کے احرام کے ممنوع عمل کا نتیجہ ہے کیونکہ اس کے احرام ہی نے شکار کو شکار کا محل ہوئے سے اور ذبح کو ذبح کی اہلیت سے خارج کیا ہے، اس طرح ان واسطوں سے اس کے کھانے کی حرمت اس کے احرام کی طرف منسوب ہے۔“

(۱) الشرح الکبیر اور اس کا حاشیہ ۸/۲۸۷، المجموع ۷/۳۰۸-۳۰۹، المغنی ۳/۳۳۳۔

(۲) الہدایہ فی الفقہ ۲/۲۷۳، المسئلہ المختصر ۲/۲۵۳، امام ابو حنیفہ کا ایک قول یہ ہے کہ اگر جن جن ادا کرنے سے پہلے کھلایا بھٹو شکار کی جزا میں اس کا تذکرہ ہو جائے گا، بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس صورت کے بارے میں امام ابو حنیفہ سے کوئی روایت متفقہ نہیں ہے بلکہ اس میں دونوں احکامات ہیں۔

(۱) المسئلہ المختصر ۱/۱۶۱۔

(۲) الشرح الکبیر مع حاشیہ ۷/۶۸۔

(۳) الاکالی ۲/۵۶۱، مطالب ولی فی ۲/۳۸۵، ۵۰۵، ۵۱۵، ۵۲۵، ۵۳۵، ۵۴۵۔

(۴) جیسا کہ نمایہ لکھا ہے اس کے حاشیہ شریعتی میں ہے ۲/۵۶۱، ۲۔

ول: حج کے احرام میں جماع:

حج کے احرام کے دوران جماع تین حالتوں میں جہالت ہوتا ہے:

۱- اول۔ قنوف عرفہ سے پہلے جماع: عرفات میں قنوف کرنے سے قبل حرم کا جہت رسا تمام حواء کے نزدیک حج کو نافذ کرتا ہے۔ اس کے بعد اس پر تین چیزیں واجب ہوتی ہیں:

۱۔ اس فاسد حج کے مال کو شریک بجالانا۔ یہ مکہ اللہ تعالیٰ کا رشاہ ہے: "وَاتَّقُوا اللَّهَ وَالْعَصْرَةَ لِلَّهِ" (اللہ کے لئے حج اور عمرہ کو مکمل کرو)۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ "آیت میں حج اور فاسد کے درمیان فرق نہیں کیا گیا ہے" (۱)۔

۲۔ اس حج فاسد کی تشکر کرتے ہوئے آئندہ یا حج کرنا، خواہ یہ حج فاسد فحشی رہا ہو، مام ابو حنیفہ، مام ثنائی، مام احمد بن حنبل کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ میوں، بیوی حج تشاکا احرام باندھنے کے وقت ہی سے ایک دوسرے سے علاحدہ ہو جائیں، مالکیہ کے نزدیک یہ عدا حد کی واجب ہے۔

۳۔ حج تشاکا میں مدی و ع کرنا، حنیفہ کے نزدیک یہاں مدی سے مراد بھیج دیکری ہے، باقی تینوں ائمہ کے نزدیک بھی یا بکری یا کرنا کا بی بی ہوگا بلکہ مدی و ع کرنا واجب ہے۔

حنیفہ کا استدلال اس حدیث سے ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے اس حال میں جماع کیا کہ وہ نوب حرام میں تھی، ان دونوں نے اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "أَقْبَبَا سَكَنَ وَاهْلِيَا هَلِيَا" (اپنے گھر کو جمع کر لیں، اپنی بیوی کو گھر میں رکھیں)۔ (۲) (اس میں مزید تفصیلات ہیں) شرح الکفر اللغوی ۱۰۲/۱ شرح حررنا فی مختصر فیصل ۵۰۶/۲ شرح الکبیر ۶۸/۲، انہی ۳۳۳ مطالبوں میں ۲۳۷-۲۳۸۔

اپنے حج کی تشاکر کرنا، ایک ایک ہدی، ع کرنا (یہود و نصاریٰ میں اس کی روایت کی ہے، یہی نے بھی اس کی روایت کی ہے، اس حدیث کے علاوہ حنیفہ نے صحابہ کے ساتھ سے استدلال کیا ہے جن میں بھی یا بکری واجب ہونے کا ذکر ہے۔ (۱)

جمہور کا استدلال رطل کے قول اس بات سے ہے کہ: "اس کے بارے میں صحابہ کی ایک جماعت کا فتویٰ ہے کہ اس کا کوئی مخالف معلوم نہیں ہوتا" (۲)۔

۱-۲۔ م۔ قنوف عرفہ کے بعد فصل میں سے قبل جماع: قنوف عرفہ کے بعد فصل اول سے پہلے جماع کرنے سے بھی مانع نہیں اور حاکم کے نزدیک حج فاسد ہو جاتا ہے، اور ایک ماب و ع کرنا واجب ہوتا ہے جس طرح قنوف عرفہ سے پہلے جماع کرنے میں ہوتا ہے (۳)۔

حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ اس سے حج فاسد نہیں ہوتا اور ایک ماب و ع کرنا واجب ہوتا ہے (۴)۔

مالکیہ، ثنائیہ اور حاکم کا استدلال حضرت ابن عمرؓ کے اس اثر سے ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عمرؓ سے دریافت کیا: میں نے اپنی بیوی سے ایسی حالت میں جماع کیا جب وہ نوب حرام کی

(۱) ملاحظہ ہو: اہدایہ و فتح القدیر ۲/۲۳۰، ۲۳۱، شرح المکرم اللہ العزلی ۱۰۲/۱، ملاحظہ ہو: حدیث مرسل ہے اور حنیفہ مرسل کو حجت مانتے ہیں، کچھ شوبہ سے اس کی قیوت بھی ہوتی ہے۔

(۲) غلیظہ الکناج ۲/۵۷۷، نیز ملاحظہ ہو: انہی ۳۳۳/۲، المجموع ۷/۳۸، انہی شرح الموطا ۳۳۳، الشرح الکبیر ۶۸/۲، مانگی شامین ۷/۵۷۷، واجب ہونے کی بات مطلق صورت میں نکلی ہے صرف صاحب المکمل نے یہ تفسیر کی ہے کہ یہ بکری، (۱) ہوگا۔

(۳) ماب و ع مرسل ۱/۲۸۵-۲۸۶، الشرح الکبیر ۶۸/۲، نہایت الکناج ۵۰۶/۲، انہی ۳۳۳۔

(۴) اہدایہ شرح ۲۳۰-۲۳۱، المسالک المختصر ۲۶۶۔

## احرام ۱۷۴

رات میں قنوف عرفہ نہ ریافتی تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "لفقد  
نہ حجه و فصى نغنه" (اں کا حج پورا ہو گیا اور مکہ کی چکیں دوڑ رہی ہیں)  
اں حدیث کی روایت بھی امام احمد اور اصحاب سنن نے کی ہے ترمذی  
نے اس حدیث صحیح قرار دیا ہے حاکم نے کہا ہے: "یہ حدیث تمام  
احمد حدیث کی شرطوں کے مطابق صحیح ہے"۔<sup>(۱)</sup>

ان باتوں کا حدیث سے استدلال کا طریقہ یہ ہے کہ اب حدیث  
سے حج کا مکمل ہونا یقینی معنی (جس کی طرف وہ من فوراً طور پر منتقل  
ہوتا ہے) میں دمر نہیں ہے، یہ تک اہل ثواب روایت ہوتی ہے جو  
تمام حضرات کے روایات کا ایک رکن ہے، لہذا ان حدیث کا یہ  
مضمون متعین ہو گیا کہ حجاج مکمل ہو گیا، اور حجاج کا مکمل ہونا اس  
طور پر ہوتا ہے کہ اں کے بعد حج کے فاسد ہونے سے حفاظت ہو جاتی  
ہے، اں لئے ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قنوف عرفہ کرنے کے بعد  
حرم جو کام بھی کرے اں کا حج فاسد نہیں ہوگا<sup>(۲)</sup>۔

"بدنہ" واجب ہونے کی دلیل حضرت ابن عباسؓ کا یہ اثر ہے:  
"سئل عن رجل وقع بعهده وهو بمسجد قبل أن يغتسل،  
فأنه في ينحو بدنه" (حضرت ابن عباسؓ سے یہ شخص کے  
بارے میں دریافت کیا گیا جس نے منی سے کوچ کرنے سے پہلے منی  
میں اپنی بیوی سے جماع کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے اسے "بدنہ"  
کہنے کا حکم دیا) اس اثر کی روایت امام مالک اور ابن ابی شیبہ  
نے لی ہے<sup>(۳)</sup>۔

(۱) مسند احمد بن حنبل ۲/۲۶۱-۲۶۲، ابوداؤد حوالہ بالا، ترمذی، مذکورہ باب  
۲۳۸-۲۳۹، لفظ ترمذی کے چار نسخاتی (باب فیمن لم یحرم) و مشک  
صلاۃ الصبح مع الإمام بالمعتمد ۵/۲۴-۲۶، ابن ماجہ  
۱۰۰۳، مستدرک حاکم ۳/۳۴۳ بھی نے اس حدیث کی صحت سے تعلق  
کیا ہے۔

(۲) تبیین الحقائق للعلی (شرح کثر) ۵/۵۸، فتح القدیر ۲/۲۳۰-۲۳۱۔

(۳) مؤطا امام مالک (مندی من أصاب أهله قبل أن يغتسل) ۱/۳۳،

حالت میں تھے؟ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: "أفسلت حجک،  
انطلق أنت وأهلك مع الناس، فاقصوا ما يقصون، وحل  
إذا حنوا، فإذا كان في العام المقبل فاحجج أنت  
وأمراتک، وأهلیا هدیاً، فإن لم تجدوا فصوموا ثلاثة أيام  
في الحج وسبعة إذا رجعت" (۱) (تم نے اپنا حج فاسد کر دیا، تم  
وہ لوگوں کے ساتھ جاؤ، جو مکہ کی طرف ہیں تم بھی کر، سب لوگ  
حرم تم کریں تم بھی تم کر، اگلے سال تم اور تمہاری بیوی، منوں حج  
کر، ایک ہدیہ کر، ترمذی نے پاؤ تو تین روزے حج کے دنوں  
میں اور سات روزے حج سے واپسی کے بعد رکھو)۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ یہ اثر اور دوسرے صحابہ کے آثار حرم کے  
جہاں کے بارے میں مطلق ہیں، اں میں قنوف سے پہلے کے جماع  
اور بعد کے جماع میں کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے لہذا دونوں صورتوں کا  
حکم حج کے فاسد ہونے اور بدنہ (ب) واجب ہونے میں یکساں  
ہوگا۔

حنبل کا استدلال رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد سے ہے:  
"الحج عرفہ" (حج، حقیقت قنوف عرفہ کا نام ہے) اس حدیث کی  
روایت امام احمد، اصحاب سنن، حاکم نے کی ہے<sup>(۲)</sup>، عرفہ بن  
مسزہ طائی کی حدیث میں رسول اکرم ﷺ کے رن، میل ارشاد  
سے بھی معنی سے استدلال کیا ہے، انہوں نے اس سے پہلے ان یا

(۱) اپنی ۳۳۵، نصب الرایہ، ملاحظہ کیجئے، اں میں یہ روایت نیاہ مفضل  
ہے ۲۷۳، ص ۳۱۰، ص ۳۰۹، ابوداؤد (باب من لم یحرم)  
ہے اس کی اسناد صحیح ہے۔

(۲) مسند احمد بن حنبل ۳/۳۰۹-۳۱۰، ابوداؤد (باب من لم یحرم)  
عرفہ ۱۹۶، ترمذی (باب من أحوک الإمام ..) ۲۳۸-۲۳۹،  
لفظ ترمذی کے لئے مجھے چار نسخاتی ۲۵۶/۵، ابن ماجہ ۱۰۰۳، مستدرک  
حاکم ۳/۳۴۳ بھی نے اسے صحیح کہا ہے۔

## احرام ۱۷۳-۱۷۵

ہو، اور احرام کے ساتھ طواف حج یا عمرہ ہی کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔“  
حنفیہ اور شافعیہ نے اس کو واجب نہیں قرار دیا ہے (۱)۔

دوم: عمرہ کے احرام میں جماع:

۱۷۴- حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر عمرہ کا رکن ادا کرنے سے پہلے جماع کر لیا تو عمرہ فاسد ہو جائے گا، عمرہ کا رکن طواف کے چار چکر ہیں، اگر طواف کے چار چکروں کے بعد جماع کیا تو عمرہ فاسد نہیں ہوگا، اس لئے کہ رکن کے ادا ہو جانے سے عمرہ فاسد ہونے سے مامون ہو گیا۔

مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر عمرہ کی سعی مکمل ہونے سے پہلے جماع پایا یا ہے تو وہ سعی کا ایک ہی چکر باقی ہو تو عمرہ فاسد ہو گیا، اور اگر سعی مکمل ہونے کے بعد طواف سے پہلے جماع پایا گیا ہے تو عمرہ فاسد نہیں ہوگا، اس لئے کہ سعی کر لینے سے عمرہ کے ارکان مکمل ہو جاتے ہیں، اور طواف مالکیہ کے نزدیک شرط و ظہال میں سے ہے۔

شافعیہ اور حنبلیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر عمرہ سے حائل ہونے سے پہلے مقصد پیدا ہو یا تو عمرہ فاسد ہو گیا، اور طواف کے ذریعہ احرام سے نکلتا شافعیہ کے نزدیک رکن اور حنبلیہ کے یہاں واجب ہے (۲)۔

۱۷۵- عمرہ فاسد ہونے میں حج فاسد ہونے کی طرح عمرہ کے طواف مکمل کرنا، آئندہ عمرہ کی قضا کرنا، رنہ یہ کہ اس بات کا قیام لازم ہوتا ہے۔

لیکن عمرہ فاسد ہونے کی صورت میں یہ نذر یہ لازم ہوگا؟ اس میں اختلاف ہے:

- (۱) اہل بیت ۲/۲۳۱، شرح المنیر للعلوی، ۴۳، السنن، ج ۱، ص ۹۳، مجمع  
۲/۲۳۳-۲۳۴، مجمع ۱/۲۳۳، مطالب ولی النبی، ص ۵۰۴  
(۲) ان احکام کی تفصیل (عمرہ) کی اصطلاح میں دیکھی جائے۔

۱۷۳- سوم۔ تخلل اول کے بعد جماع: اس بات پر اتفاق ہے کہ تخلل اول کے بعد جماع سے حج فاسد نہیں ہوتا، مالکیہ نے ان کے ساتھ جماع کی اس شکل کو بھی ملحق کیا ہے: (۱) طواف افاضہ کے بعد جماع اگر چہ رمی سے پہلے ہو، (۲) دس دی النحر کے بعد رمی اور افاضہ سے پہلے جماع۔

اس جماع سے یہ چیز واجب ہوئی؟ اس کے بارے میں اختلاف ہے:

حنفیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کا مسلک ہے کہ ایک بکری واجب ہوئی، ان حضرات کا استدلال یہ ہے کہ ”عمورتوں کے علاوہ دوسرے ممنوعات احرام سے تخلل (حائل ہو جانا یا بکری ختم ہو جانا) کی وجہ سے اس کی جناہت ملگئی ہو گئی ہے۔“

امام مالک کا مسلک، شافعیہ و حنبلیہ کا ایک قول یہ ہے کہ اس فعل میں بھی ”ہرنہ“ واجب ہوگا، باقی سے اس کی سلسلہ یہاں کی ہے کہ یہ حرام کے خلاف سنگین جناہت (ثبوت) ہے (۱)۔

جس شخص نے جماع کا یہ نیم تخلل اول کے بعد افاضہ سے پہلے کیا اس کے ذمہ مالکیہ اور حنبلیہ سے لازم قرار دیا ہے کہ عمل جاہلہ و عمرہ کرے، کیونکہ حضرت ابن عباسؓ نے یہی فرمایا ہے، اس سلسلہ میں علامہ باجی ”لمنہجی“ میں لکھتے ہیں: ”یہ اس لئے کہ اس نے سعی کر کے طواف فاضل میں نقص پیدا کیا تو اس کے ذمہ لازم ہوا کہ اسے طواف سے اس کی قضا کرے جس کا احرام اس نقص سے محفوظ

معنی: اگر شیر میں ابن عباسؓ سے اس اثر کے دہریے شخص ہیں اور اس کی سند صحیح ہے مؤطا میں ابو الحیر نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے ملاحظہ ہو: مجمع ۷/۲۸۰ ص

(۲) مذکورہ تصدیق کی روایت امام مالک نے باب حدیثی میں اصحاب لعلہ قبل ان یبصر میں کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ تخلل کے بعد جماع میں بکری ان کا مسلک ہے واللہ اعلم۔

## 14A-149 (17)

مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی کام لذت حاصل کرنے کے لئے کیا اور اس میں براہِ نگار مایہاں تک کہ اس میں ہوسیا تو حیات کی طرح ان سے بھی حجِ فائدہ ہو جائے گا، اور رخصت سوچنے یا بیٹھنے سے متعلق خرافات ہوں بسبب اس نے سوچنے اور بیٹھنے کو کچھ برا جاری نہیں رہا تو حجِ فائدہ نہیں ہوگا بلکہ اس میں یک مدی (بدنہ) لازم ہوگا۔

حنا بلہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر ایسے ہی لگا دیکھو لی سین میں نکل گئی تو اس پر ایک دم ہوگا اور اگر بار بار ایک یہاں تک کہ منی نکل گئی تو اس کا علاج لازم ہوگا (۱)۔

چهارم: قارئین کا جماع:

۸۷-۴۱ کے جہاز کے بارے میں چونکہ حقیقہ کا مسک یہ ہے کہ وہ دہلوان اور دوستی کرے گا اس لئے قمارن کے جہاز کے بارے میں حقیقہ نے رن: ایل تفصیل بیان کی ہے (۲)۔

۱۔ اَرْقَاف عَرَفَہ سے پہلے اور عمرہ کے طواف سے پہلے جھٹ  
نیا تو اس حاجج اور عمرہ دونوں ناسد ہو گیا، اور اس کے ذمہ حج و عمرہ  
دونوں کے اعمال کی انجام دہی لازم ہے، اور دونوں کے احراموں پر  
جناہت کرنے کی وجہ سے وہ بھریاب لازم ہو میں، اور اس پر دونوں  
مبادتوں کی قضا واجب ہے، اور مقرر ان اس کے ذمہ سے ساقط  
ہو گیا۔

۶۔ اگر عمر و کا طواف مکمل کرنے کے بعد یا طواف کے شر چتر کرنے کے بعد جماعت یا تو اس کا حج قاسد ہو گیا، عمر و قاسد نہیں ہو، یہ نیکہ و عمر و دارکن جماعت سے پہلے "کرچٹا ہے، دم تر نہ اس کے

(۱) الهدایہ ۴/ ۲۳۷-۲۳۸، حاشیہ الحدودی ۸/ ۴۸، نہدایہ: الکج ۳/ ۵۶، ۴/ ۳۲۰  
مختصر الخرقی و شرح الغنی ۴/ ۳۳۸-۳۳۹

(۲) جیساکہ اسٹاک لمیٹڈ / ۲۲۷-۲۲۸ میں ہے۔

حنیف، حسابدہ، رٹا معیہ کا ایک قول یہ ہے کہ ایک بکری لازم ہوگی، اس سے کہ عمر وہاں درجہ حج سے کم ہے، لہذا اس کا نیم بھی بٹکا ہوگا، اس سے بکری، حسب ہوں۔

مالکیہ ورثاء میں یہ کامسک یہ ہے کہ حج کی طرح اس میں بھی بدنہ (منہ) لازم ہوگا، جس جماعت سے عمرو قاسد نہیں ہوتا اس کا فہم یہ خفیہ کے مرید ایک صرف ایک بکری ہے، اور مالکیہ کے نزدیک بدنہ ہے (۱)۔

سوم: جماعت کے مقدمات:

۱۷۶۔ جماعت کے بعد اور سب یاتری متقدمات (۱۰۰۰) مثلاً، شہوت کے ساتھ چھوٹا بوسہ دیا اور جماعت کے بغیر مباشرت کا حکم یہ ہے کہ اگر عرم نے ان میں سے کسی کا ارتباب یا قواں پر ہمہ واجب ہوگا، چاہے اس میں ہو یا نہ ہو، اور حنفیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ اس کا حج قسری نہیں ہوگا، اگر حنبلیہ نے کہا ہے کہ اگر نزال ہو گیا تو بد نہ جب ہوگا۔

مذہب کا مسک یہ ہے کہ گرجاؤں کے میں مقدمات سے انزال ہو گیا تو جہاں کی طرح ان سے بھی حج ناسد ہو جائے گا اور اس پر جہاں کرے والے کے سارے حرام جاری ہوں گے۔ اور انزال نہیں ہو تو سے جب تک نہ ہوگا۔

کے ۱۔ حرام کے بار کے مقدمات، مثلاً شہوت ہے، لیکن اس کے بارے میں سوچنا، کے بارے میں یہی "رٹا فیر" نے صراحت کی ہے کہ اس میں کچھ بھی فدیہ لازم نہ ہوگا، اگرچہ نرالی ہو جائے، سوچے کے بارے میں خنابلہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

( ) فتح القدیر ۲/۲۳۱، حاشیہ القدوسی ۱/۸۶، انصاف خواہ باک، المجموع ۷/۲۸۱-۲۸۲، شرح البی ۲/۴۶، انصاف خواہ ۳/۸۶، حاشیہ المنقح ۱/۳۳، مطالب ولی انصاف ۲/۵۵۳



یہاں پر ننگوں چاروں کے اس حکام سے ہے جن کا تحقق زیر بحث مضمون سے ہے:

## مطلب اول بدی

۱۷۹- بدی کی حقیقت، اس کے معنی اور اس کی انواع کے بارے میں ان شرائط اور احکام کا لحاظ رکھا جائے گا جن کی وضاحت ”بدی“ کی اصطلاح میں آئے گی۔

## مطلب دوم صدقہ

۱۸۰- صدقہ جس مال سے نکالا جائے گا وہ مال کے سبب مناب میں سے ہوگا جن سے صدقہ نکالا جاتا ہے، اس میں تین کو یوں پائے گا اس کا ایسا نتیجہ ہونا ضروری ہے جس کو رکاؤ کی چستی ہو۔ قیمت نکالنے اور مستلین کو پے چانے والی مقدار صدقہ کے بارے میں ان احکام کو ملحوظ رکھا جائے گا جو صدقہ فطر کے بارے میں طے شدہ ہیں، شکار کی جزاء میں صدقہ کے بارے میں مالکیت اور شامیہ کسی متعین مقدار کی پابندی عائد نہیں کرتے، اس سلسلے کی تفصیلات اور فقہاء کی آراء کے لئے ان اصطلاحوں کا مطالعہ کیا جائے: ”بدی، کفارہ، صدقہ فطر“۔

## مطلب سوم

روزے

۱۸۱- اہل: جو شخص روزوں کے ذریعہ کفارہ ادا کرے گا وہ اس میں روزے کے احکام کو ملحوظ رکھے گا، خاص طور سے اس حکم کو کہ غیر مہیں

ذمہ سے ساقط ہو گیا اور اس کے ذمہ دوم لازم ہو گئے، یہ تک اس کی جنائیت حکماً مکرر ہے، ایک دم فساد حج کی وجہ سے اور دوسرا دم احرام عمرہ میں جہت کی وجہ سے، اس لئے کہ وہ اب تک اس سے حال نہیں ہو، اس کے ذمہ صرف حج کی تلافی لازم ہے۔ یہاں کہ اس کا عمرہ صحیح ہو گیا ہے۔

۳- اگر عمرہ کے طواف و رقوق عرفہ کے بعد طلق سے پہلے جہت یا خود وہ بھی عریضی میں ہو تو اس کا حج نہ فاسد ہو، نہ عمرہ۔ کیونکہ وہوں کے رکن اس نے پائے ہیں۔ اس کے ذمہ سے دم قن ان ساقط نہیں ہوگا کیونکہ حج اور عمرہ دونوں کی ”انگلی“ صحیح ہوئی ہے، لیکن اس پر حج کی وجہ سے ایک بد نہ ہو عمرہ کی وجہ سے ایک بکری لازم ہوگی۔

۴- اگر اس نے عمرہ کا طواف نہیں یا تھا، رقوق عرفہ کے بعد جہت یا تو اس پر حج کی وجہ سے ایک بد نہ ہو اور رقوق عمرہ کی وجہ سے ایک بکری اور عمرہ کی تلافی لازم ہوگی۔

۵- اگر قارن نے حلق سے پہلے طواف ریاءت ریا پھر جہت یا تو اس کے ذمہ وہ بکری لازم ہوگی، کیونکہ اس کی یہ جنائیت اس کے ہر دم احرام پر واقع ہوئی، جنائیت (جہت) حج اور عمرہ دونوں کے احرام پر ہوئی ہے، کیونکہ تحصیل حل (طلق) ہی نہیں پایا یا جس پر تحصیل دم (طواف ریاءت سے پہلے احرام سے کامل آ رہی) مرتب ہوتا ہے۔

## چوتھی بحث

ممنوعات احرام کے کفاروں کے احکام

ممنوعات احرام کے کفارے چار طرح کے ہیں: (۱) بدی، (۲) صدقہ، (۳) روزے، (۴) تہا۔

## احرام ۱۸۲-۱۸۳

و جب روزے میں رات سے نیت کرنا ضروری ہوتا ہے (ملاحظہ ہو: "صوم" کی اصطلاح)۔

۱۸۲- وہم۔ ممنوعات حرام میں سے ہی ممنوع کا کتاب کرنے پر بطور جزاء جو روزے لارم ہوتے ہیں ان میں باقیات فقہاء نے ہی زمانہ کی پابندی ہے نہ ہی خاص جگہ کی ورنہ پے در پے روزے رکھنے کی، اس میں صرف اس شخص کے روزوں کا، تشاء ہے بوقت ان اور تنوع میں وہ اپنے سے عائد ہونے کی وجہ سے روزے رکھتا ہے۔ یہ شخص تین روزے یوم حج میں رکھے گا و رات روزے وطن واپس آنے کے بعد رکھے گا مذکورہ بالا تین روزے حج کے مہینوں سے پہلے رکھنا درست نہیں ہے، یہی طرح قارت یہ روزے حج اور عمرہ کا احرام باندھنے سے پہلے اور متتابع عمرہ کا احرام باندھنے سے پہلے نہیں رکھ سکتا۔ یہ مسئلہ متعلق علیہ ہیں۔

رہا یہ سوال کہ متتابع حرام حج سے پہلے یہ تینوں روزے رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں مالکیہ<sup>(۱)</sup> اور شافعیہ<sup>(۲)</sup> منع کرتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ" (۳) (تین دن کے روزے حج میں ہوں گے)۔

حنفیہ<sup>(۴)</sup> ورنابلہ<sup>(۵)</sup> سے اسے جائز قرار دیا ہے، اس لئے کہ اس قدر اس کے بقول: "وہ کامل وقت ہے جس میں عیسیٰؑ نماز جاز ہے تو اس میں روزے بھی جاز ہوں گے، جس طرح حج کا احرام باندھنے کے بعد یہ روزے جاز ہوتے ہیں، اور آیت بالا کا مطلب یہ ہے کہ حج کے وقت میں یہ روزے رکھے جائیں۔"

مقران اور متتابع سے عاجز رہنے والا شخص باقی رات روزے لایم تشریق کے بعد ہی رکھ سکتا ہے، حنفیہ، مالکیہ و رنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ شخص اگر حج کر کے مکہ میں ہی ٹھہر گیا ہے تو یوم تشریق کے بعد مکہ عمرہ میں یہ رات روزے رکھ سکتا ہے، لیکن افضل و مستحب یہ ہے کہ اپنے وطن واپس آنے کے بعد یہ روزے رکھے، شافعیہ کا بھی ایک قول یہی ہے لیکن شافعیہ کا مشہور و رائج قول یہ ہے کہ یہ رات روزے وطن واپس آنے کے بعد رکھے گا، رات میں یہ روزے نہیں رکھ سکتا، ماں اور مکہ عمرہ میں قیام کا رواج ہوتا مکہ میں یہ روزے رکھ سکتا ہے (۶)۔

سب حضرات کی دلیل ارشاد ہدی: "وسبعة ايام وجنتہ" (۷) (اور سات روزے جب تم لوٹ جاؤ) ہے، شافعیہ اسے اس کے غلام پر محمول کرتے ہیں، ورنہ مشہور فقہاء کہتے ہیں کہ لوٹنے سے مراد حج سے فارغ ہونا ہے، کو یہ وہ شخص فارغ ہو کر اس چیز سے لوٹ یا جس کی طرف متوجہ ہے۔

۱۸۳- سوم: جو شخص حج میں تین دنوں کا روزہ رکھے گا وہ مالکیہ، شافعیہ و رنابلہ کے نزدیک بعد میں ان کی تشریح کرے گا، ورنہ حنفیہ کے نزدیک اب اس کے لئے دم و عقیقہ متعین ہے (۸)، کوئی ورنہ عقیقہ نہیں کرے لی رنابلہ کا بھی ایک قول یہی ہے۔

پھر مالکیہ کے نزدیک ورنہ بھی ایک قول رنابلہ کا بھی ہے کہ تین دنوں میں سے بعض دنوں (یک یا دو دن) کے روزے اس کی الحج سے پہلے رکھ چکا ہے تو باقی روزوں (یک یا دو دن) کے روزے (نی تکمیل یام تشریق میں) رکھے گا، ورنہ یوم تشریق سے

(۱) المشرع الکبیر ۴/۸۳۔

(۲) مہایہ الحج ۳/۳۶۳۔

(۳) سورہ بقرہ ۱۹۶۔

(۴) المسئلہ المتفقہ ۲/۷۵۔

(۵) الکافی ۵/۵۳۸-۵۳۹۔

(۱) تینوں غائب کے ماہذ مراجع کا مطالعہ پا جائے۔

(۲) مہایہ الحج ۳/۳۶۳۔

(۳) سورہ بقرہ ۱۹۶۔

(۴) المسئلہ المتفقہ ۲/۷۵۔

## احرام ۱۸۴-۱۸۵

سال اس کی قضا لازم ہے، فوری طور پر لازم نہیں۔ مالکیہ (۱) ثافعیہ (۲) اور حنبلیہ (۳) کا مسلک ہے کہ قضا فوری طور پر لازم ہے خوفاً یا شد وجہ یا بعد نفل ہو، بعد فساد عمر کا حرام تم ہو تے ہی عمر کی قضا کرے گا۔ اور حج اگلے سال کرے گا۔

ہم مالکیہ، ثافعیہ اور حنبلیہ نے لکھا ہے کہ حج و عمرہ کو فاسد کرنے والا ان مقام سے حج و عمرہ قضا کرنے کے لئے احرام باندھے گا جہاں سے اس نے فاسد کردہ حج و عمرہ کا احرام باندھا تھا، مثلاً اگر اس نے حج سے احرام باندھا تھا تو قضا کرتے وقت بھی حج سے ہی احرام باندھے گا۔ ثافعیہ کہتے ہیں کہ اگر وہی راستہ سے فاسد شدہ حج یا عمرہ قضا کرنے جا رہا ہے تو مکہ مکرمہ سے اتنی مسافت سے احرام باندھ لے بقٹی مسافت پہلے میقات (جہاں سے اس نے فاسد شدہ حج یا عمرہ کا احرام باندھا تھا) اور مکہ مکرمہ کے درمیان تھی، سوئے اس کے کہ ایسا کرنے میں بلا احرام میقات سے تجاوز کرنا پڑے، اگر ایسی شکل ہوگی تو جو میقات راستہ میں پڑ رہا ہے وہاں سے احرام باندھ لے گا۔

اگر اس نے پہلے سال میقات سے پہلے احرام باندھ لیا تو قضا کرتے وقت بھی ثافعیہ اور حنبلیہ کے نزدیک اسی مقام سے احرام باندھنا پڑے گا، مالکیہ کے نزدیک اس صورت میں بھی میقات ہی سے قضا احرام باندھنا واجب ہوگا۔

اگر پہلے سال احرام کے بغیر میقات سے آگے بڑھ گیا تھا تو قضا کرتے وقت میقات ہی سے احرام باندھے گا، بلا احرام میقات سے آگے بڑھنا جائز نہ ہوگا۔

موخر کر دیا تو جب چاہے وہ روزے رکھے، بعد والے سات روزوں سے وہ سب لگ کر رکھے۔

ثافعیہ کا مسلک اور حنبلیہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ ان تین روزوں کو یوم نحر (قربانی کے یام) اور یام تشریق میں رکھنا جائز نہیں بلکہ انہیں بعد تک موخر کرے گا۔

۱۸۴- تین دنوں کے روزوں کی قضا کے سلسلے میں ثافعیہ کا رائج قول یہ ہے کہ ان کی قضا کے درمیان اور بعد والے سات روزوں کے درمیان چاروں یعنی ۱۰ روزی الحجہ تا ۱۳ روزی النحر کے بقدر فصل، نیز مزید تا فصل رسا ضروری ہے جتنے دنوں میں سفر کر کے دوسری عام عادت کے مطابق اپنے وطن پہنچ جاتا ہے، جیسا کہ ان روزوں کے اوام میں ہے، اگر اس نے مسلسل ہی روزے رکھ لیے تو شروع کے تین روزے درست ہوئے، باقی روزوں کا اعتبار نہیں ہوگا، کیونکہ اس نے تین اور سات روزوں کے درمیان فصل نہیں کیا۔

## مطلب چہارم

### قضا

۱۸۵- قضا حرام کے رعبہ حج یا عمرہ فاسد کرنے والا رنی قضا ہے،

اس سلسلے کے بعض حرام یہ ہیں:

اول: حج و عمرہ کی قضا میں ادا کے عمومی احکام ٹوٹ کر رکھے جاتے ہیں، اسی کے ساتھ اس کے احرام کی نیت کرتے ہوئے قضا کی نیتیں ضروری ہے۔

دوم: حنفیہ (۱) کا مسلک اور ثافعیہ کا ایک قول یہ ہے کہ آئندہ

(۱) المشرح الكبير ۶/۲۹۲۔

(۲) فتاویٰ الحج ۲/۵۸۴۔

(۳) مطالب ولی النحر ۱/۳۳۹۔

مالکیہ کہتے ہیں کہ جس سال حج فائدہ ہوا اس سال اُردو کی جائزہ  
عذر کی بنا پر بد احرام میقات کے بعد چلا گیا تھا، مثلاً اس کا مکہ مکرمہ  
جانے کا ارادہ نہیں تھا، اس لئے میقات سے احرام کے بغیر آگے بڑھ  
گیا، پھر اس کے بعد مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ ہوا تو حج کا احرام  
باندھ دیا پھر سے فائدہ رویہ تو سب اس حج کی تساہل کرنے جائے گا تو  
اسی مقام سے احرام باندھے گا جہاں سے فائدہ شدہ حج کا احرام باندھا  
تھی (۱)۔

## احصار

تعریف:

۱- لغت میں احصار کا ایک معنی ہے: بیماری یا اس طرح کے کسی دور  
ماضی کی وجہ سے مناسک تک پہنچنے سے روکنا، اور احصار کا یہی شرعی  
معنی بھی ہے، لیکن احصار کن چیزوں سے ہوتا ہے؟ اس کے بارے  
میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے (۱)۔

۲- فقہاء نے اپنی کتابوں میں مادہ (حصر) کو فحوی معنی میں بکثرت  
استعمال کیا ہے، اس کی چند مثالیں یہ ہیں: صاحب تہذیب الاحصار اور  
اس کے شارح کا قول، ریختار میں ہے (۲)؛ ”محصور یعنی وہ شخص جس  
کے پاس دینوں پاک کرنے والی چیزیں یعنی پانی اور مٹی نہ ہوں اس  
طرح پر کہ وہ شخص یا پاک جگہ میں قید کر دیا گیا ہو اور اس کے سے وہاں  
پاک پانی یا پاک مٹی کا نام نہ ہو، اسی طرح وہ شخص جو کسی مرض کی  
وجہ سے پانی اور مٹی دونوں کے استعمال سے عاجز ہو، امام ابو حنیفہ  
کے نزدیک ماز کو موخر کرے گا، اور صاحبین (۳) لکھتے ہیں کہ اس  
پر واجب ہے کہ ماریوں کی مشابہت اختیار کرے، یعنی اگر خشک جگہ  
موجود ہو تو رکوع اور سجدہ کرے ورنہ کھڑے ہو کر اُردو کرے، پھر عذر  
اور بونے پر ماریوں کے۔“



(۱) تعریضات للبحر جالی لسان العرب، مجمعتاں ص ۵۵۰۔

(۲) حاشیہ الخطاوی کا حاشیہ ۱/۱۳۳۔

(۳) صاحبین سے مراد امام ابو حنیفہ کے دو ممتاز زعمانی تکریم و امام ابو یوسف اور امام  
محمد ہیں۔

(۴) جیسا کہ دوسری نے اشرع الکبیر پر اپنے حاشیہ میں ملاحظہ کی ہے ص ۷۰۴  
دہلی مہذب کے لئے طبع ہوئے نہایت الحاح ۱۲۸۸ھ مطابق ۱۸۷۱ء  
۳۳۹/۳

### احصار ۳

صاحب تہذیب الابصار<sup>(۱)</sup> نے درج ذیل عبارت میں بھی (حصر) کا استعمال کیا ہے: "وَكَمَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَسْتَحْلِفَ إِذَا حَصَرَ عَنْ قِرَاءَةِ قَدْرِ الْمَعْرُوضِ" (اسی طرح اس شخص کے لئے<sup>(۲)</sup> جو بقدر فرض قرأت قرآن سے عاجز ہو جائے جائز ہے کہ کسی کو پناہ مانگے)۔

ابو حنیفہ شیعری فرماتے ہیں<sup>(۳)</sup>: "اَيْكُتِمُ عَنْ جِسْمِ قَدَرِ نَوَافِلٍ جَائِزٍ بِهَذَا هُوَ نَوَافِلُ غَيْرِ مَحْصُورٍ (بے شمار) ہیں۔ لہذا نوافل کا معاملہ خفیف ہے۔" اس کی تفصیل "صاۃ" کی اصطلاح میں ہے۔

سین فقہاء اکابر بیضاوی مادہ "حصر" اور اس کے مشتقات کو حج اور عمرہ کے باب میں محرم کو ارکان حج و عمرہ سے روکنے کے معنی میں استعمال کرتے ہیں، فقہاء کا یہ استعمال قرآن کریم کی پیروی میں ہے، اس بارے میں فقہاء کی عبارتیں بالکل یکساں ہیں یہاں تک کہ احصار مشہور و معروف فقہی اصطلاح بن گیا ہے۔

حنیفہ احصار کی تعریف اس طرح کرتے ہیں: حج فرض یا نفل کا احرام باندھنے کے بعد قوف عرفہ اور طواف دونوں سے روک دیا جائے اور عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد طواف سے روک دیا جانا احصار ہے، اس تعریف پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا ہے<sup>(۴)</sup>۔

مالکیہ احصار کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ قوف عرفہ، طواف دونوں سے یا ان میں سے صرف ایک سے روک دیا جانا احصار ہے<sup>(۵)</sup>۔

شافعیہ کی نمائندگی علامہ ربیع کی نہایت اچھی ہے، انہیں اگرچہ یہ تعریف ملتی ہے: "احصار حج و عمرہ کے رکعات کی تکمیل سے روکنے کا نام ہے۔"

شافعیہ کی یہ تعریف حقیقت احصار کے بارے میں احباب کے مسلک پر بھی تطبیق ہوتی ہے، یہ تکہ احباب کہتے ہیں کہ حج و عمرہ کے کسی بھی رکن سے احصار پیش آتا ہے یہاں تک کہ یہاں جو شخص طواف کے بجائے صرف قوف عرفہ سے روک دیا جائے اس کے حلال ہونے کے طریقہ میں کچھ تفصیل ہے۔

### حکم احصار کی تشریحی بنیاد:

۳- احصار کا اجمالی حکم ایک خاص طریقہ سے احرام ختم کرنا ہے جس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔ اس مسئلہ کی بنیاد حدیث کا مشہور واقعہ ہے<sup>(۱)</sup>۔

اس کے بارے میں یہ آیت مازل ہوئی: "وَأَتِمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ فَإِنْ أُخْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَخْلُقُوا زُبًّا وَنُكْمًا حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ" (۲) (اور حج و عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو، پھر اگر گھرجاؤ تو جو بھی قربانی کا پورا کر دو ہو (۱ سے پیش آئے) اور جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے اپنے رہ نہ منڈو)۔

ابن عمر فرماتے ہیں: "حرمنا مع رسول الله ﷺ، لعلنا

(۱) نہایت اچھا مجموعہ ۲/۳۷۷، اسی طرح کی تعریف اس کتاب میں بھی ہے: جامعہ عمیرہ علی شرح المنہاج ۲/۷۷، نحو: المنہاج ۳/۳۰۰، اس میں یہ اصول ہے: "اوھما" (دونوں کے انکان کی تکمیل سے روکا ہے)۔

(۲) واقعہ حدیبیہ کی تفصیل کے لئے دیکھئے میرۃ ابن ہشام ۳۰۸ اور اس کے بعد کے صفحات، عیون الآثار ۲/۱۱۳، اور اس کے بعد کے صفحات۔

(۳) سورہ بقرہ ۱۹۶۔

(۱) جامعہ المصنوع کا حاشیہ ۲/۲۵۷۔

(۲) اچھی ہیئت کی نماز میں امام کے لئے۔

(۳) المیزان مع المجموع ۳/۳۳۰۔

(۴) رحمت اللہ منہج کی الباب المناسک اور اس پر ملاحظہ کی گاری کی شرح المسلك المستند فی المناسک المتوسلہ ۲/۲۷۲۔

(۵) المدنی ۲/۹۳۔

کفار قریش دون البیت، ففجر السیء ھذیبہ وحلق  
 راسہ<sup>(۱)</sup> (ام لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے کہ کفار قریش  
 بیت اللہ شریف جانے میں حاکم ہو گئے، اس وقت رسول اکرم ﷺ  
 نے پناہ خانہ فروغ کیا اور اپنا سر موڑ لیا)۔ اس حدیث کی روایت  
 بخاری نے کی ہے۔

کن چیزوں سے احصار ہوتا ہے؟

۴- احصار اپنے رکن کے وجود سے متحقق ہوتا ہے اور رکن بنے تک یعنی  
 حج یا عمرہ کو پورا کرنے سے روکنا جب کہ اس میں سبھی شرطیں پائی  
 جائیں جن میں سے بعض متعلق عید، بعض مختلف فیہ ہیں۔

احصار کا رکن:

۵- جس رکاوٹ سے احصار متحقق ہوتا ہے یا وہ ٹمن کی وجہ سے  
 رکاوٹ، اور مرض وغیرہ کی وجہ سے رکاوٹ کو شامل ہے، یا صرف  
 ٹمن کی وجہ سے رکاوٹ کے ساتھ خاص ہے<sup>(۲)</sup> اس بارے میں تمام  
 اختلاف ہے:

مفتی کا نقطہ نظر یہ ہے کہ: "احصار ٹمن یا اس کے علاوہ مثلاً  
 مرض، نفقہ کے ضائع ہو جانے، اور دوران سفر عورت کے حرم یا اس  
 کے شوہر کے انتقال سے بھی ہوتا ہے"<sup>(۳)</sup>۔

حجیہ کے نزدیک احصار ہر اس رکاوٹ سے متعلق ہو جاتا ہے جس  
 کی وجہ سے حرم احرام کے تقاضوں پر عمل نہیں کر پاتا<sup>(۴)</sup>۔ امام احمد

(۱) حدیث ابن عمر کی روایت بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر سے کی ہے (فتح  
 ماری ۳/۳۳ طبع المنقہ)۔

(۲) فتح القدیر ۳/۵۵۳۔

(۳) رحمت اللہ سندھی کی الباب المسماة اور اس پر ملاحظہ قاری کی شرح المسلك  
 مقتدر ۳/۲۷۳۔

بن خنسل کی بھی ایک روایت یہی ہے<sup>(۱)</sup> اور یہی حضرت عبداللہ بن  
 مسعود، حضرت عبداللہ بن زید، عائشہ، سعید بن المسیب، عمرو بن  
 ازیہ، مجاہد، نخعی، حواء، مقاتل بن حیان، سفیان ثوری، و ابو ثور  
 رحمہم اللہ کا قول ہے<sup>(۲)</sup>۔

مالیہ کا مسلک یہ ہے کہ احصار ٹمن فتنہ و رطوبت قید کئے جانے  
 سے ہوتا ہے<sup>(۳)</sup>۔ یہی ثانیہ کا مسلک و کتابہ کا مشہور قول ہے،  
 متاثرہ کے یہاں اس کے ملاحظہ کے کچھ اور سبب بھی ہیں جن کی  
 وجہ سے مسافر مجبور ہو جاتا ہے، اس کی تفصیل "ندوة" کے قی، مثلاً،  
 شوم کا اپنی بیوی کو بغیر جاری رکھنے سے روکنا۔

تینوں مذاہب اس پر متفق ہیں کہ جس حرم کے سے ٹمن کے علاوہ  
 کسی ممانعت کی وجہ سے بیت اللہ تک پہنچنا مشور ہو جائے، مثلاً،  
 بیماری، فقر، اپنی یا نفقہ ختم ہو جانے یا کسی اور وجہ سے وہ نہ پہنچ سکے تو اس  
 کے لئے اس رکاوٹ کی وجہ سے مکمل (احرام ختم کرنا) جائز نہیں  
 ہے<sup>(۴)</sup>۔

لیکن ٹمن کے علاوہ کوئی اور رکاوٹ پیش آنے کی صورت  
 میں مکمل کی شرط کے بارے میں ثانیہ "کتابہ کے رد ایک  
 مخصوص حکم ہے جس کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ ہے۔"

اس قول سے مرض کی بنا پر احصار کی غی ہوتی ہے، یہی بن عباس،  
 ابن عمر، حاکم، ربیع بن ریح، بن ظم، و مرہوان بن اھم رحمہم اللہ کا

(۱) انبی ۳/۳۳۔

(۲) حوالہ ابو نعیم ابن اثیر ۱/۳۳۱، بہت سے حضرات کا امام صرف تفسیر ابن کثیر  
 میں ہے۔

(۳) شرح المدد علی مختصر فطیل مع مایہ اللہ سوتی ۳/۹۳، ماہب الجلیس شرح مختصر  
 فطیل للطب ۳/۱۵۵۔

(۴) مذکورہ دونوں حوالے، نیز حاشیہ عمیرہ علی شرح المنہاج للعلی ۲/۱۲، نہیہ  
 المحتاج للعلی ۳/۵۷۵، انبی ۳/۳۳۔



میں اللہ تعالیٰ سے اس بات کی جازت دی ہے کہ جو مردی پائے دن کرے، پھر رسول رحمہ اللہ نے اس بات کی صحت فرمائی کہ جس چیز کی وجہ سے محرم طہال ہوتا ہے وہ دشمن کی طرف سے رکاوٹ پیش نہ کرے، اس لئے میں نے سمجھا کہ آیت میں حج اور عمرہ مکمل کرنے کا جو خداوندی حکم ہے اس کے دائرے میں ہر حج اور عمرہ کرنے والا کرتا ہے سو اس لوگوں کے بینات، تشاء اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے پھر اس استثناء کی تعیین سنت نبوی نے دشمن کی طرف سے رکاوٹ پیش کرنے کے ساتھ کر دی ہے "میرے رب! ایک مریض حج و عمرہ کی آیت یعنی "واتموا الحج والعمرة لله" کے عمومی حکم میں شامل ہے۔"

جمہور نے درج ذیل آثار سے بھی استدلال کیا ہے: حضرت ابن عباسؓ (۱) سے متعدد سندوں سے ثابت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا: "لا حصر إلا حصر العدو لما من أصابه مرض لو وجع أو صلال لميس عليه شيء، إنما قال الله تعالى: "فإذا أنتمم" رکاوٹ (حصر) تو صرف دشمن کی رکاوٹ ہے، جو بیمار ہو گیا یا درہم تکلیف میں مبتلا ہو گیا یا راستہ جنگ یا اس پر کچھ لازم نہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فإذا أنتمم" (جب تم لوگوں کو امن ہو جائے) بن عمرو زہری، طاہس اور زید بن اسلم سے بھی اسی طرح کے آثار مری ہیں۔

امام شافعی نے کتاب الام (۲) میں امام مالک سے روایت کی

(۱) ان روایات کو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے اسی طرح ابن کثیر نے ان سے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے تفسیر ابن کثیر ۴/۳۱۱، امام شافعی نے کتاب الام ۲/۱۳۳ میں حضرت ابن عباسؓ کے قول "لا حصر إلا حصر العدو" کی روایت کی ہے۔

(۲) الام ۲/۱۳۳۔

ہے (یہ روایت مؤطا امام مالک (۱) میں مذکور بھی ہے) انہوں نے بھی بن سعید سے اور انہوں نے سلیمان بن یسار سے روایت کی کہ عبد اللہ بن عمرؓ مروان بن الحکم اور عبد اللہ بن زبیر نے ابن جریرؓ کی کوئی روایت پر ملے کے راستہ میں حرام میں درود پڑھا تھا یہ فتویٰ دیا کہ "احادیث تراویح" درود یہ "تراویح" ہیں، درتدرست ہونے کے بعد عمرہ نہیں، اس طرح اس کا احرام ختم ہو جائے گا، مجھے سب نہیں حج دے کرنا اور مردی دن کرنا ہوگا۔ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

جمہور کی عقل دلیل کے سلسلے میں شیرازی نے لکھا ہے: "اس نے اہل احرام باندھا اور مرض نے اسے مناسک کی ادائیگی سے روک دیا تو اس کے لئے احرام ختم کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ احرام ختم کر کے وہ اس تکلیف دو صورت حال سے رستگاری نہیں پاسکتا جس میں وہ مبتلا ہے، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہوئی جو (احرام باندھنے کے بعد) راستہ جنگ یا" (۲)۔

### احصار کے تحقق کی شرطیں:

۸۔ فقہاء نے صراحتاً تحقق احصار کی شرطیں بیان نہیں کی ہیں کہ یہ ہیں، یا وہ ہیں لیکن ان کے کلام سے وہ شرطیں نکالی جاسکتی ہیں، وہ شرطیں درج ذیل ہیں:

پہلی شرط: حج یا عمرہ کا یا دونوں کا احرام باندھ چکا ہو، کیونکہ اگر اس نے ابھی احرام نہیں باندھا تھا اور حج یا عمرہ کی ادائیگی میں کوئی رکاوٹ پیش آگئی تو اس کے ذمہ کچھ لازم نہیں ہوگا۔

احرام صحیح کی طرح احرام قاسد سے بھی احصار تحقق ہوتا ہے، احصار کے انجام اس پر بھی جاری ہوتے ہیں۔

(۱) مؤطا امام مالک ۲/۱۱۱۔

(۲) المہذب ۲/۵۰۸، مسند الجموع۔



دوسری شرط: گرج کا احرام باندھا ہوتا احصار کی دوسری شرط یہ ہے کہ رکعات پیش کرنے سے پہلے عرفہ کا قیوف نہ کیا ہو۔ یہ شرط حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک ہے، شافعیہ و حنبلیہ کے نزدیک نہیں۔ طواف ناضر نہیں یہ ہے تو قیوف عرفہ کرنے کے باوجود احصار متحقق ہو جاتا ہے جیسا کہ حصار کی قسموں میں واضح ہوگا (۱)۔

عمرہ میں رطوف کے مشروط باقی ہوں تو رکعات پیش آنے سے حصار متحقق ہو جاتا ہے اس پر فقہاء کا اتفاق ہے

تیسری شرط: یہ ہے کہ رکعات دہر ہونے سے پہلے ہی ہو جائے اس طور پر کہ اس وقت کا یقین بخن غائب ہو جائے کہ حج نوبت ہونے سے پہلے رکعات ختم نہیں ہوئی، ورنہ اس طور پر کہ اس کی اتنی رات نہ ہوئے میں اتنی مدت باقی نہیں رہی کہ اگر رکعات دہر ہو جائے تو وہ چل کر کے عرفہ پہنچ سکے۔

اس کی صراحت مالکیہ (۲) و شافعیہ (۳) نے کی ہے، مالک و ابی حنیفہ نے عمرہ میں حصار متحقق ہونے کے لئے تین روزہ کی تحدید کی ہے، یعنی تین روزہ تک وہ رکعات یہ قرار رہے، اگر کوئی ایسی رکعات پیش کرے جس کے بعد ہی ختم ہو جائے کی امید ہو تو یہ احصار نہیں ہے۔

حنفیہ نے احصار کی وجہ سے حال ہونے کے جواز کی جو شرط بیان کی ہے۔ اس سے اس شرط کی اصل کی طرف اشارہ ہوتا ہے مبایں معنی کہ اس مباحث کی سلسلہ احرام کے طویل ہو جانے کی مشقت ہے۔

چوتھی شرط: اس شرط کی صراحت صرف مالکیہ نے کی ہے، وہ شرط یہ ہے کہ احرام باندھتے وقت حج یا عمرہ کے اتمام سے رکعات کا علم نہ

(۱) شرح المصاب ۴/۶۷، مواہب الجلیل ۳/۴۰۱، المجموع ۸/۴۳۹، انہی

۳/۴۱۰، فتح القدیر ۲/۳۰۴

(۲) شرح الدرر ۴/۳۳، مواہب الجلیل ۳/۴۱۶، ۴۱۷۔

۳ مہیۃ المحتاج ۲/۷۷۔

ہو، اگر رکعات کا علم ہونے کے باوجود اس نے احرام باندھا تو رکعات کی وجہ سے اسے حال ہونے کا اختیار نہ ہوگا بلکہ اس کا احرام نکلے سال حج کرنے تک باقی رہے گا۔ اس کا ظن غائب یہ ہو کہ رکعات پیش نہیں آئے لیکن اس نے احرام باندھا یا پھر رکعات پیش آئی تو اسے اس وقت احرام ختم کرنے کا اختیار ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صورت حال پیش آئی، تو آپ ﷺ نے صبح حدیبیہ کے سال دشمن کے بارے میں علم کے باوجود عمرہ کا احرام باندھا، اس نماز پر کہ دشمن اس کو نہیں رہے گا یکن دشمن نے اس کو رکعاتیں جب دشمن نے اس کو رکعات تو وہ احرام سے باہر آگئے (۱)۔

اس رکن کے اعتبار سے احصار کی قسمیں جس میں احصار واقع ہوا ہے:

حرم کو حصر رکن سے روکا گیا ہے اس کے اعتبار سے احصار کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ قیوف عرفہ و رطواف و ضہ سے حصار:

۹۔ اس قسم کے احصار سے احصار شرعی متحقق ہو جاتا ہے، اس پر جو احکام مرتب ہوئے ہیں، وہ (نثر ۲۶) میں آ رہے ہیں، بعض اسباب احصار میں اختلافات کے باوجود اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔

دوم: وہ احصار جو صرف قیوف عرفہ سے ہو، طواف انضہ سے نہ ہو:

۱۰۔ جس شخص کو صرف قیوف عرفہ سے احصار پیش آیا، بیت اللہ کے

(۱) المشرع المکرم مع جامعہ السوئی ج ۱ ص ۱۰۰۔

١١ حصار

طواف سے نہیں کیا، وحشیہ کے نزدیک مُسَرَّم نہیں ہے، امام احمد کی بھی  
 ایک روایت یہی ہے۔

حضرت کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسا نفس مناسف  
عمرہ اور کے پناہ حرام تمام رہتا ہے لہذا اس پر وہب ہوگا کہ انی  
باقیہ احرام کے ذریعہ مناسک عمرہ اور برے (۱) اور انی عمرہ کے  
ذریعہ اہل ہو۔

المسند المتقطع میں ہے: ”اگر صرف بقوف عرفہ سے رہ کر یا گیا تو اس شخص کی طرح ہوگا جس کا حج فوت ہو گیا ہو۔“ وہ شخص بقوف عرفہ فوت ہو جانے کے بعد افعال عمرہ انجام دے کر اپنا احرام ختم کرے گا۔ اس پر نہ دم لازم ہوگا۔“ نہ حج قضاء کرتے وقت عمرہ لازم ہوگا (۲)۔

یہ عبارت بظاہر یہ بتاتی ہے کہ وہ قنوف عرفہ کے ثوبت ہونے کا انتظار کرے گا پھر عمرہ کے ذریعہ حال ہو جائے گا، یعنی پہلے ۱۰ لے کر مہر سے عمرہ کر کے حال ہو جائے گا، جیسا کہ صاحب "المسوط" نے صراحت کی ہے، لکھتے ہیں: "اگر، سے ثوبت سے نہ رہا یا ہو تو اس کے لئے حج ثوبت ہونے تک رکے رہنا مومن ہے۔ پس وہ ثوبت اور سعی کے ذریعہ حال ہو جائے گا" (۳)۔

مالکیہ اور شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ جسے صرف قیوف عرفہ سے  
حصہ ریٹین کیا ہو، اسے ٹکس مانا جائے گا اور اٹھال عمرہ کے ذریعہ حلال  
ہوگا۔

(۲) صاحب المصابک، ص ۳۷، ح ۱، حنفیہ کے قول "فلنحللہ بالطواف" (اس احرام کو طواف کے ذریعہ ختم کرے) کا یہی مطلب ہے یعنی طواف کے بعد سعی اور حلق بھی کرے۔ درمختار، ص ۲۳، ح ۲۳۸، کافی، ص ۶۸، الحنفی، ص ۶۰۔

(۲) انسداد التفتد ۱۹۷۳ء

(۳) لہجہ سہ ماہی، ابن قدامہ نے الکافی میں اس کی صراحت کی ہے اور ابنی میں لکھا ہے: ”اگر اس کا حج فوت ہو گیا تو اس کا حکم اس شخص کی طرح ہے جس کا حج قصداً کے بغیر فوت ہو گیا ہو۔“

ان تمام امر کے رد ایک اور چہ مسئلہ کی شکل یکساں دکھائی دیتی ہے لیکن نتیجہ میں اختلاف ہے حنفی اس کو فاقہ انج کے احرام سے باہر آتا قرار دیتے ہیں اور اس پر دم واجب نہیں کرتے، اور مالکیہ اور شافعیہ اسے خلل احصار قرار دیتے ہیں اس لئے اس پر دم واجب ہوگا<sup>(۱)</sup>۔

حاصلہ کا مسلک یہ ہے کہ جس شخص کو صرف قیوف عرفہ سے احصار پیش آیا ہو اس کو اختیار ہے کہ حج کی نیت فسخ کر کے اسے عمرہ قرار دے لے، اس پر مدی بھی لازم نہیں ہوگی، چونکہ وہ احصار کے بغیر ایسا رہ سکتا تھا، احصار پیش آنے کی صورت میں بدرجہ اولیٰ کرنا جائز ہوگا، اگر اس نے طواف قدم اور سعی کر لی تھی اس کے بعد احصار پیش آیا تو یہ مرض لاحق ہوا یہاں تک کہ اس کا حج فوت ہو گیا تو دوسرا طواف و سعی کر کے احرام ختم کرے۔ اس لئے کہ اس نے پہلے طواف سے طواف عمرہ کا ارادہ نہیں کیا تھا، لہذا اس پر تجدید احرام لازم نہیں ہے<sup>(۲)</sup>۔

سوم: بطواف رکن سے احصار:

۱۱- خفیہ اور مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص قنوف عرفہ کر چکا ہو پھر اس کو نصیحتیں آیا تو وہ محسوس نہیں ہے، کیونکہ وہ حج و عمرہ سے مامون ہو چکا جیسا کہ خفیہ نے کہا ہے، وہ شخص باقی عبادت حج و عمرہ کرے اور جب تک طواف افاضہ نہیں کرے گا عورتوں کے بارے میں اس کا احرام باقی رہے گا (۳)۔

شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر مکرّم مکہ مکرمہ میں جانے سے روک دیا

(١) المقتضى للباحثي ٢٤٢/٢، المرسوم ٩٦/٩٥/٢، المخطاب ٢٠٠/٣، المبرور ٣٦/٨، المقتضى ١٥١/٢.

(۲) الحقیقی ابن قدامہ ص ۶۰-۵۶

(۳) ۲۰۲۲/۲۰۲۳ ساله ترمین امتحان

مواهب الجليل ١٩٩٣، حاشية الدسوقي ٢/ ٩٥، فتح القدير ٢/ ٢٠٢.

ہو جائے گا<sup>(۱)</sup>۔

### اسباب احصار کے اعتبار سے احصار کی قسمیں

ایسے سبب سے احصار جس میں جبر مقہر (یا قہر) ہو  
۱۲۔ قہار نے اس کی درج ذیل صورتیں دے رکھی ہیں: (۱) دشمن کی وجہ سے حصر، (۲) مسلمانوں کے درمیان قہر، قلع ہو جانا، (۳) قید کر دیا جانا، (۴) سلطان کا سفر جاری رکھنے سے روک دینا، (۵) درندہ کا خوف، (۶) ان کا بیوں کو سفر جاری رکھنے سے روک دینا، (۷) شوہر کا بیوی کو سفر جاری رکھنے سے روک دینا، (۸) حرم کا یہ شوم کائنات پا جانا یا دونوں کا لاپتہ ہو جانا، (۹) دوران سفر حج عذت کا پیش آ جانا، (۱۰) دلی کا مال باغ بچے یا سلیحہ کو سفر جاری رکھنے سے روک دینا، (۱۱) مالک کا اپنے غلام کو سفر جاری رکھنے سے روک دینا۔  
اس بحث کی تفصیلات میں جانے سے پہلے ایک اہم بات جمالی طور پر ذکر کر دینا ضروری ہے، وہ یہ کہ مالک کے نزدیک تحلل کو مباح کرنے والے حصر کے تین ہی اسباب ہیں: (۱) دشمن کی وجہ سے حصر، (۲) قہر کی وجہ سے حصر، (۳) ظلماء محبوبوں کو دینا، لہذا حصر کے تین اسباب تو تمام فقہی مذاہب میں متفق علیہ ہیں۔

ثانیہ اور حنبلیہ تین خاص اسباب کو چھوڑ کر تمام صورتوں میں حصر کے ساتھ متفق ہیں، مومنین یہ ہیں: (۱) سلطان کا سفر جاری رکھنے سے منع کر دینا، (۲) درندہ کی وجہ سے سفر جاری نہیں رکھ پانا، (۳) دوران سفر عذت کا جاری ہو جانا۔ حنبلیہ ان تین اسباب میں متفق ہیں۔

تیس اسباب میں حنفیہ کا ثانیہ اور حنبلیہ کے ساتھ اتفاق دیکھ لیا جائے تو بعض اسباب میں کچھ تفصیلات کو ملحوظ رکھنا ضروری

(۱) حوالہ بالا، مطالب مولیٰ اٹک ۲/۵۹۲۔

نیا عرفہ جانے سے نہیں روکا گیا تو وہ عرفہ میں قیوف کرے اور اپنا حرم ختم کر دے، اور قول ظہیر کے مطابق اس پر حج کی قضاء لازم نہیں (۱)۔

حنبلیہ نے وہ صورتوں میں فرق کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص بیت اللہ جانے سے روک دیا گیا قیوف عرفہ کے بعد رومی جمار سے پہلے تو اسے احرام ختم کرنے کا اختیار ہے (۲)۔

اور اگر رومی جمرہ کے بعد طواف افاضہ سے روکا گیا ہے تو اسے احرام ختم کرنے کا اختیار نہیں۔

حنابلہ نے پہلی صورت یعنی رومی سے پہلے احصار میں تحلل کے جو زپر اس طرح استدلال کیا ہے کہ ”حصر کی وجہ سے تمام اعمال حج سے تحلل کی گنجائش پیدا ہوتی ہے، لہذا بعض اعمال حج سے تحلل کا جو زبھی پیدا ہوگا“ یہ ثانویہ کے مسئلہ کی جی دلیل ہے۔

جمرہ عقبہ کی رومی کے بعد تحلل کے حار نہ ہوئے یہ جب کہ خانہ کعبہ سے روکا گیا ہو حنبلیہ نے اس طرح استدلال کیا ہے کہ ان کے روک دینے کے بعد اس کا احرام صرف عورتوں کی حد تک باقی رہتا ہے، اور شریعت وادروہوئی ہے اس احرام تمام سے حلال ہونے پر جس میں تمام ممنوعات منوع ہوتی ہیں، پس وہ تحلل اس احرام سے ثابت نہیں ہوتا جو احرام تمام کے مثل نہ ہو (۳)۔

جب حصار ہوگا طواف کرے گا، اس طرح اس کا حج مکمل

(۱) لہذا یہ لکھنا ۲/۴۳۷، مذہب حنفی کی مزید تفصیلات اور اقوال کے لئے ملاحظہ کیجئے: المجموع ۱۸/۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱

ہے، یہ یقیناً انتہائی بے موقعہ و بے فائدہ کی جا میں لی۔

غ۔ کافر دشمن کی وجہ سے حصر:

۱۳- اس کی اصل یہ ہے کہ کافر کی ایسے طاقت پر قابض ہو جائیں جو حایوں کے رستہ میں پڑتا ہے، انھوں کا رستہ روک دیں، انہیں اور ہتھیار کی خاطر سفر جاری رکھنے سے منع کریں۔

اس صورت میں حصر شرعی کا پایا جانا علماء کے درمیان متفق علیہ ہے اسی صورت کے وارے میں قرآن پاک کی احصار، اہل آیت مارل ہوئی جیسا کہ پر گندہ چکا (۱)۔

حقیقہ یہ ہے کہ اگر دشمنوں نے مکہ یا عرفہ جانے کا پیکر سترہ رک، یہ دھمک دیا، رستہ میں روک دیکھا جائے گا: اگر اس دھم سے رستہ کو طے کرے میں کھلا ہوا ہو، یہ تکہ دو رستہ بہت بہت شور مگد رہے تو وہ شخص شام حصر ہے، اور اگر اس دھم سے رستہ کو اختیار کرے میں سے کھلا ہوا ہو، رندہ تو وہ شام حصر میں ہے (۲)۔

ثانیہ کے کر یک دھم کے لئے وہ دھم راستہ اختیار کرنا ضروری ہے خواہ وہ رستہ یہ دھم ہو یا اس میں مشقت ہو، بشرطیکہ اس راستہ کے سے درکار شرت اس کے پاس ہو جو ہو۔

فقہاء و نابہ کی عبارتوں میں وہ راستہ اختیار کرے کے لئے مذکورہ بالا باتوں قیدوں میں سے کسی کا کر نہیں ہے، اس سے اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک وہ دھم سے راستہ سے سہارا لازم ہے اگرچہ وہ طویل تر یا مشقت سے بھر پور ہو، اور اگرچہ فقہ اس رستہ کے سے کافی نہ ہو۔ اس سے اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ نابہ

کے کر یک راجح یہ ہے کہ اگر اس کا حج فوت ہو گیا تو اس پر قضاء واجب ہے، یہ تکہ وہ راستہ ہو یا حق اور شاید اس سے منقطع ہونے سے پہلے کر گیا ہے (۱)۔

اور وہ شخص طویل راستہ سے غرض پر رندہ ہو اور رستہ کے طویل یا شہر گندہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے اس کا حج فوت ہو گیا تو اب یا ہوگا اس سلسلے میں فقہ ثانی و فقہ حنبلی میں دو شہور اقوال ہیں، ثانیہ کے کر یک زیادتی قول یہ ہے کہ اس کے دھم قضا لازم نہ ہوگی، بلکہ دھم کی طرح وہ دھم حرم تمام کرے گا، یہ تکہ وہ دھم ہے اور اس نے کوئی کوتاہی نہیں کی ہے۔

اور قول یہ ہے کہ اس کے دھم قضا لازم ہے، جس طرح (احصار کے بغیر) دھم دھم اس رستہ پر چلا ہوگا اور رستہ خشک جانے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے اس کا حج فوت ہو جائے، اگر اس رستہ پر اعتبار سے یہ دھم ہوں تو حج فوت ہونے کی صورت میں بد اختلاف قضااء واجب ہوگی، یہ تکہ یہ شخص حج فوت ہونے کا مسئلہ ہے۔

ب۔ فتنہ کی وجہ سے احصار:

۱۴- اس کی صورت یہ ہے کہ نفوذ باللہ مسلمانوں کے درمیان دھم جنگ برپا ہو جائے، اس کی وجہ سے محرم کو احصار پیش آجائے، جس طرح مسیحیوں میں جان و دھم حضرت عبداللہ بن زبیر کے درمیان جنگ لی وجہ سے فتنہ برپا ہوا تھا۔

(۱) مدار السبل، ۱/۲۶۹ میں ہے: اگر محرم قوت عرفہ سے روک دیں گے اور قوت عرفہ کا وقت نکلے سے پہلے اس نے احرام ختم کر دیا تو اس پر لکھن "اس عبارت میں اس جانب اشارہ ہے کہ اگر قوت عرفہ کے فوت ہونے کے بعد احرام ختم کیا تو اس پر قضاء ہے جیسا کہ یہاں پر لکھا گیا، عبارت نام لوں ماضی کی مجموعہ ۲۴۰/۲ کی ہے ماضی تبدیلی سے ملاحظہ ہو: ماضی ۲۴۵/۲ الاکالی ۱/۶۲۳، کا یہ نسخہ اور اس کی شرح مطابق اولیٰ ۲۴۵/۲

(۱) مجموعہ ۲۶۲/۲، ماضی ۲۵۱/۳

(۲) المسک بہ نقطہ ۲۴۳، الدرر شرح مختصر فتل ۲/۹۳۔

اس سے بھی سارے مرد کے نزدیک بالاتفاق شرعاً احصار تحقق ہو جاتا ہے جس طرح وشم کی وجہ سے احصار تحقق ہوتا ہے (۱)۔

ج۔ قید کیا جاتا:

۱۵۔ اس کی صورت یہ ہے کہ غرم، حرام باندھنے کے بعد قید کر دیا جائے۔

مالکیہ، شافعیہ و حنابلہ نے حق و باطل قید کیے جانے میں فرق یہ ہے کہ باطل قید یا سب سے ظلمت و تاریکی یا اس پر کسی کا دین لازم ہے اور اس کا تک دست ہونا ثابت ہے پھر بھی سے قید کر دیا گیا تو محصر ہوگا اور اگر کسی حق کی بنا پر قید کیا گیا ہے جس حق سے وہ عہدہ ہو سکتا ہے تو اس کے لئے احرام ختم کرنا جائز نہیں ہے، وہ محصر نہیں ہے، اس کا حکم مرض کی طرح ہوگا۔

حنفیہ نے قید کیے جانے کو مطلقاً احصار کا ایک سبب قرار دیا ہے (۲)۔

د۔ دائن کا دیون کو سفر جاری رکھنے سے روکنا:

۱۶۔ شافعیہ اور حنابلہ نے دین کو باب احصار میں حج عمرہ کے مواقع میں سے قرار دیا ہے۔

مالکیہ نے صراحت کی ہے کہ اگر دیون کو طلاق یا تائب و وہ محصر ہوگا ورنہ نہیں، تو یہ مسئلہ حنفیہ کی طرح مالکیہ کے نزدیک بھی (قید کیے جانے) کی طرف لوٹا (۳)۔

(۱)۔ بہرہ فرج۔

(۲)۔ شرح الدرر ۴/۴۳، سواہب الجلیل ۳/۱۵۵، حاشیہ عمیرہ علی شرح الصہاج ۴/۱۴۷، المجموع ۸/۲۲۸، نہایہ المحتاج ۲/۴۷۳، الاکالی ۱/۶۲۸، انہی ۳/۵۱۳، الشرح الکبیر علی التمع ۳/۵۱۶، المسک المصنوع ۲/۴۷۳۔

(۳)۔ روض الطالب ۱/۵۲۸، مفتی المحتاج ۱/۵۳۷، نہایہ المحتاج ۲/۴۷۳۔

ھ۔ شوہر کا بیوی کو سفر جاری رکھنے سے روکنا:

۱۷۔ مذاہب اربعہ (حنفیہ اور اپنے صحابہ قوں کے مطابق مالکیہ، نیز شافعیہ و حنابلہ) اس پر متفق ہیں کہ شوہر اپنی بیوی کو سفر جاری رکھنے سے روکے تو اس کی وجہ سے اس عورت کا احصار تحقق ہو جائے گا۔ اور یہ حکم حج نفل یا عمرہ نفل میں سب کے نزدیک، اور حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک عمرہ الا نام (مطلق عمرہ) میں بھی ہے کیونکہ اس حضرات کے نزدیک عمر فرض میں ہے۔

ارشاد شہ نے بتلایا بیوی کو نفل حج یا نفل عمرہ کی اجازت دے دی اور اس عورت کا کوئی حرم ہے تو شوہر کو یہ اختیار نہیں کہ عورت کے احرام باندھنے کے بعد اس کو روک دے، اس لئے کہ یہ اھوکا ہی ہے، اور اس کے روکنے سے عورت محصر نہیں ہوگی۔

حج اسلام یا حج واجب، حج نذر کی طرح ہے، جب بیوی نے شوہر کی اجازت کے بغیر ان کا احرام باندھ لیا اور اس کے ساتھ جانے والا کوئی حرم موجود ہے تو شوہر کے روکنے سے وہ عورت حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک محصر نہیں ہوگی، اس سے کہ یہ نفل و عورت پر حج واجب ہونے کے لئے شوہر کی اجازت کی شرط نہیں گاتے، شوہر کو یہ اختیار نہیں کہ بیوی کو حج فرض سے روکے، اور نہ اس کے لئے یہ جائز ہے کہ ممنوعات احرام میں سے کسی کے درمیان اس کا احرام ختم کرے، اور اس عورت نے خود احرام ختم کر لیا تو اس کا احرام ختم کرنا صحیح نہیں

= الشرح الکبیر ۳/۵۱۶، مفتی ۳/۵۱۳، المسک المصنوع مسائل جاری ۳/۵۱۳، تحفہ تہذیبی کے ساتھ فتح القدیر ۲/۱۸۸، اسی کے مثل الفتاویٰ الہندیہ ۲/۲۰۶ میں ہے شرح الرقاعی علی مختصر طیل ۲/۳۳۱۔

(۱)۔ بدائع الصنائع ۲/۴۷۳، رد المحتار ۲/۲۰۶، المسک المصنوع ۲/۴۷۳، (۲)۔ الشرح الکبیر ۳/۵۱۶، مفتی ۳/۵۱۳، الشرح الکبیر علی التمع ۳/۵۱۶، المجموع ۲/۴۷۳، الاکالی ۱/۶۲۸، انہی ۳/۵۱۳، الشرح الکبیر علی التمع ۳/۵۱۶، المسک المصنوع ۲/۴۷۳، روض الطالب ۱/۵۲۸، مفتی المحتاج ۱/۵۳۷، نہایہ المحتاج ۲/۴۷۳۔

ہو (۱)۔

ثامعہ عورت پر حج فرض ہونے کے لئے شوہر کی اجازت کی شرط لگاتے ہیں، اس لئے اگر اس کو احرام باندھنے سے پہلے شوہر نے اجازت نہیں دی، اور اس نے حرام باندھ دیا تو شوہ کو اسے روکنے کا اختیار ہے۔ یہ ثامعہ کے صحیح قول کے مطابق پہلی صورت کی طرح ہوگی (۲)۔

اور اگر اس نے حج کا حرام باندھا، اور اس کا شوہر ہے، اس کے ساتھ کوئی حرم نہیں ہے پھر شوہر اسے حج سے روکا تو تنقیہ کے نزدیک ظاہر ہے، یہ میں و ثامعہ و حنابلہ کے نزدیک دو محصرہ ہے۔ مالکیہ کے نزدیک یہ عورت اگر قابل اطمینان رہتا ہے منہ کے ساتھ سفر حج کر سکتی ہو، عورت تو بھی قابل اطمینان ہو تو دو محصرہ نہیں ہوگی، یہ تک مالکیہ کے نزدیک حج فرض میں عورت کے سفر کے لئے تمنا کافی ہے، وہ لوگ حج فرض میں سفر کے لئے شوہر کی اجازت کی شرط نہیں لگاتے (۳)۔

بھی روک سکتے ہیں۔ لیکن والدین کے روکنے سے وہ شخص مالکیہ و حنابلہ کے نزدیک حرم نہیں ہوگا، یہ تک یہ بات گزر چکی ہے کہ مالکیہ کے نزدیک احصار کے اسباب صرف تین ہیں، اور یہ عمل اس میں سے کسی میں بھی داخل نہیں ہے (۱)۔

حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر والدین میں سے کوئی بیٹے کے حج میں جانے کو افسوس نہ کرے، اور اس کے حق خدمت کی ضرورت ہو تو اس کا حج کے لئے حکماً مسموع ہے، اور اگر اس کو خدمت کی ضرورت نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

”اسیے اکتیہ“ میں ہے کہ اگر ماں یا باپ کے رضائے ہونے کا خطہ نہ ہو تو اس کے سفر میں جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، حج فرض والدین کی اطاعت سے بہتر ہے، اور ان کی اطاعت حج نفل سے بہتر ہے (۲)۔

ز۔ درمیان میں پیش آنے والی مدت:

۱۹- اس سے مراد ”احرام کے بعد مدت طاق کا پیش آنا ہے۔ کسی عورت نے حج فرض یا حج نذر یا نقلی حج کا احرام باندھا پھر اس کے شوہر نے اسے طلاق دے دی تو اس پر مدت، جب ہوئی، وہ عورت محصرہ بنائی اور چاہے اس کے ساتھ سفر حج پر جانے کے سے کوئی محرم موجود ہو، یہ حنفیہ کا مسلک ہے، اس میں مسافت سفر کی بھی قید نہیں ہے (۳)۔

و۔ باپ کا بیٹے کو سفر جاری رکھنے سے روکنا:

۱۸- مالکیہ، ثامعہ و حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ والدین کو یا ان میں سے ایک کو یہ اختیار ہے کہ اپنے بیٹے کو طی حج سے روک دیں نہ کہ حج فرض سے۔ مالکیہ کے یہاں ایک روایت کے مطابق حج فرض سے

(۱) المسئلہ المستطار ۴۷۳، نیز ساتھ مراجع، حاکم علیہ کفای ۱۹۹ھ، المغنی ۲۳۰ھ۔

(۲) شرح المنہاج ۱۵۰ھ، المجموع ۲۵۷ھ۔

(۳) بدیع المعنی ۱۶۱ھ، المغنی ۲۳۶ھ، حاشیہ المدنی ۹۲ھ، حاشیہ القدوی علی شرح رسالۃ ابن ابی ریحہ ۵۵۱ھ، قابل اطمینان رہتا ہے سفر کی معیت پر اس وقت اکتفا کیا جاسکتا ہے جب ساتھ جانے کے لئے نہ شوہر کو اپنے نہ کسی محرم کو خواہ اجرت دے کر ہی سہی، بیات ذہن فہم کر لی جائے۔

(۱) شرح الدرر کاشی علی مختصر غلیل ۲۳۱ھ، المغنی ۵۳۳-۵۳۴ھ، المجموع علی المہذب ۲۶۳-۲۶۴ھ، نہایہ لکھنؤ ج ۱ ص ۲۷۹ھ۔

(۲) فتح القدیر ۲/۱۸، الفتاویٰ المہذب ۲۰۶ھ۔

(۳) المسئلہ المستطار ۴۷۵، رد المحتار ۳۲۰ھ، المصنوع ۱۱۱ھ، مسوط میں ہے ”مگر عورت بخت کی حالت میں ہو تو اس کے لئے چار نہیں گرج کے لئے“۔

لبدہ اُتران میں سے کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے تو جب تک بیت اللہ نہ پہنچ جائے احرام ختم نہ کرے، اگر اس کو حج مل جاتا ہے تو بڑی چھٹی بات ہے ورنہ اہمال عمرہ انجام دے کر پناہ احرام ختم کرے، اس کا حکم ”نوات“ کی طرح ہوگا، اس سلسلے میں ”نوات“ کی اصطلاح کا مطالعہ کیا جائے۔

پھر ٹوٹا یا لنگڑا ہو جانا:

۲۱- لنگڑا ہونے سے مراد ایسا ٹمز پن ہے جو سفر حج جاری رہنے میں رکاوٹ بن جائے<sup>(۱)</sup>، اس سبب کی بنیاد حدیث نبوی کا یہ لکھا ہے: ”من كسر أو عرج فقد حل“ (جس کا پیروٹ گویا لنگڑ ہو گیا اس کا احرام ختم ہو گیا)۔

مرض:

۲۲- یہاں بھی مرض معتبر ہے جس کے بارے میں ظن غالب ہو یا دین دار طبیب حاذق نے بتایا ہو کہ یہ مرض سفر کرنے سے نہیں بڑھے گا۔ مرض کی وجہ سے احصار کے سلسلے میں اصل وہی حدیث ہے جس کا ذکر اوپر آچکا، اس حدیث کی بعض روایات میں ”أو مرض“ (یا بیمار ہوا) بھی آیا ہے۔

نفقہ یا سواری کا ہلاک ہو جانا:

۲۳- اگر احرام باندھنے کے بعد رات میں محرم کا نفقہ چوری ہو گیا یا ضائع ہو گیا یا لالٹ یا نیایا ختم ہو گیا، تو اگر وہ بیوی جانتے پر قادر ہے تو وہ محصر نہیں ہے، اگر قادر نہیں ہے تو محصر ہے، جیسا کہ ”اُمّ ایس“ میں ہے<sup>(۲)</sup>۔

(۱) المسک المصنوع ۲/۲۷۳۔

(۲) المسک المصنوع ۲/۲۷۳۔

مالکیہ نے مدت طاق پر شوم کی وفات واپس مدت کا حکم جاری کیا ہے۔

شافعیہ نے کہا ہے کہ اگر عورت نے شوہر کی اجازت سے یا بد اجازت حج کا یا حج عمرہ دونوں کا احرام باندھا پھر اس نے اسے طلاق دے دی یا مر گیا، وہ وقت تک ہونے کی وجہ سے عورت کو حج کے نوات ہو جانے کا خطرہ ہے تو اس پر وہ سبب ہے کہ مدت کی حالت میں حج کے سے نکل پڑے، کیونکہ اس نے احرام مدت سے پہلے باندھا ہے اور اگر وقت میں وسعت کی وجہ سے اسے فوت ہونے کا خطرہ نہیں ہے بلکہ اطمینان ہے تو اس کے لئے حالت مدت میں نہ حج کے سے نکلنا جائز ہے، کیونکہ تاقیہ کو لازم کرنا، اپنے میں اسے کافی عرصہ تک احرام کی پابندیوں کو جھیلنا پڑے گا۔

حنابلہ نے طلاق بائن اور رجعی کی مدت میں فرق کیا ہے، دو طلاق بائن کی مدت کے دوران حج کے لئے نکل سکتی ہے، اور طلاق رجعی کی مدت میں عورت بیوی کی طرح حالت احصار میں ہوتی ہے<sup>(۱)</sup>۔

سفر حج کو جاری رکھنے سے روکنے والی علت کی

وجہ سے رکاوٹ

۲۰- اس کی چند صورتیں یہ ہیں: (۱) حج واپس جانا یا لنگڑا ہو جانا، (۲) بیماری، (۳) نفقہ کا ضیاع، (۴) سواری کا ہلاک ہو جانا، (۵) پیسے چھپے سے عاجز ہونا، (۶) تہ بھٹک جانا۔ ان اسباب میں سے کسی سبب سے احصار کا تحقق ہو جانا حنفیہ کا مسلک ہے۔

جمہور فقہاء کے نزدیک ان اسباب سے محرم شرعاً محصر نہیں ہوتا،

پیدل چلنے سے ساجز ہونا:

۲۴- اگر ایک شخص نے احرام باندھا اور وہ آغاز احرام سے پیدل چلنے سے عاجز تھا، وہ وقفہ پر تاور ہے لیکن سواری پر تاور نہیں تو ایسی صورت میں وہ محصر ہے (۱)۔

راستہ بھٹک جانا:

۲۵- جو شخص مکہ یا عرفہ کا راستہ بھٹک گیا وہ محصر ہے (۲)۔

## احصار کے احکام

احصار کے احکام دو چیزوں میں دہرے ہیں:

(۱) تحلل (احرام سے نکلنا)، اور (۲) تحلل کے بعد محصر پر واجب ہونے والی چیز (۳)۔

## تحلل

تحلل کی تعریف:

۲۶- لغت میں تحلل کا معنی یہ ہے کہ انسان ایسا کام کرے جس سے وہ حرمت کے دائرہ سے نکل جائے (۴)۔

اصطلاح میں تحلل کا مفہیم ہے: احرام کو فسخ کرنا۔ رش بیت کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق حرام سے باہر آنا (۵)۔

(۱) حوالہ بالا ۲۷-۲۸۔

(۲) حوالہ بالا۔

(۳) ملاحظہ ہو: کاسانی کی بدائع الصالح ۲/۱۷۷۔

(۴) لمصباح النہیر: مادہ (تحلل)۔

(۵) بدائع الصالح ۲/۱۷۷۔

محصر کے لئے تحلل کا جواز:

۲۷- جب محصر کے لئے احصار تحقق ہو گیا تو اس کے لئے تحلل (احرام ختم کرنا) جائز ہو جاتا ہے۔

یہ علم علماء کے درمیان متفق علیہ ہے، البتہ احصار شرعی کے تحقق کے لئے ہر ایک کے یہاں معتدہ سبب کا طعن ہوتا ہے۔

احرام کے بارے میں اصل یہ ہے کہ محصر نے جس تک (حج و عمرہ) کا احرام باندھا ہے اس کی تکمیل اس پر واجب ہے، اور اس احرام کے واجبات کو مکمل کرنے بغیر وہ اس سے باہر نہیں ہو سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ" (۱) اور حج و عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرنا۔

لیکن اس اصل سے استثناء کرتے ہوئے محصر کے لئے احرام کے تقاضا کو پورا کرنے سے پہلے تحلل (احرام سے باہر آنا) جائز ہے، کیونکہ اس پر دلیل شرعی موجود ہے۔

محصر کے لئے تحلل کے جواز کی دلیل اللہ تعالیٰ کا درج ذیل ارشاد ہے: "فَإِنْ أَخْصَرْتُمْ فَمَا اسْتَمْسَرُ مِنَ الْهَدْيِ" (۲) (پھر اگر محصر جاؤ تو جو بھی قربانی کا جانور میسر ہو (اسے پیش کرو)۔

اس آیت کریمہ سے استدلال کی وجہ یہ ہے کہ یہ کلام یک مضمون کی تقدیر پر مبنی ہے، اور معنی اس کا (اللہ بہتر جانتا ہے) یہ ہے: "فَإِنْ أَخْصَرْتُمْ عَنْ إِمْتَامِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، وَلَوْ دُتُمْ لَنْ تَحْتَوُوا فَاذْبَحُوا مَا تَمَسَّرُ مِنَ الْهَدْيِ" (جس اگر تم حج و عمرہ کرنے سے روک دیے جاؤ اور حائل ہو جانا چاہو تو، حج کرو جو ہدی میسر ہو)۔

اس تقدیر عبارت کی دلیل یہ ہے کہ خود احصار سے ہدی واجب نہیں ہوتی، چنانچہ محصر کے لئے جائز ہے کہ احرام ختم نہ کرے بلکہ

(۱) سورہ بقرہ ۱۹۶۔

(۲) سورہ بقرہ ۱۹۶۔



## احصار ۲۸

اگلے سال تک احرام کی حالت میں رہے، البتہ اس کا احرام ختم کر دینا افضل ہے (۱)۔

۱۔ اس میں تین اسباب (۱) ثمن، قید یا جانا کے علاوہ کی ہیں۔ جب مثلاً مرض کی وجہ سے حج یا عمرہ مکمل نہیں کر سکا تو اگر مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ چکا تو اس کے لئے مکروہ ہے کہ اپنا حج کا احرام اگلے سال کے لئے باقی رکھے۔ بلکہ عمرہ کر کے پنا احرام ختم کر لے گا (۲)۔

ثانیہ بقت میں، عت۔ رنگی کی حالتوں میں فرق کرتے ہیں، اگر بقت میں عت ہو تو افضل یہ ہے کہ غسل میں جلدی نہ کرے، ہو سکتا ہے کہ بقت کے اندر ہی مانع ہو جائے تو وہ حج مکمل کر لے گا، عمرہ کا حکم بھی اسی کی طرح ہے، اور اگر بقت میں تنگی ہو تو افضل یہ ہے کہ غسل میں جلدی کرے، تاکہ اس کا حج فوت نہ ہو جائے لیکن یہ اس وقت ہے جب کہ محصر محرم کو یہ ظن غالب نہ ہو کہ وہ احصار کے بعد بھی حج کو پالے گا یا تین دن کے اندر عمرہ پا لے گا، اگر یہ ظن غالب ہو تو صبر کرنا واجب ہوگا (۳) جیسا کہ گذر چکا۔

ثالثہ نے مطلقاً یہ بات کہی ہے کہ اس کے لئے احصار کے ختم ہونے کی امید کے ساتھ احرام کی حالت میں قیام کرنا مستحب ہے، جب تحمل سے پہلے اس کا احصار ختم ہو تو اس پر واجب ہے کہ اپنے حج یا عمرہ کو مکمل کرے (۴)۔

خلاصہ یہ ہے کہ تحمل کے جواز پر تو اتفاق ہے البتہ اختلاف اس میں ہے کہ تحمل افضل ہے یا احرام باقی رکھنا، اگر محصر تحمل کا فیصلہ کرتا ہے تو جب چاہے تحمل کر لے بشرطیکہ وہ کام کرے جو تحمل کے لئے لازم ہے، جس کا ذکر اس کے موقع پر آئے گا۔

حسب سابق محرم باقی رہے، یہاں تک کہ رکاوٹ دور ہو جائے تو جس چیز کا احرام باندھ رکھا تھا اس کو اترے (۱)۔

سنت سے اس کی دلیل رسول اکرم ﷺ کا عمل ہے، حدیبیہ کے سال جب مشرکین نے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کو خانہ کعبہ جا کر عمرہ کرنے سے روکا تو رسول اکرم ﷺ نے خود احرام ختم کیا اور صیہ کو بھی احرام ختم کرنے کا حکم فرمایا، جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔

مصر کے لئے احرام ختم کرنا، افضل ہے یا احرام برقرار رکھنا؟ ۲۸۔ حنفیہ نے مصر کے بارے میں مطلق کہا ہے کہ اس کے لئے تحمل (احرام ختم کرنا) جائز ہے (۲)، لہذا اس کے لئے رخصت ہے تاکہ احصار رہا ہونے کی وجہ سے اسے مشقت نہ ہو، اس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ محرم باقی رہے (۳)، احرام ختم کیے بغیر اپنے ظن لوٹ جائے اور خوف زائل ہونے تک محرم رہے۔

مالکیہ کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک احصار کے جو تین اسباب معتبر ہیں اگر ان میں سے کسی کی وجہ سے حج مکمل کرنے میں رکاوٹ پیش آجائے اس طور سے کہ خوف عرفہ اور طواف کعبہ دونوں سے روک دیا جائے، یا عمرہ مکمل کرنے سے رکاوٹ پیش آئے، اس طور سے کہ طواف یا سعی سے اسے روک دیا جائے تو وہ محض نیت سے اپنا احرام ختم کر سکتا ہے، خواہ حج کا احرام ہو یا عمرہ کا، جس مقام پر بھی ہو، مکہ سے قریب ہو یا دور، مکہ میں، غل ہو یا نہیں، اس سے یہ بھی اختیار ہے کہ

(۱) بدائع الصنائع ۲/۷۷۷۔

(۲) فتح القدیر طبع المہدیہ ۲/۲۹۵، اس کے لئے تحمل ملال ہے جیسا کہ الدر المنثور ۲/۳۴۰ میں ہے۔

(۳) رد المحتار ۲/۳۴۰، اس سے پہلے ہم ”جواز تحمل“ کی عبارت نقل کر چکے ہیں بدائع الصنائع ۲/۷۷۷ حاشیہ کا ساتھی کے الفاظ ہیں۔

(۱) شرح الدرر بحوالہ الدرر ۲/۳۴۰۔

(۲) حوالہ ۲/۳۴۰ شرح الدرر ۲/۳۴۰۔

(۳) شرح الصواع صواعیہ اقلیوی ۲/۷۷۷، اجوب ۲/۲۳۲۔

(۴) انصی ۳/۵۹۳۔

لازم ہوں گی، حنفیہ کے یہاں ایک ہدی حج فاسد کرنے پر دوسری احصار کی وجہ سے لازم ہوگی، چونکہ حنفیہ کے نزدیک حج فوت ہونے پر دم لازم نہیں ہوتا، اور مالکیہ کے نزدیک ایک ہدی حج فاسد کرنے پر (۱) اور دوسری ہدی حج فوت ہونے پر لازم ہوگی (۲)۔

احرام کی حالت میں باقی رہنا:

۳۰- اگر محصر نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ احرام ختم نہیں کرے گا بلکہ رکعت اور ہونے تک احرام کی مشقت برداشت کرے گا تو حج کے تعلق سے اس کی حالتیں ہوتی ہیں: پہلی حالت یہ ہے کہ مانع دور ہونے کے بعد وہ حج پالے پر قار ہو اس طور پر کہ سے قوف عرفہ مل سکتا ہو تب تو ذی الحجہ کی بات ہے۔

دوسری حالت یہ ہے کہ قوف عرفہ فوت ہو جانے کی وجہ سے وہ حج پالے پر قار نہیں ہے، اس حالت کے بارے میں حنفیہ، شافعیہ اور حنبلیہ اس پر متفق ہیں کہ وہ حائل ہو جائے گا، جس طرح فوت حج کی صورت میں حائل ہو جانا ہے بایں طور کہ اعمال عمرہ اور کر لے، لیکن آگے پھر اختلاف ہے، حنفیہ کہتے ہیں کہ اس پر دم لازم نہیں ہے، چونکہ حج فوت ہونے کی صورت میں یہی حکم ہے، اس پر نہ وہ حج کی قضا لازم ہوگی۔

شافعیہ اور حنبلیہ کہتے ہیں کہ اس پر دم فوت ہوگا نہ کہ دم احصار، شافعیہ کے یہاں اصح قول کے اعتبار سے اس پر قضا لازم

(۱) دم فساد کے بارے میں ملاحظہ ہو: شرح المکون للہجی ۱/۱۲۲، مجموع ۵۸۱/۳۵۸ یعنی ۳۳۳، لکھنؤ شرح الموطا ۳۳۳، نہایت اکتاج ۲/۵۵۷، الہدایہ ۲/۲۳۸-۲۳۹، فساد حج کی وجہ سے واجب ہونے والی ہدی کی نوعیت کے بارے میں حنفیہ کے یہاں کچھ تفصیل ہے۔

(۲) شرح الترمذی ۲/۳۳۸، شرح المنہاج ۲/۵۱۲، لکھنؤ ۳۳۳، یعنی ۳۲۸، فتح القدیر علی الہدایہ ۲/۳۰۳۔

عام حلاء کے نزدیک یہ حکم احصار کی تمام صورتوں میں یکساں جاری ہوگا، خواہ احصار صرف حج سے ہو یا عمرہ سے یا دونوں سے ساتھ ساتھ (۱)۔

فساد احرام سے تحلیل:

۲۹- جس محرم کا احرام فاسد ہو گیا ہو اگر اسے احصار پیش آجائے تو اس کے لئے اپنے فاسد احرام سے حائل ہو جانا جائز ہے، محرم ہائے نے اس طور پر جماع کیا جس سے حج فاسد ہو گیا پھر اسے احصار پیش آیا تو حائل ہو جائے، اور اس پر حج کے فاسد کرنے کی وجہ سے ایک دم لازم ہوگا، اور ایک دم احصار کی وجہ سے حج فاسد کرنے کی وجہ سے بالاتفاق اس کی قضا بھی لازم ہوگی، اس لئے کہ قضا کے بارے میں اختلاف اس صورت میں ہے جب کہ احرام صحیح کے بعد احصار پیش آیا ہو۔

مگر اس شخص نے حرام ختم نہیں کیا یہاں تک کہ قوف عرفہ فوت ہو گیا، اس کے سے قوف کعبہ منمن نہ رہا تو وہی جگہ محصر کی طرح احرام ختم کرے گا، اس کے ساتھ میں دم لازم ہوں گے: (۱) حج فاسد کرنے کا دم، (۲) فوت حج کا دم، (۳) احصار کا دم، حج فاسد کرنے کا دم بد نہ (اونٹ) کی قفل میں ہوگا، باقی دونوں دم میں بھی بکری ذبح کرنا کافی ہوگا اور ایک قسا، لازم ہوگی (۲)۔

میں مالکیہ پہلی صورت میں ایک ہدی کو کافی قرار دیتے ہیں، یہ ہدی حج فاسد کرنے کی وجہ سے لازم ہوگی، یہ ہدی بد نہ (اونٹ) ہوگا، اس لئے کہ مالکیہ کے نزدیک محصر پر ہدی نہیں۔

دوسری صورت میں حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک اس پر دوسری

(۱) بدیع الصنائع ۲/۷۷، تفسیر القرطبی ۲/۵۳۔

(۲) مجموع ۲۸/۳۳۰، سیاق عبارت المجموع ہی کا ہے، المسئلک المستعظ ۲/۷۷، مسمی ۳۶۰، واجب الجلیل ۳/۲۰۱۔

تحلل کے مشروع ہونے کی حکمت:

۳۲- حیوان کا سانی نے کھ ہے مگر فصل کا محتق ہے، اس سے کہ اسے احرام کے تقاضا پر عمل کرنے سے اس طور پر روک دیا گیا ہے کہ وہ اس رکاوٹ کو دور کرنے پر قادر نہیں ہے اگر اس کے سے فصل جائز نہ ہو تو وہ حرم باقی رہے گا۔ احرام کی پابندی اس پر اس وقت تک مانتی رہے گی جب تک کہ رکاوٹ دور ہونے کے بعد وہ مباحات انجام نہیں دے لے گا جس کا احرام باندھا تھا، اس میں جو ضرر و فتنہ ہے، مگر نہیں، لہذا ضرر و فتنہ دور کرنے کے لئے تحلل اور احرام سے باہر نکلنے کی ضرورت پیش آتی۔

عام علماء کے کہ ایک فصل کی ضرورت اور اجازت احصار کی تمام صورتوں میں ہے، خو لو حج سے احصار ہو یا عمرہ سے یا دونوں سے (۱)۔

محصر کا احرام کس طرح ختم ہوگا

۳۳- جس احرام میں احصار واقع ہوا ہے اس کے مطلق پر مفید باشد ط ہونے کے اعتبار سے احصار کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: احرام مطلق میں احصار، احرام مطلق سے وہ احرام مراد ہے جس میں محرم نے اپنے لئے یہ شرط نہیں لگائی ہے کہ کوئی مانع پیش آنے پر اسے فصل کا حق ہوگا۔

دوئم قسم: اس احرام میں احصار ہے جس میں محرم نے تحلل کی شرط لگائی تھی۔

احرام مطلق میں احصار پیش آنے کی وجہ سے تحلل

۳۴- فقہ حنفی کے مطابق اس احصار کی دو قسمیں ہیں:

نہیں، ورنہ حجابہ کے نزدیک قضاء لازم ہے، جیسا کہ ان کے یہاں قاعدہ ہے: "ان من لم يتحلل حتى فسد الحج لزمه القضاء" (۱)  
(وہ شخص جو احرام سے نہیں نکلا یہاں تک کہ اس کا حج فوت ہو گیا تو اس پر قضاء لازم ہے)۔ مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر محصر اپنے احرام پر قائم رہا یہاں تک کہ اگلے سال کے حج کے احرام کا وقت آیا، رکاوٹ دور ہوئی تو اس کے سے جائز نہیں کہ عمرہ کے ذریعہ احرام ختم کر دے۔ کیونکہ باقی ایام میں احرام پر قائم رہنا اس کے لئے آسان ہے (۲)۔ مالکیہ نے حج فوت ہونے کے بعد بھی احرام باقی رکھنے کو جائز قرار دیا ہے، عمرہ کے ذریعہ احرام ختم کرنے کو لازم نہیں قرار دیا ہے، ان کے نزدیک حج کا سابق احرام آئندہ سال کے لئے کافی ہے (۳)۔

۳۱- اگر محصر یہ قرار دے کہ حج فوت ہو یا تو مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک محصر کی طرح وہ احرام ختم کر سکتا ہے اور اس پر قضاء لازم نہیں۔ شافعیہ کے نزدیک اس پر دم لازم ہوتا، اور ایک قول کے مطابق اس پر قضاء بھی لازم ہے (۴)۔

حنابلہ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس پر قضاء لازم قرار دیتے ہیں (۵)۔ حنفیہ کے نزدیک اس شخص کا حکم اس کے مثل ہے جس کا حج فوت ہو گیا ہو، احصار کا اس کے حکم پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔

(۱) المسبک المختصر ۴۸۵، المجموع ۲۳۱/۸، سیاق مباحث المجموع کا ہے، بعض سر ۳۵۹، الاکنی ۶۲۷، مطالب ولی ایسی ۵۷۲ ص

(۲) حاشیہ الدسوقی ۴۳، اس کا سرفہرہ شرح الفریقانی ۳۳۶ ص سے کیجئے، طائی نے حکم کو اس شخص کے ساتھ خاص کرنے پر تنقید کی ہے جو عمرہ کے ذریعہ احرام ختم کرے دسوقی نے بھی اس پر سمجھ کی ہے۔

(۳) ساجد، الجلیل ۱۹۸ ص، حاشیہ الدسوقی حوالہ بالا۔

(۴) المجموع ۲۳۱/۸، ساجد، الجلیل ۲۰۰ ص۔

(۵) اس کی وجہ ہم اوپر بیان کر چکے۔

(۱) بدائع الصنائع ۷۷۷ ص، فتح القدیر ۳۹۶ ص، اردوب، المجموع والا ح ۲۳۲/۸، الاکنی ۶۲۷ ص۔

قسم ہوں: جتنی رکعت کے درمیان احصار یا ایسی شے رکعت کے ذریعہ جو خالص حق اللہ کے لئے ہو، بندے کے حق کا اس میں کوئی دخل نہ ہو۔

قسم دوم: ایسی شے رکعت کے درمیان احصار جس کا تعلق نہایت حق العبد سے ہو، حق اللہ سے نہ ہو۔

حکم کے متعلق سے اس تقسیم کا نتیجہ اجماعاً یہ خلیہ کے مطابق ہے اس صورتوں میں جن کے احصار ہونے پر وہ خلیہ کے ساتھ متفق ہیں۔

محصر کے احرام سے نکلنے کا طریقہ

اول: تحلل کی نیت:

۳۵- وسیع معنی میں تحلل کی نیت محصر کے احرام سے باہر آئے کے سے بطور شرط اصولی طور پر متفق عدیہ ہے۔ پھر تفصیلات میں کچھ اختلاف واقع ہو ہے۔

ثانیہ (۱) اور حنبلیہ (۲) ہدیہ کرتے وقت نیت تحلل کی شرط کا تے ہیں یعنی محصر ہدیہ کو باہر کرنے میں تحلل کی نیت کرے۔ اس لئے کہ ہدیہ ذبح کرنا کبھی تحلل کے لئے ہوتا ہے، کبھی ہی "احرام کے لئے، لہذا واجب ہے کہ دونوں میں تمیز کرنے کے لئے نیت کرے پھر سرمنڈائے، اور اس لئے بھی کہ جس نے حج یا عمرہ کے اہل انجام دے لیے اس نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی، لہذا انہیں مکمل کر دینے کی وجہ سے احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو جائے گا۔ اسے نیت فی ضرورت نہ ہوگی، اس کے برخلاف محصر شخص ممانعت مکمل کرنے سے پہلے اس سے نکلتا چاہتا ہے، لہذا اسے نیت کی ضرورت ہوگی۔

(۱) لہذا پ ۲۳۳/۸، المجموع ۲۳۷/۸، شرح المساجد ۱۳۸/۲، مزیہ توجیہ کے لئے ملاحظہ ہو: حاشیہ عمیرۃ صفی با، نیز ملاحظہ ہو: نہایت المساجد ۲۷۶/۲

(۲) ایسی ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶

ان طرح سرمنڈانے کے وقت بھی تحلل کی نیت شرط ہوگی، کیونکہ ثانیہ کے اصح قول کے مطابق حلق (سرمنڈانا) عبادت ہے اور تحلل حاصل ہونے کے لئے شرط ہے، جیسا کہ آئندہ آئے گا (فقہ نمبر ۲۶) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہدیہ ذبح کرنے کے وقت نیت شرط ہے۔

مالیہ (۱) کا مسلک یہ ہے کہ جس شخص کو ثمن فتنہ یا باحق قید کی وجہ سے احصار پیش آیا ہو اس کے لئے تحلل کا رکن صرف نیت ہے، یہ لوگ صرف نیت کے ذریعہ تحلل کریں گے، نیت کے علاوہ کوئی اور چیز کافی نہیں ہے، حتیٰ کہ اگر تحلل کی نیت کے پیر ہدیہ ذبح کیا ہو سرمنڈانہ احرام سے باہر نہیں ہو۔

خلیہ کہتے ہیں: "جب حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام باندھے والا محصر ہو جائے اور وہ احرام سے نکلنے کا ارادہ کرے (اس شخص کے برخلاف جو احصار رائل ہونے کے انتظار میں اپنے احرام پر باقی رہنا چاہتا ہو) تو اس پر واجب ہے کہ ہدیہ بھیجے" (۲)۔

اس نے تحلل کو ہدیہ بھیجنے اور تحلل کی نیت سے اسے ذبح کرنے پر متوقف کیا ہے اور ان لوگوں کا استثناء کیا ہے جو اپنے احرام پر باقی رہنا چاہتے ہوں، لہذا اگر محصر نے ہدیہ بھیجی پس اس کا ارادہ ہے کہ احصار ختم ہونے کا انتظار کرے تو ہدیہ ذبح ہونے سے وہ اس سے نہیں بہکا گا یہ کہ تحلل کا ارادہ ہو۔

دوم: ہدیہ کا ذبح کرنا:

ہدیہ کی تعریف:

۳۶- ہدیہ سے مراد وہ جانور وغیرہ ہیں جو ہدیہ کے طور پر حرم بھیجے

(۱) شرح الدرر صافیہ: ۹۳/۲، ۹۴/۲، ۹۵/۲، ۹۶/۲، ۹۷/۲، ۹۸/۲، شرح المرقاۃ ۳۵/۲

(۲) جیسا کہ باب المساک اور اس کی شرح المسک المتعظم ۲۷۶ میں ہے۔

## احصار ۳۶-۳۸

ہونے کی ایک شرط دی گئی ہے کہ اس کے پاس ہدی ہو۔  
مالکیہ کے قول کی بنیاد ایک قیاسی دلیل ہے جس کے ابو لوید جی  
نے نہ لایا ہے کہ یہ ایک جائز فعل ہے، اس میں حرم کی کوئی کمی کا  
فصل نہیں ہے اور نہ اس نے کوئی نقص پیدا کیا ہے لہذا اس کی وجہ سے  
ہدی واجب نہ ہوتی جس طرح حج و عمرہ مکمل کرنے کی صورت میں  
ہدی واجب نہیں ہوتی (۲)۔

احصار کی صورت میں کون سی ہدی کافی ہے؟

۳۷- ہدی میں ایک آدمی کی طرف سے ایک بکری کافی ہے، اور  
ایسی مینڈھا یا تفاق علاوہ راہب نہ جو اونٹ اور گائے ہے تو جمہور  
کے ہر ایک جن میں اندازہ بھی شامل ہیں وہ سات آدمیوں کی  
طرف سے کافی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے: ”ہدی“ کی اصطلاح۔

مھر پر کون سی ہدی واجب ہے؟

۳۸- فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص صرف حج یا صرف عمرہ کا  
احرام باندھے اگر اسے احصار پیش آجائے تو اس پر احرام سے حلال  
ہونے کے لئے ایک ہدی ذبح کرنا لازم ہے۔

قارن جس نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ رکھا ہے اسے

(۱) تفسیر قرطبی ۳/۵۱۸-۵۱۹ اس حدیث کی روایت بخاری نے ان الفاظ کے ساتھ  
کی ہے: ”ان رسول اللہ ﷺ نحو قبل ان يعطى وامنوا اصحابه  
بملك“ (رسول اللہ ﷺ نے طوق سے پہلے لڑکھا اور اپنے اصحاب کو بھی ایسا  
کرنے کا حکم دیا) بخاری، احمد و دارقطنی نے عمرۃ الحدیث سے حج و عمرہ کی حدیث  
میں مسودہ و مروءین سے یہ روایت کیا کہ نبی ﷺ جب کتاب (صحاح) کے  
کے فضیہ سے فارغ ہوئے تو اپنے اصحاب سے فرمایا: ”قوموا فاصنعوا وامنوا  
احلقوا“ (تم لڑکھ کر پھر حلق کرو) (فتح الباری ۳/۱۰۸) حج المستقر، نیل لاہور  
۲/۵ طبع مطبعہ اشرفیہ ۱۳۵۷ھ۔  
(۲) الشیخ شرح الموطا ۳/۲۷۳۔

جائیں (المیلن یہاں اور خاص طور سے حج کی بحثوں میں وہ لغت،  
گائے، بکری، بھیڑ، مینڈھے مراد ہیں جو حرم کی طرف بھیجے  
جائیں۔

مھر کے حلال ہونے کے لئے ہدی کے ذبح کا حکم:

۳۶- جمہور کا مسلک یہ ہے کہ مھر پر ہدی کا ذبح سبب  
ہے تاکہ وہ اپنے احرام سے باہر آ سکے۔ اور اگر اس نے ہدی نہ دی اور  
بھیج دی تو جب تک ذبح نہ کرے حال نہیں ہوگا۔ یہ حنفیہ (۲)۔  
شافعیہ (۳)۔ حنابلہ (۴)۔ و مالکیہ میں سے احزاب کا قول ہے۔

مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ شخص میت کرنے سے مھر کا احرام ختم  
ہو جائے گا۔ اس پر ہدی ذبح کرنا واجب نہیں بلکہ سنت ہے، اس کی  
اثبتیت شرط کی نہیں ہے (۵)۔

جمہور کا استدلال قرآن کریم کی آیت: ”فان احصرتم فما  
استيسروا من الهدي“ (۶) سے ہے جیسا کہ پہلے ذکر کیا۔

جمہور نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے کہ حدیث کے من  
رسول ﷺ نے جب تک ہدی نہیں ذبح کر لی حلال نہیں  
ہوئے اور نہ پناہ منڈو لیا، اس سے معلوم ہوا کہ مھر کے حلال

(۱) لمصباح المہر بارہ (ہدی)، التہذیب لابن الاثیر ۵/۵۵۳، المجموع  
۲/۶۸-۲/۶۹۔  
(۲) ہدایہ مع شروح ۴/۴۹۷، دلائل الصالح ۴/۱۷۷-۱۷۸، متن التلویح،  
رد المحتار ۳/۳۲۔  
(۳) المہر ب ۸/۴۳۲، المجموع ۶/۸۲۶، شرح لمصباح ۲/۱۳۸۔  
(۴) امس ۳/۳۵۷-۳۵۸، الکافی ۱/۶۲۵۔  
(۵) مصابیح الجلیل ۳/۱۹۸، شرح الدرر و صفیر الدرر ۴/۹۳، رقائق  
۳/۳۳۵۔  
(۶) المہر ب ۸/۴۳۳، اور حذوہ عن المجموع ۸/۵۷۸، آیت سورہ بقرہ  
۱۹۱ کی ہے۔

ہدی احصار کے ذبح کا مقام:

۳۹- شافعیہ<sup>(۱)</sup> کا مسلک اور حنابلہ<sup>(۲)</sup> کی ایک روایت یہ ہے کہ حصر کو جہاں احصار پیش آیا ہے وہ وہیں ہدی ذبح کرے گا اگر حرم میں ہو تو حرم میں ہدی ذبح کرے اور اگر دوسری جگہ ہو تو وہیں ذبح کرے حتیٰ کہ اگر حرم کے باہر احصار پیش آیا اور اس کے لئے حرم پہنچنا ممکن ہے پھر بھی اس نے مقام احصاری پر ہدی ذبح کر دی تو دونوں مسلک کے استیصال کے مطابق درست ہوگا۔

حنفیہ<sup>(۳)</sup> کا مسلک اور امام احمد کی ایک روایت یہ ہے کہ ہدی احصار کو ذبح کرنے کے لئے حرم متعین ہے، جب حصر احرام ختم کرنا چاہے تو اس پر واجب ہے کہ ہدی حرم نیچے، وہاں اس کا نائب اس کی طرف سے ہدی ذبح کرے، یا ہدی کی قیمت بھیج دے تاکہ اس سے ہدی خرید لی جائے اور اس کی طرف سے ہدی ذبح کی جائے، پھر یہ کہ صرف ہدی بھیجنے سے حامل نہ ہوگا اور نہ صرف ہدی کے حرم میں پہنچ جانے سے حامل ہوگا جب تک اسے حرم میں ذبح نہ کیا جائے، اگر حرم کے باہر ہدی احصار پیش کر دی تو اس کا احرام ختم نہیں ہو بلکہ وہ حسب سابق حالت احرام میں ہے، جس کے ساتھ ہدی نیچے اس سے ذبح کا وقت طے کر لے تاکہ اس وقت کے بعد اپنا احرام ختم کرے، اگر حصر کو معلوم ہو جائے کہ ہدی حرم کے باہر ذبح کی گئی ہے تو یہ ذبح اس کے لئے کافی نہ ہوگی<sup>(۴)</sup>۔

(۱) المہذب مع المجموع ۲۲۳/۸-۲۶۷، شرح المسماح ۲۸/۲، المہذب المکتاب ۳۷۵/۲

(۲) الکافی ۱۲۵/۱، المغنی ۳۵۸/۳

(۳) بدایع شروح ۲۷۷، شرح الکفر للعلی ۲۸/۲، بدایع الصنائع ۹۷/۲، المسئلہ المختصہ ۲۷/۲، عبارت اسی کتاب کی ہے۔

(۴) غصب منکلی کے سلسلے میں دو ساجدہ مراجع ملاحظہ ہوں، اسی میں ہے ”وأنه علم یاس شخص کے سلسلے میں ہے جس کا احصار عام ہو“۔

اگر حصار پیش جانے تو اس پر جو واجب ہوگا اس میں اختلاف ہے۔ شافعیہ<sup>(۱)</sup> اور حنابلہ<sup>(۲)</sup> اس طرف گئے ہیں کہ ایک دم سے وہ حامل ہوگا، اس لئے کہ انہوں نے بغیر کسی تفصیل کے حصر پر ہدی کے وجوب کو علی الاطلاق بتایا ہے، اور یہ مسئلہ مشہور ہے۔

حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ قارب حرم میں وہ دم دے کر ہی حامل ہوتا ہے<sup>(۳)</sup>۔ اس اختلاف کی بنیاد احرام قارن کی حقیقت کے بارے میں فریقین کے نقطہ نظر کا اختلاف ہے (دیکھئے ”احرام“ کی اصطلاح)۔

شافعیہ اور ابی کے ذمہ خیال فقہاء کے یہ ایک قارن ایک ہی احرام ہوا ہے ہوئے ہے جو حج عمرہ دونوں کے احرام کے قائم مقام ہے، اسی لئے وہ حضرات فرماتے ہیں کہ قارن کے لئے ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی حج اور عمرہ دونوں کے لئے کافی ہے، اس لئے ان حضرات نے احصار کی صورت میں ایک ہی ہدی قارن کے ذمہ لازم کی ہے۔

حنفیہ کے یہ ایک قارن دو احرام ہوا ہے ہوئے ہے، حج کا احرام اور عمرہ کا احرام، اسی لئے وہ قارن پر دو طواف اور دو سعی لازم کرتے ہیں، لہذا احصار کی صورت میں دو ہدی بھی لازم کرتے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ افضل یہ ہے کہ دونوں ہدی کو متعین اور واضح کر دیا جائے کہ یہ احصار حج کی ہدی ہے اور یہ احصار عمرہ کی، اسی طرح انہوں نے بصورت قرآن جہاں عمرہ پر ایک دم لازم ہوتا ہے وہاں قارن پر دو دم لازم رہتے ہیں، اور ایسے ہی صدق۔

(۱) المہذب مع المجموع ۲۳۲/۸-۲۳۶، شرح المسماح ۲۸/۲

(۲) المغنی ۳۵۷-۳۵۸، الکافی ۱۲۵/۱

(۳) الاختیار ۱۶۸، المہذب ۲۷۸/۲، بدایع الصنائع ۹۷/۲، اللباب وراہی کی شرح ۷۷/۲، تہذیب الاصول وحاشیہ رد المحتار ۲۲۰/۲

حنفی نے "ما قربات" (اللہ کی قربت و رضا مندی کے سبب جو جائز و حلال کیے جاتے ہیں) پر قیاس کرتے ہوئے بھی استدلال یہ ہے، اس لئے ہدی احصار بھی "ما قربت" ہے، ورنہ وہاں (یعنی جائز و حلال کرنا) خاص زمانہ یا خاص جگہ ہی میں قربت و رضا مندی ہوگا، پس اس وقت زمان اور مکان کے بغیر یہ عمل قربت نہیں ہوگا، بلکہ زمانہ مطلوب نہیں ہوتا، بلکہ جگہ کی پابندی متعین ہوتی۔

ہدی احصار کے ذبح کا وقت:

۴۰۔ امام ابوحنیفہ (۲)، امام شافعی (۳) کا مسلک اور امام احمد (۴) کا معتقد قول یہ ہے کہ ہدی احصار کے ذبح کا وقت مطلق ہے، یوم نحر کی پابندی نہیں بلکہ جس وقت چاہے عمر اپنی ہدی ذبح کرے، چاہے احصار حج کا ہو یا عمر و کا۔

امام ابو یوسف، امام محمد کا مسلک اور امام احمد کی ایک روایت یہ ہے کہ عمر بائج کے لئے ذبح کرنا جائز نہیں ہے، مگر تین دن یوم نحر میں، اور عمر بالعمرة کے لئے جائز ہے جب چاہے (۵)۔

جمہور کا استدلال اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ہے: "فَإِنْ أُنْخَصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ"۔ اس آیت میں ہدی کو مطلق

امام احمد کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر وہ اطراف حرم میں ذبح کرنے پر قادر ہے تو اس میں وقول ہیں۔

شافعیہ و حنابلہ نے رسول حرم علیہ السلام کے عمل سے استدلال کیا ہے کہ جب آپ کو حصار پیش آیا تو آپ نے اپنی ہدی حدیسہ میں ذبح کی جب کہ وہ حل میں ہے (۱)۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَالْهَدْيُ مَحْكُومٌ أَنْ يَتِمَّ مُحَلَّةٌ" (۲) اور قرآنی کے جانور کو جو رکا ہو روڈیا تھا اس کے موقع میں پہنچنے سے رک یا۔

شافعیہ و حنابلہ نے اپنے مسلک پر عقلی استدلال میں تحلیل کی مشرعیّت کی حکمت یعنی تسہیل اور رفع حرج کو پیش کیا ہے، صاحب منہی (۳) کہتے ہیں: "اس لئے کہ ہدی کو حرم میں ذبح کرنے کی شرط سے احرام سے باہر آنا دشوار ہو جائے گا، کیونکہ ہدی کا حرم پہنچنا تو ایک دشوار مرحلہ ہے، یعنی جب ایسی صورت حال ہے تو اس شرط کا ضعیف ہونا معصوم ہو گیا۔

حنفی نے ہدی کو حرم میں ذبح کرنے کی پابندی پر اس آیت سے استدلال کیا ہے: "وَلَا تَحْلِفُوا رِءً وَسَكْمٌ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مُحَلَّةً" (۴) اور جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے اپنے سر نہ منڈاؤ۔

اس آیت سے حنفی نے دو طرح استدلال کیا ہے: ایک "ہدی" کی تعبیر سے، دوسری "حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مُحَلَّةً" (یہاں تک کہ ہدی اپنے مقام کو پہنچ جائے) کی غایت سے، اور اس آیت میں "محللہ" سے حرم مراد لیتے ہیں۔

(۱) دونوں مذاہب کے ساتھ مراجع ملاحظہ ہوں۔

(۲) سورہ بقرہ ۲۵۷۔

(۳) منہی ۵۸۳۔

(۴) سورہ بقرہ ۱۹۶۔

(۱) جلد ۲/۲۹۷۔

(۲) جلد ۲/۲۹۷، متن المجموع شرح الفتاویٰ ۷۹۴، بدائع الصنائع ج ۲/۱۸۱-۱۸۲۔

(۳) المجموع ۲۳۷، اس میں امام نووی فرماتے ہیں: "مصلف اور صحابہ فرماتے ہیں جہاں تک تحلیل کے وقت کی بات چلو دیکھا جائے گا کہ اگر اس کو بدیہی رہی چلو اسے ذبح کر دے ورنہ ذبح کرے وقت تحلیل کی آیت کرے، نووی نے ذبح کا وقت مطلق رکھا ہے ورنہ بلا حرج کے ساتھ متقیہ نہیں کیا ہے۔

(۴) منہی ۵۸۳۔

(۵) فتاویٰ کے ساتھ مراجع ملاحظہ ہوں ۲۱/۲۲۔

ذریعہ یہ ہے، اس میں کسی خاص زمانہ کی قید نہیں ہے، اس میں کسی خاص زمانہ کی قید نہ گنا کتاب اللہ کی قطعی نص کو منسوخ کرنا ہے یا اس میں تخصیص کرنا ہے، ایسا دلیل قطعی ہی کے ذریعہ کیا جاسکتا ہے، اور یہی کوئی دلیل ہو جو نہیں۔

امام ابو یوسف اور امام محمد کا استدلال یہ ہے کہ یہ ایسا دم ہے جس کے ذریعہ انسان حج کے احرام سے آزاد ہوگا، لہذا اسے حج کے خاص یوم یا مقررہ بانی کے ساتھ مخصوص ہونا چاہئے۔ سات بات یہ، دنوں حضرات دم، احصار کو دم تمتع اور دمقرآن<sup>(۱)</sup> پر قیاس کرتے ہیں کہ جس طرح دم تمتع اور دمقرآن کو یام غری میں ذبح کرنا واجب ہے اسی طرح یہی حکم دم احصار کا بھی ہوگا۔

اس اختلاف کا اثر یہ ہوگا کہ جب محصر کا احصار تحقق ہو جائے تو وہ جمہور فقہاء کے مسلک کے مطابق انتظار کی زحمت کیے بغیر ہدی ذبح کر کے پناہ حرام ختم کر سکتا ہے۔

سین صاحبین کے مسلک کے مطابق قربانی کے دن تک وہ حلال نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ تکلیل ہدی ذبح کرے یہ مقوف ہے، اور ان کے نزدیک احصار حج کی ہدی قربانی کے یام ہی میں ذبح کی جاسکتی ہے۔

ہدی سے عاجز ہونا:

۴۱۔ ثنائیہ<sup>(۲)</sup> اور حنابلہ<sup>(۳)</sup> کا مسلک اور امام ابو یوسف کی

روایت<sup>(۱)</sup> یہ ہے کہ جو شخص (محصر) ہدی سے عاجز ہو اس کے سے بدل موجود ہے جو ہدی کے قائم مقام ہوتا ہے، لیکن یہ بدل کیا ہے اس کے بارے میں ثنائیہ کے تین قول ہیں:

۱۔ قول جو زیادہ قوی ہے یہ ہے کہ ہدی کا بدل ایک بکری کی قیمت کے برابر ملے ہے جس کو صدقہ کرے۔ اگر نلہ کی قیمت سے عاجز ہو تو ہر ”نلہ“ کے بدلے ایک دن روزہ رکھے، یہی امام ابو یوسف کا قول ہے لیکن وہ فرماتے ہیں کہ ہر نصف صاع نلہ کے بدلے ایک دن روزہ رکھے گا۔

پھر جب مسئلہ روزوں تک آجائے تو ثنائیہ کے نزدیک ظہر قوس کے مطابق اسے فوری طور پر مندر نہایت کے ساتھ احرام ختم کرنے کا اختیار ہے، چونکہ روزہ ختم ہونے کا انتظار خاصا طویل ہوگا، اور اس وقت تک احرام کی حالت کو برقرار رکھنا اس کے سے بڑی مشقت کا باعث ہوگا۔

۲۔ قول یہ ہے کہ ہدی کا بدل صرف نلہ ہے، پھر اس میں دو شرطیں ہیں: ایک یہ کہ سابق کی طرح قیمت لگائی جائے، دوسری شرط یہ ہے کہ یہ تین صاع نلہ ہوگا جو چھ مساکین میں تقسیم کیا جائے گا جس طرح جنایت حلق کا کنارہ۔

ثنائیہ کا تیسرا قول اور یہی حنابلہ کا مذہب بھی ہے کہ ہدی کا بدل صرف روزے ہیں، یہ تمتع کے روزوں کی طرح دس دنوں کے روزے ہیں<sup>(۲)</sup>۔

امام ابو حنیفہ اور امام محمد<sup>(۳)</sup> کا مسلک جو ثنائیہ کا بھی ایک

(۱) بدائع ۱/۲۸۰، فتح القدیر ۲/۲۹۷، المسک المصنوع ۲/۲۷۸، الدر المختار

۲/۳۲۰

(۲) المہذب مع المجموع ۸/۲۲۳

(۳) بدائع ۱/۲۸۰، المسک المصنوع ۲/۲۷۸، الدر المختار ۲/۳۲۰

(۱) تہذیب الفقہ ۲/۷۹، اس کا ۳ اور بدائع المصنوع ۲/۱۸۰-۱۸۱ سے کیجئے۔

(۲) المہذب مع المجموع ۸/۲۲۳-۲۲۷، شرح المہاج ۲/۱۲۸-۱۲۹، نہایت

الکراج ۳/۷۶

(۳) مہذب مع المجموع ۳/۳۶۱، الکافی ۱/۶۲۶





ہونے کی صراحت کی ہے۔

احصار کے متناسخ کا ایک حصہ قرآن دیا یہ نفس کے خلاف ہے۔

امام ابو یوسف کی دوسری روایت یہ ہے کہ حلق واجب ہے۔  
 کہ حلق ترک کرے تو اس میں کچھ لازم نہیں ہے، اس کا مطلب یہ ہے  
 کہ حلق سنت ہے، امام ابو یوسف کی تیسری روایت یہ ہے کہ انہوں  
 نے محصر کے لئے حلق کے بارے میں فرمایا: "حلق واجب ہے۔ اس  
 کے ترک کرنے کی گنجائش نہیں ہے" یہ امام ابو یوسف کا آئی قول  
 ہے امام طحاوی نے اس کو اختیار کیا ہے (۱)۔

شافعیہ کا زیادہ (۲) کہو قول: "حنابلہ کا ایک قول (۳) یہ ہے کہ  
 حلق یہ تقصیر حال ہونے کے لئے شرط ہے، یہ اس بنیاد پر ہے کہ ان  
 وہ وہ فتویٰ مذہب کے مشہور رجحان قول (۴) کے مطابق حلق حج مجرد  
 کے اعمال میں سے ایک عمل ہے "ہر حلق (سر منہ) یا تقصیر (بال  
 کتر) (۵) کے وقت حرام سے نکلنے کی سیئت نہ دہری ہے، جیسا کہ  
 کے وقت سیئت کی بحث میں دیکھا گیا۔

امام ابو حنیفہ اور ان کے ہم خیال حضرات کا استدلال قرآن کی  
 اس آیت سے ہے: "لَإِنْ أَخَصَرْتُمْ لَمَّا اسْتَبَسَّرْ مِنْ الْهَدْيِ"  
 آیت کی دلائل اس طرح ہے کہ آیت کا مفہوم ہے: "اگر تم کو  
 احصار پیش آجائے اور تم احرام ختم کرنا چاہو تو جو مدی تمہیں میر  
 ہو سے ذبح کرنا" اس آیت میں مدی نہ کرنے کو محصر کے حق میں  
 جب کہ وہ احرام ختم کرنا چاہے احصار کا مکمل تقاضا قرار دیا گیا ہے،  
 اور جن لوگوں نے حلق کو بھی واجب قرار دیا انہوں نے ذبح ہدی کو

شافعیہ، حنابلہ اور امام ابو یوسف کا استدلال حدیبیہ کے سات رسوں  
 اکرم ﷺ کے عمل سے ہے کہ آپ نے سر منڈیا اور صبیحہ پر ام کو بھی  
 سر منڈانے کا حکم دیا (۲)۔ جب صحابہ نے اس میں دیر کی تو حضور  
 اکرم ﷺ نے یہ بات اڑا کر گزری، آپ ﷺ نے گے یہ  
 کرنا، اپنا سر منڈیا تب لوگ متوجہ ہوئے اور لوگوں نے سر منڈیا  
 دیا۔ تو رسول اکرم ﷺ نے دعا فرمائی: "اللهم اعصر  
 للمحلقین" (اے اللہ! سر منڈوانے والوں کو خوش دے) صبیحہ نے  
 کہا: "والمقصرین؟" (اور بال کتر والے؟) تو تیسری یہ  
 چوتھی بار میں رسول اکرم ﷺ نے "مقصرین" کا ضابطہ فرمایا (۳)۔  
 اگر حلق عبادت اور حج و عمرہ کا ایک عمل نہ ہوتا تو حلق کرانے کا  
 حضور حکم نہ فرماتے، جب حلق حج و عمرہ کا ایک عمل ہے تو اس کا کرنا  
 واجب ہے جس طرح قضاء کرنے کی صورت میں غیر محصر کے لئے  
 حلق واجب ہوتا ہے (۴)۔

ان حضرات کا استدلال اس آیت سے بھی ہے: "وَلَا تَحْفَرُوا  
 دُءُ وَاسْكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ" (۵)۔

اس آیت سے استدلال کا طریقہ یہ ہے کہ غایت کے ساتھ تعبیر  
 اس بات کی متقاضی ہے کہ "غایت کا حکم ماقبل کے برخلاف ہو، لہذا  
 عبارت کی تفسیر یہ ہو جائے گی: "وَلَا تَحْفَرُوا دُءُ وَاسْكُمْ حَتَّى

(۱) بدائع الصنائع ۱/۲۸۰۔

(۲) بدایہ ۲/۲۹۸، لمع ۱/۲۳۱، النبی ۳/۳۱۱ اصل حدیث کی تخریج ہم  
 نے فقرہ ۶ میں کر دی ہے۔

(۳) میرۃ من شام ۱/۲۳۱ حدیث: "اللهم اعصر للمحلقین" کی  
 روایت مسلم نے کی ہے (صحیح مسلم تحقیق محمد قزوینی جلد ۱۲۱ ۲/۲۳۱ طبع عینی  
 الجلی)۔

(۴) احکام القرآن لابن کثیر جلد ۱ ص ۲۵۵۔

(۵) سورہ بقرہ ۱۹۶۔

(۱) مختصر اہلحدیث ج ۲، رد المحتار ۲/۳۲۱، حکیمۃ المجلد ۱ ص ۲۳۱۔

(۲) المجموع مع المہذب ۲/۲۳۳، شرح المنہاج للعلانی ۲/۳۸۸۔

(۳) النبی ۳/۳۱۱، الکافی ۱/۶۶۱، مطالب العالی النبی ۲/۵۶۲۔

(۴) دیکھئے المنہاج وحقیۃ میرۃ ۲/۲۴۷، نہایت المحتاج ۲/۳۱۱ النبی  
 ۳/۳۳۵، ۳/۳۳۶۔

یسع الہدی محمہ، لاداً بلع فاحلقوا (جب تک وہی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے پھر نہ منہ دے اور جب پہنچ جائے تو سر منہ دے) نیت کی یہ تقدیر صحت کے وجہ سے ہونے کا تقاضا کرتی ہے (۱)۔

حق العبد کی وجہ سے محصر کا تحلل:

۴۳- جو شخص کسی بندے کے حق کی وجہ سے محصر ہوگا اس تفصیل اور اختلاف کے مطابق جس کا پرہیز ہو چکا ہے، اس کا احرام درج ذیل طریقہ پر ختم ہوگا:

حنفی کے نزدیک اس کا احرام اس طرح ختم ہوگا کہ جس کے حق کی وجہ سے احصار ہوا ہے وہ احرام ختم کرنے کی نیت سے ممنوعات احرام میں سے کوئی عمل اس محصر کے ساتھ کرے گا، مثلاً اس کے ہال کتر، سیاخن کاٹ دے یا ایسا کوئی اور عمل کرے، مگر زبان سے کوئی بات نہیں ہے (۲)۔ مالکیہ کا رائج قول یہ ہے کہ خود محصر احرام ختم کرنے کی نیت کرے تو احرام ختم ہو جائے گا، اگر وہ احرام ختم کرنے سے انکار کرے تو جس کے حق کی وجہ سے احصار ہوا ہے وہ اس کے حال ہونے کی نیت کرے تو یہ بھی کافی ہے (۳)۔

شافعیہ و حنابلہ کے نزدیک سابق حالات میں شوہر اپنی بیوی کا باپ اپنے بیٹے کا، مرنے والے کا، احرام ختم کر سکتا ہے۔

بعض حضرات کے نزدیک تحلیل (احرام ختم کرنا) کا مطلب جیسا کہ انہوں نے ذکر کیا ہے شوہر اور مالک کے تعلق سے یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو احرام ختم کرنے کا حکم دے گا، عورت پر واجب ہوگا کہ شوہر کے حکم پر احرام ختم کرے، شوہر کے حکم سے پہلے اس کے لئے

(۱) سہبہ مرجع۔

(۲) بدائع الصنائع ج ۱، المسک المصنوع ج ۱، فتح القدیر ج ۱، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳

کی صراح میں ملے گی۔

شرط لگانے کے اثرات:

۴۵- حنفیہ اور مالکیہ جو احرام میں شرط لگانے کو شروع نہیں سمجھتے اس کے نزدیک حرام میں شرط لگانا حرم کو کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ شرط لگانے کی وجہ سے حج یا عمرہ جاری رکھنے سے کوئی دشمن یا مرض کے پیش آنے سے حال ہو جانا اس کے لئے جائز نہیں ہوتا۔ پس اس سے نہ وہ ہدیہ کا شرط ہوگی جس کے ذریعہ محصر حنفیہ کے نزدیک حال ہونے کا راہ دہ کرے، نہ اس نیت سے عمل سے وہ ہدیہ ہوگا جس کے ذریعہ وہ مالکیہ کے نزدیک حال ہوتا ہے (۱)۔

شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ احرام میں شرط لگانے کے نتیجے میں شرط لگانے والے حرم کے لئے ایسی رکاوٹ پیش آنے کی صورت میں بھی تکمیل (احرام ختم کرنا) جائز ہو جاتا ہے جو شافعیہ کے نزدیک سب احصاء نہیں تسلیم کیا جاتا، مثلاً مرض، نفقہ کا ختم ہو جانا، راستہ تنگ جانا، مرض کے سلسلے میں زیادہ قوی بات یہ ہے کہ اس کی تحدید ایسے مرض کے ساتھ کی جائے جس کے ساتھ حج یا عمرہ کرنے میں اتنی مشقت لاحق ہو جتنی مشقت اس عبادت کی تکمیل میں عام طور پر نہ مشقت نہیں کی جاتی ہے (۲)۔

پھر تکمیل کے طریقہ میں احرام کے وقت لگائی ہوئی شرط کا اعتبار کیا جائے گا؟ اس سلسلے میں علامہ ربیع شافعی (۳) فرماتے ہیں: اگر اس نے احرام کے وقت یہ شرط لگائی تھی کہ رکاوٹ پیش آنے کی صورت میں ہدیہ کے بغیر احرام ختم کرے گا تو اس کی شرط پر عمل کرتے ہوئے اس پر ہدیہ لازم نہیں ہوتا۔

(۱) المسائل المتفقہہ ۱/ ۷۹، شرح الدرر ۲/ ۷۷۔

(۲) مہیۃ الحاج ۲/ ۷۵۔

(۳) حوالہ بالا، اسی طرح کی بات مفتی الحاج ۲/ ۵۳ میں بھی ہے۔

اسی طرح اس وقت بھی ہدیہ لازم نہ ہوگی سبب ہی الاطلاق شرط لگائی، نہ ہدیہ لازم ہونے کی غی کی نہ اس کا ثبوت یہ، چونکہ اس نے ہدیہ کی شرط میں لگائی ہے، نیز حضرت صاحب کی حدیث کے ظاہر کی وجہ سے (۱) البتہ اس، دونوں صورتوں میں تکمیل صرف نیت سے ہوگا۔

”اگر ہدیہ کے ساتھ تکمیل کی شرط لگائی ہے تو پٹی شرط پر عمل کرتے ہوئے اس کے لئے ہدیہ لازم ہوتا ہے۔“

”اگر اس طرح پہلے اہرام میں بیمار ہو تو اس میں حال ہو پھر وہ بیمار ہو تو مرض میں مبتلا ہوتے ہی نیت کے بغیر وہ حال ہو گیا (یعنی اس کا احرام ختم ہو گیا)۔“ شافعیہ نے سنن ابی داؤد وغیرہ میں صحیح سند کے ساتھ مروی اس حدیث کو اسی مضمون پر محکوم یا ہے: ”من کسر أو عرج فقد حل وعلیه الحج من قابل“ (۲) (جس کی ٹانگ ٹوٹ گئی یا لنگڑا ہو گیا وہ حال ہو گیا، اس کے ذمہ اگلے سال حج لازم ہے)۔

اگر یہ شرط لگائی کہ مرض یا اس کے مثل کسی اور مانع کی وجہ سے اس کا حج عمرہ میں تبدیل ہو جائے گا تو یہ شرط لگانا جائز ہے جس طرح مرض کے ذریعہ تکمیل کی شرط جائز ہے، بلکہ اس کا جواز تو بدرجہ اولیٰ ہے، اس کے جواز کی دلیل صحابہ کرام کے ارتداد میں ملتی ہے:

(۱) اس حدیث کی روایت بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ سے کی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ عشاء بیت النبی کے پاس آئے اور اس سے کہہ ”علیک اذات الحج والالت بلا اجنبی الا وجعاً، فقال لھا: حجی وشرطی، وقلی، النہم محض حبث جنسی“ (مناجیہ) تم نے حج کا ارادہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں گمراہت محسوس کر رہی ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: حج کرو اور شرط لگاؤ اور یہ کہہ: اے اللہ میرے احرام کھولنے کی جگہ وہی ہے جہاں تو مجھے روک دے) (المناجیہ وشرعیات الاسامیہ علیہ الشیخان ۲/ ۷۳، مناجیح کردہ وراۃ الاوقات وشرعیات الاسامیہ کویت)۔

(۲) اس حدیث کی تخریج کذا میں ہے۔

میں بعض وجہاتیں انگیز کر لی جاتی ہیں جو ذمہ دار کے مرحلہ میں انگیز نہیں کی جاتیں۔

» رائر یہ شرط کافی کہ مذکر کی صورت میں اس کا حج عمرہ میں تبدیل ہو جائے گا۔ چنانچہ حذر پایا یا تو اس کا حج عمرہ میں تبدیل ہو گیا، اور عمرہ واجب کی طرف سے کفایت کرے گا، اس کے برخلاف احصار کی صورت میں احرام ختم کرنے کے لئے جو عمرہ کیا جاتا ہے وہ عمرہ واجب کی طرف سے کافی نہیں ہوتا، یہ تک یہ حقیقت عمرہ نہیں ہوتا بلکہ بس عمرہ کے اعمال ہوتے ہیں۔

مرض وغیرہ کی وجہ سے تکمیل کا وہی حکم ہے جو احصار کی وجہ سے تکمیل کا حکم ہے۔

متاבלہ فرماتے ہیں: احرام کے وقت شرط لگانے سے تکمیل کا جواز پیدا ہوتا ہے جیسا کہ ثانویہ نے کہا ہے، لیکن متاבלہ نے اس میں مزید وسعت سے کام لیتے ہوئے فرمایا ہے کہ تکمیل مطلق کی شرط سے دو چیزیں کا فائدہ ہوتا ہے:

» ۱۔ کوئی بھی رکاوٹ (بشرطین یا مرض یا نفقہ کا ختم ہو جانا وغیرہ) پیش آنے کی صورت میں اس کو احرام ختم کرنے کا اختیار ہوگا۔

» ۲۔ جب اس کی وجہ سے اس کا احرام ختم ہو جائے گا تو اس پر نہ احرام لازم ہوگا نہ رومہ (یعنی احرام کے بدلے میں) بلکہ حلق کے ذریعہ حائل ہو جائے گا<sup>(۱)</sup>۔

متاבלہ کی یہ بات ثانویہ سے احرام تک ہے، پس متاבלہ نے شرط لگانے کے معاملہ میں وسعت کی ہے، ان کے نزدیک ان موانع کی بھی شرط لگانی جاسکتی ہے جو جب احصار مانے جاتے ہیں جیسے دشمن، اور ان موانع کی بھی شرط لگانی جاسکتی ہے جو ان کے نزدیک جب احصار میں مانے جاتے۔

(۱) انہی ۳۸۲-۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵۔

حضرت عمرؓ نے ابو سعید بن معلہ سے فرمایا: "حج وانحصرط، وقل اسلم الحج اردت وله عمدت، فان يسر، والا فعمره" (حج نہ ہو، اگر آسانی سے حج ہو جائے تو بس، ورنہ عمرہ ہے) کیا، اسی کا قصد کیا، اگر آسانی سے حج ہو جائے تو بس، ورنہ عمرہ ہے) اس کی روایت بیہقی نے سعد حسن کے ساتھ کی ہے<sup>(۱)</sup>، حضرت عائشہؓ نے عمرہ سے فرمایا: "هل تستسني اذا حججت؟" (کیا تم جب حج کرتے ہو تو امتثال کرتے ہو؟) انہوں نے عرض کیا: میں یا نبیوں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: "قل: اللهم الحج اردت وله عمدت، فان يسرته فهو الحج، وان حيسني حابس فهو عمره" (کہو: اے اللہ میں نے حج کا قصد واراد کیا، اگر آپ نے اس کو سہل فرمایا تو وہ حج ہے، اگر نہ مجھے کوئی رکاوٹ پیش آئی تو عمرہ ہے)۔ اس کی روایت امام ثنائی، امام بیہقی، امام بیہقی نے ایسی صحیح سند کے ساتھ کی ہے جو بخاری، مسلم کی شرط کے مطابق ہے<sup>(۲)</sup>۔

جس شخص سے یہ شرط کافی کہ کوئی رکاوٹ پیش آئے کی صورت میں اس کا حج عمرہ میں تبدیل ہو جائے گا تو اسے عذر پیش آئے کی صورت میں حج کو عمرہ میں تبدیل کرنے کا اختیار ہوگا، اور یہ عمرہ واجب عمرہ کی طرف سے کفایت کرے گا، یا وہ قوی بات یہ ہے کہ اس حالت میں اس کے سے یہ لازم نہیں کہ حلق کے قریب ترین حالت کی طرف نکل کر چار چوبیس روز ہو، اس لئے کہ بقاء کے مرحلہ

(۱) از عمرہ کی روایت بیہقی نے کی ہے، نووی نے کہا اس کی اسناد صحیح ہے (اسنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۲۲۲ طبع المکتبۃ المدینۃ، المجموعۃ الملووی ۲۳۹/۸، تاریخ کردہ مکتبۃ الادب الدہلوی)۔

(۲) قول عائشہؓ: "هل تستسني اذا حججت؟ فقال... کی روایت ثنائی اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے کی ہے، الفاظ بیہقی کے ہیں، نووی نے کہا اس کی اسناد بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے (الام للہافقی ۲/۵۸، تاریخ کردہ مکتبۃ الکلیات الدہلوی ۳۸۱، اسنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۲۲۳ طبع المکتبۃ المدینۃ، المجموعۃ الملووی ۲۳۹/۸، تاریخ کردہ مکتبۃ الادب الدہلوی)۔

وقوف عرفہ کے بجائے صرف بیت اللہ سے

محصر کا حلال ہونا

۳۷- جس شخص کو خانہ کعبہ سے احصار پیش آیا، قوف عرفہ سے نہیں  
وہ سابقہ تفصیلات کے مطابق ثنائیہ اور حنبلیہ کے نزدیک محصر مانا  
جائے گا۔

اس شخص پر واجب ہے کہ قوف عرفہ کرنے کے بعد پناہ حرام ختم  
کرے، اس کے لئے احرام ختم کرنے کا وہی طریقہ ہے جو عمر کے  
لئے ہے، یعنی احرام ختم کرنے کی نیت سے جانور ذبح کرنا اور  
برآمدہ (۱)۔

حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک ایسا شخص محصر نہیں ہے، اس کے لئے  
طواف افاضہ کا ضروری ہے، جب تک وہ طواف افاضہ نہیں کرے گا  
عورتوں کے تعلق سے محرم رہے گا۔

حنابلہ کے نزدیک بھی یہی حکم ہے جب کہ وہ رمی کے بعد خانہ کعبہ  
سے رہا یا ہو جیسا کہ گذر چکا۔ ثنائیہ اور حنبلیہ کے نزدیک بھی اگر  
اس شخص نے احرام ختم نہ کیا تو عورتوں کے تعلق سے محرم رہے گا۔

یہ شخص اپنے پہلے احرام کے ساتھ طواف افاضہ کرے گا، اس نے  
کہ جب تک وہ تھکل اکبر انجام نہیں دے گا اس کا احرام برقرار  
رہے گا، اور تھکل اکبر طواف سے ہوتا ہے اور طواف ابھی پورا نہیں کیا  
ہے، لہذا احرام برقرار رہے گا، اور طواف افاضہ کے لئے نئے احرام  
کی ضرورت نہ ہوگی (۲)۔

(۱) نہایۃ المحتاج ۴/۳۷۳۔

(۲) بدائع الصنائع ۴/۳۳۳، البیات پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر قوف عرفہ سے  
بیات پر تھکل ہیں کہ عورتوں کے حق میں اس کا احرام اس وقت تک برقرار رہتا  
ہے جب تک طواف افاضہ نہ کرے۔

اس کے برخلاف ثنائیہ صرف اس موقع کی شرط لگاتا، درست قرار  
دیتے ہیں جن کو سبب احصار نہیں مانا گیا ہے، اس سلسلے میں ثنائیہ کا  
نقطہ نظر یہ ہے کہ احصار کی وجہ سے تھکل یا شرط جاری ہے، لہذا اس کی  
شرط لگانا غلط ہے، ورنہ یہ شرط لغو ہے تو اس کی وجہ سے احصار  
نہیں ہوگا۔

طواف کے بجائے صرف قوف عرفہ سے

محصر کا حلال ہونا

۳۶- یہ شخص حنبلیہ اور حنبلیہ کے نزدیک محصر نہیں مانا جاتا، اور  
ثنائییہ و مالکیہ کے نزدیک محصر مانا جاتا ہے، سب کے نزدیک یہ  
شخص عمرہ کر کے حال ہو جائے گا، فتنی مسلک میں اس عمرہ کی  
خصوص تفصیلات کے مطابق، جیسا کہ گذرا۔

جس شخص کو طواف کے بجائے قوف عرفہ سے احصار پیش آیا،  
اس نے قوف عرفہ کا وقت فوت ہونے سے پہلے احرام ختم کیا تو اس پر  
محصر کا حکم جاری ہوگا، اور اگر احرام ختم کرے (تھکل) میں تانیہ کی  
یہاں تک کہ قوف عرفہ کا وقت فوت ہو گیا تو اس کا حکم احصار کے  
بجائے حج فوت ہونے کی طرح ہو گیا، جیسا کہ مالکیہ نے لکھا  
ہے (۳)۔

یہی حکم ثنائیہ کے یہاں بھی جاری ہونا چاہئے۔

حنابلہ نے لکھا ہے کہ یہ حکم ان کے یہاں بھی اس وقت جاری ہوگا  
جب اس سے حج کو فتح کر کے عمرہ میں تبدیل نہیں کیا یا یہاں تک کہ اس  
کا حج فوت ہو گیا (۴)۔

(۱) نہایۃ المحتاج ۴/۳۷۳۔

(۲) طہذیب الدین ۲/۹۶۲۔

(۳) ہمیں ۴/۳۶۰۔

تحلل محصر کی شرائط پر تفریعات:

تحلل محصر سے قبل ممنوعات احرام کی جزاء:

۳۸۔ تحلل محصر کی شرطوں پر یہ مسئلہ مفسرین ہوتا ہے کہ محصر نے اگر حرام ختم نہیں کیا، بعض ممنوعات احرام کا مرتب ہو گیا یا احرام تو ختم کیا لیکن احرام ختم کرنے سے پہلے ہی ایسے عمل کا ارتکاب کر لیا جس کا حالت احرام میں کرنا ممنوع ہے تو اس پر ہی جہاں لازم ہوگی جو محرم غیر محصر پر لازم ہوتی ہے، اس پر مذہب اربعہ کا اتفاق ہے (۱)۔

بین انہما بلکہ اس طرف گئے ہیں اور مرداوی نے اسی کو مذہب قرار دیا ہے، کہ جس شخص کو احصار پیش آیا اور اس نے ہدی ذبح کرنے سے پہلے (یا ہدی نہ ہونے کی صورت میں روزہ رکھنے سے پہلے) تحلل (احرام ختم کرنے) کی نیت کی تو اس کا احرام ختم نہیں ہوا، کیونکہ اس کی شرط مفقود ہے، اور وہ شرط ہے تحلل کی نیت سے ہدی ذبح کرنا یا روزہ رکھنا، اس تحلل کے بعد ممنوع احرام کا ارتکاب کرنے پر اس پر دم لازم ہوگا، اور ایک دم محض نیت سے تحلل پر ہوگا۔ حد صد یہ ہے کہ ان حضرات نے جمہور فقہاء کے مقابلہ میں ایک دم کا ضامنیت کے رویہ تحلل پر لیا ہے، اس کی وجہ ان حضرات کے رویہ یہ ہے کہ اس پر بقیہ، جب تہی یعنی ہدی (یا ہدی نہ ہونے کی صورت میں روزہ) اس سے اس شخص کے تجاویز یا بلکہ اس پر دم لازم ہو (۲)۔

(۱) بدائع الصنائع ۸/۲۸۷، شرح الدرر بدیع حلیۃ الدوسقی ۵/۲۵۵، المجموع

۵/۲۵۵، الحنفی ۳/۶۲۳۔

(۲) مطابق ہونی الحنفی ۵/۲۵۶۔

تحلل کے بعد محصر پر کیا واجب ہے؟

جس عبادت سے محرم روکا گیا اس کی قضاء

اس واجب فسک کی قضاء جس سے محرم روکا گیا:

۳۹۔ فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ جس عبادت سے محصر کو احصار پیش آیا اور وہ واجب عبادت ہے تو محصر پر اس کی قضاء واجب ہے مثلاً حج فرض، دو حج اور عمرہ ذی النحر مانی تھی ہو، یہ تہوں کے ترک، اور صرف ثاقبیہ اور حنابلہ کے نزدیک عمرہ سلام کی قضاء بھی واجب اس کے ذمہ سے احصار کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتا (۱)۔

یہ بات بالکل واضح ہے، اس لئے کہ تکلیف کے ذمہ سے خطاب واجب اسی وقت ساقط ہوتا ہے جب وہ واجب چیز کو ترک کرے۔

لیکن ثاقبیہ واجب مؤکد اور واجب غیر مؤکد کے درمیان فرق کرتے ہیں، ثاقبیہ فرماتے ہیں: "اگر واجب مؤکد ہو مثل قضاء، نذر اور حج اسلام جس کا وجوب اس سال سے پہلے مؤکد ہو چکا تو اس کے ذمہ وجوب باقی رہا جیسا پہلے تھا، احصار سے صرف اتنا فائدہ ہو کہ اس کا احرام سے نکلتا جائز ہو گیا، اور اگر واجب غیر مؤکد ہو، اور یہ وہ حج فرض ہے جو اسی سال فرض ہو، تو استطاعت ختم ہونے کی وجہ سے اس پر حج فرض نہ رہا، لہذا یہ کہ اس کے بعد پھر شرائط استطاعت اس میں جمع ہو گئیں، اگر احصار پیش آنے کے بعد اس نے احرام ختم کر لیا پھر احصار زائل ہو گیا اور وقت میں ابھی گنجائش ہے، اور اسی سال حج کر لیا اس کے لئے ممکن ہے تو استطاعت کے پائے جانے کی وجہ سے اس پر وجوب مستحکم ہو گیا، لیکن اس کو یہ اختیار ہے کہ اس

(۱) بدائع الصنائع ۸/۲۸۷، شرح اللباب ۲/۲۸۲، شرح الدرر بدیع ۵/۲۵۵، المجموع

۵/۲۵۵، الحنفی ۳/۶۲۳۔

س ج کو موثر روئے، یا نیک حج، یا سبلی لٹرائٹی ہے“ (۱)۔

۵۰۔ جس شخص کو شکی حج یا عمرہ سے احصار پیش آیا ہو اس کے بارے میں جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ اس پر قضاء واجب نہیں، جمہور کا استدلال اس بات سے ہے کہ حدیبیہ کے سال سب رسول اکرم ﷺ بیت اللہ نہیں جاتے، اور واپس ہو گئے تو آپ نے ہی صحابی کو، جو لوگ بھی آپ کے ہمراہ اس سفر میں تھے ان میں سے کسی کو کچھ قضاء کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا، ایسی کوئی بات رسول اکرم ﷺ کی طرف سے محفوظ و محفوظہ احادیث میں نہیں ملتی اور نہ آپ ﷺ نے گئے سال پیرمایا کہ میرا عمرہ اس عمرہ کی قضاء ہے جس سے مجھے روک دیا گیا تھا، ایسی کوئی بات نبی اکرم ﷺ سے منقول نہیں، اگلے سال کے عمرہ کو عمرۃ التعماء اور عمرۃ القضاۃ اس نے کہا گیا کہ رسول اکرم ﷺ نے اس سال اہل قریش کے ساتھ معہد طے کیا، ورنہ اس سے صلح نہ مانی کہ اس سال واپس ہو جائیں۔ گئے سال بیت اللہ کا قصد فرمائیں، اس وجہ سے عمرۃ القضاۃ نام پڑ گیا۔

اس رشد مانگی نے بیوی اور سفید پر قضا واجب ہوئے کی صرح کی ہے، اور اسے ابن القاسم کی طرف منسوب کیا ہے کہ انہوں نے اس کی روایت امام مالک سے کی ہے۔

درویر فرماتے ہیں: صرف بیوی پر قضا واجب ہے، سوئی نے اس کی سند یہ بیان کی ہے کہ بیوی پر حجر (پابندی) لازم ہے، کیونکہ یہ پابندی دوسرے کے حق کی وجہ سے ہے، اس کے برخلاف سفید اور اس جیسے لوگوں پر حجر (پابندی) خود ان کے حق کی وجہ سے ہے۔

حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ جس غلی حج یا غلی عمرہ سے حرم کو احصار پیش

آیا اس کی قضا اس پر واجب ہے، اس لئے کہ صلح حدیبیہ کے بعد گئے سال نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کا عمرہ پچھلے سال کے عمرہ کی قضا تھا، اسی لئے اسے عمرۃ التعماء کا نام دیا گیا۔

یہ بات امام احمد سے بھی مروی ہے، بین یہ روایت کے صحیح قول کے باقائل ہے (۱)۔

قضاء کرتے وقت محصر پر کیا جب ہے؟

۵۱۔ حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ جس شخص کو حج سے احصار پیش آیا ہو اس نے احرام ختم کر لیا تو آئندہ قضاء کرنے کے مرحلہ میں اس پر ایک حج اور عمرہ واجب ہوگا، اور اگر کارن ہے تو اس پر ایک حج اور وہ عمرے لازم ہوں گے، جس کو صرف عمرہ سے احصار پیش آیا وہ صرف عمرہ کی قضا کرے گا، ان تمام صورتوں میں اس کے ذمہ قضا کی نیت لازم ہوگی (۲)۔

انہی مسائل کا مسلک یہ ہے کہ جس عبادت (حج یا عمرہ) سے احصار پیش آنے کی بنا پر احرام ختم کیا گیا اس کی قضا کے مرحلہ میں صرف اسی عبادت کی قضا لازم آئے گی، جس سے احصار پیش آیا، اگر حج ہو تو صرف حج، اگر عمرہ ہو تو عمرہ، ان حضرات کے نزدیک بھی قضا کی نیت لازم ہے (۳)۔

اس مسئلہ میں حنفیہ کا استدلال بعض صحابہ کرام کے آثار سے ہے، مثلاً حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے اس شخص کے بارے میں جسے حج سے احصار پیش آیا ہو فرمایا: ”عبدہ

(۱) مواہب الجلیل ۴۰۵/۲، شرح الدرر مع حاشیہ الدیوبی ۹۷/۲-۹۸، المجموع ۲۶۵/۸، جامع احکام القرآن ۲/۲۵۳، انہی ۳/۵۷۷

(۲) بدایہ ۲۹۹/۲، شرح المنہل للریاضی ۷۹۲-۸۰

(۳) المواہب مع المجموع ۲۶۲/۸، انہی ۳/۵۷۷



عمرة وحجة<sup>(۱)</sup> (اس پر عمرہ اور حج ہے) صحابہ کرام کا یہ ماننا کہ کرم ﷺ سے سننے ہی کی بنا پر ہوگا۔

تاہم میں سے مائتہ حسن، مائتہ ایم، مائتہ سام، مائتہ قاسم اور محمد بن یحییٰ رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا دونوں صحابہ کی پیروی کی ہے<sup>(۲)</sup>۔

جمہور فقہاء کا استدلال اس حدیث نبوی سے ہے: "من كسر أو عرج فقد حل وعليه الحج من قابل"<sup>(۳)</sup> (جس کا پیر توڑ دیا گیا یا لنگڑا ہو گیا اس کا احرام شتم ہو گیا، اور آئندہ اس پر حج لازم ہے)۔

اس حدیث سے استدلال اس طرح کیا گیا ہے کہ اس میں عمرہ کا ذکر نہیں کیا گیا ہے، اگر حج کے ساتھ عمرہ بھی واجب ہوتا تو رسول کرم ﷺ اس کا ذکر فرماتے۔

وقوف عرفہ کے بعد حج جاری رکھنے کے موافق:

۵۲- قوف عرفہ انجام دینے کے بعد موافق کی دو حالتیں ہیں: پہلی حالت یہ ہے کہ طواف افاضہ اور اس کے بعد کے اعمال حج سے رکاوٹ پیدا ہو جائے، دوسری حالت یہ ہے کہ طواف افاضہ کے بعد کے اعمال حج سے رکاوٹ پیش آئے۔

اس مسئلہ پر بحث گزر چکی ہے کہ جو شخص طواف افاضہ سے روک

(۱) احکام القرآن فی بکر ص ۱۷۱/۲۶۱ سمیع الدین ص ۲۲۲/۸۲۲ عبد اللہ بن مسعود اور حضرت ابن عمر کا امام ہے اور جابر بن عبد اللہ ابن عباس اور حضرت ابن عمر کا امام ہے نصب الراية ص ۳۳۳ میں ہے "اس کو ابو بکر دازی نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود کے حوالہ سے ذکر کیا ہے، کسی اور سے نہیں"، اور اس مڑ کی تخریج نصب الراية میں حدیث کے منبع سے نہیں کی۔

(۲) احکام القرآن حوالہ بالا۔

(۳) اس کی تخریج غفرہ ۹ میں گذر چکی ہے۔

یا نیا وہ محصر ہے یا نہیں، اس سلسلے میں اختلاف کی تفصیل بھی گذر چکی ہے۔

دین لوگوں کا قول یہ ہے کہ اگر مایع میں احصار کی شرطیں پائی جائیں تو طواف افاضہ سے روکا جانے والا شخص محصر ہے، اس کے برخلاف اس شخص کے تحمل کا وہی حکم ہے جو محصر کے تحمل کا حکم ہے ان تفصیلات کے مطابق جو گذر چکیں۔

دین لوگوں کے برخلاف اس شخص (جس کو طواف افاضہ سے روک دیا گیا) میں احصار متحقق نہیں ہے بلکہ یہ شخص اس وقت تک محرم رہے گا جب تک طواف افاضہ نہ ادا کرے، یہ حنفیہ اور مالکیہ کا مذہب ہے، اس پر فوت شدہ وجہات کی جزا لازم ہوگی، جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

طواف افاضہ کے بعد حج جاری رکھنے کے موافق:

۵۳- ملا، اس بات پر متفق ہیں کہ اگر حاجی کو قوف عرفہ اور طواف افاضہ ادا کرنے کے بعد باقی اعمال حج ادا کرنے سے روک دیا گیا تو وہ محصر نہیں ہے، جو وہ مایع، شبن، یا بیمار یا چھوڑا، اسے اس احصار کی بنا پر احرام شتم کرنے کا اختیار نہیں، اس لئے کہ قوف عرفہ اور طواف افاضہ کے بعد والے اعمال پر حج موقوف نہیں، اس کے جو اعمال حج چھوٹے ہیں ان کا نہ یہ واجب ہوگا۔

تذکرات:

۱۔ اصلوں پر فقہی مذاہب کی چند تذکرات مرقع ہوئی ہیں، مدنیہ تیس:

۵۳- حیدر فرماتے ہیں: اگر قوف عرفہ کے بعد اسے کوئی مانع پیش آیا تو وہ شرماع محصر نہیں ہوگا جیسا کہ گذر چکا، تمام ممنوعات احرام کے

ثانی فرماتے ہیں: اگر احصار قنوف عرفہ کے حد پیش آیا، اس نے احرام ختم کر لیا تو ٹھیک ہے اور اگر احرام ختم نہیں کیا یہاں تک کہ رومی اور منی میں شب کا قیام فوت ہو گیا تو دم واجب ہونے کے سلسلے میں یہ شخص اس غیر محصر کی طرح ہے جس کے یہ دنوں عمل فوت ہو گئے ہوں۔

ثالث فرماتے ہیں: اگر قنوف عرفہ کے بعد بیت اللہ کی حاضری سے روک دیا گیا تو اسے احرام ختم کرنے کا اختیار ہے، اس لئے کہ احصار کی وجہ سے تمام اعمال حج سے تحمل کا جواز ہوتا ہے تو بعض اعمال حج سے تحمل کا جواز بھی پیدا ہوگا۔

چہن اعمال حج سے احصار پیش آیا ہے اگر وہ ارکان حج میں سے نہیں ہیں مثلاً رومی، طواف، دو رکعت، نماز، غلہ یا منی میں راتیں گزارنا تو احصار کی وجہ سے اسے احرام ختم کرنے کا اختیار نہیں رہے گا، کیونکہ حج کی درستی ان اعمال پر موقوف نہیں ہے، ان اعمال کے ترک ہونے پر اس پر دم لازم ہوگا، اس کا حج درست ہے، جس طرح حصار کے بغیر ان اعمال کے ترک کرنے کی وجہ سے دم لازم ہوتا ہے اور حج درست ہوتا ہے۔

### احصار کا ختم ہو جانا:

۵۵- زویل احصار پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ اس سلسلے میں فقہاء کے مذاہب میں اختلاف ہے، حنفیہ کے یہاں اس کی درج ذیل صورتیں پائی جاتی ہیں:

پہلی صورت: یہ ہے کہ ہدی بھیجنے سے پہلے احصار ختم ہو جائے اور ابھی حج پالینے کا امکان ہو۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ ہدی بھیجنے کے بعد احصار ختم ہو اور ہدی اور حج دونوں کے پالینے کی گنجائش ہو۔

تعلق سے وہ محرم باقی رہے گا، اگر اس نے سر نہ منڈوایا ہو، اور اگر سر منڈا لیا تو طواف زیارت کرنے تک وہ صرف عورتوں کے حق میں محرم رہے گا، دوسری چیزوں کے حق میں نہیں۔

اور اگر قنوف عرفہ کے بعد باقی اعمال حج کی ادائیگی سے کوئی مافع پیش کیا یہاں تک کہ یا مخر (قربانی کے یام) گذر گئے تو اس پر قنوف مزدغہ و رومی کے ترک کی وجہ سے اور طواف ناقضہ اور حلق موثر کرنے کی وجہ سے چار دم لازم ہوں گے۔ اگر محل میں رہ منڈا یا ہے تو اس پر پانچواں دم بھی لازم ہوگا اس قول کی بنیاد یہ کہ دم میں سر منڈا واجب ہے، اور اگر قنوف متبوع ہو تو ترتیب فوت ہونے کی وجہ سے چہن دم بھی لازم ہوگا، اس کے بعد لازم ہے کہ آخر عمر تک طواف زیارت کرے، اگر اسے مکہ میں چھوڑ دیا جائے اور وہ آفاقی شخص ہو تو طواف واجب نہ کرے گا (۱)۔

ملاحظہ فرماتے ہیں کہ اگر قنوف عرفہ سے پہلے سعی کر چکا ہو اس کے بعد احصار پیش آیا تو طواف ناقضہ ہی کے ذریعہ اس کا احرام ختم ہوگا، اور سعی سے پہلے ہی احصار پیش آیا تو طواف ناقضہ اور سعی کے ذریعہ ہی اس کا احرام ختم ہوگا۔

اگر اس نے رومی، منی میں راتیں گزارنا اور قنوف مزدغہ احصار کی وجہ سے ترک کیا ہے تو اس پر ایک ہی ہدی لازم ہے جس طرح بھول کر گرہ پیتیز یا ترک ہو گئی ہوں تو ایک ہی ہدی لازم ہوتی ہے (۲)۔

”کو یہ ملاحظہ ہے یہ بات پیش نظر رکھی کہ سب کے ترک ہونے کا سبب یک ہی ہے، خاص طور سے اس لئے بھی کہ وہ شخص معذور ہے“ (۳)۔

(۱) شرح اللباب ۲۷۵-۲۷۶، حاکم بیرونی، المستدرک ۱۷۶/۲، شرح  
المنہج ۲/۳۰۲۔  
(۲) شرح الدرر ۲۷۵، حاکم بیرونی، المستدرک ۱۷۶/۲، شرح  
(۳) منہج، الجلیل ۱۹۹۔

ن دونوں صورتوں میں اس پر واجب ہے کہ زوال احصار کے بعد پے احرام کے تقاضے پر عمل کرے اور اس عبادت کو ادا کرے جس کا احرام باندھا تھا (یعنی حج ادا کرے)۔

تیسری صورت: یہ ہے کہ نہ مدی بھیجے پر قادر ہو، نہ حج پانے پر، یہی صورت میں اس کے سے سفر جاری رکھنا لازم نہیں ہوگا۔ اس کے لئے حائل ہو جانا جائز ہے، اس لئے کہ سفر جاری رکھنے میں کوئی فائدہ نہیں پس احصار مؤکد ہو گیا، پس اس کا حکم بھی مؤکد ہو جائے گا۔ تو مہر کرے یہاں تک کہ ہدی کی قربانی کے ذریعہ اس وقت حائل ہو جائے جس کو اس نے طے کیا ہے اور اس کو چاہئے کہ وہ بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو اور انحال عمرہ کے ذریعہ حائل ہو، اس لئے کہ وہ فائت ٹ ہے، پھر جب حائل ہو جائے گا تو تقضاء میں اپنے فوت شدہ عمرہ کی خاطر ایک انسانی عمرہ ادا کرے گا جیسا کہ گذر چکا۔

چوتھی صورت: یہ ہے کہ ہدی پالنے پر قادر ہو لیکن حج پالنے پر قادر نہ ہو، اس صورت میں بھی اس کے لئے سفر جاری رکھنا لازم نہ ہوگا، کیونکہ حج پائے بغیر صرف ہدی پالنے سے کوئی فائدہ نہیں، اس لئے کہ اصل سفر تو حج پانے کے لئے ہوتا ہے، جب وہ حج نہیں پاسکتا تو جانے سے کیا فائدہ؟ اس لئے ہدی پانے پر قادر ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہے۔ پانچویں صورت: یہ ہے کہ حج پالے پر قادر ہو، ہدی پانے پر قادر نہ ہو، اس صورت میں مذہب ابو حنیفہ کے قیاس کا تقاضا یہ

(۱) کہا گیا ہے کہ اس صورت کا مکان صرف امام ابو حنیفہ کے مسلک پر ہے کیونکہ دم احصار کو ذبح کرنے کے لئے ان کے یہاں یہ پابندی نہیں ہے کہ قربانی کے لامعی میں ذبح کیا جائے، بلکہ لاہترانی سے پہلے بھی ذبح کرنا جائز ہے۔ امام صاحب کے مسلک پر ایسا ہو سکتا ہے کہ ہدی نہ پائے اور پائے، امام ابو یوسف و امام محمد کے مسلک پر یہ صورت صرف اس شخص کے بارے میں متصور ہے جس کو عمرہ سے احصار پیش آیا ہو، کیونکہ عمرہ کے دم احصار کے لئے کسی کے نزدیک لاہترانی کی پابندی نہیں ہے (بدائع مصنف ۱۸۳/۲)۔

ہے کہ اس پر سفر جاری رکھنا لازم ہو اور اس کے لئے حائل ہو جانا جائز نہیں، کیونکہ جب وہ شخص حج پالنے پر قادر ہے تو حج جاری رکھنے سے عاجز نہیں ہے، لہذا احصار نہیں پایا گیا تو احرام ختم کرنا جائز نہ ہوگا بلکہ حج ادا کرنا لازم ہوگا (۱)۔

۱۱۔ احصاں یہ ہے کہ ہم اس پر نفس حج کی طرف توجہ کو لازم کریں تو اس کا مال ضائع ہو جائے گا، اس لئے کہ اس نے جس شخص کے ہاتھ ہدی بھیجی ہے وہ اس کو ذبح کرے گا اور اس کا مقصود حاصل نہیں ہوگا۔

احصاں کی توجیہ میں یہ، تا زیادہ بہتر ہے کہ اس شخص کے سے احرام ختم کرنا جائز ہوگا، اس لئے کہ جب مدی پالنے پر قادر نہ ہوگا تو کوئی اس کا احصار کی وجہ سے ختم ہو، لہذا اس کی جانب سے ذبح کیے جانے سے وہ حائل ہو جائے گا، نیز اس لئے کہ ہدی پٹی راہ پر جانچلی ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ جس کے ہاتھ ہدی بھیجی تھی، اس نے اگر ہدی کو ذبح کر دیا تو اس پر ضمان لازم نہ ہوگا، تو یہ ایسے ہی ہو گیا جیسے اس کی طرف سے ہدی ذبح کیے جانے کے بعد وہ جانے پر قادر ہوا ہو، واللہ اعلم۔

ما لایہ اس مسئلہ میں راجع، مل تفصیل کرتے ہیں (۲)۔

۱۲۔ جس شخص کو احصار پیش آیا مگر یہ قیاس تھا کہ احرام کھوں سے اسی دوران محصر کے حائل ہونے اور نہ منڈنے سے پہلے دشمن بہت نیا تو اس کے لئے حائل ہونا اور نہ منڈنا جائز ہے جس طرح دشمن کے موجود و بدتر در رہنے کی صورت میں جائز ہے، بشرطیکہ اس سال کا اس کا حج فوت ہو گیا ہو اور وہ مکہ سے دوری پر ہو۔

ب۔ اگر احصار رہو یا اور اس سال کا حج پائیائیں ہے تو اس کا

(۱) بدائع الصنائع ۱۸۳/۲۔

(۲) جیسا کہ موابہہ الجلیل ۱۷۷۷ء سے مطبوع ہوا ہے۔

حرام ختم کرنا جائز نہیں۔

رہے متاבלہ ان کا قول یہ ہے (۱) :

ج۔ اگر احصار ایسے وقت دور ہو کہ وقت میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ حج پائے اور وہ مکہ سے قریب ہے تو اٹھل عمرہ کے درمیان اس کا احرام ختم ہوگا، اس لئے کہ وہ کسی بڑے نقصان کے بغیر طواف اور سعی پر قادر ہے۔

ثانفیع کے مسلک کی تفصیل یہ ہے (۲) :

الف۔ اگر احصار زائل ہونے پر ہمت میں اتنی گنجائش ہے کہ یا حرام باندھ کر حج پالے اور اس کا حج علی ہو تو اس پر کچھ واجب نہیں ہوگا۔

ب۔ اگر وقت میں وسعت ہو اور حج کی نوعیت یہ ہو کہ اس سال سے پہلے اس کا واجب ہو چکا ہو تو اس کا وجوب حسب سابق باقی رہے گا، مزید بہتر یہ ہے کہ اسی سال احرام باندھ کر حج کر لے لیکن اسے موثر بھی کر سکتا ہے۔

ج۔ اگر حج حج فرض ہو، مگر سی سال واجب ہو، اس طور پر کہ اسی سال استطاعت ہوئی، اس سے پہلے استطاعت نہیں تھی تو اس کے ذمہ وجوب مؤکد ہوگا، کیونکہ وہ رائل احصار کے بعد حج پالنے پر قادر ہے، اس کے لئے زیادہ بہتر یہ ہے کہ اسی سال حج کا احرام باندھ لے لیکن اسے موثر بھی کر سکتا ہے، کیونکہ ثانفیع کے نزدیک حج علی اترتی واجب ہوتا ہے، (۳) کیسے حج کی اصطلاح۔

د۔ زوال احصار کے بعد اگر وقت تک ہو کہ حج پالنا ممکن نہ ہو اور حج کی نوعیت یہی ہے کہ اس کے ذمہ وجوب مؤکد نہیں ہو سکتا، کیونکہ اسی سال حج واجب ہو تھا تو اس سال اس کے ذمہ سے وجوب سابقہ ہو جائے گا، اگر اس کے بعد پھر استطاعت ہوئی تو حج لازم ہوگا مرنہ نہیں۔

الف۔ اگر محصر نے اپنا احرام ختم نہیں کیا تھا کہ احصار ہی ختم ہو یا تو اس کے لئے احرام ختم کرنا جائز نہیں کیونکہ مقرر زائل ہو چکا۔  
ب۔ اگر حج فوت ہونے کے بعد مقرر زائل ہو تو عمرہ کر کے یا احرام ختم کرے، اس کے ذمہ فوت ہونے کی وجہ سے یک مدی لازم ہوئی۔ احصار کی وجہ سے نہیں، کیونکہ اس نے احصار کی وجہ سے احرام ختم نہیں کیا تھا۔

ج۔ اگر احصار باقی رہتے ہوئے اس کا حج فوت ہو یا تو اس کو احصار کی وجہ سے احرام ختم کرنے کا اختیار ہے، کیونکہ جب وہ حج فوت ہونے سے پہلے ہی احصار کی وجہ سے احرام ختم کر سکتا ہے تو حج فوت ہونے کے ساتھ بدرجہ اولیٰ احرام ختم کر سکتا ہے، اس پر یک مدی احرام ختم کرنے کی وجہ سے لازم ہے، اور اس بات کا بھی اہتمام ہے کہ احرام کی مدی حج فوت ہونے کی وجہ سے لازم ہو۔

د۔ اگر احصار کی وجہ سے احرام ختم کر دیا، پھر احصار زائل ہو گیا اور اس کے لئے اسی سال حج پالنا ممکن ہے تو اگر ہم قضاء کو (۴) واجب قرار دیں یا موخج، واجب تھا تو اس کے لئے اسی سال حج کرنا لازم ہوگا، کیونکہ حج کی ادائیگی فوری طور پر لازم ہوتی ہے، مگر اگر ہم قضاء کو واجب قرار دیں اور موخج واجب بھی نہ ہو تو آچھ بھی، جب نہ ہوگا۔

عمرہ سے احصار کا دور ہونا :

۵۶۔ یہ بات معلوم ہے کہ عمرہ کا وقت پوری عمر ہے، لہذا اس میں وہ تمام حالات پیدا نہیں ہوں گے جن کا دور احصار حج کے زوال کے

(۱) الکافی ۱/۱۲۷، المنی ۲/۶۰۔

(۲) فقرہ ۵۰ کی بحث دیکھیں، مگر حنفی کی طرح حنابلہ کے نزدیک بھی یک تو یہ ہے کہ اگر عمرہ کو علی عبادت سے روک دیا جائے تو اس پر اس کی قضاء واجب ہے۔

سب سے میں کیا گیا۔

احصار عمرہ کے زوال کے بارے میں حنفیہ کے یہاں درج ذیل صورتیں پائی جاتی ہیں<sup>(۱)</sup>:

پہلی صورت: یہ ہے کہ ہدی بھیجنے سے پہلے احصار ختم ہو جائے، اس صورت میں عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ جانا لازم ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے اس کا ذکر پہلے چلتا ہے۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ احصار کے دور ہوجانے کے بعد ہدی اور عمرہ دونوں پڑتا ہو اس کے لئے بھی احصار کے لئے مکہ جانا لازم ہے جیسا کہ گذر۔

تیسری صورت: فقط عمرہ پانے پر قادر ہو نہ کہ ہدی پر۔ اس بارے میں ائمہ کا حکم یہ ہے کہ اس پر مکہ جانا لازم نہیں ہے، اور قیاسی حکم یہ ہے کہ مکہ جانا اس کے لئے لازم ہے<sup>(۲)</sup>۔

ماذہب کے یہاں اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے<sup>(۳)</sup>:

الف۔ جس شخص کو عمرہ سے احصار پیش آیا تھا، ثمن کے بننے سے اس کا احصار ختم ہو گیا اور وہ مکہ سے دور ہے، اور حال ہونے کے قریب ہے تو اس کے لئے حال ہونا لازم ہے۔

ب۔ اگر ثمن بے گیا اور محصر مکہ سے قریب ہے تو اس کے لئے احرام ختم کرنا مناسب نہیں ہے، کیونکہ وہ عمرہ کرنے پر قادر ہے، جس طرح احصار حج کی صورت میں اگر ثمن بنت جائے اور وقت میں وسعت ہو تو احرام ختم کرنا مناسب نہیں ہوتا۔

ثانیہ: ردنا بلکہ کے یہاں اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے:

الف۔ جس شخص کو عمرہ سے احصار پیش آیا اگر اس کے احرام ختم

(۱) المسئلۃ المصلیٰ ۲۸۱-۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷

بعد پ وہم ے حصار سے تحلیل کی نیت کی تو جاز ہے۔ اور اس کے  
ذریعہ وہ حال ہو جائے گا کہ اس کی تمام شہین پانی جا میں، اور اس  
نیت نہیں ملے تو سرے سے حصار نہیں ہوا<sup>(۱)</sup>۔

یہ مسئلہ خفیہ کے مسلک پر مبنی ہے جن کے نزدیک قصہ کے لئے  
 بڑی حرم بھیجنا، جب ہے، دوسرے امر کے نزدیک یہ احصارِ قتل  
 سے پختہ پید ہو ہے لہذا پختہ لے احصار سے جس ترقی کے ذریعہ  
 قتل ہوگا ہی کے ذریعہ دوسرے احصار سے بھی قتل ہو جائے گا۔  
 واللہ اعلم۔

## إحصان

تقریب:

۱۔ لغت میں احسان کا مطلبی معنی روکنا ہے، اس کے معنی یہ بھی ہیں:  
یا بدعتی، ثنائی، سنا اور آزادی (۱)۔

اور اصطلاح میں اس کی تعریف اپنی ۱۰ قسموں: ۱۔ زنا میں احسان  
۲۔ زینہ ف میں احسان کے مطابق مختلف ہوتی ہے۔

احسان کا شرعی حکم:

۴۔ ربا کی ذمہ داری میں رجم کے لئے احکام جس کے متعلق شادی کرنے کے ہیں، اہم ترین شرط ہے، ثبوتی کرنے کو مختلف حالات اور تعمیلات کے اعتبار سے پانچوں تکلیفیں حکام (اجوب، حرمت، اختتام، ربا، جوار) لاحق ہوتے ہیں، ان احکام کی تفصیل ”نکاح“ کی اصطلاح کے تحت ملے گی۔

انہما تنذرتی سب سے اہم شرط پاک دامن ہونا ہے، پاک  
 دامن ہونا شریعت میں مطلوب ہے، اس کے بارے میں بہت سی  
 آیات احادیث آئی ہیں، مثلاً یہ آیت "وَلَيْسَ لَكَ عَلَى  
 يَدَيْهِمْ كَلِمٌ مِّنْ عَهْدٍ عَلَيْهِمْ ذِكْرًا" (۲) (اور ان لوگوں کو نکاح کا مقدمہ نہیں آئیں  
 چاہئے کہ ضبط سے کام نہیں لیں)۔



(۱) لسان العرب لمصباح المحرم (حصن) تعریضات اخر جاتی ہے۔

(۲) شرح فقہیہ ۳۳۱، حاشیہ ابن ماجہ ج ۳ ص ۸۳، رقم ۴۰۲۲،  
المنی مع الشرح الکبیر ۱۰/۲۶۱، جمع سورہ بقرہ ۲۳ کی سیر

[illegible]

حصان کی قسمیں:

حصان کی دو قسمیں ہیں:

۳- نف - حصان رجم: یہ ایسی شرطوں کے مجموعہ کا نام ہے جو گرزنی میں پائی جائیں تو اس کی سزا رجم ہوتی ہے، اور "احسان" ایسی صفت کو کہتے ہیں جو ان شرائط کے بچا ہونے سے حاصل ہوتی ہے، یہ ساری شرطیں احسان کے اجزاء تشریح ہیں، یہ فل آنو شرطیں ہیں، اور ہر ایک کی حیثیت ملک کی ہے، اور ان میں سے ہر کا پیدیا جانا جو رجم کے لئے شرط ہے۔

۴- ب - حصان قذف: یہ بھارت ہے مقدمہ میں چند صفات کے جمع ہونے سے جو قذف کو کوزے کا مستحق قرار دیتی ہیں، یہ صفات قذف یعنی تہم زما یا غی سب کی حیثیت کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں (۱)۔

حصان کے شرع ہونے کی حکمت:

۵- "ندویہ تفصیل" کے کی کہ احسان رجم یہ ہے کہ انسان آراء، مائل، بالغ، مسلمان ہو، اس کے کسی عورت سے نکاح صحیح یا ہو، اس سے دخول بھی کیا ہو، اور میوں بیوی دونوں صفت احسان کے ساتھ متصف ہوں، شرط احسان کی حکمت یہ ہے کہ عقل اور بلوغ و ذہن کے مستحق ہونے کے لئے شرط ہیں، اس لئے کہ ان دونوں صفات کے بغیر انسان احکام الہی کا مخاطب نہیں ہوتا، باقی چیزیں (نکاح اور دخول وغیرہ) جرم کے کامل ہونے کے لئے شرط ہیں، کیونکہ باقی شرطوں کا تعلق نعمت مکمل ہونے سے ہے اور نعمت مکمل ہونے سے تہم مکمل ہوتا ہے، اس لئے کہ نعمت کی ناشکری اس کی کثرت کی صورت میں سخت ہو جاتی ہے اور یہ شیاء (اسلام، نکاح وغیرہ) طلیل القدر

(۱) فتح القدیر ۳/۱۳۰-۱۳۱۔

فوتوں میں سے ہیں، زنا کی صورت میں رجم کرنا انہیں شرطوں کے پائے جانے کی صورت میں مشروء ہوا، پس اسی پر اس کا مدار ہوگا، شرافت اور علم سے اس کو مربوط نہیں کریں گے، کیونکہ شریعت نے رجم کے لئے ان دونوں صفات کا اعتبار نہیں کیا ہے اور شرع کو رائے کے رجم متعین رہا ممکن نہیں۔

نیز اس لئے کہ آزادی سے نکاح صحیح پر قدرت ہوتی ہے اور نکاح صحیح سے حاملہ و طلی پر قدرت ہوتی ہے اور جماع کرنا حاملہ سے سودہ ہوتا ہے اور اسلام کی وجہ سے اس کے لئے مسلمان عورت سے نکاح ممکن ہوتا ہے اور زنا کی حرمت کا عقا پید ہوتا ہے، لہذا یہ تمام چیزیں زنا سے روکنے والی ہو میں اور کسی تہم سے روکنے والی چیزیں جتنی زیادہ ہوں گی اس قدر اس جرم کا ارتکاب زیادہ سنگین ہوگا (۲)۔

احسان قذف میں صفت کے شرط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص "نفیہ" (پاک دان) نہ ہو اس کو زنا کی طرف منسوب ہونے سے عار لاحق نہیں ہوتا، اس لئے کہ تحصیل حاصل محال ہے، اگر اس کو دوسرے عار لاحق ہو تو وہ بھی ہے اور حد قذف افترا کی وجہ سے ہے، نہ کہ غی کی وجہ سے (۳)۔

احسان رجم کی شرطیں:

۶- تہم رامیں احسان کی بعض شرطیں فقہاء کے یہاں متفق علیہ ہیں اور بعض شرطوں کے بارے میں اختلاف ہے۔

اہل وہم نابالغ ہونا، مائل ہونا:

یہ دونوں اصل تکلیف کی شرطیں ہیں، پس ارتکاب جرم کے وقت

(۱) فتح القدیر ۳/۱۳۳۔

(۲) المدون ۳/۲۶۳، المغنی ۱۰/۴۰۲، ابن ماجہ ۳/۶۸، ابوداؤد ۴/۲۷۳۔

۱۔ حصان کے

سے ہٹنی کی بیوہ اس کی ہٹنی کو یہ شت کرنے کے لائق ہو خواہ وہ با بعد یا  
مجنونہ ہی ہو، اور مالکیہ کے نزدیک عورت اس وقت محصنہ ہوتی ہے  
جب اس میں احصا کی تمام شرطیں پائی جائیں، اسی کے ساتھ اس  
سے ہٹنی کرنے والا بائع ہو خواہ مجنون ہی ہو۔

حسیہ نے ٹھن ہونے کے لئے دھلی کے وقت دونوں کے عاتق  
 مانع ہونے کی شرط لگانا ہے، اگر صرف ایک میں یہ شرطیں ہوں،  
 دوسرے میں نہ ہوں تو ان میں سے کوئی ٹھن نہیں مانا جائے گا یہی  
 ثنائیہ کا غیر صحیح قول ہے اور حجابہ کی ایک روایت ہے، حجابہ کے  
 یہاں اس مانع بچی کے بارے میں جو ابھی نو سال کی نہ ہوئی ہو اور  
 اس طرح کی بچی کا عمل شہوت نہیں ہوتی ایک اور روایت بھی ہے، وہ یہ  
 کہ اس سے عاتق مانع کا دھلی کرنا احسان نہیں مانا جائے گا۔

۷۔ موسم: نکاح صحیح میں طہی:

احسان کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ نکاح صحیح میں وٹھی پانی جائے، اگرچہ اگلی شرم گاہ میں کی گئی ہو، کیونکہ رسمیں سرم کا رٹنا ہے: ”والثیب بالثیب الحلد والوجہ“ <sup>(۱)</sup> (ثیب کے ثیب سے زنا کرنے کی سزا کوڑے لگانا اور سنگسار کرنا ہے)، وٹھیب ہونا اگلی شرم گاہ میں وٹھی کرنے سے وجود میں آتا ہے، اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ جو عقد نکاح وٹھی سے خالی ہو اس سے احسان کی صفت ثابت نہیں ہوتی اگرچہ اس نکاح کے بعد میاں بیوی کے درمیان خلوت صحیح حاصل ہوتی ہو یا اگلی شرم گاہ کے بعد وہ نہیں آ رہا۔

(۱) حدیث: "الغیب بالغیب..." کی روایت مسلم نے حضرت عمرؓ بن الخطابؓ سے ابن القلاء کے ساتھ مروفا کی ہے۔ "الغیب بالغیب" حدیث: "عانة والوجہ" (غیب کا غیب سے دنا کرنے کی ہر اس کوڑ سے لگا اور سنگر کیا ہے) صحیح مسلم، تصحیح محمد ابو عبد اللہ، ۱/۳۶۳، شیخ عیسیٰ ابن جاعع الاصول، ۱/۲۸۳، تصحیح محمد مکتبۃ المدینہ، ۱/۱۰۰۔

ال وہوں کا پایا جانا محض "وہیہ محض وہوں میں ضدہری ہے، جس  
ہٹی سے حساب ثابت ہوتا ہے اس ہٹی کے لئے شرط ہے کہ  
عقل بالغ کی طرف سے پائی جائے، اگر بچہ یا مجنون نے ہٹی کی پھر  
وہ بچہ بالغ ہو گیا یہ مجنوں عقل ہو گیا تو پہلی ہٹی ہٹی کی وجہ سے وہ  
محض نہیں ہوں گے ورنہ اسے پر نہیں کوڑے کی سزا دی جائے  
کی، یہ کہ وہیہ محض ہیں" (۱)۔

اس بارے میں امام شافعی کے حض اصحاب نے اختلاف کیا ہے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ وٹلی کرنے والا شخص مالباغی اور جنون کے رہانہ کی وٹلی کی وجہ سے محض شہر کر رہا ہے گا لیکن یہ فقہ شافعی کا مروجہ قول ہے۔ اس قول کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایک حمار وٹلی ہے۔ لہذا یہ لازم ہے کہ اس سے حصص ثابت ہو، کیونکہ جب بلوٹ سے پہلے اور جنون کے دوران نکاح کرنا صحیح ہوتا ہے تو اس کے ضمن میں وٹلی بھی صحیح ہوگی۔ صہور فقہاء کی دلیل یہ ہے کہ رجم حیب کی مراد ہے، اگر بلوٹ سے پہلے کی وٹلی اور دوران جنون کی وٹلی سے حیب ہو مان یا حارے تو مالباغی اور مجنون کو رجم کرنا، جب ہوگا، جب کہ اس کا کوئی بھی قابل نہیں۔

ہام، مالک کا مسلک، ہشامیہ کا صحیح قول اور حنا بلہ کی ایک روایت یہ ہے کہ رحم کی سزا جاری کرنے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ میاں بیوی میں سے کسی ایک میں احسان کی شرطیں پائی جائیں، تاکہ وہ محض ہو، قطع نظر اس سے کہ رجسٹر میں سے کسی میں یہ شرطیں پائی جائیں یا نہیں، تاہم فیہ بیوی کو محض اسی وقت مانتے ہیں جب کہ اس سے بھی کرے والا بالغ ہو، پس مرہ کی تھیں کی شرط یہ ہے کہ اس میں احسان کی تمام شرطیں پائی جائیں، اسی کے ساتھ اس نے جس

( ) شرح مع القدیر ۳۴۰ ۳۴۱ الفی ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲



چھپی شرم گاہ میں وٹلی کی ہو، اس لئے کہ ان امور کی وجہ سے عورت کو شبہ نہیں ماما جاتا، اور ان امور کے باوجود وہ باکرہ عورتوں کی صف سے خارج نہیں ہوتی جن کی سزا کوڑے مارنا ہے، معتبر وٹلی یہی ہے جس میں اگلی شرم گاہ میں اس طرح اوجھل کیا گیا ہو کہ غسل واجب ہو جائے، خود انزال ہو یا نہ ہو، اگر نکاح کے بغیر وٹلی کی، مثلاً زنا کیا یا شبہ میں وٹلی کی، تو وٹلی کرنے والا اس وٹلی کی وجہ سے بالاتفاق محسن نہیں ہوتا۔ نکاح میں شرط یہ ہے کہ وہ صحیح ہو جسے اگر نکاح فاسد ہو تو اس میں وٹلی محسن نہیں بنائے گی، یہ جمہور فقہاء کی رائے ہے، اس لئے کہ یہ طہیث کے بغیر وٹلی ہے، لہذا شبہ والی وٹلی کی طرح اس سے بھی احسان کی صفت ثابت نہیں ہوگی۔

گر نکاح صحیح میں وٹلی کی ہے تو اس کے لئے شرط یہ ہے کہ حرام وٹلی نہ ہو، مثلاً حیض یا حالت احرام کی وٹلی، کیونکہ شریعت نے جس وٹلی کو حرام قرار دیا ہے اس سے احسان کی صفت حاصل نہیں ہوتی، تو وہ یہ وٹلی نکاح صحیح کے مدارک بنی ہو۔ مالکیہ نے اس شرط کا اضافہ کیا ہے کہ وہ نکاح صحیح لازم ہو، اس شرط سے یہ مترتب ہوتا ہے کہ اگر میں بیوی میں سے کسی میں عیب تھا، جھک، ہی تھی جس کی وجہ سے کسی فریق کو نکاح ختم کرے کا اختیار حاصل ہوتا ہے تو ایسے نکاح سے احسان متحقق نہیں ہوتا (۱)۔ ابو ثور فرماتے ہیں کہ: نکاح فاسد میں وٹلی سے بھی احسان کی صفت پیدا ہو جاتی ہے، یہ بات امام لیث، امام مالک، امام ابو حنیفہ سے بھی منقول ہے، اس لئے کہ نکاح صحیح، نکاح فاسد، دونوں کثیر احکام میں برابر ہیں، مثلاً مہر کا واجب ہونا، منکوحہ کی ماں اور بیویہ کا حرام ہو جانا، بچے کا ثابت نسب ہونا، لہذا احسان ثابت ہونے میں بھی دونوں برابر ہوں گے۔

۸- اگلی شرم گاہ میں وٹلی کی شرط پر یہ مسائل متفق ہوتے ہیں:

الف۔ ایسے خصی کی وٹلی جو جہاں کرنے کے لائق نہ ہو، ہی طرح محبوب اور معین کی وٹلی مہلوہ و کو محسن نہیں بنائے گی، عین عورت کے بچہ پیدا ہوا اور اس کا نسب شوہر سے ثابت ہوا تو خصی اور عین کی وٹلی سے بیوی محسنہ ہو جائے گی، اس لئے کہ شریعت کی طرف سے ثبوت نسب کا حکم دخول کا حکم بھی ہے، لیکن اکثر علماء کے نزدیک محبوب کی بیوی ثبوت نسب کے باوجود محسنہ نہیں ہوگی، یہ تک محبوب کے پاس آدھ وٹلی ہی نہیں ہے، اس کے بغیر جہاں کا تصویری نہیں کیا جاسکتا، اور حکم احسان کا ثبوت جہاں سے وابستہ ہے، اس مسئلہ میں امام حنفی نے اختلاف کیا ہے، کیونکہ محبوب سے ثبوت نسب کا حکم اس کی بیوی کو محسنہ بنائے گا۔

ب۔ رقتاء (دو عورت جس کے اگلی شرم گاہ میں ہڈی بھری ہوئی ہو) سے وٹلی کرنے سے رقتاء محسنہ نہیں ہوتی، کیونکہ رقی کے ساتھ جہاں نہیں ہوتا، اسی طرح مرد بھی اس وٹلی کی وجہ سے محسن نہیں ہوتا، لہذا یہ کہ اس نے کسی دوسری بیوی سے سابقہ شرط کے مطابق وٹلی کی ہو۔

چہارم: آزادی:

۹- تمام محسن نہیں ہے، خواہ مکاتب ہو یا تزدی غلام ہو یا ام ولد ہو، اس لئے کہ ان کی سزا آزاد کے نصف ہے، اور رجم میں نصف نہیں ہو سکتا، اور ان لوگوں کو مکمل سزا دینا نص اور اجماہ و نبی کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فان اتین بعا حشۃ لعیہن نصف ما علی المحصنات من العذاب" (۲)۔ پھر ترمذی (۳) نے بیان کیا کہ ان کے لئے اس سزا کا نصف ہے جو آزاد عورتوں کے لئے ہے۔

اس مسئلہ میں ابو ثور نے جمہور فقہاء سے اختلاف لیا ہے، انہوں نے فرمایا ہے کہ غلام و ربوہ کی بھی شخص ہوتے ہیں، زنا کرنے کی صورت میں نہیں رجم کیا جائے گا۔ امام وزاعی سے نقل کیا گیا ہے کہ جس غلام کے نکاح میں آزاد عورت ہو وہ شخص ہے، اور جس غلام کے نکاح میں باندی ہو اسے رجم نہیں کیا جائے گا، پھر فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ غلام جو اپنی بیوی کے ساتھ جو باندی ہے آزاد "رہا" یا "یا"، اور آزادی کے بعد شوہر نے بیوی سے جماع کیا تو دونوں شخص ہو گئے۔ خود وہ وہوں کو اپنے "زنا" ہو جانے کا علم ہوا نہ ہو، اسی طرح اگر "رہا" شخص نے باندی سے نکاح لیا یا آزاد عورت سے غلام نے نکاح کیا تو وہ وہوں شخص نہیں ہوں گے، بلکہ آزاد "رہا" ہی کے بعد بلی کرتے ہیں تو احسان کی صفت ثابت ہو جائے گی۔

پہنچم: اسلام:

۱۰۔ جہاں تک شرط اسلام کا مسئلہ ہے تو امام شافعی، امام احمد، اور اصحاب ابو حنیفہ میں سے امام ابو یوسف احسان رجم میں اسلام کی شرط نہیں مانتے، لہذا اگر مسلمان نے کسی کتاب یا عورت سے نکاح کرنے کے بعد اس سے بلی کی تو دونوں شخص ہو گئے، کیونکہ امام مالک نے مانع سے اور انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: "جاء اليهود بالی رسول اللہ ﷺ فدکروا له ان رجلاً منهم وامرأة دہا فامر بہما رسول اللہ ﷺ فرحما" (یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جانہ ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ ہم میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کا ارتکاب کیا ہے تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے دونوں کو رجم کیا گیا) (بخاری و مسلم) (۱) نیز اس لئے کہ زنا کا تہم مسلمان اور

(۱) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے تفصیل کی

بلی کی طرف سے برہم ہے، لہذا دونوں کی زنا کا برہم ہونا بھی ضروری ہے، اس کے مطابق عی مرد اور عورت بھی شخص ہوں گے، اگر زنا کریں تو اس دونوں کی زنا رجم ہوگی، لہذا عورت کی مسلمان کی بیوی ہو تو بدرجہ اولیٰ دونوں شخص ہوں گے (۲)۔

امام مالک اور امام ابو حنیفہ امام کو حصص کی ایک شرط قرار دیتے ہیں۔ لہذا اگر شخص نہیں ہوگا اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک عورت مسلمان مرد کو شخص نہیں بناسکتی، اس سے کعب بن مالک نے جب ایک یہودی عورت سے زانیہ بنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے نہیں منع کیا "فرمایا: "انہا لا تحصہ ک" (۳) (وہ تم کو شخص نہیں بنائے گی)، نیز اس لئے کہ احسان رجم کی ایک شرط آزادی ہے، لہذا اس میں اسلام بھی شرط ہوگا جس طرح احسان قذف میں حریت کے ساتھ اسلام بھی شرط ہے، اس تفصیل کے مطابق جس مسلمان نے کسی کتابی عورت سے نکاح کر رکھا ہے اور زنا کا ارتکاب کرتا ہے تو اہل فقہاء کے نزدیک اسے رجم یا جائے گا، اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک رجم نہیں یا جائے گا، کیونکہ امام ابو حنیفہ اس شخص کو شخص نہیں

= ہے (المواؤد والمرحان ص ۳۳۳ تاریخ کردہ وزارت الاوقاف والشؤون الاسلامیہ کویت)۔

(۱) المشرع الکبیر ص ۲۸۳، اشعی ۱۰/۱۲۹۔

(۲) حدیث: "انہا لا تحصہ ک" کی روایت ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں، وروای سے طریقے میں، اپنی تہم میں، اور ابو بکر بن ہریم کی سند سے ابن عمرؓ نے انکال میں کی ہے ابن عمرؓ کہتے ہیں ابو بکر بن ہریم کی حدیث قابل حجت نہیں ہے اور ابن کی احادیث تکھی جاتی ہے اس لئے کہ وہ درست ہیں۔ اس کی روایت ابو ذر نے المراسل میں یحییٰ بن الولید سے کی ہے ابن ظہان نے اپنی کتاب میں لکھا ہے یہ حدیث ضعیف ہے اور منقطع ہے علی بن ابی ظہر اور کعب بن مالک کے درمیان میں روای کا انقطاع ہے عبدالحق نے اپنی الاحکام میں کہا ہے یہ ضعیف الاسناد اور منقطع ہے ابن سنی الدردقہ جلیل جنس الحق عظیم آبادی ۱۳۸۸-۱۳۹۰ھ تحت الاثر ۲۳/۸ ص ۳۳۳ حدیث ۱۱۶۱۵۔

## احسان ۱۱

لازم قرار پایا ہے۔ لیکن تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ رجم کے سزا کرنے والے دونوں افراد کا شخص ہونا شرط نہیں ہے، بلکہ اگر اس میں سے ایک شخص اور دوسرا غیر شخص ہے تو شخص کو رجم کیا جائے گا اور غیر شخص کو کوڑے لگانے جائز ہے<sup>(۱)</sup>۔ یہ تک یک روایت میں آتا ہے کہ "ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ کتاب اللہ سے میرے مقدمہ کا فیصلہ دیں، اس مرتبہ کے مخالف فریق نے (اور وہ اس مرتبہ سے زیادہ سمجھدار تھے) عرض کیا: ہاں ہمارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ فرمادیتے اور مجھے یہ اپنے کی اجازت مرحمت فرمائیے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "قل" (کہو) تو اس نے عرض کیا کہ میرا اس شخص کے یہاں لازم تھا، اس نے اس شخص کی بیوی سے زنا کیا اور مجھے بتایا گیا کہ میرے بیٹے کے وپر رجم کی سزا ہے تو میں نے اس کے عوض سو بکریاں اور ایک باندی کا فائدہ لیا، پھر میں نے اہل علم سے دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ میرے لڑکے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جاؤطنی ہے اور اس کی بیوی کی سزا رجم ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "والدی نفسی بعدہ لأقصین بیسکما بکتاب اللہ، الولیمة والعلم رد عیبک، وعلی ابسک جلد مائة وتغرب عام، واعد یا انیس۔ لرجل من نسلم۔ إلی امرأة هذا فلان اعترفت فارجمها، قال: فعلا علیها فاعترفت، فأمر بها رسول اللہ ﷺ عرحمت" (۲) (اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں تم دونوں کے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا، باندی اور بکریاں تمہیں، پس کی جائیں، تمہارے بیٹے کی سزا سو کوڑے لگانا

مانتے، اس سے کہ کتابی عورت ان کے نزدیک مسلمان کو شخص نہیں دانتی، امام مالک چونکہ میاں بیوی دونوں میں شرط احسان کا پایا جانا لازم نہیں مانتے اس لئے وہ بھی جمہور فقہاء کی اس رائے سے متفق ہیں کہ ذمی عورت مسلمان کو شخص بتا دیتی ہے اور ایسا مسلمان زنا کی صورت میں رجم کا مستحق ہے<sup>(۱)</sup>، اس بارے میں امام مالک کا جو مسلک ہے وہی شافعی کا صحیح قول ہے اور حنابلہ کے یہاں ایک روایت ہے۔

جائیں میں کمال پڑ جائے اس معنی میں کہ بلی رنے، ملامت، اور بلی کی گئی عورت دونوں میں اس بلی کے وقت جس پر احسان کا حکم مرتب ہوتا ہے حصاب کی تمام شرطیں پائی جائیں امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک احسان کی ایک شرط ہے، امام شافعی کی بھی ایک رائے یہی ہے، مثلاً، عاقل مرد یا عاقل عورت سے بلی کرے۔ اگر یہ تمام شرطیں وہاں ہیں سے کسی ایک میں نہ پائی جاتی ہوں تو وہاں غیر شخص ہیں۔ پس زانی نے جس صغیرہ یا مجنونہ سے نکاح کیا ہو وہ غیر شخص ہے اگرچہ وہ خود عاقل و بالغ ہو، پس امام مالک یہ شرط نہیں لگاتے بلکہ ان کے نزدیک اگر میاں بیوی میں سے کسی ایک میں احسان کی شرطیں پائی جاتی ہیں تو یہ شخص ہوے کے لئے کافی ہے، قطع نظر اس کے کہ دوسرے میں یہ شرطیں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔

### رجم میں احسان کا اثر:

۱۱- مذکورہ بحثوں سے احسان کی وہ شرطیں جو فقہاء کے درمیان متفق عدیہ ہیں اور جن شرطوں کے بارے میں اختلاف ہے سب کی وضاحت ہو چکی اگرچہ بعض فقہاء سے کسی بھی ایک کے شخص ہونے کے سوا میاں بیوی دونوں میں شرط احسان کا پورا نہ ہو پایا جاتا

(۱) شرح فتح القدیر ۳/۳۰۸، المعنی ۱۱/۲۸، المبدی ۲/۲۶۷۔

(۲) اس حدیث کی روایت صحاح ستہ میں کی گئی ہے۔

(۳) الشرح لموطا ۳/۳۱۔

کے ساتھ دخول کیا (خل کیا) تو بھی امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک کافی ہے، کیونکہ جب دخول کے ساتھ حرف ”یا“ کا استعمال ہو تو اس سے جماع مراد ہوتا ہے اور امام محمد فرماتے ہیں کہ کافی نہیں ہوگا، کیونکہ دخول کا اطلاق خلوت پر بھی ہوتا ہے۔

### محسن کی سزا کا ثبوت:

۱۳- فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ محسن اگر زنا کا ارتکاب کرے تو اسے اس وقت تک سنگسار نہ کیا جائے جب تک اس کی روح پر زنا نہ کر جائے، خواہ محسن مرد ہو یا عورت، لیکن اس سلسلے میں اختلاف ہے کہ رجم کے ساتھ جلد (کوڑے لگانا) کو جمع کیا جائے گا یا نہیں۔

رجم کی سزا سنت رسول اللہ ﷺ اور اجماع سے ثابت ہے، رسول اکرم ﷺ کے قول و فعل سے ثابت ہے اس نصیص کے مطابق جس کا کل ”زنا“ کی اصطلاح ہے۔

### احسان تذف:

۱۴- پاک دامن مردوں اور عورتوں کی عزت و آبرو بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے محسن مردوں اور محسنہ عورتوں پر زنا کا ہتان لگانے کو حرام قرار دیا ہے، نبوی ہدایت میں اس سے استنباط کی۔

### احسان تذف کی شرطیں:

۱۵- جس محسن کے تذف پر سزا جاری کی جاتی ہے اس میں باتفاق فقہاء، رکنوں میں شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے اگر زنا کا الزام لگایا گیا ہو، نہ نفعی نسب کی حالت میں امام ابو حنیفہ اس کے علاوہ یہ شرط بھی لگاتے ہیں کہ ماں مسلمان ہو اور آزاد ہو<sup>(۱)</sup>۔

اور ایک سال کی جلا وطنی ہے اور اسے اس قبیلہ اسلام کے ایک فرد تم اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ، اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اسے سنگسار نہ کرو، وہی کہتے ہیں کہ اس شخص کی بیوی کے پاس گئے، اس نے زنا کا اقرار کیا تو رسول اکرم ﷺ کے حکم سے رجم کر دیا گیا۔ یہاں یہ اشارہ کرنا مناسب ہے کہ صفت احسان بقی رہنے کے لئے نکاح باقی رہنا واجب نہیں ہے، اگر عمر میں ایک بار نکاح کیا پھر طلاق دے دی، اور باقی عمر بغیر نکاحی کے رہا تو اگر زنا کرے گا تو رجم کیا جائے گا۔

### حصان ثابت کرنا:

۱۲- رجم میں حصان ترمیم سے ثابت ہوتا ہے، مگر ترمیم جو عاقل و مختار شخص کی جانب سے کیا جائے، لہذا ضروری ہوگا کہ حصان کا ترمیم کرنے والا عاقل و مختار ہو، اس لئے کہ مکروہ اور مجنون کے کلام کا کوئی حکم نہیں۔

اسی طرح کوہوں کی شہادت سے بھی احسان ثابت ہوتا ہے، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام زفر کے نزدیک احسان ثابت کرنے کے لئے دو مردوں کی کوہی کافی ہے، اس لئے کہ احسان انسان کی ایک حالت ہے، اس کا ارتقاء کرنا سے کوئی تعلق نہیں، لہذا یہ شرط نہیں ہوگی کہ زنا کی طرح احسان کی کوہی چار مردوں<sup>(۱)</sup>۔

امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک احسان کا ثبوت ۴۰ مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی کوہی سے ہو سکتا ہے<sup>(۲)</sup>۔

کوہی کا طریقہ یہ ہے کہ کوہی کے اس شخص سے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے جماع کیا، اگر یہ کہے کہ اس شخص نے اس عورت

(۱) شرح الترمذی ۷/۱۷۷۔

(۲) شرح فتح القدیر ۳/۱۶۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰۔

(۱) فتح القدیر ۳/۱۷۳۔



جسٹو ہوا معلوم ہے، اور عدالت فوجدار دہرنے کے لئے واجب ہوتی ہے۔

امام احمد کے نزدیک کسی محبوب، مریض، رشتاء، قراء کے  
تلاذف پر بھی حد فہاسب ہوتی، یہ کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاء عام  
ہے: "وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ  
شُهَدَاءَ فَلَا تَحْسَبُوهُنَّ مُتَمِيزَاتٍ جُنُودٌ" <sup>(۱)</sup> (اور جو لوگ تمستاک میں  
پاک و عورتوں پر اور پھر چار کو نہ لائیں تو نہیں اتنی بڑے گناہ)۔

رفتاء بھی اس آیت کے عموم میں داخل ہے، نیز اس لئے کہ وہ ایک شخص کا تلافی ہے، لہذا اس پر حد قذف لازم ہوگی جس طرح وہی پر قاور شخص پر زنا کا الزام لگانے سے حد قذف واجب ہوتی ہے، نیز اس لئے کہ وہی کا منہ ہونا ایک مخفی معاملہ ہے جسے بہت سے لوگ نہیں جانتے، پس جو شخص اس کو نہیں جانتا اس کے نزدیک بغیر حد کے مار مسکتی نہیں ہوگا۔ پس حد کا ۱۰۰ جب ہوگا بیت مریض کو قذف کرنا (۲)۔

تذوق میں احسان ثابت کرنا:

۱۶۔ ہر مسلمان پاک و امن سمجھا جائے گا جب تک اس نے زنا کا  
 اقرار نہ کیا ہو یا چار عامل کو ہوں گے۔ یہی اس پر رما کا اہرام ثابت  
 نہ ہو ہو، حسب کی نسبت سے ۱۰ عمرے پر رما کا اہرام عام یا تو اس  
 سے رما و پاک و امن نہ ہونے کا ثبوت مانا جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ  
 کا ارشاد ہے: "وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا  
 بِأَرْبَعَةِ شَهَادَةٍ فَاحْذَرُوهُمْ إِنَّمَا هِيَ كَلِمَةٌ بَيْنَهُمَا"

جس پر زنا کا الزام لگایا گیا ہے اس سے یہ مطالبہ نہیں کیا جائے گا

کہ جو اپنی پاک وامنی ثابت کرے، اس لئے کہ لوگ پاک وامنی  
(غنیف) مانے جاتے ہیں جب تک کہ قاذف اس کے خلاف ثابت  
نہ کرے۔ اگر مقدمہ قاذف کے ٹھن ہونے کا قاذف اقرار کرے تو اس  
کا ٹھن ہونا ثابت ہو جائے گا، اور اگر اس کے ٹھن ہونے کا قاذف  
نے انکار کیا تو اسے مقدمہ کی مستقیم ہونے پر ثبوت پیش کرنا  
ہوگا۔ اگر ثبوت پیش کرنے میں ناکام رہا تو اسے یہ اختیار نہیں کہ  
مقدمہ سے حلف لے۔

### احسان کا سقوط:

۱۔ احسان اپنی کسی شرط کے مفقود ہونے سے ساقط ہو جاتا ہے، اس لئے جو شخص محسوس یا محسوس یا غلام ہو گیا اس کا احسان باطل ہو گیا، جو متہاء احسان میں اسلام کی بھی شرط لگاتے ہیں ان کے نزدیک امداد سے بھی احسان ساقط ہو جاتا ہے، رفقہ وف میں احسان کی کوئی شرط مفقود ہو جائے تو عاقبہ پر حد تنذیف جاری نہیں ہوگی، نہیں اگر وہ اپنے الزام کو صحیح ثابت کرنے میں ماکام رہا تو اسے تعزیر کی جائے گی، جتنوں (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی) کے نزدیک حد تنذیف جاری ہونے تک مفقود وف میں احسان کی تمام شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے، اس کے برخلاف امام احمد کے نزدیک اس اتنی شرط ہے کہ الزام لگائے جانے کے وقت مفقود وف میں احسان کی تمام شرطیں پائی جا رہی ہوں، اس کے بعد ان شرطوں کی پرقاری لازم نہیں ہے۔<sup>(۱)</sup>

تذرف میں احسان کا اثر:

۱۸۔ مقدّم کے مضمّن ہونے سے قاذف دہرہ اؤں کا مستحق ہوگا:

(۱) ابن بطریق، ص ۱۸، الفوتی، ص ۲۶، المیزان، ج ۲، ص ۷۷، معنی، ص ۹۳  
طبع قاهرہ۔

— ۱۲۵ —

(۳) اکتوبر ۱۸۴۷ء طبع شد۔ ابن بطوطہ کی ۱۶۸، ۱۶۹ و ۱۷۰ ص

کے نزدیک مخصی اگر مرتد ہو جائے تو اس کا احسان باطل ہو جاتا ہے۔ ان کی دلیل یہ ارشاد نبوی ہے: ”مَنْ أَشْرَكَ بِاللّٰهِ فَهُوَ كَيْفَ يَحْكُمُ لَهُ؟“ (جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ مخصی نہیں ہے)۔

اسی طرح مرتد مخصی باقی ندر ہے گا کہ احسان کی ایک شرط ”اسلام“ اس سے مفقود ہوگئی۔ امام مالک نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، اس کا مسلک یہ ہے کہ جب احسان رجم یا احسان قذف میں کسی مرد یا عورت کے لئے حکم احسان ثابت ہو جائے پھر وہ نعوذ باللہ اسلام سے مرتد ہو جائے تو حکم احسان اس سے ساقط ہو جاتا ہے، اگر وہ دوبارہ مسلمان ہو گیا تو اب نئے احسان کے ذریعہ مخصی ہوگا، اس بارے میں امام مالک نے اس آیت سے استدلال کیا ہے: ”لَنْ أَشْرَكَ كُنْتُ لِحَاطِطِ عَمَلِك“ (۲) (اُترتو نے شرک کیا تو تیرے عمل (سب) غارت ہو جائے گا)۔ مرتد نے چونکہ شرک یا اس سے نہایت کے بعد جب اس کا عمل غارت ہو جانا لازم ہے۔



(۱) حدیث ”مَنْ أَشْرَكَ بِاللّٰهِ“ - بخاری روایت اسی قی بن داؤد پر ہے اپنی سند میں کی ہے ورنہ اس کی سند کے ساتھ دارقطنی نے اس کی روایت کی ہے وہ ذکر کیا ہے ”صحیح بیہق حدیث سے موقوف ہے“، صاحب فتح القدیر نے اس کے مرقوع ہوئے کتب میں قرا لیا ہے (نصب الراية ۳۷۳ ۳۷۴ فتح القدیر ۵/۲۳۳)۔

(۲) سورہ روم ۶۵، طحطاوی: الدوسلی ۳۵۴۔

(۱) قذف کو کوڑے لگایا جاتا ہے اصل سزا ہے، (۲) اس کی تفسیر قبول نہ کیا جاتا ہے، یہ معنی سزا ہے، اس کی تفصیل ”قذف“ کی اصطلاح میں آئے گی۔

احسان کی دونوں قسموں میں ارتداد کا اثر:

۱۹۔ مخصی کے مرتد ہونے سے ان فقہاء کے نزدیک اس کا احسان باطل نہیں ہوتا جو احسان میں اسلام کی شرط نہیں لگاتے مثلاً امام شافعی اور امام احمد (۱)، امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں سے امام ابو یوسف کا بھی یہی مسلک ہے۔ اس حضرات کا استدلال اس واقعہ سے ہے کہ بن کرم رحمۃ اللہ علیہ نے وہ یہودیوں کو زنا کرنے پر رجم کی سزا دی، اگر احسان میں اسلام کی شرط ہوتی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کو رجم کی سزا دیتے، پھر یہ قائل بھی ارشاد نبوی: ”لو ذنی بعد احسان“ (۲) (یو زنا کیا ہو احسان کے بعد) کے عموم میں داخل ہے، نیز اس لئے کہ اس نے احسان کے بعد زنا کیا ہے، لہذا اس کی سزا رجم ہوئی اس شخص کی طرح جو مرتد نہ ہوا ہو۔

امام ابو حنیفہ چونکہ احسان میں اسلام کی شرط لگاتے ہیں لہذا ان

(۱) المغنی ۹، مشائع کردہ مکتبہ القامریہ۔

(۲) اس حدیث کی روایت بخاری نے تفسیر حضرت ابو قتادہ سے ابن القاضی کے ساتھ کی ہے ”قوله الله ما فعل رسول الله ﷺ أحماً قط إلا في إحدى ثلاث عصال: رجل قتل بغيره أو نفسه لفضل، أو رجل دس بعد احسان، أو رجل حارب الله ورسوله ولولده من الإسلام“ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی کو قتل نہیں کیا، سوائے تین حالت کے: کسی شخص نے دوسرے کو قتل کیا تو اسے قتل کیا یا کسی شخص نے مخصی ہو کر زنا کیا، یا کسی نے اللہ اور اس کے رسول سے کاربہ کیا اور اسلام سے مرتد ہو گیا) (فتح الباری ۱۲/۳۳۰ طبع انتقادی) اسی کے مثل ترجمہ سنائی، ابن ماجہ، ابن حاکم، ابن شافعی نے اپنی سند میں روایت کی ہے (نصب الراية ۳۷۳)۔

## احلال ۱-۳، اجماء

ب۔ حرام کو حلال قرار دینے کی تعبیر فقہاء لفظ استحلّوں سے کرتے ہیں، خود یہ عمل قصد ہو یا تاویل کے ساتھ ہو،<sup>(۱)</sup> (دیکھئے: استحلّوں)۔  
ج۔ جس عورت کو تین طلاق دی گئی ہو اس کے مسئلہ میں تحصیل کی تعبیر اختیار کرتے ہیں<sup>(۲)</sup>، (دیکھئے: تحصیل)۔

د۔ دین مؤجل (جس دین کی "سببی کے سے" ندد کی کوئی مدت طے ہو) کی ادائیگی کا وقت آنے کی تعبیر "حلول" سے کرتے ہیں<sup>(۳)</sup>، (دیکھئے: حلول)۔

اجمالی حکم:

۲- لفظ احال کے مختلف استعمالات کے اعتبار سے اس کا حکم مختلف ہوگا، جیسا کہ تعریف کے ذیل میں آیا۔

بحث کے مقامات:

۳- اس لفظ کے ہر استعمال کے سلسلے میں اس کی متعلقہ اصطلاح کی طرف رجوع یا جاے۔

## اجماء

دیکھئے: "حمو"۔

## احلال

تعریف:

۱- لغت میں "احال" "احل" کا مصدر ہے، جو "حوزم" سے منسوب ہے۔ کہا جاتا ہے: "احللت له الشيء" یعنی میں نے اس کے لئے اس چیز کو حلال کر دیا۔ یہ لفظ ایک دوسرے معنی میں بھی آتا ہے اور وہ "حل" ہے لفظ "حل" کے معنی ہیں: اشتر حل میں داخل ہوا، یا حرم سے "گے بڑھ گیا، یا محظورات حج جو اس پر حرام تھے وہ اس کے لئے حلال ہو گئے (۱)۔

فقہاء نے لفظ "احال" کا استعمال نہیں کیا ہے مگر اس کے مشابہ دوسرے الفاظ مثلاً استحلّ، تحلیل، تخیل اور حلول کے معانی کو ادا کرنے کے لئے فقہاء نے ان الفاظ کا استعمال کثرت سے کیا ہے۔ عین انہوں نے "احال" کا استعمال دین یا ظلم سے بری کرنے کے معنی میں بھی کیا ہے۔

بعض حضرات احال کو لغوی معنی میں استعمال کرتے ہیں، اس صورت میں اس کے رائج استعمال مراد ہوتے ہیں:  
لف۔ احرام سے نکلنے کے مسئلہ کی تعبیر فقہاء لفظ تکحل سے کرتے ہیں، اس مسئلہ میں لفظ "احال" کا استعمال لغوی معنی میں ہے<sup>(۲)</sup> (دیکھئے: تکحل)۔

(۱) البحر الرائق ۱/ ۲۰۷، مجمع کردہ مرقم المکتب، الاطاب ۵ ۲۲۰ طبع بیروت۔

(۲) التلویبی ۳۶۱ طبع عیسیٰ الخلیف۔

(۳) الاطاب ۵/ ۳۷۔

(۱) صحاح مسند العرب، اسناد ابی یوسف، جامع المروسی (حلال)۔

(۲) مسند العرب، جامع المروسی، مکتبہ دار الفکر، طبع مصر ۱۳۵۱ھ، طبع مصر ۱۳۵۱ھ، طبع مصر ۱۳۵۱ھ، طبع مصر ۱۳۵۱ھ۔



## احیاء البیت الحرام ۱-۲

نہ کرنا<sup>(۱)</sup>۔ فقہاء "احیاء البیت الحرام" کی اصطلاح بھی استعمال کرتے ہیں، اس کا مفہوم ہوتا ہے: خانہ کعبہ کو مہیضہ حج و عمرہ کے ذریعہ آباد رکھنا، اور بیت کی طرح اس سے "تشیع نہ ہو جانا۔ اسی طرح فقہاء "احیاء سنت" کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں، اس کا مفہوم ہوتا ہے: کسی متروک یا عمل سنت اور حیوٹے ہوئے اسلامی شعور کو دوبارہ متنبہ کرنا، اس پر عمل کرنا۔

احیاء کے مصنف علیہ کے اعتبار سے اس کا مفہوم مختلف ہوتا ہے۔

احیاء کے درج ذیل استعمالات ہوتے ہیں:

الف۔ احیاء البیت الحرام

ب۔ احیاء السنۃ

ج۔ احیاء اللیل

د۔ احیاء الموات

فقہاء کے یہاں احیاء البیت الحرام سے مراد خانہ کعبہ کو حج کے ذریعہ آباد رکھنا ہے، اور بعض فقہاء کے نزدیک عمرہ کے ذریعہ آباد رکھنا بھی مراد ہے، آباد جبکہ کو زندہ کے ساتھ اور غیر آباد جبکہ کو مردہ کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے<sup>(۲)</sup>۔

### اجمالی حکم:

۲- مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ نے صراحت کی ہے کہ حج کے ذریعہ ہر سال خانہ کعبہ کا احیاء یعنی اجماع مسلمانوں پر فرض کیا ہے، اس حکم کا اس سے کوئی امر و نہی نہیں ہے کہ خانہ کعبہ جانے کی استطاعت رکھنے والے ہر شخص کے ذمہ عمر میں ایک بار حج کرنا فرض عین ہے جیسا کہ دین سے یہ بات بدلتی معلوم ہے، اس لیے کہ یہ مسئلہ اس صورت

(۱) التہذیب لابن الاثیر: مادہ (حیی)۔

(۲) حاشیہ بشری علی شرح التقریر ۲/۷۸، طبع تونس، النہیہ لاس لاغیر (ج ۱)۔

المحرش ۱۰۸، طبع بولاق، مطاب ۲/۶۵۔

## احیاء البیت الحرام

تعریف:

۱- احیاء "حیاء" کا مصدر ہے، اس کا معنی ہے: کسی چیز کو مردہ کر دینا یا نثر زمین میں زندہ کی پھونکنا<sup>(۱)</sup>، اسی سے اہل عرب کا قول ہے: "احیاء اللہ سحبا" یعنی اس کو اللہ نے زندہ کر دیا، اور "احیاء اللہ الارض" یعنی اللہ تعالیٰ نے خشک مٹی کے بعد زمین کو سبز بنا دیا، اب کر دیا<sup>(۲)</sup>، قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: "وَاللّٰهُ الَّذِیْ اَرْسَلَ الرِّیَّاحَ فَتَنفِثُ سَحَابًا مَّسْقُوفًا اِلٰی بَلَدٍ مَّوْتٍ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ الْاٰرِضِ بَعْدَ مَوْتِهَا، کَذٰلِکَ الْفُشُوْرُ"<sup>(۳)</sup> (اور اللہ وہی ہے جو ہر دھوپ کو بھیتا ہے پھر وہ دھوپوں کو بھیتی میں، پھر ہم اسے مائیک لے جاتے ہیں خشک خطہ زمین کی طرف، پھر ہم اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کی خشکی کے بعد سرسبز کر دیتے ہیں، اسی طرح جی اٹھنا ہوگا)۔

فقہاء کے یہاں لفظ احیاء کا استعمال لغوی معنی کے دائرے میں ہی ہے، چنانچہ فقہاء کی اصطلاح میں "احیاء موات" کا مفہوم ہے: خشک نثر زمین کو کاشت کے لائق بنانا۔ اسی طرح "احیاء اللیل" اور "احیاء ما بین العشائین" کا مفہوم ہے: رات بھر نماز اور رات میں مشغول رہنا، رات کے بوقت کو بے کار نہ کرنا اور بیت کی طرح معطل

(۱) معجم مقاییس اللغة، القاسم الخیط۔

(۲) معجم الخیط۔

(۳) سورہ فاطر ۹۔

### ۱۔ حیاء البیت الحرام ۳

میں یان کی ہے۔ اس لئے کہ حکم حج و عمرہ حیاء البیت الحرام و جب کفانی ہونے کی وجہ سے مناسبت رکھتے ہیں جس جگہ نقب و نے و اسب علی الکفایہ کی تعریف کی ہے و پھر فرض کنایہ و رے کے احکام و کرے ہیں، جیسا کہ اس کو بعض نے تاب حج میں حکم حج کے حکام کے دلیل میں لایا ہے ان طرح جن مصنفین نے احکام مساجد پر مستغنی تائیں تھے یا پٹی تہوں میں احکام مسجد حرام پر مستغنی فصل باہمی ہے اسوں نے بھی اس سے بحث کی ہے مثلاً علامہ بدرالدین زرقانی نے پٹی تاب "علامہ المساجد بأحكام المساجد" میں اس پر بحث کی ہے۔



میں فرض کیا گیا ہے جب تہ مسلمانوں نے حج فرض یا حج نفل نہیں کیا جن کے ذریعہ ہر سال عرفا شعائر حاصل ہو جائے، اس لئے کہ گناہ تمام مسلمانوں کو ہوگا، اس لئے کہ تعبیہ کعبہ کا سب سے بڑا مقصد حج ہے، لہذا حج کے ذریعہ خانہ کعبہ کا احیاء ہوتا ہے، اس کی دلیل حضرت ابن عباسؓ کا وہ اثر بھی ہے جو مصنف عبد البرزاق میں موجود ہے کہ انہوں نے فرمایا: "لو ترک الناس زیارة هذا البیت عاماً واحداً ما لم یطروا" (۱) (اگر لوگ اس گھر (خانہ کعبہ) کی زیارت ایک سال چھوڑ دیں تو بارش سے محروم رہیں۔ یہ چاہیں)۔

شافعیہ کے نزدیک حج کی طرح عمرہ سے بھی خانہ کعبہ کا احیاء ہوتا ہے، مالکیہ میں سے علامہ تادلی کی بھی یہی رائے ہے۔

ور حج و عمرہ کے بدلے میں طواف، اعتکاف اور نماز وغیرہ کافی نہیں، اگرچہ مسجد حرام میں ان طاعات کی کوئی بھی فرض کنایہ ہے۔ اس لئے کہ ان سب اہمال سے مسجد حرام کی تعظیم اور اس مقدس مقام کا احیاء حاصل ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا حکم کے پیش نظر مالکیہ نے صراحت کی ہے کہ امام مسلمین پر واجب ہے کہ ہر سال ایک جماعت موسم حج کا کام کرے کے سے مکہ مکرمہ بھیجے، اگر مسلمانوں کا کوئی امام نہ ہو تو یہ ذمہ داری جماعت مسلمین پر عائد ہوتی ہے (۲)۔

اس مسئلہ میں مجھے صحیحہ کے یہاں کوئی صراحت نہیں ملتی۔

### بحث کے مقامات:

۳۔ حیاء البیت الحرام کی تفصیل مقابلاً کے تاب احیاء کے ثمرات

(۱) ابن عباسؓ کی روایت عبد البرزاق نے اپنی معنف میں کی ہے (معنف

عبد البرزاق ۳۵۲، مطبع کردہ مجلس العلمی ۱۳۹۲ھ)۔

(۲) مجلس ۸۳، کتب الفتاویٰ ۳۵۲، طبع المرایض (علامہ المساجد ۸۳

## احیاء السنۃ

تعریف:

۱- سنت سے مراد وہ سنت ہے جس پر دین میں چاہا جاتا ہے، یہاں پر حیاء سنت (سنت کو زندہ کرنے) سے مراد اسلام کے کسی شعار پر عمل ترک ہو جانے کے بعد اس کو دوبارہ پھیلانا ہے۔

جہاد فکرم اور بحث کے مقامات:

۲- مراد سنت کو زندہ کرنا شرعی مطلوب ہے، یہ مطلوب ہونا کبھی فرض کفایہ کے طور پر ہوتا ہے (دریغی اصل ہے) کبھی فرض عین کے طریقہ پر در کبھی طریقہ تنہا ہے۔ اس کی تفصیل ”ہر بالمعروف“ کی صیغہ میں ملے گی (۱)



## احیاء اللیل

تعریف:

۱- لغت میں احیاء کا معنی ہے: کسی چیز کو زندہ کر دینا (۲)، ”احیاء اللیل“ سے فقہاء کی مراد یہ ہوتی ہے کہ پوری رات یا اس کا اکثر حصہ عبادت مثلاً نماز، قرآن و غیرہ میں گزارا جائے (۳)، اس طرح احیاء اللیل کی مدت رات کا اکثر حصہ ہے اور اس کا اندازہ عمل ہر عبادت ہے۔

متعلقہ الفاظ:

الف۔ قیام اللیل:

۲- قیام اللیل کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ قیام اللیل بسا اوقات رات کے اکثر حصہ کا احاطہ نہیں کرتا بلکہ رات کی ایک گھڑی کھڑے رہنے سے بھی اس کا تحقق ہو جاتا ہے (۳)، اور قیام لیل کا عمل صرف نماز ہے، کوئی اور عبادت نہیں۔ کبھی کبھی فقہاء قیام لیل کا استعنا شب و روز کے معنی میں بھی کرتے ہیں، مراقبہ و تلاوت میں ہے: قیام کا مفہوم یہ ہے کہ رات کے اکثر حصہ میں طاعت میں مشغول رہے، اور نہ بایا ہے کہ رات کی ایک گھڑی طاعت میں مشغول رہے،

(۱) مجمع متائیس لحدود، القاسم لحدیث۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۶۰ طبع اول یو لاق، شرح الصحاح ج ۲ ص ۲۷ طبع مصنفی الجلی ص ۳۶۹۔

(۳) ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۶۱۔

۱- حیاء اللیں ۲-۳

قرآن و سنت کے احادیث سے یا شیخ پر احمے یا نبی اکرم ﷺ  
میرور ہو جیسم (۱)

ن دونوں (احیاء لیل، قیام لیل) میں اس کی بھی منجائش ہے کہ اس نے عشاء کی نماز کے بعد کچھ سوکر ان دونوں کو انجام دے۔ اور اس کی بھی منجائش ہے کہ ان دونوں سے پہلے عشاء کے بعد نہ سوئے۔

۳- تجہ کا اہدق ہی نماز پر ہوتا ہے جو سونے کے بعد رات میں بیدار ہو کر ہو کی جائے<sup>(۴)</sup>، لیکن بہت سے فقہاء تجہ کا اطلاق مطالعہ صلاۃ لیل (رات کی نماز) پر کرتے ہیں<sup>(۵)</sup>۔

۱۹۷۱ء کی مشرقی پاکستان کی جدوجہد

۴۔ فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ دن راتوں کی نصیات کے بارے میں نصوص و روایات میں ان کا احیاء مستحب ہے، اسی طرح کسی بھی رات کا حقیقہ و حجب ہے، یہ تو حضرت عائشہ کا قول ہے: ”مکان رسول اللہ ﷺ ینام اور اللیل ویحییٰ احیوہ“ (۲) (رسول اللہ ﷺ ص ۱۷۷)۔  
 اول شب میں سو جاتے تھے اور رات کے آخری حصہ میں جاگ جاتے تھے)۔ نیز اس لئے کہ رات میں نعلی، باتیں، رمانا، نکات

( ) مرآة اللوح بحاجته الخطاوى ۲۱۹ طبع المطبعة الحاشية

(۲) مفتی الحاج ابراہیم، ۱۳۲۸ھ، الخروغ، ۱/۲۳۰ طبع مولانا حاشیہ ابن علیہ بن  
۱/۳۵۹ حاشیہ المدنی ۳/۱۱۲ طبع دار الفکر

(۳) جامعة الدول العربية - ۲۱۱/۴ -

(۳) حضرت عائشہؓ کی روایت ہے ”کان رسول اللہ صام أول الليل“ کو جاری نے من الفاظ میں نقل کیا ہے ”کان صام أوله ويقوم آخره“  
بصالحیؒ ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ مسلم نے بھی اس کی روایت کی ہے (فتح  
امری ۳/۲۲ طبع المنقبر)۔

شب علی دعا اور استغفار کا مخصوصاً رات کے نصف سحر میں اور مخصوص وقت سحر میں بہت زیادہ مستحب ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **تَوَالِیْمُ السَّحَرِ بِالْأَسْحَارِ** (اور سحر و بخشش نے، لے لے چھلی رات میں)۔

حضرت جابر سے مرفوع روایت ہے: ”إني لم أجد لساعة لا يوافقها رجل مسلم يسأل الله خيراً من نصر الدنيا والآخرة إلا أعطاه الله إياه“ (رات میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ جو بھی مسلمان شخص اس وقت میں اللہ تعالیٰ سے ایسا خیر مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ مطلوب خیر عطا فرماتے ہیں)، اس حدیث کی روایت امام مسلم نے کی ہے (۲)۔ یہ حدیث بھی ان کثیر نصوص میں شامل ہے جو اوقات شب میں مہارت پر مبنی ذکر کرتی ہیں (۳)۔

### احیاءِ لیل کی قسمیں:

۵- الف۔ ان مخصوص راتوں کا احیاء جن کے احیاء کے بارے میں کوئی نص وارد ہے، مثلاً: نساء کی شہری ہس رتیں، مدنی بیچہ کی بتدانی ہس راتیں۔

پ۔ ہر رات میں مغرب اور عشاء کے درمیان کے وقت کا احیاء،  
یعنی، بتسمیں یہاں موضوع بحث ہیں۔

احیاء اللیل کے لئے جمع ہونا:

۶- خنز اور شافعیہ کے نزدیک تراویح کے علاوہ مساجد میں کسی اور

(1) سورة آل عمران

(۲) حضرت چارمکی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللب لباب" کی روایت امام احمد کے  
 سچے و درامام مسلم کے کتاب ابواب الفرائض میں حضرت چارمے کی روایت کی  
 ہے (فیض الفقہ ۲/۲۷۲)۔

(۳) المجموع سہ ماہی عطیہ المیر طبع اول۔

## ۱۔ احیاء اللیل ۷-۸

مکرمہ ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے: ”ما رأیت رسول اللہ ﷺ قام لیلہ حتی الصبح“ (میں نے رسول اکرم ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی رات میں صبح تک عبادت کی ہو)۔ امام مسلم نے اس کی روایت کی ہے۔ انہوں نے اس حکم کو بہت سے صرف مخصوص راتوں کے احیاء کا استثناء کیا ہے، کیونکہ حضرت عائشہؓ کی دوسری حدیث ہے: ”کان إذا دخل العشر الاواخر من رمضان احیا اللیل کلہ“ (۲) (جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو رسول اکرم ﷺ پوری رات عبادت کرتے) (بخاری و مسلم)۔

### احیاء لیل کا طریقہ:

۸- احیاء لیل (شب بیداری) ہر عبادت کے ذریعہ ہوتی ہے مثلاً، ساری قرآن اور احادیث کا پڑھنا، سننا، سنیج، حمد، ثنا، نبی اکرم ﷺ پر درود، سلام (۳)۔

احیاء لیل میں مارنے، پڑھنے، خواہ وہ رکعت ہی ہو۔ یہ تفصیل کہ تثنی، رکعات مار پڑھے، ۱۰۰، ۱۰۰۰ رکعت پڑھے یا چار چار رکعت، اس کا مقام ”قیام اللیل“ کی صرح ہے (۴)۔ احیاء لیل جس طرح مارے رہتا ہے اسی طرح دعا اور استغفار

رات کے حیاء کے سے جمع ہونا مکرمہ ہے (۱)۔ ان حضرات کے نزدیک مسنون یہ ہے کہ لوگ تنہا تنہا احیاء لیل (شب بیداری) کریں (۲)۔ ثنافیہ کا مسلک ہے کہ اجتماعی احیاء لیل مکرمہ ہے لیکن کراہت کے ساتھ صحیح ہو جائے گا، حنا بلہ نے شب بیداری کے لئے قیام لیل کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا جائز قرار دیا ہے، جیسا کہ انہوں نے اس نماز کو تنہا پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ سے وہیوں طرح کرنا ثابت ہے بین آپ کی، شخص نمازیں تنہا ہوتی تھیں۔ ایک بار حضرت حذیفہؓ کے ساتھ۔ ایک بار حضرت بن عباسؓ کے ساتھ، اور ایک بار حضرت انس بن مالکؓ اور ان کی والدہ کے ساتھ (۳)۔

مالک نے بڑی جماعت اور مختصر جماعت کے ساتھ اجتماعی حیاء لیل میں فرق دیا ہے، اسی طرح مشہور اور غیر مشہور جگہ میں اجتماعی حیاء لیل کے حکم میں فرق دیا ہے، انہوں نے احیاء لیل کے سے مختصر جماعت کے جتنا کو بہت جاہل قرار دیا ہے، بشرطیکہ یہ جتنا کسی غیر مشہور مقام پر ہو، الا یہ کہ جس رات کے احیاء کے لئے لوگ جمع ہو رہے ہوں وہ ان راتوں میں سے ہوں جن میں احیاء لیل کے سے جمع ہوئے کھڑے بدعت قرار دیا گیا ہو مثلاً پندرہویں شعبان کی رات، جس محرم کی رات، ان میں جمع ہونا مطلقاً مکرمہ ہوگا (۴)۔

### پوری رات کا حیاء:

کے۔ ثنافیہ اور حنا بلہ سے صراحت کی ہے کہ پوری رات عبادت کرنا (۱) حاشیہ ابن عابدین ۱/۲۶۱، البحر المحرار ۵/۱۲۳، مطبوعہ المطبعة، البسوط ۱/۳۳۴ مطبوعہ المطبعة۔

(۲) حاشیہ ابن عابدین ۱/۲۶۱، کسی لفظ الب شرح روض الطالب ۱/۲۰۸، تاریخ کردہ المکتبہ لاس مبیہ۔

(۳) اسی ۱/۲۶۱، اہلنا کا تاریخ کردہ مطبع سوم۔

(۴) البحر ۱/۲۶۱، مطبع دارعادہ بیروت۔

(۱) المجموع ۳۷۷، شرح الروض ۱/۲۰۸، کشف القناع ۱/۳۳۴ مطبع دوم، حضرت عائشہؓ کی حدیث کو ابن القاط کے ساتھ نووی نے مجموع (۳۷۷) میں صحیح مسلم کی طرف منسوب کیا ہے لیکن ہم کو یہ حدیث صحیح مسلم میں نہیں ملے، اس ایک طویل حدیث میں یہ الفاظ ہیں: ”ولا صلی بدۃ الی الصبح...“ (صحیح مسلم ۱/۵۳۳، تحقیق محمد عبدالہادی)۔

(۲) ریاض الصالحین ۱/۳۳۶۔

(۳) الدر المختار ۱/۲۶۱، حاشیہ ابن عابدین ۱/۲۶۱-۲۶۲۔

(۴) حاشیہ ابن عابدین ۱/۲۶۱، الخلاوی علی مرقی المفرد ۱/۲۶۱، فیس ۱/۲۸۳ تاریخ کردہ دار احیاء التراث العربی۔

١٠-٩

کے وقت مسجد کے ایک گوشہ میں ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا: یہ میرے رب آپ نے مجھے حکم فرمایا تو میں نے آپ کی طاعت کی، یہ حقائق ہیں، میری مغفرت فرمادیجئے، میں نے دیکھی تو یہ عبد اللہ بن مسعود (تھے)۔

### افضل راتوں کا احیاء:

۹۔ افضل راقمیں: ان کی فضیلت کے بارے میں آثار و راہیں درج ذیل ہیں:

جمعہ کی رات، عیدین کی راتوں راتیں، رمضان کی رتیں، ال  
میں خصوصیت سے آخری عشرہ کی راتیں، س میں بھی حاس طور پر  
یہ اقدار کی اتار کے پہلے عشرہ کی رتیں، ہندو شعب کی رات، ہندو  
رجب کی پہلی رات، ان راتوں کے احیاء کا حکم نتیجہ یہ کیا جاتا ہے۔

شب جمعہ کا احیاء:

۱۰۔ شافعیہ نے صراحت کی ہے کہ جمعہ کی رات میں خصوصی طور پر کوئی مارا پھینکا مکروہ ہے، کیونکہ صحیح مسلم کی روایت میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”لَا تَخْضَعُوا الْجِدَةَ الْجُمُعَةَ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي“<sup>(۱)</sup> (راتوں میں سے جمعہ کی رات کو قیام کے ساتھ مخصوص نہ رہو)۔

مار کے حرام دینی اور عبادت سے شب جمعہ کا حیا، ٹکرو، ٹکس ہے،  
نقصہ صاف ارم علیہ السلام پر اور وہ مسام ہے، یونکہ اس رات میں درود  
مسام مطلوب ہے۔

(۱) **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثُومٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ رِوَايَةٌ مِنْ رِوَايَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلْيُحْصِهَا لَهَا أَجْرٌ»** (صحیح مسلم ج ۳ ص ۳۸۸)۔

سے بھی نرم ہوتا ہے، حیا، لیل کرنے والے کے لئے رات کے مقام  
 اوقات میں شہت سے دعا اور استغفار کرنا مستحب ہے رات کے آخری  
 نصف حصہ میں دعا اور استغفار زیادہ اہم ہے، اس میں بھی سب سے  
 افضل خرقہ وقت ہے (۱)۔

(۱) الجودع ۳۷۷، مفتی محمد امجد علی، ص ۲۲، طبع مسقطی الماری النجفی۔

( ) مجموع ۳۷۷، مفتی الحاج محمد رفیع مفتی المہدی علیہ السلام۔

(۴) حضرت انسؓ کے قول: ”لھو ما اُن یستغفرو...“ کا ذکر قرطبی (۳۹۳/۴ طبع دار لکتب الہامیہ) نے کیا ہے، اس کی نسبت حدیث کی کسی کتاب کی طرف نہیں کی ہے، بطوری نے اپنی سند کے ساتھ اس کی روایت اپنی تعمیر میں کی ہے (۳۶۶/۶ طبع دار المعادین)۔

(۳) ابن عمر کا لڑکھی قرطبی (۳۹۴ھ طبع دارالکتب مصر) نے حدیث کی کسی کتاب کے حوالہ کے بغیر ذکر کیا ہے اس کی روایت طبری نے اپنی سند کے ساتھ اپنی تفسیر (۲۶۶/۶ طبع دارالعارف) میں کچھ اختلاف کے ساتھ کی ہے۔

(۳) ابن مسعود کا اثر قرطبی (۳۰۴) نے ہو طبری نے اپنی تفسیر (۲۶۱) طبع دارالحدیث، دہلی میں ذکر کیا ہے تفسیر طبری کی تحقیق کرے والے لکھتے ہیں کہ اس کی سند میں حریص الخفاف ہیں، حسن کے بارے میں ابن مسعود فرماتے ہیں: بیس منبجی، اور ابو حاتم فرماتے ہیں کہ ضعیف لہذا حریص ہیں۔

## ۱۔ حیاء اللیل ۱۱-۱۲

عیدین کی راتوں میں نمازیں پڑھیں اس کا اس دن مرد نہیں ہوگا جس ان قلوب مرجا میں گئے (بن عباسؓ کی حدیث میں حبیب کا مسلک یہ ہے کہ اگر وہ عشاء کی نماز جماعت سے "اُترے" فجر کی نماز جماعت کے ساتھ "اُترنے کا عزم رکھے تو" سے حیاء لیل کا ثواب حاصل ہو جائے گا<sup>(۱)</sup>۔

### رمضان کی راتوں کا حیاء:

۱۳- رمضان میں قیام لیل کے مسنون ہونے پر مسلمانوں کا جہاد ہے، کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "من قام رمضان ایماً واحساساً غفر له ما تقدم من ذنبه"<sup>(۲)</sup> (جس نے اللہ کے عہدوں پر یقین کرتے ہوئے اور محض ثواب کی طلب کے لئے قیام کیا اس کے سب سے بھگتے گناہ معاف ہو جاتے ہیں)۔

رمضان کی آخری دس راتوں میں خصوصیت کے ساتھ شب بیداری کرے گا<sup>(۳)</sup>، کیونکہ رسول اکرم ﷺ رمضان کے "بڑی شرمیلے اپنا ستر پھینک دیتے، اپنے گھر والوں کو بکا دیتے اور رات بھر شب بیداری فرماتے" کان اذا كان العشر الاواخر طوی فراشه، وانقظ أهله، وأحيا ليله"<sup>(۴)</sup> آپ ﷺ کا یہ معمول

= (۱) ۵۶۷ھ، حدیث ۸۲۷۷، ترمذی حدیث (۱) نے کہا ہے اس کے بارے میں مندرجہ تفریب و تریب میں لکھتے ہیں کہ اس کے یک راوی بقیہ بن الولیدؓ ہیں حافظہ بصیری نے اہل سنت میں کہا بقیہ کی تدبیر کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے

(۱) ابن ماجہ بن ۶۲۸۱

(۲) حدیث ۵۷۷۷، من قام رمضان ایماً۔ "کی روایت بخاری، مسلم، ابوداؤد،

نسائی، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ کے ہے" صحیح الکبیر ۳/۲۲۲۔

(۳) مرقاۃ المفاریج ۲/۲۸۸، البحر الرائق ۲/۵۶، ابن ماجہ بن ۶۰۶۰، شرح المنہاج ۲/۱۲۔

(۴) حدیث ۵۷۷۷، کان رسول اللہ اذا كان العشر الاواخر "کی روایت

ہے کہ شب جمعہ کا اس طرح حیاء کرنا نہیں ہے کہ اس سے پہلے یا اس کے بعد رات کو یہ دنوں کو حیاء میں شامل نہ کیا جائے<sup>(۱)</sup>۔

جس حنفیہ کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے علاوہ دوسری عبادت سے شب جمعہ کا حیاء تنہا ہے، کیونکہ صاحب مرقاۃ المفاریج نے یہ حدیث ذکر کی ہے: "حسب لیل لا یورد فیہ الدعاء: لیلۃ الجمعة، وأول لیلۃ من رجب، ولیلۃ النصف من شعبان، ولیلۃ العید"<sup>(۲)</sup> (پانچ راتوں میں دعا: نہیں کی جاتی، جمعہ کی رات، رجب کی پہلی رات، پندرہ شعبان کی رات، عیدین کی دو سو راتیں)۔ "اس پر کوئی تعلیق نہیں کی۔

### عیدین کی دونوں راتوں کا حیاء:

۱۱- فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عید الفطر کی رات اور عید الاضحیٰ کی رات کا حیاء تنہا ہے<sup>(۳)</sup>، کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "من قام لیلتی العید محسباً لم یمت قلبه يوم تموت القلوب"<sup>(۴)</sup> (جس نے اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید میں

(۱) مفتی المنہاج ۳/۲۲۸۔

(۲) مرقاۃ المفاریج بحوالہ المصنوع ۲/۳۱۹، حدیث ۵۷۷۷، "حسب لیل لا یورد فیہ الدعاء...." کا ذکر فیض القدیر میں ابن القایم کے ساتھ ہے "حسب لیل لا یورد فیہ الدعاء: أول لیلۃ من رجب، ولیلۃ النصف من شعبان، ولیلۃ الجمعة، ولیلۃ الفطر، ولیلۃ العید، اور صاحب فیض القدیر نے کہا ہے کہ اس کی روایت ابن عساکر نے کی ہے وہی نے سند اہل سنت میں حضرت ابو امامہؓ سے اس کی روایت کی ہے اور بخاری نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے، ابن جریر فرماتے ہیں اس حدیث کے تمام طرق مطول ہیں (فیض القدیر ۳/۵۵۵)۔

(۳) المجموع ۳/۵۳۵، شرح المنہاج ۲/۱۲، ابن ماجہ بن ۶۰۶۰، مرقاۃ المفاریج ۲/۱۸۸، کشف اللھد رات ۱/۸۶، البحر الرائق ۲/۵۶، طبع اول المطبعہ العلمیہ، جامعہ البرہانی ۱/۱۸۱، طبع دوم ۱۳۰۶ھ، انجلی ۱/۱۵۹۔

(۴) حدیث ۵۷۷۷، من قام لیلتی العید محسباً۔ "کی روایت ابن ماجہ





## احیاء اللیل ۱۳-۱۸

بصیام مئة، وقيام كل ليلة منها بقيام ليلة القدر<sup>(۱)</sup> (کوئی بھی دن ایسے نہیں ہیں جن میں عبادت کیا جانا اللہ تعالیٰ کو عشرہ ذی الحجہ میں عبادت کیے جانے سے نیا دے پسند ہو اس کے ہر دن کا روزہ یک سال کے روزہ کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر ہے)۔

### ماہِ رجب کی پہلی رات کا احیاء:

۱۶۔ بعض حنفیہ «ربیع ثانی» نے رجب کی پہلی رات کو بھی اس راتوں میں شمار کیا ہے جن کا احیاء، تحب ہے اور اس کی صحت یہودیوں کی ہے کہ یہ رات بھی اس پانچ راتوں میں سے ہے جن میں احیاء نہیں کی جاتی، وہ پانچ راتیں یہ ہیں (۱) جمعہ کی رات (۲) رجب کی پہلی رات (۳) پندرہ شعبان کی رات (۴) عید الفطر کی رات (۵) عید الاضحیٰ کی رات (۲)۔

### پندرہویں رجب کی رات کا احیاء:

۱۷۔ بعض حنابلہ نے پندرہویں رجب کی رات کا احیاء، بھی تحب قرار دیا ہے (۳)۔

### ماشوراء کی رات کا احیاء:

۱۸۔ بعض حنابلہ کے نزدیک ماشوراء یعنی اس محرم کی رات کا حیاء

(۱) حدیث: «ما من ايام احب الى الله...» کی روایت ابن ماجہ اور ترمذی نے کی ہے ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اس میں ۷۱ (نام بخاری) سے اس حدیث کے بارے میں روایت کیا تو انہوں نے اس سے عدم واقفیت ظاہر کی، ابن جردی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، البیہقی ان میں اسے منکر روایتوں میں شمار کیا ہے (فیض القدیر ۵: ۴۴۷)۔

(۲) مرآۃ المفاتیح ج ۱ ص ۲۱۹، الفروع ج ۱ ص ۳۸۰۔

(۳) الفروع ج ۱ ص ۳۸۰، ۳۳۰۔

رات کے حیاء کا خاص طریقہ لکھا ہے، شافعیہ نے اس طریقہ پر نیس کی ہے اور سے بدعت قبیح قرار دیا ہے۔ شافعیہ نے کہا ہے کہ یہ نماز بھی ہوئی قبیح و منکر بدعت ہے (۱)۔

### پندرہویں شعبان کی رات کے احیاء کے لئے اجتماع:

۱۴۔ پندرہویں شعبان کی رات کے احیاء کے لئے اجتماع کو جمہور فقہاء نے مکروہ قرار دیا ہے، اس کی صراحت حنفیہ اور مالکیہ نے کی ہے، ان حضرات نے صراحت کی ہے کہ اس کے لئے جمع ہونا بدعت ہے، احمد کی ذمہ داری ہے کہ اس کو روکیں (۲) یہی عطاء بن ابی رباح اور ابن ابی ملیکہ کا قول ہے، امام اوزاعی کا مسلک ہے کہ اس رات مسجد میں نماز کے سے جمع ہونا مکروہ ہے اس لئے کہ اس رات کے حیاء کے سے جمع ہونا نہ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے نہ کسی صحابی سے۔

خالد بن معدان، عثمان بن عامر، اسحاق بن راہویہ جماعت کے ساتھ اس رات کے احیاء کو مستحب قرار دیتے ہیں (۳)۔

### ذی الحجہ کی دس راتوں کا احیاء:

۱۵۔ حنفیہ اور حنابلہ کی صراحت کے مطابق ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتوں کا حیاء تحب ہے (۴) کیونکہ ترمذی نے رسول اکرم ﷺ سے روایت کی ہے: «ما من ايام احب الى الله ان يتعبده فيها من عشر ذي الحجة، بعدل صيام كل يوم منها»

(۱) کتاب البیہقی، شرح احیاء علوم الدین ص ۳۳۳۔

(۲) سویرہ ج ۱ ص ۷۳، در المنکر بیروت، الخرز ص ۶۶۔

(۳) مرآۃ المفاتیح ج ۱ ص ۳۳۰۔

(۴) مرآۃ المفاتیح ج ۱ ص ۲۱۹، حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۰، الفروع ج ۱ ص ۵۶۴، الفروع ج ۱ ص ۵۸۸، شرح المنکر بیروت، حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۴۔

بھی مستحب ہے۔

پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک مکان بنائے گا۔

۲۔ حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے

فرمایا: ”من صلی بعد المغرب ست رکعات کتب من الاولین“<sup>(۱)</sup> (جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے گا سے اولین (اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں) میں لکھ لیا جائے گا)۔

اس کا حکم:

۲۰۔ فقہاء کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مغرب و عشاء کے درمیانی وقت کا احیاء مستحب ہے، ثانیہ ہر مالکیہ کے نزدیک اس کا انتخاب موقوف ہے۔

حاجہ کے حکام سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے<sup>(۲)</sup>۔

اس کی رکعات کی تعداد:

۲۱۔ مختلف احادیث کی بنا پر اس بارے میں اختلاف ہے کہ مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت کا احیاء کتنی رکعتوں سے کیا جائے گا؟

(۱) حضرت ابن عمرؓ کی مروی روایت کو ابن ہمام نے شرح فتح القدیر میں فقہی الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے مجھے یہ روایت نہیں مل سکی، ہاں حضرت ابن عمرؓ سے یہ حدیث مروی ہے ”من صلی ست رکعات بعد المغرب لیس ان یمکن ھو لہ بہا ذلوق خمسین صدہ“ (جو شخص مغرب کے بعد سات رکعات پڑھے گا اس کے لئے چھ رکعتیں پڑھیں اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں)، اس کی روایت ابن خضر نے کی ہے، محمد بن اسماعیل سے مروی ہے ”من صلی ما بین المغرب و العشاء لیس صدہ الاولین“ (جو شخص مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھے تو وہ اولین کی نمائندگی کرتا ہے) ابن خضر نے مرسل کی ہے (کنز العمال ۷/۳۸۷، ۳۸۸)۔

(۲) حاشیہ الطائیف ۱/۲۵۸، جامع المسائل ۱/۳۵۵، حاشیہ کنز حاشیہ یونی ۳۲۴، الفروع ۱/۳۸۸، فکائی ۱/۱۹۲، جامع کردہ مکتبہ المدینہ ۵/۵۳۱، الحاشیہ ۱/۲۵۳، البحر الرائق ۲/۵۳-۵۴، فتح القدیر ۱/۷۷۲۔

مغرب و عشاء کے درمیانی وقت کا احیاء<sup>(۱)</sup> اس کی مشروعیت:

۱۹۔ مغرب و عشاء کے درمیان کا وقت افضل مقامات میں سے ہے کسی سے طاعت کے درمیان کا وقت کا احیاء مشروع ہے، مثلاً نماز پر حنا قرآن کی تلاوت کرنا یا تسبیح تمیل وید کے درمیان کا ذکر کرنا سب سے بہتر یہ ہے کہ نماز کے درمیان کا وقت کا احیاء کیا جائے<sup>(۲)</sup>۔

متحدہ بھی پڑھنا عین و بہت سے سلف صالحین اس وقت کا احیاء کیا کرتے تھے، اگرچہ اس سے بھی اس کا احیاء منقول ہے<sup>(۳)</sup>۔

اس وقت کے احیاء کی فضیلت میں متحدہ احادیث شریفہ ہیں، اگرچہ اس میں سے ٹک ٹک حدیث حکام سے نکالی نہیں گئی، لیکن وہ تمام احادیث مل کر اس کے مشروع ہونے کی دلیل بن جاتی ہیں، ان میں سے چند روایات یہ ہیں:

۱۔ سیدہ عائشہؓ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”من صلی بعد المغرب عشرين رکعة بسی الله له بيتاً في الجنة“<sup>(۴)</sup> (جو شخص مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا)۔

(۲) حاشیہ الطائیف ۱/۲۵۸، طبع مکتبہ المدینہ۔

(۳) نیل الاوطار ۳/۵۸، المحیط المصابہ ۱/۳۵۵، الفروع ۱/۳۳۹۔

(۴) حدیث: ”من صلی بعد المغرب...“ کی روایت ابن ماجہ (۲۳۷۷) نے حضرت عائشہؓ سے کی ہے ابن ماجہ کی تصحیح کرے والے لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن الولید ہیں جن کے ضعف پر سب کا اتفاق ہے، امام احمد نے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ بڑے کذاب ہیں اس سے ہے حدیث گمراہی۔

## ۱ احیاء اللیل ۲۲

### صلوة الرغائب:

۲۲- ماورسب کے پہلے جمعہ کی رات میں مغرب و عشاء کے درمیان ایک نماز کی تفصیل میں حدیث آئی ہے جس کا نام ”صلوة الرغائب“ ہے، اس کا ذکر کرنے والوں میں امام غزالی بھی ہیں۔ انہوں نے احیاء علوم الدین میں اس کا تذکرہ کیا ہے، اس روایت کے بارے میں حافظ عراقی نے فرمایا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے، لاقحاً میں تباہی نے تنبیہ کی ہے کہ یہ مذہبیت ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں (۱)۔



ایک جمعہ کا مسک یہ ہے کہ چار رکعات سے ایاء ہوگا۔ اس کو امام ابو حنیفہ نے اختیار کیا ہے، یہی حنابلہ کا رائج مذہب ہے (۱)، انہوں نے اس پر حضرت ابن عمرؓ کی روایت پر روایت سے استدلال کیا ہے، حنابلہ کی ایک روایت یہ ہے کہ چار رکعات سے ایاء کیا جائے گا، تیسری روایت یہ ہے کہ بیس رکعات سے ایاء کیا جائے گا (۲)۔

ثامیہ کا مسک یہ ہے کہ کم از کم دو رکعات اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعات پر ہی (۳) جائیں گی، ثامیہ کا یہ مسلک رکعات کی تعداد کے بارے میں روایت حدیث کے درمیان جمع ہے۔

مالکیہ کا مسک یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ رکعات کی کوئی حد مقرر نہیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ چار رکعات پر ہی جائیں (۴)۔

پہ گزری ہوئی حدیث کی وجہ سے اس نماز کو نماز اوابین کہا جاتا ہے، اور اس کو ”صلوة الغلطة“ بھی کہا جاتا ہے، اسے نماز اوابین کہا جاتا ہے، صحیحین میں مذکور اس روایت سے متعارض نہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: ”صلوة الاوابین اذا رمست الفصال“ (۵) (نماز اوابین کا وقت وہ ہے جب اس کے بچے گرم ہو جائیں یعنی جب صبح میں تیر کی پید ہو جائے)۔

کیونکہ اس میں کوئی رکعت نہیں ہے کہ انہوں نمازیں نماز اوابین ہوں (۶)۔

(۱) فتح القدیر ۱/ ۳۷۳، البحر الرائق ۲/ ۵۳-۵۴، انکالی ۱/ ۱۹۲۔

(۲) الفروع ۱/ ۵۸، شرح الکبیر، حاشیہ الفی ۱/ ۷۷۲، طبع الرنا۔

(۳) الاقاع ۱/ ۱۰۸، طبع مصنفی، جلد ۱/ ۱۳۵۔

(۴) بدیع المساکد علی شرح البیہار ۱/ ۱۳۵، نیز حذیقہ طبری علی ہاشم المروئی ۵۳/ ۲۔

(۵) حدیث: ”صلوة الاوابین... کی روایت امام احمد و مسلم نے کی ہے (الفتح الکبیر ۱/ ۱۹۵)۔

(۶) میل و طار ۵۵۳، فتح القدیر ۱/ ۳۷۳، الاقاع ۱/ ۱۰۸۔

(۱) حافظ عراقی کی تخریج الاحیاء بحاشیہ احیاء علوم الدین ۱/ ۱۰۲، طبع الاستقامة، لاقحاً تجاوی ۱/ ۵۳، طبع دار المعرف۔

## احیاء الموات ۱-۵

معلقہ الفاظ:

۲- احیاء الموات سے مراد طائعات میں سے چند یہ ہیں:  
تخیر یا اختیار، حوزہ، ارتفاق، اختصاص، قطن و نمی۔

الف۔ تخیر (پتھر نصب کرنا):

۳- لغت اور اصطلاح میں تخیر اور اختیار کا مفہوم ہے: کسی زمین کے چاروں کناروں پر کوئی نشان لگا کر مثلاً پتھر وغیرہ گاڑ کر دوسروں کو اس زمین کے احیاء سے روکنا، اور یہ اختصاص (خصوص حق) کا نام دہ دیتا ہے نہ کہ ملکیت کا<sup>(۱)</sup>۔

ب۔ حوزہ حیاۃ (قبضہ):

۴- حوزہ اور حیاۃ لغت میں لانے اور جمع کرنے کو کہتے ہیں، وہ شخص جس نے اپنی طرف کوئی چیز مادی اس نے اسے اپنے حیاۃ میں لے لیا، اصطلاح میں حیاۃ سے مراد کسی چیز پر قبضہ کر لیا ہے، جمہور فقہاء کے نزدیک برخلاف بعض مالکیہ کے کسی چیز پر قبضہ کر لیا مفید ملک نہیں، اس کی تفصیل ”حیاۃ“ کی اصطلاح میں آئے گی<sup>(۲)</sup>۔

ج۔ ارتفاق (فائدہ اٹھانا):

۵- ارتفاق بالعمی کا لغوی معنی ہے: کسی چیز سے نفع اٹھانا<sup>(۳)</sup>، اصطلاحی معنی بھی فی الجملہ لغوی معنی سے مختلف نہیں ہے، اگرچہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ کس چیز سے نفع اٹھایا جاسکتا ہے؟ اس کی تفصیل اصطلاح ”ارتفاق“ میں آئے گی۔

## احیاء الموات

تعریف:

۱- لغت میں حیاۃ کا معنی: کسی چیز کو زندہ کر دینا ہے۔ اور موات وہ زمین ہے جو تباہی اور رہنے والوں سے خالی ہو، یہ مصدر کے ساتھ نام رکھتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ موات وہ زمین ہے جس کا کوئی مالک نہ ہو، ورنہ اس سے کوئی نفع اٹھاتا ہو<sup>(۴)</sup>۔

فقہانی شارح ہر یہ کے قول کے مطابق اصطلاح میں ”احیاء الموات“ کا مفہوم ہے: کسی زمین میں عمارت قیام کر کے یا رستہ گاڑ کر یا جوت کر یا بیج پانی کر کے اس کی نمو، مالی و سبب بنانا<sup>(۵)</sup>۔ اس عرفی سے حیاۃ الموات کی تعریف اس طرح کی ہے کہ حیاۃ موات کسی مردہ زمین کی اس طرح تباہی کا نام ہے جس کا تقاضا یہ ہو کہ تباہی کرے، والا اس زمین سے نفع اٹھانے سے نہ ہا نہیں<sup>(۶)</sup>۔ شافعیہ کے یہاں ”احیاء الموات“ کی تعریف ہے: اس میں ان زمین کو تباہ کرنا جس کا کوئی مالک نہیں ہے، ورنہ اس سے کوئی نفع اٹھاتا ہے<sup>(۷)</sup>۔ مابعد سے اس کی تعریف اس طرح کی ہے: ایسی زمین کو تباہ کرنا جس پر کسی کی ملکیت جاری نہ ہو، ورنہ اس میں کسی تباہی کا اثر ہو<sup>(۸)</sup>۔

(۱) القاموس المحیط، المصباح المصیر۔

(۲) الفوائد الخیر، حاشیہ ابن عابدین ۵/۲۸۲، طبع الامیر بیہ۔

(۳) مواہب، الجلیل ۲/۲۸۲، طبع کردہ مکتبۃ الخیر۔

(۴) البیہقی علی الخیر ۳/۱۹۳، طبع کردہ دار المعرفہ۔

(۵) مہم ۵/۳۳، طبع المریاض۔

(۱) المصباح المصیر، حاشیہ ابن عابدین ۵/۲۸۲، طبع الامیر بیہ، الفتاویٰ الہندیہ

۳۸۶/۵

(۲) البیہقی شرح القحط ۲/۲۵۳، طبع الخیر۔

(۳) المصباح المصیر۔

## احیاء الموات ۶-۱۰

و۔ اختصاص:

حدیث کی بنا پر تخب قرار دیتے ہیں امام سنی کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں احب ارضا مینۃ فہم لہا بحر“<sup>(۱)</sup> (جس نے مردہ زمین کا احیا کیا اس کے لئے اس میں اجر ہے)۔ احیاء موات کے شروع ہونے کی حکمت یہ ہے کہ اس کی وجہ سے زندوں کے لئے غذائی اشیاء اور سبزی کی پیداوار بڑھ جاتی ہے۔

۶۔ لغت میں کسی چیز کے ساتھ اختصاص کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ چیز اسی شخص میں ہو جائے، دوسروں کی نہ ہو<sup>(۱)</sup>، اختصاص کا اصطلاحی مفہوم بھی بغوی مفہوم سے الگ نہیں ہے، اختصاص احیاء موات کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے۔

ھ۔ قطاع:

احیاء موات کا اثر (اس کا قانونی حکم):

۹۔ جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ احیاء کرنے والا حیوان مردہ زمین کا مالک ہو جاتا ہے، بشرطیکہ تمام شرطیں پائی جائیں، اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو اوپر گزر چکی، لیکن اس مسئلہ میں بعض فقہاء حنفیہ (مثلاً، فقیہ ابو القاسم احمدی) کا اختلاف ہے، اس حضرت کا نقطہ نظر یہ ہے کہ احیاء سے صرف نفع اٹھانے کی طبیعت ثابت ہوتی ہے، زمین کی طبیعت ثابت نہیں ہوتی، مراثی عامہ مثلاً مجالس (یعنی رفاہ عامہ کی چیزیں) سے اثاثات میں سبقت پر قیاس کرتے ہوئے، اور بعض متاخر کا بھی اختلاف ہے، جن کا مسلک یہ ہے کہ ذمی کو دارالاسلام میں احیاء موات کا اختیار نہیں، صرف اس زمین سے نفع اٹھانے کا اختیار ہے<sup>(۲)</sup>۔

۷۔ لغت اور اصطلاح میں قطاع کا مفہوم ہے: امام کا کسی زمین کی پیر و ریا مدنی کا نوٹ وغیرہ کے لئے مقرر کر دینا۔  
متاخرہ وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ امام کو یہ اختیار ہے کہ مردہ زمین اس کا احیاء کرنے والے کو بطور قطاع دے دے، ایسی صورت میں وہی شخص اس زمین کا زیادہ حق دار ہوگا جس طرح وہ شخص مردہ زمین کا زیادہ حق دار ہوتا ہے جس نے اس کی حد بندی کر کے اس کی ”بادکاری شروع کر دی ہو“<sup>(۳)</sup>، یہ بھی اختصاص کی ایک صورت ہے، اس کی تفصیل ”قطاع“ کی اصطلاح میں دیکھی جائے<sup>(۴)</sup>۔

حیاء موات کا شرعی حکم:

۸۔ حیاء موات جائز ہے، کیونکہ بی اکرم علیہ السلام کا ارشاد ہے: ”من احیا ارضا مینۃ فہم لہ“<sup>(۴)</sup> (جس نے مردہ زمین کا احیا کیا وہ زمین اس کی ہے)۔ جو از سے بڑھ کر ثنافیہ احیاء موات کو درجہ اول

موات کی قسمیں:

۱۰۔ موات کی قسمیں ہیں: (۱) اصلی، یہ وہ مردہ زمین ہے جس کی

(۱) اصطلاح فقیر۔

(۲) بھی ۵/۸۷۵۔

(۳) حاشیہ بر تجلیں ۱۵/۱۱۵، شائع کردہ مکتبہ انوار۔

(۴) حدیث: ”من احیا ارضا مینۃ فہم لہ“ کی روایت ترمذی (۳۰۴۳، طبع انتقادی) کے ساتھ ترمذی نے اسے ارسال کی وجہ سے معطل قرار دیا ہے لیکن بخاری (۱۸/۵)، تہذیب المعجم (۵۳/۳۳) میں مذکور حضرت عائشہ کی حدیث اس کے لئے شاہد ہے۔

(۱) حدیث: ”من احیا ارضا مینۃ فہم لہ“ کی روایت احمد سنی اور ابن حبان سے حضرت جابر سے کی ہے (تہذیب المعجم ۶۲/۳) ترمذی کے ایک اور طریق سے اس کی روایت ابن القاضی میں کی ہے ”من احیا ارضا مینۃ فہم لہ“ بخاری (۱۸/۵) طبع انتقادی۔

(۲) ابن ماجہ ۵/۸۷۵، زیلعی ۵/۵۵۶، حلاط ۱۱/۶۱، الاقناع علی الخلیف ۳۹۵/۳، ابنی ۵/۶۶۵۔

## احیاء الموات ۱۱-۱۲

تباہ کاری کبھی نہ کی ہو، (۲) جاری، یہ وہ مردہ زمین ہے جو تباہ کیے جاے کے بعد ویراں ہوئی ہو (۱)۔

جو رضی پہلے جزیرے و نہریں تھیں:

۱۱۔ فقہاء اس پر متفق ہیں کہ جن مردیوں و خیرہوں سے پانی کا یہ و ختم ہو جائے اور وہ جنگ زمین ہو جائے وہ زمینیں اپنی پہلی حالت پر لوٹ گئیں گی اگر پہلے وہ کسی کی اپنی ملکیت یا وقف یا مسجد تھی تو مالک یا وقف یا مسجد کی طرف لوٹ جائے گی۔ اس کا احیاء جائز نہ ہوگا لیکن مالک یا وقف یا مسجد نے اس میں یہ قید لگائی ہے کہ احیاء پابندی اس صورت میں ہے جب کہ مالک خرید کر اس زمین کا مالک ہو اور اگر احیاء کے ذریعہ اس کا مالک ہوا تھا تو دوسرے کے لئے اس کا احیاء جائز ہے (۲)۔

اس صورت کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے جب وہ زمین کسی کی ملکیت نہ رہی ہو اس کا کوئی مالک معلوم نہ ہو، مثلاً ماسک یہ ہے کہ نہر جب بہہ ہو اس طرح کہ اس کی طرف پانی نہیں لوٹ سکتا تو وہ زمین موات ہو جائے گی اور اس کا احیاء (آبار کرنا) جائز ہوگا۔ اور ایسا ہی حکم ہے ظاہر ہے کہ یہ میں جب نہر قریب ہو اور یہی قول صحیح ہے، اس لئے کہ ”موات“ اس زمین کو کہا جاتا ہے جس سے نفع نہ ٹھہر جاتا ہو تو حسب وہ کسی کی ملکیت نہیں ہے اور نہ کسی کا حق خاص ہے تو اس سے وہ نفع نہیں ہوتا، جس و موات ہوئی آبادی سے ہو رہا ہو قریب۔ امام ابو یوسف کی روایت کے مطابق جو امام طحاوی کا قول ہے اور جس پر شمس الامین سرخسی نے اعتماد کیا ہے وہ زمین موات نہیں

(۱) شرح الخطیب ۳/ ۲۳۲، تاریخ کردہ دارالمعرف

(۲) الفتاویٰ الہندیہ ۵/ ۳۸۶، ابن ماجہ ۵/ ۲۷۸، جامع الترمذی ۵/ ۲۷۸، جامع الترمذی ۵/ ۲۷۸، تاریخ کردہ خطبات ۲/ ۲۶، تاریخ کردہ مکتبہ الخواجه الخطیب ۳/ ۲۷۸، تاریخ کردہ دارالمعرف۔

ہو سکتی ہے کہ وہ آبادی سے قریب ہو، یہ اس وجہ سے کہ جو رضی سنی سے قریب ہیں ان سے سنی و لوہوں کا مشفع ہونا ختم نہیں ہوتا، اسی پر حکم کا مدار ہے، امام محمد کے نزدیک حقیقت نفع اٹھانے کا اعتبار ہے، جس زمین سے بہتی والے نفع اٹھاتے ہوں اس کا احیاء جائز نہیں، اگرچہ وہ بہتی سے دور ہو، اور جس زمین سے نفع نہ اٹھاتے ہوں اس کا احیاء جائز ہے، خود وہ آبادی سے قریب ہی یوں نہ ہو کہ۔

۱۲۔ آبادی سے ریکی اور دوری کی حد کے بارے میں اختلاف ہے، اس سلسلے میں سب سے صحیح قول یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تباہی کے آثار کھڑے ہو کر بلند آواز سے پکارے تو جہاں تک اس کی آواز پہنچے اسے آبادی کے قریب، (۱) اور (۲) میں شمار کیا جائے گا، کیونکہ گاؤں و لوہوں کو وہ بستی نہ اتنے دور و سرے کاسوں کے لئے اس جگہ کی ضرورت ہوتی ہے اور اس سے آگے جو زمینیں ہوں گی ان کا شمار موات میں ہوگا۔

مالکیہ میں سے بھون اور ان کے ہم خیال فقہاء، جیسے مطرف اور اصبح کی رائے مذہب حنفی کی ظاہر روایت کے مطابق ہے، لیکن ان حضرات نے یہ قید نہیں لگائی ہے کہ ماہ و ماہ و پانی، انہیں آنے کا امکان ہو، اس لئے کہ جو مایاں لوگوں کی ضروری ہوتی ہیں وہ کسی کی ملکیت نہیں ہیں، بلکہ وہ مسلمانوں کا راستہ ہے ہمدی کے دونوں طرف سے جس کی زمین متصل ہے وہ اس ہمدی کا حق دار نہیں ہو جاتا، اور اگر مایاں مالکیہ کے نزدیک جب نہر کا مدار نہ ہو تو دریا کے دونوں کنارے پر بننے والے زمین کے مالکان کی ملک ہو جائے گا، دونوں میں سے ہر ایک کو اپنی زمین سے متصل ”دھمی“ دھمی زمین ملے گی، یہی حکم اس صورت میں بھی ہوگا جب نہر نہ ہو، چھوڑ

(۱) الموسوعۃ کی مجلس امام محمد کی اس رائے کو اہم سمجھتی ہے، کیونکہ اس سے مصیبت عامہ پھیل جاتی ہے۔

کر متصل زمین میں بنے گئے (۱)۔

فقہاء مالکیہ کی عمارتوں سے معصوم ہونا ہے کہ وہ لوگ نہ ایک اور وہ کی مدی کے حکم میں فرق نہیں کرتے، ثانیہ اور حائل کا مسلک یہ ہے کہ زمین مدیوں و تزیروں سے پانی خشک ہو جائے ان کا احیاء جائز نہیں ہے اگرچہ پستہ و دی کی طبیعت نہ رہی ہوں۔

ثانیہ نے صرحت کی ہے کہ سلطان کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ زمین کی کوہے دے، وہ کہتے ہیں ”رضمین پر پانی یا مالویا مٹی چڑھ جائے تو وہ اپنی سابقہ حالت پر رہے گی، مٹی کی طبیعت میں تھمی تو اسی کی طبیعت رہے گی موقوفہ زمین ہو تو حسب سابق وقف رہے گی، اگر اس زمین کا کوئی مالک معصوم نہیں، اور مدی کا پانی اس کے ایک حصہ سے بہتا ہے تو بھی وہ زمین مسلمانوں کے حقوق عامہ سے خارج نہ ہوگی، سلطان سے کسی کو نہیں دے سکتا، جس طرح مدی اور اس کا لکھ وغیرہ کسی کو نہیں دے سکتا، اگر کسی نے اس زمین میں کاشت کی تو اسے مسلمانوں کے مفاد کے لئے اس زمین کا ریاہ کرنا ہوگا، اگر مصالح مصہبین میں اس کاشت کرنے والے کا بھی حصہ ہے تو اس کے حصہ کے بقدر اس پر ساقط ہو جائے گا، مالک امام و زمین کی کو اس مدی سے نفع بھائے کے لئے دے سکتا ہے جس سے مسلمانوں کو ضرر لاحق نہ ہو، یہی حکم سمندر کے اس تزیروں کا ہے جہاں سے پانی بہتا ہے، اس میں بھی وغیرہ اگر اس شخص کے لئے جائز ہے جو اس کے احیاء کا قصد نہ کرے، اس میں تعمیر کرنا، رحمت انکا، اور یا کوئی عمل کرنا جو مسلمانوں کے لئے ضرر رساں ہو جائز نہیں، یہ سب اس صورت میں ہے جب کہ مالک زمین کے وہیں آئے کی امید ہو، اگر اس کے وہیں آئے کی امید نہ ہو تو وہ زمین بیت المال کی ہے، جس نام اس کی طبیعت اس کی منفعت ہی کو دے سکتا ہے، اگر اس کے

ابو بکر علی المرتضیٰ ۷۸۹ھ

تصرف میں ظلم نہ ہو، زمین و زمین جتنے دنوں کے سے دی گئی ہے اسی مدت کے اندر وہ شخص جس کو بندہ دست کے سے دیا گیا ہے اس سے استعفاء و رستہ ہے (۱)۔

۱۳- اٹھنی میں ہے: ”دن تزیروں سے پانی خشک ہو گیا، حیاء کی وجہ سے انسان ان کی زمینوں کا مالک نہیں ہوگا، امام احمد عباس بن مونی کی روایت میں فرماتے ہیں: جب کسی تزیروں سے کسی مدی کے صحن تک پانی خشک ہو گیا تو وہ شخص اس میں عمارت تعمیر نہیں کر سکتا، چونکہ اس میں ضرر ہے، وضرر یہ ہے کہ اس جگہ پھر پانی لوٹ سکتا ہے، جب وہاں عمارت کی ہوئی ہوگی تو پانی کسی اور جانب لوٹ جائے گا، اس سے وہاں کے لوگوں کو نقص ہوگا، نیز اس لئے کہ تزیروں سے چارہ اور لکڑی کے پیدا ہونے کی جگہ ہیں، پس وہ معدن طبع کے حکم میں ہوئے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”لا حمی فی الاراک“ (۲) (چیلو کے جنگل میں حمی نہیں ہے)۔

حرب کی روایت میں امام احمد نے فرمایا ہے: حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے تزیروں کو مباح قرار دیا (۳) یعنی تزیروں میں جو باتات وغیرہ آتی ہیں ان میں مباح قرار دیا، انہوں نے فرمایا: ”اذا نصب المرات عن شئ، ثم ثبت عن بات، فجاء رجل يبيع الناس منه فليس له ذلك، فاما ابن عبد الماء على ملك انسان ثم عاد فصب عنه فله اخذه، فلا يروى ملكه بغلبة الماء عليه، وإن كان ما يصب عنه الماء

(۱) البیہقی علی التلخیص ۱۹۵۳ ۱۹۶۰ طبع، مصر۔

(۲) حدیث لا حمی فی الاراک کی روایت ابو داؤد اور ابن حبان سے ابن ابی مال سے کی ہے، اس حدیث کے بارے میں منذری نے مشکوٰۃ ہے (مجموع المعبود ۸/۳۱۹ طبع مکتبۃ المدینہ ص ۳۳۳)۔

(۳) حضرت عمرؓ کا یہ اثر اسی طرح ابن قتادہ سے بھی (۵۶۵) میں ذکر کیا ہے لیکن احادیث و آثار کی کتابوں میں نہیں اس کا سرخ نہیں ملتا۔

## ۱۳ حیا، الموات

زمین آباد نہ کرے گا، خود امام کی جائزت کے بغیر ہی، وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔

امام ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ امام کی جائزت شرط ہے، خود انہی زمین آماہی سے ایک ہو یا اور۔

مالیہ نے قرچی اراضی میں امام کی اجازت کو شرط قرار دیا ہے، یہ ان کا ایک قول ہے، اور ان کے یہاں دور کی اراضی میں دور جواب میں تقبی اور دین رشکار کتاب یہ ہے کہ اس میں امام کی جائزت کی ضرورت نہیں ہے اور دور دور جواب یہ ہے کہ جائزت کی ضرورت ہے۔ مالیہ کی عبارتوں سے ایسا سمجھ میں آتا ہے کہ جائزت کی ضرورت ہونے کے لئے اس بات کا اعتبار ہے کہ لوگوں کو اس زمین کی ضرورت ہے یا نہیں ہے، جس وقت زمین کی لوگوں کو ضرورت ہوگی اس میں اجازت ضروری ہوگی اور جس زمین کی ضرورت لوگوں کو نہ ہوگی اس میں اجازت ضروری نہ ہوگی۔

امام کی اجازت شرط نہ ہونے کے بارے میں صمدی فقہاء نے حضور ﷺ کے قول کے عموم سے استدلال کیا ہے: "من احیا ارضا فہی لہ" (۱) (جس نے کوئی زمین آباد کی وہ اس کی ہے) عقلی استدلال یہ ہے کہ یہ مباح زمین ہے، اس کی ملکیت کے لئے اس دن امام کی ضرورت نہ ہوتی جس طرح گھاس، رنکری کاٹنے کے لئے امام کی ضرورت نہیں ہوتی۔

امام ابو حنیفہ کا استدلال اس رشتہ دہی سے ہے: "لیس للممور الا ما طابت بہ نفس امامہ" (۲) آدمی کے لئے یہی چیز جائز ہے

(۱) اس حدیث کی تخریج فقہاء میں گزر چکی۔

(۲) حدیث: "لیس للممور الا ما طابت بہ نفس امامہ" کی روایت طبرانی نے حضرت حاذی سے کی ہے الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ اسحاق نے اور طبرانی نے انجم الکبیر اور انجم الاوسط میں اس کی روایت کی ہے، کچھ سے معریہ اسنن و آثار کے باب احیاء الموات میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند قابل

لا یتفع بہ احد لعمروہ وجعل عمادہ لا ترد الماء، مثل ان یجمعہ مردعة، فہو احق بہ من غیرہ، لانه متحجر لہا لیس لمسلم فیہ حق، فاشبه المتحجر فی الموات" (بب) نرسٹ اپنے کسی حصہ پر جنگ ہو جائے پھر وہاں ہزد آگے "کوئی شخص لوگوں کو اس ہزد سے روکے گا تو اسے ایسا کرنے کا حق نہیں ہے، ہاں نرسٹ کی مملکت زمین پر پانی چڑھایا پھر وہاں سے پانی بہا یا "اور زمین جنگ ہوئی تو اسے زمین لینے کا اختیار ہے، زمین پر پانی چڑھ جانے سے اس کی ملکیت ختم نہیں ہوتی مگر اس کے جس حصہ سے پانی جنگ ہو یا "کوئی اس سے قاعدہ نہیں بناتا ہے اور اس زمین کو کوئی شخص اس طرح آباد کرے کہ اس پانی وہاں آجے تو اسے رکاوٹ نہ پیدا ہو، مثلاً اس زمین کو کھیت بنائے، تو وہ شخص اس زمین کے مقابلہ میں اس زمین کا زیادہ حق دار ہے، اس لئے کہ وہ اپنی زمین پر اپنے نشانات قائم کر رہا ہے جس میں سی مسلمان کا حق نہیں ہے، تو یہ ایسا ہی ہو یا جیسے قادیان زمین میں اپنی طاہات قائم کرے" (۱) (پتھر وغیرہ نصب کر کے)۔

## حیا، میں امام کی جائزت:

۱۳ - فقہاء مذہب کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے کہ اتفاق درمیں کیا "مباح الاصل" ہوتی ہے کہ امام کی اجازت کے بغیر جو شخص بھی چاہے سے آباد کر کے اس کا مالک ہو سکتا ہے، یا دور زمین مسلمانوں کی ملکیت ہے، لہذا اسے آباد نہ کرنے کے لئے امام کی طرف سے اجازت کی ضرورت ہوتی؟

ثانویہ، حنا بلہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کا مسلک ہے کہ اسے آباد کرنے کے لئے امام کی اجازت کی شرط نہیں ہے، جو کوئی اتفاق



## احیاء الموات ۱۵-۱۶

اور صاحبین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، فقہاء نے مستأمن کو تمام صورتوں میں باوجود اسلام کی افتادہ زمین کے احیاء سے روکا ہے۔ ثنائیہ نے بی کو بھی باوجود اسلام میں حیاء راضی کی جازت نہیں دی ہے۔

کس زمین کا احیاء جائز ہے و کس کا نہیں؟

۱۶- فتاویٰ مذہب کا اس پر اتفاق ہے کہ جو زمین کسی کی ملکیت ہو یا کسی کا مخصوص حق ہو یا آبادی کے اندر ہو، دوسرے (فتاد زمین) نہیں ہوتی، لہذا اس کا احیاء جائز نہیں ہے، اسی طرح آبادی کے دہر کی جو زمینیں آبادی والوں کی ضروریات کے لئے ہوں، مثلاً لوگ وہاں سے لکڑی حاصل کرتے ہوں یا مویشی چراتے ہوں ان کا حیاء بھی جائز نہیں، امام بھی موزعین ہی کو ایسے سکتا، اسی طرح جس زمین میں تک یا تارکول وغیرہ ہوں جن سے مسکن بنے یا زمینیں اس کا احیاء بھی جائز نہیں ہے، ایسی زمین کی آباد کاری بھی ناجائز ہے جس سے آنے جانے والوں کو تنگی ہو جائے یا کنوئیں کے پانی کو ضائع ہو۔

ثنائیہ کا صحیح قول اور حنا بلہ کا مسلک یہ ہے کہ عرفہ، مزدلفہ اور منی کے اندر زمین کا احیاء (آباد کاری) جائز نہیں ہے، کیونکہ عرفہ سے مسلمانوں کا حق توقف اور مزدلفہ منی سے مسلمانوں کی رات گزارنے کا حق وابستہ ہے، اور اس لئے بھی کہ ان مقامات میں احیاء سے اہل حج کی "انگلی میں تنگی" اور شوری پیش "ے" نہ، نیز ان مقامات سے استعماد میں سب لوگ براہ ہیں۔

علامہ زرکشی ثنائی فرماتے ہیں کہ "مذهب" کو بھی انہیں مقامات کے ساتھ لاحق کرنا چاہئے، اس لئے کہ حاجیوں کے لئے وہاں رات گزارنا مستحسن ہے، اس کے برخلاف ولی عرانی فرماتے ہیں کہ

جس پر اس کے امام کی رضا مندی ہو، وہ "استدلال" یہ ہے کہ یہ زمینیں کافروں کے قبضہ میں تھیں پھر مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں، لہذا ان کی حیثیت نے "کی ہوئی" اور نے "کا مال کوئی شخص امام کی رائے کے بغیر نہیں لے سکتا مال قیمت کی طرح نیز امام کی اجازت سے باہمی کشمکش قائم ہو جائے گی، امام ابوحنیفہ اور صاحبین میں اذن امام کی شرط کے بارے میں اس وقت اختلاف ہے جب تک مسکن بنو دکار نے ماہ اقصیت کی وجہ سے "ان امام کے بغیر احیاء کر لیا ہو، اگر اس نے جان بوجھ کر امام کو اہیت نہ دینے کے ارادہ سے جازت نہیں لی تو امام اس زمین کو اس شخص سے بطور تحبیہ وین لے سکتا ہے" (۱) یہ سب تفصیل بلاد اسلام میں مسلمان آباد کار کے بارے میں ہے۔

۱۵- ذمی گر بلاد اسلام میں افتادہ زمین آباد کرے تو اس کے بارے میں حنا بلہ فرماتے ہیں کہ "احیاء میں اذن امام کے تعلق سے ذمی کا حکم مسکن کی طرح ہے"۔

مالکیہ فرماتے ہیں کہ حیاء کے بارے میں "ذمی کا حکم مسلمان کی طرح ہے، میں بزمیرۃ الحرب میں افتادہ زمین کے احیاء کی خاطر ذمی کے لئے امام سے اجازت یعنی ضروری ہوگی، حنفیہ نے مستندہ ذمی کی طرف سے احیاء کے لئے اذن امام کی شرط لگائی ہے، شرح الدر المختار (۲) کی صراحت کے مطابق اس بارے میں امام صاحب

= استنا نہیں ہے (الدریہ ۴/۴۳۲، ۱۲۸)۔

(۱) ابن ماجہ بن ۳۸۲/۵ طبع الامیر یہ المصنفی ۳۵۵/۱ مطاب ۱۱/۱-۱۲ مطبع کردہ مکتبہ انوار، ۵۵۵/۱ طبع علی المصنف ۳۵۵/۱ طبع در معرفۃ، انہی ۵۶۱/۵ طبع المراسم، المصنفی شرح الموطا ۱۶/۲۹، مطبع کردہ مکتبہ المعادۃ، الدسولی ۱۹۸۳۔

(۲) الدر المختار مع حاشیہ ابن ماجہ بن ۳۸۲/۵ طبع المصنفی المصنفی امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف مطلق طور پر ذکر کیا ہے نیز ملحقہ ہوتے الدسولی ۱۹۸۳۔

## ۱۱ حیات و الموات ۱۷۱

”مذہب“ مناسک حج میں سے نہیں ہے، پس جس شخص نے اس کے کسی حصہ کا احیاء کیا، وہ اس کا مالک ہو جائے گا<sup>(۱)</sup>۔

۷۱۔ فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ جس افتادہ زمین میں پتھر وغیرہ نصب کر کے کسی نے حد بندی کر دی ہو اس کا احیاء جائز نہیں ہے، اس کے کہ جس نے اس کی حد بندی کر دی ہے وہ وہاں کے مقابلہ میں اس سے نفع اٹھانے کا زیادہ حق رہے۔

حد بندی کرنے کے بعد اس نے زمین یوں ہی چھوڑ رکھی ہے  
تو اس کے بارے میں فقہاء مذہب کے یہاں تعصبات ہیں:

حنفیہ نے حد بندی کے ذریعہ حاصل ہونے والی خصوصیت کے لئے زیادہ سے زیادہ مدت تین سال مقرر کی ہے۔ اگر تین سال کے اندر اس نے زمین کی آباد کاری نہیں کی تو تمام وہ زمین لے رہی دوسرے کو دے دے گا، تین سال کی تحدید حضرت عمرؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا: "لیس لمتحجر بعد ثلاث مہین حق" (۲) (تین سال کے بعد حد بندی کرنے والے کا کوئی حق نہیں ہے)۔

مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ جس شخص نے اپنی حد بندی کر دہ زمین تین سال تک یوں ہی چھوڑ دی حالانکہ وہ زمین کی آباد کاری پر قادر تھا تو حضرت عمرؓ کے مذکورہ بالا اثر پر عمل کرتے ہوئے اس سے دہ زمین لے لی جائے گی، مالکیہ نے حد بندی کرنے کو احیا نہیں مانا ہے۔ ۱۰۷

( ) کشف القناع ص ۵۸، مع لب ابی ایسی ص ۱۸۰، شرح المساجع للعلی  
بکاشمیری ص ۹۰۔

(۲) حضرت عترت کے مرنے کی روایت امام ابو یوسف نے کتاب الخراج میں اس طرح کی ہے صن بن حماد عن الثوري، عن سعيد بن المسيب، قال سمعنا من أحب أوصياء محمد فبي له وأبى لمحمود حتى بعد ثلاث سنين“ (حضرت عترت نے فرمایا: جس نے کسی مردہ زمین کا اچھا کیا وہ اس کی ہے اور تین سال کے بعد حد بندی کرنے والے کوئی حق نہیں) اس کی سند کمزور ہے ، مدرسیہ ۳/۲۴۵ نیز حاکم، مؤید ابن ماجہ ص ۲۸۲/۵ طبع بلاقہ القضاوی بہدر ۵/۳۸۶-۳۸۷۔

کہ عرف میں اسے احیاء مانا جاتا ہو۔

تابلہ کا ایک قول یہ ہے کہ زمین میں کوئی کام کیے بغیر محض حد بندی قائم نہ نہیں ہے، حق اس کا ہوگا جو اس زمین کو باند کرے، اس لئے کہ آبا، کاری حد بندی سے زیادہ مضبوط چیز ہے۔<sup>۱</sup>

تائید کا مسلک اور حنبلیہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ جب حد بندی کرنے والے نے زمین کی آباد کاری اتنی مدت تک چھوڑے رکھی جسے عرف میں لمبی مدت نہیں سمجھا جاتا، ہر کوئی دوسرا شخص اس کی آباد کاری کرنا چاہتا ہے تو آباد کاری کا حق حد بندی کرنے والے کو حاصل ہوگا، اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ کے ارشاد: ”میں انھیں (نوحیہ) نصیب دیتا ہوں“ (۲) (جس نے کوئی بجز زمین آباد کی اس میں کسی کا حق نہیں) اور حضور ﷺ کا پیر مانا کہ: ”فہی غلبہ حق مسلم فہی لہ“ (۳) (جس نے اسی مردہ زمین آباد کی جس میں کسی مسلمان کا حق نہ ہو) اور ایسے ہی حضور ﷺ کا ارشاد: ”میں سبق الی ما لہ سبق الیہ مسلم فہو حق بہ“، ”جس نے کسی سے کسی چیز کی طرف سبقت کی جس کی طرف کسی اور مسلمان نے سبقت نہیں کی ہے تو وہ اس کا ریا و حق رہے“ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس زمین میں کسی مسلمان کا حق ہے تو وہ احیاء کرنے والے کی نہ ہوں (۴)۔

(۱) ۱۹۱۷ء تا ۱۹۳۷ء تک

(۲) حدیث: "مَنْ أَحْبَبَ لِرِجَالِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا لَمْ يَحْصِرْهُمُ اللَّهُ فِي عَذَابٍ" ... کی روایت بخاری و احمد اور مذاقی نے کی ہے (تفہیم المیر ۳۶۱)۔

(۳) راقع ہاشمہ بخیری علیٰ الحلیب ۱۹۹۳ء، استاد ہجری، "فی سہو حق مسلم لہی" کی روایت بخاری نے کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف کی حدیث میں کی ہے (تحقیق الحیر ۱۲/۳)، انظر ص ۳۲۲) میں ہے کثیر کزودوی ہیں ساتویں طبقہ میں شمار ہوتے ہیں بعض شعرات سے انہیں کاذب کہا ہے۔

(۳) حدیث: "مَنْ سَبَّ إِلَى عَالِمٍ سَبَّ إِلَيْهِ..." کی روایت ابو داؤد سے مقرر بن معمر کی حدیث میں کی ہے (۳۹۹ ۱۳ طبع مصنفی محمد) میں سے ہے۔

## احیاء الموات ۱۸

سے نوٹس کے بعد اگر وہ کوئی عذر پیش کر کے امام سے مہلت مانگے تو امام اسے "ملت" سے لگا، عذر کی وجہ سے مہلت دینے کی مدت ماہ ۱۰۰ دیا اس کے آس پاس ہوئی، اگر مہلت کی مدت کے اندر کسی اور نے اس زمین کو آباد کر یا تو کتا بلہ کے یہاں اس میں میں دقوب ہیں جو پہلے گذر چکے۔

۱۰ "اگر مہلت کی مدت گذر جانے کے بعد جو اس شخص نے زمین کو آباد نہیں کیا تو اس شخص کو آباد کر کے اس کا مالک بن سکتا ہے اس سے کہ مدت اسی لئے مقرر کی گئی تھی کہ مدت گذر جانے پر اس کا حق ختم ہو جائے (۱)۔"

آبادی، کنویں، نہر میں وغیرہ کی حریم:

۱۸- فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ آبادی کی حریم کا حیاء چار ہفتے ہے، حیاء نہر کے انسان اس کا مالک نہیں ہو جائے گا، اسی طرح قنات و زمین میں بحورے گئے کنویں کی حریم نہر کی حریم کا حکم ہے۔

آبادی کی حریم سے مراد اتنی جگہ ہے جہاں مکان وغیرہ سے متصل فائدہ اٹھانے کے لئے اس کی ضرورت پیش آتی ہے اور وہ معمور کے مالک کی ملکیت ہے یعنی صاحب مکان کو اختیار ہے کہ اپنی حریم کے دائرہ میں احیاء سے دھروں کو روکے، مثلاً کوئی شخص اس کی حریم کے اندر مکان تعمیر کرنا چاہتا ہے تو صاحب مکان اسے روک سکتا ہے، اسے یہ اختیار نہیں ہے کہ لوگوں کو وہاں سے گذرنے سے روک دے، اور نہ اسے یہ اختیار ہے کہ گھاس چھانے یا کنویں سے پانی لینے سے روک دے، جو گھر دھروں سے گھرا ہوا ہوتا ہے اس کی کوئی حریم نہیں ہے، کنویں کی حریم اس کے گرد کی تخی زمین ہے کہ اگر

سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: "من كانت له ارض يعني من تحجر ارضاً - ففعلها ثلاث سنين، فجاء قوم فعمروها، فهم احق بها" (۱) (جس کی کوئی زمین ہو جتنی جس نے کسی زمین کی حد بندی کی ہو پھر اسے تین سال تک یوں ہی معطل چھوڑ دیا تو کچھ لوگوں نے اس کو آباد کر یا تو وہ لوگ اس زمین کے زیادہ حق دار ہیں)۔

اس اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر تین سال سے قبل کسی نے اس زمین کا حیاء کر لیا تو وہ اس کا مالک نہ ہوگا، اس لئے کہ اس شخص نے پہلے شخص کے حق کے اندر زمین کا حیاء یا لحد ۱۰۰ ہفتے اس کا مالک نہیں ہوا، جس طرح اگر وہ ایسی زمین کا حیاء کرتا جس سے دوسرے کی ملکیت کے مصالح میں تباہی ہو جائے، اس لئے کہ حد بندی کرنے والے کا حق مقدم ہے، لہذا وہ زیادہ مستحق ہوگا، جس طرح شفع کا حق مشتری کے حق پر مقدم ہوتا ہے، اگر عرف کے اعتبار سے حد بندی کرنے کے بعد بلا عذر ہی چھوڑے ہوئے نہ مل مدت گذر گئی تو امام اسے نوٹس دے دے گا، کیونکہ اس نے لوگوں کے مشترک حق میں ان کے لئے تنگی پیدا کی ہے، لہذا اسے ایسا نہیں کرے دیا جائے گا، جیسے کوئی شخص تنگ راستہ میں کھڑا ہو جائے یا پانی یا کاب کے راستہ میں ٹائل ہو جائے، نہ خوف نفع اٹھائے، نہ دھروں کو نفع اٹھانے دے (تو اسے ایسا نہیں کرنے دیا جائے گا) امام کی طرف

۱۰ کہ اس سند کے ساتھ اس حدیث کے علاوہ مجھے کوئی اور حدیث نہیں معلوم خیاء نے اٹھارہ میں اسے صحیح قرار دیا ہے (تحقیق الجیر ۳۳۶)۔

(۱) حضرت عمرؓ کا یہ اثر، "من كانت له ارض .. من القاطن من میں نہیں ملتا، ہاں امام ابو یوسف کی کتاب الخراج (۱۱ طبع انتقیر) میں درج ذیل الفاظ میں یہ اثر موجود ہے: "ثم لو كذا ثلاث سنين فلم يعمرها فعمرها قوم اخرون فهم احق بها .." اس حیرے کہلا ہے اس اثر کے تمام روایات نقل ہیں راہ الدرب ۳۳۵)۔

(۱) ابنی ۵/۵۶۹، ۵۷۰ طبع المریض، المشرح الکبیر، ج ۱، ۱۳۸، ۱۶۸، کتاب الخراج ۳، ۱۸۷، ۱۹۳ طبع المریض۔

## احیاء الموات ۱۹

اس کے مدروہ نہ نہ کھود جائے تو پہلے نہیوں کا پانی کم ہو جائے یا اس کے دھس جانے کا خطرہ ہو زمین کے سخت یا نرم ہونے کے اعتبار سے کنویں کی حریم کی مقدار مختلف ہوتی ہے۔

۱۹- نہ اس، چشمہ نہر و درخت کی حریم کی مقدار کے سلسلے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ جس نہیوں سے موشیوں کو پانی پایا جاتا ہے اس کی حریم چالیس ذرا ہے ایک قول یہ ہے کہ چارہاں ستوں سے، اگر چالیس ذرا ہر طرف اس ذرا، بین صحیح قول یہ ہے کہ ہر جانب سے چالیس چالیس ذرا مرہ ہے۔

جس کنویں سے کھیتوں کی سچائی کی جاتی ہو یعنی مدبر یا نہ اس جس سے زمین کو سیراب کرنے کے لئے اہت پانی لانا ہو اس کی حریم امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک ساٹھ ذرا ہے، امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں: "لا اعرف الا انه اربعون ذراعاً" (میں نہیں جانتا کہ یہ کچھ چالیس ذرا ہے)، امام ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ ہے جس شخص سے قنور میں نہ نہ نکلی اس کے بارے میں بعض فقہاء کہتے ہیں کہ امام صاحب کے نزدیک حریم کا مستحق نہ ہوگا اور صاحب کے نزدیک حریم کا مستحق ہوگا، بین صحیح یہ ہے کہ موبالاجات حریم کا مستحق ہوگا۔

انوار میں ذکر کیا گیا ہے کہ نہر کی حریم امام ابو یوسف کے نزدیک ہر جانب سے چالیس ذرا کے مدبر ہوگی۔

در امام محمد فرماتے ہیں کہ ہر جانب سے نہر کی چوڑائی کے مدبر اس کی حریم ہوں، فتویٰ امام ابو یوسف کے قول پر ہے۔

جس شخص سے قنور میں پانی کا مال لانا موبالاجات حریم کا مستحق ہوتا ہے، اس کی حریم امام محمد کے نزدیک کنویں کی حریم کے مدبر ہے لیکن مشائخ نے اس کے بارے میں مزید فرمایا ہے کہ جس

جگہ پانی طح زمین پر آ جاتا ہو وہاں اس چشمہ کی طرح ہے جہاں پانی ملتا ہو، اس مال کی حریم بالاجات پانچ سو ذرا ہے، جہاں پر پانی طح زمین پر نہ آتا ہو اس کی حریم نہر کے مدبر ہے، فقہاء کہتے ہیں: "ان حریم الشجرۃ حمسة اذرع" (درخت کی حریم پانچ ذرا ہے)۔

مالیہ و ثانیہ اس بات پر متفق ہیں کہ کنویں کوئی حریم مقرر نہیں ہے، مالیہ کہتے ہیں "کنویں کی کوئی متعین حریم نہیں ہے، چونکہ زمینیں روم و رخت ہونے میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں، نہیوں کی حریم سرف اتنا رقبہ ہے جس کو کنویں کے تابع کر دینے سے نہ نہ نہر سے محفوظ ہو جائے، اس کے پانی کو نقص نہ پہنچے، اس مدبر سے مدبری صوبہ ماں پانی پینے میں تو نہیں ہینے و آرام کرنے میں تنگی نہ ہو، نہیوں کی حریم کے مدبر کوئی شخص مدبر نہ نہ نہ چاہتا ہے تو کنویں لے کو سے مدبر کا اختیار ہے، مالیہ کہتے ہیں کہ "کجور کے رخت کی بھی حریم ہے، اس کی حریم اس کے مدبر کی اتنی زمین ہے جس میں رخت کا مدبر ہو، اس کی حریم میں کوئی دیا کام نہیں یا جائے گا جس سے رخت کو ضرر لاحق ہو، اس کے بارے میں رخت کے مدبرین سے دریافت یا جائے گا، رخت کی حریم کی تحدید بعض حضرات نے ہر جانب سے بارہ ذرا سے اس ذرا تک کی ہے، یہ اچھی تحدید ہے، مگر مدبر رخت کے بارے میں اس کے مدبرین کی رائے معتبر ہوں، ہر رخت کے سے اس کی مصالحت کے مدبر میں حریم مانی جائے گی" (۱)۔

ثانیہ کہتے ہیں: جو نہ نہ قنور زمین میں کھود گیا ہو، جس کی مدبر بنائی گئی ہو اور اس میں پانی ملتا ہو اس کی حریم اتنی جگہ ہے جس

(۱) فتاویٰ الہندیہ ۵/ ۳۸۷-۳۸۸

(۲) رد المحتار ج ۱ ص ۳۸۶

## احیاء الموات ۲۰

وغیرہ دالنے کے لئے ہو<sup>(۱)</sup>۔

بندہ بست کی ہوئی غیر آباد زمین کا احیاء:

۲۰- لغت میں کہا جاتا ہے: ”أقطع الإمام المجدد البند القطائع“ یعنی امام نے لشکر کو شہر کی آمدنی رزق معاش کے لئے دی<sup>(۲)</sup>۔ اصطلاح میں اقطاع کا مفہوم ہے: اقطاع زمین کسی کو آباد کاری (احیاء) کے لئے دینا، یہ سنا جا رہا ہے کہ حضرت اہل بن عمر کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے انہیں ایک زمین عطا فرمائی، ان کے ہر ایک حضرت معاویہؓ کو بیٹھاتے ہوئے بھیجا کہ ”اعطها ایہا، أو اعلمها ایہا“<sup>(۳)</sup> (میں وہ زمین دے دو یا یہ فرمایا: انہیں وہ زمین بتا دو)۔

اس احیاء کا حکم بیان کرنے سے قبل اقطاع (بندہ بست کرنا) کا حکم بیان کرنا ضروری ہے، اس لئے کہ بندہ بست کے پٹے میں یہ تو حقوق ماکانہ دیئے گئے ہوں گے یا محض اقطاع کے لئے، اگر محض خلع اٹھانے کے لئے دیا گیا تو تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ یہ بندہ بست بدلتا ہو، تملیک رقبہ کو مفید نہیں ہوتا اور اگر بندہ بست تملیک کے لئے کی گئی ہے تو ایسے شخص کو جسے وہ بندہ بست حاصل نہیں

میں پانی نکالنے والا کھڑا ہوئے، وہ حوض بنائے جس میں پانی نکالنے والا پانی ڈالے، اور بہت کی جگہ (یعنی وہی جس سے پانی نکالنے والا پانی نکالتا ہے) جس میں چوپائے کے درمیان پانی نکالا جاتا ہے (وہ وہ جگہ جس میں چوپائے کو پانے کے لئے یا شیتی کے لئے پانی جمع کیا جاتا ہے) اور چوپائے کے آنے جانے کا راستہ وہ وہ جگہ جس میں حوض وغیرہ سے نکلی ہوئی چیز پھینکی جاتی ہے ان سب کے سے کوئی تعلق نہیں، وہاں بست کے مطابق ہی طے ہوں گی، آثار فقہ (یعنی وہ کتابیں جو اس طرح کے گئے ہیں کہ ان کی مندرجہ ذیل ہوئی نہیں ہے اس میں پانی اٹھا ہوتا ہے، یہ کھیت وغیرہ کے لئے یا جاتا ہے) اس سے ان کی حریم ان کے ارد گرد کی اتنی جگہ ہے جس کے اندر دوسرے کنواں کھودنے سے پہلے کنویں کا پانی کم ہو جائے یا اس کے دھنس جانے کا خطرہ ہو، زمین کے تحت اور نرم ہونے کے اعتبار سے یہ مقدمہ مختلف ہوگی (۱)۔

حنابلہ کا مسلک اس بارے میں جمہور فقہاء کی طرح ہے کہ کنواں نہر اور چشمہ کی حریم کا احیاء جائز نہیں ہے، لیکن حنابلہ اس رائے میں منفرد ہیں کہ کنواں کھودنے سے انسان اس کی حریم کا مالک ہو جاتا ہے، حنابلہ نے پرانے کنویں کی حریم ہر جانب سے پچاس ذرعہ متعین کی ہے اور نئے کنویں کی حریم پچیس ذراعہ قرار دی ہے، ان کے نزدیک چشمہ اور نالہ کی حریم پانچ سو ذراعہ ہے، نہر کی حریم اس کے دونوں جانب کا اتنا رقبہ ہے جس کی ضرورت نہر کا کچھ اور پانی ڈالنے کے لئے ہو، درخت کی حریم وہاں تک ہے جہاں تک اس کی ٹہنیوں سے پانی نکلتا ہو، کاشت کی زمین کی حریم اتنا رقبہ ہے جس کی ضرورت کھیت کو پہنچے، اور چوپائے باندھنے اور اس کی گھاس پھوس

(۱) مختصر روایات ۱/ ۵۳۳ طبع دارالمعرب موسسہ کتب کاخیل یہ ہے کہ یہ تصدیقات مجتہدین نے اپنے زمانہ کے حالات، اسباب معیشت اور اپنے دور میں رائج و رایج و سہولیات کے پیش نظر کی ہیں، دور حاضر میں مالکیہ اور شافعیہ کی رائے کو اختیار کرنا لازماً سوزوں ہے یہی امر کا تقاضا اور ہم چاہتے ہیں کہ اس کے بارے میں اس کے بارے میں کی رائے پر اعتماد۔

(۲) المصباح الحامی۔

(۳) حدیث وائل بن حجرۃ عن رسول اللہ ﷺ ”أقطع البند القطائع“ کی روایت احمد، ابو داؤد و ترمذی نے کی ہے ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، الفاظ صحیح کے چاروں اہل علم و ادب نے بھی اس کی روایت کی ہے (تحقیق المجیر ۳/ ۶۳، اسنن الکبریٰ للبخاری ۱/ ۱۳۳)۔

(۱) حاشیہ اہل علم فی معجم عمیرۃ ۸۸-۹۰ طبع اہل علم۔

## احیاء الموات ۲۱

المسلمین<sup>(۱)</sup> (بنی ارم علیہ السلام) کا حق تہیج ہے مسلمانوں کے گھوڑوں کے لئے)۔

بنی ارم علیہ السلام کے علاوہ مسلمانوں کے دوسرے خاندانوں میں کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی زمین کو اپنے سے خاص کر لیں نہیں یہ اختیار ہے کہ کچھ مقامات کو طور جمی (چراگاہ) مقرر کر دیں تاکہ اس میں بیلوں کے گھوڑے، تزیہ کے چارے صدقے کے حب اور لوگوں کے بٹکے ہوئے جانور چریں، لیکن چراگاہ مقرر کرتے وقت اس پلا کا لحاظ بھی ضروری ہے کہ اس سے دوسرے لوگوں کو ضرر نہ پہنچے۔

یہ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد کا مسلک اور امام شافعی کا قول صحیح ہے۔

امام شافعی کا قول یہ ہے کہ بنی ارم علیہ السلام کے علاوہ کسی اور شخص کو حق مقرر کرنے کا اختیار نہیں ہے، کیونکہ ارشاد نبوی ہے: ”لا حمی الا للہ ولہ رسولہ“ (حمی اللہ اور اس کے رسول ہی کے سے ہے)۔

جمہور فقہاء<sup>(۲)</sup> کا استدلال یہ ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے حمی مقرر کیا<sup>(۳)</sup>، یہ بات صحابہ کے درمیان مشہور ہوئی، پھر بھی ان پر کسی نے تکیہ نہیں فرمایا، لہذا اس پر اجماع ہو گیا۔

بنی ارم علیہ السلام کی مقرر کردہ حمی (چراگاہ) کی جب تک ضرورت

ہے اس زمین کے احیاء کے اقدام سے روکا جائے گا، اس لئے کہ بذات خود بند بستی سے وہ اس کا مالک ہو گیا، لیکن غالباً اس طرف گئے ہیں کہ غیر تہیج راضی و مطلق بند بستی مفید تسلیم نہیں ہیں وہ دوسروں کے مقابہ میں اس زمین کا زیادہ حق دار ہو جاتا ہے۔

تر قطن مطلق ہو یا وہ ضعیف نہ ہو، اسے اقطان ارفاق پر محمول کیا جائے گا (یعنی یہ سمجھا جائے گا کہ نامزد اٹھانے کے لئے زمین کی گئی ہے نہ کہ مالک بنانے کے لئے) کیونکہ میں تہیجی ہے<sup>(۱)</sup>۔

حمی:

۲۱- لغت میں حمی اس چیز کو کہتے ہیں جس سے لوگوں کو روکا جائے، اور اصطلاح میں حمی کا مفہوم یہ ہے کہ امام ایسی جگہ جس میں لوگوں کی حاجت عامہ کے لئے تنگی نہ ہو محفوظ کرے، صدقہ کے حادروں کے لئے ہمارے داری کے لئے (یا چراگاہ کے لئے)<sup>(۲)</sup>۔

رسول اکرم علیہ السلام کو اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے حمی مقرر کرنے کا اختیار تھا، کیونکہ ارشاد نبوی ہے: ”لا حمی الا للہ ولہ رسولہ“<sup>(۳)</sup> (حمی کا حق صرف اللہ اور اس کے رسول کو ہے) لیکن رسول اکرم علیہ السلام نے اپنے لئے کوئی حمی مقرر نہیں فرمایا بلکہ مسلمانوں کے لئے حمی مقرر فرمایا، حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: ”حمی النبی ﷺ المبیح“<sup>(۴)</sup> لہذا

(۱) المجموع ۱/۵۶، البحر علی شرح التبج ۳/۵۳، المنی ۵/۵۷۸، حاشیہ تعلیہ ۱/۵۹، شرح المنی ۱/۵۳۲، رد المحتار ۱/۵۳۵، طبع دار المعرفہ، بیروت ۱۰۵/۷، الفتاویٰ الہدیہ ۵/۳۸۶۔

(۲) التاج ولو کلیل ۳/۳، طبع لیبیا۔  
(۳) حدیث: ”لا حمی الا للہ ولہ رسولہ“ کی روایت بخاری ۷/۷۷۲، سنن شافعی ۲/۲۸۰۔

(۴) تفسیر مدینہ منورہ سے قریب ایک مقام ہے اس کے نزدیک کے درمیان ہیں تاریخ کا فائدہ ہے تہیج انکشافات کے علاوہ ہے (مجموع الجہان ۵/۳۰۱)۔

(۱) حدیث ابن عمر: ”حمی النبی ﷺ المبیح“ کی روایت احمد اور ابن حبان نے کی ہے (تحقیق الجہد ۲/۲۸۱) ابن حجر نے فتح الباری (۵/۳۵) میں لکھا ہے کہ اس کے ایک روایت میں ہیں ۷/۷۷۲۔

(۲) تعلیہ ۱/۵۹، شرح المنی ۱/۵۳۲، طبع لیبیا، المنی ۵/۵۷۸۔

(۳) حضرت عمرؓ کے اثر کی روایت بخاری نے کی ہے (تعلیق محمد حامد اعلیٰ علی الاسماء لابن عیدروس ۲/۲۸۰، و اس کے بعد کے صفحات، یہ اثر ”الاسماء“ میں بھی ہے) حضرت عثمانؓ کا اثر ہمیں صرف بیہقی کی ہسن الکبرن (۱۳/۷۶) میں ملتا ہے اس کی روایت ابو اسید اصحابی سے کی ہے۔



## احیاء الموات ۲۳

یہاں بالاتفاق ذن امام کی شرط ہے۔

(جے) کا عہد اس بات پر اہمیت رکھتا ہے کہ مابین بچہ و یتیموں اس زمین کے مالک ہو جاتے ہیں جس کو انہوں نے تہذیب۔

ب۔ بلاد خمار میں:

۲۳۔ حنفیہ، حنبلیہ اور باجی مالکی کا مسلک یہ ہے کہ حریص کی فسادہ زمینوں کا احیاء کر کے مسلمان ان کے مالک ہو سکتے ہیں، خواہ ان کے بلاد (علاقے) بعد میں طاقت کے تل پر فتح ہوئے ہوں یا بطور صلح فتح ہوئے ہوں، بخون فرماتے ہیں: طاقت کے وسیع فتح سرحدوں کی جو زمینیں ایسی ہیں کہ ان میں کبھی کام نہیں کیا یا نہ ہو کسی کی ملکیت میں آئیں، ان زمینوں کا وہ شخص مالک ہو جائے گا جو انہیں آباد کرے۔

شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ مسلمان درہمی کے سے جا کفر کی فسادہ زمین کا احیاء جاز ہے، لیکن انہوں نے مسلمان کے احیاء کے جو ز کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ اسے احیاء سے روکا نہ گیا ہو، اگر کفر کرنے اسے روکا ہے تو اسے احیاء کا اختیار نہیں (ک)

دلیل احمد حنبلی نے صراحت کی ہے کہ مسلمان نے اگر احرب میں اس کے بد وقت فتح ہونے سے پہلے اتفاق میں آباد کی تو فتح ہونے کے بعد بھی وہ زمین اسی کی ملکیت میں رہے گی، اس لئے کہ اگر احرب اسلام میں ہے، اسی طرح اگر احرب کے صلح فتح ہونے سے پہلے اس میں اتفاق میں آباد کی، پھر اس طرح صلح ہوئی کہ زمین انہیں لوگوں کی ہوئی، اور مسلمانوں کو شرافت ملے گا، اس صورت میں یہ احتمال ہے کہ احیاء سے ملکیت کا قاعدہ نہ ہو، کیونکہ اس صلح کی بنا پر وہاں کی زمین مسلمانوں پر حرام ہوئی، اور یہ بھی احتمال ہے کہ احیاء ممانعت دہلی حدیث کے عموم کی بنا پر احیاء طہیت کا قاعدہ دے، نیز اس

(۱) کتاب الخراج ص ۶۱ کچھ تبدیلی کے ساتھ۔

شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ ذمی کے لئے بلاد اسلام میں احیاء جاز نہیں ہے، انہوں نے صراحت کی ہے کہ جو زمین کبھی آباد نہیں کی گئی سرحد زمین پر وہ عام میں ہے تو مسلمان احیاء کے وسیع اس کا مالک ہوتا ہے، خود امام نے جازت دی ہو یا نہ دی ہو، ذمی کو یہ اختیار نہیں ہے، خواہ امام نے اس کو اجازت ہی دے دی ہو، لہذا ذمی کے لئے وہ دوسرے کنہ پر مبنی ہے، وہی اس سے روک دیے جائیں گے، ان کے احیاء کا اعتبار نہ ہوگا، ذمی کی احیاء کردہ زمین کو مسلمان اس سے لئے اس کا مالک ہو سکتا ہے اگر اس زمین میں ذمی کی کوئی چیز ہو، مثلاً اس کی فصل تو مسلمان اس کو روکے گا، اگر ذمی اسے نہ لے، اس سے عراض کرے تو وہ بیعت اہل کی ہوگی، کسی کو اس میں تصرف اختیار نہ ہوگا جتنے ہوں، ذمی اس زمین کو آباد کیے رہا اس حدت کا کر یہ اس کے دوسرا نام نہیں ہے، کیونکہ وہ کسی کی ملکیت نہیں ہے (ک)

شافعیہ نے صراحت کی ہے کہ مسلمان بچہ، خواہ ابھی تیزی سے حدیث سے محروم ہو اس میں مالک ہو جائے گا جس کا اس سے احیاء کیا ہے، غلام کے لئے احیاء جاز ہے، غلام کی آباد کردہ زمین کا مالک اس کا "قاپوگا" (۲) بچوں کی آباد کردہ زمین کے بارے میں انہوں نے کچھ ذکر نہیں کیا۔

باقی مذہب میں بچہ، غلام اور یتیموں کے احیاء کے بارے میں کوئی دلیل ذکر نہیں کی گئی، لیکن حدیث ذی: "اس احیاء اوصاف مینہ فہی نہ" (جس نے کوئی مرد زمین آباد کی وہ زمین اس کی

(۱) شرح بدایہ ۵/۹ طبع المیزان، الدر المختار و حاشیہ ابن عابدین ۵/۲۷۸ طبع الامیر علی بن ابی طالب ۱۲/۱ طبع لیبیا، اقلیوی وغیرہ ۸۸ طبع مجلس، انیس ۵/۶۱ طبع لیبیا۔

(۲) تلبیہ وغیرہ ۸۸۔



## احیاء الموات ۲۴

کے لائق ہوئے اور ایک درہ زو گادے۔ کیونکہ مکات میں اس کا رواج ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ درہ زو گانے کی شرط نہیں ہے، کیونکہ درہ زو کے بغیر بھی رماش ہو جاتی ہے اور مقسود چوپایوں کا بڑا بنا ہے تو احیاء کے لئے زمین کا احاطہ کرنے کی شرط ہوگی، تعمیر کے بغیر چند مکروں یا پتھروں کا سب سردینا کافی نہ ہوگا، چھت ڈالنے کی شرط نہ ہوگی۔ کیونکہ جانوروں کے بازو میں عام طور پر چھت نہیں ہوتی، درہ زو لگانے یا نہ لگانے کے بارے میں یہاں بھی وہی اتفاق ہے جو رماش مکات کے بارے میں ہے، بھتی کے سے زمین کا احیاء یہ ہے کہ اس کے چاروں طرف مینڈ بنادی جائے تاکہ حیوان کی ہوئی زمین دوسری زمین سے ملحد ہو جائے، مینڈ بنانے ہی کے حکم میں بانس، پتھر اور کانٹا اس کے چاروں طرف جمع کر دینا ہے، حاطہ کرنے کی حاجت نہیں ہے اور اس کی بھی حاجت نہیں کہ زمین کو ہموار کرے، پست کو بھرے اور اونچی زمین کو کاٹے، جس چیز کے بغیر کاشت آسان نہ ہو اس کا ہونا ضروری ہے تاکہ وہ زمین بھتی کے لائق ہو سکے۔

ایک قول کے مطابق یہ شرط نہیں کہ باغفل اس میں بھتی کرنے لگے، کیونکہ یہ تو زمین کی منفعت و حصول کرنا ہے، یہ احیاء سے خارج ایک عمل ہے، دوسرے قول کے مطابق باغفل بھتی کرنا حیاء کے لئے شرط ہے، کیونکہ مکان احیاء شدہ اس وقت مانا جاتا ہے جب اس میں احیاء کرنے والے کا مال رکھا یا گیا ہو تو ہی طرح زمین کا حکم ہوگا (۱)۔ جس چیز سے احیاء ہوگا اس کے بارے میں حنابلہ کے یہاں دو روایتیں ہیں، ایک روایت جو شرقی کا خارج کلام و تافضی کی ایک روایت ہے، یہ ہے کہ زمین کا احاطہ کرنا اس کا حیاء ہے، خود اس زمین پر تعمیر کرنا مقصد ہو یا بھتی کرنا یا مکروں کا بڑا بنانا یا مکروں کا

لئے کہ یہ زمین ان کے ملک کی مباح زمینوں میں سے ہے، لہذا یہ بات درست ہے کہ جس کی طرف سے مالک بننے کا سبب پایا جائے وہ اس کا مالک ہو جائے۔

حیاء کس چیز سے ہوتا ہے؟

۲۴- حنفیہ اور مالکیہ تقریباً ان باتوں پر متفق ہیں جن سے زمین کا حیاء ہوتا ہے حسب نے صراحت کی ہے کہ زمین کا احیاء اتفاقاً و زمین میں مکات تعمیر کرنے یا اس میں پودے لگانے یا جوتے یا سیچنے سے ہوتا ہے (۱)۔

امام مالک نے صراحت کی ہے کہ زمین کا احیاء یہ ہے کہ اس میں کٹواں کھودے یا چشمہ جاری کرے، یا درخت لگائے یا عمارت تعمیر کرے یا بھتی کرے، ان میں سے جو بھی عمل کرے وہ احیاء ہے، یہ بات بن لقاسم اور اصحاب نے بھی کہی ہے، قاضی عیاض کہتے ہیں: امام مالک سات چیزوں کے احیاء ہونے پر متفق ہیں: (۱) پانی کا بہانا (۲) زمین کے در سے پانی کا نالہ (۳) عمارت تعمیر کرنا (۴) کٹا (۵) بھتی کرنا (۶) زمین کی کھدائی کر کے زمین کو ذرت دینا (۷) اس کے درخت کاٹنا (۸) زمین کے پتھر توڑنا (۹) سے نہ نہ کرنا (۱۰) اور میں درست کرنا (۱۱)۔

ثانویہ صراحت کرتے ہیں کہ مقصد کے اعتبار سے احیاء کا طریقہ ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے، اگر اتفاقاً در زمین میں مکان تعمیر کرنا چاہے تو حیاء کے لئے شرط یہ ہے کہ اس جگہ کو پختہ، مینوں یا کچی مینوں یا خالص مٹی سے یا مٹی کی تختیوں یا بانس سے تعمیر کرے، جیسا وہاں رواج ہو، اور اس کے بعض حصے کو مسقف کر دے تاکہ رہائش

(۱) الفتاویٰ الہدیہ ۸/۵۳۸

(۲) التاج والکلیل علی ہامش المطالب ۱/۱۲۸، الدرر النوری ۶/۹۹، ۷/۱۰۰

(۱) الفتاویٰ الہدیہ ۸/۵۳۸، ۹/۱۰۰ طبع النسخ

## احیاء الموات ۲۵

نہیں ہوتا ہے<sup>(۱)</sup>۔

احیاء کردہ زمین کو بے کار چھوڑ دینا:

۲۵- کسی نے اتفاقاً زمین کا احیاء کر کے سے یوں ہی چھوڑ دیا اور اس میں کسی دوسرے شخص نے کاشت کر لی تو کیا دوسرا شخص اس کا مالک ہو جائے گا یا وہ زمین پہلے شخص کی ملکیت میں باقی رہے گی؟

ثانیہ: متاבלہ کا مذہب، حنفیہ کے اقوال میں سے قول صحیح اور مالکیہ کے تین قول میں سے ایک قول یہ ہے کہ وہ زمین پہلے ہی شخص کی ملکیت رہے گی، احیاء کی وجہ سے دوسرا شخص اس کا مالک نہ ہوگا، ان حضرات کا استدلال اس ارشاد نبوی سے ہے: ”من احیا أرضاً مہتہ لیست لأحد فہی لہ“ (جس نے ایسی اتفاقاً زمین کو جو کسی کی نہیں ہے وہ اس کی ہے)، نیز ایک دوسری حدیث کے الفاظ ”فی غیر حق مسلم“ (جس میں کسی مسلمان کا حق نہ ہو) سے بھی استدلال کیا ہے، نیز اس لئے کہ اس زمین کا مالک معصوم ہے، لہذا احیاء کے دوسرے اس کا مالک نہیں ہو جاسکتا، اس زمین کی طرح جس کا کوئی شخص شریعہ پر یا بذریعہ مہد مالک ہو۔

مالکیہ اور حنفیہ کا ایک قول یہ ہے کہ دوسرا شخص اس زمین کا مالک ہو جائے گا، جس طرح وہ شکار جو یک شکاری کے ہاتھ سے چھوٹ جائے اور وحشی جانوروں میں مل جائے اور اس پر زمانہ گزر جائے تو اگر کوئی دوسرا شخص اس کو پکڑ جاتا ہے تو اس کا مالک ہو جاتا ہے۔

مالکیہ کا تیسرا قول یہ ہے کہ اس کے حکم میں فرق اور تفصیل ہے، وہ یہ کہ پہلے شخص نے یا تو اس کا احیاء کیا ہوگا یا حکومت نے اسے دیا ہوگا۔ اس نے شریعہ سے پہلے یا بعد، اگر پہلے شخص احیاء کے ذریعہ مالک ہوا تھا تو مذکورہ بالا صورت میں دوسرا شخص اس کا زیادہ حق دار ہو جائے گا، اگر

کو دیا گیا ہو، یا پہلے ہی سے اس کی روایت میں اس کی صحت کی ہے، چنانچہ فرمایا ہے: زمین کا احیاء یہ ہے کہ اس کے چاروں طرف حائط ہو یا اس میں کنواں یا نہ کنواں، اس میں چھت لگانے کا شمار نہ ہوگا، کیونکہ حسن حضرت شریعہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”من احاط حائطاً عسی ارض فہی لہ“<sup>(۲)</sup> (جس نے کسی زمین پر احاطہ کر لیا وہ زمین اس کی ہے) اس کی روایت ابو داؤد نے ہی ہے امام احمد نے اپنی مسند میں اس کی روایت کی ہے، امام احمد حضرت جابر کی سند کے ساتھ ہی طرح کی حدیث نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، نیز اس لئے کہ دوسرا ایک مضبوط رکاوٹ ہے، لہذا اسے احیاء قرار دیا جائے گا جس طرح کاریوں کے لئے بازو بنالینے سے احیاء مانا جاتا ہے، اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تصدق اعتبار نہ ہوگا، احاطہ مضبوط ہونا چاہئے، جو اس سے باہر کی چیزوں کو روک سکے، معروف و عادت کے مطابق ہونا چاہئے، اس میں مختلف شہروں میں آبادیوں کے اعتبار سے فرق ہوگا۔

تقاضی کی دوسری روایت یہ ہے کہ احیاء وہ ہے جس کو لوگ احیاء مانتے ہوں، اس لئے کہ شریعت نے ملکیت کو احیاء پر مطلق کیا اور احیاء کی وضاحت نہیں کی، نہ اس کا طریقہ بیان یا لہذا اس کے بارے میں عرف و رواج کی طرف رجوع کیا جائے گا، زمین کے احیاء میں اس کے جوئے اور اس میں بونے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، کیونکہ اس عمل کا بار بار کرنا صرف انتفاع کے ارادے سے ہوتا ہے، لہذا احیاء میں بھی اس کا اعتبار نہ ہوگا جس طرح زمین کے سنبھالنے کا اعتبار

(۱) حدیث: ”من احاط“ کی روایت پہنچتی ہے کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف سے کہ ہر شخص اگر غیر ۱۳۳۳ھ کے اقرب (۳۲/۳) میں ہے کہ کثیر صیغہ چہ رو ہیں کے ساتھ ہی طبقہ میں چہ بعض لوگوں نے اس کی سست جھوٹ کی طرف کی ہے۔

(۲) ابھی ۵۹۰/۵۹۲ طبع الیاض۔

## احیاء الموات ۲۶-۲۹

حکومت نے پہلے شخص کو دیا ہو یا اس نے خرید یا بیوی یا شخص ہی اس کا زیادہ حق رہوگا (۱)۔

حیاء میں وکیل بنانا:

۲۶- فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی شخص کے لئے جائیداد ہے کہ فقہاء راضی کو باوجود اس میں سے غیر کو وکیل بنانے پر ملک مٹا دیا ہو اس سے کہ حیاء مال غنل میں سے ہے جو وکیل کو قبول کرتے ہیں (۲)۔

حیاء میں قصد کا وجود:

۲۷- حیاء عمومی قصد تو بلا اتفاق تمام فقہاء کے نزدیک ضروری ہے، لیکن اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا حیاء میں یہ ضروری ہے کہ حیاء کرنے والا حیاء کردہ زمین میں کسی خاص منفعت کا ارادہ کرے یا اتنی بات کافی ہے کہ وہ زمین کو عمومی طور پر تیار کرے، اس طرح کہ وہ زمین کسی طرح کا قادمہ اٹھانے کے لائق ہو جائے، مثلاً: ہیتی، تعمیر، بکریوں کا چرنا، یا کسی اور کام کے لائق ہو جائے۔

حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ حیاء میں مخصوص ارادہ سے کا پڑنا ضروری نہیں ہے، بلکہ عمومی ارادہ کافی ہے، یعنی کسی بھی طریقہ سے نفع اٹھانے کا ارادہ (۳)۔

نافعیہ کی رائے یہ ہے کہ مقصد کے بدلنے سے حیاء کی اصل بدل جاتی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے برخلاف حیاء میں مخصوص

ارادہ ضروری ہے۔ لیکن وہ یہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ اگر اس نے ایک خاص قسم کے لئے حیاء شروع کیا پھر دوسری قسم کے لئے حیاء نہیں کر سکتا، اس لئے حیاء کا قصد کرنے کے بعد فراغت کے لئے اس نے حیاء کا ارادہ کیا تو بعد والے قصد کا اعتبار کرتے ہوئے وہ مالک ہو جائے گا، اس کے برخلاف اگر ایک نوع کا ارادہ کیا اور اس طرح اس کا حیاء کیا جس سے دوسری نوع مقصود نہ ہوتی ہو، مثلاً رہائش کی نیت سے اس کا حیاء کیا، یا اور اس طرح فیہ دیکھو کہ وہ چاروں کا بارہ بننے کے لائق ہو گیا تو رہائش کے ارادہ سے اس کا مالک نہیں ہوگا، یہ نام کے برخلاف ہے (۱)۔

احیاء کردہ زمین کا طریقہ:

۲۸- طریقہ سے مراد حیاء کی ہونی زمین پر حکومت کے سے واجب ہونے والا شرط اثر ہے۔

حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ حیاء کردہ زمین سرکاری زمینوں کے درمیان ہے تو اس کی بیہودہ میں مشرک لا جائے گا، اور سرکاری زمینوں کے درمیان ہے تو اس پر اثر لازم ہوگا، اور اگر اس میں کوئی شخص اس کے لئے مالک ہو جائے تو مشرک رہے گا، اور اگر کسی نے اس کا حیاء کیا تو اثر دینی زمین ہے، خواہ وہ کیسی ہی ہو۔

مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ حیاء کردہ زمین میں مطلقاً اثر لازم ہے، خود وہ حد تک بڑھتا ہے جو اس سے ہو یا بطور صلہ (۲)۔

افتادہ زمینوں کی کانیں:

۲۹- حیاء کردہ زمینوں میں پائے جانے والے معدن (کانوں)

(۱) البخاری علی الخطیب ص ۱۹۸۔

(۲) الخراج لابن یوسف ص ۱۵، الفتاویٰ الہندیہ ص ۸۸، حنفیہ مدونی

ص ۷۷، البخاری علی الخطیب ص ۱۹۵، نظام المسطاہ لابی یوسف ص ۹۵۔

(۱) الفتاویٰ الہندیہ ص ۸۶، الفتاویٰ الہندیہ ص ۸۸، طبع کلنی، اسی ص ۵۳، طبع ریاض الخراج و الاکیل، بہار الشریعہ ص ۱۸، مدونی ص ۷۷۔

(۲) الخراج بہار الشریعہ ص ۱۱۲، طبع دار المعرفۃ، اسی ص ۸۹، طبع ریاض الفتاویٰ الہندیہ ص ۸۷، حنفیہ ابن ماجہ ص ۸۳، الشرح الکبیر بہار الشریعہ ص ۷۷، مدونی ص ۷۷۔

(۳) الخراج ص ۱۵، اسی ص ۵۹، الخراج و الاکیل ص ۱۲۔

## ۱ حیات الموات ۲۹

یا غیر مہین شخص کی ملکیت ہوں۔

باطنی معائن سے مراد دو معائن ہیں جن سے ماں نکالنے میں محنت و مشقت لاحق ہوتی ہے، مصارف ہوتے ہیں، مثلاً سونا، چاندی، لولہ، تابا اور پیتل کی کانیں۔ یہ کانیں حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک نکالنے والوں کی ملکیت ہوں گی، متاخر کا بھی ایک توں محنت میں ہے۔ اس لئے کہ یہ معائن ناقض شغاف قیاد زمین سے نکالے گئے ہیں جن سے استفادہ محنت و مصارف کے بعد ہی ممکن ہے، لہذا ایفاء کی وجہ سے زمین کی طرح انسان ان معائن کا بھی مالک ہو جائے گا نیز اس لئے کہ معائن جب کھول دیئے گئے تو قیاد زمین سے استفادہ اس عمل و محنت کو دہرہ کیے جبر ممکن ہو گیا، یہ ایفاء ہی ہو گیا جیسے کوئی شخص کسی زمین کا احاطہ کرے یا اس میں پانی کا بندوبست کرے تو اس کا مالک ہو جاتا ہے۔

متاخر کے نزدیک ایفاء سے معائن کا مالک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جس ایفاء کی وجہ سے زمین پر ملکیت ثابت ہوتی ہے وہ زمین کی ایفاء کا جاری ہے جس کی وجہ سے وہ روکام و محنت کے جبر حیاء، سرور زمین کا قائل و شغاف ہو جاتی ہے، اور معائن (کانوں) سے ماں نکالنے کے لئے بار بار خصوصاً نے اور توڑنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ مالک ایفاء کے نزدیک باطنی معائن کا اختیار بھی ظہری معائن کی طرح امام کے ماتحت میں ہے<sup>(۱)</sup>۔

تفصیل کا مقام ان کی مخصوص احکامات ہیں۔

دو قسمیں ہیں: (۱) ظاہری معائن، (۲) باطنی معائن۔ ظہری معائن سے دو معائن مراد ہیں جن تک رسائی معمولی عمل سے ہو جاتی ہے، مثلاً پمپ کے لئے انگلی کے قدر کھودنے سے، اس طرح کے معائن یہ ہیں: پٹرول، گندھک، تارکول، برآمد، یا قوت وغیرہ۔

حنفیہ و حنابلہ کے نزدیک ظہری معائن کا حکم یہ ہے کہ ایفاء کی وجہ سے کوئی انسان اس کا مالک نہیں ہوتا، امام کے لئے انہیں کسی کے بندوبست میں دینا اور مسدوس کوں سے رہنا جابر نہیں۔ چونکہ ایفاء کرنے میں مسدوس کے لئے ضرر و انگلی ہے نیز اس لئے کہ رسول کریم ﷺ نے بیض بن حمال کو نمک کی تان حافر مائی، جب آپ سے عرض کیا کہ وہ "الماء العذ" (وہ پانی جس کا مادہ منقطع نہیں ہوتا) کی طرح ہے تو آپ نے، سے انہیں لے لیا<sup>(۲)</sup>۔

شافعیہ کے نزدیک اگر ایفاء کرنے والے کو ایفاء سے پہلے ان معائن (کانوں) کا علم نہیں ہے تو ایفاء کے بعد ان کا مالک ہو جائے گا، اور اگر ایفاء سے پہلے ان کا علم ہو چکا تھا تو مالک نہیں ہوگا۔

انہوں نے اس کی یہ سند بیان کی ہے کہ وہ بھی زمین کے اثراء میں سے ہے، حیاء کی بنا پر وہ شخص زمین کا مالک نہ ہوا ہے، لہذا انہوں نے ان معائن کا بھی مالک ہو جائے گا۔

مالکیہ کے نزدیک معائن کا اختیار امام کے ماتحت میں ہے، مسدوس میں سے جس کو چاہے، خود معائن، ملی زمین کسی کی ملکیت نہ ہو، مثلاً صحرا، جنگلات یا وہ مقام جہاں کے باشندے ماں سے ترک سکونت کر چکے ہوں، خود مسلمان ہی رہے ہوں، یا ان زمین

(۱) ابن حنبل کی حدیث کی روایت ابو داؤد سنائی، ترمذی، ابن ماجہ و امام شافعی نے کی ہے ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے ابو ابن قحطان نے صمدیہ قرار دیا ہے (تخصیص النجیر ۳۳۳) الماء العذ وہ پانی ہے جس کا رختہ ہوئے والا نہ ہو۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۵/ ۸۳، ص ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱،

### اجمان حکم:

۲- چاروں فقہی مذاہب میں پر مشفق ہیں کہ بھائی کی تمام اقسام کو زکاۃ دینا جائز ہے لیکن متاثرہ نے بھائی کو زکاۃ دینے کے سے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ وارث نہ بنے اور اگر وارث ہو کر وارث ہوگا تو اس کو زکاۃ دینے سے زکاۃ نہیں ہوتی۔

میراث میں بیویوں کی تمام قسمیں باپ اور بیٹا، پوتا وغیرہ کی وجہ سے محبوب ہو جاتی ہیں۔ اس پر اتفاق ہے، یہی طرح ماں شریک بھائی جد (۱۰۱) اور بیٹا، بیٹی، پوتا پوتی وغیرہ کی وجہ سے محبوب ہو جاتا ہے (۲)۔

حقیقی بھائی اور باپ شریک بھائی جد (۱۱) کی موجودگی میں شریک بھائی کے لیے باپ شریک بھائی کا شریک بننے کا حکم نہیں ہے۔ (۳) اسی طرح بیٹی، پوتی، وغیرہ کے ساتھ بھی یہ اثر پڑتا ہے۔

۱۱-۱ کے ساتھ اگر حقیقی بھائی اور باپ شریک بھائی ہوں تو ۱۱-۱ کا حکم قائم کرنے کے لیے باپ شریک بھائی کا شریک بننے کا حکم اس کا حصہ بھی حقیقی بھائی کو ملے گا (۲)۔ باپ شریک بھائی حقیقی بھائی کے ساتھ یہ اثر پڑنے میں شریک نہیں ہوتا، اس لیے ایک خاص صورت میں شریک ہونا ہے۔ (۵) (۵) ہے (دیکھئے: آخریہ)۔

تو قریب ترین کے اعتبار سے بیویوں کا حکم مختلف ہوتا ہے، حقیقی

(۱) فقہی المذہب ۱/۸۸، ابن ماجہ ۶۳۲ طبع بولاق، الخرش ۲/۲۳، ۲/۲۳ طبع دارالحدیث، المصنف ۱/۵۵ طبع بیروت، المغنی مع الشرح ۵/۲۲ طبع المصنف۔

(۲) شرح السراج ۲/۵۲، الخوارزمی ۲/۳۳۰ طبع مصر، شرح الخوارزمی ۲/۵۲، شرح الخوارزمی ۲/۵۲، شرح الخوارزمی ۲/۵۲۔

(۳) شرح السراج ۲/۵۰ طبع المکروری، شرح الخوارزمی ۲/۵۰، شرح الخوارزمی ۲/۵۰، شرح الخوارزمی ۲/۵۰۔

(۴) شرح الخوارزمی ۲/۵۰، الخوارزمی ۲/۳۳۰ طبع مصر، شرح الخوارزمی ۲/۵۰، شرح الخوارزمی ۲/۵۰۔

(۵) شرح الخوارزمی ۲/۵۰، الخوارزمی ۲/۳۳۰ طبع مصر، شرح الخوارزمی ۲/۵۰، شرح الخوارزمی ۲/۵۰۔

## اُخ

### تعریف:

۱- لغت میں اُخ (۱) اس شخص کو کہتے ہیں جس کی پیدائش تمہارے باپ اور ماں یا ان میں سے کسی ایک سے ہوئی ہو۔ اور تمہارے والدین سے پیدائش ہوئی ہو تو وہ مشفق (حقیقی بھائی) ہے۔ حقیقی بھائیوں کو "ثوۃ حیرت" کہا جاتا ہے اور اگر تمہارا باپ سے پیدائش ہوئی ہو (ماں متحدہ ہو) تو وہ باپ شریک بھائی ہے۔ باپ شریک بھائیوں اور بیویوں کو حقیقی بھائی کہنا جائز ہے۔ اگر تمہاری ماں سے پیدائش ہوئی ہو (باپ دوسرا ہو) تو وہ ماں شریک بھائی ہے اور ماں شریک بھائیوں اور بیویوں کو حقیقی بھائی کہنا جائز ہے (۲)۔

رضائی بھائی وہ ہے جس کی ماں نے تم کو دودھ پلایا ہو یا اس کو تمہاری ماں نے دودھ پلایا ہو یا تمہیں اور اس کو کسی ایک عورت نے دودھ پلایا ہو یا تم سے اس سے ایسا دودھ پیا جو ایک مرد کی وجہ سے ہے، مثلاً کسی شخص کی بیوی میں دودھ پیا جو اس مرد کی وجہ سے ہے، دودھ ہے، دودھ عورتوں میں سے ایک سے تمہیں دودھ پلایا اور اس کو دوسری عورت سے دودھ پلایا (۳)۔

(۱) تاج المروسی (آخر)۔  
(۲) الکلیت (شرح) المصباح المیز (ج ۱) شرح السراج ۲/۵۲ طبع المکروری، شرح الخوارزمی ۲/۵۰، شرح الخوارزمی ۲/۵۰۔  
(۳) تاج المروسی (آخر) الخوارزمی ۲/۵۰ طبع مصر۔



جائے (خیال نہیں ہے۔ مثلاً شراب کا رنگ، رقوم اس میں یہ نہیں پیدا نہیں ہوتا کہ شراب کا رنگ، رقوم اس کے حرام ہونے کی علت ہے، نہ کہ رنگ، رقوم اس میں کوئی یہاں نہیں ہے جو شراب کی تحریم کا قضا کرے۔ شراب میں نشہ آور ہونے کی صفت ہے، جو ایک عقل پر ہونا، اس لئے کی ضرورت لے ہوئے ہے پھر بھی وہ وصف قلیل نہیں، یہ تک اس کے علت ہونے کے بارے میں نفس و راہ ہے، و نفس یہ ارشاد، بوی ہے: "كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ" (۱) (ہر نشہ آور چیز حرام ہے) اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ شراب کے بارے میں یہ نفس اور اسی طرح کے دوسرے نصوص، اور نہیں ہوتے تو نشہ آور ہونا وصف قلیل ہوتا (۲)، اسی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وصف کا مناسب ہونا وصف کے قلیل ہونے سے عام ہے۔

قیاس کی وجہ سے وصف قلیل سے حکم اصل کی تعمیل کے جوڑ کے بارے میں اختلاف ہے، اسی طرح "مصلیہ مرسلہ" کی بنیاد پر وصف قلیل کے ذریعہ حکم ثابت کرنے کے بارے میں بھی اختلاف ہے، دیکھئے: "اصولی ضمیر: قیاس اور مصلیہ مرسلہ کی بحث"۔



(۱) حدیث: "كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ" بخاری اور مسلم میں ہے، لفظ مسلم کے ہیں (مسلم ۳۵۸۳، فتح الباری ۴/۳۱۳)۔  
(۲) الخراج علی التوضیح ۲۱۱، طبع مسیحیہ نیر علیہ، شرح مسیحیہ الشیخ ۲۰۰، جمع الجوامع بشرح اعلیٰ ۲/۲۸۳، جمع مصنفی الحسن۔

## اخلاۃ

تعریف:

۱- اخلاۃ: "احوال الامور" (معاملہ مشتبہ ہو گیا) کا مصدر ہے۔ کہا جاتا ہے: "هَذَا الْأَمْرُ لَا يَحِيلُ عَلَى أَحَدٍ" (یعنی یہ چیز کسی پر مشتبہ نہ ہوگی) اہل اصول لفظ اخلاۃ کا استعمال باب قیاس اور باب "مصلیہ مرسلہ" میں کرتے ہیں، اخلاۃ وصف کا اس طرح ہونا ہے کہ اس کے حکم کی علت محض اس کے اور حکم کے درمیان مناسبت کے اعتبار سے متعین ہو جائے، نہ نفس سے، نہ نہ کسی چیز سے (۱)۔ ایت وصف کو قلیل اس لئے کہتے ہیں، کیونکہ وہ دل کے اندر علت کا خیال پیدا کرتا ہے۔

جہاں حکم اور بحث کے مقامات:

۲- وصف اس صورت میں مناسب مانا جاتا ہے جب علتوں پر پیش کیا جائے تو ہمیں سے قبول کریں، وصف مناسب وہ ہے جس کے نتیجے میں انسان کو فتنہ حاصل ہو یا اس سے نقصان ہو، مثلاً اس مسلمان کو قتل کرنا جس کو کفار نے مسلمانوں سے جنگ کے موقع پر ڈھال بنالیا ہے، اس لئے کہ اسے قتل کرنے میں دشمن کو غلبہ کرنے کا قاعدہ ہے، اور دشمن کو مسلمانوں کے قتل سے روکتا ہے۔

وصف طریدی (وہ وصف جو موصوف کے تمام افراد میں پایا

اگر کسی شخص کی برائیوں کی خبر دی جا رہی ہے تو یہ "غیبت" ہے۔  
اگر وہ دونوں کے تعلقات بگاڑنے کے لیے ایک دوست کی  
بات کی خبر دے اور دوست کوئی جا رہی ہو تو یہ "میمہ" (چغلی) ہے۔  
اگر کسی راز کی خبر دی جا رہی ہو تو یہ "فشاء" ہے۔  
اگر کسی ایسی بات کی خبر دی جا رہی ہو جس کے بارے میں خبر دینا  
جاما مسلمانوں کے لیے نہ درساں ہو تو "خیانت" ہے کسی طرح ہر  
دوسرے نام ہیں۔

اجماعتی حکم:

۲- عامل شخص کی خبر کا قبول کرنا واجب ہے، کبھی ایک، کبھی دو شخص کی خبر  
کافی ہوتی ہے، مثلاً اپنا پاکی کے بارے میں خبر، اور کبھی ایک سے زائد  
عامل شخصوں کی خبر کی شرط ہوتی ہے، جس طرح کوئی میں ہوتی ہے۔  
ایمانات میں فاسق کی خبر معتبر نہیں ہوتی، لہذا اگر فاسق شخص کی  
خبر طہارات، معاملات، غیہ وغیرہ کے بارے میں ہو تو قبول نہیں کی  
جائے گی، بلکہ یہ بدل میں اس کا سچا ہونا محسوس ہو (۱)

بحث کے مقامات:

۳- اہل اصول اخبار کے احکام و حوالہ کی تفصیل مستحق باب میں  
بیان کرتے ہیں، اور وہ باب اخبار ہے، یا سنت کی بحث میں کانفرنس  
فاسق کی روایت، خبر احادیث و حکم کے بارے میں بحث کرتے  
ہیں۔

فتاویٰ، روایت، دلیل مقامات پر اخبار کے احکام پر گفتگو کرتے ہیں

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۲۰ طبع بیروت جامعہ اسلامیہ، ۱۴۰۳ھ، ۵۰ طبع  
المجلس، جامعہ الشریعتی ۸۰/۱ طبع المکتبۃ، مطالبہ بیروت ۱۳۹۱ھ،  
۱۳۵۴ھ، طبع المکتبۃ الاسلامی، جوہر المکمل ۸۰/۱ طبع المکتبۃ، کوکاب ۸۶/۱  
طبع مکتبۃ اخبار حلبیہ۔

## اخبار

تعریف:

۱- لغت میں اخبار "اخبارہ بکلمہ" (اسے اس چیز کی خبر دی) کا (۱)  
مصدر ہے، اس کا اسم "خبر" ہے خبر وہ ہے جس میں فی صدق اور  
کذب کا احتمال ہو مثلاً: "العلم یور" (علم نور ہے) خبر کا مقابل  
انشاء ہے، انشاء وہ کلام ہے جس میں فی نفسہ صدق و کذب کا احتمال  
نہیں ہوتا مثلاً "انقلی اللہ" (اللہ سے ڈر)۔

اخبار کے متعدد پیوہیں سے مختلف نام ہیں، اگر کوئی شخص عدالت  
میں دوسرے شخص پر اپنے حق کی خبر دے رہا ہو تو اس کا نام "دعویٰ"  
ہے، اگر خبر یہ ہے والا اپنے اوپر دوسرے کے حق کی خبر دے رہا ہو تو  
اس کا نام "اترا" ہے۔

تعدد لغت میں کسی دوسرے شخص پر کسی دوسرے کا حق ہوے گی  
خبر دی جا رہی ہو تو یہ "شہادت" ہے۔

تقاضی کی طرف سے کسی دوسرے شخص کا حق ہوے شخص پر  
ثابت ہوے کی خبر بطریق نزاع دی جا رہی ہو تو یہ "تساع" (فیصلہ)  
ہے۔

اگر رسول اکرم ﷺ کی طرف منسوب کسی قول یا فعل یا صفت یا  
تقریر کے بارے میں خبر دی گئی ہو تو اس کا نام "روایت" یا "حدیث"  
یا "ثر" یا "سنت" ہے۔

(۱) لغت العربیہ (غیب وک)۔



## اُخت ۱

# اُخت

### تعریف:

۱- اُخت، دو خاتون ہے، جو تمہارے باپ کی اولاد ہو یا دونوں میں سے کسی ایک کی، ابھی اُخت کا اطلاق کسی عظمیٰ یا غیر عظمیٰ قرینہ کے ساتھ رضاعی بہن کے لئے بھی ہوتا ہے، اس لفظ کا شرعی استعمال لغوی استعمال سے الگ نہیں ہے۔

فقہاء کے نزدیک رضاعی بہن وہ ہے جس کی ماں نے تمہیں دودھ پلایا ہو یا تمہاری ماں نے اسے دودھ پلایا ہو، یا تم کو وہ اس خاتون کو ایک عورت نے دودھ پلایا ہو، یا تم کو وہ اس کو دودھ پلایا گیا جو ایک عورت کی زوجہ سے ہے، مثلاً ایک مرد کے دو بیویاں ہیں، ان دونوں کا دودھ اسی مرد سے ہے، ان میں سے ایک نے تمہیں دودھ پلایا ہو، دوسری نے اس کو دودھ پلایا (۱)۔

بہن اگر باپ کی دونوں بیویوں میں سے ایک ہے تو اسے اُخت ثقیقہ (حقیقی بہن) کہا جاتا ہے، اگر صرف باپ کے رشتہ سے بہن ہے تو اسے باپ شریک بہن کہا جاتا ہے، اگر صرف ماں کے رشتہ سے بہن ہے تو اسے ماں شریک بہن کہا جاتا ہے۔

تمہاری ماں شریک رضاعی بہن وہ ہے جس کو تمہاری ماں نے اس زمانہ میں دودھ پلایا جب کہ وہ تمہارے باپ کے نکاح میں نہیں تھیں، یا تم نے اس کی ماں کا دودھ اس زمانہ میں پیا جب کہ وہ اس

(۱) طہارت کی بحث میں جب کوئی شخص پانی یا برتن کے پاپاک ہونے کی خبر دے۔ (۲) استئصال قبلہ کی بحث میں جب قبلہ کے بارے میں کوئی شخص خبر دے۔ (۳) رشفہ کے بارے میں، یہاں اس مسئلہ پر کلام کرتے ہیں۔ حق رشفہ میں مطالبہ مؤخر کیا جائے جب تک کہ خبر کی ناسق دے۔ (۴) دواغ کے باب میں جب ناسق نے دواغ کرنے والے کے بارے میں خبر دی (۵) نکاح کے بیان میں جب ناسق اس بات کی خبر دے کہ عورت نکاح پر راضی تھی (۶) اور ”کتاب نظر والا“ میں جب بچے کے مرنے کے بعد یہ ہونے کے بارے میں خبر دی کہ صاحب خانہ کی حاضرت کے بارے میں خبر دی۔ چونکہ خبر دہ کے حاتم جس چیز سے خبر متعلق ہے اس کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں، اس لئے ہر بحث کے لئے اس کی خاص جگہ کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔



(۱) جامع ہدایہ (اُخت) حاشیہ اقلیو بی ۳/۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳

## اُخت ۲-۳

۳- میراث میں بہن ان لوگوں کی وجہ سے محبوب ہو جاتی ہے جن کی وجہ سے بھائی محبوب ہو جاتا ہے، بہن کی تمام اقسام باپ کی وجہ سے، بیٹا پوتا وغیرہ کی وجہ سے محبوب ہو جاتی ہیں، اسی طرح ماں شریک بہن کی وجہ سے محبوب ہو جاتی ہے<sup>(۱)</sup>۔

حقیقی بہن یا باپ شریک بہن صاحب فرض ہونے کے اعتبار سے یا عصبہ ہونے کے اعتبار سے وارث ہوتی ہے اور ماں شریک بہن صرف صاحب فرض ہونے کے اعتبار سے وارث ہوتی ہے<sup>(۲)</sup>۔

بہن اپنے طور پر عصبہ نہیں ہوتی بلکہ کسی دوسرے کی وجہ سے یا کسی دوسرے کے ساتھ عصبہ ہوتی ہے، صاحب فرض ہونے کی صورت میں دوسروں کو جو اس سے بھی کمزور ہیں محبوب نہیں ترقی<sup>(۳)</sup> اس کی تفصیل ”ارث“ کی اصطلاح میں ملے گی۔

حصانت (بچہ یا بچی کی پرورش کا حق) میں بہن کو بھائی پر مقدم کیا جاتا ہے، وہ ماں سے موثر ہوتی ہے، اس پر تحقیق ہے، غیر تنفیہ کے نزدیک بہن اسی طرح باپ سے موثر ہوگی<sup>(۴)</sup>۔

میراث کے مبادی و مقام احکام میں ماں شریک بہن تمام مہری نسبیوں کی طرح ہے، میراث میں اس کا حکم مہری بہنوں سے مختلف ہے، دوسرے صاحب فرض ہونے کے اعتبار سے، رشتہ جی ہے، عصبہ ہونے کے اعتبار سے میراث نہیں پاتی، ماں شریک بہن کا حصہ

کے باپ کے نکاح میں نہیں تھیں، یا تم وہ بنوں نے ہی ایسی عورت کا وہ وہ بن جس سے تم وہ بنوں کا رشتہ نہیں تھا میں تم وہ بنوں میں سے ہر ایک کے وہ وہ بننے کے زمانہ میں وہ عورت ایک الگ شوہر کے نکاح میں تھی۔

فقہاء حنفی بھی یوں اور بہنوں کو ”اولاد الاہلین“ اور ”اخوة اعیان“ بھی کہتے ہیں، باپ شریک بہن یوں اور بہنوں کو ”اولاد الاب“ اور ”لا خوة اعلات“ بھی کہتے ہیں، اور ماں شریک بہن یوں بہنوں کو ”اولاد الام“ اور ”اخوة اخیاف“ بھی کہتے ہیں<sup>(۱)</sup>۔

جہاں حکم:

۲- بہن ذرہم محرم (وہ خونی رشتہ والے جن سے نکاح حرام ہوتا ہے) میں سے ہے، ورنہ ذیل امور میں اسے ذرہم محرم کا حکم حاصل ہے، اس کے ساتھ صلہ رحمی واجب ہے، اسے دیکھنا اور جو دیکھنے کے حکم میں ہے جائز ہے، اس سے نکاح حرام ہے، نکاح یا ملک بھین کے ذریعہ اس کو محرم کے ساتھ جمع کرنا درست نہیں، نفقہ کے بارے میں اور ویت کے مغلطہ (مثلاً جان کی ویت) ہونے میں بھائی یا بہن کے مالک ہو جانے کی صورت میں آزادی کے اتحقاق میں بھی اس کا حکم ذرہم محرم کی طرح ہے، میں بہن کے بعض مخصوص احکام ہیں جو دوسرے قارب کے نہیں ہیں، بہن کو زکاۃ دینے سے زکاۃ بالاتفاق ہو جاتی ہے، لیکن بعض فقہاء نے اس کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ بہن بافضل و رشتہ نہ ہو یعنی ہو، اس کے برخلاف بعض دوسرے محرم، مثلاً بڑی کو، یہ سے زکاۃ نہیں ہوتی<sup>(۲)</sup>۔

(۱) درمب الفاضل ۲۲۲ ۵۳ طبع معنی لکھنؤ شرح لمہاج علیہ اعلیٰ بی ۱۳۳ طبع لکھنؤ شرح لمرہجہ ۱۲۲ طبع لکھنؤ۔

(۲) الفتاویٰ الہندیہ ۱۸۸۸، ابن ماجہ ۳۲۲ طبع بلاق، جامع و طائل ۲۴۳، ۲۴۴ طبع دارالحدیث، لہجہ ۱۵۵ طبع معنی لکھنؤ، انصاری مع

= المشرع ۱۲۲ ۵۱۲ طبع لہجہ۔

(۱) ادب الفاضل ۱۸۷، شرح لمرہجہ ۱۲۲ ۵۱۲ طبع لہجہ کے بعد کے صفحات۔

(۲) ادب الفاضل ۱۸۷، ۵۰۸، ۵۰۹، شرح لمرہجہ ۱۲۲ ۵۱۲ طبع لہجہ کے بعد کے صفحات۔

(۳) ادب الفاضل ۱۸۷۔

(۴) ابن ماجہ ۳۲۲، ۳۲۸، ۳۲۹، شرح لمرہجہ ۱۲۲ ۵۱۲، ۵۱۳ مع المشرع الکبیر ۳۰۸ طبع لہجہ۔

## اُخت رضاعیہ، اُخت لآب، اُختین، اختواء

ماں شریک بھائی کے برابر ہے، وہ بھائی کے برابر میراث پاتے ہیں، میت  
کا میراث پائے والی نرس (میٹاٹھی، پوتا پوتی وغیرہ) کی وجہ سے ماں  
شریک بہن محبوب ہو جاتی ہے، اسی طرح میت کی اصل نذر (اپ،  
وہ، وغیرہ) کی وجہ سے بھی محبوب ہو جاتی ہے<sup>(۱)</sup>، دیکھئے  
مارٹ۔

اُختین

دیکھئے "اُخت"۔

## اُخت رضاعیہ

اختواء

دیکھئے "اُخت"۔

دیکھئے "اختواء"۔

## اُخت لآب

دیکھئے "اُخت"۔



### شارع کی طرف سے اختصاص

۳- شارع کی طرف سے اختصاص کے لئے کسی طرح کی شرطیں نہیں ہیں، اس لئے کہ وہی شرائط اور احکام وضع کرنے والا ہے، شارع واجب الیٰہ (اس کی طاعت واجب) ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ کا رسول اکرم ﷺ کے لئے چار سے زائد شادیوں کے جواز کو مخصوص کرنا، اللہ تعالیٰ کو کعبہ کو یہ خصوصیت دینا کہ نماز میں اس کی طرف رخ کیا جائے۔

اس بحث میں اختصاص کا محل کبھی کوئی شخص ہوتا ہے یا زمانہ یا کوئی جگہ ہوتی ہے۔

### رسول اکرم ﷺ کے اختصاصات

۴- رسول اکرم ﷺ کے اختصاصات پر بحث کا شرعی حکم: فقہاء کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی خصوصیات پر بحث جائز ہے یا نہیں؟ مسطور فقہاء نے اسے جائز قرار دیا ہے، اور فرمایا ہے کہ اس کو رجحان قرار دیا ہے؛ درست بات یہ ہے کہ قطعیت کے ساتھ اسے جائز بلکہ مستحب کہا جائے، اور اگر اس کو واجب کہا جائے تو بھی بعید نہیں ہے، اس سے کہ خصائص بڑی پر بحث علم میں اضافہ کا سبب ہے، نیز اس سے کہ مسائل کا کوئی جاہل شخص بعض خصائص بڑی کو حدیث صحیح میں ثابت کیجے اور افتراء بڑی کے جذبہ سے اس پر عمل شروع کر دے گا، لہذا ان خصائص کا بیان ضروری ہے تاکہ لوگ ان سے واقف ہو جائیں اور ان پر عمل نہ کرنے لگیں۔

اس خصائص کے دلیل میں آنے والی یہی حدیثوں کی سچ کوئی اقامت نہیں ہے، بہت قلیل ہیں، ابواب فقہ کی کتابوں سے خالی نہیں ہیں، ان کا فائدہ فقہ کی مشق ہونا، دلائل کی معرفت اور ثبوت کی حقیقت کو

## اختصاص

تعریف:

۱- لغت میں اختصاص کا مفہوم ہے: کسی شے کے ساتھ تباہی یا کوئی دوسرا اس میں شریک نہ ہو یعنی خاص ہونا یا کسی شخص کو کسی چیز کے ساتھ تنہا کر دینا کہ کوئی دوسرا اس میں شریک نہ ہو یعنی خاص کرنا (۱)۔

فقہاء کے یہاں بھی اختصاص کا یہی مفہوم ہے، چنانچہ فقہاء کہتے ہیں: یہ ان چیزوں میں سے ہے جو رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مخصوص ہیں، یہ ان چیزوں میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے، بار بار کی جو بیعتیں انہیں سب کے لئے مباح ہیں ان میں سے کسی جگہ اگر کسی شخص نے اپنا سامان رکھ دیا تو اس کے بارے میں تباہی فرماتے ہیں کہ یہ جگہ اس سامان رکھنے والے کے لئے مخصوص ہوئی، کسی کے لئے اس سے مزاحمت درست نہیں ہے یہاں تک کہ وہ خود اس جگہ کو چھوڑے۔

### حق اختصاص کس کو حاصل ہے؟

۲- خاص کرے کا اختیار یہ تو شارع کو ہے یا کسی بندے کو جس کو اس چیز پر طبیعتی ولایت حاصل ہے۔

## اختصاص ۵-۸

### پہلی فصل

رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مخصوص شرعی حکام:

- ۶۔ یہ مخصوص احکام تین طرح کے ہیں: (۱) واجب، (۲) حرام، (۳) مباح۔

### واجب اختصاصات:

۷۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک رسول اکرم ﷺ کا رتبہ بلند کرنے اور انہیں بھر پور دینے کے لئے آپ پر بعض واجبات کی فرض کیں جو آپ کی امت کے لئے مباح یا تحب ہیں، اس سے فرض کا ثواب نفل کے ثواب سے زیادہ ہوتا ہے، حدیث شریف میں آیا ہے: "ما تقرب الی عبدی بشئ احب الی مما التروصنہ عنہ" (۱) (میرے بندے نے کسی ایسی چیز سے میرے قرب حاصل نہیں کیا جو اس پر میری فرض کی ہوئی چیزوں سے زیادہ مجھے محبوب ہو)۔ اختصاصات واجبہ میں سے درج ذیل چیزیں ہیں:

### الف- قیام اللیل:

۸۔ ملائکہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ قیام لیل رسول اکرم ﷺ پر فرض تھا یا نہیں، حالانکہ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ قیام لیل امت مسلمہ پر فرض نہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس کا مسلک یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے یہ نعمت صیت ہے کہ قیام اللیل آپ پر فرض کیا گیا، بہت سے اہل علم نے اس بارے میں حضرت ابن عباس سے اتفاق کیا ہے، کہیں میں

(۱) حدیث: "ما تقرب الی عبدی بشئ احب الی مما التروصنہ عنہ" کی روایت بخاری نے حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے اس کے آثار کے الفاظ یہ ہیں: "ان معہ قال من عادی لی ولایا" (لاحظہ ہو: تفسیر الجرح ۳/۷۱)۔

جاننا ہے (۱)۔ بعض فقہاء نے خصائص نبوی کی بحث سے روکا ہے مثلاً امام الحرمین جوینی، ابن حنبل کی دلیل یہ ہے کہ ان خصائص سے کوئی نوری حکم وابستہ نہیں ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہو۔

### خصائص رسول ﷺ کی قسمیں:

۵۔ الف۔ نبی اکرم ﷺ سے متعلق، یہ شرعی احکام جو ان کی ذات تک محدود ہیں مثلاً آپ کے ترک میں میراث جاری نہ ہوا وغیرہ۔

ب۔ آپ ﷺ کی اشرہ کی خصوصیات مثلاً آپ ﷺ کو مقام شفاعت دیا جا، آپ ﷺ کا سب سے پہلے انت میں داخل ہونا وغیرہ۔

ج۔ آپ ﷺ کے، یا ان کی فضائل مثلاً آپ کا منگو میں سب سے زیادہ دھنپا ہونا۔

د۔ عجزت مثلاً چادر کا مکرے ہو جانا وغیرہ۔

هـ۔ خلقی امور مثلاً آپ ﷺ کا اپنے پیچھے لوگوں کو بھی بیٹنا وغیرہ۔

یہاں پر بحث کو پہلی قسم کی خصوصیات تک محدود رکھا جائے گا، یعنی رسول اللہ ﷺ کی وہ خصوصیات جن کا تعلق بعض شرعی احکام سے ہے۔

۹۔ مری نون کی خصائص کی اہمیت کے لئے مقام فی کتابیں، میرت نبوی کی کتابیں اور خصائص بنسائل نبوی پر تفسیر مردو مستغنی کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے۔

## اختصاص ۸

سے امام ثانی (پ یکہ قول میں) "وہ بہت سے فقہاء مالکیہ ہیں، طبری سے پنی تفسیر میں سے راجح تر روایا ہے۔

حضرت نے رسول، ررم ﷺ کے لئے قیام لیل کی لرصیت پر سورہ اسراء کی آیت سے استدلال کیا ہے: "وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ بِحَمْدِ اللَّهِ الْكَلِيمِ" (۱) (اور رات کے کچھ حصہ میں بھی، سو اس میں تہجد پڑھ کر یا کیجئے (جو) آپ کے حق میں زائد چیز ہے)۔

یعنی نماز تہجد، ہر کی فرض نمازوں پر آپ کے لئے منافیہ ہے، اسی طرح رت ذیل آیت سے بھی ہوا، ررم ﷺ کے لئے قیام لیل کی لرصیت معصوم ہوتی ہے: "فَمِنَ اللَّيْلِ إِذَا فَلَئِلًا بِصَلَاةٍ أَوْ انْقِصَ مِنْهُ لَيْلًا أَوْ رُذْ عَلَيْهِ" (۲) (رات کو (نماز میں) کھڑے رہا کیجئے، تاں تھوڑی رات یعنی آدھی رات یا اس سے کچھ کم رکھئے یا اس سے کچھ بڑھا کیجئے)۔

طبری نے فرمایا ہے: "أَحَبُّهُ اللَّهُ تَعَالَى حِينَ فَرَضَ عَلَيْهِ قِيَامَ اللَّيْلِ بَيْنَ هَذِهِ الْمَنَازِلِ" (اللہ تعالیٰ نے جب آپ پر قیام لیل فرض کیا تو ان منازل کے درمیان آپ کو اختیار دیا)۔

اس نقطہ نظر کی تائید طبری کی اہم الماوسط اور بیہی کی سنن کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ثَلَاثٌ هُنَّ عَلَيَّ فَرَائِضٌ وَلَكُمْ سُنَّةٌ" (۳) (تین چیزیں مجھ پر فرض ہیں، تمہاراے لئے سنت ہیں، سواک اور قیام لیل)۔

مجاہد بن جبر کا مسلک ہے کہ قیام لیل نبی اکرم ﷺ پر فرض نہیں

(۱) سورہ اسراء ۶۱۔

(۲) سورہ بقرہ ۲۳۷۔

(۳) حضرت عائشہ کی حدیث: "ثَلَاثٌ هُنَّ عَلَيَّ فَرَائِضٌ" کے بارے میں ابن حجر نے تخریص الخیر ۱۲۰۳ میں کہا ہے: بہت ضعیف ہے اس لئے کہ یہ "سہی بن عبد الرحمن البغدادی عن شام ابن ابی" کی روایت سے ہے۔

تھا بلکہ وہ نفل ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے "نافلہ لک" اس سے فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کے تمام اگلے چھپے نفاذ معاف کر دیے گئے تھے، اس لئے فرض کے علاوہ آپ جو بھی عمل کرتے تھے وہ نافلہ تھا، اس لئے کہ آپ گناہوں کا کفارہ ہونے کے لئے وہ عمل نہیں کرتے تھے، لہذا وہ نافلہ اور زائد ہوا۔ "اور ہرے لوگ فرض کے علاوہ ہرے اعمال اپنے گناہوں کا کفارہ بننے کے سے کرتے ہیں لہذا لوگوں کے لئے وہ اعمال، حقیقت تو نفل نہیں ہیں۔

علماء کی ایک جماعت نے مجاہد کی پیروی کی ہے، انہیں میں سے امام ثانی بھی ہیں (اپنے اورے قول کے مطابق) انہوں نے صراحت کی ہے کہ قیام لیل کا وجوب دوسروں کی طرح خود رسول اکرم ﷺ کے حق میں بھی منسوخ ہوا، اس مسلک کے حامین نے رت ذیل حدیث کے عموم سے استدلال کیا ہے: "خمس صلوات فرصهن الله على العباد" (۱) (پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے بندوں پر فرض کیں) جب کہ آیت میں ایک سے زائد معنی کا احتمال ہے، اور جس حدیث سے رسول اکرم ﷺ پر قیام لیل کی لرصیت سے استدلال کیا گیا ہے وہ ضعیف ہے (۲)۔

(۱) حدیث: "خمس صلوات" کی روایت بخاری و مسلم سے کتاب الايمان میں، بخاری نے سورہ اسراء کی تفسیر میں اور سنائی سے کتاب الايمان کی ہے اور ابوداؤد وغیرہ نے "مختصر حصہ" اور "کھپس" کے الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے ابائی کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے (صحیح الجامع الخیر ۱۱۳ طبع المکتب الاسلامی)۔

(۲) اس سلسلے میں دعائے ذیل مراجع کا مطالعہ کریں: تفسیر ابن کثیر، طبری، تفسیر قرطبی، احکام القرآن للجصاص، سورہ اسراء کی آیت "وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ بِحَمْدِ اللَّهِ الْكَلِيمِ" کی تفسیر، نیز ملاحظہ فرمائیے شرح الترمذی علی تفسیر ۵۶۳، دار الفکر بیروت، کانسی بیروت، روح المعانی ۳۷۳ طبع المکتب الاسلامی، دمشق، الخصائص الکبریٰ للسیوطی ۲۵۳ طبع مطبع الخیر، بیروت، تخریص الخیر لابن حجر ۱۱۹ طبع دار الفکر، بیروت، تفسیر ابن کثیر، شرح روض المعانی ۹۹۳ طبع المکتب الاسلامی۔

ب- نماز وتر:

۹- فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز وتر امت مسلمہ پر فرض نہیں ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ رسول اکرم ﷺ پر نماز وتر فرض ہونے کے سبب سے فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔

شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ نماز وتر رسول اکرم ﷺ پر واجب تھی (۱)۔ شافعیہ میں سے جیسی، عزالدین بن عبدالسلام، غزالی، ابن حجر مالکیہ فرماتے ہیں کہ یہ واجب عصر کے ساتھ خاص تھا۔ نہ کہ غر میں (۲) کیونکہ بخاری اور مسلم میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے: "ان رسول اللہ ﷺ کما یصلی الوتر علی راحلہ ولا یصلی علیہا المکتوبہ" (۳) (رسول اکرم ﷺ کی نماز اپنی سواری پر ہوتی تھی، سواری پر فرض نماز نہیں پڑھتے تھے)۔

یہی فرماتے ہیں: مذہب یہ ہے کہ نماز وتر رسول اکرم ﷺ پر واجب تھی، اور سواری پر نماز وتر کا جواز (واجب ہونے کے باوجود) رسول اکرم ﷺ کے ساتھ خاص ہے (۴)۔

علامہ یعنی حنفی عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں (واضح رہے کہ خبیہہ کو واجب قرار دیتے ہیں) کہ رسول اکرم ﷺ کا سواری پر وتر کی نماز پڑھنا آپ ﷺ پر وتر کے فرض ہونے سے پہلے کا عمل ہے (۵)۔

(۱) نہایت المختار شرح المسماح ۵/۱ طبع المکتبۃ الاسلامیہ، روضۃ الطالبین ۳/۷۷

(۲) شرح اثری ثانی ۱/۵۶۱ تنقیص الجہر ۳/۱۲۰

(۳) وروائی حدیث کی روایت بخاری نے حضرت ابن عمرؓ سے ان الفاظ میں کی ہے: "کان النبی ﷺ یصلی فی السور علی راحلہ حبث لوجہہ بہ یومی یماء صلاۃ اللیل إلا الفرائض" (نبی ﷺ سحر میں چٹا سواری پر نماز پڑھتے تھے جو عرصگی سواری کا رخ ہوتا آپ ﷺ سے رات کی نماز پڑھتے، سوائے فرائض کے) (فتح الباری ۲/۸۹ طبع انتقادیہ) اور مسلم نے صلاۃ الوتر میں کی ہے۔

(۴) المجموع شرح المہذب ۲۰ طبع المکتبۃ انتقادیہ مدینہ منورہ۔

(۵) عمدۃ القاری ۷/۱۵ طبع الجہر ب۔

ج- صلاۃ النضحی (نماز چاشت):

۱۰- صلاۃ النضحی کا وجوب رسول اللہ ﷺ پر مختلف فیہ ہے جب کہ مسلمانوں پر اس کا واجب نہ ہونا متفق علیہ ہے۔

علماء کی ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ صلاۃ النضحی رسول اللہ ﷺ پر فرض تھی، شافعیہ اور بعض مالکیہ کی یہی رائے ہے، ان حضرات کا استدلال اس حدیث رسول سے ہے: "ثلاث من عملی فرائض، ولکم تطوع النحر والوتر ورکعتا الصبحی" (۱) (تین چیزیں مجھ پر فرض ہیں، اور تمہارے لئے نفل ہیں: (۱) تہربائی، (۲) وتر، (۳) صلاۃ النضحی کی دو رکعتیں)۔

رسول اکرم ﷺ کے لئے صلاۃ النضحی کی کم سے کم وجہ مقدمہ دو رکعتیں ہیں، کیونکہ حدیث شریف میں ہے: "أمرت برکعتی الصبحی ولم تؤمروا بہا" (۲) (مجھے صلاۃ النضحی کی دو رکعتوں کا حکم دیا گیا، تمہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا)۔

جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ صلاۃ النضحی رسول اللہ ﷺ پر فرض نہیں تھی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "أمرت بالوتر"

(۱) مواہب الجلیل ۳/۳۳ شرح اثری ثانی ۱/۵۵۲ روضۃ الطالبین ۷/۳، المختار شرح المسماح ۲/۵۲۲، المختار شرح المسماح ۷/۶۷، حدیث: "ثلاث من عملی فرائض..." کی روایت امام احمد نے اپنی سند (۳/۳) میں کی ہے یہ حدیث اپنی تمام سندوں کے اعتبار سے ضعیف ہے (تنقیص الجہر ۳/۱۱۸)۔

(۲) حدیث: "أمرت برکعتی الصبحی..." کی روایت دارقطنی نے حضرت انسؓ سے مرفوعاً کی ہے، اعلیٰ علی الدارقطنی کے مصنف نے کہا اس روایت میں عبداللہ بن خرزہ ہے وہ جزری ہے، احمد نے کہا لوگوں نے اس کی حدیث چھوڑ دی ہے جو زبانی نے کہا وہ بے دار ہے، دارقطنی اور ایک جماعت نے کہا وہ متروک ہے (سنن الدارقطنی ۴/۴۱، مجمع کردہ سید عبداللہ باقم یحیٰی مدنی مدینہ منورہ ۳/۳۸)۔

## اختصاص ۱۱-۱۳

مسواک کا حکم آیا یا؟ ایک روایت میں ہے کہ وضو کی فرضیت آپ سے تقریرائی گئی تھی یہ حدیث کی حاست میں ہوں۔

والأصحی ولم یعم علی<sup>(۱)</sup> (مجھے نہ بھیجی کا حکم، یا یا بین مجھ پر نہیں لازم نہیں آیا)۔

### ۱- اصحیہ: (قربانی)

۱۳- قرمانی رسول اللہ ﷺ پر فرض تھی آپ کی امت پر فرض نہیں ہے۔ چونکہ حضرت ابن عباسؓ کی مذکورہ بالا حدیث میں ہے: "ثلاث هن علی فرائض ولکم تطوع السحر والوتر ورکعتا الصبحی" (۲) (تین چیزیں میرے پر فرض ہیں اور تمہارے لئے نفل میں چترمانی، سحر اور صلاۃ الصبح کی دو رکعتیں)۔

### ز- مشورہ کرنا:

۱۴- ملا کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے مشورہ نماز فرض تھا یا نہیں، جب کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ دوسروں کے لئے مشورہ کرنا سنت ہے۔

بعض حضرات نبی اللہ ﷺ پر مشورہ کے فرض ہونے کے قائل

(۱) محدث بن خطابہ کی حدیث کی سند حسن ہے (تخفیف الجبر ۳۰۳) نیز ملاحظہ ہو نہایت کتاب ۱/۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸



ہیں، اس حضرات کا استدلال اس آیت کریمہ سے ہے۔

"وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ" (۱) اور ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیں۔

یہ حضرت فرماتے ہیں کہ لوگوں کا دل خوش کرنے اور ان میں مشورہ کی تعلیم دینے کے لئے آپ پر مشورہ کرنا واجب ہوا تاکہ لوگ آپ ﷺ کی پیروی کریں۔

بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشورہ کرنا فرض نہیں تھا، کیونکہ ایسی کوئی دلیل نہیں ہے جو نصیت ثابت کرے، ان حضرات نے مذکورہ بالا آیت میں امر کو انتخاب یا رہنمائی پر محمول کیا ہے۔

پھر مشورہ کو فرض قرار دینے والوں میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ اس بارے میں مشورہ کریں، حالانکہ اتنی بات پر اتفاق ہے کہ جن امور کے بارے میں جی مارل ہو جاتی ہیں ان کے بارے میں مشورہ نہیں، مگر ان کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ یہ وہی امور میں مشورہ دیا کرتے تھے، مثلاً جنگوں کے معاملات، دشمنوں کی چالوں کی بات، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ پر امر سے جو مشورے کیے ان کا استقراء کرے سے یہی معلوم ہوتا ہے۔

مگر ان کے دوسرے گروہ کا خیال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان امور میں جنگوں کے معاملات میں مشورہ کرتے تھے، یا ان کے معاملات میں تو مشورہ کرنا ظاہر ہے، امور میں آپ کا مشورہ کرنا ان میں احکام کی سب سے زیادہ اہمیت کے طریقے بتانے کے لئے تھا (۲)۔

ح۔ وہ گئے سے زائد دشمن کے مقابلہ میں جمن:

۱۵۔ جو تین برس رسول اللہ ﷺ پر فرض کی گئیں آپ کی موت پر فرض نہیں کی گئیں ان میں سے ایک دشمن کے مقابلہ میں جمن رہنا ہے، خود ان کی تعداد دو گئے سے بھی زیادہ ہو اس سے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی وجہ سے محفوظ ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَاللَّهُ يَعْصَمُكَ مِنَ النَّاسِ" (۱) اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے رکھے گا۔

ط۔ منکر کو بدلنا:

۱۶۔ رسول اللہ ﷺ پر منکر کو بدلنا فرض ہے، یہ فریضہ خوف کی وجہ سے آپ ﷺ کے دماغ سے سادہ میں ہوتا ہے، اس کے برخلاف امت مسلمہ سے خوف کی بنا پر یہ فرض سادہ ہو جاتا ہے۔

یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کی وجہ سے داری ملی جیسا کہ وہ پرکھ رہا، جس طرح اس صورت میں بھی تفسیر منکر آپ ﷺ کے دماغ سے سادہ میں ہوتا جب کہ تفسیر کرنے سے منکر کا ارتکاب کرنے والا بھڑک اٹھتا، تاکہ اس منکر کے مباح ہونے کا وہم نہ ہونے لگے، اس کے برخلاف مذکورہ بالا صورت میں امت مسلمہ سے یہ فریضہ سادہ ہو جاتا ہے، مگر پرکھ کرنا آپ ﷺ کی امت مسلمہ پر فرض کفایہ ہے تو خود رسول اللہ ﷺ پر فرض میں تھا۔

یعنی نے اپنی سس (۲) میں اس سلسلے میں چند احادیث سے استدلال کیا ہے۔

(۱) سورۃ آل عمران ۵۹۔

(۲) ملاحظہ ہو: الاخصاص الکبریٰ ۲۵۷/۳ اور اس کے بعد کے صفحات، تفسیر من کثیر، تفسیر قرص، آیت "وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ"، الخرش علی غلیل ۳۹۹، نہایت الحجاج ۱۷۵/۱۶، وضعہ طائیفین ۳۵۷/۳، مطالب ولی الہی ۳۱۵/۳، الجوہر الہی علی سنن البیہقی ۵۷۲/۳ اور اس کے بعد کے صفحات۔

(۱) ملاحظہ ہو: الخرش ۳۹۹، الخرش فی ۱۵۸/۲، نہایت الحجاج ۱۷۵/۱۶، الاخصاص الکبریٰ ۲۵۸/۳، تجلیم الجہر ۳۱۳/۳، مطالب ولی الہی ۳۱۵/۳، آیت (سورۃ مائدہ ۶۹) کی ہے۔

(۲) الاخصاص ۲۵۸/۳، مطالب ولی الہی ۳۱۵/۳، الخرش فی ۱۵۸/۲۔

کی۔ تنگ دست مسلمان میت کا دین ادا کرنا:

۱۷- اس بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ تنگ دست میت کے دین کو ادا کرنا رسول اللہ ﷺ پر فرض تھا یا نہیں، بعض حضرات کی رائے ہے کہ یہ بیخبر رسول اللہ ﷺ کے پر فرض تھی اور دوسروں نے کہا کہ آپ ﷺ پر فرض نہیں تھی بلکہ آپ نے بطور نفل اس کی انجام دہی کی۔

پھر اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ، ین کی، ان کی مسلمانوں کے بیت المال سے لازم تھی یا خود رسول اللہ ﷺ کے مال سے، خود آپ ﷺ کے مال سے لازم تھی تو یہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی اور اگر مسلمانوں کے بیت المال سے لازم تھی تو یہ آپ ﷺ کی خصوصیت نہیں تھی بلکہ مسلمانوں کے تمام مال میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہیں، اس کی اصل بخاری و مسلم میں مذکور حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ روایت ہے: "کان ہونی بالرحل یتولنی وعبیہ دین، فیسأل: هل ترک لیدیہ فصلا، فإن حدث أنه ترک لہ وفاء علی علیہ، والا قال للمسلمین صلوا علی صاحبکم، فلما فتح اللہ علیہ الفتوح قال علیہ انصلا والسلام: "انا اولی بالمؤمنین من انفسہم، فمن نولنی من المسلمین فترک دینا فعلی فضاوہ، ومن ترک ما لا فلورثتہ" (۲) (رسول اللہ ﷺ کے پاس وفات پانے والا شخص جس پر، ین لازم ہوتا لایا جاتا، آپ ﷺ دریافت فرماتے کیا اس سے اپنے ین کی ہوائی کے لئے کچھ مال چھوڑا ہے؟ اگر بتایا جاتا کہ اس سے اتنا مال چھوڑا ہے جس سے اس کا ین

(۲) اس حدیث کی روایت بخاری نے کتب اختفات باب "من ترک کلاً أو صباعاً" میں کی ہے نیز لا حدیثہ سہب الجلیل ۳۹۶، نہایت الشیخ ۷۵۶، سنن بیہقی ۷/۳۳۲، تہذیب التہذیب ۸/۵۲۱، (الموطا و لمجان حدیث نمبر ۱۰۴۳)۔

۱۸- کیا جانتے تو آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھتے مرنے مسلمانوں سے فرماتے کہ اپنے ساتھی کی نماز پڑھ لو اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر فتوحات کا دروازہ کھولا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں مسلمانوں سے خواہ اس کی، ت سے زیادہ تر پیب ہوں جس مسلمان کی وفات ہوئی اور اس نے دین چھوڑا تو اس کی ادا ینی میرے ذمہ ہے اور جس نے مال چھوڑا تو مال اس کے ورثاء کے لئے ہے۔

ک- نبی اکرم ﷺ کا اپنی بیویوں کو اختیار دینے اور جس نے آپ کو اختیار کیا اس کے نکاح میں باقی رکھنے کا وجوب:

۱۸- بعض روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی بیویوں نے نفعہ میں وصیت کا مطالبہ کیا، رسول اللہ ﷺ کو اس سے تلیف پیش تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم فرمایا کہ بیویوں کو اختیار دے دیں، ارشاد باری ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُمْ تُرِيدُونَ الْخَيْرَ الدُّنْيَا وَرِثَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأَسْرِحْكِ سَرَاحًا جَمِيلًا" (۱) (اے نبی! آپ اپنی بیویوں سے فرمائیے کہ اگر تم دنیوی رتد اور اس کی بہ کو مقصود رکھتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ متاع (دنیوی) دے دو اور خوب ل کے ساتھ رخصت کروں اور اگر تم مقصود رکھتی ہو اللہ کو اور اس کے رسول کو اور عام آثرت کو تو اللہ نے تم میں سے ایک مردوں کے لئے جہ عظیم

(۱) سورہ احزاب ۲۸-۲۹۔

تیار کر رکھا ہے۔

اس حکم کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے تمام بیویوں کو اختیار دیا، چنانچہ تمام بیویوں نے آپ ﷺ کو اختیار یا سوائے عامرہ کے انہوں نے اپنی قوم میں طے جانے کا فیصلہ کیا، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ جن بیویوں نے آپ ﷺ کو اختیار یا انہیں اپنے نکاح میں رکھیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدِ وَلَا أَنْ تَبْلُغَ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ“<sup>(۱)</sup> (ان عورتوں کے بعد آپ کے سے کوئی جا نہیں، ورنہ یہی کہ آپ ان بیویوں کی جگہ مہری کر لیں، چاہے آپ کو ان کا حسن بہا ہی گئے۔)

یہ حکم اس سبب میں تھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ترجیح دی۔

حرم کردہ، اختصاصات:

۱۹- اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے بعض مہجریں حرم کیں جنہیں ان کی امت کے لئے حال قرار یا تھا، اس حرمت کا مقصد گھنڈیچوں سے آپ ﷺ کو بچانا، آپ ﷺ کے درجہ کو بلند کرنا تھا، اور اس لئے بھی کہ حرام کے ترک کا اجر ترک کردہ کے اجر سے بڑھا ہوا ہے، اس طرح قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور میں رسول اللہ ﷺ کا مقام زیادہ بلند ہو جائے گا، ان میں سے درج ذیل چیزیں ہیں:

نہ- صدقات:

۲۰- ساء نے تہق کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ پر لوگوں کے صدقات میں سے کچھ لینا حرام کیا، خواہ فرض صدقات ہوں یا نفلی،

مثلاً زکاۃ، کفارہ، نذر، نفلی صدق، آپ کے منصب شریف کی حفاظت کے لئے، اور اس لئے کہ صدق سنا لینے، لے کی امت مردینے، لے کی حرمت کا پتہ دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس کے لئے میں سے کا حق یا جو قرعہ غلبہ کی صورت میں حاصل ہوتا ہے جو لینے والے کی حرمت دیتا ہے، لے کی امت کا پتہ دیتا ہے۔

صحیح مسلم میں عبدالمطلب بن ریحہ بن اسد بن رث بن عبدالمطلب کی حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے: ”إِن هَذِهِ الصَّدَقَاتُ أَمَّا هِيَ أَوْ سَاخِ النَّاسِ، وَلَهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لآلِ مُحَمَّدٍ“<sup>(۱)</sup> (بے شک یہ صدقات لوگوں کی میل پچیل ہیں، یہ محمد، آل محمد کے لئے حلال میں ہیں) بل بیت ہی کے سے صدقات کی حرمت رسول اللہ ﷺ سے قرابت کی وجہ سے ہے۔

ب- زیادہ یہ حاصل کرنے کے سے یہ رہنا:

۲۱- رسول اللہ ﷺ کے لئے یہ بات حرام کی گئی کہ آپ اس رو سے مد یہ کریں کہ جتنا زیادہ ہے اس سے زیادہ آپ کو مد یہ جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَلَا تَمْسُ تَسْتَكْثِرُ“<sup>(۲)</sup> (اور حسن نہ کرنا تاک زیادہ حاصل کرے)۔

نیز اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کو شریف ترین، اب و مرہند ترین اخلاق کے اختیار کرنے کا حکم تھا، رسول اللہ ﷺ کے سے مذکور بالا چیزیں حرمت حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے منقول ہے، عطاء، مجاہد، ابہ ایم نخعی، قتادہ، سدی، رضحیٰ وغیرہم نے بھی حضرت

(۱) مطالب ولی النبی ۳۲/۵، نہایۃ الحاج ۵/۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷

## اختصاص ۲۲-۲۳

ابن عباس کی پیروی کی (۱)۔

وہی کا امکان رہتا تھا اور فرشتوں کو بدبو سے اذیت ہوتی ہے، اس حضرات کا استدلال مسلم کی درج ذیل روایت سے ہے۔

”قَالَ ابْنُ قُيُوبٍ الْأَنْصَارِيُّ صَحَّ لِلْسَّيِّدِ طَعَامًا فِيهِ ثُومٌ، وَفِي رِوَايَةٍ أُرْسِلَ إِلَيْهِ بِطَعَامٍ مِنْ خَصْرَةٍ فِيهِ بَصَلٌ وَكَوْثٌ، فَرَدَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ: أَحْرَامٌ هُوَ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ أَكْرَهٌ“ (۱) (ابو ایوب انصاری نے نبی اکرم ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا جس میں ہنسن تھا اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں ایسی ہنسی کا سامن بھیجا جس میں پیاز اور کرکٹ (پیاز ہنسن کی طرح ایک بدبو دار ہنسی) تھا، حضور ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا، اس میں سے کچھ بھی نہیں کھایا، تو انہوں نے دریافت کیا: یہ یا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: حرام نہیں ہے مگر میں سے نا پسند کرتا ہوں۔

وہ شعر منظوم کرنا:

۲۳- اس بات پر اتفاق ہے کہ شعر منظوم کرنا رسول اللہ ﷺ کے لئے حرام تھا لیکن یہی منہ دہنے رتھ اور ہماری عروں میں فرق یہ ہے، انہوں نے کہا ہے آپ ﷺ کے سے رتھ چارتھی، کیونکہ یہ شعر نہیں ہے اور ہماری عروں چارتھی نہیں تھیں، ان کا استدلال اس رتھ سے ہے جو رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خندق کے موقع پر کھودتے ہوئے کہیں اور جو لوگ رتھ کو شعر مانتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ غزوہ خندق کے موقع پر آپ ﷺ کا رتھ یہ کام شعر میں تھا، اس سے کہ شعر اسی وقت شعر ہوتا ہے جب سے شعر بنانے کی نیت سے کہا جائے اور حضور اکرم ﷺ کے اس رتھ یہ کام میں یہ بات نہیں تھی (۲)۔

(۱) ای المطالب ۳/۱۰۰، روح الطائیں ۷/۵۱، تلخیص التہذیب ۳/۲۳۔

(۲) ای المطالب ۳/۹۹، سنن البیہقی ۷/۲۲۵، تلخیص التہذیب ۳/۲۷۷، اور اس کے بعد کے صفحات، اختصاص ۳/۲۷۰، المطالب ولی فی ۳/۱۵۸۔

ج- نا پسندیدہ بو والی چیز کا کھانا:

۲۲- اس بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ ہنسن، پیاز اور دوسری نا پسندیدہ بو والی چیزوں کا کھانا رسول اللہ ﷺ کے لئے حرام تھا یا نہیں، فقہاء کی ایک جماعت نے جن میں مالکیہ بھی ہیں کہا ہے کہ ان چیزوں کا استعمال رسول اللہ ﷺ کے لئے حرام تھا، ان حضرات کا استدلال بخاری و مسلم کی اس روایت سے ہے: ”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ أَنَّى يَقْدُو فِيهِ حَصْرَاتٌ مِنْ بَقُولٍ، فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا، فَسَالَ فَاحِبٌ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبَقُولِ، فَقَالَ: قُرْبُوها (أي إلى بعض أصحابه فلما وآه كره أكلها قال: فإني أأجبي من لا أأجبي“ (۲) (رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ہانڈی لائی گئی جس میں مختلف ہنسیاں تھیں، رسول اللہ ﷺ کو اس میں بو محسوس ہوئی، آپ ﷺ نے دریافت کیا تو آپ کو بتایا یا کہ اس میں یا یہ ہنسیاں ہیں، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے قریب کر، (یعنی بعض صحابہ سے قریب کر،) جب آپ نے ان کو دیکھا کہ وہ اس کو کھانا پسند نہیں کرتے تو رٹا کر فرمایا: تم کھاؤ، میں اس سے سرکشی کرتا ہوں جس سے تم سرکشی نہیں کرتے۔

فقہ مالکی، ہماری جماعت کا خیال ہے جن میں شافعیہ بھی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ کے سے چیزوں کا کھانا حرام نہیں تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نہیں کھانا پسند نہیں کرتے تھے، کیونکہ وقت آپ پر نہ مل

(۱) تفسیر القرطبی ۱۶/۱۹، سنن البیہقی ۷/۵۱، شرح الترمذی ۱۵/۹۲، ای المطالب ۳/۱۰۰، المطالب ولی فی ۳/۲۷۵، اختصاص التہذیب ۳/۲۷۷، تلخیص التہذیب ۳/۲۷۷۔

(۲) فتح الباری ۳/۳۹۲، طبع التہذیب، اختصاص ۳/۲۷۸، مطالب الجلیل ۳/۳۷۷، الترمذی ۱۵/۸۸۔

ھ۔ قتل کے سے زور پہن کر قتال سے پہلے زور مار دینا:  
۲۴۔ خاص طور سے رسول اللہ ﷺ کے لئے نہ کہ آپ کی امت کے سے یہ بات حرم تھی کہ جب قتال کے لئے زور نہیں دے، دشمن سے مقابہ سے پشہ زور مار دیں، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لا یبغی لسی إحدی لأمة الحوب وادنی فی الناس ماحروج إلی العدو ان یرجع حسی یقاتل" (۱) (کسی نبی کے سے مناسب نہیں کہ جب وہ جنگ کی زور پہن لے اور لوگوں کو دشمن کی طرف ٹھکنے کا طلب کرے تو وہ قتال کرے سے پہلے وہیں پہنچے) حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ اس خصوصیت میں دوسرے انبیاء کرام بھی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک ہیں۔

## و۔ آنکھوں کی خیانت:

۲۵۔ آنکھوں کی خیانت (حانۃ الأعین) سے یہاں مراد ایسا اشارہ کرنا ہے جس سے اس کے خلاف ظاہر ہو، یہ چیز رسول اللہ ﷺ پر حرام تھی، آپ کی امت پر نہیں، مگر یہ کہ کسی ممنوع چیز کے بارے میں ہو، اس تحریم کی اصل مقام نبوت کو اس سے بچانا ہے، ابو اودہ سنائی، حاکم اور بیہقی نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے اور حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن چار افراد کے ساتھ سب کو امان دی، ان چار افراد میں سے عبد اللہ بن ابی سرح بھی تھے، تو وہ حضرت عثمان کے پاس چھپ گئے، جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا تو حضرت عثمان انہیں لے کر آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے

( ) مطالب اولیٰ ۵/۳، الخصائص ۴/۴۲، انی المطالب ۳/۱۰۰، حدیث: "لا یبغی..." کی روایت کتاب بخاری کے کی ہے بیہقی اور حاکم کے یہاں اس کے کئی طرق ہیں سند حسن کے ساتھ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو بیعت کر بیٹے نبی اکرم ﷺ نے عبد اللہ بن ابی سرح کی طرف تین بار دیکھا، بار بیعت سے انکار کر رہے تھے تیس بار کے بعد انہیں بیعت کیا، پھر صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "أما فیکم رجل رشید یقوم إلی ہذا حیث رآنی کھفت بدی عن بیعتہ لیصلہ؟ قالوا: ما یدرینا یا رسول اللہ ما فی ہک، ہلا فومات ہک" قال "إہ لا یبغی ان تکون لسی حانۃ الأعین" (۱) (کیا تم میں کوئی ایسا آدمی نہیں تھا جو اللہ کے رسول کے قتل کر دیتا، تا جب مجھے دیکھا کہ میں نے اس سے بیعت کرنے سے ہاتھ کھینچ لیا، صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہمیں کیا معلوم تھا کہ آپ کے دل میں کیا ہے؟ آپ نے پٹی آنکھوں سے اشارہ کیوں نہ فرمایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی نبی کے لئے مناسب نہیں کہ اس کے لئے آنکھوں کی خیانت ہو) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خصوصیت بھی نبی اکرم ﷺ اور دوسرے انبیاء کی ہے، انبیاء کی امتیں اس میں شریک نہیں ہیں۔

ز۔ کافرہ اور باندی اور ہجرت سے انکار کرنے والی سے نکاح:

۲۶۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے کتابی عورت سے نکاح کا حرم قرار دیا گیا، یہ تکہ حدیث شریف میں ہے: "سألت ربی الا أزوج إلا من کان معی فی الجنة فأعطانی" (۲) (میں نے اپنے رب

(۱) انی المطالب ۳/۱۰۰، الخرج فی ۲/۵۵، الخصائص ۴/۴۲، الخلفاء ۴/۳۰، سنن بیہقی ۷/۳۰، مطالب اولیٰ ۵/۳، ابن حجر کے تفسیر الخیر مکرر فرمایا ہے کہ اس حدیث کی سند صالح ہے۔

(۲) حدیث: "سألت ربی..." کی روایت حاکم نے المسند رک میں کی ہے (۳/۳۷) تاریخ کردہ دار کتاب العربی حاکم نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے صحیح ہے، بخاری نے بھی حاکم سے اتفاق کیا ہے۔

## اختصاص ۲۶

جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو قیمت میں دلوادی ہیں، مرتب کے بچہ کی بنیادیں اور آپ کی چھوٹیوں کی بنیادیں اور آپ کے ماموں کی بنیادیں اور آپ کی خالائیں کی بنیادیں بھی جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہو۔ مہدقہ بن مسعود کی قرأت میں ہے: وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ وَاللَّاتِي هَاحِرُونَ مَعَكَ۔

یہ ترمذی اور ابن ابی حاتم نے حضرت بن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ ترمذی نے اسے حدیث حسن قرار دیا ہے، ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ”یہی رسول اللہ ﷺ عن أصناف النساء إلا ما كان من المؤمنات المهاجرات“ (رسول اللہ ﷺ کو مختلف قسم کی عورتوں سے منع یا یا یا ۳۱ اے اس عورتوں کے جو صاحب بنیاد ہوں اور ہجرت کی ہوئی ہوں)، اور حضرت ام ہانیؓ کی روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کا پتہ بھیجیا تو میں نے آپ ﷺ سے معذرت کر لی، نبی اکرم ﷺ نے میرے عذر قبول کر دیا، اس کے بعد یہ آیت مارل ہوئی: ”أَنَا أَحْمِلُكَ أَوْ أَحْكُ اللَّاتِي هَاحِرُونَ مَعَكَ“، ام ہانیؓ کہتی ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے لئے حال میں تھی، یونکہ میں ان خواتین میں سے تھی جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تھی بلکہ میں طلقہؓ میں سے تھی (۱)۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں: آیت میں اس بات پر دلالت نہیں ہے کہ جن عورتوں نے ہجرت نہیں کی تھی وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے

(۱) ملاحظہ ہو: اختصاص ۳۱، ۲۷ اور اس کے بعد کے صفحات، تفسیر الطبری ۲۱، ۲۲ اور اس کے بعد کے صفحات، احکام و مسائل ۵۰، ۵۱، حدیث ام ہانیؓ کی روایت امام ترمذی (ترمذی مع شرح ابن حجر بی ۱۲، ۸۹، ۹۰ طبع الصلوی) نے کی ہے اور ملا ہے کہ ”یہ حدیث اس سند کے ساتھ بروایت سدی حسن صحیح ہے“، ابن حجر بی ۱۲، ۸۹، ۹۰، حدیث بہت کمزور ہے کسی صحیح مورخ بل استدلال سند سے یہ حدیث نہیں آتی ہے۔

سے درخواست کی کہ میں اس عورت سے نکاح کروں جو میرے ساتھ جنت میں رہے تو اللہ نے میری یہ درخواست قبول فرمائی (اس حدیث کی روایت حاکم نے کی ہے اور اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

اس حرمت کی وجہ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس سے نہیں بند ہیں کہ نہ فاطمہؓ کی طہرہ کے رحم میں جائے، اور اس لئے بھی کہ طہرہ خاتون رسول اللہ ﷺ کی صحبت کو ناپسند کرتی ہے (۱)۔

رسول اللہ ﷺ کے لئے باندی سے نکاح بھی حرام قرار دیا گیا، خود باندی مسلمان بنی ہو، اس لئے کہ باندی سے نکاح زنا کے خوف کی وجہ سے معتبر ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ زنا سے مہموم ہیں، یا اگر عورت کا مہر نہ دے سکے کی وجہ سے باندی کا نکاح معتبر ہو، اور رسول اللہ ﷺ کا نکاح بدھن سے بدھن سے بے یار ہے، اس لئے کہ آپ کے سے جیہم کے نکاح حرام تھا، اس لئے کہ باندی سے نکاح کے نتیجہ میں اولاد قائم ہو جاتی ہے، ”مقام نبوت اس سے منہ د ہے“ (۲)۔

رسول اللہ ﷺ کے لئے اس عورت سے بھی نکاح حرام تھا جس پر ہجرت واجب ہوئی، اور اس نے ہجرت نہیں کی، کیونکہ سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُخُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَقَامَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمَّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ وَاللَّاتِي هَاحِرُونَ مَعَكَ“ (۳) (اے نبی! ہم نے آپ کے لئے آپ کی یہ بیویاں جن کو آپ ان کے مہر دے چکے ہیں حال کی ہیں، اور وہ عورتیں بھی جو تمہاری مملوک تھیں

(۱) الترمذی ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰۔

(۲) بدھن معرج۔

(۳) سورہ احزاب ۵۰۔

## اختصاص ۲۷-۳۰

کا مسلک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے عصر کے بعد نماز ادا کرنا جائز تھا۔ آپ کی امت کے لئے مکروہ ہے، بشکی نے پٹی سنن میں حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے: ”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَصَلِّي بَعْدَ الْعَصْرِ وَيَسْجُدُ عَلَيْهَا“ (۱) (رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد نماز ادا کرتے تھے، اور ایسا کرنے سے منع فرماتے تھے)۔

ب- غائب میت پر نماز جنازہ:

۲۹- یہ حضرات غائب میت پر نماز جنازہ پڑھنے کو مکروہ و تر رایتے ہیں مثلاً حنفیہ، اس کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سے غائب کی نماز جنازہ پڑھنا جائز تھا، آپ کی امت کے سے جائز نہیں ہے، اس بوار کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مخصوص فرمایا (۲)۔

ج- صیام وصال:

۳۰- جمہور فقہاء کے نزدیک صیام وصال کا جواز رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص تھا، آپ کی امت کے سے صیام وصال جائز نہیں پایا گیا، یہ نکتہ ہماری درمسم میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وصال سے منع فرمایا، آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ خود صیام وصال رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے جواب دیا: ”إِنِّي لَسَمْتُ كَهَيْتِكُمْ، إِنِّي أَطْعَمُ وَنَسَقِي“ (۳) (میں تمہاری طرح نہیں

حرام تھیں، اس لئے کہ کسی چیز کا خاص طور سے ذکر کرنا اس کے مابود سے حکم کی نفی نہیں کرتا (۱)۔

ح- ن عورتوں کا نکاح میں رکھنا جو آپ ﷺ کو ناپسند کریں:

۲۷- مقام نبوت کے تحفظ کے لئے رسول اللہ ﷺ کے لئے یہ بات حرام تھی کہ آپ سی ایسی عورت کو اپنے نکاح میں رکھیں جو آپ کو ناپسند کرتی ہو، آپ کی امت کے لئے یہ چیز حرام نہیں کی تھی، بخاری وغیرہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے: ”أَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّا ادْخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَدَخَلَ مَبْهًا قَالَتْ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ، فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: قَدْ عَلِمْتَ بِعَظِيمِ انْحَقِي بِأَهْلِكَ“ (۲) (جوں کی بیوی جب رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی گئی، آپ اس سے تشریب ہوئے تو اس نے کبلا میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے یہی وقت کی پناہ چاہی، تم نے اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ) اس کی تا یہ اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کے لئے اپنی بیویوں کو اختیار دینا، مسبقہ قرار دینا، جس پر پہلے تسلیم ہو چکی ہے۔

مباح اختصاصات

نہ- عصر کے بعد نماز کی دہائیگی:

۲۸- جو حضرات عصر کے بعد نماز کی ادائیگی مکرر کرتے ہیں ان

(۱) احکام ابصار ص ۳۹۳

(۲) اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے (بخاری ص ۵۶۸ حدیث نمبر ۵۳۵۳ بخاری کردہ انتہی) تحقیق الخیر ص ۳۱۳، اختصاص البکری ص ۲۶۹، اسنی الطالب ص ۱۰۰، روحہ الطالبین ص ۶۷، شرح الترغاتی ص ۵۸۰، مطالعہ نون ص ۱۵۳

(۱) اختصاص ص ۲۸۳، حضرت عائشہؓ کی حدیث: ”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَدْعُو دُونَ الدُّعَاءِ فِي بَيْتِهِ فَكَرِهَ لَهُ“ اس کی سند میں محمد بن سہاق بن یار ہیں ان کی حدیث سے استدلال کرنے میں دل علم کا خدشہ ہے (مؤمن المجدد ص ۲۹۳ طبع لبنان)۔

(۲) اختصاص ص ۲۸۳، عراقی اصلاح ص ۳۱۹ طبع بولاق ص ۳۱۸

(۳) صوم وصال سے ممانعت واپس حدیث کی روایت بخاری و مسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے ان الفاظ میں کی ہے ”يَسْأَلُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ الْوَصَالِ“ (رسول اللہ ﷺ نے وصال سے منع فرمایا، (بخاری ص ۱۰۰)

ہوں، مجھے کھانا پہنایا جاتا ہے۔

ج- مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا:

۳۲- جو فتلاء کہتے ہیں کہ کون مکلف شخص مکہ میں بغیر احرام کے داخل نہیں ہو سکتا، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فتح مکہ کے دن مکہ احرام مکہ میں داخل ہو جانا آپ ﷺ کی خصیصیت تھی۔

و- اپنے علم کی بنیاد پر فیصلہ نہ کرنا:

۳۳- جن فتلاء نے قاضی کو اپنے ذاتی علم کی بنیاد پر فیصلہ کرنے سے منع کیا ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اس فیصلے کو جو ہند بنت عتبہ کے بارے میں آپ نے اپنے ذاتی علم کی بنیاد پر کیا تھا، اس سے فرمایا تھا: "خذی من مالہ ما یکمک" (اوسفیہ کے مال میں جو تمہارے لئے کافی ہو لے لو)، اس کو آپ ﷺ کی خصیصیت میں شمار کیا ہے (۲)۔

ز- اپنے حق میں فیصلہ نہ کرنا:

۳۴- رسول اللہ ﷺ کی یہ خصیصیت تھی کہ آپ ﷺ کے لئے اپنے حق میں فیصلہ نہ کرنا جائز تھا، چونکہ امت کے لئے اس کی ممانعت شک کی وجہ سے ہے، اور حضور اکرم ﷺ کے فیصلہ میں بالکل شک کی گنجائش نہیں تھی (۳)، اس طرح غصہ کی حالت میں فیصلہ

د- حرم میں قتل:

۳۱- فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے مکہ مکرمہ میں قتل کرنا جائز تھا آپ کی امت کے لئے جائز نہیں ہے، چونکہ بخاری اور مسلم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ قول روایت کیا ہے: "ان مکة حرمها الله ولم يحرمها الناس، فلا يحل لامرئ يؤمن بالله واليوم الآخر ان يسفك بها دما، ولا يعصد بها شجرة، فان احد تر حص بقتال رسول الله فقولوا: ان الله اذن لرسوله ولم ياذن لكم" (۱) (مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرم قرار دیا، لوگوں نے حرام قرار نہیں دیا، لہذا جو شخص اللہ اور ہم آیت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ مکہ میں خون بہائے، اور نہ مکہ میں درخت کاٹے، پس اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے قتل سے جو اذن پر استدلال کرے تو کہہ دو کہ اللہ نے اپنے رسول کو اجازت دی تھی، تم کو اجازت نہیں دی۔)

= ۲۰۴ طبع استیعاب، صحیح مسلم، تحقیق محمد ابو عبد المہدی ۱۴۲۲ھ طبع حبی (نہجی) سن ۱۴۱۷ھ، لفظ تہائی کے موافق ہے، اختصاص ۲۸۴، روح المعانی ۷/۷۷، مواہب الجلیل ۳۰۰، ۳۰۱، اسی الطالب ۱۰۱، امراقی الطلاح ۵۱، مطالب ولی ۵/۵، کتاب التنازع ۲۷۵۔

(۲) مطالب ولی ۵/۵، ۵۵، اختصاص ۲۹۹، حدیث کا مجموعہ یہ ہے: "انما اذن له فيه ساعة من ليل، وقد عادت حرمها اليوم كحرمها بالامس وليبلغ الشاهد الغائب" (جی کوئی ایک گھنٹہ کی اجازت دی گئی تھی اب اس کی حرمت آج لوٹ آئی کل کی طرح حاضرین غائبین کو یہ بات پہنچا دیں کہ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے ابو شریح بخاری سے کی ہے (فتح الباری ۲۰/۸، حدیث نمبر ۲۲۹۵ طبع استیعاب، صحیح مسلم، تحقیق محمد ابو عبد المہدی ۱۴۲۲ھ طبع حبی)۔

(۱) جوہر و طلیل ۱/۷۷، اختصاص ۲۹۹، مطالب ولی ۵/۵، سنن ابی یوسف ۵/۹۹۔

(۲) روح المعانی ۷/۷۷، اختصاص ۲۹۹، ہند بنت عتبہ کی حدیث: "علی، جہری و مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے، دونوں میں اس حدیث کے کچھ اختلاف الفاظ ہیں، تحقیق ابی (۳۰۷، ۹۷) اسی الطالب ۱۰۲، المولود والمرجان ۲۹، مجمع کردہ روایات طائفت و لافہوں الاسلامیہ کویت، شرح السنن للبیہقی تحقیق شعیب الداؤد ۲۰۳، مجمع کردہ المکتب الاسلامی ۳۹۳، ۳۹۴۔

(۳) اسی الطالب ۱۰۲، المرقاۃ ۲/۱۶۰۔



اختصاص ۴۵-۴۹

پیش روئے کے لئے جائز تھا (مت کے لئے جائز نہیں) (۱)۔

ج- ہر بیٹا:

۳۵۔ نبی اکرم ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ دوسرے حاکم اور ایسے کے برخلاف آپ ﷺ کے لئے اپنی رعایا سے ہر یہ لینا حال تھا<sup>(۳۵)</sup>۔

ط-نچیت ہونے میں نقصان:

۳۶۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے بل قیمت کاٹیں (پانچویں حصہ)۔  
 یہاں چار کروڑ یا تھوڑا سا آپ ﷺ اس حکم میں شریک نہ رہے  
 ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ  
 شَيْءٍ فَإِنَّ لَهُ حَقَّهُ وَبِزَوَالِهِ“ (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵

مالِ ثنیت میں سے "صفی" بھی آپ کے لئے جائز قرار دیا۔  
 صفی سے مراد وہ مال ہے جسے رسول اللہ ﷺ مالِ ثنیت میں سے  
 تقسیم ثنیت سے پہلے پسند فرمائیں مثلاً انکو اور زکوٰۃ وغیرہ اسی صفی میں  
 سے امواتین حضرات صفیہ بھی تھیں، ان میں رسول اللہ ﷺ سے  
 مالِ ثنیت سے لینے لئے منتخب کر لیا تھا (۴)۔

ی۔ نکاح کے سلسلے کی خصوصیت:

۳۷- رسول اللہ ﷺ کی ایک شخصیت تھی کہ آپ ﷺ نے

(۴) ۱۳۹۴/۳/۲۴

(۳) روحہ النہاسین ۱۶/۷۔

(۴) روحہ الیٰ نعیمی کے لیے کتاب التاج ۵/۲۷، الف ۱۶۰، اے سوس

انصارِ اسلام کی ہے

١٠٠٠

لئے نہ کہ آپ ﷺ کی امت کے لئے چار عورتوں سے زائد سے نکاح کرنا جائز قرار دیا گیا، مگر بغیر نکاح کی ورنہ کی اجازت کے بغیر کسی عورت سے نکاح کی اجازت دی گئی۔ بعض حضرات کے نزدیک آپ ﷺ کے لئے یہ بھی جائز یا گیا کہ بیویوں کے درمیان باری مقرر نہ کریں، حالانکہ آپ ﷺ باری مقرر کرنے کے بہت پابند تھے، کی غلطی حالت میں بیویوں کے درمیان بارہ مقرر نہ کرتے۔ اور بسبب آپ ﷺ کا مرض بہت شدید ہو گیا تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہ کے مکان میں بیماری کے ایام گزارنے کی اجازت چاہی (۱)۔

### فضائل کے نوع و خصوصیات

۳۸- کچھ روایے ہیں جو عزیمت کے سے رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص کیے گئے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

الف۔ جس کو چاہیں جس حکم کے ساتھ خاص کر دیں :

۳۵۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ قانون ساز ہیں، آپ ﷺ خواہش نفس سے کون بات نہیں فرماتے، اس سے آپ ﷺ کو یہ اختیار ہے کہ جس کو چاہیں کسی حکم کے ساتھ خاص کر دیں مثلاً آپ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کی کوای کو وہ مردوں کی کوای کے برابر قرار دیا، حضرت ابوہریرہؓ کو وہ حضرت عتبہ بن عامرؓ کو قربانی میں عتاق (بکری کا بچہ جس کا ایک سال پورا نہ ہو) مانع رہنے کی جازت دی، اور آپ ﷺ نے قرآن کی ایک سورت کے بدلہ ایک مرد کا نکاح کر دیا، حضرت ام سلیمؓ سے حضرت ابو طلحہؓ کا نکاح ان کے اسلام لانے کے بدلہ میں کیا۔

(۱) انصاف نمبر ۳۹۸، روئے المظاہرہ ص ۷۲۔

ب۔ رسول مومنین سے خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ  
تحقق رکھتے ہیں:

۴۰۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ خصوصیت ہے جو آپ ﷺ کے ہی  
متقی کو حاصل نہیں۔ آپ مومنین سے خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ  
گوارا رکھتے ہیں، یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لنبي أولى  
بالمؤمنين من انفسهم" (۱) (نبی ﷺ مومنین کے ساتھ خود ان  
کے نفس سے بھی زیادہ تحقیق رکھتے ہیں)۔

اس خصوصیت پر بہت سے احکام مرتب ہوتے ہیں، ان میں سے  
چند یہ ہیں: اول: اپنی حاب مال، ملا، سے زیادہ نبی اکرم ﷺ  
سے محبت کرنا، سبب ہے، کیونکہ بخاری میں حضرت عمر بن الخطاب  
سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: آپ  
مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں سوائے میری جان کے جو میرے  
دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
"لن يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من نفسه" (۲) (تم  
میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اسے اس کی جان  
سے بھی زیادہ محبوب ہو جاؤں)، دہا: ارم ﷺ کے اس ارشاد پر  
حضرت عمرؓ نے عرض کیا: اس کی قسم جس نے آپ پر کتاب مار لی  
فرمانی آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، اس پر نبی  
اکرم ﷺ نے فرمایا: "لان يا عمر" (۱) عمر اب تمہارا ایمان  
کامل ہو۔ دوم: آپ ﷺ پر جان، مال، ملا، اور ملائکہ اور ملائکہ واجب  
ہے۔ سوم: آپ ﷺ کی حاجت واجب ہے تو موت و تشنہ نفس کے  
خلاف ہی ہو۔

ج۔ کسی بچے کا نام اور کنیت دونوں رسول اللہ ﷺ کے  
نام اور کنیت پر رکھنا:

۴۱۔ امام شافعی کا مسلک، امام احمد کی دو روایتوں میں سے ایک  
روایت اور طاہس واہن سیرین کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے  
زمانہ میں ہی کے لئے آپ ﷺ کی کنیت کے مطابق کنیت اختیار  
کرنا جائز نہیں تھا، خواہ اس کا نام محمد ہو یا نہ ہو، یہ کہ حضرت جابرؓ کی  
روایت ہے کہ قبیلہ انصار کے ایک شخص کے یہاں یک لڑکا پیدا ہوا،  
اس شخص نے بچے کا نام محمد رکھا، اس بات پر قبیلہ انصار کے لوگ غصہ  
ہو گئے اور کہا کہ ہم اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے  
دریافت کریں گے، چنانچہ ان حضرات نے رسول اللہ ﷺ کے  
سامنے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "قد احسنت  
الانصار" (انصار نے اچھا کیا) پھر فرمایا: "تسموا باسمي ولا  
تكنوا بكنتي، فإني أبو القاسم القاسم بكم" (۱) (میرے  
نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت اختیار نہ کرو کیونکہ میں ابو القاسم  
ہوں، تمہارے درمیان تقسیم کرنا ہوں)، اس حدیث کی روایت  
بخاری، مسلم نے کی ہے۔

بعض علماء کا مسلک (میں میں یک روایت کے مطابق امام احمد  
بھی ہیں) یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا نام اور کنیت جمع کرنا جائز  
نہیں ہے، یہ کہ سید بنی و بود میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:  
"من تسمى باسمي فلا يسكني بكنتي، ومن تكنى بكنتي

(۱) عیسیٰ تسموا باسمی ولا تکنوا بکنتی... کی روایت بخاری اور  
مسلم نے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے کی ہے، اللہ اعلم کے ہیں  
البتہ اس میں یوں ہے: "فإني أبو القاسم" (فتح الباری ۴/۱۷۱ ص ۲۰۷ طبع  
انتقہ، مجمع مسلم تحقیق محمد قواد عبد الباقی ص ۱۶۳ طبع عیسیٰ مجلس  
۱۳۷۵ھ)۔

(۲) سورہ احزاب ۶۱، طحطاوی: کشاف الغم ۵/۳۰  
(۳) حدیث عمر کی روایت بخاری نے اپنی صحیح کتب ایمان و اعتقاد باب کیف  
کانت یمن انبی ﷺ میں کی ہے (فتح الباری ۱۱/۵۳۳ طبع انتقہ)۔

### اختصاص ۳۱

میرے میری سیرت کو حرام کیا ہے، یا وہ کون ہے جس نے میری سیرت کو حرام کیا ہے؟ میرے تمام کو حلال کیا ہے۔ ان سے صحیح ہے، اہل میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ اپنے بچوں کا نام "محمد" اور سیرت "ابو القاسم" رکھیں۔ حتیٰ کہ راشد بن حفص زہری نے فرمایا: میں نے چار سنا ہے کہ نام کو پایا: ان کا نام محمد، ورنہ ان کی سیرت ابو القاسم تھی: محمد بن طلحہ بن حیدر، محمد بن ابی بکر، محمد بن علی بن ابی طالب، و محمد بن سعد بن ابی وقاص۔

مالکیہ اور شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ ممانعت رسول اللہ ﷺ کی ردی تک تھی، آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے نام کے ساتھ نام رکھنا اور آپ ﷺ کی سیرت اختیار کرنا درست ہے، یہ بات ممانعت کے سبب سے معلوم ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ یہاں رسول اللہ ﷺ کی سیرت اختیار کر لیتے تھے، ابو القاسم کہہ کر پکارتے تھے، جب رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوتے تو وہ لوگ کہتے کہ ہم آپ ﷺ کو نہیں پکار رہے ہیں، ان کے اس رویہ کا مقصد رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچانا تھا، یہ مانع رسول اللہ ﷺ کے وصال سے دور ہو گیا، اس کی دلیل مصنف ابن ابی شیبہ کی یہ روایت بھی ہے: حضرت علیؓ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! لراہت ان ولد لی بعدک ولد اسمہ محمدًا واکتبہ بکیتک" قال:

نعم" (۱) (اے اللہ کے رسول اگر آپ ﷺ کے بعد میرے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو تو کیا میں اس کا نام محمد اور اس کی سیرت آپ ﷺ

(۱) ان تمام باتوں کے لئے علامہ کریم اللہ صاحب انکبری ص ۱۷۲، روایت طحاوی ص ۷۵، اسنی المطالب ص ۱۵۵، اہلبیو الہندیہ ص ۳۶۲ طبع دوم بلاق ۱۳۱۰ھ تحت المردودی احکام المروور۱۹۸۹ء اور اس کے بعد کے صفحات طبع امام حضرت علیؓ کی حدیث: "یا رسول اللہ! لراہت ان ولد لی بعدک ولد اسمہ محمدًا واکتبہ بکیتک" کی روایت سے صحیح قرادیا ہے (تحفیں الخیر ص ۱۳۳، تحت ۱۳۳ وی ۸، ۱۳۳ طبع استغیر)۔

لا یسمی باسمی" (۲) (جس نے میرا نام اختیار کیا وہ میری سیرت اختیار نہ کرے، و جس نے میری سیرت اختیار کی وہ میرا نام اختیار نہ کرے)۔

یہ باتیں میں سے بعض نے ممانعت کو درست پر محمول کیا ہے اور بعض نے راسخ پر محمول کیا ہے۔

حنبل کا مسلک ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نام "سیرت کو جمع کرنا ممنوع تھا پھر یہ مدت منسوخ ہوئی، رحلت ثابت ہوئی، کیونکہ ابو داؤد نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ اسوں نے فرمایا: "جاءت امرأت ابی السہل بنی لفلانہ فقلت: یا رسول اللہ! ابی قد ولدت غلاماً فسمیہ محمداً وکتبہ ابی القاسم، فدکر لی انک تکرہ ذلک، فقال ﷺ: "ما الذی أحل اسمی وحرم کنیتی، او ما الذی حرم کنیتی وأحل اسمی" (۳) (ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ایک بچہ پیدا ہوا، میں نے اس کا نام محمد اور کنیت ابو القاسم رکھی، اس کے بعد مجھ سے ذکر کیا گیا کہ آپ ﷺ اسے ناپسند فرماتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ کون ہے جس نے میرے نام کو حائل اور

(۲) حدیث: "سمی باسمی... کی روایت ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت عائشہؓ سے مروی ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور ابن حبان نے صحیح میں روایت کیا ہے ابو داؤد ۲۵۸۸/۲ طبع الخلی، تحفیں الخیر ص ۱۳۳ طبع حلی)۔

(۳) حدیث: "ما الذی أحل... کی روایت ابو داؤد نے حضرت عائشہؓ سے محمد بن عمر بن ابی نعیم کی سند کے ساتھ کی ہے (۵۸۹/۲) طبع الخلی، صاحب عون المعبود لکھتے ہیں: ترمذی نے اس حدیث کو "غریب" قرار دیا ہے فتح المبارک میں ہے کہ محمد بن عمر بن نعیم نے تمام یہ روایت کی ہے اور وہ محمول ہیں ذہبی نے ہمارے اس کی ایک حدیث ہے اور وہ مکرر ہے میں نے ان کے بارے میں احباب فن کی کوئی حرج اور نقد نہیں دیکھی (عون المعبود ص ۲۳۸)۔

کو سب و شتم پر آپ ﷺ پر لاء ام ترشی کرنے و لے و نہ قتل ہے (۱)۔

و سیت پر رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

و۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش قدمی پر آپ کی موجودگی میں آواز بلند کرنا:

۴۲۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ بھی ایک خصوصیت ہے کہ آپ کے سامنے پیش قدمی جتنی آپ ﷺ کے سامنے تجویز پیش کرنے میں آپ سے سبقت نہ لیا جاتا ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعہ حق و صواب کی راہ پر رکھا جاتا ہے، نیز اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْلَبُوا وَجْهَكُمْ إِلَى الْوُجْهِ وَلَا يَبْهَتِكُمُ الْوُجْهَاتُ" (۱) (اے ایمان والو! اپنی آواز سے اپنے کھلم کھلا کر نہ بولنا، نہ پس میں کھلم کر بولا کرتے ہو کہ تمہارے اعمال نہ ہوں نہ ہو جا میں، تمہیں خبر تک نہ ہو)۔

یہی طرح رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں اس طرح آواز بلند کرنا کہ عظیم کی آواز رسول اللہ ﷺ کی آواز سے اونچی ہو جائے، جائز نہیں ہے، کیونکہ سورہ حجرات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ" (اے ایمان والو! اپنی آواز سے اپنے کھلم کھلا کر نہ بولنا، نہ پس میں کھلم کر بولا کرتے ہو کہ تمہارے اعمال نہ ہوں نہ ہو جا میں، تمہیں خبر تک نہ ہو)۔

و۔ رسول اللہ ﷺ کو سب و شتم کرنے والے کو قتل کرنا:

۴۳۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ بھی ایک خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ (۱) سورہ حجرات ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱،

## اختصاص ۴۵-۴۷

صدقہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ چھوڑا اس میں سے آپ ﷺ کے گھر والوں پر صرف کیا یا، اور جو باقی پی وصدقہ قرار پایا، جناب رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ ”ما تروکت بعد بعقة سانی و متونة عاملي فهو صدقة“<sup>(۱)</sup> (پتی بیویوں کے نفقہ اور اپنے عامل کے اخراجات کے بعد میں نے جو کچھ چھوڑا وہ صدقہ ہے)، اور وہ امت کے کسی فرد کے لئے نہیں ہے، یہ بات واضح ہے کہ امر بنیاء بھی اس خصوصیت میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک ہیں۔<sup>(۲)</sup>

ط- آپ ﷺ کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں:

۴۷- رسول اللہ ﷺ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بیویاں اہل انبیا کی مائیں ہیں، آپ ﷺ کے بعد وہ اس سے نکاح یا جائے گا، نہ نہ محرم نہیں، کچھ سکتے ہیں، اس پر لازم تھا کہ وہ اپنے گھر میں رہیں، اور آپ ﷺ کے اصال کے بعد حیر ضرورت گھروں سے نہ نکلیں۔ اس کی تفصیل ”امہات المؤمنین“ کی اصطلاح میں دیکھی جائے۔<sup>(۳)</sup>

### دوسری فصل زمانوں کی خصوصیات

بعض زمانوں کو کچھ مخصوص احکام کے ساتھ خاص کیا گیا ہے جو

(۱) حدیث ”ماتروکت...“ کی روایت بخاری نے کی ہے (بخاری، ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۰۹۶)۔

(۲) مواہب الجلیل ۳۹۹ ص ۳۹۹، جامع الترمذی ۳۹۹ ص ۳۹۹۔

(۳) امہات المؤمنین کے بارے میں آنے والی احادیث کے لئے ملاحظہ کریں: جامع الاصول ۲۳۱ ص ۲۳۱، طبع دمشق ۱۳۹۲ھ۔

ز- آپ ﷺ کی لڑکیوں کی اولاد کا نسب آپ ﷺ کی طرف ہوتا:

۴۵- رسول اللہ ﷺ کی ایک خصوصیت جس میں کوئی دوسرا شخص آپ ﷺ کے ساتھ شریک نہیں ہے، یہ ہے کہ کفالت وغیرہ میں آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کی ولایت کی نسبت آپ ﷺ کی طرف ہوتی ہے، رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ ”ابن ابی ہداسید“ (بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے)، اور جناب رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کی وجہ سے جسے علامہ سیوطی نے ”الخصائص البصری“ میں ذکر کیا ہے: ”ابن اللہ لم یبعث نبیاً قط الا جعل ذریئہ فی صلہ غیری، فان اللہ جعل ذریئہ من صلہ علی“<sup>(۱)</sup> (بے شک اللہ تعالیٰ میرے ماں باپ کی ذریعت اس کی صلب میں رکھی، اللہ تعالیٰ نے میری ذریعت علی کی صلب سے بنائی)۔

ح- آپ ﷺ کے ترکہ میں میراث کا جاری نہ ہونا:

۴۶- رسول اللہ ﷺ کی ایک خصوصیت جس میں آپ ﷺ کی امت کا کوئی فرد آپ کے ساتھ شریک نہیں ہے، یہ ہے کہ آپ کے ترکہ میں میراث جاری نہیں ہوئی، رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ: ”محض معاشر الایماء لا یورث، ما تروکتہ صدقة“<sup>(۲)</sup> (ہم گروہ نبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم لوگ جو کچھ چھوڑیں وہ

(۱) کشف القناع ۳۱/۵، اسنی الطالب ۱۰۶ ص ۱۰۶، حدیث ابن ابی ہداسید... کی روایت بخاری نے کی ہے (بخاری، ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۳۳۳) اور حدیث ”ابن اللہ لم یبعث...“ کی روایت ابن ماجہ نے اپنے حوالے سے کی ہے اور بخاری نے کہ یہ حدیث صحیح نہیں (اعطال المتحدیث ۲۰۰)۔

(۲) حدیث ”محض معاشر...“ کی روایت بخاری نے کی ہے لیکن بخاری کی روایت میں ”محض معاشر الایماء“ کے الفاظ نہیں ہیں (بخاری، ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۰۰)۔

## اختصاص ۳۸-۵۲

دوسرے دنوں میں نہیں پائے جاتے:

قام لیلتی العید محسباً للہ لم یمت قلبہ یوم تموت  
القلوب“<sup>(۱)</sup> (جس شخص نے اللہ کے لئے ثواب حاصل کرنے کی  
خاطر عیدین کی راتوں میں عبادت کی اس کا دل اس دن نہیں مرے گا  
جس دن قلوب مر جائیں گے)، ان دنوں دنوں کی ایک خصوصیت یہ  
ہی ہے کہ ان میں ایک خاص قسم کی نماز (نماز عید) پڑھی جاتی ہے،  
ان دنوں دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے<sup>(۲)</sup> اور دنوں کی صبح میں  
تلمیح کہی جاتی ہے۔

غ- شب قدر:

۳۸- اس رات کو تلاش ہے جانے اور قیام کے انتخاب کی  
خصوصیت حاصل ہے، جیسا کہ تفصیل کے ساتھ ”ایلاتہ القدّر“ اور  
”قیام اللیل“ کی اصطلاح کے تحت آئے گا۔

ب- رمضان کا مہینہ:

۳۹- رمضان کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس میں روزے فرض  
کئے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ: ”لَمَنْ شَهِدَ  
مِنْكُمْ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ“<sup>(۱)</sup> (ہر اتم میں کا جو شخص اس ماہ کو پائے  
اس کے روزے رکھے)۔ اور رمضان کی راتوں میں تراویح کی نماز  
پڑھنا مسنون ہے، جناب رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ  
سے کہ: ”مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ  
دِينِهِ“<sup>(۲)</sup> (جس نے ایمان کی حالت میں ثواب طلب کرنے کے  
لئے رمضان کا قیام کیا اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے  
ہیں)۔

و- یام تشریق:

۵۱- یام تشریق کی خصوصیت یہ ہے کہ ان دنوں میں فرض نمازوں  
کے بعد تکبیر کہی جاتی ہے، اور ان دنوں میں قربانی کا جانور ذبح کرنا  
جائز ہے اور ان میں روزے رکھنا حرام ہے<sup>(۳)</sup>، جیسا کہ اس کی  
تفصیل ”یام تشریق“ کی اصطلاح میں آئے گی۔ ”اعطیہ“ کی  
اصطلاح کا بھی مطالعہ کیا جائے۔

ج- جمعہ کا دن:

۵۲- جمعہ کے دن کو ایک خاص نماز کے وجوب کے ساتھ خاص کیا  
گیا ہے، جو ما رطیر کے قائم مقام ہے، دوسرا جمعہ ہے۔ اس دن  
تسلیم برما مسنون ہے اور اس میں دعا مستحب ہے، رسول اللہ ﷺ  
کے اس قول کی بنا پر کہ ”فیه ساعة لا یوافقہا عبد مسلم و هو

ح- عید الفطر، عید الاضحیٰ کے دو دن:

۵۰- عیدین کی راتوں کی یہ خصوصیت ہے کہ ان میں شب بیداری  
کرنا مستحب ہے<sup>(۳)</sup>، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”مَنْ  
رَکَّعَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ ۸۵۔

(۲) حدیث: ”مَنْ قَامَ رَمَضَانَ“ کی روایت بخاری مسلم اور کتاب سنن  
ابن ماجہ کی ہے (فیض القدیر ۱/۱۹۱)۔

(۳) ملاحظہ ہو: المجموع ۳/۵۳۵ شرح المنہاج ۲/۴۷۷، ابن ماجہ ۱/۶۰۴  
مرآۃ المفاتیح ۱/۲۱۸، البحر الرائق ۵/۶۱۲، شرح لمعونی  
۱/۸۱، المعجم ۲/۵۹۹، کشف اللکھ رات ۱/۸۶۔

(۱) حدیث: ”مَنْ قَامَ لَيْلِي الْعِيدِ...“ کی روایت ابن ماجہ کی ہے  
منذری نے الغریب والمتریب میں اس حدیث کے اسے میں کہا ہے کہ اس  
کے ایک روای ”بقیۃ“ میں چلے اسی طرح کی بات بصری نے روایت کی  
ماجہ میں لکھی ہے (سنن ابن ماجہ ۱/۵۶ طبع بیروت، الغریب والمتریب  
۱/۵۲ طبع بیروت)۔

(۲) ابنی ۳/۳۳۳، جامع ۵/۳۳۳۔

(۳) ابنی ۳/۳۳۳، جامع ۵/۳۳۳۔



## اختصاص ۵۷-۵۹

کے بارے میں شک کیا جاتا ہے (کہ وہ تیس شعبان ہے یا پہلی رمضان)، حضرت عمارؓ آگ میں بھیجی ہوئی ایک بکری لائے، کچھ لوگ کنارے ہو گئے تو حضرت عمارؓ نے فرمایا: جس شخص نے اس دن روزہ رکھا اس نے جو القاسم کی فرمائی کی۔

ک۔ ایام نبی:

۵۸۔ یام نبی (رمضان دن یعنی ہجری مہینہ کی تیسویں چودھویں پندرہ تاریخ) کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس دنوں کے روزے مستحب ہیں۔ یونکہ ابو داؤد اور نسائی نے عبد الملک بن ملکان قیس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان مضموم البص ثلاث عشرة وأربع عشرة وخمس عشرة، وقال: هن كهينة الدهر<sup>(۱)</sup> (رسول اللہ ﷺ میں حکم: یہ تین دنوں کا نام لوگ، رمضان، تیسویں چودھویں پندرہ کا روزہ درمیں، اور فرمایا: ان ایام میں روزہ رکھنا سال بھر روزہ رکھنے کے برابر ہے۔)

ل۔ ذی الحجہ کے ابتدائی دن دن:

۵۹۔ ان دنوں کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ان میں روزہ رکھنا اور ان کی راتوں میں عبادت کرنا مستحب ہے<sup>(۲)</sup>، کیونکہ ترمذی نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ما من حرمۃ" کان یأمرنا أن نعصم... کی روایت ابو داؤد (۳۰۲/۲) طبع المصنف (انصار بیروت) (۲۲۳-۲۲۵) نے کی ہے لفظ ابو داؤد کے ہیں، اس کی سند میں اختلاف ہے جس کا مصدر ہے مختصر ابو داؤد میں غلط ہے (۳۲۹/۳-۳۳۰)، ابن حجر نے اسے (۲/۳۱۳) میں اس حدیث کے شواہد ذکر کئے ہیں۔

(۲) حرقۃ المصابیح، ۲۱۹، حاشیہ ابن ماجہ، ۶۰، البحر الرائق، ۲/۵۶، الفروع، ۲۸۹، شرح الکلیہ، ۲۸۹، الخ، ۲/۲۷۳۔

(جب رسول اللہ ﷺ نے دن محرم کو روزہ رکھا اور اس دن کے روزہ کا حکم دیا تو صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہودیوں کی عبادت بھی اس دن کی تعظیم کرتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انشاء اللہ اگر گئے سال یہ دن آیا تو میں ۹ محرم کو بھی روزہ رکھوں گا، یمن گئے سال اس دن کے آنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا۔)

بعض حنا بلکہ کاسلک یہ ہے کہ دن محرم کی رات میں عبادت و شب بیداری مستحب ہے<sup>(۱)</sup>۔

ی۔ یوم الشک (شک کا دن):

۵۷۔ یوم الشک سے مراد شعبان کی تیس تاریخ ہے جب کہ ۲۹ شعبان کی شام کو موسم صاف نہ رہا ہو اور رمضان کا چاند لوگوں کو نظر نہ آتا ہو، اس دن کی خصوصیت یہ ہے کہ اس دن روزہ رکھنا حرام ہے۔ یونکہ مسلم بن ہزیم کی روایت ہے، "فرماتے تھے: کنا عند عمار فی الیوم الذی یشک فیہ فانی بشاة مصلیہ، فصحی بعض القوم، فقال عمار: من عصم هذا الیوم فقد عصی آبا القاسم"<sup>(۲)</sup> (ہم لوگ اس دن حضرت عمارؓ کے پاس تھے، جس دن مسلم اور ابو داؤد نے کتب الصیام میں باب صیام ما شورا کے تحت کی ہے (عن ابی داؤد ۳۰۲/۲ طبع المصنف انصار بیروت)۔

(۱) الفروع، ۳۸۳/۲۔

(۲) یوم الشک کے روزے کے بارے میں حضرت عمارؓ کی حدیث کی روایت ابو داؤد ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے کتب الصیام میں باب صیام یوم الشک کے تحت کی ہے ترمذی نے اسے حدیث حسن صحیح قرار دیا ہے ابن حبان نے صحیح ابن حبان میں اور حاکم نے المستدرک میں اس کی روایت کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث شیخین کی شرائط کے مطابق صحیح ہے لیکن شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی، دوقطبی نے بھی اپنی سنن میں اس کی روایت کی ہے اور فرمایا ہے کہ صحیح حدیث ہے اس کے تمام رویہ ہیں (نصب الراية، ۲۲۲/۲ طبع دارالمصنوع)۔



## اختصاص ۶۰-۶۳

شہر اکثر مہ صیاما فی شعبان“ (۱) میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ نے ماورئیناں کے ماہ کی ہرمیہ کے روزے عمل کیے ہوں، اور میں نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے شعبان سے زیادہ کی اور میں نے میں روزے رکھے ہوں۔

آخر شعبان کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں روزہ رکھنا مکروہ ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”لَا يَتَقَدَّمُ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلًا كَانَ بِصَوْمِ صَوْمًا فَلْيَصُمْهُ“ (۲) (تم میں سے کوئی شخص ایک دن یا دو دن کے روزے روزہ روزہ نماں سے آگے نہ بڑھے، بلکہ یہ کہ کوئی ایسا شخص ہو جو کوئی روزہ رکھا کرنا ہو تو روزہ رکھ لے)۔

### س- نماز جمعہ کا وقت:

۶۲- نماز جمعہ کے وقت کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں خیرہ نماز مت کرنا حرام ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَوَدَّيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ“ (۳) (اے ایمان والو جب اذان ہو نماز کی جمعہ کے دن تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو بیع یہ نماز مت کر)۔

### ع- دوسرے اوقات:

۶۳- سورج طلوع ہونے کا وقت، پہلے (ستو، شمس) کا وقت،

(۱) حدیث ماثری روایت بخاری مسلم اور صوفیاء جزیرہ دہلوی کے ہے (جامع الاصول فی احادیث اربعہ ۶/۱۶۹)۔

(۲) حدیث لا یقبل من أحدکم رمضان... کی روایت بخاری، مسلم اور کتاب سنن نے کتاب الصوم میں کی ہے (صحیح البخاری ۷/۴۸۴، مسلم ۷/۶۲۴)۔

(۳) سورہ بقرہ ۹۰۔

ایام أحب إلى الله أن يتعبد له فيها من عشر ذي الحجة، يعدل صيام كل يوم منها بصيام سنة، وقيام كل ليلة منها بقيام ليلة القدر“ (۱) (کوئی بھی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ کے سے عبادت یا جانا اللہ تعالیٰ کو دی انجہ کے دنوں میں عبادت کیے جانے سے زیادہ پندیرہ ہو عشرہ کی انجہ کے دنوں کے روزے کا ثواب یک سال کے روزوں کے ثواب کے برابر ہے۔ اور اس کی رات کی عبادت شب قدر میں عبادت شب بیداری کے برابر ہے)۔ یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ عید الاضحیٰ کے دن (۱۰ ذی الحجہ) روزہ کی ممانعت ہے کیونکہ اس کے بارے میں خاص حکم آیا ہے۔

### م- ماہ محرم:

۶۰- ماہ محرم کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں روزے رکھنا مستحب ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”أَفْضَلُ الصَّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمِ“ (۲) (رمضان کے بعد سب سے افضل روزے محرم کے روزے ہیں)۔

### ن- ماہ شعبان:

۶۱- شعبان کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں روزے مستحب ہیں، کیونکہ حضرت عائشہ کی حدیث ہے: ”مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا شَهْرَ رَمَضَانَ، وَمَا رَأَيْتُهُ فِي“

(۱) حدیث: ”مَا مِنْ لَيْلٍ...“ کی روایت ترمذی نے ابواب الصیام میں باب اہل فی یام اشتر میں کی ہے اور اس حدیث میں غریب قرار دیا ہے ملاحظہ ہو صحیح بخاری میں حدیث کے ابواب باب فضل العمل یام اشتر یہ بخاری کتاب الصوم باب صوم اشتر، ابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے (تحت الاحوذی ۳/۲۶۳)۔

(۲) حدیث: ”أَفْضَلُ الصَّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ...“ کی روایت مسلم نے کتاب الصیام میں کی ہے (صحیح مسلم ۸/۸۲۱)۔

## اختصاص ۶۳

سورتِ غروب ہونے کا وقت، نماز فجر کے بعد کا وقت، نماز عصر کے بعد کا وقت۔ یہ اوقات کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں نماز آ کر ممنوع ہے، اگرچہ اس سلسلے میں فقہاء کے درمیان کچھ اختلاف ہے اور شروٹ کے تین اوقات کے سلسلے میں یہ تفصیل ہے کہ ان اوقات میں نماز کرنے سے رست کے ساتھ نماز ہو جاتی ہے یا نہیں<sup>(۱)</sup>۔

### مقدمات کی خصوصیات

غف - کعبہ مشرفہ:

۶۴ - کعبہ شریفہ کی رت، میں خصوصیات ہیں:

۱۔ حج و عمرہ کے ذریعہ کعبہ کو تباہ رکھنے کی نیت<sup>(۲)</sup>، اس کی تعمیل "دیہ الحزبت احرام" کی، مطابقت میں ہے۔

۲۔ ہش ثنائیہ کے نزدیک<sup>(۳)</sup> کعبہ مکرمہ کا تہیہ طواف کے ذریعہ ہوتا ہے، دوسرے فقہاء، مثلاً حنفیہ اور حنبلیہ کے نزدیک طواف ہی مسجد حرام کا تہیہ ہے<sup>(۴)</sup>۔

۳۔ جو لوگ کعبہ کے ارد گرد نماز پڑھ رہے ہیں ان میں سے مقتدی امام کے آگے بڑھ سکتا ہے، پڑھنے کے لیے اس جانب نہ ہو جہت امام ہے، مالکیہ نے مطلقاً امام سے مقتدی کے آگے نہ مینے کو جائز قرار دیا ہے، یہیں بلا ضرورت یہاں سے کو مکرمہ قرار دیا ہے۔ اس کی تفصیل فقہاء کے کتاب اصطلاح میں کی ہے<sup>(۵)</sup>۔

چہارم - کعبہ کے اندر اور کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، بن تہ یہ طبری نے اسے ناجائز کہا ہے، امام احمد نے فرض کی ادائیگی ممنوع قرار دی اور نقل کی اجازت دی ہے، امام مالک نے فرض اور سنن کی ادائیگی سے منع کیا ہے اور نقل نمازوں کی اجازت دی ہے حنفیہ اور ثنائیہ نے فرض اور نقل سب کی اجازت دی ہے۔ اس کی تفصیل (نتائج فقہ) "اصطلاح" کی بحث میں ہے۔ اس نے کعبہ کے اندر یا اس کی چھت پر نماز ادا کی تو جس سمت چاہے رخ کرے۔

۴۔ حج - نماز میں کعبہ کی طرف رخ کرنا بلا جہاں عرض ہے، کیونکہ کعبہ مسلمانوں کا قبلہ نماز ہے۔ اس کی تفصیل "استقبال" کی اصطلاح میں ملے گی۔

۵۔ شہم - جیسا کہ باب پاخانہ کرتے وقت کعبہ کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے، ثنائیہ اسے حرام قرار دیتے ہیں<sup>(۶)</sup>، اس بارے میں اصل رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے: "إِذَا نَهَضَ الْعَاتِطُ فَلَا تَسْتَقْبُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَلِمُوا رُءُوسَكُمْ شَرْفُوا أَوْ عَرِّبُوا"<sup>(۷)</sup> (جب تم استناء کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ کرو، نہ پیچ کرو، نیں مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرو)۔ اس کی تفصیل "تقاء الحاجۃ" کی اصطلاح میں ہے۔

(۱) اعلام المساجد، ۹، المصنفی ۳/۲۲، نور اس کے بعد کے صفحات، حاشیہ بن

علیہ بن ابی ۶۱۲، ۶۱۳، جوہر الکلیل ۱/۵۸، حاشیہ المصنفی ۲/۱۰۹۔

(۲) المصنفی ۱/۶۲، نور اس کے بعد کے صفحات، مرقی الفلاح ۲/۳۹،

جوہر الکلیل ۱/۵۸، آسنی الطالب ۱/۳۶۔

(۳) حدیث: "إِذَا نَهَضَ الْعَاتِطُ..." کی روایت بخاری کے حصو کے بیوں میں

باب لا تسقبل القبلة فی بول ولا عاتط" میں کی ہے مسموع کتاب

المہارقات باب الاستطاب میں اس کی روایت کی ہے ابو داؤد اور ترمذی نے بھی

اس کی روایت کی ہے (جامع اصول ۱۳۰/۷)۔

(۴) مرقی الفلاح مع حاشیہ المصنفی ۱/۵۰، آسنی الطالب ۱/۱۲۳، شرح المریانی ۱/۱۵۱۔

(۵) اعلام المساجد، احکام المساجد ۲/۸۲ طبع المجلس الاعلی للعلوم الاسلامیہ ۳۸۳ھ۔

(۶) اعلام المساجد ۱/۱۰۷۔

(۷) المصنفی ۵۵۵، مرقی الفلاح مع حاشیہ المصنفی ۲/۳۰۰۔

(۸) اعلام المساجد ۱/۸۵، حاشیہ ابن علیہ بن ابی ۶۱۳۔

ب۔ حرم مکہ:

حرم کی طرح ہے<sup>(۱)</sup>۔

۶۵۔ حرم مکہ مکرمہ کی رت و ریل خصوصیات ہیں:

ہیں۔ جمہور کے نزدیک اس میں کفار کا داخل ہونا جائز نہیں ہے۔  
اس سے کہ اللہ تعالیٰ کا رشا ہے: "إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا" (۱) (شُرک جو ہیں سو پید ہیں سوز و یک نہ آنے پا میں مسجد حرام کے اس برس کے بعد)۔ حضرت عمرؓ نے کفار کو حرم مکہ سے باہر یا حنیہ بے تبار کی طرح حرم مکہ میں کفار کے دخول کو جائز کہا ہے البتہ اقامت کی جارت نہیں ہے<sup>(۲)</sup>۔

وہم۔ فقہاء کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے کہ حرم کے بغیر حرم کی میں داخل ہونا جائز ہے یا نہیں۔ اس مسئلہ کی تفصیل "حرم" کی اصطلاح میں ہے۔

سوم۔ حرم کی میں ایک نماز ثواب کے اعتبار سے ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے، فرض ساتھ کرنے میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "صلاة في مسجد هذا أفضل من ألف صلاة فيما سواه من المساجد إلا المسجد الحرام" (۳) (میری اس مسجد میں ایک نماز او کرنا دوسری مسجد میں ہزار نماز او کرنے سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے)۔ ثواب کے کئی گنا ہونے میں حرم کی بھی مسجد

چہارم۔ حرم کی میں ان اوقات میں نماز او کرنا مکروہ نہیں ہے: ان اوقات میں نماز مکروہ قرار دی گئی ہے کیونکہ جبیر بن مطعم کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یا بنی عبد مناف لا تصنعوا أحدا طواف بهذا البيت وصلى فيه ساعة شاء من ليل أو نهار" (۴) (اے بنی عبد مناف! کسی شخص کو اس گھر کے طواف کرنے اور اس میں نماز او کرنے سے نہ روکو، خواہ وہ رات یا دن کے کسی حصہ میں طواف کرے یا نماز او کرے)۔

پنجم۔ حرم کا شکار حرام ہے، جس نے شکار کیا اس پر جزا لازم ہے<sup>(۵)</sup>، جیسا کہ "حرام" کی بحث میں اس کی تفسیر ہے۔

ششم۔ حرم کی میں قتال کرنا، خون ریزی کرنا، ہتھیار اٹھانا حرام ہے، اسی طرح حنیہ اور حنابلہ کے نزدیک حرم کی میں ن لوگوں پر حد جاری کرنا حرام ہے، جنہوں نے حرم کی سے باہر قاتل سزا جہانم کا ارتکاب کیا ہو، ان لوگوں کے برخلاف مالکیہ اور شافعیہ نے علی الاطلاق حد جاری کرنے کی اجازت دی ہے۔ حرم کی کے اندر ارتکاب جرم کرنے والے پر حرم کے اندر حد جاری کرنا بالاتفاق جائز ہے<sup>(۶)</sup>، جناب رسول اللہ ﷺ کے اس رشا کی بنا پر: "ین مکة

(۱) لفظ مساجد میں ۱۰۲۔

(۲) لفظ مساجد میں ۱۰۵، جبیر بن مطعم کی حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے صاحب تحفۃ الاحوذی نے لکھا ہے: "یورادونے اس حدیث کی روایت کی اور اس پر خاصوشی ہتیار کی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی اس کی روایت کی، منذری نے ترمذی کی تصحیح نقل کر کے اس سے اتفاق کیا (تحفۃ الاحوذی ۶۰۵/۲، ۶۰۶)۔"

(۳) ملاحظہ ہو: الاکم ۱۹۰/۲، اور اس کے بعد کے صفحات، اسمیٰ سر ۳۳۲، جوہر الاکلیل ۱۹۳۔

(۴) حاشیہ ابن ماجہ میں ۲۵۶/۲، ۲۵۲، ۱۶۳، جوہر الاکلیل ۲۳۳/۲، اسمیٰ ۲۳۹/۸۔

(۱) سورہ بقرہ ۲۸۔

(۲) اسمیٰ ۱۸/۵۳۔

(۳) حدیث: "صلاة في مسجد هذا أفضل من ألف صلاة..." کی روایت مسلم و نسائی نے حضرت ابوہریرہؓ سے کی ہے، ابن عبد البر فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہؓ سے صحیح ثابت و درستی سندوں کے ساتھ یہ حدیث مروی ہے، عراقی فرماتے ہیں کہ توہم سے نقل اصول کا اصطلاحی مفہوم انہیں ہے بلکہ شہرت مروی ہے (فیض القدیر ۲۳۷/۲)۔

## اختصاص ۶۶

لوگوں نے حرام نہیں قرار دیا ہے، لہذا کوئی شخص جو اللہ و رسولؐ کی عزت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے مکہ میں خون ریزی کرنا و رکونی درخت کاٹنا جائز نہیں۔

نہم۔ حرم کے لفظ (اس کا پڑا ہوا مال) کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، حنفی، مالکیہ و حنبلیہ کا مسلک و امام شافعی کی دو روایتوں میں سے ایک روایت یہ ہے کہ حرم کا لفظ حل (غیر حرم) کے لفظ کی طرح ہے، امام احمد کا ظاہر کلام اور امام شافعی کی ایک روایت یہ ہے کہ جس شخص نے حرم کا لفظ اٹھایا اس کی ذمہ داری ہے کہ بیشک اس کا امداد کرنا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک آجائے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "لا ینقطع لفظہ الا من عرفہا" (۱) (حرم کا لفظ کسی ایسے شخص کا ہونا چاہئے جس کا علم ہو کہ حرم کونساں ہیں۔)

نہم۔ مدنی و شافعی حرم میں چار ہے، جیسا کہ حج کی بحث میں اس کو بیان آیا ہے، "اس کی کچھ مٹی ڈالنا، چار نہیں ہے" (۲)۔

ج۔ مسجد مکہ:

۶۶۔ مسجد مکہ کی دو تمام خصوصیات ہیں جو حرم مکہ کی ہیں، کیونکہ مسجد مکہ حرم مکہ ہی کا ایک حصہ ہے، مسجد مکہ کی کچھ مٹی یہ خصوصیات یہ ہیں:

۱۔ اس کی زیارت کا قصد کرنا، اس کے سے مستحق نہ کرنا جائز ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "لا تشدد الرحاں الا الی ثلاثة مساحد المسجد الحرام، ومسجد الرسول، والمسجد الأقصى" (۳) (سفر میں یہ جانے کا نہ۔)

(۱) کلیبی ۲۰۰، ابھی ۳۲/۵، حدیث: "لا ینقطع لفظہ" کی روایت بخاری اور مسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس سے کتاب الحج میں دی ہے (فتح الباری ۳۹۳، صحیح مسلم ۲/۲۸۷)۔

(۲) الام ۱۹۰، ابھی ۵۵۶۔

(۳) حدیث: "لا تشدد الرحاں" کی روایت بخاری نے تصنیف میں ۴۰۰

حرمہا اللہ ولم یحرمہا الناس، فلا یحل لامرئ یمسک باللہ والیوم الآخر ان یمسک فیہا دما" (۱) (مکہ کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے، انسانوں نے حرام نہیں قرار دیا ہے۔ لہذا کوئی شخص جو اللہ اور رسولؐ کی عزت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے مکہ میں خون بہانا حلال نہیں)۔ نیز رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "لا یحل لاحدکم ان یحمل السلاح بمکة" (۲) (تم میں سے کسی کے لئے مکہ میں ہتھیار اٹھانا جائز نہیں ہے)۔

ہفتم۔ حرم کی میں جرم قتل کی صورت میں خون بہا زیادہ ہماری لازم ہوتا ہے، جس شخص کو حرم میں قتل کیا گیا اس کے بارے میں حضرت عمر بن الخطابؓ نے ایک دہیت (خون بہا) اور ایک تہانی دہیت کا فیصلہ فرمایا، بعض فقہاء کے نزدیک ہماری دہیت لازم نہیں ہوگی (۳)، اس کی تفصیل "دہیت" کی اصطلاح کے تحت ہے۔

ہشتم۔ اس کے درختوں کو کاٹنا: اس پر اتفاق ہے کہ حرم مکہ کے کسی درخت کو کاٹنا جائز نہیں ہے (۴)، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "ان مکة حرمہا اللہ ولم یحرمہا الناس، فلا یحل لامرئ یمسک باللہ والیوم الآخر ان یمسک فیہا دما ولا یعصد فیہا شجرة" (۵) (بے شک مکہ کو اللہ نے حرام قرار دیا،

(۱) حدیث: "ان مکة حرمہا اللہ..." کی روایت بخاری اور مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے ہے (الموطا والرحاں ۳۱۵، حدیث نمبر ۸۶۰ تا ۸۶۱)۔

(۲) حدیث: "لا یحل لاحدکم..." کی روایت امام مسلم نے حضرت جابرؓ سے "کتاب الحج، باب البھی من حمل السلاح بمکة بلا حرجہ" میں کی ہے (۹۸۹، تحقیق محمد عبدالمبارک)۔

(۳) مصنف مدار فی ۱۹، ۲۰، سنن ابی نعیم ۱۸، ابھی ۷۲/۷۔

(۴) سنن ابی نعیم ۱۸، ۷۲، جوہر الاکلیل ۱۹۸، ۱۹۹، ابھی ۳۲۹۔

(۵) حدیث: "ان مکة حرمہا اللہ..." کی روایت بخاری اور مسلم نے کتاب حج میں کی ہے۔

## اختصاص ۶۷

تین مسجد کے ہے: مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ۔

دوم: اس میں مقتدی کا امام سے آگے بڑھنا، کعبہ شرف کی خصوصیات میں اس کا درجہ چٹا ہے۔

تیسری طرح کچھ مقامات پر حج میں کچھ اہمال کے ساتھ خصوصیتیں ہیں، ان میں کعبہ مقامات میں حجام، ینا، سب یا تخب ہے، مشاعرہ، منی، مزدلفہ و حرم کے مکانی میقات۔ اس کی تفصیل ”حج“ اور ”حرام“ کی صفحات میں ملے گی۔

دومینہ منورہ:

۶۷- ہ: مدینہ منورہ مقام حیر سے لے کر ٹونک مقام حرم ہے، نہ اس کا شکار حلال ہے، نہ اس کا درخت کاٹنا<sup>(۱)</sup>، یہ شافعیہ مالکیہ، حنابلہ، امام زہری وغیرہم کا مسلک ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا رشتہ و ہے: ”ای ابراہیم حرم مکہ ودعا لہا، وانی حرمت المدینۃ کما حرم ابراہیم مکہ، وانی دعوت فی صاعہا و مدینہا ہمثل ما دعا بہ ابراہیم لأهل مکہ“<sup>(۲)</sup> (بیٹک اور تیم عیدہ السلام نے مکہ کو حرام قرار دیا اور اس کے لئے دعا فرمائی، اور میں نے مدینہ کو حرام قرار دیا جس طرح ابراہیم نے مکہ کو حرام قرار

دیا، اور میں نے مدینہ کے صاع اور مکہ کے بارے میں دعا کی جس طرح ابراہیم نے اہل مکہ کے لئے دعا فرمائی)۔

مدینہ منورہ کے حرم ہونے سے حنفیہ، شافعیہ اور عبد اللہ بن مبارک نے اختلاف کیا ہے اس حضرت کا کہنا ہے کہ مدینہ منورہ کا کوئی حرم نہیں ہے، کسی کو اس کا شکار پکڑنے اور اس کا درخت کاٹنے سے نہیں روکا جائے گا، ”پر جو حدیث گذری اس سے رسول اللہ ﷺ کا مقصد مدینہ منورہ کو حرام قرار دینا نہیں تھا بلکہ آپ کی مشائخ کی حدیث کی تائید کی تھی کہ مدینہ کی آراش کی چیزیں باقی رہیں تاکہ لوگ اس سے مانوس رہیں، کیونکہ طحاوی اور ہزار نے رسول اللہ ﷺ کا یہ رشتہ نقل کیا ہے: ”لا تھلموا الاطام لابیہا ذبۃ المدینۃ“<sup>(۱)</sup> (مدینہ کے قلعوں کو نہ ہدم نہ کرو، کیونکہ وہ مدینہ کی زینت ہیں)، اور مسلم نے اس ارشاد کی روایت کی ہے: ”ہا اہا عمیر ما فعل المغیر؟“ (اے ابو معیر، مغیر کا کیا ہوا؟) غیر ایک قسم کا شکار ہے<sup>(۲)</sup>۔

سوم: ذی کعدہ منورہ میں رہائش اختیار کرنے سے روکا جائے گا، اس میں داخل ہونے سے نہیں روکا جائے گا<sup>(۳)</sup>۔

سوم: امام مالک نے اپنے دور کے فقہاء مدینہ کے لجماء کو خیر

(۱) حدیث: ”لا تھلموا الاطام...“ کی روایت ہزار نے ان الفاظ میں کی ہے: ”لہی عن دھام المدینۃ ان تھلم“، یعنی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند صحیح ہے مگر اس میں اس کی سند میں جس کی ٹیپی ہیں، میں نہیں نہیں جانتا ہوں، اس حدیث کے باقی روایات صحیح بخاری کے روا ہیں، مملہ القاری ۱۰/۲۲۹، مجمع الروایۃ ۱۳/۱۰۱، کشف المستدرکین رواۃ ابو ار ۵۳/۲، تحقیق حبیب الرحمن طحطا۔

(۲) حدیث غیر کے لئے حکیمہ مملہ القاری شرح صحیح البخاری ۱۰/۲۲۹، اعلام المساجد ۲۳۳، معنی عبد الرزاق ۹/۲۳۳، کنز ۲/۲۳۳، اطام ہادی مدینہ منورہ کے قلعے تھے، اطام اطم کی جمع ہے (تہذیب الصحاح)۔

(۳) ابن ماجہ ۲۵۳، معنی عبد الرزاق ۱۱/۵۱، ۱۰/۵۵، سنن ابی یوسف ۲۰۸/۸۔

= فصل الصلاة فی مسجد مکہ میں کی ہے اور مسلم نے کتاب الحج ”باب لا تشد الرجال إلا بالی ثلاثہ مساجد“ میں روایت کی ہے اور ابوداؤد نے کتاب الناسک ”باب فی إنبان المدینۃ“ میں روایت کی ہے (اللوک و مر جلد ۱، ۳۲۳، حدیث نمبر ۸۸۲)۔

(۱) جابر بن عبد اللہ ۱۹۸، ”تور“ ”تور“ مدینہ منورہ کے دو پہاڑ ہیں، حکیمہ تہذیب الصحاح (غیر)، لغت السیاح (تور)۔

(۲) حدیث: ”ان ابراہیم حرم مکہ“ کی روایت بخاری نے کتاب الحج میں ”باب یو مکہ صاع النبی ﷺ“ میں اور مسلم نے کتاب الحج ”باب فصل المدینۃ“ میں کی ہے (صحیح البخاری ۱۰/۲۲۹، مسلم ۹۹۱/۲)۔

## اختصاص ۶۸

و حد پر مقدم کیا ہے (۱)۔

واجعل موتی فی بلد رسولک“ (۱) (اے اللہ مجھے پٹی راہ میں شہادت نصیب فرما)۔ اپنے رسول کے شہر میں مجھے موت (۱)۔ انتخاب کا سبب حضرت بن عمرؓ کی روایت ہے جو ترمذی میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”من استطاع ان يموت بالمدينة فليمت بها، فإني أشجع لمن يموت بها“ (۲) (جو مدینہ منورہ میں موت پائے وہ مدینہ میں مرے، کیونکہ میں مدینہ میں مرنے والے کی شفاعت کروں گا)۔

۷۔ مسجد نبوی (ﷺ):

۶۸۔ مسجد نبوی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں نماز ادا کرنا مسجد حرام کے علاوہ ہر مسجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے، کیونکہ بخاری و مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”صلاة في مسجد حرام هذا الفصل من ألف صلاة فيما سواه إلا المسجد الحرام“ (۳) (میری اس مسجد میں ایک نماز مسجد حرام کے سوا دوسری مسجد میں ہزار بار سے افضل ہے)۔

مسجد نبوی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے لئے مستقل سفر کرنا جائز ہے، حدیث: ”لا تشد الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد“ (۴) کی روایت سے جو پہلے گزر چکی ہے، جس میں مسجد نبوی کا

چہارم: مدینہ منورہ میں قیام رنائی و عمرے مقام میں قیام کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے، خواہ وہ وہاں مقام مکہ مکرمہ ہی ہو، کیونکہ مدینہ منورہ مسلمانوں کی ہجرت گاہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”تفتح اليمن ليعني قوم يسنون، فيتحملون بأهليهم ومن أطاعهم، والمدينة خير لهم لو كانوا يسمون، وتفتح الشام ليعني قوم يسنون فيتحملون بأهليهم ومن أطاعهم، والمدينة خير لهم لو كانوا يعلمون“ (۵) (یعنی فتح ہوگا تو ایک قوم اہل سنت ہونگے جو اپنے گھر والوں اور ماٹے والوں کے ساتھ یمن آجائے گی، حالانکہ مدینہ ان کے سے زیادہ بہتر تھا اگر وہ لوگ جانتے، شام فتح ہوگا تو ایک قوم اہل مائتے ہوئے اپنے گھر والوں اور ماٹے والوں کے ساتھ شام آجائے گی، حالانکہ مدینہ ان کے لئے زیادہ بہتر تھا اگر وہ لوگ جانتے عراق فتح ہوگا تو ایک قوم اہل مائتے ہوئے اپنے گھر والوں اور ماٹے والوں کے ساتھ عراق آجائے گی، حالانکہ مدینہ ان کے سے بہتر تھا اگر وہ لوگ جانتے)۔

پہنچم: مؤمنین کے لئے حب ہے کہ ہر جگہ سے کثرت مدینہ منورہ میں آجئے تاکہ مدینہ منورہ میں سے موت نصیب ہو، حضرت عمرؓ نے خطاب و عائر مائے تھے: ”اللهم اوردقني شهادة في سبيلك،

(۱) حوالہ الاکلیل ۱، ۷، (اعلام المساجد) ص ۲۶۱۔

(۲) حدیث: ”تفتح اليمن ليعني قوم...“ کی روایت بخاری نے ”الفضائل الممدیة“ میں، مسلم نے کتاب الحج ”باب الفرج فی المدينة“ میں، امام مالک نے (موطا) ص ۸۸ (۲) ”باب ما جاء فی منکى المدينة“ میں کی ہے ملاحظہ ہو: فیض القدیر ص ۲۶۰۔

(۱) حضرت عمرؓ کے ارشاد: (اللهم اوردقني...) کی روایت بخاری نے کتاب البہار ”باب الدعاء بالجهاد والشهادة“ میں کی ہے (فتح الباری ص ۴۰۰) یہ اثر من کتابیں میں بھی ہے موطا امام مالک ص ۲۶۲، مختلف مہاجرین ص ۲۶۲/۵، المجموع ص ۱۰۳/۵ طبع ۱۴۰۳ھ م ۱۴۲۲ھ مساجد ص ۲۳۸۔

(۲) حدیث: ”من استطاع...“ کی روایت احمد ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے کی ہے یہ حدیث صحیح ہے (فیض القدیر ص ۵۳)۔

(۳) حدیث: ”صلاة في مسجد حرام...“ بخاری اور مسلم میں ہے (۲۶۲) والمرجوع ص ۲۳۳ حدیث نمبر ۸۸۱، احمد ترمذی، ابن ماجہ نے بھی اس کی روایت کی ہے (فیض القدیر ص ۲۶۶)۔

(۴) اس حدیث کی ترجیح گزر چکی ہے۔

بھی رہے۔

اختلاف ہے کہ پختاب یا پختاب خانہ کرتے وقت بیت المقدس کی طرف رخ کرنا ضروری ہے یا نہیں، بعض علماء نے سے مروی روایت پر رد کیا ہے، یہ کہ بیت المقدس پر قبضہ تھا، اور وہ حضرت نے سے مباح قرار دیا ہے۔ اس مسئلہ کا ترقی نامہ نے کتاب الطہارۃ میں جواب اختیار کرتے وقت کیا ہے (۱)۔

ج- زمزم کا کنواں:

۱- ۱۰۰۰ پانیوں کے مقابلہ میں زمزم کے پانی کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے پینے کے مخصوص آداب ہیں، ایسے کاموں میں اس کا استعمال جائز نہیں جس سے اس کی بے حرمتی ہوتی ہے، مثلاً نجاست، ہیکہ کا ازالہ۔ اس مسئلہ میں اختلاف اور تفصیل ہے جس کا بیان ”آبار“ کی اصطلاح (فقہ ۵۲۳۳ جلد اول) میں ہو چکا ہے۔

۱۰ لاییت اور خلیفہ کی کے ساتھ اختصاص

۱۱- ۱۰۰۰ پانیوں کے مقابلہ میں زمزم کے پانی کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے پینے کے مخصوص آداب ہیں، ایسے کاموں میں اس کا استعمال جائز نہیں جس سے اس کی بے حرمتی ہوتی ہے، مثلاً نجاست، ہیکہ کا ازالہ۔ اس مسئلہ میں اختلاف اور تفصیل ہے جس کا بیان ”آبار“ کی اصطلاح (فقہ ۵۲۳۳ جلد اول) میں ہو چکا ہے۔

تخصیص کرنے والے شخص کی شرطیں:

۱۲- الف- وہ شخص تصرف کرنے کا اہل ہو۔

ب- صاحب لاییت ہو، خواہ عموماً لاییت ہو، جیسے میر، تافض وغیرہ، یا خصوصی لاییت ہو، مثلاً باپ وغیرہ۔

ج- صاحب ملک ہو، اس لئے کہ صاحب ملک کو تھپا رہے کہ اپنی ملکیت کے ساتھ جس کو چاہے اپنی شرطوں کے مطابق

(۱) جوہر الکلیل ۲/۱۸۱، کسی لفظ الی ۱/۱۸۱، علامہ مساجد ص ۲۹۲۔

۱۱- مسجد قبا:

۱۲- مسجد قبا کی خصوصیت یہ ہے کہ جو شخص مسجد قبا میں آکر نماز کرے، اس سے ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے، یونکہ سنانی نے ہل بن حنیف سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”مَنْ حُجَّ حَتَّى يَأْتِيَ هَذَا الْمَسْجِدَ - مَسْجِدَ قَبَاءَ - فَصَلَّى فِيهِ كَانَ لَهُ عِدْلُ عُمْرَةٍ“ (۱) (جو شخص نکل کر اس مسجد (یعنی مسجد قبا) میں آئے اور اس میں نماز ہو کر اس کے لئے یہ عمل عمرہ کے برابر ہے)۔ سنن ترمذی میں سید بن ظہیر سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”الصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ قَبَاءَ كَعُمْرَةٍ“ (۲) (مسجد قبا میں نماز عمرہ کی طرح ہے)، اسی لئے مسجد قبا میں آکر نماز پڑھنا مستحب ہے (۳)۔

۱۳- مسجد قحس:

۱۴- مسجد قحس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے لئے مستغنی کرنا (فذر حال) جائز ہے، یہ بات گداری کی ہے، اس بارے میں

(۱) اس حدیث کی روایت سنانی نے کی ہے اب فضل مسجد قبا ۲/۲۷۳ طبع الحجازیہ، احمد اور حاکم نے بھی اس کی روایت کی ہے (فتح الکبیر ۳/۱۸۸)۔  
(۲) حدیث ”الصَّلَاةُ فِي...“ کی روایت ابن ماجہ (طبعی المجلد الحلی شراہ ۳/۳۷۲ ھ ۱۵۲۲/۲۵۲۲) سے حضرت اسید بن ظہیر اصابی کی حدیث سے ہیں کیا ہے ”الصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ قَبَاءَ كَعُمْرَةٍ“ (مسجد قبا میں ایک نماز ایک عمرہ کی طرح ہے) اور ترمذی (۱۳۶۲ طبع الخیر) نے اس کی روایت کی وہ کہ یہ روایت سنانی بن حنیف سے بھی مروی ہے وہ مزید کہ اسید کی حدیث حسن غریب ہے اسید بن ظہیر کی کوئی روایت صحیح نہیں نہیں معلوم ہو کہ حدیث کے وہ ہم اس حدیث کو صرف اسناد میں عبد اللہ بن جعفر کی روایت سے جانتے ہیں۔

(۳) مرآۃ المفاتیح ص ۲۰۹۔

## اختصاص ۷۴-۷۵

مخصوص کرے۔

۷۴ حکام مسلمانہ کی تابوں میں تحصیل سے تنگ کی ہے۔

لوگوں کو کوئی عہدہ دینے یا مال وغیرہ دینے میں مصلحت کا لحاظ نہیں ہے، مثلاً کسی دینے میں کسی درحقیقت کی متعین زمین کو اس لئے مخصوص کرنا ہے کہ اس میں صدقات کے جانور یا جہاد کے گھوڑے چرائے جائیں، اسی طرح بعض ارضی بعض لوگوں کے لئے بطور جائیداد، کاری کے لئے مخصوص کر دینا، اور بعض عمومی سہولت کی چیزیں، مثلاً راستے اور بازار لگانے کی جگہ کے لئے بعض زمینوں کا مخصوص کر دینا۔

بعض ضروری سامانوں سے ٹیکس ختم کر دینا یا کم کر دینا تاکہ مسلمانوں کے بازاروں میں وہ سامان کثرت سے آئیں، چنانچہ حضرت عمرؓ مہلبیوں سے گیسوں اور زیتون کے تیل سے بیسواں حصہ لیتے تھے تاکہ مدینہ منورہ میں یہ مال کثرت سے لایا جائے، اور دانوں یعنی چنانچہ، اہل سے دسواں حصہ لیتے تھے (۲)۔

### مالک کا اختصاص:

۷۵۔ اگر تخصیص کرنے والا صاحب ملک ہو تو اپنی ملکیت کے ایک حصہ میں اس کے تصرف کرنے کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کے اس اختصاص (تصرف) سے کوئی ضرر یا سائنہ پیدا ہو، لہذا مالک کو تہائی مال سے زیادہ ملی ملکیت کرنے سے منع کر دیا گیا ہے، چونکہ اس میں مرنا، مافقتسان ہے، اور اس شرط جب کے بغیر اپنی اولاد میں سے بعض کو عطیہ دینے اور بعض کو خیرم کرنے سے منع کیا گیا ہے،

صاحب ولایت کا اختصاص:

۷۴۔ اگر تخصیص کرنے والا صاحب ولایت ہو تو تخصیص کی صحت کے لئے شرط یہ ہے کہ اختصاص اس فرد یا فرد کی مصلحت کو پورا کرنے والا ہو جو اس کے زیر ولایت ہیں۔ اسی لئے فقہاء کہتے ہیں: "تصرف دي الولاية منوط بالمصلحة" (صاحب ولایت کا تصرف مصلحت سے مربوط ہے)، اس لئے کہ ولایت امانت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إنها أمانة، وإنها يوم القيامة حوري وعمامة إلا من أحسنها بحفظها وأذى الذي عليه ليها" (۱) (اگر بیشک امانت امانت ہے اور وہ قیامت کے روز سوانی اور نہ مت ہے سوائے اس شخص کے جس نے اس کے حق کے ساتھ اسے لیا اور امانت کے بارے میں اپنی ذمہ داریاں پوری کیں)۔ ابن تیمیہ نے "المیقات الشریعہ" میں لکھا ہے: "إن وصي التيمم وناظر الموقف عليه أن يتصرف له بالاصلح فالأصلح" (۲) (تیمم کے وصی اور وقف کے ناظر کی ذمہ داری ہے کہ تیمم اور وقف کے بارے میں بہتر سے بہتر اقدام کریں)۔

اس قسم کے اختصاص کی ایک مثال یہ ہے کہ بعض کامیوں کو کسی خاص شہر یا کسی خاص شہر کے کسی خاص حصہ کا عہدہ تقسیم پنا جائے، یا کسی متعین فتنہ مند سب کے مطابق فیصلہ رائے کا پابند بنایا جائے، یا کسی خاص نوٹ کے مقدمات مثلاً مناکحات یا سندہ یا منظام وغیرہ دیکھنے کا اختیار دیا جائے۔ اس مسئلہ پر فقہاء نے کتاب التنازع اور

(۱) لا حلیۃ تجرۃ لکام الامراء، الحکام مسلمانہ للماورئی رحمہ اللہ، ص ۱۷۲، فتح القدیر ۵۵/۵، مجمع البحرین ۴/۱۷۲۔

(۲) الأصول والیٰ عبید رحمہ اللہ، ۵۳۳، معنی مدارق ۶، ۹۹، ۱۰۰، ۳۳۵، مصنف عبدلرراق میں بدوایت لائی ذکر ہو گئی ہے لہذا اسے ضروری ہے۔

(۱) حدیث "إنها أمانة، وإنها يوم القيامة حوري وعمامة إلا من أحسنها بحفظها وأذى الذي عليه ليها" کی روایت مسلم نے کی ہے، ۱۳۵۷، حدیث مسند ۱۸۲۵، تحقیق محمد عبدالمالک۔

(۲) سیاست الشریعہ رحمہ اللہ، ۱۳، طبع دارالکتب المصریہ، مصر۔



## اختصاب ۱-۲

یونکہ یہ رنے سے ان کے دلوں میں ایک دہرے کے خلاف بغض و کینہ پیدا ہوگا (۱)۔

# اختصاب

تعریف:

۱۔ لغت میں اختصاب خشاب استعمال کرنے کو کہتے ہیں، خشاب وہ دھات اور کھم (ہمسہ جس سے خشاب بناتے ہیں) وغیرہ جس کے درمیان کسی چیز کا رنگ بدل جائے (۲)۔  
اختصاب کا اصطلاحی معنی لغوی معنی سے الگ نہیں ہے۔

متعلقہ الفاظ:

الف۔ صغ، صباغ:

۲۔ صغ دو سالن ہے جس سے (کھانا) رنگا جاتا ہے قرآن کریم کی رن و دل آیت میں صغ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے: "وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِاللِّثْمِ وَصِیْعٌ لِلْكَافِرِینَ" (۳)  
(اور ایک درخت بھی جو طور سیناء میں پیدا ہوتا ہے جو کتا ہے تیل لیے ہوئے اور کھانے والوں کے لئے سالن لیے ہوئے)۔

مفسرین نے کہا ہے کہ اس آیت میں "صغ" سے زیتون کا تیل مراد ہے، یونکہ اس میں ڈبہ سے روئی رنگین ہو جاتی ہے، مراد یہ ہے کہ زیتون کا تیل سالن ہے، اس میں ڈبہ روئی رنگین کی جاتی ہے۔



(۱) لسان العرب: ۱۰۸ (حب)۔

(۲) سورہ مومن: ۲۰۔

## اختصاب ۳-۶

ب- ظریف:

۳- لغت میں ظریف کا معنی ہے: انگلیوں کے کناروں کو رگین نہا، کہا جاتا ہے: طرقت الجارية بسانها، سب لڑکی اپنی انگلیوں کے پوروں کو حناء سے رگین کرے، جس لڑکی نے ایسا کر رکھا ہوا ہے "مطرقة" کہتے ہیں (۱)۔

ج- نقش:

۴- لغت میں نقش کا معنی ہے: نمونہ (یعنی مختلف رنگوں سے نقش و نگار کرنا اور مزین کرنا)، کہا جاتا ہے: نقشه ينقشه نقشا وانقشه: اس نے اس کو مزین کیا، وہ منقوش یعنی آراستہ ہے (۲)۔

اختصاب (خضاب لگانے) کا شرعی حکم:

۵- خضاب کا رنگ کیا ہے اور خضاب لگانے والا انسان مرد ہے یا عورت، اس کے اعتبار سے خضاب لگانے کا حکم مختلف ہوتا ہے، جیسا کہ اس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔

خضاب استعمال کرنے و نہ کرنے کے درمیان موازنہ:

۶- شہ کا فی سے قاضی عیسیٰ کا قول نقل کیا ہے (۳): خضاب استعمال کرے یا نہ کرے، جس خضاب کے بارے میں صحابہ تابعین کے دور میں سے اختلاف پیدا ہوتا ہے، بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ خضاب فائز کرم الفضل ہے، تاکہ بڑھاپے کی غید کی باقی رہے۔ ان حضرات نے پیری کی سفیدی بدلنے کی ممانعت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ

(۱) سنن العرب: بارہ طرفہ۔

(۲) لسان العرب: بارہ (نقش)۔

(۳) نیل الاوطار ۱/ ۱۱۷ اور اس کے بعد کے صفحات طبع المصباح العشریہ

۱۳۵۷ھ

کی ایک حدیث بھی روایت کی ہے (۱)

بعض حضرات کے نزدیک خضاب ستموں کا فضل ہے، چونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "عَبَّروا السَّيْبَ وَلَا تَسْهَوْا بِالْيَهُودِ" (۲) (بڑھاپے کی سفیدی کو بدل لو اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو)، ایک روایت میں یہود کے ساتھ "نساری" کا بھی ذکر ہے (۳)۔ نیز رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "يَا يَهُودُ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبِغُونَ فِي حَالِ تَوَهُمٍ" (۴) (یہود اور نساری نہیں رنگتے، جبکہ تم اس کی مخالفت کرو)۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رنگنے اور بڑھاپے کی سفیدی بدلنے کی عادت یہود و نصاریٰ کی مخالفت نہ ہے، اس سے خضاب لگانے کے تقاب کا موکدوم معلوم ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس کتاب کی مخالفت پر بہت رونا دیتے تھے اور اس کا حکم مانتے تھے۔

صحابہ تابعین، غیہ نام کے ایک گروہ نے خضاب کے بارے

(۱) جامع شکاکی کی مراد حضرت ابن مسعودؓ سے مروی وہ حدیث ہے جس کی روایت ابو داؤد اور نسائی نے کی ہے "كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكْرَهُ عَنَّا عِلَالًا، الصَّغِيرَةَ سَمِيَّيَ الْخُلُقِ - وَكَبِيرَةَ النَّسَبِ" (۱) (رسول اللہ ﷺ ہمیں مالداروں کو اپنی طرف مائل تھے: چھوٹے رنگ میں رنگنا، بڑھاپے کی سفیدی کو بدلنا) (نیل الاوطار ۱/ ۱۱۷ اور اس کے بعد کے صفحات طبع المصباح العشریہ)۔

(۲) حدیث: "عَبَّروا السَّيْبَ وَلَا تَسْهَوْا..." کی روایت ترمذی سے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ سے کی ہے اور ملتا ہے یہ حدیث جس درجہ ہے اس کے ہم معی حدیث کی روایت بخاری و مسلم و غیرہ سے بھی کی ہے (تحت ۱۱۵/ ۵۳۳ طبع المصباح العشریہ)۔

(۳) "وَالنَّصَارَى" کی نیا دینی احمد اور ابن حبان کی روایت میں آئی ہے (تحت ۱۱۵/ ۵۳۳)۔

(۴) حدیث: "يَا يَهُودُ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبِغُونَ..." کی روایت شعبی کی ہے (نیل الاوطار ۱/ ۱۱۷ اور اس کے بعد کے صفحات طبع المصباح العشریہ)۔

## اختصاف ۷

رسول اللہ ﷺ اختصاف کا استعمال فرماتے تھے، اور کچھ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اختصاف کا سنتے نہیں فرماتے تھے (۱)۔ پہلی قسم کی احادیث میں سے بعض یہ ہیں:

عثمان بن عبد اللہ بن موعب فرماتے ہیں: ”دحنا عسی ام سلمة فخرجت إلینا من شعر رسول اللہ ﷺ فإذا هو مخضوب“ (۲) (ہم لوگ حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے ہمیں دکھانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کا موئے مبارک دکھایا، وہ اختصاف آلود تھا)۔

حضرت ابن عمرؓ پیلے رنگ کے اختصاف سے اپنی داڑھی کو اس قدر رنگتے تھے کہ ان کے کپڑے بھی پیلے ہو جاتے تھے، ان سے اس بارے میں کہا گیا تو انہوں نے فرمایا: ”إني رأيت رسول اللہ ﷺ يصبغ بها، ولم يكن شئ أحب إليه منها، وكان يصبغ بها ثيابه حتى عمامته“ (۳) (میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ پیلے رنگ سے داڑھی رنگتے تھے، کوئی رنگ آپ کو اس سے زیادہ پسند نہ تھا، آپ اس سے اپنے کپڑے حتیٰ کہ عمامہ بھی رنگتے تھے)۔

میں، یہ حدیثی بنا پر اختصاف کا استعمال یا پھر ان میں سے ایک حضرت زور رنگ کا اختصاف استعمال فرماتے تھے، انہیں میں سے حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہم بھی تھے، کچھ حضرات نے حناء اور کتیم (وسمہ) کا اختصاف استعمال فرمایا، بعض حضرات نے زعفران سے اختصاف کیا، ایک جماعت نے کالے رنگ کا اختصاف استعمال کیا نہیں میں سے حضرت عثمان بن عفان، حسن، حسین، عقبہ بن عامر وغیرہم تھے۔

شوکانی نے طبری کا یہ قول نقل کیا ہے (۱): صحیح بات یہ ہے کہ اختصاف استعمال کرنے والوں سے ممانعت واپس کے بارے میں بنی کرمؓ سے روایت صحیح میں ان کے رمیوں کوئی اثر نہیں ہے، بلکہ بڑھاپے کی سفیدی کو ہٹانے کا حکم اس لوگوں کے لئے ہے جن کے بال ہوقافہ کی طرح مکمل سفید ہو گئے ہوں، اور ممانعت صرف ان لوگوں کے لئے ہے جن کے بال میں حمط ہو (یعنی کچھ بال سفید اور کچھ سیاہ ہوں) (۲)۔

اختصاف کرنے، نہ کرنے کے بارے میں سلف کا اکتشاف ان کے احوال مختلف ہونے کی بنا پر تھا، علاوہ ازیں اختصاف اور ترک اختصاف کے بارے میں امر و نہی، وجوب کے لئے نہیں ہے، اس پر حرج و مرج ہے، یہ اس بارے میں سلف کے ایک امر و نہی نہیں کی (۳)۔

۷۔ صحیح بخاری میں کچھ حدیثیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ

(۱) کالے اختصاف کے بارے میں آثار و صحاح کی روایت طبرانی نے کی ہے اس میں عثمان بن عفان کا اثر طبرانی کے یہاں نہیں ہے (مجمع الزوائد ۵/ ۱۶۲ طبع ۱۳۵۳ھ) اس تمام آٹا کو شوکانی نے ذکر کیا ہے (نیل الاوطار ۱۱۸)۔

(۲) حمط (شین ورمیم کے فقر کے ساتھ) سر کے بالوں کی سیاہی جس میں سفیدی لگی ہوئی ہو (بخاری و صحاح حمط)۔

(۳) نیل الاوطار ۱۱۷ اور اس کے بعد کے صفحات۔

(۱) نیل الاوطار ۱۱۷ اور اس کے بعد کے صفحات۔

(۲) حدیث ”دعنا علی ام سلمة...“ کی روایت بخاری سے کی ہے، اس حدیث کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ اس میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود اس بال میں اختصاف لگا دیا تھا، بلکہ اس بات کا امکان ہے کہ آپ ﷺ کے بال پہلے رنگ لگی ہوئی تھیں، گھنے کی وجہ سے اس کے بعد سرخ ہو گئے ہوں، نیز بہت سے بال جب جسم سے لگ ہو جاتے ہیں اور اس پر ایک مدت گذر جاتی ہے تو ان کی سیاہی سرخی میں بدل جاتی ہے یہ حدیث حدیث مندرجہ ذیل کی ہے (نیل الاوطار ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵

## اختصاب ۸-۹

استعمال کرنے کی نگی کی ہے اس کی پیغی بنی نرم ﷺ کے نشر حالات پر محمول ہے“ (۱)

کن چیزوں سے خضاب لگایا جاتا ہے؟

۸- خضاب کبھی حناء (مہندی) کا لگایا جاتا ہے، کبھی کرم (وسہ) کے ساتھ حناء کا، کبھی دس کا، زعفران کا، کبھی سیاہ رنگ کا وغیرہ۔

اول- سیاہی کے علاوہ دوسرے رنگ کا خضاب لگانا

حناء اور کرم کا خضاب:

۹- حناء اور کرم کا خضاب لگانا مستحب ہے، کیونکہ حدیث شریف میں ارشاد ہے: ”عَبْرُوا الشَّيْبَ“ (۲) (بڑھاپے کی سفیدی کو بدلو)، یہ امر کامیاب ہے، جو یہاں اختصاب کے سے استعمال ہو ہے، نیز بنی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”اِنْ احْسَنَ مَا عَبَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِمْءُ وَالْكُمُ“ (۳) (پیشہ سب سے ستر دیتی جس سے تم بالوں

(۱) میل الاوطار ۱۱۹/۱ اور اس کے بعد کے صفحات۔

(۲) حدیث ”عَبْرُوا الشَّيْبَ“ کی روایت بڑے سے اس اضافہ کے ساتھ کی ہے ”وَاِنْ احْسَنَ مَا هُوَ بِهِ الشَّيْبَ الْحِمْءُ وَالْكُمُ“، اس روایت کے ایک روایت سعید بن بشر ہیں جو ثقہ ہیں لیکن ان میں کچھ ضعف ہے اسی طرح اس حدیث کی روایت طبرانی نے الاوسط میں حضرت عائشہ سے اس اضافہ کے ساتھ کی ہے ”وَلَا تَطْبُخُوا بِالْهَوْدِ وَلَا النَّصَارَى“ طبرانی نے اس کی روایت اپنے ایک شیخ سے کی ہے جن کا نام احمد ہے شیخ نے ان کے در سے اس کہا ہے میں ان کو نہیں جانتا، ظاہر وہ ثقہ ہیں، کیونکہ طبرانی نے ان سے کثرت روایتیں کی ہیں اس روایت کے باقی روایت ثقہ ہیں (مجمع الروايات ۱۶۰/۵)۔

(۳) حدیث ”اِنْ احْسَنَ مَا هُوَ بِهِ الشَّيْبَ الْحِمْءُ وَالْكُمُ“ کی روایت احمد، ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے حضرت ابو ذر سے مرفوعاً کی ہے ترمذی کے الفاظ ہیں ”اِنْ احْسَنَ مَا غَيْرَ بِهِ الشَّيْبَ الْحِمْءُ وَالْكُمُ“ (سب سے بہتر چیز جس سے بالوں کی سفیدی تبدیل کی جائے وہ حناء اور کرم ہے) ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے (تحفۃ جودی ۲۴۵/۵ طبع المستقیم)۔

دوسری قسم کی احادیث میں سے بعض یہ ہیں: حضرت انس کا قول ہے: ”مَا حَصَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ اَنْهُ لَمْ يَلْعَ مِنْهُ الشَّيْبَ اِلَّا قَبِيلاً، وَلَوْ شِئْتُ اَنْ اَعْدَ ضَمَطَاتٍ كُنْتُ فِي رَاسِهِ لَفَعَلْتُ“ (۱) (رسول اللہ ﷺ نے خضاب استعمال نہیں فرمایا، ان کے بال بہت کم سفید ہوئے تھے، اگر میں چاہتا کہ آپ کے سر کے سفید بالوں کو گنوں تو گن سکتا تھا)۔

ابو حنیفہ نے فرمایا: ”رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هَهُهُ مِنْ بَيْضَاءَ“ یعنی عنقہ (۲) (میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ ان کا یہ (حنی، ازھی بچہ) سفید تھا)

شوکانی کہتے ہیں: ”اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ کا خضاب لگانا ثابت نہیں ہے تو بھی خضاب کے مسنون ہونے پر اثر نہیں پڑے گا، کیونکہ احادیث صحیحہ میں اس کے بارے میں بنی کرم ﷺ کا ارشاد قوی موجود ہے“۔

طبری ن احادیث میں بنی نرم ﷺ کا خضاب استعمال کرنا ثابت ہوتا ہے، مرن احادیث میں بنی نرم ﷺ کے خضاب استعمال کرنے کی نفی ہوتی ہے اس طرح تیسرے جے ہیں: ”جس کو جزم کے ساتھ یہ بات معلوم تھی کہ بنی نرم ﷺ سے خضاب استعمال فرمایا اس سے ہٹا، شامہ بیان یا اور ایسا بلاش اوقات ہوتا تھا، اور بنی لوگوں نے بنی نرم ﷺ کے خضاب

(۱) حضرت انس کی حدیث: ”مَا حَصَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ“ کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے (میل الاوطار ۱۱۹/۱ اور اس کے بعد کے صفحات) اور ”صمد“ سر کے بال کی اس سفیدی کو کہتے ہیں جس میں سیاہی مخلوط ہو (مختار الصحاح صمد)۔

(۲) ابو حنیفہ کی حدیث کی روایت ابن ماجہ نے اپنی سند کے ساتھ کی ہے سند مرآت ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور ”صمد“ وہ بال ہے جو نیچے کے موٹ میں ہوتا ہے ایک قول یہ ہے کہ چلے موٹ اور سفیدی کے درمیان کے بالوں کو کہا جاتا ہے (ابن ماجہ ۲۰۰/۲)۔

## اختصاب ۱۰-۱۱

”عکرم بن عمر، بخاری فرماتے ہیں: ”دخلت أنا وأخي رافع  
على أمير المؤمنين عمر، وأنا محسوب بالحناء، وأخي  
محسوب بالصبرة، فقال عمر هذا خصاب الإسلام  
وقال لأخي رافع هذا خصاب الإيمان“ (۱) (میں و میرے  
بیٹائی رافع امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، میں  
حناء کا خصاب لگائے ہوئے تھا اور میرے بیٹائی پیلے رنگ کا خصاب  
لگائے ہوئے تھے، حضرت عمرؓ نے فرمایا: یہ اسلام کا خصاب ہے، و  
میرے بیٹائی رافع سے کہا: یہ ایمان کا خصاب ہے۔)

### دوم- کالا خصاب لگانا

۱۱- کالا خصاب لگانے کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف  
ہے، حنابلہ مالکیہ اور حنفیہ (مام ابو یوسف کے علاوہ) جنگ کے علاوہ  
اور حالات میں کالا خصاب لگانے کو مکروہ قرار دیتے ہیں (۲)۔

جنگ میں کالے خصاب کا استعمال بالاجتماع جائز ہے بلکہ  
پسندیدہ ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کے والد ابوقحافہ  
کے بارے میں جب کہ انیس بنی ارمم ﷺ کی خدمت میں فتح مکہ  
کے سال لایا ”یا اہل مدین کے سر کے بال پرے طور پر سفید تھے،  
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اذهبوا به الى بعض سمانه  
فليغيره، وحبوه السواد“ (۳) (میں نے ان کی بیوی کے پاس

(۱) عکرم بن مروان کی حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے، اس کے ایک  
روایت عبد الرحمن بن حبيب کو ابن شہین نے ثقہ ابو جعفر بن عقیل سے ضعیفہ اور  
جایزہ اس کے باقی روایت ہیں (مجمع الزوائد ۵/۱۵۹)۔

(۲) ابن ابی شیبہ ۵/۷۶ طبع المصنف حاشیہ ابن ماجہ ص ۵۸۔

(۳) حدیث ۳ اذهبوا به الى بعض سمانه... کی روایت ابن ماجہ سے اپنی  
سخن میں کی ہے (۴/۱۱۹ طبع بحیثی المصنف ۳/۳۷۳)، سنن ابن ماجہ کے  
تحقیق لکھتے ہیں: فروکہ میں ہے اصل حدیث کی روایت مسلم سے کی ہے  
لیکن ابن ماجہ کی سند میں ایک روایت یحییٰ بن سلیم ہیں جو مشہور کے ایک

کی سفیدی کو بدلوا حناء اور کتم ہے)۔ اس سے معلوم ہوا کہ حناء اور کتم  
اس بہتر رنگوں میں سے ہے جن سے بالوں کی سفیدی دور کی جاتی  
ہے، سفید بالوں کو رنگنا انہیں دینوں تک محدود نہیں ہے بلکہ اصل حسن  
میں دوسری رنگائی والی چیزیں بھی حناء اور کتم کے ساتھ شریک  
ہیں (۱) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ”احتصب  
ابوبکر بالحناء والکتم، واحتصب عمر بالحناء بحتا“ (۲)  
(حضرت ابو بکرؓ نے حناء و کتم کا خصاب لگایا، حضرت عمرؓ نے تبا  
حناء کا خصاب لگایا)۔

### ورس اور زعفران کے ذریعہ خصاب:

۱۰- حناء و کتم کے خصاب کی طرح ورس اور زعفران کا خصاب  
لگانا بھی صل احتباب میں داخل ہے، صحابہ کی ایک جماعت نے ورس  
اور زعفران کا خصاب استعمال کیا ہے، ابو مالک اشجعی نے اپنے والد  
سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ”کان خصابنا مع رسول  
اللہ ﷺ الورس والزعفران“ (۳) (رسول اللہ ﷺ کے  
ساتھ ہمارا خصاب ورس اور زعفران تھا)۔

(۱) نیل الاوطار، حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۷۵، نہایۃ الحاج ۸/۳۰، البحر علی  
الطیب ص ۲۹۱۔

(۲) حدیث ۴۰۰۰ عصب... کی روایت مسلم نے حضرت انس بن مالک سے کی  
ہے (مجمع مسلم فقہین محمد بن ابی عبد اللہ ص ۱۸۲، طبع بحیثی المصنف ۵/۳۷۳)۔  
اور ”بحتا“ کے معنی مفرود کرنے کے ہیں۔

(۳) ابن ابی شیبہ ۵/۷۶، طبع المصنف، ”ورس“ ص کی طرح ایک  
خشبہ اور گھاس ہے اس کا رنگ سرخی اور زردی کے درمیان کا ہوتا ہے (جوہر  
در کلیں شرح مختصر غریب ۱۸۹۱، مطبعہ المصنف) کتم (کاف و نون پر زبر) ایک  
گھاس ہے جسے حناء میں ملا کر خصاب لگایا جاتا ہے (تجارت المصنف ص ۱۸۹)  
ابو مالک اشجعی عن انسؓ کی حدیث کی روایت امام احمد (۳/۳۷۳) اور یزید  
کی ہے کہ ابن عباسؓ کے علاوہ اس حدیث کے تمام روایت صحیح بخاری کے روایت  
ہیں، اور کہ ابن عباسؓ سے ہیں (مجمع الزوائد ۵/۱۵۹، طبع ۳/۳۷۳)۔

## اختصاف ۱۱

لے جاؤ تاکہ ان کے سر کی سفیدی بدل دے، اور انہیں کالے رنگ سے دھر رکھو۔

حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں: بعض علماء نے حمامین کے لئے کالا خضاب لگانے کی اجازت دی ہے۔ اور بعض علماء نے کالے خضاب کی مطلق اجازت دی ہے، بعض نے صرف مردوں کو کالے خضاب کی اجازت دی ہے عورتوں کو نہیں<sup>(۱)</sup>۔ کالے خضاب کو جابر بن عبد اللہ نے چند دلائل پیش کیے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”اِنَّ احسن ما اختصم به لہما السواد، لو غب لسانکم لیکم، و احب لکم فی صدور اعدائکم“<sup>(۲)</sup> (اگر بیشک تمہارے خضاب کے لئے سب سے بہتر یہ کالا رنگ ہے، تمہاری عورتوں کو تمہاری طرف سے خوب رعب کرنے والا، تمہارے دشمنوں کے دلوں میں تمہاری ہیبت بٹھانے والا ہے)۔

۲۔ حضرت عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ وہ کالا خضاب لگانے کا حکم فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے: ”هو نسکین للروحۃ، و احب للعدو“<sup>(۳)</sup> (وہ دیوی کو سکون دینے والا، دشمن کے دل میں خوب ہیبت پیدا کرنے والا ہے)۔

۳۔ صحابہ کی ایک جماعت نے کالا خضاب استعمال کیا، اور ان پر

= ضمیمہ ہیں۔

(۱) تحفۃ الاخوان ۳۶/۵ مطبعۃ المجلۃ الجدیدۃ مصر۔

(۲) حدیث: ”اِنَّ احسن ما اختصم به...“ کی روایت ابن ماجہ کے ہے المروانہ میں ہے اس کی اسناد حسن ہے (سنن ابن ماجہ ۲/۱۹۷ طبع عینی کتب ۱۳۷۳ھ)۔

(۳) حضرت عمرؓ کے ہز کا ذکر صاحب ”تحفۃ الاخوان“ نے کیا ہے (۲۳۷/۵) بہار صمدۃ القاری (۵۱/۳۲ طبع المیزان) میں ہے۔

اسی نے غیر نہیں کی<sup>(۱)</sup>، انہیں میں سے حضرت عثمانؓ، عبد اللہ بن جعفر، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم میں جو لوگ کالا خضاب لگاتے تھے اور اسی کے قائل تھے ان میں سے صاحب مغازی محمد بن اسحاق، ابن ابی عاصم اور ابن ابی حوزہ بھی ہیں<sup>(۲)</sup>۔

۴۔ ابن شہاب فرماتے ہیں: ”جب چہرہ نیا تھا (جونی تھی) تو ہم لوگ کالا خضاب استعمال کرتے تھے، جب چہرہ وراثت جھڑ گئے (بڑھاپا آیا) تو ہم لوگوں نے کالا خضاب چھوڑ دیا“<sup>(۳)</sup>۔

جنگ کے علاوہ عام حالات میں بھی خضاب کی ایک رے کالے خضاب کے جواری ہے، یہ نام ابو یوسف کا مسلک ہے۔

ثانیہ بغدادین کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے کالا خضاب استعمال کرنا حرام قرار دیتے ہیں، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”یکون قوم فی آخر الزمان یحضرہون بالسواد، لا یرہون راحۃ الجنة“<sup>(۴)</sup> (آخری زمانہ میں ایسے لوگ

(۱) تحفۃ الاخوان ۵/۲۳۹۔

(۲) تحفۃ الاخوان ۵/۲۳۹۔

(۳) ابن شہاب کے ہز کی روایت ابن ابی عاصم نے کی ہے (فتح الباری ۱۰/۳۵۵ طبع المستطیع)۔

(۴) حدیث: ”یکون قوم فی آخر الزمان...“ کی روایت ابو داؤد اور سنن نے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، ابن عباسؓ نے صحیح ابن حبان میں اس کی روایت کی ہے حاکم نے بھی اس کی روایت کی ہے اور اسے صحیح الاسناد کہا ہے (تحفۃ الاخوان ۵/۲۳۳، شرح رمضی الطالب ۱/۷۳) (آداب الشریعہ پر شیخ محمد رشید رضا کے حواشی (۳/۵۳۳) میں ہے اس حدیث کے ایک روایت عبد اکرم ہیں جن کی نسبت کثر نہیں کی گئی ہے بلکہ اس سے مراد عبد اکرم بن ابی القاری ہیں جو ضعیف ہیں، متن حدیث کے منکر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ عادت سنونہ کی قسم کے ایک عمل (یعنی بال کو بگھنا) پر دشمن جنت سے عرصہ کی سخت عید سنائی گئی ہے اسے کفر میں سے قرار دیا گیا ہے اس سے حدیث کے موضوع ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے، اس وجہ کی اس حدیث کے موضوعات میں شک کیا ہے۔

## اختصاب ۱۲

ہوں گے جو کالا خضاب لگا میں گئے، ایسے لوگ جنت کی خوشبو نہیں سونگھیں گے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے ہوا قاذو کے بارے میں فرمایا: "وجنبوه السواد" (انہیں کالے خضاب سے دور رکھو)، شافعیہ کے نزدیک اس امر کا مطلب کالے خضاب کی حرمت ہے، اس حرمت میں مرد و عورت برابر ہیں۔

عورت کا خضاب استعمال کرنا:

۱۲۔ فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحیح احادیث کی وجہ سے مردوں کی طرح عورتوں کے لئے بھی حناء وغیرہ کے ذریعہ بالوں کی سعیدی کو بدنام مستحب ہے، جو خصوصاً شادی شدہ عورت اور باندی، دونوں کے لئے احرام کی حالت کے علاوہ تمام اوقات میں مہندی لگانا مستحب ہے، کیونکہ خضاب استعمال کرنا زینت ہے، اور بیوی کی رعیت شوہر کے لئے اور باندی کی اپنے مالک کے لئے مطلوب ہے، عین خضاب کا استعمال پوری تفصیلی اور قدم میں ہونا چاہئے، صرف انگلیوں کے کنارے قلمیں نہ کیے جائیں، نہ خضاب سے تشبیہ نکالنا، نہ جابجائی، کیونکہ ایسا مستحب نہیں ہے، عورت شوہر کی اجازت سے اور باندی مالک کی اجازت سے رخسار سرخ کر سکتی ہے اور انگلیوں کے کناروں پر سیاہی ملا ہونی مہندی کا سنی ہے<sup>(۱)</sup>۔

شادی شدہ عورت کے لئے اپنی تفصیلی رنگنے کے اختیاب میں رشتہ، میل و بہت مانی ہے، اس صمرۃ میں سعید اپنی ۱۰۰ سی سے اور وہ اپنے گھر سے کی ایک خاتون سے (۱۰۰۰ سی سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ، انوں قبیلوں کی طرف تیار پڑھی تھی) روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "دخل علي رسول الله ﷺ فقال لي

(۱) شرح روض الطالب ۱/ ۱۷۳، طبع المکتبۃ، کتاب الفروع و اس کی تصحیح

۱/ ۳۵۳ ۳۵۳

اختصبي، فتروك إحداكن الخضاب حتى تكون يدھا كيد الرجل" (میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: خضاب لگاؤ، تم میں سے کوئی عورت خضاب چھوڑ دیتی ہے، یہاں تک کہ اس کا ہاتھ مرد کے ہاتھ کی طرح ہو جاتا ہے؟) راوی کہتے ہیں: "لما تركت الخضاب حتى لقيت الله عروجل، وان كانت لتختضب وانها لائمة لثمانين" (۱) (اس کے بعد اس خاتون نے وفات تک خضاب نہیں چھوڑا، اسی سال عمر ہو جانے کے باوجود وہ خضاب لگاتی تھیں)۔

جو عورت غیر شادی شدہ ہو اور وہ کسی کی باندی بھی نہ ہو اس کے لئے ہتھیلیوں اور پیروں میں خضاب لگانا حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک مکروہ ہے، اور رخساروں کو سرخ کرنا، انگلیوں کے کناروں میں سیاہی ملا ہونی مہندی لگانا حرام ہے، کیونکہ اس کو ضرورت نہیں ہے، اور قبحہ کا خوف ہے۔

مثال کے لئے ایک غیر شادی شدہ عورت کے لئے خضاب لگانا جائز ہے، کیونکہ حضرت جابرؓ کی مروی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "يا معشر النساء اختصن، فإن المرأة تختضب لروحها، وإن الأيم تختضب تعرض للرزق من الله عروجل" (۲) (اے عورتو! خضاب لگاؤ، کیونکہ عورت اپنے شوہر کے

(۱) حدیث، ۳۰۰ اختصبي فتروك إحداكن الخضاب... کی روایت احمد بن حنبل نے اپنی سند میں کی ہے (۱۰۴۳)، الصحیح ابن ماجہ کے مختلف لکھتے ہیں مجھے یہ حدیث امام احمد کے علاوہ کسی اور کے یہاں نہیں ملی، اس حدیث کو ابوالحسن نے ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کی روایت احمد بن حنبل نے کی ہے اس کی سند میں بعض ایسے روی ہیں جن کو میں نہیں جانتا، ایک راوی ابن اسحاق بھی ہیں وہ حدیث میں (صحیح ابن ماجہ ۱/ ۲۱۵، طبع ۱۰۱۱ھ ۱۳۷۰ھ)۔

(۲) شرح روض الطالب ۱/ ۱۷۳-۱۷۴، کتاب الفروع اور اس کی تصحیح

۱/ ۳۵۳-۳۵۴ حدیث "يا معشر النساء اختصن" کی روایت حافظ ابوسلمی المدنی نے کتاب (اختصاص فی معرب و استنباط) میں

### اختصاب ۱۳-۱۶

کت أحلم الي-<sup>(۱)</sup>۔ فاما کات تصيه فوحه ولا  
مکنة إلا امری أن اصع عليها الحناء<sup>(۱)</sup> (انہوں نے) (سمل  
نے) (بلہ میں بنی ارم علیہ السلام کی خدمت رتی تھی، آپ علیہ السلام کو  
جب کوئی زخم لگتا، چانس لگتی تو آپ علیہ السلام مجھے اس پر مہندی رکھنے کا  
علم فرماتے)۔

ما پاک چیز سے (یعنی نجاست سے خضاب گانا:  
۱۵- حسیہ، مالایہ، مانعیہ اور تابلہ کا مسک یہ ہے۔ جس چیز کو  
ما پاک چیز سے رنگا یا ہو یا خضاب کا یا یہ ہو سے تین بار دھوئے  
سے وہ چیز پاک ہو جاتی ہے، لہذا اگر کسی مرد یا عورت نے ما پاک  
مہندی کا خضاب لگایا، پھر تین بار دھو یا تو پاک ہو گیا، اور اگر تین  
نجاست سے خضاب لگایا تو جب تک کہ دھوئے سے میں نجاست،  
اس کا ردودہ اور پوزائل نہ ہو جائیں اور صاف ستھرا اپنی نہ نکلنے لگے وہ  
چیز پاک نہ ہوگی، نجاست کا رنگ باقی رہنا معاف ہے، اس لئے کہ  
جس شرکارہ دل بہت شور ہو اس کا باقی رہنا مضر نہیں ہے، اسی قبیل  
سے خون میں رنگی ہونی چیز ہے، یہ غیر اپنی کیز حس میں پہنچنے والا  
خون ہو اس سے رنگی ہونی چیز بھی اسی قبیل کی ہے، کیونکہ یہ مرد رہے  
جس میں خون مجید ہو جاتا ہے، لہذا یہ پس ہے<sup>(۲)</sup>۔

گودنے کے ذریعہ رنگنا:

۱۶- وشم (کودنا) یہ ہے کہ کھال میں سوئی چھوئی جائے تاکہ خون

(۱) امام احمد نے اس کی روایت کی ہے ورنہ حدیث حسن قرار دیا ہے (المروغ  
۳۵۲/۲)۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۹۸، شرح روض الطالب ۱/۲۷۱، المروغی ۲/۴۔  
۱۱۵، الخیر فی ۱/۹۶، لطالب ۱/۲۰۰، کتاب القناع ۱/۸۲، معنی ۱/۶۳ طبع  
المیاض۔

سے خضاب لگاتی ہے، وغیرہ ثاوی شدہ خضاب لگا کر اپنے کو اللہ کی  
طرف سے رزق کے لئے پیش رتی ہے (یعنی اس لئے خضاب لگاتی  
ہے تاکہ سے نکات کا چھام دیا جائے اور اس سے ثاوی کی جائے۔

خضاب لگانے ہوئے شخص کا وضو، غسل:

۱۳- فقہاء اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر وضو یا غسل کے بعد، اگر  
یہ مادہ پاپا جائے جو کھال تک پانی کے پہنچنے میں مائع ہو تو وضو، غسل  
صحیح نہیں ہوتا ہے۔

خضاب لگانے والے کا وضو، غسل درست ہے، کیونکہ خضاب کا  
مادہ جب وصل کرنا ازل کر دیا تو صرف رنگ باقی رہ جاتا ہے، اور تب  
رنگ کھال تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ نہیں بنتا، اسی لئے وہ وضو یا غسل  
کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوتا<sup>(۱)</sup>۔

دو کی غرض سے خضاب گانا:

۱۴- فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دوا کے لئے خضاب لگانا جاز  
ہے، کیونکہ نبی اکرم علیہ السلام کی آرزو دعا نبی سلمیٰ کی روایت ہے کہ  
جب کسی کے سر میں تکلیف ہوتی تو رسول اللہ علیہ السلام فرماتے:  
"ادھب فاحتجم" (جاؤ، ہچھٹا لکھاؤ)، اور جب کسی کو پیر میں  
تکلیف ہوتی تو آپ علیہ السلام فرماتے: "ادھب فاحصبها بالحناء"<sup>(۲)</sup>  
(جاؤ پیر میں مہندی لکھاؤ)۔ امام احمد کی روایت میں ہے: "فالت"

= حضرت جابر سے مروی ہے جیسا کہ (المروغ ۳۵۲/۲) میں ہے ہمیں  
یہ حدیث کتب حدیث میں اس کی کئی جگہ بھیجیں میں نہیں لی۔

(۱) شرح المصاب ۱/۱۶۳ طبع مکتبہ ابھار طرابلس۔

(۲) حضرت سلمیٰ کی حدیث کی روایت ابو داؤد نے کی ہے وہ اس پر سکوت کیا ہے  
ترمذی، ابن ماجہ و احمد بن حنبل نے بھی اس کی روایت کی ہے اس کی سند  
کے ایک راوی عبید اللہ بن علی بن رافع مختلف ہیں (کتاب المروغ  
۳۵۶/۲، جون المعبود ۲/۲۳ طبع دار الکتاب المبنی)۔



انتخاب ۱۷-۱۹

کلیج مقصد کے لیے ایسا کرنا جائز ہے۔

### حائضہ عورت کا خضاب لگانا:

۱۸- جمہور فقہاء کے نزدیک حائضہ عورت کے لئے خضاب گناہ  
جائز ہے، اس لئے کہ ایک روایت میں ہے کہ ایک خاتون نے  
حضرت عائشہؓ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! عورت خضاب کھائے گی؟  
حضرت عائشہؓ نے جواب دیا: ”قد کفنا عبد الہی“۔ (مسند)  
وہو بہ محتضیہ فلم یکن یبہا ما عہ“ (۱) (م لوگ نبی  
ارم ﷺ کے پاس تھیں تو ہم لوگ خضاب کھاتی تھیں اور نبی ارم  
ﷺ ہمیں اس سے منع نہیں فرماتے تھے)، اور ایک روایت میں  
ہے: ”ان نساء ابن عمر کمن بہتضضن وھن حیض“ (۲)

(۱۰) عمر کی پیو یاں حیض کی حالت میں خضاب لگانی تحصی۔

ابن رشد فرماتے ہیں: حاحہ عورت اور جنسی شخص کے خضاب لگانے کے جواز میں کوئی اشکال نہیں ہے، اس لئے کہ ان کے ہاتھوں میں لگنے والے خضاب کا رنگ جنابت اور حیض کے حدیث کو دور کرنے میں رکاوٹ نہیں بنتا، غسل کرنے سے حدیث دور ہو جائے گا، لہذا حاحہ عورت کے لئے خضاب کو مکروہ قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں (۳)۔

سوگ منانے، بی عورت کا خضاب لگانا:

۱۹- فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ جو عورت نے شوہر کا سوگ منا لیا

(۱) جو دے مائیکرو کی روایت ابن ماجہ (۲۱۵/۱ طبع عیسیٰ اہلس) کے ہے  
ابن ماجہ کے محقق نے لکھا ہے: "مروکہ میں ہے کہ یہ اسناد صحیح ہے۔"

(۲) سخن دہلی، ۱۹۵۲ء، دہلی نے اپنی سند کے ساتھ جامع (موسم) سے اس کی روایت کی ہے۔

(۳) مؤلفہ: بکلیل اشرف مختصر فہرست ۲۰۰۸ء طبع مکتبہ: پنجاب لٹریچر ایسوسی ایشن۔

اٹھے، پھر اس پر سرمہ یا نیل چھڑکی جائے تاکہ کمال کا رنگ بنے یا نیلگوں ہو جائے، یہ رنا مطلقاً حرام ہے، چونکہ بخاری و مسلم کی روایت ہے: ”لن یمس الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة والنامصة والمنصصة“ (اللہ تعالیٰ نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی، کوڑنے والی اور کڑوانے والی، مال کھڑنے والی اور کھڑوانے والی پر لعنت بھیجی ہے)۔ نیز اس لئے کہ کوڑنے کی جگہ پر جب سوئی ڈھبوسر سرمہ بھرا جائے گا یا بنڈ کرنے کے لئے نیل بھری جائے گی تو سرمہ اور نیل خون کی وجہ سے ناپاک ہو جائے گا، پھر جب خون منجمد ہو جائے گا، ”رغم بحر حارے گا تو وہ جگہ ہنس رہے گی، جب اسے تین بار دھویا جائے گا تو کوڑنے کی جگہ پاک ہو جائے گی۔

حقیقہ، بالذہب، شافعیہ و حنبلیہ کے نزدیک گودا پاک چیز سے رنگے و رخصاب کھائے کی طرح ہے، جب اس کو تیس بار وضو سے گاؤ گوارے کی جگہ پاک ہو جائے گی، کیونکہ یہ ایسا اثر ہے جس کا اثر اللہ شہور ہے، اس لئے کہ گوونے کا اثر کھال کو بڑھانے یا اس کو زخمی کرنے ہی سے دور ہو سکتا ہے (۱)۔

سفید خضاب گانا :

۷۱۔ کہہ سکتی تھیں کہ اپنے ہم عمر جوانوں پر بہتری حاصل کرے اور اپنے بھائیوں کی نظر میں "عزت" کم نہ جائے، یا ایسی طرح وہ اسے فاسد اغراض کے لئے سیاہ وازھی پر سفید خضاب لگاوا (مثلاً) گندھک (غیر کا خضاب) مکروہ ہے (۲)۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے

(۱) سہ ہجرت جمع۔

(۳) شرح روض الطالب ۱/ ۵۵۱، شرح معین العلوم وین العظم لخواالد بن ابروف  
بالقاری ۱/ ۳۳۸۔

## اختصاب ۲۰

ساتھ عقیدہ ہے، اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے گند کی مر تیل و تیل اور نہ (۱) اس حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ اسے خوب نہ لگایا جائے، کیونکہ خوں گندنی ہے، نہ پرید بن عبد اُمّی نے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یعق عن الغلام ولا يمس رأسه بدم" (۱) (لڑکے کی طرف سے عقیدہ یا جائے گا اور اس کے سر میں خوں نہیں لگایا جائے گا) نیز اس سے کہ بچے کے سر پر خوں لپیٹا سے مجس کرنا ہے البتہ یہ جائز نہ ہوگا۔

فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ بچے کے سر پر زعفران و خوشبو لگانا جائز ہے، کیونکہ حضرت پریدہ کا قول ہے: "كنا في الجاهلية إذا ولد لأحلبنا غلام ذبح شاة ولطح رأسه بدمها، فلما جاء الله بالإسلام كنا نذبح شاة ونعق رأسه ونطحنه برعهران" (۳) (زمانہ جاہلیت میں ہمارا معمول یہ تھا کہ جب ہم میں سے کسی کے یہاں لڑکا پیدا ہوتا تو وہ بکری ذبح کرنا اور بچے کے سر پر اس بکری کا خون لپیٹا، جب اللہ تعالیٰ نے دین اسلام بھیجا تو ہم بکری ذبح کرتے، بچے کا سر مٹھاتے، اس پر زعفران لگاتے) نیز حضرت عائشہ کا ارشاد ہے: "كانوا في الجاهلية إذا علقوا عن الصبي خصبوا قطنة بدم العقيقة فإذا حلقوا رأس المولود وضعوها على رأسه، فقال النبي ﷺ - اجعلوا مكان

ہو اس کے لئے عدت کی مدت تک خضاب استعمال کرنا حرام ہے، کیونکہ حضرت ام سلمہؓ کی روایت ہے: "دخل علي رسول الله ﷺ - حين توفي أبو سلمة فقال لي: "لا تمسطني بالصيب ولا بالحناء فإنه حصاب، قلت: قلت: بأي شيء أمشط؟ قال: بالنسك تغلص به رأسك" (۱) (ہوسلمہ کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "خوشبو سے اور حناء سے بالوں کی صفائی نہ کرنا کیونکہ وہ خضاب ہے" ام سلمہؓ نے عرض کیا میں کس چیز سے بالوں کی صفائی کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کے پتوں سے، اس سے اپنا سر ڈھک لو)۔

### نومولود کے سر کا خضاب:

۲۰ - فقہاء (ماہک، شافعی، حنفی، حنبلی، مالکی، حنفی) اس پر متفق ہیں کہ بچے کے سر پر عقیدہ کے جانور کا خون لپیٹ کرنا مکروہ ہے (۲)، کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "مع العلام عقيقة فاهربقوا عنه دماء، وامسحوا عنه الأذى" (۳) (لڑکے کے

(۱) ام سلمہؓ کی حدیث: "دخل علي" کی روایت ابو داؤد (۳۹۴۲) طبع مکتبہ المدینہ (۲۰۲/۲۰۵) طبع ول امریہ نے کی ہے شکاتی نے نیل الاوطار (۹۸/۷) میں لکھا ہے: "اس کی روایت امام شافعی نے بھی کی ہے ابن کی سند کا ایک حصہ یہ ہے ۴ المعبود ابن الضحاك من ام حكيم بنت ابيد من امها من مولی لها من ام سلمة" اس سند کو محدث اور سنن دی نے منیرہ و اس سے وپر کے روایوں کے مجمل ہوئے کی وجہ سے حسن قرار دیا ہے۔

(۲) ابنی و الشرح الکبیر ۵۸۸/۳ مطبعہ المناب

(۳) حدیث: "مع العلام عقيقة" کی روایت بخاری نے صحیح بخاری (۱۰۹/۷) طبع مکتبہ (۱۸۸/۷) میں و اصحاب سنن نے اور امام احمد (مسند ابن حنبل ۱۸۸/۷) طبع (کینیڈا) نے کی ہے بعض روایات میں "فی العلام" ہے۔

(۱) حدیث: "مع العلام..." کے بارے میں صحیحی نے لکھا ہے اس کی روایت طبرانی نے معجم الکبیر اور معجم الاوسط میں "من یزید من عبد الله المولی من ابيه" کی سند کے ساتھ کی ہے ابن ماجہ نے اس کی روایت "من یزید من عبد الله" سے کی ہے ابن کی سند میں "من ابيه" نہیں ہے واللہ اعلم (مجمع الزوائد ۵۸۸/۳)۔

(۲) حوالہ بالا۔

(۳) اس کی روایت امام احمد و سنن نے کی ہے بعض احادیث میں ہے اس کی صحیح ہے (نیل الاوطار ۱۵۲/۵)۔

## اختصاف ۲۱-۲۲

ہیں، اور بعض متاثرین، نیز حنفی میں سے صاحب "المحیط" نے سے  
مردود کہا ہے<sup>(۱)</sup>۔ رسول اللہ ﷺ نے رشتہ فرمایا ہے: "لعن اللہ  
المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهات من الرجال  
بالنساء"<sup>(۲)</sup> (اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو مردوں کی  
مشابہت اختیار کرتی ہیں اور ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت  
اختیار کرتے ہیں)۔

اس مسئلہ میں فقہی مشکل کا حکم مرد کی طرح ہے<sup>(۳)</sup>۔

### محرم کا خضاب لگانا:

۲۲- متاثرین کے نزدیک محرم مرد کے بدن و جسم کے کسی بھی حصہ میں  
مردنی کا خضاب لگانا ہے، چونکہ احرام کی حالت میں کسی بھی ستر  
سے سر: حلقہ ممنوع ہے۔

کانہی (یو۔ یو۔ یو) نے فرمایا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "احرام  
الرجل فی راسه، و احرام العرقۃ فی وجهه"<sup>(۴)</sup> (مرد کا احرام  
اس کے سر میں ہے اور عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے)۔

عورت کے لئے حناء وغیرہ کا خضاب لگانے میں کوئی حرج نہیں،  
کیونکہ عکرمہ کی روایت ہے، انہوں نے فرمایا: "کانت عائشۃ

الدم خلوقاً" (زمانہ جاہلیت میں لوگ جب بچے کا عقیقہ کرتے تو  
عقیقہ کے خون میں روئی بھگو لیتے، جب ذمہ لود کا رسم کرتے تو خون  
میں روئی کو اس کے سر پر رکھتے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خون  
کے بجائے خوشبو رکھا کرو، ابواشیج کی روایت میں یہ اضافہ ہے:  
"و یھی ان یمسس و لمس المولود بدمہ"<sup>(۱)</sup> (ذمہ لود کے سر میں  
خوب لگانے سے منع فرمایا)۔

حسب کے بغیر، ایک عقیقہ مضموب نہیں ہے۔

### مرد و مخنث کا خضاب لگانا:

۲۱- فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ مرد کے لئے اپنے سر اور اڑنی  
میں بالوں کی سفیدی، ورنہ کر کے لئے حناء وغیرہ کا خضاب لگانا  
مستحب ہے، کیونکہ اس بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں، دونوں  
ہتھیلیوں و دونوں قدموں کے مابین و جسم کے تمام حصوں میں مرد کے  
سے خضاب لگانے کو فقہاء نے جائز قرار دیا ہے، تھیلیوں  
اور قدموں میں مرد کے سے عذری کی صورت میں خضاب کا استعمال  
جائز ہے، اس سے کہ ۱۰۰۰ میں خضاب لگانا عورتوں کے ساتھ  
کفر ہے<sup>(۲)</sup>، اور عورتوں سے کفر اختیار کرنا ممنوع ہے۔

اکثر شافعیہ اور بعض حنابلہ عورتوں کے ساتھ کفر کو حرام قرار دیتے

(۱) الآداب الشرعية ۵۳۰/۳ طبع بول، مطبعہ المدینہ۔

(۲) اس حدیث کی روایت احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ حضرت ابن عباس  
کی سند سے کی ہے اور یہ حدیث صحیح ہے (فیض القدیر طبع لکھنؤ، انوار یہ مصر  
۲۵۱/۵)۔

(۳) شرح روض الطالب ۱۳۱۔

(۴) حدیث: "احرام الرجل..." کا ذکر کانہی ابو یوسف نے کیا ہے (اسی مع  
المشرع الکبیر ۲۶۸-۲۶۹ طبع ۱۳۹۲ھ) لیکن ابن القاد کے ساتھ یہ  
حدیث مجھے کتب حدیث میں نہیں ملی، حاکم نے اپنی تاریخ میں اس کی روایت  
حضرت ابن عمر سے ابن القاد میں کی ہے "احرام الرجل فی وجهه  
ورأسه و حرم المرأة فی رأسها" (کنز العمال ۲۵۵/۵ طبع السیاح)۔

(۱) مشرع الکبیر مطبوع مع المغنی سر ۵۸۸-۵۸۹، حضرت مانسکی حدیث  
"کی یو فی الجاہلیۃ..." کے بارے میں فرماتی کہتے ہیں کہ اس کی روایت  
ابو یوسف اور ہذا نے انصار کے ساتھ کی ہے اور ابو یوسف کے شیخ کے علاوہ اس  
حدیث کے تمام راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں، ابو یوسف کے شیخ کو منی نہیں  
جا سار جمع المروءات سر ۵۸۸، ابن حبان نے بھی اس کی روایت کی ہے (مثل  
الادوار ۱۵۱/۵ طبع معینی النسخ) ابو یوسف کی بیادتی کا ذکر مثل الادوار  
۱۵۱/۵ میں ہے بیادتی صحت کے کس درجہ پر ہے یہ واضح نہ ہو سکا۔

(۲) شرح روض الطالب ۱۵۵۔

## اختطاط

وَأَزْوَاجَ الْيَمَنِ - <sup>میں سے</sup> - يَحْصِي بِالْحَاءِ وَهِيَ حَرَمٌ (۱)  
(حضرت عائشہؓ اور دوسری ازواج مطہرات احرام کی حالت میں حناء کا خضاب لگاتی تھیں)۔

## اختطاط

### تعریف:

۱- "اختطاط" "احتطاط" کا مصدر ہے۔ زمین کا اختطاط یہ ہے کہ اس پر خط کھینچ کر نشان لگادیا جائے تاکہ یہ معلوم ہو کہ کسی شخص نے قطعہ زمین کے لئے اپنے قبضہ میں لے رکھی ہے، کہتے ہیں: "احتطاط فلان خطاً" جب کسی شخص نے کسی جگہ پتھر سے نشانات لگا کر اس پر قبضہ کر لیا ہو۔

ہر وہ زمین جس کا آپ احاطہ کر لیں آپ نے اس کا اختطاط کر لیا۔ "حطۃ" وہ حصہ زمین ہے جسے کوئی شخص غیر مملوک زمین میں نشان دیکر اس کا احاطہ کرے اور اس میں تعمیر کرے، یہ اس وقت ہوگا جب سلطان مسلمانوں کی کسی جماعت کو اجازت دے گا کہ وہ کسی متعین جگہ کو مکانات کے لئے نشانات دیکر اس میں اپنے مکانات بنائے، جیسا کہ مسلمانوں نے کوفہ، بصرہ اور بغداد میں کیا (۱)۔

لغت میں آئے ہوئے لفظ اختطاط کا یہی مفہوم ہے جس کی تعبیر فقہاء نے تحجیر یا احتجار سے کی ہے جس کا مقصد اقدارہ زمین کو آباد کرنا ہوتا ہے، اس کے احکام کی تفصیل میں ملے گی (۲) (دیکھئے: "احیاء الموات")۔

- (۱) لسان العرب، ص ۱۷۰، المصباح المیزان، النہایۃ لابن الاثیر ۳۸۲۔  
(۲) طبعہ ۱۵۶، مثنیٰ لکھنؤ ۳۶۶، طبعہ لکھنؤ، مجمع بحالیں ۹۴، طبع کردہ مکتبہ انجیل، انشی ۵۶۷، طبع کردہ مکتبہ لکھنؤ ۵۶۷۔

شافعیہ کہتے ہیں کہ مرد کے لئے احرام کی حالت میں ہاتھوں، پاؤں اور دونوں پیروں کے علاوہ پورے بدن میں مہندی وغیرہ کا خضاب لگانا جائز ہے، کسی حاجت کے بغیر دونوں ہاتھوں اور پیروں میں خضاب لگانا حرام ہے، اور عورت کے لئے احرام کی حالت میں حناء وغیرہ کا خضاب لگانا مکروہ ہے، ہاں اگر وہ وفات کی مدت گزر رہی ہے تو اس کے لئے خضاب لگانا حرام ہے، جس طرح عدت میں نہ ہونے کے باوجود نکاح کی صورت میں خضاب لگانا اس کے لئے حرام ہے (۳)۔

حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک محرم کے لئے بدن کے کسی بھی حصہ میں حناء وغیرہ کا خضاب لگانا جائز ہے، تو اور ہر بیوا عورت، یہ نیکہ وہ خوشبو لی چیز ہے، محرم کے لئے خوشبو پر پابندی ہے، ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے ام سلمہؓ سے فرمایا: "لا تطیبی واست محرمۃ ولا تمسسی الحناء لئلا یتطیب" (۴) (احرام کی حالت میں خوشبو استعمال نہ کرو اور نہ مہندی لگاؤ، یہ نیکہ وہ خوشبو ہے)۔

(۱) انشی و اشراح الکبیر ۳۶۸-۳۶۹ طبع المناہ ص ۱۷۰ کی روایت طبرانی نے المعجم الکبیر میں اس لفظ کے ساتھ کی ہے "کان لساء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخصی وہی معومات" (اس صدمے کے ایک راوی یعقوب مختلف ہیں)۔

(۲) شرح روای الطاہر ۵۰۹۔

(۳) ابن عابدین ۳۰۲، حاشیہ لکھنؤ ۱۰۲، طبعہ لکھنؤ، لا تطیبی واست محرمۃ... کی روایت طبرانی نے ام سلمہؓ سے کی ہے صحیح ہے لیکن اس کی روایت کی ہے ہر اس ابن ابیہر کی وجہ سے مطول قرار دیا ہے لیکن شافعی نے اس کی روایت ایک لکھنؤ سے کی ہے جو ابن ابیہر سے محفوظ ہے راوی ابن عابدین ۳۰۲، مجمع بحالیں لکھنؤ ۲۸۲۔

جمالی حکم:

۲- جیسا کہ وضع ہو چکا، قسط کا وہی معنی ہے جو مقباء کے یہاں  
تخیر کا ہے، تخیر حیا نہیں ہے بلکہ حیا کا آغاز ہے، اسی لئے تخیر سے  
طہیت ثابت نہیں ہوتی، ورتخیر سرود انا و زمین کی فرہنگی صحیح نہیں  
ہے، ہاں تخیر کرنے والا وہاں سے زیادہ اس کا حق دار ہو جاتا ہے،  
یعنی جب اس نے اس کا حیا نہیں کیا تو وہاں سے لوگ اس زمین کے  
اس سے زیادہ حق دار ہیں (۱)۔

یہ جمالی حکم ہو اس کی تفصیل ”حیا، اہوا“ میں ملے گی۔

## اختطاف

تعریف:

۱- اختطاف کا معنی ہے: کوئی چیز مرمت سے چھین کر بیٹا (۱)۔ بعض  
فقہاء کہتے ہیں کہ اختطاف اختاں (۲) (اچک بیٹا) کا نام ہے اور  
اختاں مرمت کے ساتھ مدنیہ کوئی چیز بیٹا ہے (۳)۔

اختطاف، استصواب، مرق، حر، ورنیت میں سے مرق ہے جو  
مرق اختاں اور اس اصطلاحات کے، رمیب ہے (دیکھئے:  
اختاں)۔

اجمالی حکم اور بحث کے مقامات:

۲- فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ اختطاف کرنے والے کا ہاتھ نہیں  
کاٹا جائے گا، اس لئے کہ اختاں اور اختطاف یک ہی ہیں  
اور اختاں رنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا (۴)؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ  
کا ارشاد ہے: ”لیس علی خاص ولا مستہب ولا مختنص“



(۱) ماحکمتہ المغرب، تاج المروس (اختطاف)۔

(۲) الدر المختار مع شریع ابن عابدین ۱۱۹۳، طبع بول بولاق، المطبع علی ابواب مطبع  
۳۷۵/

(۳) حاشیہ ابن عابدین ۳۷۴، ۳۷۵، ۱۹۹۔

(۴) تبیین الحقائق ۳۷۴، طبع بول بولاق، الشرح المصغر ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱

قصہ "خان لوٹے، لے، لے، پختے، لے (گلس) کا انہیں  
کاٹ جائے گا۔"

فقہاء نے حطوف کے حکام کی تفصیل کتاب الحدیث میں باب  
حد اسرقہ کے تحت بیان کی ہے۔

## اختفاء

تعریف:

۱- لغت میں اختفاء: "درگتیاں (چھپانے) کو کہتے ہیں قرآن کریم  
میں ہے: "يُخْفُونَ فِيْ اَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ" (۱) (وہ  
اپنی جیب میں چھپاتے ہیں جو تجھ سے ظاہر نہیں کرتے)۔  
اختفاء متعدی ہے، اس کے برخلاف "تخفأ" چھپنے کے معنی میں  
لازم ہے، "در اختفاء مطلق ہے" (۲)۔

متعلقہ الفاظ:

الف- اسرار:

۲- اسرار لغت اور اصطلاح میں اختفاء کے معنی میں آتا ہے، کبھی کبھی  
اظہار کے معنی میں بھی آتا ہے، جیسا کہ بعض حضرات نے ارشاد  
ربانی: "وَأَسْرُوا السَّامَةَ" میں اسرار کو ظہار کے معنی میں لیا ہے  
(یعنی ان لوگوں نے نہ امت ظاہر کی)، اس صورت میں یہ لفظ تضاد  
میں سے ہے (۳) (یعنی متضاد معانی میں استعمال ہوتا ہے)۔

ب- نجوی:

۳- نجوی اس کلام خفی کو کہتے ہیں کہ جس سے آپ نے سنا ہے  
مردی کریں، گویا کہ آپ اسے اسرار سے بند کر رہے ہیں، اس کی  
(۱) سورۃ آل عمران ۵۴۔  
(۲) لسان العرب، المصباح المیز (خفی) لغوی کی مدد ۵۴۔  
(۳) لسان العرب (سرور) ملاحظہ آیت کی تفسیر تفسیر ابن عربی ۱۰۷۔



( ) حدیث: "لبس علی عاتق..." کی روایت ترمذی، نسائی، ابوداؤد اور  
بن ماجہ نے حدیث کے ذیل میں کی ہے احمد و ابن حبان نے بھی اس کی  
روایت کی ہے الفاظ ترمذی سے لئے گئے ہیں ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا  
ہے ابن حجر لکھتے ہیں اس کے روی ثقہ ہیں لیکن حدیث معلول ہے (فیض  
القدیر ۱۹/۵۳۱۹۵ الدرر النور ۱۱۰/۲)۔

## اختفاء ۴-۵

زبان سے کہنا مستحب ہے تاکہ متباس وور ہو جائے، مالکیہ کی وہی رائے یہ ہے کہ زبان سے نہ کہنا افضل ہے، مالکیہ کی ایک اور رائے میں نیت کو زبان سے کہنا مکروہ ہے<sup>(۱)</sup>، اور ایک قول یہ ہے کہ زبوں سے نیت کے الفاظ مستحب ہے۔ اس کی سببیں "نیت" کی اصطلاح میں ملے گی۔

ب- صدقہ و زکاۃ کا خفاء:

۵- طبری وغیرہ نے اس پر جماعت نقل کیا ہے، نقل صدقہ کا خفاء افضل ہے "صدقہ فرض کا اعتبار سنا افضل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَمِنْ تَحَوُّهَا وَتَوَتُّوْهَا الْفُقَرَاءُ فَهُوَ حَبْرٌ لَّكُمْ"<sup>(۲)</sup> اور اس کو چھپا کر فقیروں کو پہنچاؤ تو یہ بہتر ہے تمہارے حق میں۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَلَاقَةٍ فَأَحْمَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شَعَالَهُ مَا تَنْفِقُ بِحَبْرٍ"<sup>(۳)</sup> (سات قسم کے لوگوں میں) جنہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اپنے عرش کے سامنے جگہ دیں گے، وہ شخص بھی ہے جو اس قدر چھپا کر صدقہ کرے کہ اس کے بارے میں ہاتھ کو معدوم نہ ہوتے کہ اس کے ہاتھ نے یا اثر کیا۔

ابن حنیہ کہتے ہیں: ہمارے زمانہ میں مناسب یہ ہے کہ صدقہ فرض (زکاۃ) کا جیسا کہ افضل ہو، اس سے کہ "مکی زکاۃ کے بہت سے مواقع ہو گئے ہیں اور علانیہ زکاۃ نکالنے میں ریاکاری کا خطرہ ہو گیا ہے"<sup>(۴)</sup>، ایک قول یہ ہے کہ اگر صدقہ نکالنے والا ایسا شخص ہو

۱- یہ ہے کہ اس کلمہ کے مادہ میں رفعت کا مفہوم ہے، اسی لئے ہندو زمین کو "نخوة" کہا جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو فرمانے کو "مناجاة" کا نام دیا، اس لئے کہ وہ ایسا کلام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دوسروں سے مخفی رکھا، نجوی اور اختفاء میں یہ فرق ہے کہ نجوی کلام ہی ہوتا ہے، اور خفاء کبھی کلام ہوتا ہے اور کبھی عمل کا، جیسا کہ واضح ہے لہذا اس میں وہاب کے درمیان عموم و خصوص مطلق کا رشتہ ہے<sup>(۱)</sup>۔

جمہور حکم:

خفاء کا جمہوری حکم مقدم خفاء کے متبار سے متعدد ہوتا ہے:

سب- خفاء نیت:

۴- رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام سے نیت کو زبان سے اکرے کی مشروعیت منقول نہیں ہے، اس لئے نیت کا خفاء مستحب ہے، کیونکہ نیت کا مقام دل ہے، "اور اس لئے بھی کہ نیت کی حقیقت مطلقاً اور کریم ہے، اور شریعت میں نیت خاص طور سے اس ارادہ کو کہتے ہیں کہ جو فعل کی طرف متوجہ ہو، اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی و تعمیل حکم کا جذبہ شامل ہو، یہ قول یہ ہے کہ زبان سے نیت کے الفاظ کہنا مستحب ہے<sup>(۲)</sup>۔

سین جج اور عمرہ میں نیت کا الگ حکم ہے حنفیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ حج و عمرہ میں نیت کے الفاظ زبان سے کہنا مسنون ہے، حنابلہ کا مسلک اور مالکیہ کی ایک رائے یہ ہے کہ جس چیز کا پختہ ارادہ دیا اس کا

(۱) المنی ۳/۲۸۱، ابن ماجہ ۲/۵۵۸، الترمذی ۳/۹۷۳، خطاب ۳/۳۰۳

(۲) سورہ بقرہ ۲۷۱۔

(۳) حدیث: "وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَلَاقَةٍ... کی روایت بخاری نے کی ہے (۳۲/۲۶) طبع محمد علی بیچ۔

(۴) فتح الباری ۳/۲۸۸، ۲۸۹، طبع انتہی۔

(۱) الترویق فی فقہ ۵۳۔

(۲) لا شہ وادھار فی حقیم ۳۸۳، شاہ وادھار للسیوطی ۲/۲۶۱، ابن ماجہ ۲/۵۵۸، خطاب ۳/۹۷۳، المنی ۳/۲۸۱، فتح کردہ المکتبہ المدینہ امیر ض۔

## اختلاف ۶-۸

ج- ذکر کا خفاء:

۸- سب کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ ذکر خفی افضل ہے یا زبان سے ذکر کرنا افضل ہے؟ عزالدین بن عبد السلام و ابن حجر عسقلانی و تعلق کو کرمانی سے افضل کہتے ہیں، و تاجی عیض و بلقیس و کرمانی کو افضل قرار دیتے ہیں<sup>(۱)</sup>، اس کی تفصیل (ذکر) کی اصطلاح میں ملے گی۔



جس کی پیرہنی جاتی ہو ورنہ دیا کے طور سے محفوظ ہوتا اس کے لئے ظہار اولیٰ ہے<sup>(۱)</sup>، اس کی تفصیل (صدق) کی اصطلاح میں ملے گی۔

ج- بدل کا مخفی ہو جانا:

۶- جب شعبان یا رمضان میں چاند مخفی ہو جائے، لوگوں کو کہانی نہ پڑے تو مہینہ کا تیس دن پورا کر لینا واجب ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”صوموا لرؤیتہ، و افطروا لرؤیتہ، فان غم علیکم فاکسروا عداۃ شعبان ثلاثین“<sup>(۲)</sup> (چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کر، اگر تم سے چاند پوشیدہ ہو جائے تو شعبان کی تین تیس پوری کرو)، اس کی تفصیل (صوم) کی اصطلاح میں ملے گی۔

د- ایمان کا خفاء:

۷- جس شخص نے ایمان کوئی رکھ (اس کا اظہار نہیں کیا) اور اپنے دل سے تصدیق کی اس کا ایمان معتد ہوگا یا نہیں؟ اس سلسلے میں یہ ہے:

دل: جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی تمام باتوں کی تصدیق کی اور اپنا ایمان مخفی رکھا، زبان سے اس کا اظہار نہیں کیا وہ صاحب ایمان مانا جائے گا۔

۱۰م: بعض حضرات نے توحید و رسالت کی شہادت زبان سے ادا کرنے کو ایمان کی شرط یا اس کا ایک حصہ قرار دیا ہے<sup>(۳)</sup>۔

(۱) حوالہ دلا۔

(۲) حدیث: ”صوموا لرؤیتہ...“ کی روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے یہ حدیث بخاری میں ہے۔

(۳) ایسی ۸۸ احادیث صحیحہ، ائمہ اربعہ، ۱۱۹۹، لفظ ۹/۲ ص ۷۷۷ اعلیٰ بی

۲۳۹/۲

(۱) مجمع الجوامع ۳/۷۷۳ روح طحاوی ۳/۲۳۷

(۲) الفتوحات الربانیہ علی مآذکار الخویر ۱۰۷۷، ابن ماجہ ۲/۷۵۷



## اختلاس ۱-۴

پرفریا رنی کرنا شروع ہو۔

وسنیانت: جو چیز انسان کی امانت میں ہو اس کا انکار کرنا۔

ح- انتحاب: کسی چیز کو زبردستی بھرا، انتحاب میں اخفاء و بالکل

ہو جاتی نہیں جب کہ اختلاس کے آغاز میں اخفاء ہوتا ہے (۲)۔

## اختلاس

اجمانی حکم:

۳- فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ اختلاس میں ہاتھ میں کاٹا جائے گا،

کیونکہ حضرت جابرؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لیس علی خائن ولا منہب ولا محتسب قطع“ (۳)

(خیانت کرنے والے، لوٹنے والے اور چلے (محتسب) پر قطع یہ

(ہاتھ کاٹنا) نہیں ہے)، (چلے) پر ہاتھ کاٹنے کی ممانعت ہونے

کی وجہ یہ ہے کہ مال اس طور پر جتا ہے کہ لوگوں درمیان کی ممانعت

سے اس سے مال کا تحینا ممکن ہے، لہذا اس کو روکنے کے لیے ہاتھ

کاٹنے جیسی آٹھری نہ دینی ضرورت میں ہے (۴)۔

بحث کے مقامات:

۴- فقہاء اختلاس کے احکام کی تفصیل سرقہ کے تحت ان امور پر تشکیک

کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں ان میں ہاتھ کاٹنے کی ممانعت ہے، ممانعت

میں ہاتھ کاٹنے کی ممانعت نہیں ہے، اسی طرح ”کتب انصاف“ میں

غصب کے احکام و دوسرے مال بحق لینے والی صورتوں پر تشکیک

کرتے ہوئے بھی احکام اختلاس کی تفصیل کرتے ہیں۔

(۱) طبع طایرہ ۷۸ طبع طارۃ، تہذیبی ۲۰۲ طبع معطفی لکھنؤ۔

(۲) الفی ۲۳۰/۸۔

(۳) حدیث: لیس علی خائن ”کی تحریر“ (کتاب) کی حد میں کہ

چلی۔

(۴) تبیین الحقائق ۳۷ طبع یووق، اشرح المسیر ۳۷۶/۳، اہدوت

۲۷۷/۲، لکھنؤ، تہذیب ۱۵۶/۳ طبع الزمکویہ۔

تعریف:

۱- لغت میں ختاس ہر عس کوئی چیز غفلت سے قائم رہنا، حوا

وے کرینے کا نام ہے، ایک قول یہ ہے کہ اختلاس میں عس کے

مقابر میں سرقہ کا مفہوم زیادہ ہوتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ اختلاس

سب (چھینے) کا نام ہے (۱)۔

فقہاء کے استعمال میں بھی معنی یہ آتا اضافہ ہے کہ اختلاس ہی

چیز کو اس کے مال کی موجودگی میں ملایا یہ طور پر لیا اور اس کو لے کر

بھاگتا ہے، خواہ چھیننے والا ملایا ہو یا چھپ کر آیا ہو (۲)۔ ملایا ہی

کے رد مال کو ہاتھ بڑھا کر لے لے (۳)۔

متعلقہ الفاظ:

۲- سب- غصب یا غصب: کسی چیز کو نہ دینی اور ظلم کے طور

پر لینے کا نام ہے۔

ب- سرقہ: سب کے قدر مال کو اس کے ”حرز“ سے خفیہ

طریقہ پر لے لینے کا نام ہے۔

ج- حرز: حرز چھپنے پر اس طور سے استیلاء کا نام ہے کہ اس

(۱) لسان العرب، المصباح المہیر۔

(۲) اشرح المسیر ۳۷۶/۳ طبع رد المحتار، العظم المصوب مع المہذب

۳۷۶/۳ طبع عینی لکھنؤ، اقلیہ بیومیرہ ۲۶۱/۳، نور اس کے بعد کے صفحات

طبع معطفی لکھنؤ۔

(۳) العظم المصوب مع المہذب ۲۷۷/۲۔

مثلاً اگر کھال اتارے ہوئے مذبوح جانور کھال اتارے ہوئے مردہ جانوروں سے مل جائے اور تعین نہ ہو سکے تو اس میں سے کسی کا گوشت کھانا جائز نہ ہوگا تحری کر کے بھی کھانا جائز نہ ہوگا لایہ کہ جب لیوا بھوک کی صورت ہو<sup>(۱)</sup>۔

اگر مذبوح جانوروں کا غلبہ ہو تو حنفیہ کے قول کے مطابق تحری کر کے من میں سے کھانا جائز ہے، اگر کسی کی بیوی دوسری عورتوں سے مل جائے اور شناخت نہ ہو سکے تو مرد کے لئے تحری کر کے بھی ہلی کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح اگر کسی شخص نے مبہم طور پر پتی دو بیویوں میں سے ایک کو طلاق دی ہے تو تعین سے قبل اس کے سنے دونوں سے بھی حرام ہوگی<sup>(۲)</sup>۔

۱۔ بیشتر اختلاط کا اثر غور و فکر کا اور تحری کرنا ہوتا ہے، اگر کچھ بدتن پاک ہوں اور کچھ ناپاک اور دونوں باہم اس طرح مل جائیں کہ تمیز نہ ہو سکے، اسی طرح پاک اور ناپاک کپڑے باہم مل جائیں اور تمیز نہ ہو سکے تو بدتن کے پانی سے طہارت حاصل کرنے اور کپڑے کے پینے میں تحری سے کام لے گا<sup>(۳)</sup> (یعنی جس بدتن اور کپڑے کے بارے میں طہارت کا ظن غالب ہوگا اس کا استعمال کرے گا)۔ یہ جمہور فقہاء کا مسلک ہے، بعض فقہاء اس میں بھی تحری نہ کرنے کی بات کہتے ہیں، یہ حنابلہ کا مسلک ہے، لیکن بعض حنابلہ جمہور کے ساتھ ہیں۔

(۱) الاشیاء والحکام لابن نجیم ۱/ ۵۳۵ دار المطبوعات المصریة، الفروق المقرانی ۲۲۶ طبع دار احیاء الکتب العربیة، ۱۰۶ طبع مکتبۃ المصلی، القواعد لابن رجب ۲۳۱ طبع مطبعہ المصطفیٰ الخیریہ الدسوقی ۳۰۲ طبع مکتبۃ المصلی۔

(۲) ماہذیراجع۔

(۳) الاشیاء لابن نجیم ۱/ ۵۳۶، الفتاویٰ الہندیہ ۱/ ۶۰ طبع بلاق، الفروق المقرانی ۲۲۶، طوطب ۱/ ۶۰ طبع لیبیا، الاشیاء للسیوطی ۱۰۷، القواعد لابن رجب ۲۳۱، الفقی ۱/ ۵۰ طبع الدار۔

## اختلاط

تعریف:

۱۔ اختلاط ایک چیز کو دوسری چیز میں ملائے کا نام ہے۔ یہ ملائگی ایسا ہوتا ہے کہ ان دونوں چیزوں کے درمیان تمیز ممکن ہوتی ہے، جیسا کہ حیوانات میں ہوتا ہے، در کبھی تمیز ممکن نہیں ہوتی، مثلاً سیال چیزوں کو باہم ملا دیا گیا ہو، اس طرح ملائے کو "مزج" کہتے ہیں<sup>(۱)</sup>۔

فقہاء کے یہاں اس لفظ کا استعمال لغوی معنی کے دائرہ میں ہے۔

متعددہ غلط:

۲۔ مزج، چیزوں کو اس طرح سے ملائے کہ دونوں کے درمیان تمیز ممکن نہ ہو، مانوں میں فرق یہ ہے کہ اختلاط عام ہے، کیونکہ اختلاط میں ملائے کی وہ شکل بھی شامل ہے جس میں تمیز ممکن ہوتی ہے اور وہ شکل بھی شامل ہے جس میں تمیز ممکن نہیں ہوتی۔

جہاں حکم:

۳۔ اختلاط کا حکم ان مسائل کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے جن میں اختلاط پیش آتا ہے، اختلاط کا اثر کبھی حرمت ہوتی ہے، ایسا اس فقہاء کے تحت ہوتا ہے: "إذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام" (جب حلال اور حرام جمع ہوں تو حرام غالب ہو جاتا ہے)

## اختلاط ۴

کبھی اختلاط کا اثر ضمان ہوتا ہے مثلاً جس کے پاس بیعت رکھی گئی ہے اگر وہ بیعت کا مال اپنے مال سے ملا دے اور وہوں میں تیز نہ ہوئے تو ضمان ہوگا اس لئے کہ بیعت کا مال دینا اسے مکلف کر دیتا ہے (۱)۔

اختلاط کی وجہ سے بعض حقوق باطل ہو جاتے ہیں مثلاً بیعت اگر کسی شخص نے کسی شخص سے بیعت کی ہوتی ہے اور کسی چیز سے اس طرح کہ دیکھ دو چیز حتمی نہیں ہوتی تو یہ بیعت سے رجوع کرنا ہوگا (۲)۔

اختلاط کی ایک صورت ہے:

مردوں کا عورتوں سے اختلاط:

۴- مردوں اور عورتوں کے اختلاط کا حکم قواعد بیعت کے موافق یا موافق ہونے کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے، درج ذیل صورتوں میں اختلاط حرام ہوتا ہے:

الف- لایحیہ کے ساتھ خلوت اور اس کی طرف شہوت سے پہنچنا۔

ب- عورت کا مبتذل حالت میں ہونا اور باوجود کارند ہونا۔

ج- باہمی اختلاط میں خلیل، ترشہ، ایک دوسرے کا بدن چھونا، جیسے خوشی کی تقریب، عید، غیہ وغیرہ کے موقع پر اختلاط، ان مواقع کا اختلاط حرام ہے، کیونکہ قواعد شرع کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فَلِلسُّمُومِیْنَ یَغْضُوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَفَلِلسُّمُومِیْنَ یَغْضُوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ" (آپ ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں پیچی رکھیں اور آپ کہہ دیجئے ایمان

(۱) بدائع الصنائع ج ۱ ص ۱۳۳، الدرر السنی ج ۲ ص ۲۰۳، التلویح ج ۱ ص ۶۳، انہی ۲۸/۲۔

(۲) التلویح ج ۱ ص ۶۳، اسی ۸۷/۲۔

والیوں سے کہ اپنی نظریں پیچی رکھیں)۔

عورتوں کے بارے میں ارشاد ہے: "وَلَا یُحِبُّ رِیْضُہُنَّ" (اور اپنا سفاک خطاب نہ ہونے لیں)۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے: "وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ" (اور جب تم ان (رسول کی ازواج) سے کوئی چیز مانگو تو ان سے پردہ کے نام سے مانگا کرو)۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "لَا یَحِلُّ لِمَرْءٍ رَّحُلٌ بِمَرْأَةٍ فَإِنْ نَالَهُمَا الشَّيْطَانُ" (۱) (جب بھی کسی مرد کی کسی عورت سے تنہائی میں ملاقات ہوتی ہے تو وہاں قیصر شیطان ہوتا ہے)، رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر سے فرمایا: "یَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ یَصْلَحْ أَنْ یَرٰی مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَتِفِهِ" (۲) (اے اسماء! عورت کو جب حیض آنے لگے تو اس کا صرف یہ اور یہ ایک چانا چاہئے، یہ

(۱) سورہ نور ۳۰-۳۱ اور سورہ احزاب ۵۳۔

(۲) حدیث لا یخلون... کی روایت احمد بن حنبل نے حضرت عمر بن الخطاب سے مروی ہے حاکم نے اس کی روایت ابن اللطیف میں کی ہے لا یخلون رجل بامرأة الا کأن قال لہما شیطان، انہوں نے کہا یہ حدیث شیطان کی شرط پر صحیح ہے اور وہی نے اس سے اتفاق کیا ہے اور کہا عثمان بن سعید لم یروا فی حسن بن صالح عن ابن مسعود سے اس کو روایت کیا ہے (مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۲۱۸ طبع المکتبۃ المدینہ، المسند رک ج ۱ ص ۱۱۳-۱۱۴، شائع کردہ دارالکتب العربی)۔

(۳) حدیث ما أسماؤ... کی روایت ابو ذر نے حضرت عائشہ سے مروی ہے حاکم نے مندرجہ کی حدیث میں سعید بن بشر اور عبد الرحمن انصاری مسمیٰ وشن سولی ہی خیر ہے اس پر ایک سے دیکھ لو کہیں نے کلام کیا ہے۔ حدیث ابو بکر احمد ج ۲ جاتی نے اس حدیث کو ذکر کر کے کہا مجھے نہیں معلوم کہ اس حدیث کو سعید بن بشر کے علاوہ بھی کسی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے اور اس میں ایک مرتبہ کہ خالد بن ولید عن ام سلمہ عائشہ کی جگہ پر (میں اسعد بن ابی بکر) کی ہے۔

## اختلاط ۵-۶

بتول اس وقت ہے جب وہ اپنی نگاہوں سے چیزوں سے ہٹ کر لے جائیں، جیسا اس کے لئے جائز نہیں ہے (۱)۔

بحث کے مقامات:

۶- جن اشیاء میں اختلاط کا قوت ہوتا ہے اس کا حلق فقہ کے مختلف ابواب کے بہت سے مسائل سے ہے، اختلاط کے اثر کے اعتبار سے ہر مسئلہ کا الگ حکم ہے، ان میں مقامات میں سے چند یہ ہیں: باب نصب میں بل منصوب کا مال غیر منصوب سے اختلاط، باب ایماز میں مسلمان مردوں کا غیر مسلم مردوں کے ساتھ اختلاط، پھوس کی حق میں نئے پیدا ہونے والے پتلوں کا بیج کے وقت موجود پھوس سے اختلاط، زکاة کے باب میں ان چوپایوں کا اختلاط جن میں زکاة واجب ہوتی ہے، ایمان کے باب میں جس چیز کے بارے میں قسم کھانی فی ہے اس کا دوسری چیز کے ساتھ اختلاط، سیال چیزوں میں مایا کی چیز کا پاک چیز سے اختلاط وغیرہ۔

اس موضوع کے بارے میں متعدد تنزیلات ہیں (دیکھئے: طبر، خلوت بحرم، جنسی)۔

فرماتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے اپنے چہرے اور ہاتھوں بتحییدوں کی طرف اشارہ فرمایا (۲)۔

فقہاء اس پر بھی متفق ہیں کہ جنسی عورت کو چھونا حرام ہے (۳) یہ کہ تنی بوڑھی ہو کہ شہوت کے لائق نہ ہو، ایسی بوڑھی عورت سے مصافحہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، سزا حوں فرماتے ہیں: شوخی کی جن تقابلات میں مردوں و عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے ان میں بعض ایسی چیزیں ہوتی ہیں جنہیں شریعت نے حرام قرار دیا ہے تو ان میں سے بعض کے حق میں بعض کی بوجہ قبول نہیں لی جاتی، اس لئے کہ ان تقریبات میں شرکت کی وجہ سے ان عورتوں کی عدالت ساتھ ہو جاتی ہے۔

اختلاط حرام سے معالج کا ضرورت کی بنا پر جنسی عورت کا ایماز اور چھونا مستثنیٰ ہے، کیونکہ وہ تین ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔

۵- شریعت میں معتبر حاجت پائے جانے کی صورت میں مرد اور عورت کا اختلاط جائز ہے، بشرطیکہ اختلاط میں توہد شریعت کا لحاظ رکھا جائے، اسی لئے عورت کو نماز باجماعت کے لئے اور نماز عید کے لئے نکالنا جائز ہے، بعض فقہاء کے نزدیک عورت کے لئے جائز ہے کہ قابل اطمینان مرد رفقاء سے سفر کے ساتھ حج فرض کے لئے اٹھے۔

اسی طرح عورت مردوں کے ساتھ شریعہ فراموش، اجارہ وغیرہ کا معاملہ کر سکتی ہے، امام مالک سے ایک عمرور بے شوہر خاتون کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ وہ ایک مرد کے سہارے رہتی ہے، وہی اس کی ضروریات پوری کرتا ہے اور اسے حاجت کی چیزیں دیتا ہے، کیا اس مرد کے سے یہ کرنا ہمت ہے؟ امام مالک نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے، میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ دوسرے بھی بھی جائے، ہر سب لوگ اسے چھوڑ دیں گے تو وہ ضائع ہو جائے گی۔ ابن رشد فرماتے ہیں کہ یہ جواز امام مالک کے

(۱) ابن ماجہ ۲۳۳۵ طبع سوم، بدائع الصالح ۱۲۵/۵ طبع المجمع  
الاختیار ۱۵۲/۱۵۶، المغنی ۲۳۷/۳، ۲۳۷/۲، ۲۳۷/۱، ۲۳۷/۲، ۲۳۷/۳، ۲۳۷/۴، ۲۳۷/۵، ۲۳۷/۶، ۲۳۷/۷، ۲۳۷/۸، ۲۳۷/۹، ۲۳۷/۱۰، ۲۳۷/۱۱، ۲۳۷/۱۲، ۲۳۷/۱۳، ۲۳۷/۱۴، ۲۳۷/۱۵، ۲۳۷/۱۶، ۲۳۷/۱۷، ۲۳۷/۱۸، ۲۳۷/۱۹، ۲۳۷/۲۰، ۲۳۷/۲۱، ۲۳۷/۲۲، ۲۳۷/۲۳، ۲۳۷/۲۴، ۲۳۷/۲۵، ۲۳۷/۲۶، ۲۳۷/۲۷، ۲۳۷/۲۸، ۲۳۷/۲۹، ۲۳۷/۳۰، ۲۳۷/۳۱، ۲۳۷/۳۲، ۲۳۷/۳۳، ۲۳۷/۳۴، ۲۳۷/۳۵، ۲۳۷/۳۶، ۲۳۷/۳۷، ۲۳۷/۳۸، ۲۳۷/۳۹، ۲۳۷/۴۰، ۲۳۷/۴۱، ۲۳۷/۴۲، ۲۳۷/۴۳، ۲۳۷/۴۴، ۲۳۷/۴۵، ۲۳۷/۴۶، ۲۳۷/۴۷، ۲۳۷/۴۸، ۲۳۷/۴۹، ۲۳۷/۵۰، ۲۳۷/۵۱، ۲۳۷/۵۲، ۲۳۷/۵۳، ۲۳۷/۵۴، ۲۳۷/۵۵، ۲۳۷/۵۶، ۲۳۷/۵۷، ۲۳۷/۵۸، ۲۳۷/۵۹، ۲۳۷/۶۰، ۲۳۷/۶۱، ۲۳۷/۶۲، ۲۳۷/۶۳، ۲۳۷/۶۴، ۲۳۷/۶۵، ۲۳۷/۶۶، ۲۳۷/۶۷، ۲۳۷/۶۸، ۲۳۷/۶۹، ۲۳۷/۷۰، ۲۳۷/۷۱، ۲۳۷/۷۲، ۲۳۷/۷۳، ۲۳۷/۷۴، ۲۳۷/۷۵، ۲۳۷/۷۶، ۲۳۷/۷۷، ۲۳۷/۷۸، ۲۳۷/۷۹، ۲۳۷/۸۰، ۲۳۷/۸۱، ۲۳۷/۸۲، ۲۳۷/۸۳، ۲۳۷/۸۴، ۲۳۷/۸۵، ۲۳۷/۸۶، ۲۳۷/۸۷، ۲۳۷/۸۸، ۲۳۷/۸۹، ۲۳۷/۹۰، ۲۳۷/۹۱، ۲۳۷/۹۲، ۲۳۷/۹۳، ۲۳۷/۹۴، ۲۳۷/۹۵، ۲۳۷/۹۶، ۲۳۷/۹۷، ۲۳۷/۹۸، ۲۳۷/۹۹، ۲۳۷/۱۰۰، ۲۳۷/۱۰۱، ۲۳۷/۱۰۲، ۲۳۷/۱۰۳، ۲۳۷/۱۰۴، ۲۳۷/۱۰۵، ۲۳۷/۱۰۶، ۲۳۷/۱۰۷، ۲۳۷/۱۰۸، ۲۳۷/۱۰۹، ۲۳۷/۱۱۰، ۲۳۷/۱۱۱، ۲۳۷/۱۱۲، ۲۳۷/۱۱۳، ۲۳۷/۱۱۴، ۲۳۷/۱۱۵، ۲۳۷/۱۱۶، ۲۳۷/۱۱۷، ۲۳۷/۱۱۸، ۲۳۷/۱۱۹، ۲۳۷/۱۲۰، ۲۳۷/۱۲۱، ۲۳۷/۱۲۲، ۲۳۷/۱۲۳، ۲۳۷/۱۲۴، ۲۳۷/۱۲۵، ۲۳۷/۱۲۶، ۲۳۷/۱۲۷، ۲۳۷/۱۲۸، ۲۳۷/۱۲۹، ۲۳۷/۱۳۰، ۲۳۷/۱۳۱، ۲۳۷/۱۳۲، ۲۳۷/۱۳۳، ۲۳۷/۱۳۴، ۲۳۷/۱۳۵، ۲۳۷/۱۳۶، ۲۳۷/۱۳۷، ۲۳۷/۱۳۸، ۲۳۷/۱۳۹، ۲۳۷/۱۴۰، ۲۳۷/۱۴۱، ۲۳۷/۱۴۲، ۲۳۷/۱۴۳، ۲۳۷/۱۴۴، ۲۳۷/۱۴۵، ۲۳۷/۱۴۶، ۲۳۷/۱۴۷، ۲۳۷/۱۴۸، ۲۳۷/۱۴۹، ۲۳۷/۱۵۰، ۲۳۷/۱۵۱، ۲۳۷/۱۵۲، ۲۳۷/۱۵۳، ۲۳۷/۱۵۴، ۲۳۷/۱۵۵، ۲۳۷/۱۵۶، ۲۳۷/۱۵۷، ۲۳۷/۱۵۸، ۲۳۷/۱۵۹، ۲۳۷/۱۶۰، ۲۳۷/۱۶۱، ۲۳۷/۱۶۲، ۲۳۷/۱۶۳، ۲۳۷/۱۶۴، ۲۳۷/۱۶۵، ۲۳۷/۱۶۶، ۲۳۷/۱۶۷، ۲۳۷/۱۶۸، ۲۳۷/۱۶۹، ۲۳۷/۱۷۰، ۲۳۷/۱۷۱، ۲۳۷/۱۷۲، ۲۳۷/۱۷۳، ۲۳۷/۱۷۴، ۲۳۷/۱۷۵، ۲۳۷/۱۷۶، ۲۳۷/۱۷۷، ۲۳۷/۱۷۸، ۲۳۷/۱۷۹، ۲۳۷/۱۸۰، ۲۳۷/۱۸۱، ۲۳۷/۱۸۲، ۲۳۷/۱۸۳، ۲۳۷/۱۸۴، ۲۳۷/۱۸۵، ۲۳۷/۱۸۶، ۲۳۷/۱۸۷، ۲۳۷/۱۸۸، ۲۳۷/۱۸۹، ۲۳۷/۱۹۰، ۲۳۷/۱۹۱، ۲۳۷/۱۹۲، ۲۳۷/۱۹۳، ۲۳۷/۱۹۴، ۲۳۷/۱۹۵، ۲۳۷/۱۹۶، ۲۳۷/۱۹۷، ۲۳۷/۱۹۸، ۲۳۷/۱۹۹، ۲۳۷/۲۰۰، ۲۳۷/۲۰۱، ۲۳۷/۲۰۲، ۲۳۷/۲۰۳، ۲۳۷/۲۰۴، ۲۳۷/۲۰۵، ۲۳۷/۲۰۶، ۲۳۷/۲۰۷، ۲۳۷/۲۰۸، ۲۳۷/۲۰۹، ۲۳۷/۲۱۰، ۲۳۷/۲۱۱، ۲۳۷/۲۱۲، ۲۳۷/۲۱۳، ۲۳۷/۲۱۴، ۲۳۷/۲۱۵، ۲۳۷/۲۱۶، ۲۳۷/۲۱۷، ۲۳۷/۲۱۸، ۲۳۷/۲۱۹، ۲۳۷/۲۲۰، ۲۳۷/۲۲۱، ۲۳۷/۲۲۲، ۲۳۷/۲۲۳، ۲۳۷/۲۲۴، ۲۳۷/۲۲۵، ۲۳۷/۲۲۶، ۲۳۷/۲۲۷، ۲۳۷/۲۲۸، ۲۳۷/۲۲۹، ۲۳۷/۲۳۰، ۲۳۷/۲۳۱، ۲۳۷/۲۳۲، ۲۳۷/۲۳۳، ۲۳۷/۲۳۴، ۲۳۷/۲۳۵، ۲۳۷/۲۳۶، ۲۳۷/۲۳۷، ۲۳۷/۲۳۸، ۲۳۷/۲۳۹، ۲۳۷/۲۴۰، ۲۳۷/۲۴۱، ۲۳۷/۲۴۲، ۲۳۷/۲۴۳، ۲۳۷/۲۴۴، ۲۳۷/۲۴۵، ۲۳۷/۲۴۶، ۲۳۷/۲۴۷، ۲۳۷/۲۴۸، ۲۳۷/۲۴۹، ۲۳۷/۲۵۰، ۲۳۷/۲۵۱، ۲۳۷/۲۵۲، ۲۳۷/۲۵۳، ۲۳۷/۲۵۴، ۲۳۷/۲۵۵، ۲۳۷/۲۵۶، ۲۳۷/۲۵۷، ۲۳۷/۲۵۸، ۲۳۷/۲۵۹، ۲۳۷/۲۶۰، ۲۳۷/۲۶۱، ۲۳۷/۲۶۲، ۲۳۷/۲۶۳، ۲۳۷/۲۶۴، ۲۳۷/۲۶۵، ۲۳۷/۲۶۶، ۲۳۷/۲۶۷، ۲۳۷/۲۶۸، ۲۳۷/۲۶۹، ۲۳۷/۲۷۰، ۲۳۷/۲۷۱، ۲۳۷/۲۷۲، ۲۳۷/۲۷۳، ۲۳۷/۲۷۴، ۲۳۷/۲۷۵، ۲۳۷/۲۷۶، ۲۳۷/۲۷۷، ۲۳۷/۲۷۸، ۲۳۷/۲۷۹، ۲۳۷/۲۸۰، ۲۳۷/۲۸۱، ۲۳۷/۲۸۲، ۲۳۷/۲۸۳، ۲۳۷/۲۸۴، ۲۳۷/۲۸۵، ۲۳۷/۲۸۶، ۲۳۷/۲۸۷، ۲۳۷/۲۸۸، ۲۳۷/۲۸۹، ۲۳۷/۲۹۰، ۲۳۷/۲۹۱، ۲۳۷/۲۹۲، ۲۳۷/۲۹۳، ۲۳۷/۲۹۴، ۲۳۷/۲۹۵، ۲۳۷/۲۹۶، ۲۳۷/۲۹۷، ۲۳۷/۲۹۸، ۲۳۷/۲۹۹، ۲۳۷/۳۰۰، ۲۳۷/۳۰۱، ۲۳۷/۳۰۲، ۲۳۷/۳۰۳، ۲۳۷/۳۰۴، ۲۳۷/۳۰۵، ۲۳۷/۳۰۶، ۲۳۷/۳۰۷، ۲۳۷/۳۰۸، ۲۳۷/۳۰۹، ۲۳۷/۳۱۰، ۲۳۷/۳۱۱، ۲۳۷/۳۱۲، ۲۳۷/۳۱۳، ۲۳۷/۳۱۴، ۲۳۷/۳۱۵، ۲۳۷/۳۱۶، ۲۳۷/۳۱۷، ۲۳۷/۳۱۸، ۲۳۷/۳۱۹، ۲۳۷/۳۲۰، ۲۳۷/۳۲۱، ۲۳۷/۳۲۲، ۲۳۷/۳۲۳، ۲۳۷/۳۲۴، ۲۳۷/۳۲۵، ۲۳۷/۳۲۶، ۲۳۷/۳۲۷، ۲۳۷/۳۲۸، ۲۳۷/۳۲۹، ۲۳۷/۳۳۰، ۲۳۷/۳۳۱، ۲۳۷/۳۳۲، ۲۳۷/۳۳۳، ۲۳۷/۳۳۴، ۲۳۷/۳۳۵، ۲۳۷/۳۳۶، ۲۳۷/۳۳۷، ۲۳۷/۳۳۸، ۲۳۷/۳۳۹، ۲۳۷/۳۴۰، ۲۳۷/۳۴۱، ۲۳۷/۳۴۲، ۲۳۷/۳۴۳، ۲۳۷/۳۴۴، ۲۳۷/۳۴۵، ۲۳۷/۳۴۶، ۲۳۷/۳۴۷، ۲۳۷/۳۴۸، ۲۳۷/۳۴۹، ۲۳۷/۳۵۰، ۲۳۷/۳۵۱، ۲۳۷/۳۵۲، ۲۳۷/۳۵۳، ۲۳۷/۳۵۴، ۲۳۷/۳۵۵، ۲۳۷/۳۵۶، ۲۳۷/۳۵۷، ۲۳۷/۳۵۸، ۲۳۷/۳۵۹، ۲۳۷/۳۶۰، ۲۳۷/۳۶۱، ۲۳۷/۳۶۲، ۲۳۷/۳۶۳، ۲۳۷/۳۶۴، ۲۳۷/۳۶۵، ۲۳۷/۳۶۶، ۲۳۷/۳۶۷، ۲۳۷/۳۶۸، ۲۳۷/۳۶۹، ۲۳۷/۳۷۰، ۲۳۷/۳۷۱، ۲۳۷/۳۷۲، ۲۳۷/۳۷۳، ۲۳۷/۳۷۴، ۲۳۷/۳۷۵، ۲۳۷/۳۷۶، ۲۳۷/۳۷۷، ۲۳۷/۳۷۸، ۲۳۷/۳۷۹، ۲۳۷/۳۸۰، ۲۳۷/۳۸۱، ۲۳۷/۳۸۲، ۲۳۷/۳۸۳، ۲۳۷/۳۸۴، ۲۳۷/۳۸۵، ۲۳۷/۳۸۶، ۲۳۷/۳۸۷، ۲۳۷/۳۸۸، ۲۳۷/۳۸۹، ۲۳۷/۳۹۰، ۲۳۷/۳۹۱، ۲۳۷/۳۹۲، ۲۳۷/۳۹۳، ۲۳۷/۳۹۴، ۲۳۷/۳۹۵، ۲۳۷/۳۹۶، ۲۳۷/۳۹۷، ۲۳۷/۳۹۸، ۲۳۷/۳۹۹، ۲۳۷/۴۰۰، ۲۳۷/۴۰۱، ۲۳۷/۴۰۲، ۲۳۷/۴۰۳، ۲۳۷/۴۰۴، ۲۳۷/۴۰۵، ۲۳۷/۴۰۶، ۲۳۷/۴۰۷، ۲۳۷/۴۰۸، ۲۳۷/۴۰۹، ۲۳۷/۴۱۰، ۲۳۷/۴۱۱، ۲۳۷/۴۱۲، ۲۳۷/۴۱۳، ۲۳۷/۴۱۴، ۲۳۷/۴۱۵، ۲۳۷/۴۱۶، ۲۳۷/۴۱۷، ۲۳۷/۴۱۸، ۲۳۷/۴۱۹، ۲۳۷/۴۲۰، ۲۳۷/۴۲۱، ۲۳۷/۴۲۲، ۲۳۷/۴۲۳، ۲۳۷/۴۲۴، ۲۳۷/۴۲۵، ۲۳۷/۴۲۶، ۲۳۷/۴۲۷، ۲۳۷/۴۲۸، ۲۳۷/۴۲۹، ۲۳۷/۴۳۰، ۲۳۷/۴۳۱، ۲۳۷/۴۳۲، ۲۳۷/۴۳۳، ۲۳۷/۴۳۴، ۲۳۷/۴۳۵، ۲۳۷/۴۳۶، ۲۳۷/۴۳۷، ۲۳۷/۴۳۸، ۲۳۷/۴۳۹، ۲۳۷/۴۴۰، ۲۳۷/۴۴۱، ۲۳۷/۴۴۲، ۲۳۷/۴۴۳، ۲۳۷/۴۴۴، ۲۳۷/۴۴۵، ۲۳۷/۴۴۶، ۲۳۷/۴۴۷، ۲۳۷/۴۴۸، ۲۳۷/۴۴۹، ۲۳۷/۴۵۰، ۲۳۷/۴۵۱، ۲۳۷/۴۵۲، ۲۳۷/۴۵۳، ۲۳۷/۴۵۴، ۲۳۷/۴۵۵، ۲۳۷/۴۵۶، ۲۳۷/۴۵۷، ۲۳۷/۴۵۸، ۲۳۷/۴۵۹، ۲۳۷/۴۶۰، ۲۳۷/۴۶۱، ۲۳۷/۴۶۲، ۲۳۷/۴۶۳، ۲۳۷/۴۶۴، ۲۳۷/۴۶۵، ۲۳۷/۴۶۶، ۲۳۷/۴۶۷، ۲۳۷/۴۶۸، ۲۳۷/۴۶۹، ۲۳۷/۴۷۰، ۲۳۷/۴۷۱، ۲۳۷/۴۷۲، ۲۳۷/۴۷۳، ۲۳۷/۴۷۴، ۲۳۷/۴۷۵، ۲۳۷/۴۷۶، ۲۳۷/۴۷۷، ۲۳۷/۴۷۸، ۲۳۷/۴۷۹، ۲۳۷/۴۸۰، ۲۳۷/۴۸۱، ۲۳۷/۴۸۲، ۲۳۷/۴۸۳، ۲۳۷/۴۸۴، ۲۳۷/۴۸۵، ۲۳۷/۴۸۶، ۲۳۷/۴۸۷، ۲۳۷/۴۸۸، ۲۳۷/۴۸۹، ۲۳۷/۴۹۰، ۲۳۷/۴۹۱، ۲۳۷/۴۹۲، ۲۳۷/۴۹۳، ۲۳۷/۴۹۴، ۲۳۷/۴۹۵، ۲۳۷/۴۹۶، ۲۳۷/۴۹۷، ۲۳۷/۴۹۸، ۲۳۷/۴۹۹، ۲۳۷/۵۰۰، ۲۳۷/۵۰۱، ۲۳۷/۵۰۲، ۲۳۷/۵۰۳، ۲۳۷/۵۰۴، ۲۳۷/۵۰۵، ۲۳۷/۵۰۶، ۲۳۷/۵۰۷، ۲۳۷/۵۰۸، ۲۳۷/۵۰۹، ۲۳۷/۵۱۰، ۲۳۷/۵۱۱، ۲۳۷/۵۱۲، ۲۳۷/۵۱۳، ۲۳۷/۵۱۴، ۲۳۷/۵۱۵، ۲۳۷/۵۱۶، ۲۳۷/۵۱۷، ۲۳۷/۵۱۸، ۲۳۷/۵۱۹، ۲۳۷/۵۲۰، ۲۳۷/۵۲۱، ۲۳۷/۵۲۲، ۲۳۷/۵۲۳، ۲۳۷/۵۲۴، ۲۳۷/۵۲۵، ۲۳۷/۵۲۶، ۲۳۷/۵۲۷، ۲۳۷/۵۲۸، ۲۳۷/۵۲۹، ۲۳۷/۵۳۰، ۲۳۷/۵۳۱، ۲۳۷/۵۳۲، ۲۳۷/۵۳۳، ۲۳۷/۵۳۴، ۲۳۷/۵۳۵، ۲۳۷/۵۳۶، ۲۳۷/۵۳۷، ۲۳۷/۵۳۸، ۲۳۷/۵۳۹، ۲۳۷/۵۴۰، ۲۳۷/۵۴۱، ۲۳۷/۵۴۲، ۲۳۷/۵۴۳، ۲۳۷/۵۴۴، ۲۳۷/۵۴۵، ۲۳۷/۵۴۶، ۲۳۷/۵۴۷، ۲۳۷/۵۴۸، ۲۳۷/۵۴۹، ۲۳۷/۵۵۰، ۲۳۷/۵۵۱، ۲۳۷/۵۵۲، ۲۳۷/۵۵۳، ۲۳۷/۵۵۴، ۲۳۷/۵۵۵، ۲۳۷/۵۵۶، ۲۳۷/۵۵۷، ۲۳۷/۵۵۸، ۲۳۷/۵۵۹، ۲۳۷/۵۶۰، ۲۳۷/۵۶۱، ۲۳۷/۵۶۲، ۲۳۷/۵۶۳، ۲۳۷/۵۶۴، ۲۳۷/۵۶۵، ۲۳۷/۵۶۶، ۲۳۷/۵۶۷، ۲۳۷/۵۶۸، ۲۳۷/۵۶۹، ۲۳۷/۵۷۰، ۲۳۷/۵۷۱، ۲۳۷/۵۷۲، ۲۳۷/۵۷۳، ۲۳۷/۵۷۴، ۲۳۷/۵۷۵، ۲۳۷/۵۷۶، ۲۳۷/۵۷۷، ۲۳۷/۵۷۸، ۲۳۷/۵۷۹، ۲۳۷/۵۸۰، ۲۳۷/۵۸۱، ۲۳۷/۵۸۲، ۲۳۷/۵۸۳، ۲۳۷/۵۸۴، ۲۳۷/۵۸۵، ۲۳۷/۵۸۶، ۲۳۷/۵۸۷، ۲۳۷/۵۸۸، ۲۳۷/۵۸۹، ۲۳۷/۵۹۰، ۲۳۷/۵۹۱، ۲۳۷/۵۹۲، ۲۳۷/۵۹۳، ۲۳۷/۵۹۴، ۲۳۷/۵۹۵، ۲۳۷/۵۹۶، ۲۳۷/۵۹۷، ۲۳۷/۵۹۸، ۲۳۷/۵۹۹، ۲۳۷/۶۰۰، ۲۳۷/۶۰۱، ۲۳۷/۶۰۲، ۲۳۷/۶۰۳، ۲۳۷/۶۰۴، ۲۳۷/۶۰۵، ۲۳۷/۶۰۶، ۲۳۷/۶۰۷، ۲۳۷/۶۰۸، ۲۳۷/۶۰۹، ۲۳۷/۶۱۰، ۲۳۷/۶۱۱، ۲۳۷/۶۱۲، ۲۳۷/۶۱۳، ۲۳۷/۶۱۴، ۲۳۷/۶۱۵، ۲۳۷/۶۱۶، ۲۳۷/۶۱۷، ۲۳۷/۶۱۸، ۲۳۷/۶۱۹، ۲۳۷/۶۲۰، ۲۳۷/۶۲۱، ۲۳۷/۶۲۲، ۲۳۷/۶۲۳، ۲۳۷/۶۲۴، ۲۳۷/۶۲۵، ۲۳۷/۶۲۶، ۲۳۷/۶۲۷، ۲۳۷/۶۲۸، ۲۳۷/۶۲۹، ۲۳۷/۶۳۰، ۲۳۷/۶۳۱، ۲۳۷/۶۳۲، ۲۳۷/۶۳۳، ۲۳۷/۶۳۴، ۲۳۷/۶۳۵، ۲۳۷/۶۳۶، ۲۳۷/۶۳۷، ۲۳۷/۶۳۸، ۲۳۷/۶۳۹، ۲۳۷/۶۴۰، ۲۳۷/۶۴۱، ۲۳۷/۶۴۲، ۲۳۷/۶۴۳، ۲۳۷/۶۴۴، ۲۳۷/۶۴۵، ۲۳۷/۶۴۶، ۲۳۷/۶۴۷، ۲۳۷/۶۴۸، ۲۳۷/۶۴۹، ۲۳۷/۶۵۰، ۲۳۷/۶۵۱، ۲۳۷/۶۵۲، ۲۳۷/۶۵۳، ۲۳۷/۶۵۴، ۲۳۷/۶۵۵، ۲۳۷/۶۵۶، ۲۳۷/۶۵۷، ۲۳۷/۶۵۸، ۲۳۷/۶۵۹، ۲۳۷/۶۶۰، ۲۳۷/۶۶۱، ۲۳۷/۶۶۲، ۲۳۷/۶۶۳، ۲۳۷/۶۶۴، ۲۳۷/۶۶۵، ۲۳۷/۶۶۶، ۲۳۷/۶۶۷، ۲۳۷/۶۶۸، ۲۳۷/۶۶۹، ۲۳۷/۶۷۰، ۲۳۷/۶۷۱، ۲۳۷/۶۷۲، ۲۳۷/۶۷۳، ۲۳۷/۶۷۴، ۲۳۷/۶۷۵، ۲۳۷/۶۷۶، ۲۳۷/۶۷۷، ۲۳۷/۶۷۸، ۲۳۷/۶۷۹، ۲۳۷/۶۸۰، ۲۳۷/۶۸۱، ۲۳۷/۶۸۲، ۲۳۷/۶۸۳، ۲۳۷/۶۸۴، ۲۳۷/۶۸۵، ۲۳۷/۶۸۶، ۲۳۷/۶۸۷، ۲۳۷/۶۸۸، ۲۳۷/۶۸۹، ۲۳۷/۶۹۰، ۲۳۷/۶۹۱، ۲۳۷/۶۹۲، ۲۳۷/۶۹۳، ۲۳۷/۶۹۴، ۲۳۷/۶۹۵، ۲۳۷/۶۹۶، ۲۳۷/۶۹۷، ۲۳۷/۶۹۸، ۲۳۷/۶۹۹، ۲۳۷/۷۰۰، ۲۳۷/۷۰۱، ۲۳۷/۷۰۲، ۲۳۷/۷۰۳، ۲۳۷/۷۰۴، ۲۳۷/۷۰۵، ۲۳۷/۷۰۶، ۲۳۷/۷۰۷، ۲۳۷/۷۰۸، ۲۳۷/۷۰۹، ۲۳۷/۷۱۰، ۲۳۷/۷۱۱، ۲۳۷/۷۱۲، ۲۳۷/۷۱۳، ۲۳۷/۷۱۴، ۲۳۷/۷۱۵، ۲۳۷/۷۱۶، ۲۳۷/۷۱۷، ۲۳۷/۷۱۸، ۲۳۷/۷۱۹، ۲۳۷/۷۲۰، ۲۳۷/۷۲۱، ۲۳۷/۷۲۲، ۲۳۷/۷۲۳، ۲۳۷/۷۲۴، ۲۳۷/۷۲۵، ۲۳۷/۷۲۶، ۲۳۷/۷۲۷، ۲۳۷/۷۲۸، ۲۳۷/۷۲۹، ۲۳۷/۷۳۰، ۲۳۷/۷۳۱، ۲۳۷/۷۳۲، ۲۳۷/۷۳۳، ۲۳۷/۷۳۴، ۲۳۷/۷۳۵، ۲۳۷/۷۳۶، ۲۳۷/۷۳۷، ۲۳۷/۷۳۸، ۲۳۷/۷۳۹، ۲۳۷/۷۴۰، ۲۳۷/۷۴۱، ۲۳۷/۷۴۲، ۲۳۷/۷۴۳، ۲۳۷/۷۴۴، ۲۳۷/۷۴۵، ۲۳۷/۷۴۶، ۲۳۷/۷۴۷، ۲۳۷/۷۴۸، ۲۳۷/۷۴۹، ۲۳۷/۷۵۰، ۲۳۷/۷۵۱، ۲۳۷/۷۵

## اختلاف ۱-۳

کے مقابلہ میں قول مرجوح کے لئے ”خلاف“ کا استعمال ہوتا ہے،  
 ”اختلاف“ کا استعمال نہیں ہوتا، تھانوی فرماتے ہیں: حاصل یہ ہے  
 کہ ”خلاف“ میں جانب مخالف کمزور ہوتا ہے جیسے جماعت کی  
 مخالفت، اور ”اختلاف“ میں مخالف جانب کمزور نہیں ہوتا (۱)۔

بعض اہل اصول اور فقہاء کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ”خلاف“  
 ”اختلاف“ اور ”خلاف“ میں فرق نہیں کرتے، بلکہ بعض اوقات  
 دونوں الفاظ کو ایک ہی معنی میں استعمال کرتے ہیں (۲)، چنانچہ ہم  
 امر میں سے ایک امر کے دوسرے امر کے مخالف ہونے سے  
 ”خلاف“ ہوا۔ اور ان دونوں کے باہم مختلف ہونے سے ”اختلاف“  
 ہوا، ابھی کہا جاتا ہے کہ ”خلاف“ ”اختلاف“ سے مطابقت عام ہے،  
 جماعت وغیرہ کی مخالفت کی صورت میں ”خلاف“ ہے، ”اختلاف“  
 نہیں ہے وغیرہ۔

فقہاء ابھی ابھی ”تعارض“ کو ”اختلاف“ کے معنی میں استعمال  
 کرتے ہیں۔

### ب- فرقت و تفرق:

۳- ”تفریق“، ”تفرق“ اور ”تفرقت“ کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں کا ہر  
 گروہ اکٹلا ہو، اقاموں میں ہے: ”تفریق“ بکریوں کے یک ریوڑ کو  
 کہتے ہیں، اور ”تفریقہ“ بکریوں کی یک کھری ہے جو بکریوں کے ریوڑ

(۱) فتح القدیر ۱/۳۹۳ طبع بروقی، حاشیہ ابن عابدین ۳/۳۳۱ طبع اول۔

(۲) خلاصہ حکیمہ المصنفات (۳/۱۶۱)، اور اس کے بعد کے صفحات طبع المکتبۃ  
 التجاریہ میں ماضی کا کلام خلاصہ کہتے ہیں ”مرجع اختلاف“ اور اس سے  
 ان کی مراد ہے وہ مسائل جن میں مختلف دلائل ہیں، نیز خلاصہ حکیمہ الفتاویٰ  
 الہندیہ ۳/۳۱۲ کی عبارت: ”اگر حقدین کا وہ قول پر اعتبار ہے اور  
 بعد والوں کے وہ قول میں سے ایک پر اتفاق کر لیا تو کیا یہ اختلاف خلاف  
 سابق کو ختم کر دے گا؟“ جس کی تعبیر شروع میں اختلاف سے کی گئی ہے اسی کی  
 تعبیر بعد میں خلاصہ سے کی گئی ہے لہذا دونوں ایک چیز ہیں۔

## اختلاف

### تعریف:

۱- لغت کے اعتبار سے اختلاف ”اختلف“ کا مصدر ہے، اور  
 اختلاف اتفاق کی ضد ہے اس سب سے میں لسان العرب کی تحقیق کا  
 حاصل یہ ہے: ”اختلف الامور“ کا مفہوم ہے کہ وہ چیزیں متفق  
 نہیں ہوئیں، اور ان چیزوں میں برابری نہیں ہوتی ان میں اختلاف  
 ہوتا ہے۔

خلاف کا مفہوم ہے: مخالفت کرنا، ”مخالفة إلى الشيء“ کا مفہوم  
 ہے: کسی کے منع کرنے کے بعد اس کی مخالفت کر کے کسی چیز کو اختیار  
 کرنا یا اس کا تصدیر کرنا۔

فقہاء کے یہاں اختلاف اور خلاف اپنے لغوی معنی میں استعمال  
 ہوتے ہیں۔

### متحدہ غلط:

### نک- خلاف:

۲- فتح القدیر، الدر المختار، حاشیہ ابن عابدین میں ہے اور تھانوی نے  
 بعض اصحاب حاشی سے نقل کیا ہے کہ ”اختلاف“ اور ”خلاف“ میں  
 فرق یہ ہے کہ ”اختلاف“ کا استعمال دلیل پر مبنی قول کے لئے ہوتا  
 ہے، اور ”خلاف“ کا استعمال اس قول کے لئے ہوتا ہے کہ جس کی کوئی  
 دلیل نہ ہو، تھانوی سے یہ کہتے ہوئے اس کی تائید کی ہے کہ قول راجح

## اختلاف ۳-۶

لعمدہ ومہم مفصلہ ومہم سابق بالحوادث (۱) کے پھر اس میں سے بعض تو اپنے نفس پر ظم کرنے والے ہیں اور بعض اس میں سے متوہ ہیں اور بعض اس میں سے نبیوں میں ترقی کئے گئے جاتے ہیں۔

بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ "سابق بالحوادث" (نبیوں میں سبقت کرنے والا) وہ شخص ہے جو اول وقت میں نماز ادا کرے، "مقصد" (میانہ رو) وہ شخص ہے جو درمیانی وقت میں نماز کی "انگلی کرے"، "ظالم لنفسہ" (اپنے پر ظم کرنے والا) وہ شخص ہے جو عصر کی نماز سورج زور ہونے تک مؤخر کرے، یک قوس یہ ہے کہ "سابق بالحوادث" وہ ہے جو صدقہ کر کے نیکی کما لے، "مقصد" وہ ہے جو بے فکر و غمت کرے، اور "ظالم" وہ ہے جو سود کما لے (۲)۔

احکام شریعہ میں اختلاف تنوع بھی وجوب میں ہوتا ہے اور کبھی انتخاب میں، وجوب میں اختلاف تنوع کی مثال یہ ہے کہ یک قوم پر حاکم واجب ہوتا ہے، ایک قوم پر صدقہ واجب ہوتا ہے اور یک قوم پر ظم سکھانا واجب ہوتا ہے، یہ تنوع فرض میں، فرض کفایہ دونوں میں ہوتا ہے فرض کفایہ میں ایک اور تنوع ہے جو فرض کفایہ ہی کے ساتھ مخصوص ہے، وہ یہ ہے کہ فرض کفایہ اس شخص پر متعین طور پر لازم ہوتا ہے جس کے حاکم کوئی اور شخص اس فرض کو ادا نہیں کرتا، فرض کفایہ کسی وقت میں یا کسی مقام پر یا کسی شخص یا گروہ پر متعین طور پر واجب ہوتا ہے، جیسا کہ اس طرح کی صورت حال، ولایت، جہاد اور افتاء، تشاء میں پیش آتی ہے۔

سے جدا ہو جائے اور رت کی تاریکی میں اپنی جماعت سے الگ چل جائے، یہ سب الفاظ اختلاف سے خاص ہیں۔

مور جتہاد یہ ہیں، اختلاف

(علم، الحائف)

اختلاف کی حقیقت اور اس کی قسمیں:

۴- مجتہد کی ذمہ داری ہے کہ مقام اختلاف کی تحقیق کر لے، چونکہ جس مسئلہ میں اختلاف نہ ہو اس میں اختلاف غل رہا، درست نہیں ہے، جس طرح اختلاف فی مسئلہ میں حقائق غل رہا، درست نہیں ہے (۱)۔ لہذا وہ قول کے درمیان ہر تعارض میں دونوں کے درمیان حقیقی اختلاف نہیں مانا جاتا، اس لئے کہ اختلاف کبھی تو تعبیر کا ہوتا ہے، کبھی اختلاف تنوع ہوتا ہے، کبھی اختلاف تشاد ہوتا ہے، اور حقیقی اختلاف یہی ہے۔

۵- تعبیر کا اختلاف یہ ہے کہ اختلاف کرے والے دونوں اشخاص ایک ایک عبارتوں سے مراد کی تعبیر کریں اس کی مثال صراط مستقیم کی تفسیر ہے، بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ صراط مستقیم قرآن ہے، اور بعض نے فرمایا، صراط مستقیم اسلام ہے، یہ دونوں قول معنی ہر دو کے اعتبار سے یک ہی ہیں، کیونکہ، "ین اسلام قرآن کریم کی اجازت نام ہے، اسی طرح بن لوگوں سے کہا ہے کہ صراط مستقیم سنت جماعت ہے اس کا قول بھی، ہرے قول سے حقیقت مختلف نہیں۔

۶- اختلاف تنوع یہ ہے کہ اختلاف کرے والوں میں سے ایک بطور مثال، مرستے والے کو متنبہ کرے کے لئے نہ کہ بطور حد جو عموم مخصوص میں محدود کے مطابق ہوتی ہے، ہم عام کی بعض قسموں کو، کرے، اس کی مثال ورنہ دیل آیت کی تفسیر ہے: "فسیہم ظالم"

(۱) المواقف ۲۱۵

(۱) سورۃ طہ ۲۲

(۲) مقدمہ فی اصول الفیہ لابن تیمیہ فی مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۳/۳۳۷

المواقف للعلانی ۳/۱۳

## اختلاف ۷-۹

اس تیسرے فرماتے ہیں: "وللعلک کل نوع فی الواجبات یقع مثله فی المستحبات" (۱) (اسی طرح واجبات کا ہر نوع مستحبات میں بھی پایا جاتا ہے)۔

۷۔ شاطبی نے اس مسئلہ میں غور و فکر کیا ہے اور یہ حقیقی اختلاف کو دس قسموں میں محصور کیا ہے۔

اس میں سے ایک وہ ہے جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے یعنی قسم کا اختلاف۔

ایک قسم یہ ہے کہ اختلاف کمال یک نہ ہو (۲)۔

ایک قسم یہ ہے کہ اجتہاد میں تبدیلی کی بنا پر ایک ہی امام کے متعدد اقوال ہوں اور امام نے اپنے فتویٰ سے رجوع کر کے وہ قول اختیار کر لیا ہو۔

ایک قسم یہ ہے کہ اختلاف عمل میں واقع ہو، حکم میں واقع نہ ہو، اس طور پر کہ وہ عمل جاری ہوں، مثلاً اقوال کے بارے میں قرآن کا اختلاف، کیونکہ کسی قاری کے کسی قرأت کو اختیار کرے یا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ دوسرے قاریوں پر تکبیر کر رہا ہے بلکہ وہ دوسری قرأت کو بھی جائز اور صحیح سمجھتا ہے، یہ درحقیقت اختلاف نہیں ہے، اس لئے کہ صحیح طور پر جو قرأتیں مروی ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے، کیونکہ وہ سب متواتر ہیں۔

غیر حقیقی اختلاف کی یہ قسمیں تیسرے قرآن بشرح حدیث، امام کے فتویٰ و مسائل علم میں علماء کے کلام، سب میں پیش آتی ہیں، ان قسموں کو اگرچہ اختلاف کا نام دے دیا گیا ہے تاہم معنی ہر ایک کے اعتبار سے ایک ہی ہیں (۳)۔

انواع کے اعتبار سے اختلاف کے شرعی احکام:

دینی امور جن میں اختلاف ہو سکتا ہے یا تو دین کے اصول ہوں گے یا، یہ کفر و نفاق دونوں صورتوں میں یا تو اس کا ثبوت قطعی دلائل سے ہوگا یا نہ ہوگا اس طرح اس کی چار قسمیں ہوتی ہیں:

۸۔ پہلی قسم: یہ کہ وہ اصول جو قطعی دلائل سے ثابت ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کا وجود، اس کی وحدانیت، فرشتوں کی کتابوں کا وجود، محمد ﷺ کی رسالت موت کے بعد دوبارہ درود یا جاننا وغیرہ، اس امور میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اس میں جس نے حق تک رسائی حاصل کی وہ درو صواب پر ہے اور جس نے غلطی کی وہ کافر ہے (۴)۔

۹۔ دوسری قسم: اصول دین کے بعض مسائل، مثلاً آخرت میں اللہ تعالیٰ کی زیارت قرآن کا مخلوق ہونا، اہل ایمان کا جہنم سے نکلنا اور اس طرح کے بعض دوسرے مسائل، ان مسائل کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ مخالفت کرنے والے کی تکفیر کی جائے گی، امام شافعی بھی اس کے قائل ہیں، امام شافعی کے اس قول کو ان کے بعض تلامذہ نے اس کے ظاہری مفہوم پر محمول کیا، "بعض نے اسے کفران لغت پر محمول کیا ہے (۵)۔

ان مسائل میں مخالفت کرنے والے کو کافر قرار نہ دینے کی شرط یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بیان کی تصدیق کرتا ہو، اور مخالفت کرنے والا اس چیز کے وجود کا انکار کرتا ہو جس کی خبر نبی کریم ﷺ نے دی ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی بات خلاف واقعہ ہے، اس کا مقصد لوگوں کو کسی چیز سے بھیجنا یا ہٹانا ہو تو اس کو کافر قرار دیا جائے گا، یہ بات امام غزالی نے فرمائی ہے (۶)۔

(۱) فیصل اعراب میں ۵۷۱ھ و ۱۱۶۱ھ۔

(۲) احوال دہکولہ ۲۱۰ طبع مصلیٰ المجلد، شرف المجلد ۶۵، ج ۲، ص ۳۷۔

الامام کا تاریخ کردہ طبع بول۔

(۳) فیصل اعراب و لغز بول۔

(۴) مجموع الفتاویٰ الکبریٰ ۹/۱۶۱، ۱۳۱۰ھ۔

(۵) المرافعات ۲/۱۶۳، اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے ملاحظہ ہو: المصنف علی خمس ابن

الواجب

۳ المرافعات ۲/۱۶۳۔

## اختلاف ۱۰-۱۳

امام بخاری حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: قَالَ السَّيِّئَةُ يَوْمَ الْأَحْرَابِ لَا يَصِلُ أَحَدُ الْعَصْرِ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ، فَأَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يَصْلِي حَتَّى يَأْتِيَهَا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ يَصْلِي، لَمْ يَرِدْ مَا دَلَّكَ، وَدَكَرَ ذَلِكَ لِسَيِّئَةٍ، فَلَمْ يَصِفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ<sup>(۱)</sup> (نبی ﷺ نے اہزاب کے دن فرمایا: کوئی عصر کی نماز نہ پڑھے، سترہ گھنٹہ میں بعض صحابہ کو رات ہی میں عصر کا وقت پیش آیا، اس میں سے بعض نے کہا: ہم لوگ اس وقت تک نماز عصر میں پڑھیں گے جب تک وتر گھنٹہ میں نہ پہنچ جائیں، اور بعض صحابہ نے کہا: ہم نماز پڑھ لیں، نبی ﷺ کا مطلب یہ نہیں تھا، اس اختلاف کا تذکرہ نبی ﷺ سے یا یہ تو آپ ﷺ نے اس میں سے کسی پر نہیں کیا۔)

۱۰م: صحابہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان کے درمیان جب اس طرح کے مسائل میں اختلاف ہو تو ہر گروہ نے دوسرے گروہ کو اس کے اجتہاد پر عمل کرنے دیا (تیسرے کی)، مثلاً عبادت، نکاح، مواردیت، طبیہ اور سیاست وغیرہ کے مسائل<sup>(۲)</sup>۔

### بغائدہ اختلاف:

۱۳- ابن تیمیہ فرماتے ہیں: کبھی غیر قرآن کے لفظ کے بارے میں ایسا اختلاف واقع ہو جاتا ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز منقول نہیں ہوتی، یہ منقول تو ہوتی ہے لیکن اس میں صحیح اور ضعیف کے درمیان تمیز محسوس نہیں ہوتی اور وہ اختلاف کسی درست استدلال پر بھی مبنی نہیں ہوتا، اس قسم کے

۱۰- تیسری قسم: دین کے دلائل میں اختلاف جن کا جزو دین ہوتا ہے، خاص و عام کو معلوم ہے، مثلاً پانچ ہفتوں کی نمازوں کی فرضیت، زنا کی حرمت، یہ قسم اختلاف کا مقام نہیں ہے، اس میں اختلاف کرنے والا ظاہر ہے<sup>(۱)</sup>۔

۱۱- چوتھی قسم: وہ اجتہاد میں فرق جن کے دلائل منجی ہوتے ہیں، ان میں امت مسلمہ میں اختلاف واقع ہوا ہے، ان میں مخالفت کرنے والا معذور سمجھا جائے گا، یا تو اس لئے کہ دلائل منجی ہیں یا اس لئے کہ دلائل میں تعارض ہے، یا اس لئے کہ دلائل کے ثبوت میں اختلاف ہے فقہاء کی مہارت میں یہ الفاظ "فی المسألة خلاف" آئیں تو ان کی مراد یہی قسم ہوتی ہے، یہی اس بحث کا موضوع ہے کیونکہ فقہی مسائل میں جو اختلاف معتبر ہے اسی پر بحث کرنا مقصود ہے۔

مگر مسئلہ کے بارے میں صحیح ہر طرح دلائل موجود ہے مبین مجتہد کو اس کی اہدأ نہیں ہوئی اس لئے اس نے مخالفت کی، تو پوری توانائی صرف کرنے کے بعد وہ معذور ہے، اور اس کے پیر و کار شیخ، دلیل جس کی اہدأ اس کو نہیں ہوئی اختیار کر کے اگر اس کی رائے ترک کر دیتے ہیں تو وہ بھی معذور ہیں<sup>(۲)</sup>۔

اس قسم کو بھی مسائل شرعیہ میں اختلاف ماننا درست نہیں ہے، کیونکہ اجتہاد اپنے مقام پر نہیں ہوا، اختلافی مسائل میں قول شمار کیے جائیں گے، بشرطیت میں معتبر دلائل پر مبنی ہوں<sup>(۳)</sup>۔

### فروغی مسائل میں جو زخارف کے دلائل:

۱۲- اول: غزوہ بدر، قرظہ کے موقع پر صحابہ کرام کا رجز، میل و اتعہ:

(۱) ابن ماجہ، ج ۱، ص ۲۹۱ طبع مکتبۃ المدینہ۔

(۲) ابن تیمیہ کے رسالہ "فتح الملام عن المکتمہ الأعلام" سے ماخوذ طبع شدہ مع

مجموع ترویج ابن تیمیہ ۱۹۳۲ء، ۲۵۰، ۲۵۵۔

(۳) المذاہبات ۱۷۸/۳۔

(۱) فتح الباری ۷/۳۲۸ طبع مکتبۃ المدینہ۔

(۲) مجموع الفتاویٰ ابن تیمیہ ۱۲۳/۸۔



## اختلاف ۱۳

جہاں تک پہلی قسم کا تعلق ہے تو وہ پہلوؤں کے درمیان اس کا تردد  
ہر مجتہد کی طرف سے ثنائی کے مہم مقصد کوں دونوں کے درمیان  
سواش کرنا اور اس دلیل کی پیروی کرنا ہے جس سے مقصد ثنائی  
جاننے کے بارے میں رہنمائی حاصل ہوتی ہے اس قصہ "رد میں  
دونوں مجتہد اس حد تک ہم آہنگ ہیں کہ اگر اس میں سے کسی پر پٹی  
رائے کے خلاف ظاہر ہوتا تو اس سے رجوع کر کے دوسرے مجتہد کا  
قول اختیار کر لیتا۔ خود انہی یہ نہیں کہ ہر مجتہد حق و صواب پر ہے یہ یہ  
نہیں کہ ایک صواب پر اور باقی خطا پر ہیں، یہ تک مجتہد کے سے  
دوسرے مجتہد کے قول پر عمل کرنا صحیح نہیں ہے اگرچہ وہ دوسرے مجتہد  
صواب ہی پر ہو، کیونکہ ہر مجتہد کی تصویب کرنے والوں کے ایک  
بھی صواب کو پایا اضافی چیز ہے، اس اعتبار سے دونوں اقوال کا  
مربع ایک ہی ہے، لہذا وہ لوگ باہم متعلق ہیں، مختلف نہیں۔ یہیں سے  
یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسائل فقہیہ میں اختلاف کرنے والوں  
کے درمیان باہمی الفت و محبت کیوں ہوتی ہے، اس لئے کہ وہ سب  
ثنائے کے مقصد کی جستجو پر متعلق ہیں، اس سے اختلاف رائے کے  
باعث جو مختلف رہے ہوں، فرقوں میں نہیں بنتے (۱)۔

شعرائی نے اختلافی مسائل کو تفاق کی طرف لوٹانے کے سلسلے  
میں ایک اور روایت لائی ہے، وہ اختلاف کرنے والے مجتہدین کے ہر  
قول کو مکلفین کی ایک خاص حالت پر محمول کرتے ہیں، مثلاً بعض مر  
کی رائے ہے کہ عبادت کے باب میں امر واجب کے لئے ہے، اور  
بعض دوسرے امر نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا ہے کہ امر  
اجتناب کے لئے ہے، اسی طرح نبی کے بارے میں امر کا یہ  
اختلاف کہ وہ حرمت کے لئے ہے یا کراہت کے لئے، دونوں  
مربعوں میں سے ہر ایک کے کچھ لوگ ہیں، جو لوگ ایمان اور جسم کے

(۱) المواقف ۲۲۰ ص ۲۲۰۔

اختلاف پر بحث کرنا بے فائدہ ہے، اس پر کلام کرنا فضول ہے،  
مسئلہ توں کو جن چیزوں کے جاننے کی ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے ان  
میں حق پر دلیل قائم فرما دی ہے۔

بے فائدہ اختلاف کی مثال مفسرین کا اصحاب کفر کے بارے  
میں اختلاف ہے، اسی طرح اس بات میں کہ حضرت مونی علیہ السلام  
نے گائے کے کس حصہ سے مقتول کے جسم پر مارا تھا، حضرت فوج کی  
کشتی کتنی بڑی تھی، اور اس طرح کے دوسرے اختلافات۔ ان  
چیزوں کے بارے میں علم کا دور یہ صرف نقل ہے ان میں سے جو چیز  
صحیح طور پر منقول ہے، مثلاً حضرت مونی کے ساتھی کا نام کہ ان کا نام  
نصر تھی، وہ معصوم ہے، ورنہ ان چیزوں کے بارے میں نقل صحیح موجود  
نہیں ہے بلکہ اس کتاب سے منقول ہے، مثلاً حب، حب و نید و کی  
مرہیت، ان کی نہ تصدیق جاری ہے نہ تکذیب، ملا یہ کہ تصدیق یا  
ترہیب کے سے کوئی دلیل موجود ہو (۱)۔

کیا چارز اختلاف تفاق کی ایک قسم ہے:

۱۳۔ شاطھی کی رائے ہے کہ پہلو جس اختلاف کا اعتبار ہے اس  
اختلاف کا انجام ہی تفاق ہے، کیونکہ بعض فقہی مسائل میں اختلاف  
کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ مجتہدین کی نظروں میں ان کے ۱۰۰۰ ضعیف متعارض  
پہلو ہوتے ہیں، بعض دلائل ملتی ہوتے ہیں، یا کبھی مجتہد دلیل پر مطلع  
نہیں ہوتا۔

یہ دوسری قسم، حقیقت اختلاف نہیں ہے، کیونکہ امر بالفرض مجتہد  
اس دلیل پر مطلع ہوتا ہو اس پر محض رد غبی تو اپنے قول سے رجوع  
کر لیتا، اسی سے اس کی وجہ سے قاضی کا فیصلہ توڑا جاتا ہے۔

(۲) مقدمہ فی اصول الفہم ۱۳، وراس کے بعد کے صفحات طبع مطبوعہ اترقی  
دہلی۔

## اختلاف ۱۵

اعتبار سے قوی ہیں دوسرے یا ضعیف تر یا معتدلت تر اور شریعت کے تحت احکام کے مخاطب ہیں، اور جو لوگ ضعیف ہیں وہ احکام رخصت کے مخاطب ہیں، شعرائی کے نزدیک وہوں مرتبہ ترتیب و جونی پر محمول ہیں، یہ مصعب نہیں ہے کہ مکلف کو ان دونوں کے درمیان اختیار ہے<sup>(۱)</sup>۔

کیا فقہی اختلاف رحمت ہے:

۱۵۔ مشہور یہ ہے کہ فرور میں مجتہدین امت کا اختلاف امت کے لئے وسیع رحمت ہے<sup>(۲)</sup>، جن لوگوں نے اس کی صراحت کی ہے انہوں نے حضرت ابن عباسؓ کی اس مرقوع روایت سے استدلال کیا ہے: ”مہما اونیتم من کتاب اللہ لالعمل بہ لا علم للاحد فی ترکہ، فان لم یکن فی کتاب اللہ فسی مباحیہ، فان لم تکن سیۃ منیٰ لما قال اصحابی، ان اصحابی بمرۃ النجوم فی السماء، فلیما اختلفتم بہ اختلفتم، واختلاف اصحابی لکم رحمۃ“<sup>(۳)</sup> (تم کو کتاب اللہ سے جو کچھ دیا گیا اس پر عمل لازم ہے، کسی کو اس کے ترک کرے میں کوئی عذر نہیں ہے، اگر کتاب اللہ میں کوئی حکم نہ ہو تو میری سنت کی پیروی ضروری ہے، اگر میری سنت بھی نہ ہو تو میرے صحابہ کے اقوال پر عمل کیا جائے، بیشک میرے صحابہ آسمان کے تاروں کی طرح ہیں، تم ان میں سے جس کی بات بھی اختیار کر لو گے ہدایت پا جاؤ گے، اور میرے

صحابہ کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے)۔

حدیث میں یہ بھی ہے: ”وجعل اختلاف امتی رحمۃ وکان فیمن کان قلبا عذابا“<sup>(۴)</sup> (میری امت کا اختلاف رحمت ہے اور جس میں سے کسی کا دل عذاب کا ذریعہ بن گیا)۔

اختلاف امت کو رحمت قرار دینے والوں نے بعض مابین کے اہل قبل سے بھی استیناس کیا ہے، مثلاً حضرت قاسم بن محمد کا قول: اللہ تعالیٰ نے اہل میں صحابہ رسول کے اختلاف سے نفع پہنچایا، کوئی عمل کرنے والا اس میں سے کسی کے عمل کے مطابق عمل کرتا ہے تو اس میں رحمت محسوس کرتا ہے، ”رجحتا ہے کہ اس سے بہتر شے نیست نے اس پر عمل کیا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ اسوں نے فرمایا: مجھے پسند نہیں ہے کہ صحابہ رسول میں اختلاف نہ ہوتا، کیونکہ اگر ایک ہی قول ہوتا تو لوگ غلطی میں ہوتے، بیشک صحابہ کرام یہ پیشوا ہیں جن کی پیروی کی جاتی ہے، اگر کوئی شخص صحابہ میں سے کسی کے قول کو اختیار کر لے تو رحمت میں رہتا ہے۔

شیخ بن سعید فرماتے ہیں: اہل علم کا اختلاف وسعت کا باعث ہے، احباب اتفاقاً برابر اختلاف کرتے رہے، ایک مفتی یک چیز کو حلال قرار دیتا، دوسرا اسے حرام قرار دیتا، نہ یہ اس پر عیب لگانا نہ وہ اس پر عیب لگانا<sup>(۵)</sup>۔

ابن عابد فرماتے ہیں: فرقہ میں مجتہدین کا اختلاف (نہ کہ مطلق اختلاف) آثار رحمت میں سے ہے، کیونکہ مجتہدین کا اختلاف

(۱) ابوہریرہؓ کی روایت۔

(۲) المرقعات ۱۲۵/۳، رحمۃ اللہ علی اختلاف المذہب۔

(۳) اس کی روایت سے پہلے جو میر نے اس سند کے ساتھ کی ہے جو میر شاک ہے، وہ حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں وہاں فرماتے ہیں جو میر بہت صریح ہیں حضرت ابن عباسؓ سے شاک کی روایت میں قطعاً ہے، (ابن سعد ۲/۲۶۶)۔

(۴) اس کا ذکر ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے، سنن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ، (۱) اس کے تحت فرماتے ہیں: اس کی روایت سے فقہ حنفی نے کتاب اٹھ میں کی ہے، سنن ابی داؤد نے اس کے جملہ کی تحریک کر رکھی ہے، حالانکہ اسی کو ہر مسلمان کا حق ہے، (ابن عابد ۲/۲۶۶)۔

(۵) کشف الخفاء ۱۵، المرقعات ۱۲۵/۳۔

## اختلاف ۱۶

لہذا شدت پیدا کرنے والی چیز کا علم نہ ہونا رحمت ہوتا ہے جس طرح رخصت والی چیز کا علم نہ ہونا عقوبت (سزا) ہو جاتا ہے، اسی طرح شک کا اور سزا کبھی رحمت ہوتا ہے اور کبھی عقوبت ہوتا ہے حالانکہ رحمت رحمت ہی ہے نفس کو مایوسد چیز مثلاً جس کبھی زیادہ فحش ہوتی ہے (۱)۔

### اختلاف فقہاء کے اسباب:

۱۶- اختلاف یا تو خواہش نفس کی بنا پر ہوگا یا برکتیہ کی بنیاد پر، خواہش نفس کی بنا پر اختلاف مذہب ہے، یہ تکلفیہ اس چیز کا تابع ہے جس پر اولیٰ شرعیہ ولایت کریں، تو اس نے اولیٰ شرعیہ کو اپنی خواہش نفس کی طرف پیچہ دیا تو اس نے اولیٰ شرعیہ کو اپنی خواہش نفس کے تابع بنا دیا (۲)۔

واقفین نے دیکھا ہے کہ کھینچنے اختلاف وہ اختلاف ہے جو خواہش نفس پر مبنی ہو (۳)، اور خواہش نفس داخل ہونے کی صورت میں اختلاف کا ذکر متنازع کرنے کے سے عہد حاصل کرنے کی حس میں تشابہ کی چیرہ کی جاتے تھے ہے اور خواہش نفس میں اختلاف کی وجہ سے تفرقہ در بعض حضرات ختم پیتے ہیں، لہذا اہل ہو، (خواہشات نفس کی چیرہ کی کرنے، لے) کے اقوال کا اس اختلاف میں تاثر نہیں جو شرعاً معتبر ہے، بعض حضرات اہل اہواء کے اقوال کا صرف اس لئے تذکرہ کر دیا کرتے ہیں تاکہ ان کی تردید کر سکیں اور ان کا فساد واضح کریں، جس طرح یہود و نصاریٰ کے اقوال کو ان کا

لوگوں کے سے کشادہ کا باعث ہے، نہ فرمایا: لہذا اختلاف جس قدر زیادہ ہوگا رحمت ہی قدر زیادہ ہوگی (۱)۔

یہ تاہم مشفق عین نہیں ہے، بن سب نے امام مالک سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: صحابہ کرام کے اختلاف میں وسعت نہیں ہے، جن تو بس یکہ قول میں ہے (۲)۔

امام شافعی کے شاگرد امام مزنی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اختلاف کی نعمت کی ہے، اور اختلاف کی صورت میں تاب و منت کی طرف رجوع کرنے کا حکم فرمایا ہے (۳)۔

بن تیمیہ نے اس میں تقاضائے نظر کے سچ ایک درمیانی موقف اختیار کیا ہے کہ اختلاف کبھی رحمت ہوتا ہے اور کبھی عذاب ہوتا ہے، موصوف فرماتے ہیں: احکام میں نزاع کبھی رحمت ہوتا ہے جب کہ حکم کا معنی رہنا ہے شر کا باعث نہ ہو، اور حقیقت میں حق ایک ہی ہوتا ہے، کبھی مکلف سے اس کا معنی رہنا اس کے ساتھ اللہ کی رحمت ہوتی ہے، یونکہ اس کے ظہور میں مکلف پر شدت ہوتی ہے، یہ صورت حال اس آیت کے دائرے میں آتی ہے: "لَا تَسْأَلُوهُنَّ" انشیاء بن تبد لکم نسو لکم (۴) (ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں مایوس کر دیں)۔

اسی طرح باز اوروں میں جو کھانے کی اشیاء، اگر کچھ سے پائے جاتے ہیں ان میں سے بہت سے غصب کر دیتے ہیں، انسان کو جب ان کے بارے میں معلوم نہیں ہوتا تو وہ اس کے لئے حامل ہوتے ہیں، انہیں حاصل کرنے میں انسان گنہگار نہیں ہوتا، اگر اسے صحیح صورت حال معلوم ہو جائے تو اس کے لئے حامل نہ ہوں گے،

(۱) مجموع الفتاویٰ ۳، ۱۵۹۔

(۲) احیاء علوم الدین ۲۲۸، طبع المکتبۃ المکرمیہ

(۳) یعنی یہ اختلاف اشفاق کی طرف نہیں لوٹتا، اس کے برخلاف اولیٰ شرعیہ میں غور کرے سے دل حق مجتہدین میں جو اختلاف نمودار ہوا ہے وہ تعاقب کی طرف لوٹتا ہے کیونکہ مجتہدین دلیل کے تقاضا کی پابندی کرتے ہیں، جیسا کہ کہہ رہے ہیں۔

(۱) حاشیہ ابن عابدین ۲۶۶۔

(۲) المواقف ۱۳۹۳۔

(۳) المواقف ۱۳۰۳۔

(۴) سورہ مائدہ ۹۰۔

فساد و ضح کرنے کے لئے ضروری ہے (۱)۔

۱۷- اختلاف و ہمہ قسم اختلاف ہے جو جائز و ناجائز پر بھی ہو، اس کے مختلف سبب ہیں، جن پر جامع اہل اصول بحث کرتے ہیں، وہ قدیم میں ابن المیزان طبرستانی نے اس موضوع پر "لانساف فی اسباب الخلاف" کے نام سے مستقل کتاب لکھی اور اسباب اختلاف کا حاطہ کرنے کی کوشش کی، اسی طرح ابن رشد نے "بہدیت الحمد" کے مقدمہ میں، ابن ترمذی نے "لاحضام فی اصول الاحکام" میں اور شاد ولی اللہ دہلوی نے "انساف" میں اور جدید دور کے مصنفات نے سبب اختلاف پر کافی روشنی ڈالی ہے۔  
اختلاف کا تعلق یا تو خود دلیل سے ہوتا ہے یا دلیل سے وابستہ اصول قواعد سے ہوتا ہے۔

دلیل سے وابستہ اختلاف کے سبب:

۱۸- اس سلسلے میں ابن السید سے روایت، دلیل، سبب کا کرنا ہے:  
۱- القیظ کا مجلس ہوا، متعدد آیات کا اختلاف نکلا۔  
۲- دلیل کا مستقل با حکم ہونے یا نہ ہونے کے درمیان اختلاف ہوا۔  
۳- دلیل کا عام اور خاص کے درمیان اختلاف ہوا، مثلاً "لا اکراہ فی الدین" کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ عام ہے، یا ان اہل کتاب کے ساتھ خاص ہے جنہوں نے جزیہ دینا منظور یا تھا۔  
۴- قرآن کریم میں قرأت کا اختلاف اور احادیث نبویہ میں روایت کا اختلاف۔

۵- حد و حد میں اختلاف کا مجموعی (۲)۔

۶- فقہ کا، رشد و حدیث پر مطلع نہ ہونا یا اسے بھول جانا۔

اصولی قواعد سے وابستہ اختلاف کے سبب:

۱۹- اس قسم کے اسباب اختلاف کا احاطہ بہت دشوار ہے، ہر مختلف فیہ اصولی قاعدہ کا اثر اس پر معنی جزیات میں اختلاف کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

اختلافی مسائل میں تکلیف اور یک دہی کی روایت:  
اہل اختلافی مسائل میں تکلیف:

۲۰- سیوطی نے "الاشادہ والنظر" میں یہ قاعدہ ذکر کیا ہے:  
"لا یسکر المختلف فیہ ولكن یسکر الاجتماع علیہ"  
(اختلافی مسائل میں تکلیف نہیں کی جائے گی، نہ تو متعلق عدیہ مسائل میں کی جائے گی)۔  
مذکورہ ہیں کہ اس قاعدہ سے چند صورتیں مستثنیٰ ہیں جن میں اختلافی مسائل میں بھی تکلیف کی جاتی ہے، وہ صورتیں یہ ہیں:  
پہلی صورت یہ ہے کہ مؤلف سبب دلیل کے اعتبار سے کمزور ہو، اسی وجہ سے رہن رکھی ہوئی بامدی سے غلطی کی بنا پر مرہون (حس کے پاس رہن رکھا گیا ہے) پر حد واجب ہے، اور اس سلسلے میں جو ثناء اختلاف ہے اس کا لحاظ نہیں لیا جائے گا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اس اختلافی مسئلہ کے بارے میں کسی کاغذی کے یہاں مقدمہ ملے جایا جائے اور وہ اپنی رائے کے مطابق فیصلہ دے، یہ تک کہ کاغذی کے لئے اپنی رائے کے خلاف فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ تکلیف کرنے والے کا اس میں حق ہو، مثلاً مسلمان شوبہ اپنی ذمیہ (نمایہ) بڑی کو شراب پینے سے روکے، حالانکہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ اس ذمیہ بڑی کو شراب نوشی سے روکنے کا حق ہے یا نہیں (۱)۔

(۱) المرافعات ۲۲۲-۲۲۳۔

(۲) المرافعات ۲۳۳۔

(۱) الاشادہ والنظر ۱۳۱ طبع انجمن تہذیب

## اختلاف ۲۱-۲۴

ظنا مستحب ہے۔

اختلاف سے نکلنے کی شرطیں:

۲۳- سیوطی فرماتے ہیں: اختلاف کی رعایت کی چند شرطیں ہیں:  
پہلی شرط: یہ ہے کہ اس کی رعایت کسی دوسرے اختلاف میں نہ  
آئی ہو۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ وہ قول کی ثابت شدہ سنت کے مخالف نہ  
ہو، اسی وجہ سے ماز میں رفع یدین کرنا مستحب ہے، ورنہ حنفیہ کے  
قول کا لحاظ نہیں لیا جائے گا، نہ کہ ایک رفع یدین سے نماز باطل  
ہو جاتی ہے، کیونکہ رفع یدین نبی اکرم ﷺ سے پیچس صحابہ کی  
روایت سے ثابت ہے۔

تیسری شرط: یہ ہے کہ اس قول کی دلیل قوی ہو کہ اسے فحش و  
کفر و بات نہ شمار کیا جائے، اسی لئے جو شخص سفر میں روزہ رکھنے کی  
حالت رکھتا ہو اس کے لئے سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے، ورنہ وہ  
ظاہری کے اس قول کا لحاظ نہیں کیا جائے گا کہ سفر میں روزہ درست  
نہیں ہوتا<sup>(۱)</sup>۔

چوتھی شرط: یہ ہے کہ اس میں فرماتے ہیں کہ اس کی  
دلیل اس درجہ قوی ہو کہ، یقیناً اس پر پھر جائے، نہ یہ کہ دلیل ہی  
جائے۔

اختلاف سے نکلنے کی مثالیں:

۲۴- علامہ سیوطی نے فقہ شافعی سے اس کی مثالیں جمع کی ہیں، ان  
میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ قائلین جو ب کے اختلاف سے نکلنے کی چند مثالیں: وضو میں

اس تیمیہ نے دفرمایا ہے کہ جن چیزوں میں حلت و حرمت کا  
اختلاف ہوں میں مجتہد کو یہ سمجھنے کا اختیار ہے کہ اس کے مخالف نے  
”حرام“ کا کتاب کیا ہے، جیسے ”لعن اللہ المحدث والمحدث“  
”اللہ تعالیٰ نے حال کرنے والے اور جس کے لئے حال کیا  
جائے وہ دونوں پر لعنت بھیجتی ہے“ میں، یقیناً مخالف نے اگر جار  
اختیار کی غیور پر دوسرے اختیار کی ہے تو اس کی وجہ سے وہ عید اور  
عنت کا مستحق نہیں ہے بلکہ وہ معذور ہے اور لا یتبادر الا سے ثابت  
حاصل ہوگا، اسی طرح اس مجتہد کی جائز تھلید کرنے والا بھی عید اور  
عنت کا مستحق نہ ہوگا<sup>(۱)</sup>۔

دوم: اختلافی مسائل میں ایک دوسرے کی رعایت:

۲۱- اختلاف کی رعایت کرنے سے مراد یہ ہے کہ جو شخص کسی چیز کو  
حرام سمجھتا ہو، دوسرے لوگ سے حرام سمجھتے ہوں تو وہ اسے ترک  
کرے، اسی طرح جو شخص کسی چیز کو حرام سمجھتا ہے یقیناً بعض اس سے  
واحد برتر دیتے ہوں تو حرام سمجھے، لے کے اسے اس کا مستحب  
ہو، مثلاً جو شخص مکر کو، جب نہ سمجھتا ہو اس کے لئے مکر ترک نہ کرے  
کی پابندی نہ کرے، جب برتر دے، انہوں کے اختلاف سے مجھے کے  
سے مستحب ہے۔

جو شخص کسی چیز کو، جب سمجھتا ہو وہ اس شخص کے قول کی رعایت  
نہیں کر سکتا جو سے حرام سمجھتا ہو، اور کسی چیز کو حرام سمجھے، مثلاً اسے  
حب سمجھے، لے کے قول کی رعایت نہیں کر سکتا۔

اختلاف کی رعایت کا حکم:

۲۲- علمائے شافعیہ میں سے امام سیوطی نے لکھا ہے کہ اختلاف سے

(۱) الاشارة الى ان هذا هو الوجه في رد المحتار للسيوطي ۳۶-۳۷ طبع اہل سنت۔

(۲) راجع الى عدم مجموع الفتاوى ۱۹/۲۸۸ اور اس کے بعد کے صفحات۔

## اختلاف ۲۵

میں اختلاف ہے، اس کے بعد وہ مجتہد جو اس کام کو حرام سمجھتا ہے اس معاملہ پر غور کر کے اس میں واقع ہونے والے فساد کے باوجود اسے اس طور پر درست قرار دے کہ وہ عدل کے لائق ہو، اس کو درست قرار دینے میں اس کے پیش نظر یہ بات ہو کہ مکلف کا وہ فعل مجموعی طور پر ایک دلیل کے مطابق ہے، اگرچہ وہ دلیل مرجوح ہو، لہذا صورت حال کو جوں کا توں باقی رکھنے کے پیش نظر وہی دلیل رائج قرار پائے گی، کیونکہ اس صورت حال کو بد کرنے کے مقابلہ میں اس کو باقی رکھنا زیادہ مناسب ہے، کیونکہ اس کو بد کرنے میں اس کام کے کرنے والے کو بھی کے تقاضا سے زیادہ بڑا فائدہ رائج ہوگا۔

اس کی مثال میں ٹاٹھی نے ولی کے بغیر نکاح کا مسئلہ پیش کیا ہے، حدیث شریف میں ہے: لَبِئْسَ امْرَأَةٌ مَكَدَتْ بَغِيرِ اِدْنٍ وَلِبِئْسَ فَسْكَاحُهَا بَاطِلٌ بَاطِلٌ بَاطِلٌ“ (۱) (جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا اس کا نکاح باطل ہے، باطل ہے، باطل ہے)، اگر کسی شخص نے کسی عورت سے ولی کے بغیر نکاح کر یا تو اس نکاح سے میراث ثابت ہوئی، بچوں کا نسب ثابت ہوگا، اس شخص کے ساتھ رہا کرنے والے کی طرح برتاؤ نہیں کیا جائے گا، کیونکہ اس نکاح کے صحیح یا باطل ہونے کے بارے میں اختلاف ہے، اگر اس نکاح کی بنیاد پر میراث اور نسب ثابت ہوا یک درجہ میں اس ممنوع نکاح کو صحیح قرار دینا ہے، فقہاء کا ان حکام میں نکاح فاسد کو نکاح صحیح کا مقام دینا، نیز حرمت مناسبت وغیرہ میں نکاح صحیح کا مقام دینا مجبوری طور پر اس کو صحیح قرار دینے کی دلیل ہے، ورنہ اس نکاح کی بنا پر بھی برائے ما کے حکم میں بننا، حالانکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ زنا کے

دھک (ملے) کا مستحب ہوا، پورے کا کچا کرنا فوت شدہ نمازوں کی قضا میں ترتیب، قضا و نماز پڑھنے والے کے پیچھے «اے کافر» کرنا، تین مرحلے کم کے بعد میں قضا کو ترک کرنا، جمع بین الصلااتیں کو ترک کرنا، اپنی دیکھنے پر تیمم کرنے والے کا نماز نہ پڑھنا۔

۲۔ قائلین حرمت کے خلاف سے مکہ کی چند مثالیں: دراکے  
 باب میں سیلاب کا مکرود ہوا محفل کے نکاح کا مکرود ہوا، بلا مذہب عام سے  
 جد ہونے کی حرمت، صنف کے پیچھے صنف کی نماز کا مکرود ہوا<sup>(۱)</sup>۔

حما، مصیبتیں سے بن عامرین نے "احدوج من الحلاف"  
(اختلاف سے بچنے) کی چند مثالیں دہریہ میں سے پیش کی ہیں؛ علماء کے اختلاف سے بچنے کے لئے نبوکا استحب ہوا، مثلاً من  
دہریہ من مرۃ کی صورت میں نبوکا، استجاب (۲)۔

”تاہم میں سے صاحب ”بغنی“ نے اس کی ایک مثال ذکر کی ہے: ناک پر جھوٹا تحب ہو، اس لوگوں کے، نتائج سے بچنے کے سے جو ناک پر جھوٹا، جس قدر کہ چتے ہیں (۳)۔

۱۔ لکیر میں سے شیخ ملیش نے یہ مثال ذکر کی ہے: فرض نماز میں  
بسم اللہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے اگر کوئی شخص بسم اللہ کو واجب قرار دینے  
والوں کے انتساب سے بچنے کے لئے یہاں سے (۳)۔

تشریف مسد کے واقع ہونے کے بعد، خٹاف کی رہایت:

۲۵- وہ شخص ہے رعایتِ انتہاء کی ایک قسم، مرنے سے پہلے یہ ہے کہ مکلف شخص سے یہ کام کا ارتکاب کیا جس کی حرمت و جوار

(۱) حاشیہ کی عابدی ۹۹، ۱۰۰، تخت المساجد ابن حجر مع حاشیہ اشروانی  
۳۴۳/۲، الاشاد و تھاکر ۱۳۳ طبع مکتبۃ التجدید ۵۹-۶۳

(۳) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۱۱۔

(۴) ایشیائی ۱۹۵۷ء

(۴) معج خلیل ۱۹۰۷ء

(۱) اس حدیث کی روایت امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، یحییٰ بن عساکر، ابن کثیر، حاکم سے حضرت عائشہؓ کی ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ (فیض القدير ۳/۱۳۳ء)

## اختلاف ۲۶

عقلم میں نہیں ہے، اس مسئلہ کی توجیہ کرتے ہوئے شاطعی کہتے ہیں:

”خطہ چہل و بنا پر کوئی کام کرنے والا کے مسئلے کے پہلو میں:

ایک پہلو تو یہ ہے کہ اس نے امر اور نہی کی مخالفت کی ہے، اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ اس کے کام کو بظہر و علانیہ رد کیا جائے، اور پہلو یہ ہے کہ اس نے فی اہل و عیال شری کے موافق کام کرنے کا ارادہ کیا ہے، کیونکہ اس کا یہ کام اہل اسلام کے کاموں میں داخل ہے، اس پر اہل اسلام کے احکام لاکو ہوتے ہیں، خطایا چہل کی وجہ سے اس نے جو کام کیا اس کی وجہ سے وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوا، بلکہ بطور حلالی اس کے عمل پر ایسا حکم لگایا جائے گا کہ جس کو اس نے اپنی جہالت اور غلطی سے قاسد کر دیا ہے صحیح قرار پائے۔ لہذا یہ کہ باطل قرار دینے کا پہلو کسی واضح امر کی وجہ سے رائج ہو جائے“ (۱)۔

### اختلافی مسائل میں طریقہ کار

• مقصد اختیار و تحریر کے درمیان:

۲۶۔ بعض شافعیہ اور حنابلہ کا مسلک ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں کسی عامی شخص کے بارے میں اس کے زمانہ کے علماء کے فتاویٰ مختلف ہوں تو اس کو اختیار ہے کہ جس فتویٰ پر چاہے عمل کرے، شوکانی کہتے ہیں کہ ان حضرات نے اس بات سے استدلال کیا ہے کہ افضل کی موجودگی میں غیر افضل کے قول پر عمل کرنے کی صورت میں تکیر نہ کرنے پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ عامی شخص کو اختیار نہیں ہے، بلکہ وہ کسی مرجع ہی کی بنا پر کسی ایک کے فتویٰ کو عمل کے لئے اختیار کر سکتا ہے، حنفیہ، مالکیہ اور اکثر شافعیہ کا یہی قول ہے، امام احمد کی ایک روایت اور

”امرے بہت سے متابع کا بھی یہی قول ہے مرجع (وجہ ترجیح) یہ ہوگا“ اس بارے میں یہی قول میں ایک قول یہ ہے کہ سب سے زیادہ مشکل فتویٰ کو اختیار کرے، دوسرے قول یہ ہے کہ سب سے زیادہ آسان فتویٰ کو اختیار کرے۔ (۲) فقہی قول یہ ہے کہ جو شخص علم میں سے سب سے بڑا ہو اس کے فتویٰ کو اختیار کرے (۱)، غزالی کہتے ہیں کہ اس شخص کے ایک ہاں میں جو سب سے افضل ہو اور اس کے احساس کے مطابق جس کا فتویٰ سب سے زیادہ صحیح ہو کرنا ہو اس کے فتویٰ پر عمل کرے گا (۲)۔

شاطعی نے ”امرے قول کی تائیدی ہے۔ مقصد کو اختیار نہیں ہے، شاطعی کہتے ہیں: مقلد کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مختلف فیہ مسائل میں کسی بھی ایک قول کو اختیار کرے، کیونکہ دونوں مفتیوں میں سے ہر ایک اپنے ہر ایک دلیل کا جرح و کار ہے جس کا تقاضا ”امرے“ معنی کی دلیل کے تقاضے کے برخلاف ہے تو انہوں کے پاس ”متفقہ“ لال ہیں، ایسی صورت میں فتوہ نشائش کی بنا پر ان میں سے کسی ایک کی جرح و اصل فتوہ نشائش (ہوئی) کی جرح ہی ہوئی، اہل مقصد کے لئے یہی راستہ رد و جانا ہے کہ وہ زیادہ علم والا ہونے کی وجہ سے یہی امر ہے۔ کسی ایک مفتی کے فتویٰ کو ترجیح دے جس طرح مجتہد پر واجب ہوتا ہے کہ وہ کسی ایک قول کو ترجیح دے یا توقف کرے، اسی طرح مقلد پر بھی واجب ہے، امری بات یہ ہے کہ ”مقصد کو اختیار دیا گیا تو اس کے نتیجے میں دلیل شرعی کے بغیر مختلف مذاہب کی رخصتوں کو تائید کرنے کا سلسلہ چل پڑے گا“ (۳)۔

(۱) تقریر و تقریر فی شرح تقریر ۲۲۹۲ طبع بلاق ۲۶ ص ۱۱۱

۲۷۱/

(۲) القسط المستقیم ۸۷ طبع بیروت۔

(۳) المرافعات ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵۔

(۴) المرافعات ۲۰۲، ۲۰۵۔

## اختلاف ۲۷

اختلافی مسائل میں قاضی و مفتی کا طرز عمل:

۲۷- شافعیہ، حنابلہ کا مسلک، مالکیہ کا ایک قول یہ ہے کہ قاضی کا مجتہد ہونا واجب ہے، حنابلہ میں سے صاحب ”المعنی“ نے صراحت کی ہے کہ قاضی کسی دوسرے کی تقلید کر کے مطلقاً فیصلہ نہیں کرے گا، خود اس پر عمل ظاہر ہو گیا ہو ورنہ دوسرے نے اس میں اس کی مخالفت کی ہو یا اس پر کچھ ظاہر نہ ہو، خود وقت تک ہو یا وقت تک نہ ہو، اسی طرح مفتی کے لئے تقلید کر کے فتویٰ دینا حار نہیں ہے، شافعیہ کے نزدیک اگر اس شرط کا نبھانا انتہائی مشہور ہو اور سلطان یا کسی اور صاحب اقتدار کسی مقلد کو قاضی بنانے سے منع کر دے (مجبوری) کی وجہ سے اس کا فیصلہ نافذ ہو جائے گا<sup>(۱)</sup>، مالکیہ کے یہاں معتقد قول یہ ہے کہ قاضی کا معتقد ہونا حار ہے<sup>(۲)</sup>، اور حنفیہ کے نزدیک اجتہاد صرف شرط ملوکی ہے<sup>(۳)</sup> (یعنی مجتہد کو قاضی بنانا زیادہ بہتر ہے)۔

جو حضرات قاضی کے لئے اجتہاد کی شرط لگاتے ہیں ان کے مطابق قاضی ان مختلف فیہ مسائل کے بارے میں جن کے سلسلے میں نہ کوئی نص ہو نہ اجماع امت اس قول پر فیصلہ کرے گا جو اس کے نزدیک اصول اجتہاد کے مطابق رائج ہو۔

دارین حضرات کے نزدیک قاضی کا مقلد ہونا جائز ہے ان میں سے مالکیہ کے نزدیک معتقد قاضی اس مذہب کے رائج قول پر فیصلہ کرے گا جس کی وہ تقلید کرتا ہے، خواہ وہ قول اس مذہب کے امام کا قول ہو یا اس کے کسی شاگرد کا، مذہب کے ضعیف قول پر یا دوسرے مذہب کے قول پر فیصلہ نہیں کرے گا، ورنہ اس کا فیصلہ توڑ دیا جائے گا،

(۱) مجلس ۳۸۰، ۳۸۲، ۳۸۴، ۳۸۶، ۳۸۸، ۳۹۰، ۳۹۲، ۳۹۴، ۳۹۶، ۳۹۸، ۴۰۰، ۴۰۲، ۴۰۴، ۴۰۶، ۴۰۸، ۴۱۰، ۴۱۲، ۴۱۴، ۴۱۶، ۴۱۸، ۴۲۰، ۴۲۲، ۴۲۴، ۴۲۶، ۴۲۸، ۴۳۰، ۴۳۲، ۴۳۴، ۴۳۶، ۴۳۸، ۴۴۰، ۴۴۲، ۴۴۴، ۴۴۶، ۴۴۸، ۴۵۰، ۴۵۲، ۴۵۴، ۴۵۶، ۴۵۸، ۴۶۰، ۴۶۲، ۴۶۴، ۴۶۶، ۴۶۸، ۴۷۰، ۴۷۲، ۴۷۴، ۴۷۶، ۴۷۸، ۴۸۰، ۴۸۲، ۴۸۴، ۴۸۶، ۴۸۸، ۴۹۰، ۴۹۲، ۴۹۴، ۴۹۶، ۴۹۸، ۵۰۰، ۵۰۲، ۵۰۴، ۵۰۶، ۵۰۸، ۵۱۰، ۵۱۲، ۵۱۴، ۵۱۶، ۵۱۸، ۵۲۰، ۵۲۲، ۵۲۴، ۵۲۶، ۵۲۸، ۵۳۰، ۵۳۲، ۵۳۴، ۵۳۶، ۵۳۸، ۵۴۰، ۵۴۲، ۵۴۴، ۵۴۶، ۵۴۸، ۵۵۰، ۵۵۲، ۵۵۴، ۵۵۶، ۵۵۸، ۵۶۰، ۵۶۲، ۵۶۴، ۵۶۶، ۵۶۸، ۵۷۰، ۵۷۲، ۵۷۴، ۵۷۶، ۵۷۸، ۵۸۰، ۵۸۲، ۵۸۴، ۵۸۶، ۵۸۸، ۵۹۰، ۵۹۲، ۵۹۴، ۵۹۶، ۵۹۸، ۶۰۰، ۶۰۲، ۶۰۴، ۶۰۶، ۶۰۸، ۶۱۰، ۶۱۲، ۶۱۴، ۶۱۶، ۶۱۸، ۶۲۰، ۶۲۲، ۶۲۴، ۶۲۶، ۶۲۸، ۶۳۰، ۶۳۲، ۶۳۴، ۶۳۶، ۶۳۸، ۶۴۰، ۶۴۲، ۶۴۴، ۶۴۶، ۶۴۸، ۶۵۰، ۶۵۲، ۶۵۴، ۶۵۶، ۶۵۸، ۶۶۰، ۶۶۲، ۶۶۴، ۶۶۶، ۶۶۸، ۶۷۰، ۶۷۲، ۶۷۴، ۶۷۶، ۶۷۸، ۶۸۰، ۶۸۲، ۶۸۴، ۶۸۶، ۶۸۸، ۶۹۰، ۶۹۲، ۶۹۴، ۶۹۶، ۶۹۸، ۷۰۰، ۷۰۲، ۷۰۴، ۷۰۶، ۷۰۸، ۷۱۰، ۷۱۲، ۷۱۴، ۷۱۶، ۷۱۸، ۷۲۰، ۷۲۲، ۷۲۴، ۷۲۶، ۷۲۸، ۷۳۰، ۷۳۲، ۷۳۴، ۷۳۶، ۷۳۸، ۷۴۰، ۷۴۲، ۷۴۴، ۷۴۶، ۷۴۸، ۷۵۰، ۷۵۲، ۷۵۴، ۷۵۶، ۷۵۸، ۷۶۰، ۷۶۲، ۷۶۴، ۷۶۶، ۷۶۸، ۷۷۰، ۷۷۲، ۷۷۴، ۷۷۶، ۷۷۸، ۷۸۰، ۷۸۲، ۷۸۴، ۷۸۶، ۷۸۸، ۷۹۰، ۷۹۲، ۷۹۴، ۷۹۶، ۷۹۸، ۸۰۰، ۸۰۲، ۸۰۴، ۸۰۶، ۸۰۸، ۸۱۰، ۸۱۲، ۸۱۴، ۸۱۶، ۸۱۸، ۸۲۰، ۸۲۲، ۸۲۴، ۸۲۶، ۸۲۸، ۸۳۰، ۸۳۲، ۸۳۴، ۸۳۶، ۸۳۸، ۸۴۰، ۸۴۲، ۸۴۴، ۸۴۶، ۸۴۸، ۸۵۰، ۸۵۲، ۸۵۴، ۸۵۶، ۸۵۸، ۸۶۰، ۸۶۲، ۸۶۴، ۸۶۶، ۸۶۸، ۸۷۰، ۸۷۲، ۸۷۴، ۸۷۶، ۸۷۸، ۸۸۰، ۸۸۲، ۸۸۴، ۸۸۶، ۸۸۸، ۸۹۰، ۸۹۲، ۸۹۴، ۸۹۶، ۸۹۸، ۹۰۰، ۹۰۲، ۹۰۴، ۹۰۶، ۹۰۸، ۹۱۰، ۹۱۲، ۹۱۴، ۹۱۶، ۹۱۸، ۹۲۰، ۹۲۲، ۹۲۴، ۹۲۶، ۹۲۸، ۹۳۰، ۹۳۲، ۹۳۴، ۹۳۶، ۹۳۸، ۹۴۰، ۹۴۲، ۹۴۴، ۹۴۶، ۹۴۸، ۹۵۰، ۹۵۲، ۹۵۴، ۹۵۶، ۹۵۸، ۹۶۰، ۹۶۲، ۹۶۴، ۹۶۶، ۹۶۸، ۹۷۰، ۹۷۲، ۹۷۴، ۹۷۶، ۹۷۸، ۹۸۰، ۹۸۲، ۹۸۴، ۹۸۶، ۹۸۸، ۹۹۰، ۹۹۲، ۹۹۴، ۹۹۶، ۹۹۸، ۱۰۰۰، ۱۰۰۲، ۱۰۰۴، ۱۰۰۶، ۱۰۰۸، ۱۰۱۰، ۱۰۱۲، ۱۰۱۴، ۱۰۱۶، ۱۰۱۸، ۱۰۲۰، ۱۰۲۲، ۱۰۲۴، ۱۰۲۶، ۱۰۲۸، ۱۰۳۰، ۱۰۳۲، ۱۰۳۴، ۱۰۳۶، ۱۰۳۸، ۱۰۴۰، ۱۰۴۲، ۱۰۴۴، ۱۰۴۶، ۱۰۴۸، ۱۰۵۰، ۱۰۵۲، ۱۰۵۴، ۱۰۵۶، ۱۰۵۸، ۱۰۶۰، ۱۰۶۲، ۱۰۶۴، ۱۰۶۶، ۱۰۶۸، ۱۰۷۰، ۱۰۷۲، ۱۰۷۴، ۱۰۷۶، ۱۰۷۸، ۱۰۸۰، ۱۰۸۲، ۱۰۸۴، ۱۰۸۶، ۱۰۸۸، ۱۰۹۰، ۱۰۹۲، ۱۰۹۴، ۱۰۹۶، ۱۰۹۸، ۱۱۰۰، ۱۱۰۲، ۱۱۰۴، ۱۱۰۶، ۱۱۰۸، ۱۱۱۰، ۱۱۱۲، ۱۱۱۴، ۱۱۱۶، ۱۱۱۸، ۱۱۲۰، ۱۱۲۲، ۱۱۲۴، ۱۱۲۶، ۱۱۲۸، ۱۱۳۰، ۱۱۳۲، ۱۱۳۴، ۱۱۳۶، ۱۱۳۸، ۱۱۴۰، ۱۱۴۲، ۱۱۴۴، ۱۱۴۶، ۱۱۴۸، ۱۱۵۰، ۱۱۵۲، ۱۱۵۴، ۱۱۵۶، ۱۱۵۸، ۱۱۶۰، ۱۱۶۲، ۱۱۶۴، ۱۱۶۶، ۱۱۶۸، ۱۱۷۰، ۱۱۷۲، ۱۱۷۴، ۱۱۷۶، ۱۱۷۸، ۱۱۸۰، ۱۱۸۲، ۱۱۸۴، ۱۱۸۶، ۱۱۸۸، ۱۱۹۰، ۱۱۹۲، ۱۱۹۴، ۱۱۹۶، ۱۱۹۸، ۱۲۰۰، ۱۲۰۲، ۱۲۰۴، ۱۲۰۶، ۱۲۰۸، ۱۲۱۰، ۱۲۱۲، ۱۲۱۴، ۱۲۱۶، ۱۲۱۸، ۱۲۲۰، ۱۲۲۲، ۱۲۲۴، ۱۲۲۶، ۱۲۲۸، ۱۲۳۰، ۱۲۳۲، ۱۲۳۴، ۱۲۳۶، ۱۲۳۸، ۱۲۴۰، ۱۲۴۲، ۱۲۴۴، ۱۲۴۶، ۱۲۴۸، ۱۲۵۰، ۱۲۵۲، ۱۲۵۴، ۱۲۵۶، ۱۲۵۸، ۱۲۶۰، ۱۲۶۲، ۱۲۶۴، ۱۲۶۶، ۱۲۶۸، ۱۲۷۰، ۱۲۷۲، ۱۲۷۴، ۱۲۷۶، ۱۲۷۸، ۱۲۸۰، ۱۲۸۲، ۱۲۸۴، ۱۲۸۶، ۱۲۸۸، ۱۲۹۰، ۱۲۹۲، ۱۲۹۴، ۱۲۹۶، ۱۲۹۸، ۱۳۰۰، ۱۳۰۲، ۱۳۰۴، ۱۳۰۶، ۱۳۰۸، ۱۳۱۰، ۱۳۱۲، ۱۳۱۴، ۱۳۱۶، ۱۳۱۸، ۱۳۲۰، ۱۳۲۲، ۱۳۲۴، ۱۳۲۶، ۱۳۲۸، ۱۳۳۰، ۱۳۳۲، ۱۳۳۴، ۱۳۳۶، ۱۳۳۸، ۱۳۴۰، ۱۳۴۲، ۱۳۴۴، ۱۳۴۶، ۱۳۴۸، ۱۳۵۰، ۱۳۵۲، ۱۳۵۴، ۱۳۵۶، ۱۳۵۸، ۱۳۶۰، ۱۳۶۲، ۱۳۶۴، ۱۳۶۶، ۱۳۶۸، ۱۳۷۰، ۱۳۷۲، ۱۳۷۴، ۱۳۷۶، ۱۳۷۸، ۱۳۸۰، ۱۳۸۲، ۱۳۸۴، ۱۳۸۶، ۱۳۸۸، ۱۳۹۰، ۱۳۹۲، ۱۳۹۴، ۱۳۹۶، ۱۳۹۸، ۱۴۰۰، ۱۴۰۲، ۱۴۰۴، ۱۴۰۶، ۱۴۰۸، ۱۴۱۰، ۱۴۱۲، ۱۴۱۴، ۱۴۱۶، ۱۴۱۸، ۱۴۲۰، ۱۴۲۲، ۱۴۲۴، ۱۴۲۶، ۱۴۲۸، ۱۴۳۰، ۱۴۳۲، ۱۴۳۴، ۱۴۳۶، ۱۴۳۸، ۱۴۴۰، ۱۴۴۲، ۱۴۴۴، ۱۴۴۶، ۱۴۴۸، ۱۴۵۰، ۱۴۵۲، ۱۴۵۴، ۱۴۵۶، ۱۴۵۸، ۱۴۶۰، ۱۴۶۲، ۱۴۶۴، ۱۴۶۶، ۱۴۶۸، ۱۴۷۰، ۱۴۷۲، ۱۴۷۴، ۱۴۷۶، ۱۴۷۸، ۱۴۸۰، ۱۴۸۲، ۱۴۸۴، ۱۴۸۶، ۱۴۸۸، ۱۴۹۰، ۱۴۹۲، ۱۴۹۴، ۱۴۹۶، ۱۴۹۸، ۱۵۰۰، ۱۵۰۲، ۱۵۰۴، ۱۵۰۶، ۱۵۰۸، ۱۵۱۰، ۱۵۱۲، ۱۵۱۴، ۱۵۱۶، ۱۵۱۸، ۱۵۲۰، ۱۵۲۲، ۱۵۲۴، ۱۵۲۶، ۱۵۲۸، ۱۵۳۰، ۱۵۳۲، ۱۵۳۴، ۱۵۳۶، ۱۵۳۸، ۱۵۴۰، ۱۵۴۲، ۱۵۴۴، ۱۵۴۶، ۱۵۴۸، ۱۵۵۰، ۱۵۵۲، ۱۵۵۴، ۱۵۵۶، ۱۵۵۸، ۱۵۶۰، ۱۵۶۲، ۱۵۶۴، ۱۵۶۶، ۱۵۶۸، ۱۵۷۰، ۱۵۷۲، ۱۵۷۴، ۱۵۷۶، ۱۵۷۸، ۱۵۸۰، ۱۵۸۲، ۱۵۸۴، ۱۵۸۶، ۱۵۸۸، ۱۵۹۰، ۱۵۹۲، ۱۵۹۴، ۱۵۹۶، ۱۵۹۸، ۱۶۰۰، ۱۶۰۲، ۱۶۰۴، ۱۶۰۶، ۱۶۰۸، ۱۶۱۰، ۱۶۱۲، ۱۶۱۴، ۱۶۱۶، ۱۶۱۸، ۱۶۲۰، ۱۶۲۲، ۱۶۲۴، ۱۶۲۶، ۱۶۲۸، ۱۶۳۰، ۱۶۳۲، ۱۶۳۴، ۱۶۳۶، ۱۶۳۸، ۱۶۴۰، ۱۶۴۲، ۱۶۴۴، ۱۶۴۶، ۱۶۴۸، ۱۶۵۰، ۱۶۵۲، ۱۶۵۴، ۱۶۵۶، ۱۶۵۸، ۱۶۶۰، ۱۶۶۲، ۱۶۶۴، ۱۶۶۶، ۱۶۶۸، ۱۶۷۰، ۱۶۷۲، ۱۶۷۴، ۱۶۷۶، ۱۶۷۸، ۱۶۸۰، ۱۶۸۲، ۱۶۸۴، ۱۶۸۶، ۱۶۸۸، ۱۶۹۰، ۱۶۹۲، ۱۶۹۴، ۱۶۹۶، ۱۶۹۸، ۱۷۰۰، ۱۷۰۲، ۱۷۰۴، ۱۷۰۶، ۱۷۰۸، ۱۷۱۰، ۱۷۱۲، ۱۷۱۴، ۱۷۱۶، ۱۷۱۸، ۱۷۲۰، ۱۷۲۲، ۱۷۲۴، ۱۷۲۶، ۱۷۲۸، ۱۷۳۰، ۱۷۳۲، ۱۷۳۴، ۱۷۳۶، ۱۷۳۸، ۱۷۴۰، ۱۷۴۲، ۱۷۴۴، ۱۷۴۶، ۱۷۴۸، ۱۷۵۰، ۱۷۵۲، ۱۷۵۴، ۱۷۵۶، ۱۷۵۸، ۱۷۶۰، ۱۷۶۲، ۱۷۶۴، ۱۷۶۶، ۱۷۶۸، ۱۷۷۰، ۱۷۷۲، ۱۷۷۴، ۱۷۷۶، ۱۷۷۸، ۱۷۸۰، ۱۷۸۲، ۱۷۸۴، ۱۷۸۶، ۱۷۸۸، ۱۷۹۰، ۱۷۹۲، ۱۷۹۴، ۱۷۹۶، ۱۷۹۸، ۱۸۰۰، ۱۸۰۲، ۱۸۰۴، ۱۸۰۶، ۱۸۰۸، ۱۸۱۰، ۱۸۱۲، ۱۸۱۴، ۱۸۱۶، ۱۸۱۸، ۱۸۲۰، ۱۸۲۲، ۱۸۲۴، ۱۸۲۶، ۱۸۲۸، ۱۸۳۰، ۱۸۳۲، ۱۸۳۴، ۱۸۳۶، ۱۸۳۸، ۱۸۴۰، ۱۸۴۲، ۱۸۴۴، ۱۸۴۶، ۱۸۴۸، ۱۸۵۰، ۱۸۵۲، ۱۸۵۴، ۱۸۵۶، ۱۸۵۸، ۱۸۶۰، ۱۸۶۲، ۱۸۶۴، ۱۸۶۶، ۱۸۶۸، ۱۸۷۰، ۱۸۷۲، ۱۸۷۴، ۱۸۷۶، ۱۸۷۸، ۱۸۸۰، ۱۸۸۲، ۱۸۸۴، ۱۸۸۶، ۱۸۸۸، ۱۸۹۰، ۱۸۹۲، ۱۸۹۴، ۱۸۹۶، ۱۸۹۸، ۱۹۰۰، ۱۹۰۲، ۱۹۰۴، ۱۹۰۶، ۱۹۰۸، ۱۹۱۰، ۱۹۱۲، ۱۹۱۴، ۱۹۱۶، ۱۹۱۸، ۱۹۲۰، ۱۹۲۲، ۱۹۲۴، ۱۹۲۶، ۱۹۲۸، ۱۹۳۰، ۱۹۳۲، ۱۹۳۴، ۱۹۳۶، ۱۹۳۸، ۱۹۴۰، ۱۹۴۲، ۱۹۴۴، ۱۹۴۶، ۱۹۴۸، ۱۹۵۰، ۱۹۵۲، ۱۹۵۴، ۱۹۵۶، ۱۹۵۸، ۱۹۶۰، ۱۹۶۲، ۱۹۶۴، ۱۹۶۶، ۱۹۶۸، ۱۹۷۰، ۱۹۷۲، ۱۹۷۴، ۱۹۷۶، ۱۹۷۸، ۱۹۸۰، ۱۹۸۲، ۱۹۸۴، ۱۹۸۶، ۱۹۸۸، ۱۹۹۰، ۱۹۹۲، ۱۹۹۴، ۱۹۹۶، ۱۹۹۸، ۲۰۰۰، ۲۰۰۲، ۲۰۰۴، ۲۰۰۶، ۲۰۰۸، ۲۰۱۰، ۲۰۱۲، ۲۰۱۴، ۲۰۱۶، ۲۰۱۸، ۲۰۲۰، ۲۰۲۲، ۲۰۲۴، ۲۰۲۶، ۲۰۲۸، ۲۰۳۰، ۲۰۳۲، ۲۰۳۴، ۲۰۳۶، ۲۰۳۸، ۲۰۴۰، ۲۰۴۲، ۲۰۴۴، ۲۰۴۶، ۲۰۴۸، ۲۰۵۰، ۲۰۵۲، ۲۰۵۴، ۲۰۵۶، ۲۰۵۸، ۲۰۶۰، ۲۰۶۲، ۲۰۶۴، ۲۰۶۶، ۲۰۶۸، ۲۰۷۰، ۲۰۷۲، ۲۰۷۴، ۲۰۷۶، ۲۰۷۸، ۲۰۸۰، ۲۰۸۲، ۲۰۸۴، ۲۰۸۶، ۲۰۸۸، ۲۰۹۰، ۲۰۹۲، ۲۰۹۴، ۲۰۹۶، ۲۰۹۸، ۲۱۰۰، ۲۱۰۲، ۲۱۰۴، ۲۱۰۶، ۲۱۰۸، ۲۱۱۰، ۲۱۱۲، ۲۱۱۴، ۲۱۱۶، ۲۱۱۸، ۲۱۲۰، ۲۱۲۲، ۲۱۲۴، ۲۱۲۶، ۲۱۲۸، ۲۱۳۰، ۲۱۳۲، ۲۱۳۴، ۲۱۳۶، ۲۱۳۸، ۲۱۴۰، ۲۱۴۲، ۲۱۴۴، ۲۱۴۶، ۲۱۴۸، ۲۱۵۰، ۲۱۵۲، ۲۱۵۴، ۲۱۵۶، ۲۱۵۸، ۲۱۶۰، ۲۱۶۲، ۲۱۶۴، ۲۱۶۶، ۲۱۶۸، ۲۱۷۰، ۲۱۷۲، ۲۱۷۴، ۲۱۷۶، ۲۱۷۸، ۲۱۸۰، ۲۱۸۲، ۲۱۸۴، ۲۱۸۶، ۲۱۸۸، ۲۱۹۰، ۲۱۹۲، ۲۱۹۴، ۲۱۹۶، ۲۱۹۸، ۲۲۰۰، ۲۲۰۲، ۲۲۰۴، ۲۲۰۶، ۲۲۰۸، ۲۲۱۰، ۲۲۱۲، ۲۲۱۴، ۲۲۱۶، ۲۲۱۸، ۲۲۲۰، ۲۲۲۲، ۲۲۲۴، ۲۲۲۶، ۲۲۲۸، ۲۲۳۰، ۲۲۳۲، ۲۲۳۴، ۲۲۳۶، ۲۲۳۸، ۲۲۴۰، ۲۲۴۲، ۲۲۴۴، ۲۲۴۶، ۲۲۴۸، ۲۲۵۰، ۲۲۵۲، ۲۲۵۴، ۲۲۵۶، ۲۲۵۸، ۲۲۶۰، ۲۲۶۲، ۲۲۶۴، ۲۲۶۶، ۲۲۶۸، ۲۲۷۰، ۲۲۷۲، ۲۲۷۴، ۲۲۷۶، ۲۲۷۸، ۲۲۸۰، ۲۲۸۲، ۲۲۸۴، ۲۲۸۶، ۲۲۸۸، ۲۲۹۰، ۲۲۹۲، ۲۲۹۴، ۲۲۹۶، ۲۲۹۸، ۲۳۰۰، ۲۳۰۲، ۲۳۰۴، ۲۳۰۶، ۲۳۰۸، ۲۳۱۰، ۲۳۱۲، ۲۳۱۴، ۲۳۱۶، ۲۳۱۸، ۲۳۲۰، ۲۳۲۲، ۲۳۲۴، ۲۳۲۶، ۲۳۲۸، ۲۳۳۰، ۲۳۳۲، ۲۳۳۴، ۲۳۳۶، ۲۳۳۸، ۲۳۴۰، ۲۳۴۲، ۲۳۴۴، ۲۳۴۶، ۲۳۴۸، ۲۳۵۰، ۲۳۵۲، ۲۳۵۴، ۲۳۵۶، ۲۳۵۸، ۲۳۶۰، ۲۳۶۲، ۲۳۶۴، ۲۳۶۶، ۲۳۶۸، ۲۳۷۰، ۲۳۷۲، ۲۳۷۴، ۲۳۷۶، ۲۳۷۸، ۲۳۸۰، ۲۳۸۲، ۲۳۸۴، ۲۳۸۶، ۲۳۸۸، ۲۳۹۰، ۲۳۹۲، ۲۳۹۴، ۲۳۹۶، ۲۳۹۸، ۲۴۰۰، ۲۴۰۲، ۲۴۰۴، ۲۴۰۶، ۲۴۰۸، ۲۴۱۰، ۲۴۱۲، ۲۴۱۴، ۲۴۱۶، ۲۴۱۸، ۲۴۲۰، ۲۴۲۲، ۲۴۲۴، ۲۴۲۶، ۲۴۲۸، ۲۴۳۰، ۲۴۳۲، ۲۴۳۴، ۲۴۳۶، ۲۴۳۸، ۲۴۴۰، ۲۴۴۲، ۲۴۴۴، ۲۴۴۶، ۲۴۴۸، ۲۴۵۰، ۲۴۵۲، ۲۴۵۴، ۲۴۵۶، ۲۴۵۸، ۲۴۶۰، ۲۴۶۲، ۲۴۶۴، ۲۴۶۶، ۲۴۶۸، ۲۴۷۰، ۲۴۷۲، ۲۴۷۴، ۲۴۷۶، ۲۴۷۸، ۲۴۸۰، ۲۴۸۲، ۲۴۸۴، ۲۴۸۶، ۲۴۸۸، ۲۴۹۰، ۲۴۹۲، ۲۴۹۴، ۲۴۹۶، ۲۴۹۸، ۲۵۰۰، ۲۵۰۲، ۲۵۰۴، ۲۵۰۶، ۲۵۰۸، ۲۵۱۰، ۲۵۱۲، ۲۵۱۴، ۲۵۱۶، ۲۵۱۸، ۲۵۲۰، ۲۵۲۲، ۲۵۲۴، ۲۵۲۶، ۲۵۲۸، ۲۵۳۰، ۲۵۳۲، ۲۵۳۴، ۲۵۳۶، ۲۵۳۸، ۲۵۴۰، ۲۵۴۲، ۲۵۴۴، ۲۵۴۶، ۲۵۴۸، ۲۵۵۰، ۲۵۵۲، ۲۵۵۴، ۲۵۵۶، ۲۵۵۸، ۲۵۶۰، ۲۵۶۲، ۲۵۶۴، ۲۵۶۶، ۲۵۶۸، ۲۵۷۰، ۲۵۷۲، ۲۵۷۴، ۲۵۷۶، ۲۵۷۸، ۲۵۸۰، ۲۵۸۲، ۲۵۸۴، ۲۵۸۶، ۲۵۸۸، ۲۵۹۰، ۲۵۹۲، ۲۵۹۴، ۲۵۹۶، ۲۵۹۸، ۲۶۰۰، ۲۶۰۲، ۲۶۰۴، ۲۶۰۶، ۲۶۰۸، ۲۶۱۰، ۲۶۱۲، ۲۶۱۴، ۲۶۱۶، ۲۶۱۸، ۲۶۲۰، ۲۶۲۲، ۲۶۲۴، ۲۶۲۶، ۲۶۲۸، ۲۶۳۰، ۲۶۳۲، ۲۶۳۴، ۲۶۳۶، ۲۶۳۸، ۲۶۴۰، ۲۶۴۲، ۲۶۴۴، ۲۶۴۶، ۲۶۴۸، ۲۶۵۰، ۲۶۵۲، ۲۶۵۴، ۲۶۵۶، ۲۶۵۸، ۲۶۶۰، ۲۶۶۲، ۲۶۶۴، ۲۶۶۶، ۲۶۶۸، ۲۶۷۰، ۲۶۷۲، ۲۶۷۴، ۲۶۷۶، ۲۶۷۸، ۲۶۸۰، ۲۶۸۲، ۲۶۸۴، ۲۶۸۶، ۲۶۸۸، ۲۶۹۰، ۲۶۹۲، ۲۶۹۴، ۲۶۹۶، ۲۶۹۸، ۲۷۰۰، ۲۷۰۲، ۲۷۰۴، ۲۷۰۶، ۲۷۰۸، ۲۷۱۰، ۲۷۱۲، ۲۷۱۴، ۲۷۱۶، ۲۷۱۸، ۲۷۲۰، ۲۷۲۲، ۲۷۲۴، ۲۷۲۶، ۲۷۲۸، ۲۷۳۰، ۲۷۳۲، ۲۷۳۴، ۲۷۳۶، ۲۷۳۸، ۲۷۴۰، ۲۷۴۲، ۲۷۴۴، ۲۷۴۶، ۲۷۴۸، ۲۷۵۰، ۲۷۵۲، ۲۷۵۴، ۲۷۵۶، ۲۷۵۸، ۲۷۶۰، ۲۷۶۲، ۲۷۶۴، ۲۷۶۶، ۲۷۶۸، ۲۷۷۰، ۲۷۷۲، ۲۷۷۴، ۲۷۷۶، ۲۷۷۸، ۲۷۸۰، ۲۷۸۲، ۲۷۸۴، ۲۷۸۶، ۲۷۸۸، ۲۷۹۰، ۲۷۹۲، ۲۷۹۴، ۲۷۹۶، ۲۷۹۸، ۲۸۰۰، ۲۸۰۲، ۲۸۰۴، ۲۸۰۶، ۲۸۰۸، ۲۸۱۰، ۲۸۱۲، ۲۸۱۴، ۲۸۱۶، ۲۸۱۸، ۲۸۲۰، ۲۸۲۲، ۲۸۲۴، ۲۸۲۶، ۲۸۲۸، ۲۸۳۰، ۲



## اختلاف ۲۸

اختیار کرے گا، یونکہ وہ تابعی تھے<sup>(۱)</sup>، اور اثر متاثرین میں اختلاف ہو تو اس میں سے کسی ایک کا قول اختیار کرے گا۔

قاضی نے کسی قضیہ میں فتویٰ طلب کیا، اسے فتویٰ دیا، اور اس کی رائے مفتی کی رائے کے خلاف ہے تو اثر و موثر اہل اہل میں سے ہے تو اپنی رائے پر عمل کرے گا، اگر اس نے اپنی رائے ترک کر کے مفتی کی رائے پر فیصلہ کر دیا تو امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک یہ فیصلہ درست نہیں ہو، امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ فیصلہ مانع ہو جائے گا یونکہ یہ فیصلہ مجتہد فیہ مسئلہ میں دیا گیا ہے۔

قاضی اہل اجتہاد میں سے نہ ہو تو اثر و موثر اپنے مقنن کے قول سے اچھی طرح واقف ہو اور وہ قول اسے خوب اچھی طرح یاد ہو تو برائے تھکید جس کے قول کو حق سمجھتا ہو اس کے قول پر عمل کرے<sup>(۲)</sup>۔

قاضی کے فیصلہ سے، اختلاف کا ختم ہوتا:

۲۸- جب قاضی نے کسی واقعہ کے بارے میں ایسا حکم لگایا جس کے بارے میں اختلاف ہے، جس میں نص یا اجماع کی مخالفت نہ ہو اس کی وجہ سے اختلاف کی گنجائش ہے تو اس واقعہ کی حد تک فیصلہ کی وجہ سے اختلاف رفع ہو جائے گا، اور اس واقعہ میں دو حکم متفق علیہ کی طرح ہو جائے گا، کسی کو اسے توڑنے کا اختیار نہیں رہے گا، کیونکہ اس قاضی کو بھی نہیں جس نے وہ فیصلہ کیا تھا<sup>(۳)</sup>، جس طرح قاضی کی طرف سے لزوم، وقف کا فیصلہ کیے جانے کی صورت میں اختلاف ختم ہو جاتا ہے۔

لیکن اس واقعہ کے بارے میں اس فیصلہ سے اختلاف ختم نہیں ہوگا، یہ مشیہ رفتی قول میں سے ایک ہے اس کی تعبیر فقہاء اس عنوان سے کرتے ہیں: "لا جہاد لا بفصل بمشہ" (کوئی اجتہاد اس کے مثل، امرے اجتہاد سے نہیں توڑا جاتا) اس کی معنی یہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں کوئی فیصلہ برقرار نہیں رہے گا، اور اس میں شدید مشقت ہے، یونکہ اگر پہلا فیصلہ توڑا گیا تو دوسرا فیصلہ بھی توڑا جاسکتا ہے، امری وجہ یہ ہے کہ امر قول پہلے قول سے فتویٰ نہیں ہے، امر پہلے قول (جس کو پہلے فیصلہ میں اختیار دیا گیا ہے) کو فیصلہ کی وجہ سے ترجیح حاصل ہو چکی ہے، لہذا اس سے کم درجہ کے قول سے اس کو نہیں توڑا جائے گا۔

یہ مسئلہ اتفاق ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے چند مسائل میں فیصلے فرمائے، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اس مسئلہ میں حضرت ابو بکرؓ سے اختلاف کیا لیکن حضرت ابو بکرؓ کے فیصلوں کو اس نے توڑا، حضرت عمرؓ نے "مشرک" کے مسئلہ میں شریک نہ کرنے کا فیصلہ فرمایا، پھر ان کی رائے تبدیل ہو گئی اور انہوں نے "مشرک" کے ایک دوسرے واقعہ میں شریک کرنے کا فیصلہ سنایا، فرمایا: پہلے مقدمہ کا فیصلہ حسب سابق برقرار رہے گا، اور اس مقدمہ کا فیصلہ وہ ہے جو اب سامنے رہے میں، اس واقعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قاضی اپنے پہلے فیصلہ کو توڑ نہیں سکتا، اس مستقبل میں وہ ماضی کے فیصلہ کے برخلاف فیصلہ دے سکتا ہے۔

اختلافی مسائل میں فیصلہ کے بارے میں ایک شرط یہ ہے کہ وہ فیصلہ کسی واقعہ کے بارے میں دیا جائے، اور صحیح دعویٰ کی بنیاد پر دیا جائے، ورنہ وقت کی ہوگا، فیصلہ نہ ہوگا<sup>(۴)</sup>۔

(۱) اس مسئلہ میں ایک قول ہے جسے ہم آئندہ جلد ذکر کریں گے۔

(۲) الفتاویٰ لہند یہ ۳/۱۱۳۳ طبع برواق ۳۱۰، معین الحکام ۳۰۵

(۳) حاشیہ ص ۶۱۱، ۳۷۳

(۴) الاشارة والافتاء للشيخ أبي حنيفة والاشارة والافتاء لابن حنبل مع حاشیہ ابن حنبل ۳۱۰، ۳۰۷

## اختلاف ۲۹-۳۰

ماہرین کے عمل بقصر کو توڑتا ہے۔“ (۱)

اس کے باوجود ابن تیمیہ دُعا فرماتے ہیں کہ کوئی بھی عام اور امیر معصوم نہیں ہے، اس لئے ہمارے لئے جائز ہے کہ اس حق کی وضاحت کریں جس کی اتباع واجب ہے، خواہ ایسا کرنے میں خط کرنے والے علماء اور امرا کی خطا کو واضح کرنا پڑے (۲)۔

نماز کے احکام میں مخالف کے پیچھے نماز کی ادائیگی:

۳۰- ائمہ فقہ کی روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ نماز میں نماز میں اس شخص کی اقتداء کر سکتا ہے جس کا حجتہ، حکام نماز کے سلسلے میں ماری کے اجتہاد سے مختلف ہو، اگرچہ ماری یہ سمجھتا ہو کہ امام جس طرح نماز پڑھتا ہے اس سے نماز نامہ ہو جاتی ہے، یہاں ہر طریقہ اس سے ریا دہشتہ ہے، کیونکہ امام سب جائز سمجھتا ہے، چار تہلیل کر رہا ہے تو اس سے الگ ہو کر نماز پڑھنا ایک قسم کا بغاوت ہے، اور ظہر کے اختلاف سے باطن میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے، اس سلسلے میں ائمہ فقہ کی چند روایات یہ ہیں:

الف- امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کے رد ایک ثوب نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، امام ابو یوسف نے ظیفہ ہارون شیعہ کو، یکساں کہ انہوں نے بچھٹا لگوایا اور وضو میں کیا (امام مالک نے سے فتویٰ دیا تھا کہ بچھٹا لگوانے سے وضو نہیں ٹوٹتا)، امام ابو یوسف نے ہارون رشید کے پیچھے نماز ادا کی اور نماز کا اعادہ نہیں کیا۔

ب- امام شافعی نے جب بغداد کے اطراف میں حنیفہ کی ایک جماعت کے ساتھ ان کی مسجد میں فجر کی نماز پڑھی تو دعائے قنوت میں پڑھی، اس وقت وہی وجہ حنیفہ اس طرح کرتے ہیں کہ امام شافعی نے

امام یا اس کے نائب کے تصرف سے اختلاف کا ختم ہونا:

۲۹- مختلف فیہ اجتہادی مسائل میں اگر امام یا اس کے نائب نے کسی ایک معتبر قول کے مطابق تصرف کیا تو اس کے تصرف عمل کو بھی نہیں توڑا جاسکتا، اور زمانہ ماضی کے تعلق سے اس کا تصرف متفق مایہ مسئلہ کی طرح ہو گیا، اس مستقبل میں اگر اس کی رائے میں مصلحت تبدیل ہو جائے تو اسے اس سے مختلف تصرف کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ حضرت ابو بکرؓ نے سب لوگوں کا یہ یہ یہ بھیکہ متصرف فرمایا تھا حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے وہ رخصت میں اسلام میں رسالت اور رسول اللہ ﷺ سے قرب کے اعتبار سے مخالف میں فرق کیا۔ قتادہ نے ذکر کیا ہے کہ امام کو پہلے والے ائمہ کے مقرر کردہ جمعی (عوامی چراگاہ وغیرہ) کو ختم کرنے کا اختیار ہے، کیونکہ امام کا ائمہ مصلحت کے تابع ہوتا ہے اور مصلحت تبدیل ہوتی رہتی ہے۔

ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ”جب امام نے مناسب سمجھا کہ کوئی ائمہ کیا، پھر اس کا انتقال ہو گیا ہے، مزل کر دیا یا تو امام کو اس ائمہ کو بدلنے کا اختیار ہے، جب کہ اس کا تعلق امور عامہ سے ہو، یہ مسئلہ اجتہاد کے ذریعہ اجتہاد کو نہ توڑے کے قاعدہ سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ یہ حکم مصلحت کے ساتھ مربوط ہے، تو جب امام نے ائمہ میں جو عمومی مصلحت سمجھی تو اس کے لئے اس مصلحت کی پیروی واجب ہوگی“ (۱)۔

ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ”جب کوئی مسئلہ ان اجتہادی مسائل میں سے ہو جن کے بارے میں نزاع چلی آ رہی ہے تو کسی کے لئے یہ درست نہیں ہے کہ اس کے بارے میں امام یا اس کے نائب مثلاً حاکم وغیرہ پر تکلیف کرے اور نہ کوئی شخص اس بارے میں امام اور اس کے

(۱) مجموع الفتاویٰ ۳۰/۷۳۰

(۲) مجموع الفتاویٰ ۱۹/۱۲۳، ۱۲۴

(۱) الاشیء والاعمال فی حقہم ۳۲ طبع المکتبۃ المصریہ، بیروت، ۱۳۸۰ھ  
والاعمال فی حقہم ۳۲ طبع المکتبۃ المصریہ، بیروت، ۱۳۸۰ھ

## اختلاف ۳۱-۳۳

اختلاف سے بھٹا نہیں ہوتا "لہذا اس میں سے ہر شخص اپنا مذہب کی پیروی کرے گا" (۱) عین بن تیمیہ فرماتے ہیں: "اگر فضل، غیر فضل کا اختلاف ہو تو امام احمد وغیرہ نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے کہ امام اس عمل کو چھوڑ دے جس کو وہ فضل سمجھتا ہو۔ شریک اس میں مقتدیوں کی تائیف ہو اس لئے کہ جب امام کے لئے مقتدیوں کو فضل کی طرف منتقل کرنا نہیں نہ ہو تو اس کی سوانت سے حاصل ہونے والی مصلحت نیا وہ رائج ہے" (۲)۔

عقد کرنے والوں کے درمیان اختلاف:

۳۲- کبھی کبھی وہ اشخاص اللہ کا کوئی حق ثابت کرنے یا ایک شخص کا امرے شخص پر حق ثابت کرنے میں رٹا کرتے ہیں، پیرائے کی مقتد کے تعلق سے ہوتی ہے، مثلاً بیچ، چارو، کاج، یا کسی شیخ کے بارے میں ہوتی ہے، مثلاً اقالہ، عاق، یا امرے تصرفات۔

اس اختلاف کو ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس بارے میں تافض کے یہاں دعویٰ دیا جائے تاکہ وہ صحیح شرعی طریقہ پر اس کا فیصلہ کرے اور صاحب حق کو اس کا حق دیکھے جائے کا حکم دے۔ تصرفات کی ہر قسم میں کچھ مخصوص اختلافات رہنا ہوتے ہیں، مثلاً ہر مقتد امر شیخ کے عمل میں اس سے بہت اختلافات مرتب کے فیصلہ کا طریقہ تحریر فرماتے ہیں۔

اس کا دعویٰ قاعدہ "دعویٰ" کے باب میں کرنا چاہئے۔

گواہوں کا اختلاف:

۳۳- شریعہ فرماتے ہیں کہ گواہوں کے بیانات

امام ابو حنیفہ کے احقر میں دیا گیا، اور ثانیہ یہ کہ برتے ہیں کہ اس وقت امام ثانی کا ہتھ پھیل دیا تھا۔

۳- امام احمد کی رائے تھی کہ "قصد" اور "جامت" سے جنس و جب ہوتا ہے، ان سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے امام کو، یکھا کہ انہوں نے پچھنا لگو یا پھر جنس کے بغیر نماز کے لئے کھڑا ہو یا دایا وہ شخص اس امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے؟ امام احمد نے فرمایا: میں مابک و رعید بن المسوب کے پیچھے نماز کیسے نہ پڑھوں؟ تو یہ فضل فقہ، متاثرین اس میں شدت کی طرف مائل ہو گئے (۱)۔

۴- امام کا اپنے مقتدیوں کی رعایت کرنا امر مقتدی نماز کے حکام میں اس سے اختلاف رکھتے ہوں:

۳۱- اختلاف کی رعایت، اس کی شرطوں اور اس کے انتخاب کا بیون پہنچ گزر چکا ہے، امام کی جانب سے اختلاف کی رعایت کا مصعب یہ ہے کہ مقتدی دن بیڑوں کو شرط، رکن یا واجب سمجھتا ہے آئیں امام ضرور کرے، اگرچہ امام اس کو شرط، رکن یا واجب نہ مانتا ہو، اسی طرح مقتدی نماز میں جس چیز کو سنت سمجھتا ہو امام اسے بھی کرے۔

بعض علماء حنفیہ کی صراحت کے مطابق اختلاف کی رعایت اس وقت نہیں ہو سکتی، جب مقتدی ایک عمل کو سنت سمجھتا ہو اور امام اسے مکروہ قرار دیتا ہو، مثلاً انتقالات کے موقع پر رفع یدین (دلوں ہاتھوں کو اٹھانا)، بسم اللہ کو زور سے کہنا، اس طرح کے مسائل میں

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱

## اختلاف ۳۴، اختلاف دار ۱

میں اختلاف و صورت میں بعض باتوں کو ہی شرعی معیار پر چوری نہیں اترتی اور اس کو ہی کو بنیاد پر فیصلہ کرنے میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے، اس مسئلہ میں اختلاف پر تفصیل ہے جسے ”شماۃ“ کے عنوان کے تحت دیکھا جاسکتا ہے<sup>(۱)</sup>۔

## اختلاف دار

حدیث و روایات کے اختلاف:

۳۴- شرعی دلائل میں اختلاف ہو تو حتی الامکان ان میں جمع و توفیق کی کوشش کرنا واجب ہے جمع و توفیق نہ ہونے تو ان کے درمیان ترجیح کا عمل کیا جائے گا۔ ترجیح ممکن نہ ہو تو ان میں سے بعد اولیٰ دلیل کو پہلی دلیل کے لئے مانع قرار دیا جائے گا، اس کی تفصیل اصولی ضمیمہ کے مدد ”اہل کے درمیان ترجیح“ کے باب میں دیکھی جائے<sup>(۲)</sup>۔



تعریف:

۱- لغت میں ”دار“ جگہ کو کہتے ہیں، اس میں عمارت و زمینیں اور اولادوں شامل ہوتے ہیں<sup>(۱)</sup>، اس کا اطلاق شہر پر بھی ہوتا ہے<sup>(۲)</sup>۔

فقہاء کے نزدیک ”اختلاف دارین“ سے مراد اس دو ملکوں کا اختلاف ہے جن کی طرف حقیقی پنی پنی بہت کرتے ہوں۔

اور اختلاف دارین، مسلمانوں کے درمیان ہوتا ہے اس کا حکام پر ہضم نہیں پاتا ہے، یہ تک مسلمانوں کے سارے ممالک ایک ملک میں برہمنی فرماتے ہیں ”اہل مدینہ و انہم ایک دوسرے کے وارث ہوں گے، کیونکہ دار الاسلام دار احکام ہے، اہل مسم ممالک میں فوج اور عسکران الگ الگ ہونے سے اختلاف دارینیں پیدا ہوتا ہے، کیونکہ اسلام کی عسکرانی کے اندر وہ میں و تمام ممالک“ تے ہیں۔“

مسلمانوں کے بارے میں برہمنی کی مذکورہ بالا بات میں عتابی کے سوسنی کا اختلاف منقول نہیں، عتابی نے کہا ہے ”جس شخص نے اسلم قبل کیا اور ہجرت کر کے دار الاسلام نہیں آیا وہ مسم اصلی کا وارث نہیں ہوگا، خواہ وہ (فی الحال) دار الاسلام ہی میں ہو، یا دار الحرب میں مستامن بن رہے۔“ دین عابدین فرماتے ہیں: عتابی کے قول کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم آثار اسلام میں تھا جب ہجرت فرض تھی، اس

(۱) دور حاضر میں اسے ”شہر“ کا اختلاف کہتے ہیں۔

(۲) لسان الحرب (دور)۔

(۳) محیط الحیط۔

(۱) بطور مثال ملاحظہ ہو: انیسویں صدی، ۲۳۰ھ کے بعد کے صفحات، طبع سوم۔

(۲) ملاحظہ ہو، مضافی کی کتاب ”اختلاف اللہ علیہ“ جو امام شافعی کی کتاب ”لام“ کے ساتھ شائع ہونے پر۔

## اختلاف دار ۲

ہفت اللہ تعالیٰ نے ہجرت کرنے والے اور ہجرت نہ کرنے والے کے درمیان ولایت کی نفی کی تھی، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وَاللَّيْلِ امُورًا وَمَنْ يَهَاجِرُوا مَالَكُمْ مِنْ وَلَايَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ حَتَّى يَهَاجِرُوا“ (۱) اور جو لوگ یہاں سے ہجرت نہیں کی تمہارا مال سے کوئی حقیقت میرے ہاتھ سے نہیں سب تک کہ ہجرت نہ کریں۔ چونکہ اس وقت کے درمیان ولایت نہیں تھی لہذا انہوں نے ہجرت میرے ہاتھ سے نہیں جاری ہوئی تھی، یہ تک میرے ہاتھ سے ولایت پر ہے۔ بین ب ہجرت کا حکم منسوخ ہو چکا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لَا هَجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ“ (۲) (فتح کے بعد) (یعنی فتح مکہ کے بعد) ہجرت نہیں۔

مصرحی فرماتے ہیں: ”دار الحرب دار احکام نہیں بلکہ دار قہر ہے، لہذا دار الحرب کے باشندوں کے درمیان قوت اور سربراہی الگ ملک ہوئے ہے، مختلف ہو جائے گا، اور ان کے اختلاف سے آپس میں میراث کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا، اسی طرح اگر حربی لوگ امان لے کر ہمارے ملک میں آجائیں تو بھی یہی حکم رہے گا، کیونکہ وہ لوگ دار الحرب کے باشندے ہیں، اگرچہ ہمارے یہاں امان لے کر مقیم ہیں، لہذا حکم کے اعتبار سے ہر ایک کو ایسا مانا جائے گا گویا وہ اسی فرماں روا کی حفاظت میں ہے جس کے ملک سے نکل کر آیا ہے“ (۳)۔

جہاں تک ذمیوں کا تعلق ہے تو وہ لوگ دار الاسلام کے باشندے

(۱) سورۃ انفار ۷۴۔

(۲) ابن ماجہ ص ۵/۲۹۰ طبع ۱۴۷۲ھ، حدیث: ”لَا هَجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ“ کی روایت بخاری (۱۸/۱۸۴ طبع مسج) نے کی ہے مسلم نے اس حدیث کی روایت اس لفظ میں کی ہے: ”لَا هَجْرَةَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَبَيْعٌ“۔ ۹۸۶/۲، تحقیق محمد عبدالغنی۔

(۳) المسوول للشرعی ۳۰/۳۳۳ جز ۱۱، حدیث: حاشیہ ابن ماجہ ص ۵/۲۹۰۔

میں ان کے دو اداروں میں حریوں سے مختلف ہیں۔

حریوں کا اور بھی کبھی باہم مشق ہوتا ہے جس مختلف، من مہرین اختلاف، اریں کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اختلاف اریں لشکر اور سربراہی کے ملک ملک ہونے سے ہوتا ہے مثلاً ایک ہندوستان کا بادشاہ ہوا اس کی ملک فوج اور ملک مملکت ہو دوسرے ہندوستان کا بادشاہ ہوا اس کی ملک فوج اور مملکت ہو اور ان دونوں کے درمیان سمیت منقطع ہو، اس میں سے ہر ایک دوسرے سے قتل و جرح نہ تھا ہو، اس صورت میں یہ دونوں ملک ملک رہیں گے، اور مختلف ہونے کی وجہ سے دونوں ملکوں کے باشندوں کے درمیان میراث جاری نہیں ہوگی، یہ تک میرے ہاتھ سے جاری ہونے کی وجہ سمیت اور ولایت پر ہے، اور اگر دونوں ملک ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوں، اپنے دشمنوں کے خلاف، دونوں کے درمیان تعاون ہو تو ایک دار مانا جائے گا اور دونوں ملکوں کے باشندوں کے درمیان میراث جاری ہوگی“ (۱) (دیکھئے: دار الاسلام اور دار الحکمر کی اصطلاحیں)۔ اور دار الاسلام دار الحرب کے مخالف ہے اگرچہ دونوں کے درمیان نصرت و تعاون ہو۔

## اختلاف دارین کی قسمیں:

۲۔ حنیہ کے نزدیک دو دارین کا اختلاف کبھی صرف حقیقت ہوتا ہے کبھی صرف حکماً ہوتا ہے، کبھی حقیقت اور حکماً دونوں طرح ہوتا ہے۔

صرف حقیقت اختلاف دارین کی مثال یہ ہے: ایک حربی جو دار الاسلام میں مسلمان کی حیثیت سے رہ رہا ہے، اور ایک دوسرا حربی جو دار الحرب میں ہے، اس دونوں کے درمیان کبھی حقیقت مختلف ہیں لیکن مسلمان حکم کے اعتبار سے حربی ہے، اس لئے دونوں حکماً متحد

(۱) رد المحتار حاشیہ ابن ماجہ علی الدر المختار ۵/۲۸۹ شرح اسرار ص ۸۱۔

## اختلاف وار ۳-۴

ہوں گے (یعنی ایک دارالاسلام میں ہے اور دوسرا اور آخر ب میں)۔  
صرف حصہ و مختلف ہوئے کی مثال دارالاسلام میں مستامن اور  
ذمی کا ہونا ہے، یہ وہ وہاں پرچہ حقیقت ایک ہی دار میں ہیں (یعنی  
وہاں دارالاسلام میں ہیں) اور حصہ وہاں کا دارالک الگ ہے،  
یونکہ مستامن (یعنی فی الحال دارالاسلام میں ہونے کے باوجود)  
حصہ حربی ہے، یونکہ وہ دارالآخر ب لوٹ جائے پر تیار ہے۔

حقیقت اور حصہ وہاں سے اختلاف دارین کی مثال  
دارالآخر ب میں رہنے والا حربی دارالاسلام میں رہے والا ذمی ہے،  
اسی طرح وہ مختلف دارالآخر ب کے رہے والے حربی بھی اس کی مثال  
ہیں (۱)۔

وہاں کے درمیان اختلاف دارین پر فقہ اسلامی میں مختلف  
حکام مرتب ہوتے ہیں، ان میں سے کچھ احکام میل میں بیان کیے  
جاتے ہیں:

میراث جاری ہونا:

۳- صرف حکماً اختلاف دارین یا حکماً اور حقیقت دونوں اعتبار سے  
اختلاف دارین حنفیہ کے نزدیک ایک مافع اثر ہے، لہذا وہاں حربی  
اور مستامن کا وارث نہیں ہوگا، نہ حربی اور مستامن ذمی کے وارث  
ہوں گے، خواہ وہاں کا ایک ہی مذہب ہو، حربی اور مستامن الگ الگ  
ملکوں کے شہری ہوں تو وہ بھی ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے،  
ایک ہی ملک کے حربی اور دارالاسلام میں مستامن کی حیثیت سے  
رہ رہے ہیں تو ان کے درمیان میراث جاری ہوگی، جس طرح ایک  
دارالآخر ب کے حربیوں میں سے ایک دارالاسلام میں مستامن کی  
حیثیت سے ہو اور دوسرا دارالآخر ب ہی میں ہو تو وہاں کے درمیان

(۱) راجحہ ۲۹۰

میراث جاری ہوتی ہے، کیونکہ حکماً دونوں کا دار ایک ہے۔

ثانیہ کا مذہب بھی حنفیہ کے مذہب سے قریب قریب ہے،  
ثانیہ کے نزدیک ذمی اور حربی کے درمیان میراث جاری نہیں ہوگی،  
لیکن مستامن اور معابد امام ثانی کے صحابہ کے مطابق ذمی کی  
طرح ہیں، یونکہ ان کے درمیان قریب ہے اور معابد اور ان کی  
دوسرے ذمی کی طرح ان کی جاں مال محفوظ ہیں، لہذا معابد اور  
مستامن ذمی کے وارث ہوں گے اور ذمی ان دونوں کا وارث ہوگا،  
حربوں اور معابد یا مستامن کے درمیان میراث جاری نہ ہوگی، امام  
ثانی کا قول یہ ہے کہ مستامن اور معابد حربی کی طرح ہیں۔

حنبلیہ کا مذہب اور مالکیہ کا مذہب (جیسا کہ صاحب العبد  
القاضی نے نقل کیا ہے، حالانکہ ہم نے اپنے مطبوعہ کی حد تک مالکیہ  
کے یہاں اس کی صراحت نہیں پائی) یہ ہے کہ وارث دوسرے کا  
مذہب ایک ہونے کی صورت میں اختلاف دارین میراث جاری  
ہونے میں مانع نہیں ہوتا ہے۔ حنبلیہ کے یہاں دوسرے تو جو قاضی  
ابو یعلیٰ کا قول ہے یہ ہے کہ حربی ذمی کا وارث نہیں ہوگا اور نہ ذمی حربی  
کا وارث ہوگا، مستامن کا وارث دارالآخر ب کا باشندہ بھی ہو سکتا ہے اور  
دارالاسلام کا باشندہ بھی ہو سکتا ہے، دارالآخر ب کے لوگ ایک  
دوسرے کے وارث ہوں گے، خواہ ان کے ملک ملک ملک ہوں یا  
ایک ہوں (۱)۔

۱۱۱۱ کا مذہب:

۴- (ماں باپ کا مذہب مختلف ہونے کی صورت میں) بچہ مذہب  
میں کس کے تابع ہوگا؟ اس کا بیان ایک دوسرے مقام پر آئے گا

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۵ ص ۳۹۰، شرح اسراجہ ج ۱ ص ۸۲، نہایۃ المحتاج ج ۱ ص ۴۷  
طبع مصطفیٰ اعلیٰ، انیسویں ۱۶۸۷-۱۷۰۰ء، مذہب الفاضل ج ۱ ص ۳۶، ملاحظہ ہو:  
احکام مذہبی و امتحانین ص ۵۲۹، ۵۳۳۔

## اختلاف دار ۵

(دیکھیے: اختلاف دین)، والدین میں جس کا مذہب زیادہ بہتر ہو بچے کو اس کا تابع قرار دینے کے سلسلے میں حنفی نے یہ شرط لگائی ہے کہ دونوں کا دار ایک ہو، (بچے کا دار اور ماں باپ میں سے مذہب میں بچے کو جس کے تابع بننا چاہا ہے اس کا دار) ان دونوں کا دار الگ لگ ہونے کی صورت میں بچہ اس کے تابع نہ ہوگا، لہذا اگر بچہ دارالحرب میں ہو اور اس کا باپ دارالاسلام میں ہو، اور اس نے دارالاسلام میں اسلام قبول کر لیا تو بچے کو باپ کے تابع قرار دے کر سے مسلمان نہیں قرار دیا جائے گا، کیونکہ باپ کو دارالحرب کا باشندہ ماننا ممکن نہیں ہے اس کے برعکس اگر باپ دارالحرب میں ہو اور اس نے اسلام قبول کر لیا ہو، اور اس کا بچہ دارالاسلام میں ہو تو بچہ باپ کے تابع ہو جائے گا، کیونکہ مسلمان باپ صمد دارالاسلام کا باشندہ ہے (۱)۔

میاں بیوی کے درمیان تفریق:

۵- مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک محض اختلاف دین سے میاں بیوی کے درمیان تفریق واقع نہیں ہوتی۔

حنفی کے نزدیک میاں بیوی کے درمیان اگر حقیقتہً اور عصماً دونوں اعتبار سے اختلاف رہے ہو یا تو دونوں کے درمیان تفریق ہو جائے گی، لہذا اگر حربی مرد سے حربی عورت سے نکاح یا، اس کے بعد ان میں سے کوئی ایک دارالاسلام آ کر مسلمان ہو یا، یا وہی ہو یا اور اس کا جوہر دارالحرب میں رہے تو حقیقتہً اور عصماً اختلاف دین کی وجہ سے نکاح فسخ ہو جائے گا، اس کے برخلاف اگر میاں بیوی میں سے کوئی ایک مستامن بن کر دارالاسلام آیا تو نکاح فسخ نہیں

ہوگا، اور اگر کسی مسلمان نے دارالحرب میں رہنے والی عورت سے دارالحرب میں نکاح یا بچہ سے چھوڑ کر دارالاسلام گیا تو عورت اس سے جدا ہوئی (اس کا نکاح ختم ہو گیا)۔ بن قدامہ کے بیاب کے مطابق امام ابوحنیفہ کے مذہب کا تقاضا یہ ہے کہ اگر وہی میاں بیوی میں سے کوئی ایک مقتدہ مد (وہی ہوئے کا معبود) توڑ کر دارالحرب چلا جائے اور اپنے جوڑے کو دارالاسلام میں چھوڑ دے تو دونوں کا نکاح فسخ ہو جائے، کیونکہ دونوں کا رفقہً اور عصماً لگ ہو گیا، لہذا دونوں کے درمیان تفریق ہو جانا لازم ہے، جس طرح اگر وہی عورت دخول سے پہلے دارالاسلام میں صمد قیوں کر لے تو تفریق واقع ہو جاتی ہے۔

حنفی کا استدلال یہ ہے کہ دونوں کے رفقہً اور عصماً مختلف ہونے کی صورت میں نکاح کے مصالح متواتر نہیں ہوتے، اور نکاح نہائے نکاح مشروع نہیں ہوا بلکہ ان مصالح کی وجہ سے مشروع ہے جو نکاح سے وابستہ ہیں، لہذا مصالح نکاح معدوم ہونے کی صورت میں نکاح باقی نہیں رہے گا، جس طرح میاں بیوی کے درمیان رہنمائی محرمیت پیدا ہونے سے نکاح ختم ہو جاتا ہے، ایسا اس لئے ہے کہ دارالحرب کے باشندے دارالاسلام کے باشندوں کے تعلق سے مردوں کی طرح ہیں، لہذا مرد و مرد کے درمیان نکاح مشروع نہیں ہوتا۔

جمہور فقہاء کا استدلال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی صحابہ اہل حضرت رسول کو پہلے لے کر نکاح کی بنا پر ان کے شوہر کو نہیں کیا تھا، حالانکہ صورت حال پیش کش کی تھی کہ حضرت زینبؓ نے اپنے شوہر سے دو سال پہلے، اور ایک روایت کے مطابق چھ سال پہلے اسلام قبل یا ہجرت کی، اس دوران ان کے شوہر مکہ مکرمہ ہی میں رہے۔ اس طرح مضمون اور مکرر مذکور بیاباں فسخ مکہ کے سال اسد

(۱) الفتاویٰ الہدیہ ۳۳۴ طبع بلاق ۱۳۱۰ھ الخلیفہ ۳۷ طبع بلاق

## اختلاف دار ۶

لائیں، اور یہ دونوں حضرات اور کچھ اور لوگ مکہ چھوڑ کر بھاگ گئے، اسلام نہیں لائے، پھر بعد میں ان حضرات نے اسلام قبول کیا، پھر بھی اس کا سابق نکاح باقی رکھا گیا<sup>(۱)</sup>۔

نفتہ:

۶۔ زن ثقب، کے نزدیک اختلاف دارین کے باوجود، میوں بیوی کا نکاح برقرار رہتا ہے ان کے نزدیک بیوی کا نفقہ بھی شوہر کے اور اختلاف دار کے باوجود واجب رہتا ہے۔

جہاں تک اقرارِ رب کے نفقہ کا مسئلہ ہے تو حنفیہ کے نزدیک اختلاف دارین کی صورت میں نفقہ تراہت نہ اصول پر واجب ہوتا ہے نیز وہ پروردگار کی طرف سے بھی فرماتے ہیں: مسلمان پر اس کے حربی والدین کا نفقہ جب نہیں ہوتا، نہ ہی حربی اپنے مسلمان یا بی بی یا پ کا نفقہ دے، یہ پر مجبور کیا جائے گا، یونکہ نفقہ کا اتفاق سدِ رحمی کے طور پر ہے، اگر حربی یہ دیکھ لے کہ مستحق نہیں ہے، یونکہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے منع کیا گیا ہے، ”فتاویٰ ہندیہ“ میں ہے: ”دونوں میں سے کوئی نفقہ پر مجبور نہیں کیا جائے گا، اگرچہ حربی مستامن ہو کہ دارالاسلام میں رہ رہا ہو“۔ بعض ثقب، حنفیہ نے صراحت کی ہے کہ جو حربی دارالحرب میں اسلام لایا اور اس دارالاسلام کی طرف ہجرت نہیں کی

اس کے درمیان اور دارالاسلام میں آباد اس کے مسلمان رشتہ دار کے درمیان ایک دوسرے پر نفقہ کا لازم نہیں ہے، کیونکہ دونوں کا دارِ ملک الگ ہے۔

ہم نے حنفیہ کے مذہب کے حوالہ سے وہ جو باتیں نقل کی ہیں ان میں سے بعض باتوں کے بارے میں صاحبِ بدائع الصنائع نے اختلاف کیا ہے صاحبِ بدائع کے نزدیک اختلاف دارین ہوں اور ذوات کا نفقہ واجب ہونے میں مانع نہیں ہے، ورنہ مانتے ہیں: یونکہ اصول ذوات کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں کا نفقہ سدِ رحمی کے طور پر واجب ہوتا ہے اور اختلاف دارین کے ساتھ سدِ رحمی واجب نہیں ہوتی، لیکن ولادت والی تربت میں اختلاف دار کے باوجود سدِ رحمی واجب ہوتی ہے، نیز اس سے کہ نفقہ کا وجوب یہاں پر حق وراثت کی بنا پر ہوتا ہے اور (حنفیہ کے یہاں) اختلاف دارین کے ساتھ وراثت جاری نہیں ہوتی، ولادت والی تربت میں نفقہ کا وجوب حق ولادت کی وجہ سے ہوتا ہے اور حق ولادت میں کوئی تہید نہیں آتی۔

ظاہر یہ ہے کہ ثنائیہ کے مذہب میں اصول فروغ والی تربت کی صورت میں ذمی اور مستامن کے درمیان، اسی طرح مسلم و مستامن کے درمیان نفقہ واجب ہوتا ہے، جو حربی مستامن نہ ہو اس کے درمیان اور اس کے مسلمان یا حربی رشتہ دار کے درمیان نفقہ واجب نہیں ہوتا، یونکہ غیر مستامن حربی مضموم الدم نہیں ہے، اصول ذوات کے علاوہ دوسری باتوں کی وجہ سے ثنائیہ کے نزدیک سرے سے نفقہ واجب ہی نہیں ہوتا۔

مناجلہ ظاہر مذہب یہ ہے کہ اگر وجوب نفقہ کی شرطیں پائی جائیں تو اختلاف دار اقرارِ رب کا نفقہ واجب ہوئے میں مانع نہیں ہے، اس مسئلہ میں مالکیہ کا قول ہم پر واضح نہ ہوا<sup>(۲)</sup>۔

(۱) بدائع الصنائع ۳/۷۷۷، الفریضی علی البحر ۳/۳۳۳، الفتاویٰ جدیدہ ۱/۵۶۸،

(۲) رسائل ۱/۶۶۳، الفتاویٰ الہندیہ ۳/۳۸۸، المدوینہ الکبریٰ ۱/۵۰۳، طبع کلبر و مطبعہ دارالحدیث ۱۳۲۳ھ، الفتاویٰ فصل ۲، ۵۳۲۰، ۱۵۷۷، طبع مجمل۔ حدیث کی روایت ترمذی نے بعض زیادتوں کے ساتھ حضرت ابن عباس سے کی ہے ورنہ ملتا ہے کہ اس حدیث کی سند میں کوئی خرابی نہیں ہے لیکن اس حدیث سے میں وقف نہیں ہوں، لیکن ہے یہ روایت داؤد بن حصین کے واسطے سے ان کے حافظ کی مدد سے آئی ہو، صاحبِ تحفۃ الاخوانی کہتے ہیں: یہ حضرت ابن عباس کی حدیث ہے اور اسے حاکم نے صحیح کہا ہے اور ابن کثیر ”امداد“ میں کہتے ہیں: یہ حدیث جید و درقوی ہے (تحفۃ الاخوانی ۲۹۶۳-۲۹۷۰، طبع استغبر)۔



## اختلاف دار ۷-۸

وصیت:

۷۔ کوئی مسلمان یا دینی کی حرابی کے لئے وصیت کرے تو اس کے وارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، حنبلیہ سے مطلقاً جاری قرار دیتے ہیں، شافعیہ کے بقول ہیں، زیادہ صحیح قول وصیت کے جو زکا ہے، وہی ان کے یہاں مذہب ہے، مالکیہ کے بھی وقول ہیں، معتد قول یہ ہے کہ وصیت درست نہیں ہے، حنفیہ وصیت کو اس صورت میں ممنوع قرار دیتے ہیں جب کہ وصیت کرنے والا دارالاسلام میں ہو، ورنہ جس کے سے وصیت کی جارہی ہو وہ حرابی ہو جو، ارا حرب میں ہو، اور اگر وصیت کرنے والا اور جس کے لئے وصیت کی گئی ہے دونوں درالحرب میں ہوں تو اس بارے میں حنفیہ کا قول مختلف ہے۔

وصیت کو ممنوع قرار دینے والوں کا استدلال یہ ہے کہ حریوں کو مال کا مالک بنا کر تہریر کرنا مسلمانوں کے خلاف جنگ میں ان کی عانت کرنا ہے، نیز ہمیں حریوں کو قتل کرنے اور ان کا مال لینے کا حکم دیا گیا ہے، لہذا ان کے حق میں وصیت کرنا بے معنی بات ہے، اسی لئے حنفیہ نے صراحت کی ہے کہ اگر ورثاء اس وصیت کو نافذ کرنے کی جارت، یں تو بھی یہ وصیت جائز نہ ہوگی، اور اگر حرابی شخص (جس کے سے وصیت کی گئی ہے)، وصیت والا مال لینے کے لئے دارالاسلام آیا تو سے پینے کا اختیار نہ ہوگا۔

جو حرابی دارالاسلام میں مستان کی حیثیت سے ہو اس کے سے اُرمسلان یا دینی نے وصیت کی تو حنفیہ کے یہاں ظاہر رویت کے مطابق یہ وصیت درست ہوئی، حنفیہ کی امر کی رویت یہ ہے کہ یہ وصیت درست نہیں ہے، کیونکہ مستان کا ارا حرب واپس جانے کا ارادہ ہے، اور اس سے واپس جانے یا جانے کا ایک ماں سے زکا دارالاسلام میں تزیہ کے بغیر قیام نہیں کرنے یا جانے گا۔

اُرمستان نے کسی مسلمان یا دینی کے سے وصیت کی تو حنفیہ نے اس کے جائز ہونے کی صراحت کی ہے، ورنہ فقہاء کے کلام کا تقاضا بھی یہی ہے، کیونکہ مستان احکام اسلام کا پابند ہے، حنفیہ فرماتے ہیں: مستان اُرم اپنے پورے ماں کی وصیت کی مسلمان یا دینی کے حق میں کرے، ورنہ اس کے ورثاء میں سے کوئی، دارالاسلام میں نہیں ہے تو یہ وصیت درست ہے، اس کے س ورثاء کا اعتبار نہیں ہو، ارا حرب میں ہیں، کیونکہ وہ لوگ ہمارے حق میں مراد ہیں، نیز اس لئے کہ ان کی جانیں اور اسول معصوم ہیں تو ان کا وہ حق ہر وجہ اہلی معصوم نہیں ہوگا جو ان کے مورث کے مال میں ہے، اگر اس کا کوئی وارث اس کے ساتھ دارالاسلام میں ہو تو اس وصیت کا جو اس کی جارت پر موقوف ہوگا (۱)۔

قصاص:

۸۔ دینی نے کسی مستان کو قتل کیا یا مستان نے کسی دینی کو قتل کیا تو چاروں فقہی مذاہب میں قصاص واجب ہوگا، ماں حنفیہ نے تشدد کیا ہے کہ اُرم دینی نے مستان کو قتل کیا تو قصاص لازم نہیں ہوگا،

حنفقہاء سے اس وصیت کو درست قرار دیا ہے ان کا نقطہ نظر یہ ہے کہ وصیت صل میں مالک بنانا ہے ارا حربی کو کسی چیز کا مالک بنانا ممنوع نہیں ہے، چنانچہ اس کے ہاتھ کوئی چیز نہ جہت کرنا درست ہے (۱)۔

الحدود علی الخرش ۸/۲۸، کشاف القناع ۲/۲۹۱، مطبوعہ المطبعۃ النصار السنۃ ۱۳۷۲ھ

(۱) الدر المختار مع شرح المختصر ۳/۳۶۳، طبع بولاق، بدائع الصراح ۱/۳۳۵، ملاحظہ علیہ علی الہدایہ ۸/۸۸، طبع بولاق۔

بہارہ اصحاح ۷/۲۸، الخرش ۳/۲۹۱، اور اس کے بعد کے صفحات طبع ۱۳۱۶ھ یعنی ۱۹۰۹ء، ۲/۶۱، نیز ملاحظہ علیہ احکام الذمینی والحقائین ۲/۲۸

(۲) الحدادی الجندیہ ۶/۹۲، الحدادی علی الشرح المکیر ۳/۳۶۳، طبع عینی الجلی،

## اختلاف دار ۱۰-

انہوں ایک جہرے کے وارث ہوتے ہوں تو ایک وجہ کی وجہ سے بھی، خدا اور ہوں گے، ورنہ نہیں ( )۔

۴۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حجابہ کے اس کلام میں حربی میں مستثنیٰ بھی داخل ہے۔

حسبہ اور مالکیہ کے کلام میں ہمیں اس مسئلہ پر بحث ہنگامہ نہیں ملتی۔

حذف:

۱۰۔ چاروں فقہی مذاہب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر مسلمان یا  
دینی کسی حربی پر زنا کا الزام عائد کرے، ثواب و اجر بی مستان ہی ہو تو  
مسلمان یا دینی پر حد قذف (الزنا عائد کرنے کی سزا) جاری نہ  
ہوگی، اس لئے کہ محدوف اپنے ظن کی وجہ سے غص میں ہے۔

اگر مستان نے کسی مسلمان پر زنا کا الزام عائد کیا تو اس پر حد  
قذف جاری ہوگی۔ یہ تکہ نام لے کر اور اسلام میں داخل ہونے کی  
وجہ سے بند میں کے حقوق "کترنے کی پابندی اس سے چنے" پر مگرلی  
ہے۔ اور حد قذف بندے کا حق ہے، اس مسئلہ میں حنفیہ، مالکیہ، حنبلیہ  
اور شافعیہ کا اتفاق ہے، صرف فقہاء مالکیہ میں سے بھہب نے اس  
سے اختلاف کیا ہے۔ "امد مہ" میں ہے: "وہ حربی نے وراہرب  
میں کسی مسلمان پر زنا کا الزام لکایا، پھر وہ حربی اسلام قبول کر کے  
اور اسلام چا آیا تو اس پر حد قذف جاری نہیں ہوگی" (۲)۔

صاحب الہدایہ فرماتے ہیں: چونکہ مستامن کی عصمت مطلقاً ثابت نہیں ہے بلکہ دارالاسلام میں قیام کرنے تک اس کو عصمت حاصل ہے، اس لئے کہ مستامن دارالحرب کا رہنے والا ہے، دارالاسلام میں قیام کرنے کی نیت سے نہیں آیا ہے بلکہ کسی ضرورت سے آیا ہے، جسے پورا کر کے وہ پھل لوٹ جائے گا لہذا اس کی عصمت میں باہت کا شبہ ہے۔ امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ذمی کو مستامن کے قصاص میں قتل کیا جائے گا، کیونکہ قتل کیے جانے کے وقت مستامن مصوم تھا۔

اس بات پر اتفاق ہے کہ ذمی کو حربی کے قصاص میں قتل نہیں یا جائے گا، کیونکہ حربی کو مرے سے عصمت حاصل ہی نہیں ہے۔ ”انھن“ کی صرحت کے مطابق اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ مگر، نے اس مسئلہ کی صراحت نہیں کی کہ متامین اگر حربی کو قتل کرے تو کیا حکم ہے، ظاہر یہ ہے کہ متامین کو اس کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ حربی کو بالکل عصمت حاصل نہیں ہے (۱)۔

عقل (دیت کا پردہ شرم):

۹۔ ٹانہیہ کے ریکہ یہودی کی یا معاہدہ یا مستان، نصرانی، حابہ یا مستان کی ویت کی ہو گئی کرے گا، اسی طرح اس کے برعکس، یہ ٹانہیہ کا قوی تر قول ہے، "رجسٹریک حربی کا تعلق ہے تو وندہ می لی ویت کا وندہ ریوگا ندہ می اس کی ویت کا، کیونکہ اختلاف اور لی وندہ می وندہ می کے رجسٹریک ویت متعلق ہے۔"

حنا بلہ کا ریح قول یہ ہے کہ دی حربی کی دیت "انہیں کرے گا۔"  
ریہ حربی دی کی دیت "کرے گا، حنا بلہ کا۔" ہر قول یہ ہے کہ امر

(۱) نمایه کتاب ۷۲۳۵/۲ کتابخانه اجتماع ۱۲۸۵ هجری قمری ۱۳۸۳ شمسی  
کتاب

(۲) المودعة ۲۲/۱۶، الخزانة ۸۶/۸، المودعة ۲۴/۳، المودعة ۲۴/۳

(۲) بدائع الصنائع ۱/۲۳۶، الخرش ۱/۲۳۵، الام للشافعی ۱/۲۳۵ طبع بلاق  
مطاب ولی انس ۱/۳۱ طبع المکتب الاسلامی دمشق، ملاحظہ عنہ احکام  
الہ میکی و المکتب المنین ۲۳۸ و اس کے بعد کے صفحات۔

## اختلاف دین ۱-۲

احمد کے نزدیک اسے وارث بنایا جائے گا تا کہ اسے اسلام کی طرف رجعت پیدا ہو۔ مسلمان مرتد کا وارث ہوگا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، جمہور کے نزدیک مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوگا، لیکن بعض صحابہ کرام سے مروی ہے کہ مسلمان کافر کا وارث بنے گا، کیونکہ حدیث شریف میں ہے: ”الإسلام بعلو ولا یعلیٰ“<sup>(۱)</sup> (اسلام خود بند ہوتا ہے۔ اس پر کسی کو بلندی حاصل نہیں ہوتی)۔ اور دوسری حدیث ہے: ”الإسلام بربد ولا یقصر“<sup>(۲)</sup> (اسلام بڑھاتا ہے، کم نہیں کرتا)۔

جہاں تک کفار کے ایک دوسرے کا وارث ہونے کا مسئلہ ہے تو امام ابو حنیفہ، امام شافعی کا مذہب اور امام احمد کی ایک روایت ہے کہ کفار ایک دوسرے کے وارث ہوں گے، خواہ ان کے مذہب اب تک

(۱) حدیث ”الإسلام بعلو ولا یعلیٰ“، مرفوعہ اور موقوفہ مروی ہے، سقوت حضرت ابن عباس کا قول ہے جس کا ذکر بخاری نے تصحیف کیا ہے اور مرفوع کی روایت طبرانی اور ترمذی نے اہل لکھنؤ میں حضرت عمر بن الخطاب کی حدیث سے کیا ہے ابن حجر نے کہا اس کی سند ضعیف ہے جیسا کہ درقطنی نے حضرت حاتم بن عمرو بنی سے مرفوعہ روایت کیا ہے۔ درقطنی نے کہا اس کی سند میں عبداللہ بن شریح اور اس کے والد ہیں، اور یہ دونوں مجہول ہیں۔ اسی طرح بعل نے ناسخ واسطہ میں حضرت سہاذ بن جہل سے مرفوعہ ان الفاظ میں روایت کیا ہے ”الإیمان بعلو ولا یعلیٰ“ (فتح الباری ص ۲۸، طبع انتقیر، سنہ ۱۳۵۲ھ) شیخ کردہ سید عبداللہ رحمہ اللہ رقم برائے مدنی ۳۸۶ھ نصب البرایہ ص ۲۱۳، طبع دارالاسان ۱۳۵۷ھ فیض القدیر ۷۹۳ھ، شیخ کردہ المکتبۃ النجاریہ ۱۳۵۶ھ)۔

(۲) اہل القامص ص ۲۰، ۲۱، ابن ماجہ ص ۵۸۹، طبع بولاق ۱۲۷۵ھ حدیث ”الإسلام بربد ولا یقصر“ کی روایت امام احمد نے اپنی سند میں، ابو داؤد ورمحاکم نے، نیز ترمذی نے سنن میں کی ہے اس کے راوی حضرت سہاذ بن جہل ہیں حافظ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے لیکن روایت کے منقطع ہونے کی وجہ سے اس پر تائب کیا گیا ہے (فیض القدیر ۷۹۳ھ) سنن ابی داؤد ص ۱۳۳، طبع انتقیر۔ روی مجہول ہے (عون المعبود ۸/۱۳۳، طبع انتقیر)۔

## اختلاف دین

۱- اختلاف دین پر متعین شرعی حکام مرتب ہوتے ہیں، مثلاً میراث کا جاری نہ ہونا۔

جس اختلاف دین پر وہ حکام مرتب ہوتے ہیں اس کی نوعیت یا تو اسلام و کفر کے اختلاف کی ہوگی کہ ایک شخص مسلمان ہے، دوسرا شخص کافر، اس نوعیت کے اختلاف پر اختلاف دین کے احکام کا مرتب ہونا متعلق مدیہ ہے، یہ اس کی نوعیت یہ ہوگی کہ دونوں اشخاص کافر ہوں گے میں دونوں کا مذہب ایک دوسرے سے مختلف ہوگا، مثلاً ایک شخص یہودی ہے، دوسرا مجوسی، اس نوع کے بارے میں اختلاف ہے جس کی وضاحت ”مند و لغزوں میں ہوگی۔

اختلاف دین پر مرتب ہونے والے چند اہم احکام درج ذیل ہیں:

نہ توارث (میراث جاری ہونا):

۲- اختلاف دین میراث جاری ہونے کا ایک مانع ہے، کیونکہ میراث جاری ہونے کی بنیاد نصرت پر ہے، لہذا کافر بالاتفاق مسلمان کا وارث نہیں ہوگا، اس میں صرف یہ استثناء ہے کہ امام احمد کے نزدیک کافر اپنے ”زاد“ کردہ مسلمان غلام کا حق ولایت کی بنیاد پر وارث ہوگا، اسی طرح کی بات حضرت علیؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے بھی مروی ہے، اگر تقسیم ترک سے پہلے کافر اسلام قبول کر لے تو تمام

### اختلاف دین ۳-۴

کر لیا تو اس کے بیچ میں امر، منوں میں ایسا اختلاف دین پیدا ہو گیا ہو کہ جنوں دین کا نکاح نہیں کر سکتے تو ان دونوں کے درمیان تفریق نہ رہی جائے گی۔

اس کی معیمل کا مقام (نکاح) کی اصطلاح ہے۔

ج۔ شادی کرانے کی ولایت:

۴۔ امام ابوحنیفہ کی فہم میں اختلاف دین چاروں فتنی مذاہب کی مختلف رائے کے مطابق شادی کرانے کی ولایت (ولایۃ النکاح) کا ایک مانع ہے، لہذا اسی کار کو کسی مسلمان خاتون کا نکاح کرانے کی ولایت حاصل نہ ہوگی اور نہ کسی مسلمان کو کسی کافرہ خاتون کا نکاح کرانے کا اختیار ہوگا، چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِعَصْمَةِ أَوْلِيَاءَ بَعْضٌ" (اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں)۔ "إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا" (تمہارا دوست تو اللہ ہے، اس کا رسول ہے اور اہل ایمان ہیں)۔

تمام مذاہب نے اس بات کا استثناء کیا ہے کہ مسلمان اپنی کافرہ باندی کا نکاح کر سکتا ہے، چونکہ یہ شادی کرانا طہیت کی وجہ سے ہے، ولایت کی وجہ سے نہیں ہے، اسی طرح مسلمان سلطان یا اس کے نائب کا کافرہ عورت کا نکاح کرنا بھی اس سے مستثنیٰ ہے جب کہ اس عورت کا خاص ولی نکاح کرنے کے لئے موجود نہ ہو۔

مالکیہ کے نزدیک اگر مسلمان نے اپنی کافرہ لڑکی کا کسی کافر سے نکاح کر لیا تو اسے چھوڑ دیا جائے گا، اس سے تعرض نہیں کیا جائے گا، اس نے خود اپنے "چشم بیا" (۱)۔

(۱) سورۃ مائدہ ۵۵۔

(۲) ابن ماجہ ص ۱۲۴، مسند ابی حنیفہ ص ۲۸۸، طبع مطبعہ النکاح بیروت، عجمی کی نوٹو کاپی، اہلوی کی اشرح اشعار ص ۲۸۷، طبع مکتبہ علمی، علی شیح ص ۱۵۶، انصاری ص ۳۶۳، طبع بیروت۔

مک ہوں، چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِعَصْمَةِ أَوْلِيَاءَ بَعْضٌ" (۱) (اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں)۔ اور اس سے کہ تمام مذاہب کے کفار مسلمانوں کی عداوت میں ایک جہت کی طرح ہیں۔

امام مالک کے نزدیک کفار میں ملتیں ہیں: یہودی، ایک ملت ہیں، نصاریٰ ایک ملت ہیں، ورواقی کفار ایک ملت ہیں۔ امام احمد کی ایک روایت ہے کہ ہر مذہب کے کفار مطہر ملت ہیں، چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لَنْ جَعِلْنَا مِنْكُمْ شُرْعَةً وَمِثْلًا" (۲) (تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے ایک (خاص) شریعت اور راہ رکھی تھی)۔ اور حدیث شریف میں ہے: "لَا يَتَوَاتُ أَهْلَ مِلَّةٍ شَيْءٌ" (۳) (دو مختلف ملتوں کے لوگ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے)۔

ب۔ نکاح:

۴۔ نہ کوئی کافر کسی مسلمان عورت سے نکاح کر سکتا ہے اور نہ کوئی مسلمان کسی کافرہ عورت سے نکاح کر سکتا ہے، لہذا یہ کہ کافرہ عورت اہل کتاب میں سے ہو، کافر میں بیوی میں اگر ایک نے اسلام قبول

(۱) سورۃ انفار ۳۳۔

(۲) سورۃ مائدہ ۳۸۔

(۳) ادیب القاضی ص ۲۲، اوسط للفری ص ۳۰، ص ۳۳، حدیث ۳۳۰۰، ہذا ہذا، اہل ملتیں کسی کے بارے میں مذکور نے کہا ہے اس کی روایت ثنائی اور ابن ماجہ نے کی ہے ترمذی نے اس کی روایت اس سند سے کی ہے "محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ بن ابی لیلیٰ بن ابی الزبیر بن حاتم" اور میں ہے کہ یہ غریب حدیث ہے اسے ہم حضرت جابر کی حدیث کے طور پر صرف ابن ابی لیلیٰ کی سند سے جانتے ہیں صاحب عون المعبود نے لکھا ہے ابن ابی لیلیٰ کی حدیث سے استدلال نہیں کیا جاتا (عون المعبود ص ۲۲، طبع مکتبہ)۔

## اختلاف دین ۵-۶

۵- حضانت (پرورش کرنے کا حق):

۶- حق حضانت ساقط کرنے میں اختلاف دین مؤثر ہے یا نہیں،

اس سلسلے میں فقہاء کے تین رہنمائی ہیں:

۱- ثانیہ: «رہنابلہ کا مسلک ہے کہ کافر کو مسلمان پر حق حضانت حاصل نہیں، خواہ کافر ماں ہی ہو، اور مسلمان کو کافر پر حق حضانت حاصل ہوتا ہے۔»

۲- مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ حق حضانت ساقط کرنے میں اختلاف

۳- یں ہرے سے مؤثر نہیں ہے، حتیٰ کہ اگر حاضن (پرورش کرنے والا)

کافر مجنبی دنیہ دہو، «رہنابلہ» (زیر پرورش بچہ) مسلمان ہو تو بھی حق

حضانت ساقط نہ ہوگا، خواہ حاضن مرد ہو یا عورت، «رہنابلہ» کے

بارے میں حاضن کافر سے کسی فساد کا اندیشہ ہو، مثلاً یہ خطرہ ہو کہ وہ

بچے کو خنزیر کا دشت کھائے گا یا شراب پئے گا تو حاضن کافر کو کسی

مسلمان کے ساتھ رہا جائے گا تا کہ مسلمان اس کی نگرانی کرے یہاں

بچے کو حاضن کافر سے نہیں یا جائے گا۔

۴- حنفیہ عورتوں کی حضانت «رہنابلہ» کی حضانت میں فرق کرتے

ہیں، اس کے برخلاف ایک پرورش کرنے والی عورت اور زیر پرورش بچے

کے درمیان وحدت دین کی شرط نہیں ہے، جیسا کہ صاحب «ہدایۃ

المصالح» نے «كتاب الاصل» سے نقل کیا ہے، اور اس کی حلیہ یہ

بیان کی ہے کہ زیر پرورش بچے کے بارے میں جو شفقت مظلوم ہے

وہ پرورش کرنے والی عورت میں اختلاف دین کی وجہ سے کم نہیں

ہوتی۔ صاحب بدائع نے لکھا ہے کہ فقہاء حنفیہ میں سے ابو بکر دھام

رازی اس صورت کے بارے میں فرماتے تھے جب ماں اس کتاب

میں سے ہو اور اس کا بچہ مسلمان ہو کہ ماں اپنے نابالغ بچے پر پرہیزگی کی

زیادہ حق دار ہے یہاں تک کہ ان میں عقل بشعور پیدا ہو، ان دونوں

میں عقل بشعور پیدا ہونے پر ماں کا پرورش کا حق ختم ہو جائے گا، کیونکہ

گر اختلاف دین کی نوعیت عام ہنر کی نہ ہو، مثلاً بیوی کا اپنی

زیر ولایت نصرانی خاتون کا نکاح رہنا، یا اس کے برعکس، تو ثانویہ

نے اس کے جائز ہونے کی صراحت کی ہے، «وہ» فقہاء نے اس

کی صراحت نہیں کی ہے (۱) کہ حنابلہ کے یہاں اس کی تخریج میراث

جاری ہونے کے بارے میں دونوں روایتوں پر کی جاتی ہے اور اس کا

ممنوع ہونا رائج ہے۔

۵- مال کی ولایت:

۵- غیر مسلم کو مسلمان کے اوپر مال کے بارے میں ولایت حاصل

نہیں ہوتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: «وَلَنْ يَخْضَعَ اللَّهُ

تِلْكَ قُلُوبُ عِيسَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيْلًا» (۲) «اور نہ اللہ تعالیٰ

کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں غائب نہ فرما دیں گے)۔ مذکورہ

ہدایات کی صراحت حنفیہ، ثانیہ اور حنابلہ نے کی ہے، ان حضرات

سے اس بات کی صراحت نہیں کی ہے کہ مسلمان کو کافر پر ولایت

حاصل نہ ہوگی، ہاں اس کی صراحت کی ہے کہ مسلمان کا غرضی کو اس ذی

پر ولایت حاصل ہوگی جس پر حجر کیا گیا ہے (یعنی اسے مالی تصرفات

سے روکا گیا ہے)۔

۶- مالکیہ نے اس مسئلہ کو نہیں چھیڑا ہے، اگرچہ بھی کے بارے میں

ان کے یہاں یہ صراحت ملتی ہے کہ بھی لی ایک شرط مسلمان

ہونا ہے (۳)۔

(۱) کتاب القناع ۵/۲۵۰ مطبعہ انصار الدین لاہور۔

(۲) سورہ بقرہ ۱۳۱۔

(۳) کتاب القناع ۲/۲۲۳، نہایت النجاشی ۳۳۳ طبع مصطفیٰ لکھنؤ، بدائع

المصالح ۵/۳۲۷ طبع ۱۳۲۷ھ لغزنی ۸/۱۴۲ طبع ۱۳۱۶ھ۔

## اختلاف دین ۷-۹

ابہاں انہیں کافروں کے اخلاق و عادات ملناے لی۔ ”اثر التناق“ میں اس کی تحدید سات سال سے کی ہے۔ اگر ماں سے یہ خوف ہو کہ بچہ نگر سے مانوس ہو جائے گا تو قتل و شہور پیدا ہونے سے پہلے ہی سے ماں سے چھین دیا جائے گا۔

حنفیہ کے نزدیک اختلاف دین مرد کے استحقاقِ حرمانت سے مانع ہے، لہذا عصبہ کو بچے کی پرورش کا حق ہی وقت ہوگا سب کو دو بچے کا ہم مذہب ہو، اس لئے کہ یہ حق عصبہ ہی کے لئے ثابت ہوتا ہے۔ ”و اختلاف دین عصبہ بننے میں مانع ہوتا ہے، لہذا اگر یہودی بچے کے وہ بھائی ہوں، ایک مسلمان، دوسرا یہودی، تو اس کی پرورش کا حق یہودی بھائی کو حاصل ہوگا، کیونکہ وہ اس بچے کا عصبہ ہے“ (۱)۔

۷- اول دکان میں تالیع ہوتا:

۷- اول: اگر ماں، باپ کا مذہب الگ الگ ہو اس طور پر کہ ایک مسلمان ہو، دوسرا کافر، تو ان دونوں کے مابین بچے یا دوسرے بچے جو جنون کی حالت میں بالغ ہوئے ہیں، مسلمان قرار پائیں گے، کیونکہ وہ لوگ ماں باپ میں سے اس کے تالیع ہوں گے جس کا دین ریہودیت ہوگا، یہ حنفیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کا مسلک ہے۔ عصبہ سے اس کے سے یہ شرط کافی ہے کہ بچہ مرد یا عورت میں سے جس کا مذہب زیادہ بہتر ہے، دونوں کا، حقیقتہً، اور عصبہ ایک ہو، اس طور پر کہ دونوں دارالاسلام میں یا دارالحرب میں رہتے ہوں، یا دونوں کا دار صرف حکماً ایک ہو، اس طور پر کہ مابین بچہ دارالاسلام میں ہے اور اس کا مسلمان باپ، اگر ماں میں ہے، اگر دونوں کا، حقیقتہً، اور عصبہ دونوں عتبار سے مختلف ہو، اس طور پر کہ مسلمان باپ، دارالاسلام میں

ہو اور بچہ، دارالحرب میں ہو تو بچہ باپ کے تالیع نہ ہوگا۔ (۱)

مالکیہ کے نزدیک بچے شہر بچہ اسلام میں صرف باپ کے تالیع ہوتا ہے، اپنی ماں اور وادی کے تالیع نہیں ہوتا (۲)۔

۸- وہم: اگر والدین کا مذہب الگ الگ ہو لیکن اس میں سے کوئی مسلمان نہ ہو تو بچے شہر بچہ والدین میں سے اس کے تالیع ہوتا ہے جس کا مذہب زیادہ بہتر ہو یہ حنفیہ کا مذہب ہے۔

مالکیہ کے اس قول کا تقاضا صحیح ہے۔ بچہ مذہب میں باپ کے تالیع ہوتا ہے، ماں کے تالیع نہیں ہوتا۔

شافعیہ کے نزدیک اگر والدین میں سے کوئی مسلمان نہ ہو اور دونوں کا مذہب الگ الگ ہو تو بچہ بالغ ہونے کے بعد کسی ایک کا مذہب اختیار کرے گا، حتیٰ کہ اگر والدین میں سے ایک یہودی اور دوسرا نصرانی ہو اور اس کے دو بچے ہوں، ایک بچے نے یہودیت اختیار کی اور دوسرے نے نصرانیت تو اس سب کے درمیان میں جاری ہوگی (۳)۔

اس مسئلہ میں ہمیں متابلاً کے یہاں کوئی صراحت نہیں ملتی۔

ز- فقہ:

۹- اس پر اتفاق ہے کہ اختلاف دین بچوں کا نفقہ اور نفقہ ماں باپوں کا نفقہ واجب ہونے میں مانع نہیں بنتا۔

عزیر: اقارب کا نفقہ واجب ہونے میں اختلاف دین مانع ہو جاتا ہے، لہذا کسی شخص پر اس کے رشتہ دار کا نفقہ اس صورت میں

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۲ ص ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲،

## اختلاف دین ۱۰-۱۳

۱۰۔ ہرے پر لازم نہ ہوگا<sup>(۱)</sup>۔

ح۔ عقیل (دیت ادا کرنا):

۱۱۔ ایام: رفر کا اختلاف چاروں مذاہب کے فقہاء کے نزدیک دیت (خون بیا) لازم ہونے میں مانع ہے، نہ کافر مسلمان کی طرف سے دیت ادا کرے گا نہ مسلمان کافر کی دیت ادا کرے گا حتیٰ کہ مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ نے صراحت کی ہے کہ اگر مسلمان کے عاقلہ دیت ادا کرنے سے قاصر ہوں تو مسلمانوں کے بیت المال سے دیت کی ادائیگی کی جائے گی، اس کے برعکس کافر ذمی یا مجاہد یا مرتد کے عاقلہ کے دیت کی ادائیگی سے عاقلہ ہونے کی صورت میں مسلمانوں کے بیت المال سے دیت ادا نہیں کی جائے گی، کیونکہ اختلاف دین پایا جا رہا ہے۔

مالکیہ: در حنبلیہ نے صراحت کی ہے کہ یہودی نصرانی کی طرف سے ادا نہ ہونے والی دیت کی طرف سے دیت ادا نہیں کرے گا، حنفیہ و شافعیہ نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے کہا ہے کہ کفار ایک دوسرے کی دیت ادا کریں گے، خود ان کے مذاہب ملگ ملگ ہوں، صاحب اللہ اختیار نے لکھا ہے: کیونکہ کفر ایک ملت ہے، اور پایہ اجماع میں، اگر کے ایک ہونے کی شرط گائی ہے<sup>(۲)</sup>۔

ط۔ وصیت:

۱۲۔ حنفیہ: حنبلیہ اور شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ مسلمان کا دینی کے لئے اوروں کا مسلمان کے لئے وصیت کرنا درست ہے، ان حضرات کا استدلال اس آیت سے ہے: "لَا يَحِلُّ لَكُمُ الْمَالُ عَنِ" (۱) بدائع الصنائع ج ۳ ص ۶۳۳ طبع ۱۳۸۳ھ طبع بولاق، جامعہ الدوسقی ۵۲۲ھ نمبر ۱۲۷/۲۰۸، انصاف ص ۲۵۹۔ (۲) المحیط علی الدر المختار ج ۳ ص ۳۱۲ طبع بولاق، جامعہ دار الفکر الکبیر ۲۸۳ھ نمبر ۱۲۷/۲۰۸، مشرب الفتاویٰ ج ۶ ص ۲۹۔

۱۰۔ جب نہیں ہوتا جب کہ دونوں کا مذہب الگ الگ ہو، اس مسئلہ میں نسب کے وہ بنیادی رشتوں کے علاوہ میں کوئی اختلاف نہیں۔

۱۱۔ نسب کے وہ بنیادی رشتوں یعنی اصول فروع کے بارے میں وہ رجحانات پائے جاتے ہیں:

پایا رجحان: یہ ہے کہ مذہب خود ایک ہو یا الگ ہو، اصول فروع کا فقہ ہر صورت واجب ہے، یہ جمہور علماء (حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ) کا مسلک و حنبلیہ کی بھی ایک کڑی روایت ہے، بین مالکیہ اصول فروع کا فقہ صرف والدین اور اولاد تک محدود رکھتے ہیں، احمد و حنبلت اور ان کو کی ولادہ کا فقہ لازم نہیں قرار دیتے۔

بن ہمام نے اصول فروع میں سے حریوں کا استثناء کیا ہے، ان کا فقہ مسلمان پر لازم نہ ہوگا خواہ وہ عربی مسلمان ہوں، اس لئے کہ ہمیں ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے منع کیا گیا ہے جو ان کے بارے میں ہم سے قتل کرتے ہیں۔

اس رجحان کی دلیل یہ ہے کہ یہ رشتہ، رشتہ، رشتہ کی طبیعت میں آتے ہی آزاد ہو جاتا ہے، لہذا اس پر اس کا فقہ بھی واجب ہو جاتا ہے، یہاں فقہ کا لزوم والدین اور اولاد کے درمیان نہ دیت اور وصیت کے حق کی بنا پر ہے، اختلاف دین سے اس نہ دیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا، انسان کا ترہ خواہ اس کی امت کے حکم میں ہے۔

۱۲۔ ہر رشتہ: یہ ہے کہ اختلاف دین کی صورت میں اصول فروع کا فقہ بھی واجب نہیں ہوگا، یہ حنبلیہ کا مسلک ہے، اس رجحان کی دلیل یہ ہے کہ فقہ دینا ہمدردی کے طور پر صدر حجی کرنے کے لئے لازم ہوتا ہے، لہذا اختلاف دین کے ساتھ ہمدردی سے لازم نہ ہوگا جس طرح غیر بنیادی رشتوں میں لازم نہیں ہوتا، ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے رشتہ نہیں ہوتے، لہذا ایک کا فقہ بھی

### اختلاف دین ۳۳

کی شرکت:

۱۳- اختلاف دین مسلمانوں کے درمیان شرکت کے قیام سے مانع نہیں ہے، مالکیہ «مقابلہ» نے جو شرکت کے سے یہ شرط لگائی ہے کہ کافر تا تعریف نہ کرے، کیونکہ تعریف کرنے کی صورت میں وہ کسی معاملہ نہ کرے گا اور اس معاہدے سے امر نہیں کرے گا جن سے مسلمان امر کرتے ہیں، مناجات کہتے ہیں: «تائی ماں شرکت یا مال» مناجات سے شراب کی خرید و فروخت کی جائیگی تا جو معاہدہ کرے گا وہ نافذ ہوگا۔ تائی ہی پر اس کی ہمدردی ہوگی۔

مالکیہ نے کہا ہے ذمی کی مسلمان کے ساتھ شرکت اس شرط کے ساتھ صحیح ہے کہ کافر کے تعریف کے وقت مسلمان موجود ہے، اگر کافر کے شر یہ فراموشی کے وقت مسلمان موجود رہے تو یہ شرکت جائز نہ ہوگی لیکن اس طرح کی شرکت یہ فراموشی ہونے کے بعد صحیح ہوگی، اس کے بعد اگر مسلمان کو یہ شبہ ہو کہ ذمی نے شاید کسی معاہدہ کیا ہے تو اس کے لئے صرف نفع کا صدقہ کرنا مستحب ہے، کیونکہ رشادہ ہونی ہے: «فلکم دء و من أموالکم»<sup>(۱)</sup> (تو تمہارے اصل اموال تمہارے ہی میں)۔ اگر اگر یہ شک ہو کہ ذمی نے شراب کا کاروبار کیا ہے تو اس کے لئے نفع اور اصل سرمایہ دونوں کا صدقہ کرنا مستحب ہے، کیونکہ مسلمان پر شراب کا بارنا واجب ہے، اگر تحقیق ہو کہ ذمی نے سوئی معاملہ یا شراب کا کاروبار کیا ہے تو صدقہ کرنا واجب ہے۔

مقابلہ نے دیکھا ہے کہ مجوسی ذمی کے ساتھ شرکت کا معاہدہ کرنا سرے سے مکروہ ہے، اور مذکورہ بالا قیدیوں کے ساتھ شرکت صحیح ہو جائے گی۔

شافعیہ: کافر کے ساتھ شرکت کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔

حنبل کے نزدیک صرف شرکت مفاد میں یہ شرط ہے کہ شرکت

(۱) سورہ بقرہ ۲۷۹۔

الذین لم یفانئوکم فی الدین ولم یخرجوکم من ديارکم ان تبرؤہم و تقسطوا الیہم ان اللہ یحب المتقسطین»<sup>(۱)</sup> (اللہ تمہیں اس لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور تم کو تمہارے گمراہوں سے نہیں نکالا، بے شک اللہ انصاف کا پورا کرنے والوں کی کوہستہ رکھتا ہے)۔ عقلی استدلال یہ ہے کہ کافر ہونا مالک بننے کی ہیئت کے خلاف نہیں ہے تو جس طرح کافر کی خرید و فروخت ہر اس کام پر درست ہے اسی طرح اس کی وصیت بھی درست ہوگی۔

بعض شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ متعین ذمی کے لئے وصیت درست ہے، مثلاً یہ کہے کہ میں نے فلاں شخص کے لئے وصیت کی، اگر یہ وہ وصاری کے سے وصیت کرتا ہے یا کہتا ہے کہ میں نے فلاں کافر کے سے وصیت کی تو یہ وصیت درست نہ ہوگی، کیونکہ یہاں اس کے کفر کو وصیت کا اثر کرتا رہا۔ مالکیہ باقی فقہاء (شافعیہ، حنابلہ وغیرہ) کے ساتھ اس پر تو متفق ہیں کہ ذمی کا مسلمان کے لئے وصیت کرنا درست ہے، جہاں تک مسلمان کا ذمی کے لئے وصیت کرنا ہے تو اگر یہ وصیت صدقہ حرمی کے طور پر ہو اس طور پر کہ قریب بہت بڑی ہو اس کے سے ہو تو ذین القاسم اور شہوب اسے جائز قرار دیتے ہیں، اگر اگر صدقہ حرمی میں نہ ہو تو مکروہ ہے، کیونکہ مسلمان کو چھوڑ کر کافر کے لئے وصی مسلمان وصیت کرتا ہے جس کا یہاں ضعیف ہو۔

حنبل سے صراحت کی ہے (جیسا کہ خطاوی نے امداد اختیار پر اپنے حاشیہ میں درج کر کے حضرات نے لکھا ہے) کہ کافر کا مال سے مذہب کے کافر کے سے وصیت کرنا جائز ہے میراث پر قیاس کرتے ہوئے، کیونکہ پورا عام کفر یک ملت ہے<sup>(۲)</sup>۔

(۱) سورہ بقرہ ۱۷۸۔

(۲) الطحاوی ۳۳۶، بدیع الصنائع ۲/۳۳۵، الدسولی علی اشرح الکبیر ۲/۳۶۱، منہاج السنۃ ۲/۳۸۸، کتاب الفتن ۲/۲۹۱۔



## اختلاف دین ۱۳، اختلاف مطالع

حالت میں اشتہار پر داری کرنے، لے کو اثر مہر شہ کی وجہ سے تعزیر کی جائے گی۔  
 حمید بن اسلوب اور ابن ابی بکر نے اس شخص کے بارے میں اختلاف کیا ہے جس نے ایسی عورتوں پر زنا کا الزام دیا جس کے مسلمان بچے ہیں، ان دونوں حضرات نے فرمایا: اس پر حد جاری کی جائے گی<sup>(۱)</sup>۔

## اختلاف مطالع

یعنی ”مطالع“۔



قائد سب یک ہو، لہذا شرکت معاوضہ مسلمانوں کے درمیان اور وہ عیسائیوں کے درمیان درست ہوتی، ایک مسلمان اور ایک عیسائی کے درمیان شرکت معاوضہ درست نہیں ہوتی، کیونکہ شرکت معاوضہ کی ایک شرط ٹریکیں کے درمیان تعارف میں برابری ہے ”یونکہ کافر نے شرکت بیا سوزید تو مسلمان اس کفر کے کیکل کی حیثیت سے اس کو سچ نہیں سنتا لہذا تعارف میں برابری کی شرط ذات ہو جائے گی“ امام ابو یوسف نے سے درست کے ساتھ خارج قرار دیا ہے، درست کی صحت یہ بیان کی ہے کہ کفر کو خارج معاملات کی رہنمائی حاصل نہیں ہے، لہذا لگ لگ مذہب رکھنے والے عیسائیوں کے درمیان شرکت معاوضہ حنفیہ کے نزدیک درست ہے، مثلاً، ایک یہودی اور ایک نصرانی کے درمیان شرکت عتاق مسلمان اور کافر کے درمیان بھی درست ہے، بدائع میں ہے کہ مسلمان اور کافر کے درمیان شرکت مضار پہ بھی درست ہے، حنفیہ کے شرکت و ہود اور شرکت اہل میں اختلاف دین کے مسئلہ پر بحث نہیں کی ہے<sup>(۱)</sup>۔

### ک- حد قذف:

۱۳- دینی سے کسی مسلمان مرد یا عورت پر زنا کا الزام عام یا قذف کی شرطیں مکمل ہونے کی صورت میں، قذف کی حد قذف لازم ہے، اس پر فقہی مذاہب کا اتفاق ہے۔

اگر مسلمان مرد یا عورت نے کسی یا غیرہ کی کفر پر زنا کا الزام عائد کیا تو مسلمان مرد اور عورت پر بالاتفاق حد قذف جاری نہیں ہوگی، اس لئے کہ جس پر زنا کا الزام عائد کیا گیا ہے اس کا شخص ہونا حد قائم کرنے کے لئے شرط ہے، اور احصاء کی شرط اسلام ہے، اس

(۱) بدائع الصنائع ج ۲ ص ۳۰۷، الفروع ج ۱ ص ۱۶۸، اہل بیت ص ۲۷۷، مجمع ج ۲ ص ۱۰۲، انہی ص ۲۰۲۔

(۲) الدرر وحاشیہ ابن عابدین ج ۳ ص ۳۳۷، الفروع ج ۳ ص ۳۱۳، بدائع ص ۱۶۸، اہل بیت ص ۲۷۷، کفایۃ الطالب الربانی بحاشیہ العروسی ج ۲ ص ۱۶۲، طبع مصطفیٰ لکھنؤ ص ۱۳۵، بہارہ النکاح ص ۵۸۵، انہی ص ۱۰۹۔

## اختلال ۱-۲

پیدا ہو جانا، ”اختلال ضبط“، روہی کے ضبط روہیت میں حمل ہو جانا، یہ اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی روایتیں ثقہ راویوں کے خلاف ہوں<sup>(۱)</sup>۔

معلقۃ الفاظ:

۲- الف- اختلال: یہ اس کا فعل ہے جب وہ کچھ حمل و قی کرے، ”اختلال“ ”اختلال“ کا منہ وٹ ہے عہدہ رتقہ میں خراب کا مفہوم ان دونوں کو پورا نہ کرنا ہے<sup>(۲)</sup>، نظام عام یا آداب میں اختلال کا معنی ان دونوں کی مخالفت کرنا ہے<sup>(۳)</sup>۔

ب- فساد و بطلان: اختلال فساد و بطلان سے عام ہے، کیونکہ اس میں ”اختلال عبادت“ اور ”اختلال عقد“ کے علاوہ وہ صورت بھی داخل ہے جب بعض تکمیلی اعمال نہ پائے جانے کی وجہ سے عبادت یا عقد باطل یا ناقص ہو جائے ہو لیکن اس میں کچھ کمی رو جائے، مثلاً مار کے تعلق سے ہول سردار نہ نجات نہ کرنا، حتیٰ کا منی میں رات نہ گزارنا، بیچ میں کسی کو کوہ نہ ہٹانا، یا کوئی بھی ایسا عمل کرنا جس سے عبادت یا تصرف کا کمال طور پر انجام پانا متاثر ہو جائے، مثلاً دران مار مسمومی حرمت، جمعہ کی اذان کے بعد کوئی چیز نہ دھت کرنا ان لوگوں کے ر ایک جو جمعہ کی اذان کے بعد کی غنی بیچ کو باطل میں قرار دیتے، یہ چیزیں نہ مسا کا قناشا کرتی ہیں، نہ بطلان کا، نہ کی وجہ سے عبادت یا تصرف و اور دھت سے خارج نہیں ہوتے ہیں کچھ مہل منقہ ہو جاتا ہے۔

(۱) شرح مسلم اشعوت ۱/۳۷۱، الخلوخ علی الخرج ۱/۱۶۸ طبع مسیح، مقدمہ ان اصلاح تحقیق المدکورہ، الخرج ۲/۲۳ ص ۵۶، ۵۵۔

(۲) المرجع فی لغت۔

(۳) مجلة الاحکام الفقہیۃ ۱۰۸ (۳۸۸)۔

## اختلال

تعریف:

۱- ”اختلال“ لغت میں ”احتلی“ کا مصدر ہے اس کی اصل خلل ہے ( )، خلل کا معنی رائے اور معاملہ میں فساد اور کمزوری ہے، تو اس میں کوئی جگہ چھوڑ دی گئی ہے منہ وٹ نہیں کی گئی ہے۔

اختلال یہ تو مسمی ہوتا ہے یا معنوی، جسی اختلال کی مثال، یور اور مدت میں کمزوری اور خلل رو جانا۔ معنوی اختلال فقر و محابست مندی کے مفہوم میں ہے<sup>(۴)</sup>۔

فقہاء کی اصطلاح میں اختلال مذکورہ لغوی معنی سے مختلف نہیں ہے، کیونکہ فقہاء کے یہاں بھی اختلال کا، استمال ”کسی چیز یا معاملہ میں کمزوری اور نقص پیدا ہو جائے“ کے معنی میں ہوتا ہے، مثلاً ”اختلال عقل“ عقل میں یہ نقص ہو جانا جس کی وجہ سے انسان کبھی عقلمندوں کی طرح بات کرتا ہے اور کبھی پاگلوں کی طرح، ”اختلال عبادت“ یا ”اختلال عقد“ کسی شرط یا رکن کے مفقود ہونے یا ان دونوں کے ناسد ہو جانے کی وجہ سے عبادت یا عقد میں خلل پیدا ہو جانا، ”اختلال رضا“، اس کی وجہ سے یا ایجاب قبل الگ الگ مجلسوں میں ہو سکتی ہے اور وجہ سے شد کے اندر رضا مندی میں خلل

( ) اصطلاح میں ہے کہ اس کی لغوی بنیاد یہ ہے کہ عقل ”سرک“ کو عقل“ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ صبر (انگوٹھا) جب ”خلل“ ”سرک“ بن جاتا ہے تو اس کی مناس میں خلل پیدا ہو جاتا ہے۔

(۴) لسان العرب۔

## اختال ۳-۵

جمالی حکم:

فقہاء بہت سے مقامات پر اختال سے بحث کرتے ہیں، چند نمایاں مقامات یہ ہیں:

۳- غف - شاطی وغیرہ نے شایف ثریعہ (ثریعی احکام) کی تیس قسمیں کی ہیں: ضروریات، حاجیات، نیایات (یا تمیلیات)، پھر شاطی نے اس سلسلے میں پانچ قواعد بنائے ہیں کہ ان میں سے ایک میں اختال کا اثر دہری قسموں پر (یون سے مربوط ہیں) یا پڑتا ہے؟ وہ پانچ قواعد یہ ہیں:

- ۱- احکام ضروریہ، احکام حاجیہ، احکام تمیلیہ کی اصل ہیں۔
  - ۲- احکام ضروریہ میں اختال سے باقی، دہری قسموں کے احکام میں مطلقاً اختال پیدا ہوتا ہے۔
  - ۳- احکام حاجیہ، احکام تمیلیہ میں اختال سے احکام ضروریہ میں اختال پیدا ہوا لازم نہیں آتا۔
  - ۴- کبھی کبھی احکام تحسیدیہ یا احکام حاجیہ میں مطلقاً اختال سے کسی نہ کسی درجہ میں احکام ضروریہ میں اختال لازم آتا ہے۔
  - ۵- احکام ضروریہ، حاجیہ، تمیلیہ سب کی پابندی مناسب ہوتا ہے۔
- پھر شاطی نے اس کی وضاحت میں تفصیلی حکام یا ہے، لہذا جو چاہے ”موافقات“ کا مطالعہ کرے<sup>(۱)</sup>۔

ب- عبادت میں اختال:

۴- عبادت میں خلل یا تو اس کی شرط یا رکن یا موجب یا تحب کو ترک کرے سے پیدا ہوتا ہے، یا عبادت کے ممنوعات یا منکرات میں سے کسی ایک کے ارتکاب کرنے سے پیدا ہوتا ہے، پھر یہ ترک یا

ارتکاب، اسے ہوتا ہے یا ملطی سے ہوتا ہے یا صوں سے ہوتا ہے، پھر ان میں سے بعض صورتوں میں عبادت باطل یا فاسد ہو جاتی ہے، اور کبھی کبھی چھوڑی ہوئی چیز کی جاتی ہے جو دوسو یا نہ یہ یا قضا وغیرہ سے ہو جاتی ہے، ان سب کی تفصیل اس کے مقامات میں مل جائے گی (دیکھئے: اندراک، تناہا، ہونہ، یونہ، وغیرہ)۔

ج- عقد میں اختال:

۵- عقد میں اختال اگر اس طرح ہوا کہ عقد کے رکن میں کوئی خلل در آیا تو عقد کے اختال میں مانع ہو جائے گا، لہذا بے ثمر ہو جائے گا، بھون کی ثریہ ضرورت باطل ہے، اگر عقد کے رکن میں کوئی خلل نہ ہو بلکہ اس کے بعض خارجی اوصاف میں خلل ہو، مثلاً بیع مجہول ہو، یا شمن کے اوصاف میں خلل ہو تو اس سے عقد باطل نہیں ہوتا بلکہ کبھی کبھی فاسد ہو جاتا ہے، یہ خفیہ کا مسلک ہے<sup>(۱)</sup>۔

کبھی کبھی عقد کی صحیفہ میں خلل واقع ہو جاتا ہے، کیونکہ عقد کے بعد ایسی کوئی نئی صورت حال رونما ہو جاتی ہے جس کی موجودگی میں عقد کی عمل طور پر اسی طرح صحیفہ جس طرح عقد ہوا تھا ممکن نہیں رہ جاتی، مثلاً بیع کا کچھ حصہ ہلاک ہو جانے یا اس پر کسی کا اتحقاق ثابت ہو جانے کی وجہ سے معاملہ کھڑ گیا، ایسی صورت میں دوسرے طریق کی رضامندی متاثر ہو جاتی ہے، لہذا سے خیار حاصل ہوگا۔

اسی طرح کبھی کبھی عاقدین میں سے کسی ایک کی رضامندی بیع یا عین شمن میں عیب پائے جانے کی وجہ سے متاثر ہو جاتی ہے تو اس کی رضامندی کے لئے خیار ثابت ہوتا ہے، کاسانی فرماتے ہیں: بیع کا عیب سے محفوظ بنانا چونکہ شرط یا رکن وغیرہ ہے، اس سے بیعت میں پائی گئی اس لئے شرط یا رضامندی میں خلل پیدا ہو گیا، اس کے نتیجے میں سے

(۱) مجلۃ الاحکام فقہیہ، شریعت، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳

## اختیار ۱-۳

خیار حاصل ہوگا، چونکہ رضا مندی بیع کی صحت کے لئے شرط ہے،  
رثاء ربائی ہے: ”يَا أَيُّهَا الْمَدِينُ امْشُوا وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ  
بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا مِجَارَه عَنْ مَوَاصِلِكُمْ“ (۱) اے  
مدین! لو! پس میں ایک دوسرے کا مال مباح طور پر نہ کھاؤ، اس  
لئے کہ کوئی تجارت باہمی رضا مندی سے ہو۔

رضا مندی کا نہ ہونا صحت بیع میں مانع ہے، اور رضا مندی میں  
خس پیدا ہونے سے خیار حاصل ہوگا تاکہ حکم دلیل کے بقدر ثابت  
ہو (۲)۔

اس کی تفصیل کے لئے ”خیار“ کی اصطلاح کا مطالعہ کیا جائے۔

## اختیار

تعریف:

۱- لغت میں اختیار ایک چیز کو دوسری چیز میں پر فضیلت دینے کا نام  
ہے (۱)، اور اصطلاح میں اختیار کی حقیقت ہے: ”یہ امر کا قصد کرنا  
جس کا، جو، اور عدم، دونوں ضمن ہو، اس طور پر فاعل کی قدرت کے  
تحت ہو کہ وہ جو، اور عدم میں سے کسی ایک پر وہ کو دوسرے پر  
بیع دے سکتا ہو“ (۲)۔

متعلقہ الفاظ:

الف- خیار:

۲- خیار ایک حق ہے جو شارع کے دینے سے ملتا ہے، مثلاً خیار  
بلوغ، یا عقد کرنے والے کے دینے سے ملتا ہے، مثلاً خیار شرط،  
اختیار، اختیار کے، زمین عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، خیار کے  
بعد اختیار پایا جاتا ہے لیکن یہ اختیار خیار پر مبنی نہیں ہوتا۔

ب- ارادہ:

۳- لغت میں ارادہ مشیت کو کہتے ہیں، ”فقہاء کے استعمال میں  
ارادہ قصد کو کہتے ہیں“ (۳) یعنی کسی فعل کا عزم کرنا دوسری طرف



(۱) القاموس المحیط، متن اللغة، کشف اصطلاحات الفہم، ص ۱۰۵ (حیدر)۔  
(۲) کشف الاستر، ص ۱۵۰۳ طبع مکتب المصنف، ۱۳۰۷ھ۔  
(۳) المعجم، ص ۱۳۳ طبع انتقادی، البحر الرائق، ص ۲۲۳ جامعہ لکھنؤ، ص ۲۵۔

(۱) سرمد، ص ۳۹۶۔  
(۲) بدیع المصنف، ص ۲۷۳۔

## اختیار ۳-۷

مکلف ہو اور اپنے ارادہ میں مستقل ہو، یعنی کسی کا اس پر اقتدار نہ ہو، لہذا مکلف ہونے کی کوئی شرط مفقود ہونے کی صورت میں اختیار فاسد ہوگا۔ مثلاً اختیار کرنے والا مجنون ہو یا بے شعور بچہ ہو، اگر اس کا اختیار دوسرے کے اختیار پر مبنی ہو تو بھی اختیار فاسد ہوگا، اگر کسی انسان کو کر دینے کے ذریعہ کسی کام کے کرنے پر مجبور کیا گیا تو اس کام کو کرنے سے نہ ہونے والے کاروائی کی حقیقت کو کو دفع کرنے کا ہونا ہے۔ لہذا اختیار فاسد ہو جائے گا کیونکہ وہ کر دینے والے کے اختیار پر مبنی ہے اور چاہے اختیار بطریقہ معدوم نہیں ہو ہے (۱)۔

### اختیار صحیح اور اختیار فاسد کا نکر و:

۶- جب اختیار صحیح اور اختیار فاسد کے درمیان نکر و ہو تو اثر فعل کی نسبت اختیار صحیح کی طرف سراسر مائل ہو تو اختیار صحیح کو اختیار فاسد پر ترجیح دینا واجب ہے، اور اثر فعل کی نسبت اختیار صحیح کی طرف مائل نہ ہو تو فعل اختیار فاسد کی طرف منسوب رہے گا، جس طرح اقوال پر کر دہ اثر ان اعمال پر اگر لو میں ہوتا ہے جس میں انسان دوسرے کا کہ محض نہیں ہو سکتا مثلاً، کھانا اور دینی وغیرہ (۲)، اس کی تفصیل کا مقام کر دہ کی بحث ہے۔

### اختیار دینے والا:

۷- اختیار یا تو شریعت نے دیا ہو گا یا کسی اور نے، شریعت کے اختیار دینے کی مثال یہ ہے کہ استیفاء کرنے والے شخص کو اسلامی شریعت نے اختیار دیا ہے کہ وہ استیفاء کے لئے پانی کا استعمال کرے یا پتھر وغیرہ کا، اور قسم میں حاث ہونے والے کو کفارہ ادا کرنے میں آیت کریمہ کے

توجہ دینا، چنانچہ فقہ طحاوی نے فرماتے ہیں: "ان اراد به الصلاح وقع طلاقاً، وإن لم يرد به طلاقاً لم يقع طلاقاً" (اگر اس سے طلاق کا ارادہ کیا تو طلاق واقع ہوئی، اور اگر طلاق کا ارادہ نہیں کیا تو طلاق واقع نہیں ہوئی)۔ انی طرح فقہاء حقوق کے بارے میں فرماتے ہیں: "بشرط لصحتها ملاقی الإراداتین" (حقوق کی صحت کے لئے وہ ارادہ میں کاملانہ شرط ہے)۔ فقہاء حنفیہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "بمصال الحالف عن مراده" (قسم کھانے والے سے اس کی مراد پوچھی جائے گی)۔ اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہر اختیار کے لئے ارادہ دہری ہے مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ارادہ میں اختیار ہو۔

### ج- رضا:

۴- صرف حنفیہ اختیار اور رضا میں فرق کرتے ہیں، (حنفیہ کے نقطہ نظر سے) اختیار ایک پہلو کو دوسرے پہلو پر ترجیح دینے کا نام ہے اور رضا ولی انشراح کا نام ہے، عام طور پر ان دونوں میں لازم نہیں ہے (۱) کبھی انسان ایسی چیز کو اختیار کرتا ہے جس کو وہ پسند نہیں کرتا، حنفیہ کے نقطہ نظر سے اختیار اور رضا کا یہ فرق اگر لو کے مسائل میں ظاہر ہوتا ہے، اگر لو غیر ملکی (انجانی مجبور نہ کرنے والا اگر لو) مثلاً قائل برواشت مار اور قید و بند سے رضا مندی ختم ہو جاتی ہے لیکن اختیار ختم نہیں ہوتا ہے، اس کے برخلاف اگر لو ملکی (انجانی مجبور نہ کرنے والا اگر لو) سے رضا مندی ہر اختیار دونوں چیزیں ختم ہو جاتی ہیں (۲)۔

### اختیار کی شرطیں:

۵- اختیار کے صحیح ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اختیار کرنے والا

(۱) طبع المصنف المصنف، ۳۱۵ ص ۱۵۰، طبع ۱۹۷۹ء طبع اول۔

(۲) کشف الاستر، ۳۴۳، ۱۵۰۳۔

(۳) شرح المنار، ۱۰۱، ۱۹۹۱ء۔

(۱) کشف الاستر، ۳۴۳، ۱۵۰۳۔

(۲) کشف الاستر، ۳۴۳، ۱۵۰۳، شرح المنار، ۱۰۱، ۱۹۹۱ء۔

## اختیار ۸-۱۱

مطابق چند کاموں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا جاتا ہے، ثارن کے طور پر کسی دوسری طرف سے اختیار دے جانے کی مثال یہ ہے کہ، وفات کے وقت کا، میں سے ایک نے دوسرے کو اختیار دیا کہ اس کے حصہ کی وہاں بھی خرید لے یا پنا حصہ اس کے ماتحت ہست برے، یا چوری وہاں کی تیسرے شخص کے ماتحت ہست برے۔

اختیار دینے کا ایک صاحب حق ہوتا ہے یا جو شرعاً اس کا مال ہوتا ہے، مثلاً، اللہ تعالیٰ اس موضوع پر تفصیلی ”نگو“ تحریر کی اصطلاح میں ہے۔

### اختیار کا محل:

۸- الب - حقوق کی، قسمیں میں: حقوق اللہ (اللہ کے حقوق) اور حقوق العباد (بندوں کے حقوق) جن چیزوں کا مطلق اللہ کے حقوق سے ہے خواہ وہ واجب معین کے قبیل سے ہوں مثلاً نماز، یا خیرات کے قبیل سے مثلاً زکوٰۃ، ان میں مکلف ہونے کی جست سے بندے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

ہاں جن چیزوں کا مطلق حقوق العباد سے ہے مثلاً، عین، مہر، عیب کی وجہ سے سامان، پس کرنا، شفعہ کی بنیاد پر کسی چیز کو حاصل کرنا، اس طرح کی چیزیں، ان میں بندے کو اختیار ہے، شامی فرماتے ہیں: ”حقوق اللہ میں مکلف کو کسی حال میں کوئی اختیار نہیں، بندہ کا ہو یا حق ہو اس میں سے اختیار حاصل ہے“ (۱) یہ اختیار بھی اسے اللہ تعالیٰ کے، یہ سے حاصل ہوا ہے اس شور پر نہیں کہ اسے ارتداد اختیار حاصل ہو (۲)۔

ب اختیار کا محل بھی وہاں چیزیں ہوتی ہیں، اس حالت میں

اختیار کرنے والا ان میں سے کسی ایک کو اختیار کرتا ہے۔  
کبھی اختیار کا محل، حرام چیزیں ہوتی ہیں، یہی صورت میں اگر کسی شخص کو اس میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا تو اس کے لئے لازم ہے کہ اس باتوں میں سے جو کم ضرر رساں ہو سے اختیار کرے، چونکہ وہ زیادہ ضرر دے لے سے تنے کے سے کم ضرر دے لے کا ارتباب کر رہا ہے (۱)۔

کبھی اختیار کا محل، وہی چیزیں ہوتی ہیں جن میں سے ایک حلال ہے اور دوسری حرام، ایسی حالت میں حرام چیز کو اختیار کرنا درست نہیں ہے۔

ثواب اور عذاب ملنے کے لئے اختیار کی شرط:

۹- آیت میں ثواب اور عذاب مرتب ہونے کے لئے اختیار شرط ہے، اسی طرح دنیا میں فعل پر سزا مرتب ہونے کے لئے بھی اختیار شرط ہے، ان بحثوں کی جگہ ”اکراہ“ کی اصطلاح ہے۔

اختیار کے شروع ہونے کی حکمت:

۱۰- بندوں کے مصالح کو پورا کرنا شریعت اسلامی کا ایک مقصد ہے، اختیار کی شریعت بھی بندوں کے مصالح کو پورا کرنے کے لئے ہوتی ہے، یہ مصلحت کبھی اختیار کرنے، لے کی پٹی یا کسی دوسری افراد کی ہوتی ہے جب کہ اختیار کا محل ہی تک محدود ہوتا ہے، دوسری مصلحت جس کا جو اختیار میں نہ دے جاتی ہوتی ہے۔

بحث کے مقامات:

۱۱- اختیار کرنے والے کا یہ اختیار کہ وہ پانی کا استعمال کرے یا کسی

(۱) الاشارة لطاوع ابن کیم مع حاشیہ لقوی، ۱/۲۱۱، الاشارة لطاوع ابن کیم، ۱/۲۱۱  
طبع المہاجر للنشر۔

(۲) المرافعات، ۲/۲۸۵، المرافعات۔

(۳) المرافعات، ۲/۲۸۸۔

## اختیار ۱۱

اور مکہ طہیر کا، اس کا ذکر فقہاء نے کتاب الطہارۃ کے باب الاستنجاء میں کیا ہے۔

منفرد کا یہ اختیار رک وہ جمعی نمازوں میں زمر سے قرائت کرے یا نہ کرے، اس کا ذکر فقہاء نے کتاب الصلاۃ میں کیا ہے۔

جس شخص کو وہ نمازوں کو جمع کرنے یا نہ کرنے کے سلسلے میں رخصت دی گئی ہے اس کے اختیار کا ذکر فقہاء نے کتاب الصلاۃ (باب صدۃ المسافر) میں کیا ہے۔

جس نے نماز میں سجدہ کی آیت پر بھی اس کا یہ اختیار رک وہ فوراً سجدہ کرے یا کچھ دیر کے بعد کرے، اس کا ذکر فقہاء نے کتاب الصلاۃ (باب سجود الجلاۃ) میں کیا ہے۔

حاجی کا یہ اختیار رک وہ حج کرے یا حج تمتع یا حج قرآن، سر موڑنے کی صورت میں اس کا یہ یہ مزمیں کی طرف میں یا نہ کرے یا صدقہ کی طرف میں یا قربانی کی طرف میں یہ حاجی کا یہ اختیار رک وہ بال مند و سر حرام ختم کرے یا بدل دے، کریم سے وہ نیکل آئے یا تیسرے دن آئے، ان سب کا ذکر فقہاء نے کتاب الحج میں کیا ہے۔

مس کی زکوٰۃ میں بعض فقہاء کے نزدیک زکوٰۃ دینے والے کا یہ اختیار رک کہ وہ مظلوم عمر کا جانور نہ پائے تو اس سے کم عمر کا جانور دے دے، وہ مالوں کی قیمت کا فرق جو جس درجہ میں دے دے، یا مظلوم عمر سے زیادہ عمر کا جانور دے دے، یا فرق لے لے، اس کا ذکر فقہاء نے کتاب الزکوٰۃ میں کیا ہے۔

بعض فقہاء کے نزدیک مسافر کا یہ اختیار رک وہ درود رکھے یا درود توڑے، اس کا ذکر فقہاء نے کتاب الصیام میں کیا ہے۔

تقسیم میں حاث ہوے یا لے کا یہ اختیار رک کفار و منکافرا یا بادی "ز" کرے یا کپڑ پہنائے یا کھانا کھلائے، اس کا ذکر فقہاء نے کتاب الایمان میں کیا ہے۔

طاق رجبی میں شوم کا یہ اختیار رک وہ اپنی بیوی سے رجوع کر لے یا اس کی طاق بائیں ہونے دے، رجب بیوی کو طاق و نفع کرنے اور نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہو اس کے اختیار کا ذکر فقہاء نے کتاب الطلاق میں کیا ہے۔

بعض فقہاء کے نزدیک نابالغ بچہ کا یہ اختیار رک مدت حضنت پوری ہونے پر والدین میں سے کسی ایک کے یہاں رہے اس کی مدت کتب فقہ کی کتاب الاصلۃ میں ہے۔

صاحب حق کا یہ اختیار رک وہ اہل سے مطالبہ کرے یا وکیل سے یا سیدوں میں سے کسی سے بھی مطالبہ کرے، اس کا ذکر فقہاء نے کتاب الوکالۃ و کتاب الفلکاء میں کیا ہے۔

نابالغ ثانی شدہ عورت کا یہ اختیار رک وہ بالغ ہونے پر نکاح بتر کر دے یا خلع کر دے، اس کا یہ کتب فقہ میں خیر حث کی بحث میں ملتا ہے۔

ثانی شدہ باندی کا یہ اختیار رک آزاد ہونے پر نکاح بتر کر کے یا خلع کر دے، اس کا ذکر کتب فقہ میں خیر حث کے عنوان سے ہوتا ہے۔ حق میں عیب پائے جانے یا سو کے بکھر جانے (تفرق مطلقہ) وغیرہ کی وجہ سے شریہ ارکونی کو باقی رکھنے یا ختم کرنے کے اختیار کا ذکر کتاب البیعت میں ہوتا ہے۔

صاحب حق شمعہ کا یہ اختیار رک وہ شمعہ کی بنا پر فرحت کر دے یا نہ کر دے مکان کو لے لے یا چھوڑ دے، اس کا یہ ان کتب فقہ کی کتاب الفلکاء میں ہوتا ہے۔

بہرہ حاکمیت فتح کی گئی زمینوں کے بارے میں امام کا یہ اختیار رک انہیں تقسیم کر دے یا وقف کر دے، اس کا ذکر فقہاء نے کتاب عہد کے باب اہتمام میں کیا ہے، جہاد کے موقع پر امام کا یہ اختیار رک "مال خیمت کی تقسیم میں کسی کے لئے اضافہ" کا عدل کرے یا نہ

## اختیال ۱-۲

کرے، یہ بھی اسی باب میں مذکور ہے۔

عام کا یہ اختیار کہ شمس سے مصالحت کرے یا نہ کرے، اس کا  
فرض بھی فقہاء کے یہاں کتاب مجہد میں ہوتا ہے۔

تغزیر کے بارے میں تاضی کا یہ اختیار کہ وہ کوئی ایسی چیز سے  
جو حرام سے روکنے والی ہو، اس کا بیان کتب فقہ کے باب الوہر میں  
ہوتا ہے۔

## اختیال

تعریف:

۱- اختیال لغت میں کبر کے معنی میں ہوتا ہے، اسی طرح عجب  
(جو پسندی) کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔  
اختیال کا اصطلاحی معنی بھی اس، دونوں لغوی استعمالات سے مختلف  
نہیں ہے۔

متعلقہ الفاظ:

الف - کبر:

۲- یہ بات معلوم ہے کہ کبر کی دو قسمیں ہیں: کبر باطنی اور کبر  
ظاہری۔ کبر باطنی نفس انسانی کی ایک صفت ہے، اور کبر ظاہری انسان  
کے ظاہری اعضاء سے صادر ہونے والے کچھ اعمال ہیں، کبر کا لفظ  
باطنی صفت کے لئے بولا جاتا زیادہ مناسب ہے، اعمال تو اس صفت  
کے ثمرات ہیں۔

کبر کی صفت کچھ اعمال کا تقاضا کرتی ہے، جب عشاء پر ان  
اعمال کا شعور ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے: "تکبر فلاں" (فدا نے تکبر  
کیا)، اور جب اعضاء پر ان اعمال کا ظہور نہ ہو تو کہا جاتا ہے: "ظہر  
نفسہ کبر" (اس کے نفس میں کبر ہے)، لہذا اصل کبر نفس کی  
صفت ہے، وہ صفت یہ ہے کہ اپنے کو دوسرے شخص سے بلند سمجھنے کی  
طرف مائل ہو، اس میں راحت محسوس کرے۔





### اختیال ۳-۵

میں اپنے کو اچھا سمجھنے لگے، شکر کی توفیق کم ہو جانے، جو چیز دوسرے کی طرف سے ہے اسے بھی اپنی طرف منسوب کرنے لگے۔<sup>(۱)</sup>

ج۔ مختصر:

۴۔ تختہ ایک خاص قسم کی چال کا نام ہے، یہ متکبر خود پسند شخص کی چال ہے، تختہ ٹاک کرنے والی قاتل میں سے ہے، چونکہ یہ عجب (خود پسندی) اور کبر کا ایک مظہر ہے۔

۵۔ اس تشابہ الفاظ کا فرق یہ ہے کہ کبر منہ مات اور ارجمہ سے ہوتا ہے اور عجب مغیبت سے ہوتا ہے، مثلاً آپ کو عظیم سمجھتا ہے اور خود پسند آپ کو فضل کو دیا، دیکھتا ہے<sup>(۲)</sup>۔

کبر کے لئے مثلاً علیہ (کوئی دوسرا شخص جس سے انسان اپنے کو بڑا سمجھے) کا ہونا ضروری ہے، چونکہ اس کے حیرت کبر کا متعلق ہی نہیں ہوگا، لیکن عجب کے لئے ایسے شخص کا ہونا ضروری نہیں، چونکہ عجب ایک نفسیاتی صفت ہے، کبھی انسان اپنے پاس یا دوسرے میں کم و بیش سے خود پسند ہوتا ہے۔ اے۔ اسی طرح کبھی اسباب کبر، مثلاً علم، عمل، نسب، جمال، مال وغیرہ کی وجہ سے انسان میں عجب پیدا ہوتا ہے، اور کبھی اسباب کبر کے بغیر بھی عجب پیدا ہوتا ہے، مثلاً اپنی غلط رائے کی وجہ سے عجب، جس رائے کو اپنی جہالت کی وجہ سے وہ بہت اچھا سمجھتا ہے<sup>(۳)</sup>۔

اختیال کبر کا ایک مظہر ہے خواہ وہ چال میں ہو یا سواری میں یا لباس میں یا عمارت میں<sup>(۴)</sup>۔

کبھی کبھی خود پسندی کا مظہر خود انسان ہو سکتا ہے، چونکہ عجب

اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کبر ”متکبر علیہ“ (دوسرے شخص جس سے انسان اپنے کو بڑا سمجھے) کا تقاضا کرتا ہے، اس لئے کہ متکبر کا وہ یہ کسی دوسرے شخص ہی کے ساتھ اپنایا جاتا ہے جس سے آپ کو صفات مال میں بند رہے، جب انسان متکبر ہوگا، متکبر ہونے کے لئے تقاضا ہی نہیں کہ وہ اپنے آپ کو عظیم سمجھے، چونکہ کبھی کبھی انسان اپنے آپ کو عظیم سمجھتا ہے، مگر وہ اس کو اپنے سے دیا، دیا اپنے بڑے عظیم سمجھتا ہے تو وہ دوسرے میں پرتکبر رہنے والا نہیں ہوا، اسی طرح دوسرے کو حقیر سمجھنا بھی تکبر کے لئے کافی نہیں ہے، چونکہ اگر وہ اس کے ساتھ دوسروں کو اپنی طرح سمجھتا ہو تو خیر نہیں ہوا، بلکہ تکبر کے لئے ضروری ہے کہ اپنا ایک مرتبہ سمجھے اور دوسرے شخص کا ایک دوسرا مرتبہ، پھر پھر مرتبہ دوسرے کے مرتبہ سے بلند سمجھے، وہ تینوں خیالات کے پائے جانے پر اس میں کبر کی صفت پائی جاتی ہے، بلکہ اگر یہ فکر و خیال اس پر مسلط ہو جاتا ہے، اپنے دل میں اپنے کو دیکھو سمجھو لگتا ہے افرات و ہتہ، محسوس کرتا ہے ”میں“، چاہے اپنے کو ملند سمجھو لگتا ہے، تو یہی احساس برتری اور اہتر از کبر کی صفت ہے<sup>(۱)</sup>۔

ب۔ عجیب:

۳۔ لغت میں عجب خود پسندی کو کہتے ہیں، کہا جاتا ہے: ”و حال معجب“ (چنانچہ ہر کام کو پسند کرنے والا شخص، خواہ اچھا کام ہو یا بُرا)<sup>(۲)</sup>۔

معاذ کے نزدیک عجب کی اصل اپنے نفس کی تعریف کرنا اور صفت کو بھول جانا ہے کہ انسان اپنے نفس اور انحال کو دیکھنے لگے، یہ بات بھول جائے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا احسان و انعام ہے، اس کے نتیجے

(۱) المدخل لابن الحاج ۳۴۳ھ۔

(۲) ابوبکر بن ابی شیبہ، اللغۃ الکبیر، ۱۸۲ھ۔

(۳) احیاء علوم الدین ۱۱/۲۲۲۔

(۴) حوالہ بالا۔

(۱) حیا و علم، ابن عربی، ۱۸/۱۹۰۔

(۲) معجم العرب لابن منظور ۵/۵۸۳۔

## اختیال ۶-۷

تیز چلنے سے متوجہ کی رہنمائی ہو جاتی ہے، اور نہ اس طرح تیز چلے دیا جتنا کہ اپنے کو مزہ دے، جو بھل چاہے، اور نہ اس طرح زمین پر رینگ رہا ہے۔

ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے رفتار میں میاندروی کا حکم دیا ہے، رشادِ ربانی ہے: ”وَالْفَصْلُ فِي مَشْيِكَ“ (پہلی چوٹی میں میاندروی اختیار کر)۔ ان طرح اللہ تعالیٰ نے اس لوگوں کی تعریف کی ہے جو رفتار میں میاندروی اختیار کرتے ہیں اور حد اعتدال سے گزریں نہ جیتے، ارشادِ باری ہے: ”وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا“ (۲) (”اور حد اے) رحماں کے (خاص) بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب ان سے خطاب ہو لے لوگ بہت چیت کرتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں سلام“۔

ان میں سے جب انسان حد اعتدال و میاندروی سے تجاوز کرتا ہے تو مدام جارحانہ یعنی اختیال میں مبتلا ہو جاتا ہے (۳)۔

آر کر چلنے کی حرمت اور اس کے گناہ کبیرہ ہونے کی اصل دلیل یہ آیت ہے: ”وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا“ کُلُّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا“ (۴) (اور زمین پر اتر کر نہ چلا، تو نہ زمین کو پیڑ ستا ہے اور نہ پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکتا ہے، یہ سارے برے کام تیرے پر مکرہ و ناپسند ہیں)۔

اس آیت کریمہ میں جس ”مرح“ سے منع کیا گیا ہے اس سے

کے سبب میں سے جہل، ہل، باس بھی ہیں، سواری اور چال بھی جہاں ”رذیت“ میں سے ہیں، غصہ و کد و کج ایک نفسیاتی مرض ہے جو پے ٹھہر کے سے کار کا محتاج ہوتا ہے، اس لئے کج (خو، ہندی) کبھی چال یا لباس میں اتراہٹ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

تجربہ کبیر، کج اور اختیال کا ایک مظہر ہے، وہ چال کے ساتھ مخصوص ہے، کہا جاتا ہے: ”فَلَا يَمْشِي الْبَخِيلُ“ (فلاں شخص اچھی چال چل رہا ہے)، اس اخلاق والوں میں لازماً فقر و رتبہ ہوتا ہے، ماز و مدرزہ الا شخص اتر کر چلتا ہے۔

## اختیال کا شرعی حکم:

۶- اختیال میں اصل یہ ہے کہ وہ حرام ہے اور گناہ کبیرہ دہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے اختیال سے منع فرمایا ہے، اختیال کے ہر مظہر کی حرمت کی دلیل اس کے بیان میں آئے گی۔

اختیال کے مظاہر بہت سے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں: چلنے اور سواری میں اختیال، لباس میں اختیال، مکان میں اختیال۔

## نہ- چلنے میں اختیال:

۷- چلنے میں اختیال یہ ہے کہ انسان رفتار میں میاندروی و اعتدالی حد کو پار کر جائے، رفتار میں میاندروی یہ ہے کہ انسان نہ بہت تیز چلے، نہ بہت سست، اس کا حاصل یہ ہے کہ انسان نہ اپنی چال میں بہت سرعت کرے۔ چلوں کی طرح کوہ کر چلے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”سُرْعَةُ الْمَشْيِ تَهْطِبُ بِهَاءِ الْمُؤْمِنِ“ (۱) (بہت

فرمایا ہے: ”یہ حد سے حد درجہ مکر ہے“ (فیض القدیر ۳/ ۱۰۳)۔

(۱) سورہ لقمان ۱۸۔

(۲) سورہ لقمان ۳۳۔

(۳) تفسیر القرطبی ۷/ ۲۶۱۔

(۴) سورہ مائدہ ۷۷۔

(۱) حدیث: ”سُرْعَةُ الْمَشْيِ تَهْطِبُ بِهَاءِ الْمُؤْمِنِ“ کی روایت مجموعہ صیۃ الاولیاء میں حضرت ابو ہریرہؓ سے کی ہے، صاحب میزان الاعتدال نے

## اختیال ۸-۹

اس کا کوئی (جائز) حرکت موجود نہیں ہوتا<sup>(۱)</sup>۔ اس سلسلے میں اصل قصہ وارد ہے۔

باس میں حد احتمال یہ ہے کہ لباس نہاس کے بارے میں رو شدہ آراء صحیح کی تباہ کرے۔ اس کے باب میں جن چیزوں سے روکا گیا ہے ان سے احتیاط کرے۔ اس میں عرف کا بہت دخل ہے جب تک کہ شریعت اس عرف کو مسترد نہ کرے۔

”ادواسب“ میں ہے: جو کچھ دین، (فخر و تکر) کے طور پر ہو جس کی حرمت میں کوئی شک نہیں ہے، ”جو کچھ طور عامت ہو وہ حرام نہیں جب تک کہ یہ عادت کچھ نہ تھینے ہوئے چنے تک نہ پہنچ جائے جس کی ممانعت آتی ہے، کاغذی میاض نے علماء سے نقل کیا ہے کہ پہننے والے کے طبقہ میں جس لباس کا رواج ہے اس سے زیادہ لمبا دراز میل (احلا لباس پہننا مکروہ ہے)<sup>(۲)</sup>۔

کون سا لباس زینت جائز ہے اور وہ کبر کے دائرہ میں نہیں آتا؟

۹- آرائش کے لئے خوبصورت کپڑوں کا استعمال اصلاً مباح ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّبَا“<sup>(۳)</sup> (پس کہے: اللہ کی زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لئے بنائی ہے اس نے حرام نہ کیا ہے اور کھانے کی پاکیزہ چیزوں کو)۔ یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

(۱) لباس میں اختیال کو جائز کرنے والے عمرات میں سے ایک جگہ کا حرکت ہے دھر حرکت یہ ہے کہ صرف اللہ کی نعمت کے اظہار کے لئے القیامیں جیسا کہ آئندہ آئے گا۔

(۲) شرح ابن کثیر علی سوطا مالک ۲/۲۷۳۔

(۳) سورہ اعراف ۳۲۔

مرکز رکھنا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے، مرکز چلنے سے منع فرمایا ہے اور توضع کا حکم دیا ہے، علماء نے اس آیت سے اختیال کی مذمت پر استدلال کیا ہے، طریقہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ”مرح“ سے منع کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ یہ نہ مانا جائے کہ کام ہے۔ ارشاد: ”مَنْ دَسَّكَ كَانَ سِنَةً عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا“۔ اس سے اختیال کا حرام ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح زنا، قتل اور تمام بڑے مائبوں کے ساتھ اس کا ذکر اس بات پر ملامت رہتا ہے کہ اختیال بھی ان ہی بڑے گناہوں میں سے ہے<sup>(۱)</sup>۔

”مرح“ کا ایک معنی تلخ کرنا اور نساہت اپنی حد سے آگے بڑھنا ہے، یہ بھی مذموم چیز ہے<sup>(۲)</sup>۔

اختیال کے حرام ہونے کی ایک دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے: ”مَنْ نَعَصَمَ فِي نَفْسِهِ، وَاحْتَمَلَ فِي مَشِيَّتِهِ، لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَان“<sup>(۳)</sup> (جو شخص اپنے دل میں اپنے کو برا سمجھے اور مرکز چلے اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوں گے)۔

ب- لباس میں اختیال:

۸- لباس میں اختیال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان لباس کے بارے میں اعتدال اور میانہ روی کی حد سے آگے بڑھتا ہے، حالانکہ

(۱) تفسیر القرطبی ۷/۲۶۱۔

(۲) حوالہ بالا۔

(۳) حدیث: ”مَنْ نَعَصَمَ فِي نَفْسِهِ وَاحْتَمَلَ فِي مَشِيَّتِهِ“ کی روایت امام احمد نے اپنی سند میں اور امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت عمر بن الخطاب سے کی ہے سید علی نے اس کے ضمن ہونے کا اثبات کیا ہے مٹاوی کہتے ہیں یہ حدیث حسن ہے یا اس سے بھی اعلیٰ ہے چنانچہ نے کہا ہے اس حدیث کے روایت صحیح بخاری کے روایت ہیں۔ منذری کہتے ہیں اس کے روایت صحیح بخاری میں مستند کیا گیا ہے (فیض القدیر ۱/۱۰۶)۔

## اختیال ۹

بعثہ علی عبدہ“<sup>(۱)</sup> (بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بند پر دیکھے)۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جب اللہ تعالیٰ بند کو نعمت عطا فرماتا ہے تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے لحاظ سے پڑے جس میں اپنی نعمت کا اثر دیکھے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ثمر یہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب ضرورت مندا سے اچھی دوست میں دیکھیں گے تو اس کے پاس آئیں گے تاکہ وہ اس پر مصدقہ کرے، تیسری بات یہ ہے کہ شراب اور بے ہودہ دوست میں ہونا زبان حال فقر کا اظہار اور است سوال اور زکریا ہے، اسی لئے بعض شعراء نے کہا ہے:

ولسان حال بالشکایة یطلق

(میری زبان حال کو اپنے شکایت ہے)

ایک اور شاعر نے کہا ہے:

و کھاک شاہد مصطری عن معیری<sup>(۲)</sup>۔

(میر انعام میری حقیقت کی غماز ہے)

بہرہ بھی کبھی لباس کے درمیان اپنے کو رستہ نہ کرنا واجب ہوتا ہے جیسے کہ وہ صورت جس میں کسی واجب کو اندر نہ کرنا چاہئے لباس پر موقوف ہو، مثلاً حکام اور ولایت وغیرہ، اس لئے کہ معمولی اور شراب دوست کے ساتھ حکام اور ولایت سے عام مصالح حاصل نہیں ہو پاتے۔

کبھی کبھی لباس ریخت یا نہا تخب ہوتا ہے، مثلاً نماز میں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”حدوا ربکم عند کل مسجد“<sup>(۳)</sup>

(۱) حدیث: ”ابن اللہ یحب“ کی روایت ترمذی (۱۰۵۹) طبع مطبوعہ الصلوٰۃ نے حضرت ابن عمرؓ سے کی ہے اور ابو یوسفؒ یہ حدیث جس ہے اس باب میں ابوالاحوصؒ سے آیا ہے اور عمران بن حصیبؓ سے بھی روایت ہے۔

(۲) المدخل لابن الحاجۃ، ص ۱۳۱، تلخیص اسلام للعدنانی شرح بیوگراف لاسن محرر استقرانی ص ۶۲۔

(۳) سورہ احزاب ص ۱۳۔

”لا یدخل الحجة من کان فی قلبه مثقال ذرة من کبر“، فقال رجل: یا رسول اللہ! ان الرجل ما یحب ان یکون ثوبه حسنا، وبعده حسنة، قال علیه الصلاة والسلام: ”ان الله جمیل یحب الجمال، الکبر بظرف الحق، وعظم الناس“<sup>(۱)</sup> (دست میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر کبر ہوگا، ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ایک شخص چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، اس کا ہوتا اچھا ہو، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ صاحب جمال ہے، جمال کو پسند کرتا ہے، ہر ”بظرف حق“ (حق کو پسند نہ کرنا) اور ”عظم الناس“ (لوگوں کو حقیر سمجھنا) ہے) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

نودی کے مطابق ”بظرف حق“ سے مراد اپنے کو بلند اور باجبر مت سمجھتے ہوئے حق کو دفع کرنا اور اس کا انکار کرنا ہے۔ ”انفاموس الجیٹ“ میں ہے کہ ”بظرف حق“ یہ ہے کہ حق کو تکبر کی وجہ سے قبول نہ کرے۔ غلط نیز غصہ یک ہی معنی میں ہیں<sup>(۲)</sup>، ایک قول یہ ہے کہ غصہ الناس لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے<sup>(۳)</sup>۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھا کپڑا، اچھا ہونا پہننے کی خواہش اور چھال لباس اختیار کرے کا کبر سے کوئی تعلق نہیں ہے، شہ کا بی فرماتے ہیں: میرے علم کی حد تک اس بارے میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے<sup>(۴)</sup>۔

ہبل السام میں رثا ذوقی ہے: ”ابن اللہ یحب ان یری فقر

(۱) حدیث: ”لا یدخل الحجة...“ کی روایت مسلم نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث سے مرفوعاً کی ہے (صحیح مسلم تحقیق محمد فواد عبدالباقی ص ۹۳ طبع عیسیٰ کیمپی ص ۱۳۸۳)۔

(۲) نیل لاوطار مشکوٰۃ ص ۹۳۔

(۳) نور المبروق علی حاشی المبروق لفرقانی ص ۲۵۳۔

(۴) نیل لاوطار ص ۹۳۔

## اختتام ۱۰

”قالمرأۃ یا رسول اللہ! قال ترخیه شیراً، قالت أم سہمة  
ادن یكشف عہاء، قال فلنواعا، لا ترد عیہ“ (۱) ہے  
رسول اللہ ﷺ اعورت کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یک  
بالشت از او رو نکائے گی، ام سلمہؓ نے عرض کیا: تب تو اس کا جسم کھل  
جائے گا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر ایک ذرا (ہاتھ)  
نٹا۔ اس سے زیادہ نہ نکالے) کیونکہ یک درٹ نکالنے سے  
اس بات کا اطمینان ہو جاتا ہے۔ جسم نہیں ملے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ عورت کے لئے از رکوسپہ ہشت سٹاکا متخب  
ہے اور ایک دسٹاکا چار ہے۔

ہام رکنا فرماتے ہیں: اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عورت کے لئے ایک ڈراٹ کے بقدر از رکنا مباحنی سے رہن پر ماما جار ہے، اس سے مراد ماتھ کا ڈراٹ ہے (یعنی ہالشت کے بقدر) کیونکہ ابن ماجہ نے حضرت بن عمرؓ سے روایت کی ہے: ”رخصت لا مہات المؤمنین شبرا، ثم استزودہ فردھن شبرا“ (۲) (رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کو ایک ہالشت کی اجازت دی، انہوں نے مزید اجازت چاہی تو رسوں

(چرند ز کے وقت اپنا لباس پہن یا نہ)۔ اور جماعتوں کے موقع پر بھی لباس رعیت مستحب ہوتا ہے، یونکہ حدیث میں ہے: "إن الله يحب أن يورى أثر بعثته على عبده" (بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھ سکے)، ایک اور حدیث ہے: "إن الله جميل يحب الجمال" <sup>(۱)</sup> (بیشک اللہ تعالیٰ صاحب جمال ہے، جمال کو پسند فرماتا ہے)، امام مسلم نے اس حدیث کی روایت کی ہے۔ جنگوں کے موقع پر دشمن کو موعوب کرنے کے لئے لباس رعیت مستحب ہے، اسی طرح شوہر کو مرغب کرنے کے لئے بیوی کے لئے آرائشی لباس کا استعمال مستحب ہے، علماء کے لئے بھی اچھا لباس مستحب ہے تا کہ لوگوں کے دلوں میں علم کی تعظیم پیدا ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: "أحب أن أنظر إلى قادي القرآن أبيض الثياب" (مجھے یہ بات پسند ہے کہ قرآن کے قاری کو سفید کپڑوں میں ملبوس دیکھوں)۔

لباس زینت کبھی حرام ہوتا ہے جب کہ وہ کسی حرام کا وسیع ہو، مثلاً کوئی مرد، جنسی عورت کے لئے، یا کوئی عورت، جنسی مردوں کے لئے، جڑبشی لباس استعمال کرے (۴)۔

عورت کا بے کپڑوں کو لمبا کرنا:

۱۰۔ عورتوں کے لئے ازرا اور کپڑوں کو لٹکانا (مراڑنا) اور سوجھ  
مشرع ہے جو اہل کے پورے بدن کو چھپا دے، اس کی دلیل حضرت  
ام سلمہؓ کی حدیث ہے کہ جب رکعت پڑھتا تو انہوں نے عرض کیا:  
(حدیث: "اِنَّ مَلَكًا جَمِيلًا...") کی روایت سے مسلم نے کیا ہے (اس کا طبع یہی  
بجلیں مع تحقیق محمد بن عبدالمطلبی کہ امام احمد نے بھی اسے روایت کیا ہے  
۳۳۳ طبع المصحف المبینہ)۔

(۲) محمد مجيب المرقوق ۲۳۵/۳، ابن عابد بن ۲۳۱/۵، خاؤن البر از المرقوق  
بحارۃ الفتاویٰ المجلد ۵/۳۳۱، ۶/۳۶۸۔

(۱) یہ الفاظ سوطا (مع شرح زرکانی ص ۲۷۴) کے ہیں، اس حدیث کی روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی کچھ دوسرے الفاظ کے ساتھ کی ہے سناوی نے کہا اس کی سند صحیح ہے (تخیر المواکف شرح حل مؤطا، مالک ص ۵۳۳، شائع کردہ مکتبہ المعتمد المصنعی، عون المعبود ص ۱۱۱ طبع المکتبۃ السنن الشافعی ۲۰۹/۸ شائع کردہ المکتبۃ النصار بقیض اللہ ص ۶ ۱۳ شائع کردہ المکتبۃ النصار یہ ۱۳۵۷ھ جامع الاصول ص ۱۰۱۰ شائع کردہ مکتبۃ المصنعی ۱۳۹۲ھ)، اور حدیث ازہر جو دراصل حضرت ابن عمر سے مروی ہے اور بخاری و مسند میں ہے وہ یہ ہے "لا یستظر اللہ الی من جو توبہ غیلا" (اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو توبہ سے اپنے کپڑے کھینچے) (صحیح الترمذی ص ۳۷۷) زرکانی نے بھی کہا ہے لیکن سنن ابن ماجہ کے مطبوعہ نسخہ میں "لم یص" دھس "شبرا" نہیں ہے۔

## اختیال ۱۱-۱۳

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس کی اجازت دی ہے (۱)۔

د- عمارت میں اختیال:

۱۲- مسلمان کے لئے رہائشی گھر بنانا جائز ہے جس کے درپردہ برائی، نرمی اور بارش سے اپنا چاند کرے، نیز اویٹ اور نگاہوں سے اپنا تھوڑا کرے، مناسب یہ ہے کہ اس سے اختیال (تکبر) کا رد نہ کرے، نہ ایسی کوئی صورت اختیار کرے جس کا انجام تکبر ہوتا ہو۔

ج- دشمن کو ڈرانے کے لئے اختیال:

۱۳- بعض اختیال قابل تعریف اور اللہ کو پسند ہیں، وہ اختیال یہ ہے کہ کفار دشمن کو ڈرانے اور اسے غصہ دلانے کے لئے لباس، چوڑ اور سواری میں اختیال کیا جائے۔



اللہ ﷻ نے ان کی فرمائش پر ایک بالشت کا اور اضافہ کیا، اس سے معلوم ہوا کہ جس ذرائع کی اجازت ہے وہ بالشت ہوتا ہے۔ عورت کے لئے ازراہ نکاح اس لئے جائز ہے کہ عورت کا سارا جسم جب الستر ہے سوائے اس کے چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں کے (۱)۔

ج- سواری میں اختیال:

۱۱- کبھی سواری کے استعمال کرنے اور اسے حاصل کرنے میں تکبر ہوتا ہے اور کبھی سواری کا استعمال اللہ کی نعمت بیان کرنے اور اس کا اظہار کرنے کے لئے ہوتا ہے جس طرح خوبصورت کپڑوں کا استعمال اس میں مقصد کے لئے ہوتا ہے اسی لئے مومن مسلمان جو رحلت کے لئے سواری رکھے اس پر وہ جب ہے کہ اس میں تکبر کی نیت نہ کرے۔

آرائش کے لئے اچھی سواری رکھنے کے جواز کی دلیل یہ آیات کریمہ ہیں:

”وَالْمُحْسِنِينَ وَالْمُتَّقِينَ وَالْحَمِيرَ لَتَكُونُوا وَرِثَةً وَيَعْلَمُونَ مَا لَا يَعْلَمُونَ“ (۲) اور اسی نے (پیدا کئے) گھوڑے اور ٹیغ اور گدھے تاکہ تم پر سوار ہو، رحلت کے لئے بھی اور پیدا کرتا رہتا ہے ایک چیز یہ دن کی تم کو نہیں۔ ”وَلَكُمْ فِيهَا حِمَائِلٌ حَنِينٌ قَرِيبُونَ وَحِينٌ نَسْرَحُونَ“ (۳) اور ان میں سے تمہاری رہنمائی بھی ہے جب کہ (ان کو) شام کے وقت (گھر) لاتے ہو اور جب کہ (انہیں) صبح کے وقت (چھوڑ دیتے ہو)۔

یہ جملہ آرائش کرچہ دنیا کے سارے مسلمان میں سے ہے مومن

(۱) حوالہ بالا۔

(۲) سورہ نمل ۷۸۔

(۳) سورہ نمل ۷۹۔

(۱) ملاحظہ ہو احکام القرآن ابن العربی ۱۲/۲، تفسیر القرطبی ۱۰/۱۰ اور اس کے بعد کے صفحات۔

ہے، یو ایہ قرار دینے کے لئے شخص کو اس کے پانچ ہونے کی وجہ سے خادم  
 ، بے کار (یعنی اگر وہ پانچ مریض ہو، مرنفقہ کے مدعو خادم کا بھی  
 محنت ہو یا اس کا منصب خادم کا تعلق نہ ہو) "تھیس" کی بحث  
 میں آتا ہے۔ جب اس شخص کے مال کے بارے میں شکوک جاتی ہے  
 جس پر یو ایہ ہو جانے کی وجہ سے تصرفات کی پابندی یا مدد کی گئی  
 ہو، ان طرح یو ایہ قرار دینے کے سلسلے میں جس شخص کو قید کر دیا گیا  
 ہوا ہے خادم، بے کار اس موقع پر آتا ہے جب یو ایہ قرار دینے  
 کے لئے شخص کو اس مقصد سے قید کرنے کا یہاں ہوتا ہے، وہ اپنے وہ  
 واجب حق کا ترادار لے، یا اس مال کا ترادار لے جس کا چھپنا  
 ثابت ہے۔

## اِخْدَام

تعریف:

۱- لغت میں اِخْدَام خادم دینے کو کہتے ہیں (۱)، فقہاء کا استعمال بھی  
 اس معنی سے نہیں ہے (۲)۔

جملہ حکم:

۲- خادم، بنیاد و شہر کی طرف سے کسی بیوی کے لئے ہوگا کہ اس جیسی  
 عورتوں کے سے خدمت گزار ہوتا ہے یا کسی اور کی طرف سے ہوگا۔  
 جمہور فقہاء کی رائے یہ ہے کہ اگر بیوی ایسی ہوگی اس جیسی عورت  
 کو خادم دینا جائز ہے و شہر کے وہ اس بیوی کے لئے خادم مہیا کرے  
 اور اس خادم کا نفقہ، کسالا رم ہوگا، چونکہ خادم کا نفقہ، اگرے ہی  
 سے اس کے رکھنے کا مقصد حاصل ہوتا ہے (۳)۔

بحث کے مقامات:

۳- فقہاء و ائمہ ام (خادم: بے) کا یہ مقامات پر تذکرہ کرتے ہیں،  
 شہر کا بیوی کو خادم، بے کا تذکرہ نفقات کے جواب میں یا جائز



(۱) مصباح التمهید، جامع الفوائد، لسان العرب، اصحاح۔

(۲) الشرح الکبیر مع الدرر السنی ۴، ۵۱۰، ۵۱۱، طبع بمصر، مصری۔

(۳) بدائع الصنائع ۵، ۲۲۱، طبع ۱۳۵۴ھ، الشرح الکبیر مع الدرر السنی ۴، ۵۱۰، ۵۱۱،

الاتحاف بشری ۳، ۱۵۲، طبع محمد علی مصطفیٰ، انیسوی ۱۲۷۹، وراں کے بعد کے

صفحات طبع اوں المار۔

ایک گھرے ہوئے شخص کا گھر سے اخراج بعض فقہاء کے نزدیک یہ ہے کہ دونوں قدم گھر سے باہر نکال دے، اور بعض فقہاء کے نزدیک یہ ہے کہ ایک قدم باہر نکال دے بشرطیکہ اسی قدم پر کھڑا رہا ہو، اور اگر کوئی شخص گھر میں بیٹھا ہو ہے تو اس کا اخراج یہ ہے کہ اپنے دونوں قدم اور بدن گھر کے باہر نکال دے، اور اگر چت بیٹھا ہو ہے تو اس کا اخراج یہ ہے کہ اکثر بدن گھر سے باہر نکال دے۔  
فقہاء نے اس کی تفصیل ”کتاب الاشیاء“ میں اندر آنے اور باہر نکلنے کی قسم کھانے پر بحث کرتے ہوئے لکھی ہے۔

ب۔ کسی شجر سے ثمرات یہ ہے، چہ جسم کے ساتھ اس شجر کی  
آبادی سے آگے نہ جھکے۔

ج۔ رماٹی مکاں سے قہر یہ ہے کہ اس میں رہائش اختیار کرنے والا اپنے جسم و جان، سامان اور بال بچوں سمیت اس سے متعلق ہمارے (۲)۔

۱۔ رباۃ مکفارات کا اثر بعض فقہاء کے نزدیک یہ ہے کہ  
فقہ کو اس کا مالک بنایا جائے، حتیٰ کہ شریعت کو مالک بنانے سے پہلے  
رباۃ مکفارات مالک ہو گئے تو دوبارہ زکاۃ واجب ہوگا، بعض  
فقہاء فقہاء کے نزدیک رباۃ مکفارات کا اثر یہ ہے کہ تمام  
مالک کر یا جائے، مالک بنانے کی شرط میں ہے، حتیٰ کہ شریعت مالک  
رہے کے بعد کسی ریائی ملک کی بھی ضرورت ہوگی تو زکاۃ  
کا لئے دوبارہ زکاۃ کا مالک بنانا لازم نہ ہوگا<sup>(۲)</sup>، جیسا کہ فقہاء نے

(۱) الفتاویٰ الہندیہ ج ۹، ص ۷۲ طبع برواق، مادیہ، الجمل علی شرح الحج ۲/۵-۳ طبع دار احیاء التراث.

(۲)  $\frac{1}{2} \log \frac{1}{2} = -0.5$

(۳) ملاحظہ ہو: حلیۃ الرسوائی ۵۰۲-۵۰۳ طبع بیسٹی ارباب فی تونس ، تونس  
۱۸۶۴ طبع سوم ارباب الجبجج ۳۵۳، شایع کردہ مکتبہ (۱) دارالحدیث  
حلیۃ البحر علی الخطیب ۳۴۷، شایع کردہ دارالحدیث، لاسال لانیہ

إخراج

محرر:

۱۔ لغت میں اثر متحرک مد سے نکلا تا۔ ابعاد (دور کرنا) اور تخریج (نہا کرنا) بھی ہے (۱)۔  
فقہاء کے یہاں بھی اثر متحرک مد یہی مفہوم ہے (۲)۔

متحدہ قحط:

تشیع:

۲۔ فقہاء ائراج اور تحارج میں فرق کرتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان عموم اور خصوص کی نسبت قرار دیتے ہیں (یعنی ائراج عام ہے اور تحارج خاص)۔ تحارج کو اس صورت کے لئے مخصوص کرتے ہیں جب میت کے ورثاء اپنے میں سے بعض کو ترک میں کچھ متعین چیز دے کر میراث سے نکالنے پر صبح کر لیں (۳)۔

جہادِ ختم اور بحث کے مقامات:

۳- خرچ کیسے ہوتا ہے؟

فقہاء کے کلام کا مطالعہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ وہ لوگ - چچ کا اثر چس کے حالات کے اعتبار سے مانتے ہیں۔

(۱) کتاب الترمذی (خرج)

(۴) منشی اکبر علی صاحب ۳۳ طبعہ معہ منشی الجلس۔

(۳) شرح السراية من ۱۲ طبع مصنفه لجليل ۱۳۶۳ هـ



### اخراج ۳، اخفاء

کتاب فقہ کی کتاب الزکاۃ « کتاب لکھارت میں مذکور ہے، اسی طرح جو شخص حد شرعی (شرعیہ) کا مستحق ہے اس پر حد جاری کرنے کے لئے اسے مسجد سے نکالنا واجب ہے،<sup>(۱)</sup> جب کہ کتب فقہ کی « کتاب الحد » میں مذکور ہے، اسی طرح جو لوگ مسجد میں کوئی پیشہ کرتے ہیں انہیں مسجد سے نکالنا واجب ہے۔<sup>(۲)</sup>

« رکھی نماز حرام ہوتا ہے مشا مدت گذرنے والی عورت کو اس کے گھر سے مائل نماز جیسا کہ کتب فقہ کی « کتاب حدۃ » میں، اور کتب تفسیر میں « لا تحرجوهن من بیوتہن »<sup>(۳)</sup> (مت نکالو ان کو ان کے گھر سے) کی تفسیر مذکور ہے، اسی طرح چوری کی نیت سے « حرز » سے سامان کا ناکار حرام ہے جیسا کہ کتب فقہ میں حد سرقہ کے تحت مذکور ہے۔

« کتاب الزکاۃ » و « کتاب لکھارت » میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔  
 چوری کر دہ مال کا « حرز » سے اخراج حنفیہ کے نزدیک مکمل طور پر سے نکالنے سے ہوتا ہے، لیکن حنفیہ کے طاہد و ہمرے فقہاء کے یہاں مکمل طور پر نکالنے کی شرط نہیں ہے۔ پس جس شخص نے سوتی نکل یہ « حرز » سے لے کر باہر چلا گیا تو اس کا ہاتھ حنفیہ کے نزدیک نہیں کاٹا جائے گا، ورنہ ہمرے فقہاء کے یہاں کاٹا جائے گا<sup>(۱)</sup>، جیسا کہ فقہاء نے « کتاب اسرقتہ » میں ذکر کیا ہے۔

حنفیہ کے برخلاف جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ اگر اخراج کا « غاۓ کسی شخص کی طرف سے پایا جائے تو مکمل ارجح ای قائل کی طرف منسوب ہوگا، اس سے فرق نہیں پڑتا کہ اس قائل نے فعل اخراج کی تکمیل نہ کی ہو، اسی لئے جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ کسی شخص سے اگر چوری کر دہ مال حرز سے نکال کر « حرز » یا پھر اسے لے یا تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، اس کی تفصیل فقہاء نے « حرز » سے ارجح کی شرطوں پر گفتگو کرتے ہوئے « باب اسرقتہ » میں کی ہے<sup>(۲)</sup>۔

## إخفاء

خراج کا حکم شرعی:

۳۔ اخراج سے متعلق احکام کو دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ اخراج کا کوئی ایک حکم نہیں ہے بلکہ مختلف احوال کے اعتبار سے مختلف احکام ہیں۔

خراج کبھی، حسب (یعنی فرض) ہوتا ہے، مثلاً زکاۃ اور کفارات کا نکالنا، نیز اس چیز کو نکالنا جس کی فرضیت پر دلیل قائم ہے، جیسا کہ ص ۶۰ طبع مطبوعہ عبد اللطیف جاری، جلد ۱، ۲۳۷ طبع امیر بہ مصنف بن برہنہ ۱۳۷۱ھ، (ب) مخطوطہ احمدیہ۔

(۱) الفتاویٰ الہندیہ ۱۸۱۷ء، مواہب الجلیل ۸۶/۸، مجمع کردہ مکتبہ اربعہ بیروت۔

(۲) الفتاویٰ الہندیہ ۱۸۰۸ء، انصاری ۲۵۵/۸، حاشیہ القلیبی ۱۹۵/۳ طبع عینی، الریاض المکرمہ، الدرر ۳۳۸/۳۔

(۱) انکلی ۱۱۳۳ھ، انصاری ۳۱۶/۸، ۵۵۵ھ مصنف عبد الرزاق ۳۳۶/۱۰

(۲) ۱۳۱۰ھ طبع المکتب الاسلامی، مجمع الفتاویٰ فی کتاب الاحکام (باب من حکم فی المسجد)، تل الاوطار ۱۶۱/۲۔

(۳) کفر اجماع حدیث مسرۃ ۳۱۳/۲ طبع الدری مطبع۔

(۴) سورۃ طلاق ۱۔

دوسرے سے الگ قرار دیا ہے انہوں نے عہد کو اس چیزوں کے ساتھ خاص کیا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے واجب یا حرام قرار دیا ہے، اور عہد کا تعلق ان کے علاوہ سے قرار دیا ہے۔

## اخلاف

اخلاف کا حکم شرعی:

۴- عہد اور عہدہ میں فرق کرنے کی صورت میں ”اخلاف عہد“ (عہد کے خلاف کرنا) حرام ہوگا، جہاں تک اخلاف عہد (عہدہ کی خلاف ورزی) کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں تو یہی لکھا ہے: علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس شخص نے کسی انسان سے کسی ایسی چیز کا وعدہ یا جو ممنوع نہیں ہے تو اسے اپنے وعدہ کو پورا کرنا چاہئے، جہاں تک یہ سہل ہے کہ وعدہ کو پورا کرنا واجب ہے یا نہ؟ تب اس بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، امام شافعی، امام ابو حنیفہ اور جمہور کا مسلک یہ ہے کہ وعدہ پورا کرنا مستحب ہے، اگر اس نے وعدہ پورا نہیں کیا تو تارکِ مسیلت ہوا اور شدہ یہ مکروہ تنزیہی کا ارتکاب یا، لیکن گنہگار نہیں ہوگا۔ ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ وعدہ پورا کرنا واجب ہے، امام ابو بکر بن العربی مالکی فرماتے ہیں: اس مذہب کو اختیار کرنے والے سب سے جلیل القدر فقیہ حضرت عمر بن عبد العزیز ہیں، مالکیہ نے ایک تیسرے مذہب اختیار کیا، وہ یہ ہے کہ اگر وعدہ کسی سبب سے مربوط ہو، مثلاً یہ کہ کسی نے کہنے آپ کو تا رہیں گا، یا اس بات کی قسم کھا لیجئے کہ مجھے سب وشم نہیں کریں گے تو آپ کو اتنا ملے گا، یا اسی طرح کی کوئی اور صورت ہو تو وعدہ پورا کرنا واجب ہے، اور اگر مطلق وعدہ کیا تھا تو ایفاء عہد واجب نہ ہوگا، ایفاء عہد کو واجب قرار دینے والے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ یہ وعدہ بیہ کے معنی میں ہے، عربیہ جمہور فقہاء کے نزدیک قبضہ کے بغیر لازم نہیں ہوتا، اور مالکیہ کے نزدیک بیہ قبضہ سے پہلے لازم

تعریف:

۱- لغت میں اخلاف کا ایک معنی عہد کا پورا نہ کرنا ہے (۱)۔ رجحان کے ساتھ ہے، عقود و عہد سے زیادہ سوکھ میں اس لئے کہ عہد انعام ہے، اور ”عقد“ پختگی اور مضبوطی کے ساتھ استعمال ہے۔ یہاں تو ہے ”عقد“ بغیر اسے، جس کے معنی ہیں: ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ باہم دینا جس طرح ایک رسی دوسری رسی سے باہم می جاتی ہے۔ فقہاء کا استعمال بھی مذکور لغوی معنی سے الگ نہیں ہے۔

متعلقہ غلط:

کذب:

۲- بعض فقہاء کے کذب اور خلاف کو برہہ قرار دیا ہے، اور بعض نے انہوں کے درمیان یہ فرق کیا ہے کہ کذب کا تعلق ماضی اور حال سے ہے، اور اخلاف وعدہ کا تعلق مستقبل سے ہے (۲)۔

خلاف کس چیز میں واقع ہوتا ہے؟

۳- خلاف کا بقول وعدہ اور عہد میں ہوتا ہے، بعض فقہاء نے وعدہ اور عہد کو یک قرار دیا ہے، اور بعض فقہاء نے وعدہ اور عہد کو ایک

(۱) لسان العرب، القاموس المکرم: مادہ (فلف)۔

(۲) ملاحظہ ہو: لغز علی لغز علی، نیز حاشیہ ابن کثیر علی الفروق ۲۳/۴ (کچھ تبدیلی کے ساتھ) طبع دار المعرفہ بیروت۔

## ۱۔ خلاف ۵

ہو جاتا ہے ۔

بعد و خلائی کی تو اسے بعد و کی تعمید پر مجبور کیا جائے گا۔ کتابہ میں سے رصبائی نے صراحت کی ہے کہ عدالتی طور پر ایفاء عہد کو لازم نہیں قرار دیا جاسکتا (اس کو انہوں نے اپنے قول ”فی الظاہر“ سے تعبیر کیا ہے)۔ حنا بلذنا صحیح قول یہی ہے (۱)۔

ثانیہ کے بعد و خلائی کو مکرر و مکرر دینے کا مقناض یہ ہے کہ بعد و خلائی کرنے والے کو بعد و کی تعمید پر مجبور نہ کیا جائے (۲)۔

### ب۔ اخلاف شرط (شرط کی خلاف ورزی):

شرط میں اصل یہ ہے کہ اسے لازم کیا جائے، جب کوئی شرط کی خلاف ورزی کرے گا تو اس سے یا تو عقد میں خلل پیدا ہو جاتا ہے، یا مکرر دینے کو مقتضی کرنے کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے، اس سے صرف نکاح میں عائد کردہ بعض شرطیں مستثنیٰ ہیں، اس کی خلاف ورزی بالکل مکرر و مکرر میں ہوتی، یہاں تک کہ یہ شرطیں کانے کے مرتد ہی میں بعض مقناض کے رد، ایک لغو قرار پاتی ہیں، جیسا کہ ان کو فقہاء نے ”کتاب النکاح“ میں بیان کیا ہے۔



لیکن یہ بات وہیں میں رہیں چاہئے کہ بعد و خلائی کی نیت سے بعد و کرے والا قطعاً گناہگار ہے، اور اس کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ وہ مذاق کے ایک شعبہ پر ہے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”ایة المصافی ثلاث: إدا حدثت کذب، وإدا وعدت أحنف، وإدا أوفیت حقاً“ (۳) (مناہج کی کتابیاں تھیں، جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے اس کی خلاف ورزی کرے، جب عین بلیا جائے تو خیانت کرے)۔

### خدا ف کے آثار:

ب۔ خدا ف وعدہ (وعدہ کی خدا ف ورزی):

۵۔ خفیہ کا مسلک یہ ہے کہ وعدہ عدالتی طور پر لازم نہیں ہوتا الا یہ کہ مطلق صورت میں کیا گیا ہو (۴)۔

ما لہذہ کے نزدیک ایک روایت میں عقد کا وعدہ وعدہ کرنے والے کے سے عدالتی طور پر لازم ہوتا ہے بشرطیکہ اس وعدہ عقد کی بنا پر مکرر دینے سے چنے و مکرر کوئی مالی ذمہ داری لے لی ہو، مثلاً کسی شخص سے اس سے کہا: تم اپنا گھر منہدم کر دو میں اس کی تعمیر کا سرفہ تمہیں بطور ”حارمہیا“ کروں گا (۵) (اس وعدہ کی بنا پر اس شخص نے مکان منہدم کر دیا)۔

(خفیہ اور مالکیہ کی عائد کردہ شرطوں کے مطابق) جب اس نے

(۱) اللادکار ص ۲۸، ۲۸۲۔

(۲) حدیث ”ایة المصافی ثلاث“ بخاری اور مسلم دونوں میں ہے (المولود و امر ج ۱ ص ۲)۔

(۳) الاشارة والظاهر ۲/۱۱۰، لا حکرہ علی حیدر نور محمد خالد تاسی کی شرح مجلہ الاحکام العبریت ۶۵ (۸۲)۔

(۴) لغوی ۲/۲۵۳۔

(۱) مطالب ولی النبی ۱/۳۳۳، کتاب النکاح ۲/۲۸۳، ص ۱۱۱/۵۴۔

(۲) روضۃ الطالبین للہووی ۵/۹۰، شرح اللادکار ۲/۲۵۸، ۲۵۹، اقصیٰ بی

کیا تاکہ زکاة، امانات، منذورات اور کفارات کی ادائیگی بھی "ء" میں شامل ہو جائے، اسی طرح اداء واجب اور نفل دونوں کی انجام دہی کو شامل ہے۔

مجاز شرعی کے طور پر "ء" رتقاء میں سے ہر ایک کا اطلاق "مصر" کے لئے ہو جاتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فاداء قصبتہ مما سکتکم" (۱) (تو سب تم پہ من سب "اُپر چلو") اس آیت میں قضاء کا استعمال "ء" کے معنی میں ہے (ہر مشابہتیں: "توبت اداء ظہر الایمیں" (۲) (میں نے گزشتہ کل کی ظہر د کرنے کی نیت کی) (اس جملہ میں اداء مجبور تھا "ء" کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے)۔

۴- اداء یا تو خالص ہوگا، خواہ کامل ہو، مثلاً فرض نماز جماعت کے ساتھ "اُریا یا کاسر ہو، مثلاً: تمہا فرض نماز ادا کرنا یا اداء غیر خالص ہوگا یعنی جو قضاء کے مشابہ ہوگا، مثلاً اس لائق کا عمل جو جماعت کی نماز میں شریک ہو تھا لیکن اس کی بقید رکعات (کسی عذر کی بنا پر) فوت ہو گئیں، لہذا اس نے امام کے سامنے پھیرنے کے بعد پٹی مار بھل کی، تو اس کا فعل اس اعتبار سے اداء ہے کہ وہ وقت کے اندر ہی مار پڑا اور باقی ہے لیکن اس اعتبار سے قضاء ہے کہ اس نے امام کے ساتھ مارا "اُکر نے کا جو التزام کیا تھا اسے پورا نہیں کر سکا، امام کی تعبیر تحریر جس چیز کے لئے ہوئی تھی، یعنی متابعت، امام کے ساتھ مشارکت لائق اس کی قضاء اس کے مثل کے ذریعہ کر رہا ہے (۳)۔

(۱) سورہ بقرہ ۲۰۰۔

(۲) الخلو ج ۱/ ۱۶۱-۱۶۲، شرح المنار ص ۱۵۰، ۱۵۳ طبع مکتبہ کشف اصطلاحات الخون ص ۱۰۲ طبع المکتبہ کشف الاسرار ص ۳۵ اور اس کے بعد کے صفحات طبع مکتبہ المصاحف۔

(۳) الخلو ج ۱/ ۱۶۶، کشف اصطلاحات الخون ص ۴۲۔

## اداء

تعریف:

۱- اداء ایصال (پہنچانے) کا نام ہے کیا جاتا ہے "اداء الشیء" (چیز پہنچانے کی) "اداء دیہ" (یعنی پناہ دینا "اُریا") اس بارہ کا اسم مصدر ہے، اداء اور قضاء کا اطلاق لغت میں موقت (جس کا وقت متعین کر دیا گیا ہو) اور غیر موقت (جس کا وقت مقرر نہ کیا گیا ہو) دونوں کی انجام دہی کے لئے ہوتا ہے، موقت کی مثال فرض نماز کا "ء" اور قضاء، کسب، غیر موقت کی مثال رباۃ "رمانت کی" "انکی حقوق کی قضاء" (نجام دہی) وغیرہ (ک)۔

جمہور اہل اصول و فقہاء کی اصطلاح میں اداء جس کام کا وقت آچکا ہے، اس کے وقت کے ٹکنے سے قبل اس کام کے بعض، اور ایک قول کے مطابق تمام اجزاء کو عمل میں لانا ہے خواہ وہ کام واجب ہو یا مستحب۔ شریعت نے من حیث ہوں کے لئے کوئی زمانہ مقرر نہیں کیا ہے، مثلاً نفل، نیز مطلق اور زکاة، ان کی انجام دہی کو نہ اداء کہا جائے گا، نہ قضاء (۲)۔

حنبیہ کے نزدیک "ء" بقیہ اس چیز کا حوالہ کرنا ہے جو اس کے ذریعہ ثابت ہو، حنفیہ نے اداء کی تعریف میں ہفت کی قید کا استعارہ میں

(۱) لسان العرب، المصباح المہر، الخلو ج علی الخلو ج ۱/ ۱۶۰ طبع مکتبہ کشف اصطلاحات الخون ص ۱۰۰۔

(۲) معجم الخلو ج شرح کلمات صحیحہ الثانی ۱۰۹ طبع مکتبہ المدینہ، البدعی مع الاسوی ۱/ ۶۳ طبع مکتبہ الخلو ج ۱/ ۱۶۰ طبع مکتبہ۔

مقتضیٰ غلط:

غُف-قُضِ:

۳- لغت میں تضا، تضاد معنی ہو رہی ہے فقہاء نے وضع فقوی کے خلاف تضا و کو درج ذیل اصطلاحی معنی میں استعمال کیا ہے تاکہ تضا و اور تضاد میں تمیز ہو سکے:

تضاد کا اصطلاحی مفہوم ہے: اراء کا وقت بخنے کے بعد ماسبق کی  
تلافی کے لئے جو کچھ کیا جائے سابقہ سبب کی بنا پر، تضاد کی دوسری  
تعریف ہے ”ہر کے درمیان جو چیز و سبب ہوئی تھی اس کے مشابہ  
حوالگی“ جیسا کہ حنفی نے تعریف کی ہے۔

جمہور فقہاء کے نقطہ نظر سے قضاء اور اداء میں فرق یہ ہے کہ اداء میں وقت کی قید ہے اور قضاء میں یہ قید نہیں، اور حنفیہ کے نقطہ نظر سے دونوں میں فرق یہ ہے کہ اداء میں عین واجب کی حواکی ہوتی ہے اور قضاء میں مثل واجب کی، کیونکہ جمہور کے نزدیک اداء مامور پہ کو وقت کے عذر انجام دینا ہے ان چیزوں کے تیس دن کا وقت مقرر ہے اور حنفیہ کے نزدیک اداء مامور پہ کو کسی بھی وقت میں انجام دینا ہے بغیر موقت و اہر کے تیس۔

پنجاب

۴۔ لغت میں عادی کی تین کو بار دہنوتا ہے، اصطلاحات میں عادی وہ عمل ہے جو ذات و میں بار دہ لئے یا جائے کہ پہلی بار کرنے میں کوئی خلل واقع ہو یا تھا، وریک قول یہ ہے کہ عذر کی وجہ سے بار دہ کرنا، لہذا تنہا پر مبنی کے بعد جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اس اعتبار سے عادی ہوگا کہ افضلیت کا طلب کرنا ایک عذر ہے (۱)، عادی ورائے میں فرق یہ ہے کہ اداء میں اس سے پہلے کام ہو یا نہیں ہوتا ہے اور عادی میں ایک بار کام ہو چکا ہوتا ہے۔

## عبادات میں روزہ

۵۔ جن مبادیات کے لئے وقت مقرر نہیں ہے اس کو اصطلاحی معنی میں "ائمیں" کہتے ہیں جو قضاء کا مقابل ہے، یہ حنفیہ کے علاوہ ائمہ متبائع کا مسلک ہے البتہ یہ فقہاء ان کے لئے اوروں کا سنتوں لغوی معنی میں نہ لیتے ہیں یعنی ماسورہ کو نہ جام دینا اور یہ اس دعوے عام ہے جو قضا کا مقابل ہے اسی سے "مجلس" ازکاۃ پر تشکیک نہرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اس سے مراد اس کا اصطلاحی معنی نہیں ہے۔ یہ تکہ زکاۃ کا کوئی متعین وقت نہیں ہے جس کے نکلنے سے وہ قضا ہو جائے" (۱) حنفیہ کے نزدیک یہ موقت کوثر ہے اور عربی و اہل بیت کا ہے اور قضا وہ سب موقت کے ساتھ مخصوص ہے (۲)۔

وقت اور اے کے اعتبار سے عبادت کی قسمیں:

۶۔ بات ۱۱ کے اعتبار سے مباحات کی تقسیمیں ہیں: مطلق و موقت۔

مطلق موعبات میں امن کی ، نیکی کے سے کوئی ایسا محدہ وقت متعین نہ کیا یا جو حس کے وہ سارے (غنازہ اختتام) ہوں ، کیونکہ مطلق عبادات میں پوری عمر وقت کے درجہ میں ہے ، خواہ واجب عبادات ہوں ، مثلاً زکاۃ ، کفارات ، یا مستحب عبادات ہوں ، مثلاً مطلق نفل (۳)۔

موقت عبادات وہ ہیں جن کی ادائیگی کے سے شریعت نے یک وقت متعین یا ہے جس سے پہلے "ایک" درست نہیں ہوتی اور اگر

[illegible]

(۲) کشف الاسرار، ۱۳۶، ۱۳۶، ابن مطہر، ۲۸، طبع بولاق۔

(۳) کشف الاسرار اور ۱۲۶۴ھ، ۲۳، جمع الجوامع اور ۱۰۹۹ھ، ۱۹۲ اور اس کے بعد کے صفحات، اسلوب اور ۲۰۲ اور اس کے بعد کے صفحات۔

مطلوب چیز • جب ہوتا ہے موخر کرنے سے متاثر ہوتا ہے، مثلاً حج  
وقتہ نمازیں، رمضان کا روزہ۔

• عداوت یا توسع (کشود) ہوگا یا مصیق (تنگ) ہوگا۔

مصیق: (تنگ) وہ ہے جس میں تنہا ہی فعل کی گنجائش ہو اس  
کے ساتھ (ی جنس کا) دوسرا فعل اس وقت میں نہ ہو سکتا ہو، مثلاً  
رمضان، اس کے وقت میں (رمضان کے روزہ کے علاوہ) کوئی دوسرا  
روزہ ادا کرنے کی گنجائش نہیں ہوتی، اس کو معیار یا مساوی کہتے  
ہیں (۱)۔

موسع: (کشود) وہ ہے جس کا وقت اس کی ادائیگی سے بچ جاتا  
ہو یعنی اس کے وقت میں وہ فعل اور اسی جنس کا دوسرا فعل یا حالت  
ہو، مثلاً ظہر کا وقت، اس میں نماز ظہر کے ساتھ ۴۰ مہرہ نمازوں کی  
ادائیگی ہو سکتی ہے، اسی لئے وقت موسع کو ظرف کہا جاتا ہے (۲)، حج  
ان عبادات میں سے ہے جن کے وقت اور کو "موسع" اور "مصیق"  
ہوں سے مشابہت ہے، کیونکہ مکلف ایک ہی سال میں ۱۰ حج نہیں  
کر سکتا، اس اعتبار سے مصیق کے مشابہ ہے، بین افعال حج حج کے  
پورے وقت کا حاطہ میں کرتے، اس اعتبار سے موسع کے مشابہ ہے،  
یہ اس وقت ہے جب کہ حج کو وقت عبادات میں شمار کیا جائے، ایک  
قول یہ ہے کہ حج مطلق عبادات میں سے ہے، کیونکہ زکاۃ کی طرح  
پوری عمر اس کی ادائیگی کا وقت ہے (۳)۔

اداء کا شرعی حکم:

۷۔ عبادات فرض ہوں کی یا مستحب، اگر فرض ہوں، مثلاً نماز روزہ،  
زکاۃ، حج، جہاد، نذر، کنارہ، تو اہل مکلف شخص پر ہے کہ اس کی  
ادائیگی مشروع طریقہ پر کرے، جب ان عبادات کا سبب تحقق  
ہو جائے اور ان کی شرطیں پورے طور پر پائی جا رہی ہوں۔

لہذا وہ عبادات جو اپنے انہوں کنارے (آغاز و اختتام) کے  
ساتھ متعین ہو، خواہ وقت موسع ہو، مثلاً نماز کا وقت یا مصیق ہو، مثلاً  
رمضان کا وقت تو اس کو متعین وقت کے مدار کرنا واجب ہے وہ  
عبادت نہ تو اس وقت سے پہلے کی جاسکتی ہے، نہ بعد اس کے  
بعد، کیونکہ متعین وقت میں اگر اس کو میں "کیا گیا تو وہ عبادت فوت  
ہو جائے گی اور قضاء کرنے تک ذمہ میں واجب رہے گی۔

عبادت کا وقت مصیق ہونے کی صورت میں فقہاء کے درمیان  
اس وقت کی تحدید میں کوئی اختلاف نہیں جس میں ادائیگی واجب ہوتی  
ہے، کیونکہ اس میں تو پورا وقت عبادت میں مشغول ہوتا ہے، کوئی زمانہ  
اس عبادت سے قارٹ نہیں ہوتا، البتہ اس بارے میں فقہاء کے  
درمیان اختلاف ہے کہ ادائیگی کی صحت کے لئے تعین نیت ضروری  
ہے یا نہیں؟ حنفیہ کے نزدیک مطلق نیت کافی ہے، کیونکہ وقت چونکہ  
معیار ہے، لہذا اس میں ہی جنس کے بارے عمل کی گنجائش ہی نہیں  
رہی، اور جمہور کے نزدیک تعین نیت ضروری ہے، تعین میں کی تو  
عبادت ادا نہ ہوگی (۱)۔

جس عبادت کا وقت موسع ہو اس کے بارے میں وقت کا وہ حصہ  
متعین کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے جس سے ادائیگی کا وجوب

(۱) اختلوج ۱/ ۴۰۸، البدعی ۱/ ۸۹، کشف القوار ۱/ ۲۳، بدیع المنیع  
۱/ ۹۶، المہذب ۱/ ۸۷، غنی ۱/ ۵۳۷، ۵۳۵، مع جلیل  
۱/ ۳۸۷، ۳۸۳

(۱) کشف القوار ۱/ ۴۱۳، اختلوج ۱/ ۴۰۲، فوج المرحمت شرح مسلم المبیوت

(۲) فوج المرحمت ۱/ ۷۱، اختلوج ۱/ ۴۰۲، شرح البدعی ۱/ ۸۹، طبع مسیح القواعد  
والفوائد الاصولیہ ۷۰، طبع المدینۃ المنجید

(۳) شرح مسلم المبیوت ۱/ ۷۱، اختلوج ۱/ ۴۰۲، البدعی ۱/ ۹۲، مع الجوامع

غالب کا اعتبار کرتے ہوئے اس کے لئے تاخیر کرنا حرام ہوگا، اگر اس نے عیادت کو موخر کیا اور اے کے بغیر اس کا انتھام ہو گیا تو بالاحاق گنہگار ہوگا۔ اگر اقبال نہیں ہو بلکہ زبردور مارتخیر وقت میں اسے لیا تو یہ کاشی اور باقائنی کے نزدیک تفسد ہے۔ ورنہ جمہور کے نزدیک اے ہے، کیونکہ اس پر اے کی تعریف صادق آ رہی ہے اور اس ظن غالب کا اعتبار میں جس کا غلط ہونا واضح ہے۔

مختصین حسب کے لئے ایک وقت " " اور دوسرے جس میں فعل واقع ہوتا ہے۔ نماز اول وقت میں تعیین کے ساتھ جب نہیں ہوتی بلکہ وقت غیر تعیین کے ہی حصہ میں واجب ہوتی ہے۔ تعیین عمل کے اعتبار سے مصلیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ اول وقت میں شروع کرتا ہے تو اسی وقت میں واجب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر رمیوں وقت میں یہ آخر وقت میں شروع کرتا ہے تو اسی وقت میں واجب ہوتی ہے۔ اور جب اس نے نماز شروع کر کے وقت وجوب کی تعیین میں کی، یہاں تک کہ اتنا ہی وقت باقی بچا جس میں دو صرف چار رکعت کر سکتا ہے (جب کہ دو محکم ہو) تو اس پر " " کے سے عمل کے ذریعہ اس وقت کی تعیین واجب ہو جائے گی اور ترک تعیین سے گناہ ہوگا۔

بعض عراقی علماء حنفیہ کے نزدیک ، عاکا ، جو ب اثر وقت سے  
 وابستہ ہوتا ہے ، ان حضرات کے مسلک کے اعتبار سے اگر اس نے  
 اثر وقت سے پہلے «اگر لی» اثر وقت آنے سے پہلے اس کی  
 اہلیت رائل ہوئی تو «اکی ہوئی مارتل ہوں» بعض فقہاء فہمہ کے  
 نزدیک ، جو ب اہل وقت سے وابستہ ہوتا ہے ، لہذا اگر اس نے اس کو  
 موثر یا تو موثشاء ہے ، یہ دونوں فرق جو ب میں توسع کا کارر تے  
 میں (۱)۔

و سہ ہوتا ہے، جمہور نقباء کے نزدیک وہ پورا وقت ہے، نہ کہ اس کے بعض جز، اور چونکہ ہر کا تقاضا یہ ہے کہ اس پورے وقت کے ہی بھی حصہ میں وہ کام کیا جائے، اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "الوقت عا بین ہلین" (۱) (وقت ان دو چیزوں کے درمیان ہے)، یہ حدیث وقت موسیٰ کے تمام اہل کو شامل ہے، اب یہ وقت موسیٰ کا کوئی جز، اس کا یہ وہ مستحق نہیں ہے کہ وہ اسے اہل کو چھوڑ کر اس سے وجوب اور کوہرہ لے لیا جائے، بین حتی الامکان اہل وقت میں دیکھا کہ جب ہے اور ایک قول یہ ہے کہ منتخب ہے، چونکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "اول الوقت دھواں اللہ، و آخرہ عھو اللہ" (۲) (اہل وقت اللہ کی رضامندی ہے اور آخر وقت اللہ کی طرف سے معافی ہے)، وقتِ تحب کے آخر تک تاخیر جارہے ہے، کیونکہ اس میں تاخیر کا حارہ نہ ہوا لوگوں کے لئے تنگی کا باعث ہوگا، اب ہمیں تاخیر کی حرارت وی گئی، حنا بلہ اور بعض ثانیہ کے ایک تاخیر جارہے ہیں اس کام کو کرے کے حرم کے ساتھ، کر کے حرم میں ہے تو تاخیر کرے سے گنہگار نہ ہوگا۔

”سرمقلف کا ظن غالب یہ ہو کہ وہ وقت موقع کے اثر تک محدود  
”میں رہے گا تو اس کے لئے وقت تک ہو جاتا ہے۔ اس کے ظن

( ) حدیث: "الوقت ماہی... کی روایت مسلم (۱/۳۷۰) سے تصحیح محمد نو عبدالمہدی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابن حبان، ابن خزیمہ وراحہ نے کی ہے (الدرایہ ۱/۹۸-۱۰۰)۔

(۲) اس حدیث کی روایت دارقطنی نے کی ہے کتب میں مذکور الفاظ حدیث سے اسی کے ہیں (منتخب تکبیر ۱/ ۳۶۶) ترمذی نے بھی اس کی روایت کی ہے (۱/ ۳۲۱) طبع المانی الجلی، تحقیق احمد شاہ (۳۵۶ھ) ترمذی کے الفاظ یہ ہیں "الوقت الاول من الصلاة وضوان الله والوقت الآخر هو الله" ترمذی کی روایت میں ایک روایت منکر الحدیث ہے اس باب میں حضرت ابن عمرؓ کے علاوہ سے بھی روایت ہے لیکن امام احمد سے فرمایا جیتے مجھے نہیں معلوم کہ کہاں روئے میں کون حدیث ثابت ہے (تحقیق الجلی ۱/ ۱۸۰)۔

(۱) شرح المبدیٰ خشیں، ۸۹، المجلد ۱، ۲۰۷، جمع الحج مع ۸۵، اور اس سے بعد کے صفحات، التواضع والافتخار، الاصول، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶

وقت تک ہونے پر دیکھی کس چیز سے متعلق ہوگی؟

۸- فقہ وکالہ بارے میں اختلاف ہے کہ وقت تک ہونے کی صورت میں فرض کا پانچ طرح ہوگا؟ جمہور کے نزدیک وقت کے مدار پر ایک رعت و ہوں خبروں کے ساتھ ملتی تو نماز ملتی، لہذا کسی شخص نے اگر وقت کے مدار پر ایک رعت پڑھ لی پھر وقت نکل گیا تو وہ پوری نماز کا بارے والا مانا جائے گا۔ یونکہ نصرت ابو یوسف کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "من ادرک رکعة من الصبح قبل ان تطلع الشمس فقد ادرک الصبح، ومن ادرک رکعة من العصر قبل ان تعرب الشمس فقد ادرک العصر" (۱) (جس نے فجر کی ایک رعت سورج نکلنے سے پہلے پائی اس نے نماز فجر پائی، اور جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رعت پائی اس نے عصر پائی)۔ ہر مالکی کی رائے یہ ہے کہ جب رکوع مل جانے سے ہی نماز پانچ والا مان لیا جائے گا، حنفیہ میں بعض متاخرین کے نزدیک اگر وقت کے مدار پر صرف عجب تحریر مل گئی تو نماز پانچ والا ہوگا، یونکہ نصرت ابو یوسف نے رسول اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: "اذا ادرک احدکم اول سجدة من صلاة العصر قبل ان تغرب الشمس فليتم صلاته، واذا ادرک اول سجدة من صلاة الصبح قبل ان تطلع الشمس فليتم صلاته" (۲) (اگر تم میں سے کسی نے عصر کی پہلی رکعت کے بعد رکعتوں کی طبع دار المعروف بیروت، دہلی، طبع المصاحف ۱۹۵۱ء، المصاحف ۱۹۵۱ء، المصاحف ۱۹۵۱ء، طبع سوم مطبعہ المصاحف

(۱) حضرت ابو یوسف کی حدیث، "من ادرک..." کی روایت بخاری اور مسلم دونوں نے کی ہے (تحقیق المصاحف ۱۹۵۱ء)۔

(۲) حضرت ابو یوسف کی حدیث "اذا ادرک احدکم..." کی روایت سنائی ہے کہ یہ الفاظ بھی سنائی کے ہیں (۲۵۷ء) طبع المکتبۃ النجاشیہ امام مسلم نے حضرت عائشہ سے اس حدیث کی روایت کی ہے (۲۲۳ء)۔

سے ہی نے غروب شمس سے پہلے نماز عصر کا پانچواں رکعت پڑھ دیا تو وہ پوری نماز پوری کر لے اور اگر طلوع شمس سے پہلے نماز فجر کا پانچواں رکعت پڑھ دیا تو پوری نماز پوری کر لے) ایک روایت میں ہے: "لقد ادرک" (اس نے نماز پائی) نیز اس لئے کہ سب پالینے سے نماز کا کوئی حکم مست ہو گا اس میں ایک رعت اور ایک رعت سے کم برابر ہے۔ بعض حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک اس نے جتنی نماز وقت کے مدار پر پڑھی وہ مست ہوئی اور جتنی نماز وقت کے بعد پڑھی وہ وقت و ہوں، نماز کے مدار پر حصہ میں اس کے زمانہ کا اعتبار کرتے ہوئے (کہ اس نے طلوع شمس سے پہلے پوری نماز پڑھ لی ہو)، اور حنفیہ نے اس سے نماز فجر کو مستثنیٰ رکھا ہے۔ یونکہ طلوع شمس سے پہلے نماز نفل کے بغیر پوری نماز کا پانچ والا مدار میں پانچواں رکعت، حنفیہ اس کی سلسلہ یہ بیان کرتے ہیں کہ (نماز فجر کے دوران سورج نکلنے سے) ناقص وقت کامل وقت پر مبنی ہو گیا، اس لئے حنفیہ نے اسے (کامل وقت پر ناقص وقت کے مبنی ہونے کو) نماز کو باطل کرنے والی چیزوں میں شمار کیا ہے (۱)۔

جس عبادت کا وقت مطلق ہو، مثلاً زکوٰۃ، کفارات، بذل مطلق اس کے وجوب اداء کے وقت کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، یہ اختلاف امر کے بارے میں ان کے اس اختلاف پر مبنی ہے کہ امر کی تعمیل فوری طور پر واجب ہے یا اس میں تاخیر کی گنجائش ہے؟ اس میں اسی نوع کا اختلاف ہے جس طرح کا اختلاف اس عبادت کے بارے میں تھا جس کا وقت موسع تھا کہ لیکن ممکنہ وقت میں فوری طور پر اس کی ادائیگی واجب ہوتی ہے اور کرنے کے عزم کے بغیر مکلف اسے مؤخر کرنا ہے تو گناہ گار ہوگا یا اس میں مؤخر کرنے کی

(۱) ابن ماجہ ۴۲۲، صحیح بخاری ۱۰۱، مسند احمد ۶۰، نہایت المحتاج ۶۰، مسند ابی داؤد ۱۸۲، المغنی ۷۸، مسند فقہی لاہور ۳۶، بریل افکار، حاشیہ المصاحف ۱۸۰ء۔



گنجی ش ہے، فوری طور پر رہا، اسب نہیں اور لیکن ممکنہ وقت سے  
بہتر موخر کرنے کی بنا پر اسب گناہ نہیں ہوگا۔ میں، جنوں، مرد  
اس بات پر متفق ہیں کہ "فوری عمر میں سب ایسا وقت آیا کہ جس  
غائب کے غم سے موت سے پہلے ہی طرح و اسب کی" انگلی کی  
جاسکتی ہے تو جو ب و تک ہو جاتا ہے "ہر اہل نے اب بھی" انہ  
یہ ورتق ہو گیا تو اس کے ترک کرنے کی وجہ سے غمناک ہوتا  
ہے (۱)۔ یہ پوری تفصیل عبادات واجہہ کے بارے میں ہے، خواہ  
موقت ہوں یا مطلق۔

۹۔ مستحب عبادت کے بارے میں طے ہے کہ اس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے، ترک پر عتاب، مت خفیں کی حاتی، بین اس کا سرا اس کے ترک سے زیادہ بہتر ہے۔

بعض مستحب بھی موقت ہوتے ہیں۔ مثلاً: طہر سے پہلے کی دو رکعتیں، درنگہ کے بعد کی دو رکعتیں، معرب ہر عشاء کے بعد کی دو رکعتیں، فجر سے پہلے کی دو رکعتیں، بعض مستحبات کسی خاص سب سے بہت ہوتی ہیں۔ مثلاً، چاند گھس، سورج کھن کی نماز، بعض مستحبات مطلق ہوتی ہیں۔ مثلاً، تہجد کی نماز۔ اسی طرح روبروں میں بھی بعض روبرے موقت ہوتے ہیں۔ مثلاً، عرفہ کے دن کا روبرو وغیرہ حاجی کے سے درعا شمار کا روبرو۔ بعض روبرے طلی ہوتے ہیں کہ آبی جس دن چاہے رکھے۔ جو عبادت فرض سے زائد ہوں، ٹخواونماز ہوں یا روزے، زکاۃ ہوں یا حج۔ ان کی اہمیت کے بارے میں بہت سے گمراہے ہیں، مثلاً رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "افضل الصلاة"

[illegible]

بعد الفريضة صلاة الليل“<sup>(۱)</sup> (نفل کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے)، ایک حدیث میں ارشاد ہے: ”صوم يوم عاشوراء كفارة سنة“<sup>(۲)</sup> (يوم عاشوراء کا روزہ ایک سال کا كفارہ ہے)، اسی طرح حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول کرم ﷺ نے فرمایا: ”من ثابر على اثنتي عشرة ركعة في اليوم والليلة بي الله له بيتا في الجنة“<sup>(۳)</sup> (جس نے دن رات میں بارہ رکعت کی پابندی کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک مکان تعمیر فرمائیں گے)، اس مستحب حالت کا ”سُرمَا مَحْصُوبٌ“ سب کے لئے مطلوب ہے، اس کا ”سُرمَا واجب“ نہیں ہے، البتہ شروع کرنے کے بعد اس کا پورا کرنا واجب ہوتا ہے، فاسد ہونے کی صورت میں اس کی قضاء لازم ہے، یہ حنفیہ اور مالکیہ کا مسلک ہے، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک پورا کرنا مستحب ہوتا ہے، ہاں فقہی حجج اور غلی عمرہ شروع کرنے کے بعد سب حضرات کے نزدیک اس کا پورا کرنا واجب ہوتا ہے<sup>(۴)</sup>۔

(۱) حدیث: "افضل الصلوات..." کی روایت مسلم نے کی ہے۔ یہ لفظ مسلم کے ہیں (۸۲۱/۲) طبع الحلبي، امام احمد نے بھی اس کی روایت کی ہے (۳۲۹/۳) طبع المصنوع، نیز ابوداؤد نے بھی اس کی روایت کی ہے (۵۶۶/۱) طبع الحلبي۔

(۲) جمعہ "صوم یوم عاشوراء..." کی روایت مسلم نور ابن مہان سے  
ہوئی ہے کی ہے (تخصیص الجہر ۲/۲۱۳)۔

(۳) حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے "میں فلیسہ...ؓ کی روایت سنائی، انہیں ماجہ اور بڑی بڑی سے کی جیسے مدی سے کہا ہے کہ اہل سنت سے یہ حدیث غریب ہے، سنائی سے کہا ہے مغیرہ بن ربیعہ کی نہیں ہیں، امام احمد سے انہیں ضعیف کہا ہے، مسلم نے اہل حدیث کی روایت محمود بن ابو حیان سے، انہوں نے حضرت ام حبیبہؓ سے روایت کی ہے (تحقیقیں مجید ۱۲/۲)۔

(۳) ابن طایفین از ۸۲، ابریک از ۴۸۳، ۲۹۰، نهایت کتابت ۳۳، منشی  
الادولت از ۶۱، انشی ۳۷، شیخ البخلیل از ۲۱۰، ۵۰۹، ۵۳۳، ۵۴۸، شیخ  
از ۲۵، جمع الجوامع از ۹۰۔

## صحاب عذار (عذروا لوں) کی ادائیگی:

۱۰- عذروا کے سے مکان " رقد رت کے ساتھ اہلیت " اور بھی ٹر طہ ہوتی ہے، فقہاء کے درمیان اس شخص کے تیس وجوب " اور کے بارے میں مختلف ہے جو اول وقت میں " اور نے کا اہل تھا پھر " شہر وقت میں سے عذر پیش کیا مثلاً ایک شخص آٹھ وقت میں نماز ادا کرنے کا اہل تھا مگر اس نے نماز " نہیں کی پھر آخر وقت میں اسے کوئی ایسا عذر پیش آگیا جو اول وقت نماز سے مانع ہے، مثلاً کوئی پاک عورت " شہر وقت میں حائضہ یا نفساء ہوگئی یا عاقل شخص آخر وقت میں مجنون ہو گیا، یا اس پر بے ہوشی جاری ہوگئی یا مسلمان نعوہ ماتہ آخر وقت میں مرتد ہو گیا اور بھی وقت تمام باقی ہے کہ اس میں فرض نماز " کی جاسکتی ہے۔

مہر فقہاء کے نزدیک مذکورہ بالا لوگوں پر نماز فرض لازم ہوگی، کیونکہ اول وقت میں وجوب اور اہلیت دونوں موجود تھے، لہذا ان کے ذمہ قضاء لازم ہوگی۔

حنفیہ کے نزدیک ان پر فرض لازم نہ ہوگا، کیونکہ اگر آخری وقت سے پہلے " نہ کر لی جائے تو آخر وقت میں وجوب متعین ہوتا ہے، لہذا، آخر وقت میں اہلیت ہوئی چاہئے، کیونکہ ما اہل ہے " واجب رہا حال ہے اور آخر وقت میں اہلیت نہیں پائی تھی، لہذا اس پر قضاء واجب نہ ہوگی، یہی رائے امام مالک، اس حاحب " راہن عرفہ کی بھی ہے، اس کے برعکس بعض اہل مدینہ " راہن عرفہ اس عہد میں کے رہے، ایک قصہ " راہن عرفہ " حقیقہ کی بات ہے۔

جو شخص اول وقت میں اہل نہ ہو، پھر آخر وقت میں مذکور اہل ہو جائے، مثلاً کوئی عورت آخر وقت میں پاک ہو جائے، کافر مسلم لائے، بچہ بالغ ہو جائے، مجنون اور بے ہوش شخص خلیق ہو جائے، مسافر قیام کر لے، یا یتیم عر شریعت " رہے، تو اس کے

## بارے میں حنفیہ کے دفتول ہیں:

ایک قول امام مزر کا ہے، " وہ یہ ہے کہ فرض " جب نہ ہوگا " ورنہ " متغی ہوگا " لایک اتنا وقت باقی ہو جس میں فرض کا " عر مانس ہو۔ " اور قول امام مزر " اور " متغیوں کا ہے، " وہ یہ کہ " صرف " تحریم کے بعد " وقت باقی ہو تو بھی فرض کا لازم ہو جائے گا " اور " متغی ہو جائے گا " یہی قول کتاب " اور بعض شافعیہ کا بھی ہے، " مالکیہ کے نزدیک " اتنا وقت باقی ہو کہ طہارت حاصل کرنے کے ساتھ ایک رعت نماز پر بھی جاسکتی ہو تو فرض نماز لازم ہو جائے گی، بعض شافعیہ کا بھی یہی قول ہے، " اور شافعیہ کا ایک دوسرا قول یہ ہے کہ اگر صرف " اتنا وقت باقی ہو جس میں ایک رعت نماز پر بھی جاسکتی ہو تو نماز فرض کا لازم ہو جائے گا " (۱)۔

یہ بعض جہاتی عبادات میں اہلیت " کے معتبر ہونے کی مثالیں ہیں، تنبیہات جانے کے لئے اس اصطلاحات کا مطالعہ کیا جائے " بلیہ " " حج " " ساق " " صوم "۔

۱۱- جہاں تک " اور " رت کی بحث ہے تو اس بارے میں شریعت کو یہ مطلوب ہے کہ عبادات اس طرح ادا کی جائے جس طرح شریعت میں " اور " ہے، مثلاً نماز میں " واجب ہے کہ اس طرح نماز پڑھی جائے جس طرح نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا فرمائی، کیونکہ ارشاد نبوی ہے " صلوا کما ربنموسیٰ اصرلی " (۲) (اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے ماریا رتے ہوئے تم نے دیکھا)۔

لہذا جو شخص مشروع طریقہ پر نماز ادا کرنے سے عاجز ہو اس کے لئے اس طرح نماز " اور " جائز ہے جس طرح نماز ادا کرنے پر وہ

(۱) جامع المسائل ۱/ ۹۵، ۹۶، المہذب ۱/ ۶۰، ۶۱، مع الخلیل ۱/ ۴، الفروق للقرنی ۳/ ۴۷۲، الکافی ۱/ ۳۳۸، البدیع ۱/ ۸۵، ۸۶، طبع دار الفکر، بیروت ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱۱۶، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸، ۲۱۱۹، ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۲۴، ۲۱۲۵، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۲۸، ۲۱۲۹، ۲۱۳۰، ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، ۲۱۳۳، ۲۱۳۴، ۲۱۳۵، ۲۱۳۶، ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲۱۴۱، ۲۱۴۲، ۲۱۴۳، ۲۱۴۴، ۲۱۴۵، ۲۱۴۶، ۲۱۴۷، ۲۱۴۸، ۲۱۴۹، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۵۲، ۲۱۵۳، ۲۱۵۴، ۲۱۵۵، ۲۱۵۶، ۲۱۵۷، ۲۱۵۸، ۲۱۵۹، ۲۱۶۰، ۲۱۶۱، ۲۱۶۲، ۲۱۶۳، ۲۱۶۴، ۲۱۶۵، ۲۱۶۶، ۲۱۶۷، ۲۱۶۸، ۲۱۶۹، ۲۱۷۰، ۲۱۷۱، ۲۱۷۲، ۲۱۷۳، ۲۱۷۴، ۲۱۷۵، ۲۱۷۶، ۲۱۷۷، ۲۱۷۸، ۲۱۷۹، ۲۱۸۰، ۲۱۸۱، ۲۱۸۲، ۲۱۸۳، ۲۱۸۴، ۲۱۸۵، ۲۱۸۶، ۲۱۸۷، ۲۱۸۸، ۲۱۸۹، ۲۱۹۰، ۲۱۹۱، ۲۱۹۲، ۲۱۹۳، ۲۱۹۴، ۲۱۹۵، ۲۱۹۶، ۲۱۹۷، ۲۱۹۸، ۲۱۹۹، ۲۲۰۰، ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ۲۲۰۳، ۲۲۰۴، ۲۲۰۵، ۲۲۰۶، ۲۲۰۷، ۲۲۰۸، ۲۲۰۹، ۲۲۱۰، ۲۲۱۱، ۲۲۱۲، ۲۲۱۳، ۲۲۱۴، ۲۲۱۵، ۲۲۱۶، ۲۲۱۷، ۲۲۱۸، ۲۲۱۹، ۲۲۲۰، ۲۲۲۱، ۲۲۲۲، ۲۲۲۳، ۲۲۲۴، ۲۲۲۵، ۲۲۲۶، ۲۲۲۷، ۲۲۲۸، ۲۲۲۹، ۲۲۳۰، ۲۲۳۱، ۲۲۳۲، ۲۲۳۳، ۲۲۳۴، ۲۲۳۵، ۲۲۳۶، ۲۲۳۷، ۲۲۳۸، ۲۲۳۹، ۲۲۴۰، ۲۲۴۱، ۲۲۴۲، ۲۲۴۳، ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ۲۲۴۶، ۲۲۴۷، ۲۲۴۸، ۲۲۴۹، ۲۲۵۰، ۲۲۵۱، ۲۲۵۲، ۲۲۵۳، ۲۲۵۴، ۲۲۵۵، ۲۲۵۶، ۲۲۵۷، ۲۲۵۸، ۲۲۵۹، ۲۲۶۰، ۲۲۶۱، ۲۲۶۲، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۲۲۶۵، ۲۲۶۶، ۲۲۶۷، ۲۲۶۸، ۲۲۶۹، ۲۲۷۰، ۲۲۷۱، ۲۲۷۲، ۲۲۷۳، ۲۲۷۴، ۲۲۷۵، ۲۲۷۶، ۲۲۷۷، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۲۲۸۰، ۲۲۸۱، ۲۲۸۲، ۲۲۸۳، ۲۲۸۴، ۲۲۸۵، ۲۲۸۶، ۲۲۸۷، ۲۲۸۸، ۲۲۸۹، ۲۲۹۰، ۲۲۹۱، ۲۲۹۲، ۲۲۹۳، ۲۲۹۴، ۲۲۹۵، ۲۲۹۶، ۲۲۹۷، ۲۲۹۸، ۲۲۹۹، ۲۳۰۰، ۲۳۰۱، ۲۳۰۲، ۲۳۰۳، ۲۳۰۴، ۲۳۰۵، ۲۳۰۶، ۲۳۰۷، ۲۳۰۸، ۲۳۰۹، ۲۳۱۰، ۲۳۱۱، ۲۳۱۲، ۲۳۱۳، ۲۳۱۴، ۲۳۱۵، ۲۳۱۶، ۲۳۱۷، ۲۳۱۸، ۲۳۱۹، ۲۳۲۰، ۲۳۲۱، ۲۳۲۲، ۲۳۲۳، ۲۳۲۴، ۲۳۲۵، ۲۳۲۶، ۲۳۲۷، ۲۳۲۸، ۲۳۲۹، ۲۳۳۰، ۲۳۳۱، ۲۳۳۲، ۲۳۳۳، ۲۳۳۴، ۲۳۳۵، ۲۳۳۶، ۲۳۳۷، ۲۳۳۸، ۲۳۳۹، ۲۳۴۰، ۲۳۴۱، ۲۳۴۲، ۲۳۴۳، ۲۳۴۴، ۲۳۴۵، ۲۳۴۶، ۲۳۴۷، ۲۳۴۸، ۲۳۴۹، ۲۳۵۰، ۲۳۵۱، ۲۳۵۲، ۲۳۵۳، ۲۳۵۴، ۲۳۵۵، ۲۳۵۶، ۲۳۵۷، ۲۳۵۸، ۲۳۵۹، ۲۳۶۰، ۲۳۶۱، ۲۳۶۲، ۲۳۶۳، ۲۳۶۴، ۲۳۶۵، ۲۳۶۶، ۲۳۶۷، ۲۳۶۸، ۲۳۶۹، ۲۳۷۰، ۲۳۷۱، ۲۳۷۲، ۲۳۷۳، ۲۳۷۴، ۲۳۷۵، ۲۳۷۶، ۲۳۷۷، ۲۳۷۸، ۲۳۷۹، ۲۳۸۰، ۲۳۸۱، ۲۳۸۲، ۲۳۸۳، ۲۳۸۴، ۲۳۸۵، ۲۳۸۶، ۲۳۸۷، ۲۳۸۸، ۲۳۸۹، ۲۳۹۰، ۲۳۹۱، ۲۳۹۲، ۲۳۹۳، ۲۳۹۴، ۲۳۹۵، ۲۳۹۶، ۲۳۹۷، ۲۳۹۸، ۲۳۹۹، ۲۴۰۰، ۲۴۰۱، ۲۴۰۲، ۲۴۰۳، ۲۴۰۴، ۲۴۰۵، ۲۴۰۶، ۲۴۰۷، ۲۴۰۸، ۲۴۰۹، ۲۴۱۰، ۲۴۱۱، ۲۴۱۲، ۲۴۱۳، ۲۴۱۴، ۲۴۱۵، ۲۴۱۶، ۲۴۱۷، ۲۴۱۸، ۲۴۱۹، ۲۴۲۰، ۲۴۲۱، ۲۴۲۲، ۲۴۲۳، ۲۴۲۴، ۲۴۲۵، ۲۴۲۶، ۲۴۲۷، ۲۴۲۸، ۲۴۲۹، ۲۴۳۰، ۲۴۳۱، ۲۴۳۲، ۲۴۳۳، ۲۴۳۴، ۲۴۳۵، ۲۴۳۶، ۲۴۳۷، ۲۴۳۸، ۲۴۳۹، ۲۴۴۰، ۲۴۴۱، ۲۴۴۲، ۲۴۴۳، ۲۴۴۴، ۲۴۴۵، ۲۴۴۶، ۲۴۴۷، ۲۴۴۸، ۲۴۴۹، ۲۴۵۰، ۲۴۵۱، ۲۴۵۲، ۲۴۵۳، ۲۴۵۴، ۲۴۵۵، ۲۴۵۶، ۲۴۵۷، ۲۴۵۸، ۲۴۵۹، ۲۴۶۰، ۲۴۶۱، ۲۴۶۲، ۲۴۶۳، ۲۴۶۴، ۲۴۶۵، ۲۴۶۶، ۲۴۶۷، ۲۴۶۸، ۲۴۶

اسطاع اِلَیْہ مَبْلَا،<sup>(۱)</sup> (اور لوگوں کے ذمہ ہے حج کرنا اللہ کے لئے اس مکان کا) یعنی اس شخص کے ذمہ جو وہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔

۱۲- حیاتیات مالیہ مثلاً زکاۃ کے بارے میں اہلیت اداء کے پیش نظر مبالغہ نہ بنے اور مجنوں پر زکاۃ واجب ہونے کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، جمہور فقہاء کے نزدیک مبالغہ اور مجنوں کے مال میں زکاۃ واجب ہوئی، یہ تک یہ مال سے تحقق حق ہے۔ ال وہوب کی طرف سے اس کا مالی «دائرہ» زکاۃ نکالنے میں وہی کی نیت معتبر ہوئی۔ «درختیہ کے نزدیک مبالغہ اور مجنوں پر زکاۃ واجب نہیں، یہ تک زکاۃ حیاتیات نے اور وہ دونوں اس کے حل میں ہیں (۲)۔

اسی طرح اُترتی پر کنارہ جب تھا، درودِ خوب کے وقت اس کے "اُترنے سے عاتر رہا، (یعنی "کھینچا" یا) پھر اس کا حال پر کیا تو اس سلسلے میں بھی فقہاء کا ختام ہے۔

جنبہ امر مائیدہ کے نزدیک وقت را کا اعتبار ہے، وقت وجوب کا اعتبار نہیں، مثلاً غیہ کا بھی ایک قول یہی ہے، لہذا اگر وہ وجوب کے وقت مال ارتقا (بعد میں تک دست ہو گیا) تو اس کے سے رومہ کے ریحہ کنارہ اُسنا درست ہے۔

مقابلہ کے لئے ایک وقت، جو ب کا اعتبار ہے، وقت اور کا اعتبار نہیں، مثافعیہ کا بھی ایک قول یہی ہے، مثافعیہ اور مقابلہ کا دھڑلہ یہ ہے کہ کفارہ واجب ہونے کے وقت سے لے کر کفارہ دہرے کے وقت تک میں جو سب سے زیادہ سخت حالت ہوں اس کا اعتبار ہوگا (۳)۔

تاد رہو، اہم جو شخص کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے گا، جو بیٹھ کر نماز نہ ادا کر سکتا ہو وہ پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھے گا، اس پر سب کا اتفاق ہے، یہ نکتہ نبی، اہل بیت علیہ السلام نے حضرت عمر ابن حصینؓ سے فرمایا: "صل قائما، فان لم تستطع فقعدا، فان لم تستطع فعمی جب" (۱) (کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھو اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھو) اسی طرح اہل تصنیف و تفسیر میں (۲)۔

کسی طرح جو شخص زیادہ دیر صاپے کی وجہ سے یا ناقابل شفا مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز ہو اس پر روزہ واجب نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ" (۳)  
(اور اس نے تم پر دین کے بارے میں کوئی تکلیف نہیں کی۔)

اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ "جب ہوگا یا نہیں" ایک قول یہ ہے کہ "موت کے بعد" کے بدلے میں ایک مدتوں "جب ہوگا"۔ اور قول یہ ہے کہ یہ "جب نہیں ہوگا" (۴) حج کی نیکی بھی اسی شخص پر "جب ہوتی ہے" سے ملتی "ربہنی استطاعت ہو" عورت کے سے یہ بھی شرط ہے کہ حرم یا قائل اطمینان رہتا ہے سنہ ہوں، جو شخص ان باتوں سے عاجز ہو اس پر حج "جب نہیں" (۵) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا رضاء ہے: "وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ

(۱) اس حدیث کی روایت بخاری اور سنائی کے ہے (تحقیق نمبر ۲۲۵)۔  
(۲) یعنی ۳۳۳ طبع المیزان، المیزان ۱۰۸ طبع دار المعرفہ بیروت، مجمع  
تجلیس ۶۵، ۶۶، تدرستی ۲۵ اور اس کے بعد کے صفحات، بدائع  
مصالح ۱۰۶۔

(۳) سوره فتح ۱۸۷  
(۴) المحبوب ۱۵۵، شمس المراتب ۲۲۳، طبع دار الفکر، بیروت، ۱۳۹۲  
الدوسلی ۶۹، ابن حلیہ ۲/۱۳۳، طبع ۱۳۰۶  
(۵) المحبوب ۳۰۳، شمس المراتب ۲/۲۲، الکافی ۵/۳۵۶، طبع مکتبہ الریاض  
جدید، بیروت، ۱۱۸۲

(۱) سورہ کمال عمر ۷۷۔  
 (۲) المغنی ۱۴۲/۲، مجمع البیہ ۳۲۴، امرب ۷۴، مجمع المصابیح ۴/۵۔  
 (۳) جامع مصابیح ۵۷۷، الاثر ۵۵۴، نہایت الحاج ۴/۷۴، امرب ۱۱۶/۲، المغنی ۷/۸۱۔

وقت و جو ب یہ جب و جو ب سے پہلے اور نیگی :

۱۳- جو عبادت کی خاص وقت سے مراد طہ میں ہر جن میں وقت کو عبادت کے وجہ ہونے کا سبب قرار دیا گیا ہے، مثلاً نماز اور روزے۔ ان دونوں کا وقت اس کے وجہ ہونے کا جب ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اقم الصلوة لعلوک الشمس" (۱) (نماز اس کی کیجئے آفتاب ڈھلے کے بعد) ہے۔ ارشاد ماری ہے: "فمن شهد منکم انشہو فیصمہ" (۲) (سو جو شخص اس میں موجود ہو اس کو خبر دے اس میں روزہ رکھنا چاہئے)۔

مذکورہ بالا عبادت کو وقت و جو ب سے پہلے اور اس میں نہیں ہے۔ اس مسئلہ پر فقہاء کا اتفاق ہے۔

الذین عبادت میں وقت کو سب و جو ب نہیں ماما حاکم اور چہ وقت ان میں شرط ہے، مثلاً زکاۃ یا دن میں وقت کی کوئی پابندی نہیں۔ مثلاً کفارات، ان عبادت کو وقت و جو ب یا سب و جو ب سے پہلے اور کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔

مثلاً زکاۃ کو سال گزرنے سے قبل اور کرنا جائز ہے بشیخہ نساب کامل ہو، یہ جمہور فقہاء کا مسلک ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے حضرت عباسؓ سے بیٹھی دو سالوں کی زکاۃ وصول کی (۳) نیز اس لئے کہ یہ ایک مالی حق ہے جس میں غمی کے پیش نظر تانیہ کی نفی ہے، لہذا وقت سے پہلے بھی ہے۔ یا جاسنا ہے، جس طرح ان موہل (وہ دین مالی حق جس کی نیگی کے لئے کوئی وقت مقرر کیا گیا ہو، کو وقت سے پہلے یا جاسنا ہے)۔

مالکیہ کے ہر ایک سال مکمل ہونے سے پہلے وجہ شدہ زکاۃ کو نکالنا جائز نہیں اور یہ کہ سال میں بہت تھوڑی بقی رہ گیا ہو مثلاً ایک مہینہ باقی ہو۔

صدقہ کو وقت سے پہلے اور حنفیہ و شافعیہ کے ہر ایک جائز ہے، مالکیہ اور حنابلہ کے ہر ایک وقت سے پہلے اور حاکم میں اور یہ کہ بہت تھوڑا وقت باقی ہو مثلاً ایک اور روز۔

یمنین کے کفارہ کو حادث ہونے سے پہلے اور کرنا جمہور فقہاء کے نزدیک درست ہے، شافعیہ کے ہر ایک اگر روزہ کے علاوہ کسی اور فعل میں کفارہ اور یا جائز ہے تو حادث ہونے سے پہلے اور کرنا جائز ہے، حنفیہ کے ہر ایک حادث ہونے سے قبل کفارہ کرنا درست نہیں، اس مضمون کی بہت سی تفصیلات ہیں جو اپنے مقام پر یکھنی جائیں (۱)۔

عبادت کی اور نیگی میں نیابت :

۱۴- خالص مالی عبادات، مثلاً زکاۃ، صدقات اور کفارات میں نیابت جائز ہے، خواہ وہ شخص جس پر عبادت واجب ہے خود اس عبادت کی اور نیگی پر قادر ہو یا نہ ہو، اس لئے کہ مالی عبادت میں ماں نکالنا واجب ہے اور ماں کے نکلنے سے بھی یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

۱۵- خالص بدنی عبادات، مثلاً نماز، روزہ میں زندگی میں تو بالاتفاق نیابت درست نہیں، چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ" (۲) (اور یہ کہ آدمی کو، ہی ملتا ہے جو اس نے کمایا)۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "لا

(۱) ابن ماجہ ۲۷۲، بیہقی ۲۷۲، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵،

يصوم احد عن احد، ولا يصلي احد عن احد“ (۱) کوئی کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور نہ کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے، حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے روزے رکھنے، نماز پڑھنے وغیرہ سے فیض سے سدّ ثبوت نہیں ہوتا، ثاب کے حق میں یہ بات نہیں ہے۔

وہ وفات کے بعد بھی منیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ کے نزدیک بھی حکم ہے۔ اہل مالکیہ میں سے صرف ابن عبدالحکم نے فرمایا ہے کہ میت کی فوت شدہ نماز یا قضا کرنے کے سے کسی کو نہت پر رکھا جاسکتا ہے (۲)۔

شافعیہ کے نزدیک نماز میں میت کی طرف سے نیابت درست نہیں، روزہ میں نیابت کے بارے میں شافعیہ کے یہاں یہ تفصیل ہے کہ جس شخص کا رمضان مبارک کا کوئی روزہ فوت ہو گیا ہو، کان قضا سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے، یعنی اس کی طرف سے نہ نذر کیا جائے گا نہ اس پر نذر ہوگا، اگر اس سے قضا کا موقع ہو، پھر بھی اس نے روزہ کی قضا نہیں کی اور اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے بارے میں یہ قول ہے: ایک قول یہ ہے کہ اس کی طرف سے روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ بدنی عبادت ہے اور بدنی عبادت میں جس طرح مرد کی میں نیابت درست نہیں اسی طرح وفات کے بعد بھی نیابت درست نہیں، دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی طرف سے اس کے ولی کا روزہ رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے کیونکہ

بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”من مات وعليه صوم صام عنه وليه“ (۱) (جس شخص کا اس حال میں انتقال ہو جائے کہ اس پر روزہ لازم ہو تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے)، یہ رائے زیادہ قوی ہے، اسکی فرماتے ہیں: یہ بات متعین ہے کہ یہ قول مختار، درست ہے، یہی دونوں اس صورت میں بھی ہوں گے جب اس وفات شدہ شخص نے نذر کے روزے نہت ہوں (۲)۔

حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ جس نماز اور روزے کو حدیث میں لازم کیا (مثلاً فرض نمازیں اور رمضان کے روزے) ان میں میت کی طرف سے نیابت جائز نہیں، کیونکہ عبادت میں زندگی میں نیابت نہیں ہوتی، لہذا وفات کے بعد بھی نیابت نہ ہوگی، مگر جس نماز اور روزہ کو نہت مانا جاتا ہے، اپنے پر لازم یا ہے اگر نہیں کرنے کا موقع نہیں ملا، مثلاً کسی شخص نے کسی متعین مہینہ کے روزہ کی نہت رمانی ضروریہ آنے سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا تو اس پر کچھ لازم نہیں، اگر اس سے اس نے اس موقع کا موقع نہ پھر بھی، عیسٰی یہ حتیٰ کہ انتقال ہو گیا تو اس کے ولی کے لئے اس نے رمانی ہونی عبادت کا میت کی طرف سے انجام دینا مستحب ہے، کیونکہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے: ”جاءت امرأۃ النبی رسول اللہ ﷺ فقالت: یا رسول اللہ! ان امی ماتت وعليها صوم بدر القاصوم عنها؟“ قال: ”ارایت لو کان علی امک دین فقصیتہ اکان یؤدی دلك عنها؟“ قالت: نعم، قال: ”فصومي عن امک“ (۳)

(۱) بخاری و مسلم، روایت حضرت عائشہؓ (تخلیص الجملہ ۲۰۹/۲)۔

(۲) نہایۃ الحاج ۳/۱۸۳، ۱۸۷۔

(۳) حضرت ابن عباسؓ کی حدیث: ”جاءت امرأۃ النبی ﷺ“ کی روایت مسلم نے کی ہے (۸۰۳/۲، تخلیص الجملہ) بعض الفاظ کے حذف کے ساتھ یہ حدیث بخاری نے بھی روایت کی ہے (۲۳۳/۲ طبع محمد علی بیچ)۔

(۱) اس حدیث کی روایت عبدالمزاق نے حضرت ابن عمرؓ سے سونوا کی ہے، ردالمحتار ۲/۲۸۳، امام مالک نے ”یقتی“ کے متون سے اسے حضرت ابن عمرؓ کے قول کے طور پر ذکر کیا ہے (سوط امام مالک، تحقیق محمد عبدالمبارک ۳/۳۰۳)۔

(۲) مدخل لاصناف ۲/۲۱۲ طبع مکتبہ المطبوعات العلمیہ، ابن ماجہ ۱/۵۳، ۱۳۱/۲، ۳۰، ۹۶/۵، طبع سوم بلاق، طباط ۲/۵۳۳، ۵۳۲، صافج کردہ مکتبۃ الخراج، لغزوق ۲/۵۰۵، ۱۸۸/۲، مکتبہ دارالحدیث ۱۵۰/۱۔



رہے گا<sup>(۱)</sup>۔

حنابلہ کے نزدیک دوسرے کا کیا ہوا حج کافی ہوگا اور جس کی طرف سے حج کیا گیا ہے اس سے فریضہ حج ساقط ہو جائے گا، کیونکہ اس نے ہم شریعت پر عمل کیا لہذا دوسری سے بری ہو گیا، جیسا کہ سرہود شفیہ نہ ہوتا (تو دوسرے کا کیا ہوا حج کفایت کرتا) بین اس کے سے شرط یہ ہے کہ اس کو شفیہ اور عافیت اس وقت نصیب ہونی ہو جب اس کا ماب حج کر کے فارغ ہو چکا ہو۔ اگر ماب کے فارغ ہونے سے قبل صل کو شفا اور عافیت حاصل ہونی تو ماب کا یا ہوا حج اس کی طرف سے کافی نہ ہونا چاہئے، کیونکہ بدل کے مثل ہونے سے پہلے وہ صل پر قادر ہو گیا، اور یہ بھی احتمال ہے کہ کافی ہو جائے اور اگر ماب کے احرام بدرجے سے پہلے اصل شغایاب ہو یا تب تو کسی حال میں بھی ماب کا حج کافی نہیں ہوگا۔

در بحث مسئلہ میں ثنائیہ کے بقول میں ایک قول یہ ہے کہ ماب کا یا ہو حج کافی ہو جائے گا، اور قول یہ ہے کہ کافی نہیں ہوگا۔

جس مریض کا مرض رمل ہو، کی امید ہو، اور جو شخص قید میں ہو یا اس طرح کے کسی شخص سے سر پہ طرف سے حج کر لیا تو حنیفہ کے نزدیک یہ حج موقوف رہے گا، جس شخص کی طرف سے حج یا گیا ہے اگر اس کا انتقال ہی مرض یا اسیری کی حالت میں ہو یا تو حج درست ہو گیا اور اگر وفات سے قبل مرض یا اسیری رامل ہوئی تو حج درست نہیں ہو۔

حنابلہ کا مسلک وراثیہ کا ایک قول یہ ہے کہ مذکور بالا شخص کے سے ماب بنانا جائز نہیں، کیونکہ وہ خود حج کرے سے مایوس نہیں ہے، لہذا اس میں نیابت جائز نہیں ہے، جس طرح تندرست شخص کا

کسی کو حج کے لئے ماب بنانا درست نہیں، اگر اس نے حکم شرع کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی طرف سے حج کر دیا تو حج کافی نہیں ہوگا اور چھ دوسریوں سے شغایاب نہ ہو، کیونکہ سے اس بات کی امید تھی کہ وہ خود حج کر سکتا تھا، لہذا سے ماب بنانے کا حق نہ تھا اس پر لازم ہے کہ اپنی طرف سے دوبار حج کرے ثنائیہ کا اور قول یہ ہے کہ اس کا انتقال ہو یا تو اس کی طرف سے یا حج کافی ہوگا کیونکہ جب اس کا انتقال ہو یا تو معلوم ہو کہ وہ خود حج کرنے سے مایوس تھا<sup>(۱)</sup>۔

مالکیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ حج میں سرے سے نیابت درست ہی نہیں ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ غیر مستطیع کے سے نیابت درست ہے، باجی فرماتے ہیں: بالکل معذور شخص، مثلاً پانچ ورثہ فانی کے لئے یا بت درست ہے، اگر بفرماتے ہیں: اگر کسی تندرست شخص نے اپنی طرف سے حج کرنے کے لئے کسی کو بھیر رکھا تو اس کے سے یہ حامل لازم ہے، کیونکہ اس مسئلہ کے بارے میں اختلاف ہے<sup>(۲)</sup>۔

مذکورہ مسائل میں حج فرض اور حج نذر کا حکم یکساں ہے، اور اس بارے میں عمرو حج کی طرح ہے<sup>(۳)</sup>۔

۱۷- ظلی حج کے بارے میں حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ اس میں کسی کو ماب بنانا عذر کے ساتھ اور بلا عذر کے دونوں طرح درست ہے، حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ عذر کی وجہ سے ماب بنانا درست ہے، ورنہ عذر کی صورت میں، اور باتیں ہیں: ایک روایت یہ ہے کہ عذر بھی ماب بنانا جائز ہے، کیونکہ یہ ایسا حج ہے جو خود اس پر لازم نہیں ہو

(۱) اسی سر ۲۲۷، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸

ہے، لہذا اس میں کسی کو نائب بنا سکتا ہے، جس طرح انتہائی معذور  
بضعیف شخص کسی کو نائب بناتا ہے، وہ مری روایت یہ ہے کہ جاز  
نہیں ہے، چونکہ وہ خود حج کرنے پر قادر ہے لہذا حج فرض کی طرح حج  
نفل میں بھی کسی کو نائب نہیں بناتا۔

معذور کی صورت میں نائب بنانے میں شافعیہ کے قول میں  
یکہ قول یہ ہے کہ نائب بنانا جائز نہیں ہے چونکہ وہ نفل حج میں کسی کو  
نائب بنانے پر مجبور نہیں ہے لہذا اس میں نائب بنانا درست نہیں ہوگا  
جس طرح تندرست شخص کے لئے نائب بنانا درست نہیں ہوتا، مگر  
قول یہ ہے کہ نائب بنانا جائز ہے یہی قول صحیح ہے، چونکہ جس نفل کی  
مہارت کے فرض میں نیابت درست ہے اس کے نفل میں بھی نیابت  
درست ہے، مالکیہ کے نزدیک نفل میں نائب بنانا مردود ہے<sup>(۱)</sup>۔

۱۸- مذکورہ بالا بحث زندہ شخص کے بارے میں تھی، وفات شدہ شخص  
کے بارے میں جنابہ "شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ جس شخص کا انتقال  
"تنگی حج پر قدرت سے پہلے ہو یا اس کا فرض ساتھ ہو یا اس کی  
طرف سے قضاء واجب نہیں، اور اگر ادائیگی حج پر قدرت کے بعد  
انتقال ہوا اور اس نے حج کو ادا نہیں کیا تو اس کا فرض ساتھ نہیں ہوا،  
اس کے ترک میں سے حج کی قضا کرنا لازم ہوگا، چونکہ حضرت نہ یہ دو  
کی روایت ہے: "انت الہی ﷺ امرأۃ فقلت: یا رسول  
اللہ! ان امی ماتت ولم نصح فقال الہی ﷺ: صحی عن  
امک" (۲) (نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی  
اور اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری ماں کا انتقال ہو گیا اور  
انہوں نے حج نہیں کیا؟ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنی ماں کی

طرف سے حج کرلو) نیز اس لئے کہ یہ ایسا حق ہے جس میں زندگی  
میں ہی نیابت روپا لیتی ہے، لہذا موت سے یہ حق ساتھ نہیں ہوگا،  
جس طرح انسان پر واجب مالی حق اس کی موت سے ساتھ نہیں ہوتا،  
حج نذر کا بھی یہی حکم ہے، چونکہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے:  
"قمت وجعل الہی ﷺ فقال لہ: ان اُحتی بدوت ان  
نصح، وابتھا ماتت، فقال الہی ﷺ: لو کان علیھا دین  
اکنت قاصیہ؟ قال: نعم، قال: فافض الہ فہو احق  
بالقضاء" (۱) (ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا  
اور آپ ﷺ سے عرض کیا: میری بہن نے حج کی نذر مانگی تھی (حج  
کرنے سے پہلے) اس کا انتقال ہو گیا تو میں نے اس کو "سرتے؟ انہوں  
نے عرض کیا: جی ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حق  
کر، اللہ تعالیٰ حق دیکھے جانے کے زیادہ لائق ہے)۔

حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک جس شخص کا تقاضا ہو اس نے حج  
نہیں کیا اس کی طرف سے حج کرنا واجب نہیں بلایہ کہ اس نے حج کی  
ہمیت کی ہو، اگر ہمیت کی ہو تو اس کے ترک سے حج کرنا جائز ہے۔  
"اگر حج کی ہمیت نہ کی ہو اور وارث نے تمہارا اس کی طرف  
سے حج کر لیا یا حج کرنا تو درست ہے، بین مالکیہ کے نزدیک یہ  
جواز راہت کے ساتھ ہے (۲)۔

ادائیگی کو وقت وجوب سے مؤخر کرنا:

۱۹- عبادت کی ادائیگی کو بلاعذر رفت وجوب سے مؤخر کرنا گناہ کا

(۱) حدیث ابن ابی لیلۃ، کی روایت بخاری نے کی ہے ۸/۷۷،  
طبع محمدی ص ۳۷۷۔

(۲) ابن ماجہ ۱۸/۵۱۳، ۵۱۵، ۵۱۷، ۵۱۹، ۵۲۱، ۵۲۳، ۵۲۵، ۵۲۷، ۵۲۹، ۵۳۱، ۵۳۳، ۵۳۵، ۵۳۷، ۵۳۹، ۵۴۱، ۵۴۳، ۵۴۵، ۵۴۷، ۵۴۹، ۵۵۱، ۵۵۳، ۵۵۵، ۵۵۷، ۵۵۹، ۵۶۱، ۵۶۳، ۵۶۵، ۵۶۷، ۵۶۹، ۵۷۱، ۵۷۳، ۵۷۵، ۵۷۷، ۵۷۹، ۵۸۱، ۵۸۳، ۵۸۵، ۵۸۷، ۵۸۹، ۵۹۱، ۵۹۳، ۵۹۵، ۵۹۷، ۵۹۹، ۶۰۱، ۶۰۳، ۶۰۵، ۶۰۷، ۶۰۹، ۶۱۱، ۶۱۳، ۶۱۵، ۶۱۷، ۶۱۹، ۶۲۱، ۶۲۳، ۶۲۵، ۶۲۷، ۶۲۹، ۶۳۱، ۶۳۳، ۶۳۵، ۶۳۷، ۶۳۹، ۶۴۱، ۶۴۳، ۶۴۵، ۶۴۷، ۶۴۹، ۶۵۱، ۶۵۳، ۶۵۵، ۶۵۷، ۶۵۹، ۶۶۱، ۶۶۳، ۶۶۵، ۶۶۷، ۶۶۹، ۶۷۱، ۶۷۳، ۶۷۵، ۶۷۷، ۶۷۹، ۶۸۱، ۶۸۳، ۶۸۵، ۶۸۷، ۶۸۹، ۶۹۱، ۶۹۳، ۶۹۵، ۶۹۷، ۶۹۹، ۷۰۱، ۷۰۳، ۷۰۵، ۷۰۷، ۷۰۹، ۷۱۱، ۷۱۳، ۷۱۵، ۷۱۷، ۷۱۹، ۷۲۱، ۷۲۳، ۷۲۵، ۷۲۷، ۷۲۹، ۷۳۱، ۷۳۳، ۷۳۵، ۷۳۷، ۷۳۹، ۷۴۱، ۷۴۳، ۷۴۵، ۷۴۷، ۷۴۹، ۷۵۱، ۷۵۳، ۷۵۵، ۷۵۷، ۷۵۹، ۷۶۱، ۷۶۳، ۷۶۵، ۷۶۷، ۷۶۹، ۷۷۱، ۷۷۳، ۷۷۵، ۷۷۷، ۷۷۹، ۷۸۱، ۷۸۳، ۷۸۵، ۷۸۷، ۷۸۹، ۷۹۱، ۷۹۳، ۷۹۵، ۷۹۷، ۷۹۹، ۸۰۱، ۸۰۳، ۸۰۵، ۸۰۷، ۸۰۹، ۸۱۱، ۸۱۳، ۸۱۵، ۸۱۷، ۸۱۹، ۸۲۱، ۸۲۳، ۸۲۵، ۸۲۷، ۸۲۹، ۸۳۱، ۸۳۳، ۸۳۵، ۸۳۷، ۸۳۹، ۸۴۱، ۸۴۳، ۸۴۵، ۸۴۷، ۸۴۹، ۸۵۱، ۸۵۳، ۸۵۵، ۸۵۷، ۸۵۹، ۸۶۱، ۸۶۳، ۸۶۵، ۸۶۷، ۸۶۹، ۸۷۱، ۸۷۳، ۸۷۵، ۸۷۷، ۸۷۹، ۸۸۱، ۸۸۳، ۸۸۵، ۸۸۷، ۸۸۹، ۸۹۱، ۸۹۳، ۸۹۵، ۸۹۷، ۸۹۹، ۹۰۱، ۹۰۳، ۹۰۵، ۹۰۷، ۹۰۹، ۹۱۱، ۹۱۳، ۹۱۵، ۹۱۷، ۹۱۹، ۹۲۱، ۹۲۳، ۹۲۵، ۹۲۷، ۹۲۹، ۹۳۱، ۹۳۳، ۹۳۵، ۹۳۷، ۹۳۹، ۹۴۱، ۹۴۳، ۹۴۵، ۹۴۷، ۹۴۹، ۹۵۱، ۹۵۳، ۹۵۵، ۹۵۷، ۹۵۹، ۹۶۱، ۹۶۳، ۹۶۵، ۹۶۷، ۹۶۹، ۹۷۱، ۹۷۳، ۹۷۵، ۹۷۷، ۹۷۹، ۹۸۱، ۹۸۳، ۹۸۵، ۹۸۷، ۹۸۹، ۹۹۱، ۹۹۳، ۹۹۵، ۹۹۷، ۹۹۹، ۱۰۰۱، ۱۰۰۳، ۱۰۰۵، ۱۰۰۷، ۱۰۰۹، ۱۰۱۱، ۱۰۱۳، ۱۰۱۵، ۱۰۱۷، ۱۰۱۹، ۱۰۲۱، ۱۰۲۳، ۱۰۲۵، ۱۰۲۷، ۱۰۲۹، ۱۰۳۱، ۱۰۳۳، ۱۰۳۵، ۱۰۳۷، ۱۰۳۹، ۱۰۴۱، ۱۰۴۳، ۱۰۴۵، ۱۰۴۷، ۱۰۴۹، ۱۰۵۱، ۱۰۵۳، ۱۰۵۵، ۱۰۵۷، ۱۰۵۹، ۱۰۶۱، ۱۰۶۳، ۱۰۶۵، ۱۰۶۷، ۱۰۶۹، ۱۰۷۱، ۱۰۷۳، ۱۰۷۵، ۱۰۷۷، ۱۰۷۹، ۱۰۸۱، ۱۰۸۳، ۱۰۸۵، ۱۰۸۷، ۱۰۸۹، ۱۰۹۱، ۱۰۹۳، ۱۰۹۵، ۱۰۹۷، ۱۰۹۹، ۱۱۰۱، ۱۱۰۳، ۱۱۰۵، ۱۱۰۷، ۱۱۰۹، ۱۱۱۱، ۱۱۱۳، ۱۱۱۵، ۱۱۱۷، ۱۱۱۹، ۱۱۲۱، ۱۱۲۳، ۱۱۲۵، ۱۱۲۷، ۱۱۲۹، ۱۱۳۱، ۱۱۳۳، ۱۱۳۵، ۱۱۳۷، ۱۱۳۹، ۱۱۴۱، ۱۱۴۳، ۱۱۴۵، ۱۱۴۷، ۱۱۴۹، ۱۱۵۱، ۱۱۵۳، ۱۱۵۵، ۱۱۵۷، ۱۱۵۹، ۱۱۶۱، ۱۱۶۳، ۱۱۶۵، ۱۱۶۷، ۱۱۶۹، ۱۱۷۱، ۱۱۷۳، ۱۱۷۵، ۱۱۷۷، ۱۱۷۹، ۱۱۸۱، ۱۱۸۳، ۱۱۸۵، ۱۱۸۷، ۱۱۸۹، ۱۱۹۱، ۱۱۹۳، ۱۱۹۵، ۱۱۹۷، ۱۱۹۹، ۱۲۰۱، ۱۲۰۳، ۱۲۰۵، ۱۲۰۷، ۱۲۰۹، ۱۲۱۱، ۱۲۱۳، ۱۲۱۵، ۱۲۱۷، ۱۲۱۹، ۱۲۲۱، ۱۲۲۳، ۱۲۲۵، ۱۲۲۷، ۱۲۲۹، ۱۲۳۱، ۱۲۳۳، ۱۲۳۵، ۱۲۳۷، ۱۲۳۹، ۱۲۴۱، ۱۲۴۳، ۱۲۴۵، ۱۲۴۷، ۱۲۴۹، ۱۲۵۱، ۱۲۵۳، ۱۲۵۵، ۱۲۵۷، ۱۲۵۹، ۱۲۶۱، ۱۲۶۳، ۱۲۶۵، ۱۲۶۷، ۱۲۶۹، ۱۲۷۱، ۱۲۷۳، ۱۲۷۵، ۱۲۷۷، ۱۲۷۹، ۱۲۸۱، ۱۲۸۳، ۱۲۸۵، ۱۲۸۷، ۱۲۸۹، ۱۲۹۱، ۱۲۹۳، ۱۲۹۵، ۱۲۹۷، ۱۲۹۹، ۱۳۰۱، ۱۳۰۳، ۱۳۰۵، ۱۳۰۷، ۱۳۰۹، ۱۳۱۱، ۱۳۱۳، ۱۳۱۵، ۱۳۱۷، ۱۳۱۹، ۱۳۲۱، ۱۳۲۳، ۱۳۲۵، ۱۳۲۷، ۱۳۲۹، ۱۳۳۱، ۱۳۳۳، ۱۳۳۵، ۱۳۳۷، ۱۳۳۹، ۱۳۴۱، ۱۳۴۳، ۱۳۴۵، ۱۳۴۷، ۱۳۴۹، ۱۳۵۱، ۱۳۵۳، ۱۳۵۵، ۱۳۵۷، ۱۳۵۹، ۱۳۶۱، ۱۳۶۳، ۱۳۶۵، ۱۳۶۷، ۱۳۶۹، ۱۳۷۱، ۱۳۷۳، ۱۳۷۵، ۱۳۷۷، ۱۳۷۹، ۱۳۸۱، ۱۳۸۳، ۱۳۸۵، ۱۳۸۷، ۱۳۸۹، ۱۳۹۱، ۱۳۹۳، ۱۳۹۵، ۱۳۹۷، ۱۳۹۹، ۱۴۰۱، ۱۴۰۳، ۱۴۰۵، ۱۴۰۷، ۱۴۰۹، ۱۴۱۱، ۱۴۱۳، ۱۴۱۵، ۱۴۱۷، ۱۴۱۹، ۱۴۲۱، ۱۴۲۳، ۱۴۲۵، ۱۴۲۷، ۱۴۲۹، ۱۴۳۱، ۱۴۳۳، ۱۴۳۵، ۱۴۳۷، ۱۴۳۹، ۱۴۴۱، ۱۴۴۳، ۱۴۴۵، ۱۴۴۷، ۱۴۴۹، ۱۴۵۱، ۱۴۵۳، ۱۴۵۵، ۱۴۵۷، ۱۴۵۹، ۱۴۶۱، ۱۴۶۳، ۱۴۶۵، ۱۴۶۷، ۱۴۶۹، ۱۴۷۱، ۱۴۷۳، ۱۴۷۵، ۱۴۷۷، ۱۴۷۹، ۱۴۸۱، ۱۴۸۳، ۱۴۸۵، ۱۴۸۷، ۱۴۸۹، ۱۴۹۱، ۱۴۹۳، ۱۴۹۵، ۱۴۹۷، ۱۴۹۹، ۱۵۰۱، ۱۵۰۳، ۱۵۰۵، ۱۵۰۷، ۱۵۰۹، ۱۵۱۱، ۱۵۱۳، ۱۵۱۵، ۱۵۱۷، ۱۵۱۹، ۱۵۲۱، ۱۵۲۳، ۱۵۲۵، ۱۵۲۷، ۱۵۲۹، ۱۵۳۱، ۱۵۳۳، ۱۵۳۵، ۱۵۳۷، ۱۵۳۹، ۱۵۴۱، ۱۵۴۳، ۱۵۴۵، ۱۵۴۷، ۱۵۴۹، ۱۵۵۱، ۱۵۵۳، ۱۵۵۵، ۱۵۵۷، ۱۵۵۹، ۱۵۶۱، ۱۵۶۳، ۱۵۶۵، ۱۵۶۷، ۱۵۶۹، ۱۵۷۱، ۱۵۷۳، ۱۵۷۵، ۱۵۷۷، ۱۵۷۹، ۱۵۸۱، ۱۵۸۳، ۱۵۸۵، ۱۵۸۷، ۱۵۸۹، ۱۵۹۱، ۱۵۹۳، ۱۵۹۵، ۱۵۹۷، ۱۵۹۹، ۱۶۰۱، ۱۶۰۳، ۱۶۰۵، ۱۶۰۷، ۱۶۰۹، ۱۶۱۱، ۱۶۱۳، ۱۶۱۵، ۱۶۱۷، ۱۶۱۹، ۱۶۲۱، ۱۶۲۳، ۱۶۲۵، ۱۶۲۷، ۱۶۲۹، ۱۶۳۱، ۱۶۳۳، ۱۶۳۵، ۱۶۳۷، ۱۶۳۹، ۱۶۴۱، ۱۶۴۳، ۱۶۴۵، ۱۶۴۷، ۱۶۴۹، ۱۶۵۱، ۱۶۵۳، ۱۶۵۵، ۱۶۵۷، ۱۶۵۹، ۱۶۶۱، ۱۶۶۳، ۱۶۶۵، ۱۶۶۷، ۱۶۶۹، ۱۶۷۱، ۱۶۷۳، ۱۶۷۵، ۱۶۷۷، ۱۶۷۹، ۱۶۸۱، ۱۶۸۳، ۱۶۸۵، ۱۶۸۷، ۱۶۸۹، ۱۶۹۱، ۱۶۹۳، ۱۶۹۵، ۱۶۹۷، ۱۶۹۹، ۱۷۰۱، ۱۷۰۳، ۱۷۰۵، ۱۷۰۷، ۱۷۰۹، ۱۷۱۱، ۱۷۱۳، ۱۷۱۵، ۱۷۱۷، ۱۷۱۹، ۱۷۲۱، ۱۷۲۳، ۱۷۲۵، ۱۷۲۷، ۱۷۲۹، ۱۷۳۱، ۱۷۳۳، ۱۷۳۵، ۱۷۳۷، ۱۷۳۹، ۱۷۴۱، ۱۷۴۳، ۱۷۴۵، ۱۷۴۷، ۱۷۴۹، ۱۷۵۱، ۱۷۵۳، ۱۷۵۵، ۱۷۵۷، ۱۷۵۹، ۱۷۶۱، ۱۷۶۳، ۱۷۶۵، ۱۷۶۷، ۱۷۶۹، ۱۷۷۱، ۱۷۷۳، ۱۷۷۵، ۱۷۷۷، ۱۷۷۹، ۱۷۸۱، ۱۷۸۳، ۱۷۸۵، ۱۷۸۷، ۱۷۸۹، ۱۷۹۱، ۱۷۹۳، ۱۷۹۵، ۱۷۹۷، ۱۷۹۹، ۱۸۰۱، ۱۸۰۳، ۱۸۰۵، ۱۸۰۷، ۱۸۰۹، ۱۸۱۱، ۱۸۱۳، ۱۸۱۵، ۱۸۱۷، ۱۸۱۹، ۱۸۲۱، ۱۸۲۳، ۱۸۲۵، ۱۸۲۷، ۱۸۲۹، ۱۸۳۱، ۱۸۳۳، ۱۸۳۵، ۱۸۳۷، ۱۸۳۹، ۱۸۴۱، ۱۸۴۳، ۱۸۴۵، ۱۸۴۷، ۱۸۴۹، ۱۸۵۱، ۱۸۵۳، ۱۸۵۵، ۱۸۵۷، ۱۸۵۹، ۱۸۶۱، ۱۸۶۳، ۱۸۶۵، ۱۸۶۷، ۱۸۶۹، ۱۸۷۱، ۱۸۷۳، ۱۸۷۵، ۱۸۷۷، ۱۸۷۹، ۱۸۸۱، ۱۸۸۳، ۱۸۸۵، ۱۸۸۷، ۱۸۸۹، ۱۸۹۱، ۱۸۹۳، ۱۸۹۵، ۱۸۹۷، ۱۸۹۹، ۱۹۰۱، ۱۹۰۳، ۱۹۰۵، ۱۹۰۷، ۱۹۰۹، ۱۹۱۱، ۱۹۱۳، ۱۹۱۵، ۱۹۱۷، ۱۹۱۹، ۱۹۲۱، ۱۹۲۳، ۱۹۲۵، ۱۹۲۷، ۱۹۲۹، ۱۹۳۱، ۱۹۳۳، ۱۹۳۵، ۱۹۳۷، ۱۹۳۹، ۱۹۴۱، ۱۹۴۳، ۱۹۴۵، ۱۹۴۷، ۱۹۴۹، ۱۹۵۱، ۱۹۵۳، ۱۹۵۵، ۱۹۵۷، ۱۹۵۹، ۱۹۶۱، ۱۹۶۳، ۱۹۶۵، ۱۹۶۷، ۱۹۶۹، ۱۹۷۱، ۱۹۷۳، ۱۹۷۵، ۱۹۷۷، ۱۹۷۹، ۱۹۸۱، ۱۹۸۳، ۱۹۸۵، ۱۹۸۷، ۱۹۸۹، ۱۹۹۱، ۱۹۹۳، ۱۹۹۵، ۱۹۹۷، ۱۹۹۹، ۲۰۰۱، ۲۰۰۳، ۲۰۰۵، ۲۰۰۷، ۲۰۰۹، ۲۰۱۱، ۲۰۱۳، ۲۰۱۵، ۲۰۱۷، ۲۰۱۹، ۲۰۲۱، ۲۰۲۳، ۲۰۲۵، ۲۰۲۷، ۲۰۲۹، ۲۰۳۱، ۲۰۳۳، ۲۰۳۵، ۲۰۳۷، ۲۰۳۹، ۲۰۴۱، ۲۰۴۳، ۲۰۴۵، ۲۰۴۷، ۲۰۴۹، ۲۰۵۱، ۲۰۵۳، ۲۰۵۵، ۲۰۵۷، ۲۰۵۹، ۲۰۶۱، ۲۰۶۳، ۲۰۶۵، ۲۰۶۷، ۲۰۶۹، ۲۰۷۱، ۲۰۷۳، ۲۰۷۵، ۲۰۷۷، ۲۰۷۹، ۲۰۸۱، ۲۰۸۳، ۲۰۸۵، ۲۰۸۷، ۲۰۸۹، ۲۰۹۱، ۲۰۹۳، ۲۰۹۵، ۲۰۹۷، ۲۰۹۹، ۲۱۰۱، ۲۱۰۳، ۲۱۰۵، ۲۱۰۷، ۲۱۰۹، ۲۱۱۱، ۲۱۱۳، ۲۱۱۵، ۲۱۱۷، ۲۱۱۹، ۲۱۲۱، ۲۱۲۳، ۲۱۲۵، ۲۱۲۷، ۲۱۲۹، ۲۱۳۱، ۲۱۳۳، ۲۱۳۵، ۲۱۳۷، ۲۱۳۹، ۲۱۴۱، ۲۱۴۳، ۲۱۴۵، ۲۱۴۷، ۲۱۴۹، ۲۱۵۱، ۲۱۵۳، ۲۱۵۵، ۲۱۵۷، ۲۱۵۹، ۲۱۶۱، ۲۱۶۳، ۲۱۶۵، ۲۱۶۷، ۲۱۶۹، ۲۱۷۱، ۲۱۷۳، ۲۱۷۵، ۲۱۷۷، ۲۱۷۹، ۲۱۸۱، ۲۱۸۳، ۲۱۸۵، ۲۱۸۷، ۲۱۸۹، ۲۱۹۱، ۲۱۹۳، ۲۱۹۵، ۲۱۹۷، ۲۱۹۹، ۲۲۰۱، ۲۲۰۳، ۲۲۰۵، ۲۲۰۷، ۲۲۰۹، ۲۲۱۱، ۲۲۱۳، ۲۲۱۵، ۲۲۱۷، ۲۲۱۹، ۲۲۲۱، ۲۲۲۳، ۲۲۲۵، ۲۲۲۷، ۲۲۲۹، ۲۲۳۱، ۲۲۳۳، ۲۲۳۵، ۲۲۳۷، ۲۲۳۹، ۲۲۴۱، ۲۲۴۳، ۲۲۴۵، ۲۲۴۷، ۲۲۴۹، ۲۲۵۱، ۲۲۵۳، ۲۲۵۵، ۲۲۵۷، ۲۲۵۹، ۲۲۶۱، ۲۲۶۳، ۲۲۶۵، ۲۲۶۷، ۲۲۶۹، ۲۲۷۱، ۲۲۷۳، ۲۲۷۵، ۲۲۷۷، ۲۲۷۹، ۲۲۸۱، ۲۲۸۳، ۲۲۸۵، ۲۲۸۷، ۲۲۸۹، ۲۲۹۱، ۲۲۹۳، ۲۲۹۵، ۲۲۹۷، ۲۲۹۹، ۲۳۰۱، ۲۳۰۳، ۲۳۰۵، ۲۳۰۷، ۲۳۰۹، ۲۳۱۱، ۲۳۱۳، ۲۳۱۵، ۲۳۱۷، ۲۳۱۹، ۲۳۲۱، ۲۳۲۳، ۲۳۲۵، ۲۳۲۷، ۲۳۲۹، ۲۳۳۱، ۲۳۳۳، ۲۳۳۵، ۲۳۳۷، ۲۳۳۹، ۲۳۴۱، ۲۳۴۳، ۲۳۴۵، ۲۳۴۷، ۲۳۴۹، ۲۳۵۱، ۲۳۵۳، ۲۳۵۵، ۲۳۵۷، ۲۳۵۹، ۲۳۶۱، ۲۳۶۳، ۲۳۶۵، ۲۳۶۷، ۲۳۶۹، ۲۳۷۱، ۲۳۷۳، ۲۳۷۵، ۲۳۷۷، ۲۳۷۹، ۲۳۸۱، ۲۳۸۳، ۲۳۸۵، ۲۳۸۷، ۲۳۸۹، ۲۳۹۱، ۲۳۹۳، ۲۳۹۵، ۲۳۹۷، ۲۳۹۹، ۲۴۰۱، ۲۴۰۳، ۲۴۰۵، ۲۴۰۷، ۲۴۰۹، ۲۴۱۱، ۲۴۱۳، ۲۴۱۵، ۲۴۱۷، ۲۴۱۹، ۲۴۲۱، ۲۴۲۳، ۲۴۲۵، ۲۴۲۷، ۲۴۲۹، ۲۴۳۱، ۲۴۳۳، ۲۴۳۵، ۲۴۳۷، ۲۴۳۹، ۲۴۴۱، ۲۴۴۳، ۲۴۴۵، ۲۴۴۷، ۲۴۴۹، ۲۴۵۱، ۲۴۵۳، ۲۴۵۵، ۲۴۵۷، ۲۴۵۹، ۲۴۶۱، ۲۴۶۳، ۲۴۶۵، ۲۴۶۷، ۲۴۶۹، ۲۴۷۱، ۲۴۷۳، ۲۴۷۵، ۲۴۷۷، ۲۴۷۹، ۲۴۸۱، ۲۴۸۳، ۲۴۸۵، ۲۴۸۷، ۲۴۸۹، ۲۴۹۱، ۲۴۹۳، ۲۴۹۵، ۲۴۹۷، ۲۴۹۹، ۲۵۰۱، ۲۵۰۳، ۲۵۰۵، ۲۵۰۷، ۲۵۰۹، ۲۵۱۱، ۲۵۱۳، ۲۵۱۵، ۲۵۱۷، ۲۵۱۹، ۲۵۲۱، ۲۵۲۳، ۲۵۲۵، ۲۵۲۷، ۲۵۲۹، ۲۵۳۱، ۲۵۳۳، ۲۵۳۵، ۲۵۳۷، ۲۵۳۹، ۲۵۴۱، ۲۵۴۳، ۲۵۴۵، ۲۵۴۷، ۲۵۴۹، ۲۵۵۱، ۲۵۵۳، ۲۵۵۵، ۲۵۵۷، ۲۵۵۹، ۲۵۶۱، ۲۵۶۳، ۲۵۶۵، ۲۵۶۷، ۲۵۶۹، ۲۵۷۱، ۲۵۷۳، ۲۵۷۵، ۲۵۷۷، ۲۵۷۹، ۲۵۸۱، ۲۵۸۳، ۲۵۸۵، ۲۵۸۷، ۲۵۸۹، ۲۵۹۱، ۲۵۹۳، ۲۵۹۵، ۲۵۹۷، ۲۵۹۹، ۲۶۰۱، ۲۶۰۳، ۲۶۰۵، ۲۶۰۷، ۲۶۰۹، ۲۶۱۱، ۲۶۱۳، ۲۶۱۵، ۲۶۱۷، ۲۶۱۹، ۲۶۲۱، ۲۶۲۳، ۲۶۲۵، ۲۶۲۷، ۲۶۲۹، ۲۶۳۱، ۲۶۳۳، ۲۶۳۵، ۲۶۳۷، ۲۶۳۹، ۲۶۴۱، ۲۶۴۳، ۲۶۴۵، ۲۶۴۷، ۲۶۴۹، ۲۶۵۱، ۲۶۵۳، ۲۶۵۵، ۲۶۵۷، ۲۶۵۹، ۲۶۶۱، ۲۶۶۳، ۲۶۶۵، ۲۶۶۷، ۲۶۶۹، ۲۶۷۱، ۲۶۷۳، ۲۶۷۵، ۲۶۷۷، ۲۶۷۹، ۲۶۸۱، ۲۶۸۳، ۲۶۸۵، ۲۶۸۷، ۲۶۸۹، ۲۶۹۱، ۲۶۹۳، ۲۶۹۵، ۲۶۹۷، ۲۶۹۹، ۲۷۰۱، ۲۷۰۳، ۲۷۰۵، ۲۷۰۷، ۲۷۰۹، ۲۷۱۱، ۲۷۱۳، ۲۷۱۵، ۲۷۱۷، ۲۷۱۹، ۲۷۲۱، ۲۷۲۳، ۲۷۲۵، ۲۷۲۷، ۲۷۲۹، ۲۷۳۱، ۲۷۳۳، ۲۷۳۵، ۲۷۳۷، ۲۷۳۹، ۲۷۴۱، ۲۷۴۳، ۲۷۴۵، ۲۷۴۷، ۲۷۴۹، ۲۷۵۱، ۲۷۵۳، ۲۷۵۵، ۲۷۵۷، ۲۷۵۹، ۲۷۶۱، ۲۷۶۳، ۲۷۶۵، ۲۷۶۷، ۲۷۶۹، ۲۷۷۱، ۲۷۷۳، ۲۷۷۵، ۲۷۷۷، ۲۷۷۹، ۲۷۸۱، ۲۷۸۳، ۲۷۸۵، ۲۷۸۷، ۲۷۸۹، ۲۷۹۱، ۲۷۹۳، ۲۷۹۵، ۲۷۹۷، ۲۷۹۹، ۲۸۰۱، ۲۸۰۳، ۲۸



باعث ہے، اگر ایسی عبادت ہو جس کا ایک شخص ہمد و ہمت ہو، مثلاً نماز، روزہ تو اس کی قضاء لازم ہے، اسی طرح اگر نہ زمین کو، انہیں یا تو اس کی قضاء لازم ہے، اور اگر ایسی عبادت ہو جس کی اور اس کی کا وقت پوری عمر ہو (مثلاً زکوٰۃ اور حج) اور اس کے امکان کے باوجود انہیں کی تو مال اس کے و مد لازم ہو گیا، اسی طرح اگر مالی وجہ فی استطاعت پائی جائے کہ باوجود حج و نہیں یا تو حج اس کے و مد مافی رہے گا۔

کی طرح اس وجہ سے حکم ہے جن میں وقت کی پابندی نہیں ہے مثلاً زکوٰۃ، فتناء، اس شخص کے بارے میں اختلاف ہے جس کا تقب ہو یا "اس نے زکوٰۃ حج یا عمرہ کیا کفارہ یا نہی بھی وہب مالی حق کی" جتنی نہیں کی حالانکہ اس کے لئے "آرما ممکن تھا پھر بھی اس شخص نے" نہیں کیا اور اس کا انتقال ہو یا تو مضیع ورمالذیہ کے سر، یک اس شخص کے ترکہ میں سے اس کی اولاد تکلی نہیں کی جائے گی، لایہذا اس بے وفات سے قبل ہیبت رہی ہو۔ جب اس نے وصیت نہیں کی تو احکام دیا کے تیس اس کا لام ساتھ ہو گیا، حناجہ ورمالذیہ کے سر، یک آرمرے اولے بے وصیت نہ کی ہو تو بھی اس کے ترکہ سے اس وہب مالی کی ادائیگی کی جائے گی<sup>(۱)</sup>۔ یہ جہلی حکم ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے اصطلاحات: "فتناء، حج، زکاۃ، نماز۔"

یہ حکم یہ ہے: "اے! جبکہ ہے، خواہ وقت ہوں یا غیہ وقت۔"

۲۰۔ غل غواہ مطلق ہو یا کسی حب یا مقت سے وابستہ ہو، امر و نہی سے ہو جائے تو اس کی قسم، کے بارے میں ثقیاء کے درمیان اختلاف ہے۔

۱۸۶۸ء میں لکھنؤ میں ۲۰۶۱ مربع اکیڑوں پر ۵۵۱ گھر

(۲) جدول مصنفات از ۱۳۰۳ تا ۱۳۰۴ هجری مطابق با ۱۹۲۵، ۱۹۲۶ و ۱۹۲۷ شمسی  
از ۱۳۰۳ تا ۱۳۰۴ هجری مطابق با ۱۹۲۵، ۱۹۲۶ و ۱۹۲۷ شمسی  
از ۱۳۰۳ تا ۱۳۰۴ هجری مطابق با ۱۹۲۵، ۱۹۲۶ و ۱۹۲۷ شمسی

خیر اور مالیہ کے رد یک سنت فجر کے علاوہ کسی اور سنت کی قضا نہیں کی جائے گی، حنفیہ کا استدلال حضرت ام سلمہؓ کی اس روایت سے ہے: ”اَن السَّيِّئَةَ دَخَلَ حَجْرَتِي بَعْدَ الْعَصْرِ، فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَاتَانِ الرُّكْعَتَانِ الَّتَانِ لَمْ تَكُنْ تَصَلِيهِمَا مِنْ قَبْلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَانِ كُنْتَ أَصَلِيهِمَا بَعْدَ الظُّهْرِ، وَفِي رَوَايَةٍ رَكْعَتَا الظُّهْرِ شَغَلَنِي عَنْهُمَا الْوُفْدُ، فَكُرِهَتْ أَنْ أَصَلِيَهُمَا بِحَصْرَةِ النَّاسِ، فَبَرَوْنِي، فَقُلْتُ: لَقَدْ أَصَلِيَهُمَا إِذَا فَاتَنَا؟ قَالَ: لَا“ (نبی اکرم ﷺ نماز عصر کے بعد میرے حجرہ میں تشریف لائے اور رخصت ہمارے پر بھی، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ﷺ یہ کیسی رقعتیں ہیں۔ اس سے پہلے آپ میں میں پڑھتے تھے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ دو رقعتیں وہ ہیں جو میں ظہر کے بعد پڑھا کرتا تھا، ایک روایت میں ہے کہ ظہر کی دو رقعتیں ہیں، خدا کی مشغولیت کی وجہ سے میں ان میں میں پڑھا کرتا تھا، مجھے یہ بات ناپسند ہوئی کہ لوگوں کی موجودگی میں میں پڑھوں، اور لوگ مجھے پڑھتے ہوئے دیکھیں، میں نے عرض کیا: یا میں بھی فوت ہونے پر ان دو رقعوں کی قضا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں)۔ یہ حدیث نبوی اس بات میں صریح ہے کہ امت پر قضا، جب میں بلکہ میرے رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت ہے، اس حدیث کے قیاس کا قضا ہے کہ فجر کی دو رخت سنت کی قضا بھی بالکل لازم نہ ہو، مگر ہم نے ان دونوں

(۱) ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث ہم نہیں لی، اس سے قرہی الفاظ کے ساتھ اس حدیث کی روایت درج ذیل کتابوں میں ہے مسند احمد سن ۳۷۶ ۵ طبع المکتبہ، صحیح ابن حبان (۲۰۰۰ حسان فی غریب صحیح ابن حبان سن ۸۴۰ ۸۴ طبع المکتبہ استقصیٰ حدیث سورہ مدثر صفحہ ۲ ۹۳۳ طبع دار الفکر لبنان، چھٹی بار فرمایا: مسند احمد کی روایت کے ساتھ صحیح بخاری سے جاب ہیں مجمع الزوائد ۱۲ / ۲۳۳ طبع المکتبہ۔

کے سنن مؤکدہ کی قضاء کی جائے گی<sup>(۱)</sup>، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ أَوْ سَهَا لِيَصِلَهَا إِذَا دُكِرَ هَا“<sup>(۲)</sup> (جو شخص کی نماز سے سو جائے یا سے صواب جائے تو جب یاد آئے اسے پڑھ لے)۔

۲۱- خلیفہ کے نزدیک فوت ہونے پر سنت فجر کی قضاء نہیں کی جائے گی۔ لہذا یہ فجر کی فرض نماز کے ساتھ فوت ہو تو اس کی قضاء کی جائے گی۔ اگر نماز فوت ہو تو اس کی قضا نہیں کی جائے گی۔ جمہور فقہاء کے نزدیک سنت فجر کی قضا کی جائے گی، خواہ نماز فوت ہو یا فجر کی فرض نماز کے ساتھ فوت ہو۔

سنت فجر کی قضا، اس وقت تک کی جائے گی؟ اس بارے میں اختلاف ہے، حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک زوال تک قضا کی جائے گی، حنابلہ کے نزدیک چاشت کے وقت تک اور شافعیہ کے نزدیک ہمیشہ قضا کی جائے گی<sup>(۳)</sup>۔

یہ اجمالی حکم ہے، اس کی تفصیل، ہرے مقام پر دیکھی جائے گی۔ (۱) کہیں: ”نفل“ اور ”قضا“۔

۲۲- مطلق نفل کو جب شروع کر دیا تو اس کو پورا کرنا واجب ہے، اور اگر قاسد ہو جائے تو اس کی قضا کرے گا۔ یہ حنفیہ اور مالکیہ کا مسلک ہے، حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک پورا کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے، اسی طرح قاسد ہو جانے کی صورت میں قضا کرنا مستحب ہے

رکعتوں کی قضا کو اس صورت میں پسندیدہ سمجھ سب فجر کی، اور سنت فرض بھی فوت ہوئی ہو، کیونکہ رسول کریم ﷺ نے قریش کی رات میں فرض کے ساتھ وہ رعت سنت بھی پڑھی<sup>(۱)</sup>، ہم بھی رسول کریم ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے یہی کریں گے نماز کا مسئلہ اس سے مختلف ہے، کیونکہ ہر امام ابوحنیفہ کے نزدیک واجب ہے اور واجب کا حکم عمل کرنے کے حق میں فرض کی طرح ہے<sup>(۲)</sup>۔

اس مسئلہ میں حنابلہ کا مسلک یہ ہے۔ امام احمد نے فرمایا: ہمیں یہ بات نہیں پتہ کہ نبی کریم ﷺ نے کی قضا کی تھی یا نہ ہو، اسے فجر کی دو رکعتوں اور عصر کے بعد دو رکعتوں کے“ قاضی (ابو یوسف) اور بعض دوسرے صحابی فقہاء کہتے ہیں: ”صرف فجر کی دو رکعتوں اور عصر کی دو رکعتوں کی قضا کرے گا“۔ من حامد فرماتے ہیں: ”تمام سنن مؤکدہ کی قضا کی جائے گی، کیونکہ رسول کریم ﷺ نے بعض سنن مؤکدہ کی قضا کی، اور باقی کو ہم نے اسی پر قیاس کر لیا۔“ شرح مختصر الارواء میں ہے: تمام سنن مؤکدہ کا قضا کرنا مسنون ہے، لہذا یہ کہ فرض نمازوں کے ساتھ فوت ہوئی ہو، اگرچہ ہو تو اس کا ترک کر دینا زیادہ بہتر ہے، سوے سنت فجر کے، کیونکہ سنت فجر بہت زیادہ مؤکدہ ہے، اس کی مطلقاً قضا کرے گا۔

ثانویہ کے قول میں: ایک قول یہ ہے کہ سنن مؤکدہ کی قضا نہیں کی جائے گی، کیونکہ وہ علی نماز ہے، رطل کی قضا نہیں کی جاتی، جیسے نماز صوف اور نماز مستقاة کی قضا نہیں ہوتی، اور قول یہ ہے

(۱) ایسی ۱۲۸/۲، فقہی الارواء ۱، ۳۳۰، المہذب ۹۰۔

(۲) ابن القاضی کے ساتھ اس حدیث کا ذکر صاحب المہذب نے کیا ہے (۱/۹۰)، کتب حدیث میں یہ الفاظ ہیں: ”مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ أَوْ سَهَا لِيَصِلَهَا“ لکن دارالحدیث نے اس کی روایت نہیں کی، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی نے کی ہے (فتح الکبیر ۳/۳۳۲)۔

(۳) ابن ماجہ ۱/۲۷۲، فتح البکلی ۱/۳۱۰، المجموع شرح المہذب ۳/۳۲۲ طبع المہذب ۱۲۸/۲۔

(۱) اس حدیث کی روایت معنی کے اعتبار سے امام مسلم نے کی ہے (۱/۷۱۷)۔ تحقیق محمد عبد الرزاق، ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے رات میں نماز کی (تورہ) کے قضا میں اس کی روایت کی ہے ابن جوزی، ابن حبان اور حاکم نے بھی اس کی روایت کی ہے (الدر المنثور ۱/۸۰)۔

(۲) مجمع المصنف ۱/۲۸۷، فتح البکلی ۱/۳۱۰، الدر المنثور ۱/۱۹۱۔

بین اشقی حج و عمرہ شروع کرنے کے بعد ان کا پورا کرنا واجب ہے<sup>(۱)</sup>۔

دینگے سے باز رہنا:

۲۳- جب مرد و عورت خود سب بھنی ہوں یا سب علی المکافہ مثلاً نور رب ربی، رباۃ، حج جہد نماز جنازہ نہیں، ایام کے فرائض میں شریعت جاتا ہے ورضہ وریات دین میں مانا جاتا ہے۔ ان کا حکم بہت ہی ترستی حیات میں دین ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَأَقِصُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ" (نماز قائم کرو اور زکاۃ دو) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقَضَاءُ" (تمہارے) جہد فرائض کیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "ہنی الإسلام عسی خمس: شهادة أن لا إله إلا الله، وأن محمداً رسول الله، وإقام الصلاة وإيتاء الزكاة، والحج، وصوم رمضان" (۲) (سہم کی ہنی، پانچ چیزیں ہیں: اس بات کی دہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں نماز قائم کرنا، زکاۃ دینا، حج کرنا، رمضان کا روزہ رکھنا)۔

ہر مکلف پر ان عبادت کی ہی طرح دینگے لازم ہے جس طرح شریعت میں ورد ہے، جو شخص ان کی دینگے نہیں کرتا اور وہ ان عبادت کو اتنا ہی نہیں ہے، بلکہ ان کا انکار کرتا ہے تو اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ اس سے تو پترے کے لئے کہا جائے گا، اگر تو پترے نہیں کرتا

(۱) برویج المصنف ۲۸۷، ابن ماجہ ۴۳، شرح المستدرک ۴۰۸، بخاری الارواح ۶۱، المہذب ۱۹۵۔

(۲) سورہ بقرہ ۳۳۔

(۳) سورہ بقرہ ۲۱۹۔

(۴) اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے اور طبع محمد علی صبیح مسلم نے بھی لفظ کے کچھ فرق کے ساتھ اس کی روایت کی ہے اور ۵۵۵ شخص محمد عبدالمہدی۔

ہے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

اور اگر سستی کی وجہ سے او انہیں کر رہا ہے تو بدلتی عبادت مثلاً نماز میں اسے ۱۲ ایک فقرہ کی جائے گی اور اسے چھوڑ دیا جائے گا یہاں تک کہ نماز کا وقت انتہائی تک ہو جائے، تب بھی اگر وہ نماز نہ پڑھنے پر مصر ہے تو اسے طور پر قتل کر دیا جائے گا کفر کی وجہ سے نہیں، یہ جمہور فقہاء کا مسلک ہے حنفی کے نزدیک اس وقت تک کے لئے قید کر دیا جائے گا جب تک وہ نماز نہ پڑھ لے، مالی مبادیات مثلاً زکاۃ کی دینگے اگر کوئی شخص غل کی وجہ سے نہیں کر رہا ہے تو اس سے زکوۃ لے لی جائے گی اور اسے پینے کے سے قتال دیا جائے گا، جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق نے مانعین زکاۃ کے ساتھ یا تھا۔ جو شخص سستی کی وجہ سے حج نہیں کر رہا ہے، خواہ حج کی فرضیت علی العور ہو یا ترائی کے ساتھ ہو اسے چھوڑ دیا جائے گا، لیکن اسے حج کا حکم دیا جائے گا اور معاملہ اس کی دیانت پر چھوڑ دیا جائے گا۔ کیونکہ حج کی شرط استطاعت ہے اور اس لئے کہ کبھی کبھی انسان کو کوئی باطنی عذر ہوتا ہے جسے لوگ نہیں جانتے۔

۲۴- حمال تک غیر واجب عبادات کا معاف ہے، جسے مندوب یا سنت یا نفل کہتے ہیں، ایسے کرنے والا ثواب کا مستحق ہوتا ہے، اگر ترک کرنے والا مستحق مذمت نہیں ہوتا، بین یہ ایک حمالی حکم ہے (سب سنتیں ایک طرح نہیں)، کیونکہ بعض سنتیں دین کا اظہار و شعور مانی جاتی ہیں اور ان کا ترک سخت بُرا اور نا پسندیدہ ہوتا ہے مثلاً جماعت، اذان، اقامت، مار عیدین، یہ سنتیں عدم کے شعور میں سے ہیں، ان کو ترک کرنا شریعت کو ہیئت نہ دینا ہے، اسی لئے اگر کسی شخص کے لوگ انہیں ترک کرنے پر اتفاق کر لیں تو ان سے قتال کرنا واجب ہوگا، دوسرے مندوبات کا یہ حکم نہیں، کیونکہ انہیں تہا تہا نجوم



الشهادة ومن يَكْمُنْهَا لِبَاءُ آتَمَ قَلْبِهِ" (۱) اور شہادت کو نہ چھپاؤ، جو کوئی شہادت کو چھپاتا ہے وہ اپنے قلب کو نفاق سے آلود کرتا ہے۔ اور اس سے بھی نہ شہادت (کوئی) ایک امانت ہے، لہذا مطالبہ کے وقت اس کی ادائیگی لازم ہے۔

و شہادت (کوئی دینا) اس وقت فرض میں ہوتا ہے جب اس کے ملحد کوئی کووندہ ہو جس کی کوئی کافی ہو اور اسی کی کوئی پر حق ثابت ہوا موقوف ہو تو ایسی صورت میں متعین طور پر اس کے لئے کوئی دینا لازم ہے کیونکہ اس کے بغیر شہادت کا مقصد حاصل نہ ہوگا۔

میں شہادت (کوئی) حقوق، اہل اور اس کے اسباب سے متعلق ہو یعنی خالص "دی کے حق سے شہادت کا قائل ہو، اور خالص "دی کا حق وہ ہے جسے اس ساقط کرتا ہے مثلاً دین (مالی حق) اور قصاص تو اہل شہادت واجب ہو۔ کے لئے یہ شرط ہے کہ جس کے حق میں کوئی دی جاتی ہو وہ کوئی دینے کا مطالبہ کرے، اس کے مطالبہ کرنے پر کوئی دینا واجب ہوگا، حتیٰ کہ اگر اس کے مطالبہ کرے کہ وہ جو کوہے کوئی نہ دی تو گنہگار ہوگا جس کے حق میں کوئی دی جاتی ہے اس کے مطالبہ سے قبل کوئی دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ بنا آرم علیہ لے فرمایا: "خیر الناس قومی، ثم الدین بلوہم، ثم الدین بلوہم، ثم بھشو الکلب حتی یشہد الرجل لقبل ان یشہد" (۲) (لوگوں میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہوں گے، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے، پھر جھوٹ کا رواج ہو جائے گا یہاں تک کہ انسان کو بھی غلبہ کیے جانے سے قبل کوئی دے گا)۔

(۱) سورہ بقرہ ۲۸۳

(۲) اس کی روایت بخاری نے کی ہے (۳/۲ طبع التقریر)

نیز اس لئے کہ شہادت کی ادائیگی مشہورہ (جس کے حق میں کوئی دی جائے) کا حق ہے، لہذا اس کی رضامندی ہی سے اس حق کی وصولی ہوگی، اگر صاحب معاملہ کو معلوم نہیں ہے کہ فلاں شخص اس معاملہ کا شہادہ ہے تو شہادہ کو چاہئے کہ صاحب معاملہ کو اپنے شہادہ ہونے کی اطلاع دے۔

اور شہادت کا حلق حدود کے علاوہ دوسرے حقوق اللہ (اللہ کے حقوق) مثلاً طلاق، آزادی وغیرہ اسباب حرمت سے ہو تو اوہ شہادت کی ضرورت پڑنے پر بدلتا ہے کیونکہ اس کے غلبہ کیے بغیر خود کوئی دینا لازم ہے۔

حدود کے اسباب یعنی زنا، چوری، شرب نوشی میں پردہ پوشی مستحب ہے، کیونکہ نبی آرم علیہ السلام کا ارشاد ہے: من ستر مسددا سترہ اللہ فی السما والارضۃ" (۱) (جس شخص نے کسی مسدود کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرماتے ہیں) نیز اس لئے کہ انسان حدود منع کرنے پر مامور ہے، حنفیہ نے صراحت کی ہے کہ پردہ پوشی ریا و بستر ہے، ولایہ کہ مجرم بے حیہ ہو، مائتہ نے بھی اسی طرح کی بات کہی ہے (۲)۔

۴۷- کسی انسان پر "شہادت" جب ہے میں وہ شخص بعد مسافت کی ہے کوئی دینے سے معذور ہو، مثلاً سے کوئی دینے کے لئے اتنی مسافت پر بلایا جا رہا ہو جتنی دور جانے سے نماز میں قصر کیا جاتا ہے، یا کوئی دینے سے اس کے جسم یا مال یا مال و عیال کو

(۱) اس حدیث کی روایت احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابونعیم، ماجہ نے کی ہے (صحیح الکبیر ص ۲۳۳) بخاری نے بھی اپنے جملے الفاظ میں اس کی روایت کی ہے۔

(۲) حاشیہ من ملوہ علی الحد ص ۳۸۷ طبع سوم بلاق، بدیع النسخ ص ۲۸۲ طبع الجلیل، مفتی کماج ص ۲۵۵ طبع مصطفیٰ کتب، بشرح البیہ ص ۳۳ طبع دار لطافہ البیہ ص ۲۰۶ طبع المیاض لطیفہ، لہذا ص ۲۳۲ ص ۲۳۳ کتاب الفتاویٰ ص ۲۰۶ طبع المیاض، الدہلوی ص ۵۵۔

کے لئے کسی مخصوص لفظ کی شرط نہیں لگاتے بلکہ اس کا کہنا یہ ہے کہ شہادت کا مادہ اس کی ایسے لفظ کے استعمال پر ہے جس سے معلوم ہوتا ہو کہ کوئی ایسا واقعہ لے کر اس بات کا پورا اہم ہے جس کی وہ دعویٰ دے رہا ہے۔ مثلاً یہ کہنے "میں نے فلاں چیز دیکھی" میں نے فلاں بات "میں نے فلاں بات" "میں نے فلاں بات" کے یہاں زیادہ رائج مانا جاتا ہے۔ (۱) شہادت اور شہادت کے لئے کچھ شرطیں ہیں، جن کی تفصیل "شہادت" کی اصطلاح میں ملے گی۔

ادبیات

## وین کا مفہوم:

۲۹- ۱۔ ین دہہ میں ثابت ہونے والا ایک وصف ہے، یا کسی سبب سے دہہ میں مال کا وہب ہوتا ہے، خود وہ سبب کوئی عقد ہو جیسے بیع، کفالہ، صلح، درمطاع، یا کسی عقد کے تابع ہو، مثلاً، نقد، یا کوئی دوسرا سبب ہو، مثلاً، غصب، رکاۃ، درکلف کی غنی چیزیں، یا کاشاہ، مچھر، ذمہ میں وہب ہونے والے مال کو بھی ین کہا جاتا ہے، کیونکہ اس کا انجام مال ہی ہے (۲)۔

اولادین کا حکم:

۳۔ ین حسن طرح، حسب ہو ہوئی طرح، کہا بلا حرج و مض  
ہے، یتکد ارثا، باری ہے: "عمود الہی اوتس امامت" (۳)

(۱) جراح الصالح ۱۶۴۲، دیوبند ۱۱۸۲، اشرع البصیر ۲۳۸، شمع الکلیس،  
الشی ۱۶۹۹، منی الکلیج ۴۵۴.

(۲) چراغ اصلاحی ۷۷۷، الاضاء لاس نئیم ۲۰۹، الاضاء مسیوٹی ۳۲۹، کشاف اصطلاحات الفنون ۵۰۲، ابن عابدین ۶۷۷، ۲۳۳، الفنی ۹۳، ہر اس کے بعد کے صفحات۔

ۛۛۛۛۛۛۛۛ (ۛ)

مقتضیٰ پہنچنے کا خطرہ دیوتا اس شخص کے ذمہ کو بھی دینا لازم نہیں۔  
 اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلَا يُصَدِّرْ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ" (۱)  
 (کاتب و رکوہ کو مستایا نہ جائے)۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "لا  
 صور ولا ضوار" (۲) (نہ نقصان پہنچایا جائے نہ نقصان اٹھایا  
 جائے)۔ نیز اس کے لئے یہ لازم نہیں کہ ہرے کے نفع  
 کے لئے پناہ نقصان کرے۔

کسی طرح بعض نقباء نے فرمایا ہے: اُمّ حاتمِ عاملیٰ نہ جوتو ۱۰۱،  
شہادت : جب نہیں ہے مام احمد نے فرمایا: جو شخص خود عاملیٰ نہیں  
ہے اس کے پاس میں جیسے تو ہی وہی، میں تو ہی نہیں، اس کا (۲)۔

و شب و دت کا طریقہ:

۲۸۔ محبوب فقیر، کے نزدیک ۱۰ شہادت میں لکھو شہادت کا اعتبار ہے، مثلاً، کوئی دے دے والا کہے ”میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ فرد شخص سے اس بات کا قہر برپا“، کیونکہ شہادت ’شہدہ‘ پشہد“ کا مصدر ہے، البتہ شہادۃ سے مشتق ہوئے والے کسی فعل کا استعمال ۱۰ شہادت میں ضروری ہے، نیز اس لئے کہ لکھو شہادۃ میں ایک ایسا معنی ہے جو دوسرے انداز میں نہیں ہے، اگر یہ کہا کہ ”میں جانتا ہوں“ یا ”مجھے یقین ہے“ یا ”مجھے معلوم ہے“ تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا، اس کی کوئی قبول نہیں کی جائے گی، برعکس مالکیہ ۱۰ شہادت

( ) سورة النور ۲۸۴۔

(۲) اسی حدیث کی روایت امام مالک نے سوطی میں مرسل کی ہے ابن ماجہ نے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عبادہ بن الصامتؓ سے اس کی روایت کی ہے اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی، یزداد قسطنی نے کی ہے (الاشاہ وانظار للمریضی ص ۵۷۷ طبع اخبار یہ منہوی نے فیض التقدیر ۶/۳۳۲ طبع اخبار یہ) میں لکھا ہے: ”یٰٰی نے فرمایا: اسی حدیث کے راوی ثقہ ہیں، ثوری نے لکھا: ذکر میں فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔“

۳ مفی الجماع ۳۵۱، ختمی الارواح ۵۳۵، شرح المغیر ۲۸۵.

(تو جس کا شمار یہ گیا ہے سے چاہے کہ دھرم کی ممانعت (کا حق) اور دے)۔ بعض فقہاء کی صراحت کے مطابق دین کا شمار حوثِ اصلیہ میں ہے، اگر دین فوری طور پر واجب الاء ہو تو مطالبہ کرنے پر فوری طور سے اس کا ادا کرنا لازم ہے، اسے ”دین مغل“ کہا جاتا ہے، فوری طور پر ادا کرنا اس وقت لازم ہے جب کہ انسان اس پر قادر ہو، یونکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”مطل العسیٰ ظلم“ (مال دار کا مال منول کرنا ظلم ہے)۔

اگر دین مؤجل ہو تو مقررہ وقت آنے سے پہلے اس کو ادا کرنا واجب نہیں، لیکن اگر اس وقت سے پہلے دے دیا جائے تو صحیح ہوگا، اور بدیہ (جس پر دین لازم ہے) کے ذمہ سے دین ساقط ہو جائے گا۔ کبھی کبھی دین مؤجل (جس دین کی ادائیگی کے لئے آمندہ کا کوئی وقت مقرر ہو، فوری طور پر واجب الاء ہو جاتا ہے تو اس کو فورا ادا کرنا واجب ہوتا ہے، اور ایسا ردہ دینا فاقات اور بولیہ قرار دیا جائے (تفہیم) کی صورت میں ہوتا ہے (۲)۔

فقہاء کے یہاں اس مسئلہ میں بہت تمیيزات ہیں جنہیں ”دین“، ”مغل“، ”مطل“ کی معطحات کے تحت دیکھا جاسکتا ہے۔

#### دین کا طریقہ:

۳۱- اداء حق دار کو حق حوالہ کرنے کا نام ہے، دیون میں حق کی ادائیگی ان کے مثل کے ذریعہ ہوگی، یونکہ دین کی ادائیگی کا اس کے سوا کوئی اور طریقہ نہیں ہے، اس لئے فقہ صرف ”دین“ علم میں قبضہ سے دے

(۱) حدیث: ”مطل العسیٰ ظلم“ کی روایت بخاری نے کی ہے ۳۷۷۷ طبع محمد علی مسیح مسلم (۳۷۷۷، تہذیب محمد عبدالمبائی)۔

(۲) قرطبی ۳۵۳، التقریر والحدود ۳۷۲، ابن ماجہ ۶۲۳، تہذیب ۳۷۲، مجمع الجلیل ۱۱۳، المطالب ۳۷۵، کلیۃ الطالب ۳۸۳، انہی ۳۸۱۔

مال کو عین حق کا حکم حاصل ہوتا ہے، کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو یہ قبضہ سے پہلے بدل صرف، علم کے اس المال اور مسلم فیہ سے تبادلہ کرنا ہوگا، جو حرام ہے، ان طرح فقہ صرف ”دین“ علم کے دے دین میں بھی سے عین حق کا حکم حاصل ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ صاحب دین (دان) کو اس پر قبضہ کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے، اگر یہ عین حق نہیں ہوتا تو صاحب دین کو اس پر قبضہ کرنے پر مجبور نہیں کیا جاتا تھا، اور جو چیزیں وہ مال میں سے نہیں ہیں اور وہ میں واجب ہوتی ہیں اس میں قیمت واجب ہوتی ہے، جیسا کہ غصب شدہ مال و تلف شدہ شے میں ہوتا ہے۔

ایک رائے یہ ہے کہ یہ قرض میں ہوتا ہے، اگر مثل کا ملنا دشوار ہو تو ایسی چیز کی واپسی واجب ہوگی جو خلقت اور صورت میں قرض میں لی فی چیز کے مثال ہو، یونکہ حضرت ابو رافع کی حدیث میں ہے کہ ”ان النبی سکتہ امرہ ان یقضي البکر بالبکر“ (انہیں نبی اکرم ﷺ نے ”بکر“ (نوعمر جوان اونٹ) کے بدلے میں ”بکر“ د کرنے کا حکم فرمایا) نیز اس لئے کہ عقد علم کے ذریعہ جو چیز ذمہ میں لازم ہوتی ہے، وہی مقدم قرض کے ذریعہ بھی ثابت ہوتی، ذوات الامثال پر قیاس کرتے ہوئے (۱)۔

جو چیز واجب ہے اس سے افضل و بہتر کے ذریعہ ادائیگی بھی درست ہے اگر اس کی شرط تنگائی نہ ہو، اس لئے کہ روایت میں ہے کہ ”ان النبی سکتہ استخلف من رجل بکراً فقدمت عنہ ابل من ابل الصدقة فامر ابا رافع ان یقضي الرجل بکراً، فروح الیہ رافع فقال: لم أجد فیہا إلا خیاراً رباعیاً، فقال اعطه ایاه، ان خیار الناس أحسنهم قضاء“ (۲)۔

(۱) کشف الاستار ۱۶۰، الخوارزمی ۶۸، جامع الترمذی ۳۹۵، ۵۰۔

۳۹۶، انہی ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵

نرماتھوری ہے۔ کن میں خنہ مری نہیں۔ کن دیوں میں یہ شکیں جا رہی ہیں کن میں جا رہی نہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے شرط رکھنا۔

تفصیل کے لئے اس اصطلاحات کا مطالعہ کیا جائے ("اوپر" اور "پایں"۔ "حوالہ" اور "مبتدا" وغیرہ)۔

دین کی ادائیگی نہ کرنا:

۳۳۔ جس شخص کے مہر میں ہو "رود شخص ماں" رہو تو اس پر دین کو "ان" بنا، احب ہے، اگر مال مول کرے اور نہ کرے تو غلام (جن لوگوں کا دین ہے) کے مقابلہ کرنے پر قاضی سے دین د کرنے کا حکم لگا، اس کے باوجود اس نے انہیں یہ تو قاضی سے قید نہ لگا، چونکہ اس نے باقی مجبوری کے حق "کرنے میں" مانج کر کے ظلم کیا ہے، اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "اللی الواحد یحل عرصہ و عقوبتہ" (۳) (ساحب ماں کا دین کی "انگی سے پہلے تمہارا اس کی آمد اور سزا کو جائز کرتا ہے)۔ قید سزا ہی ایک سزا ہے، قید کیے جانے کے باوجود اگر اس نے "انہیں" کیا اور اس کے پاس کھلا ہوا مال ہے (یعنی ایسا مال جس کو سب لوگ

(نبی ﷺ نے ایک شخص سے ایک ہنجر انت ہوسار یا، اس کے بعد آپ ﷺ کے پاس صدقہ کے کچھ انت آئے، تو آپ نے پورنفع کو حکم دیا کہ اس شخص کو اسی شخص کے انت کی طرح انت دے وہ، پورنفع آپ ﷺ کے پاس واپس آئے اور عرض کیا کہ صدقہ کے فتوب میں اس شخص کے انت سے بہت سی تیا چار انت و لے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کو وہی دے وہ، چونکہ بہت تین لوگ وہ ہیں جو انے میں ستر تین ہوں۔)

جس شخص سے کسی دوسرے شخص میں ہو، نیکی کا مطالبہ کیا جائے،  
جہاں ہو نیکی میں نہ باہر برداری کا مسئلہ ہو۔ نہ اثر احاطہ کا تو اس پر  
او نیکی لازم ہے (۱)۔

جو چیزیں دماغی کے قائم مقام ہوتی ہیں:

۳۲- اگر مدیون، ین کو اسی طرح ہوا کر دے جس طرح واجب ہے تو اس سے، ین ساتھ ہو جائے گا اور وہ بری الذمہ ہو جائے گا، ین ساتھ کرے، بری الذمہ کرے میں رن، میل پیچیں بھی ۱۱ کے قائم مقام ہیں، صاحب، ین مدیون کو ین سے بری کر دینا، اسے ین مہر کر دینا، اس پر ین صدق کر دینا، اسی طرح فی ذمہ رن، میل پیچیں بھی، کے قائم مقام ہیں، ین کو کسی دوسرے کے حوالہ کر دینا (عقد حوالہ کے تحت) چس کا حساب برائہ برائہ کر لیا، مدت کا گدہ جانا، بام صلح کر لیا، مکاتب غلام کا اپنے کو بدل کتابت فی ینگی سے عاجز کر دینا، تمام شلوں کی کچھ خاص شطیں میں مہیں مقبوعہ ہے، کر یا ہے، مثلاً کن شلوں میں فریق ثانی کا قبول

---

کی ہر صبح مسلم سر ۱۳۳۳، تحقیق محمد فواد عبدالمالی طبع عیسائی مجلس ۱۳۷۵ھ، اس مہم کی روایت بخاری اور مسلم دونوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کی ہے (تحقیق اخیر سر ۱۳۳۳)۔

( ) تاریخ تصنیف ۱۳۹۵ھ / ۱۳۵۶ھ الہدائی ۱۳۷۳ھ / ۱۳۷۳ھ

(۱) ابن ماجه، ۵۲۱، ۳، ۴۵۱، ۲۳۳، جامع الصالح، ۵۱، ۶، ۵۰،  
۲۹۵، المشرح الصغير، ۲۹۰، المجموع، ۵۵۵، ۲، ۵۱، اشع  
- ۶۰۶-۵۷۷/۳

(۲) حدیث سنن الترمذی، الواجد... کی روایت ابو داؤد سنن، ابن ماجہ سے حضرت شریف سے مروفا کی ہے بخاری نے تصحیح روایت کیا ہے حافظ ابن حجر نے کہہ غلو حدیث احمد اساقی نے اپنی مسندوں میں موصوفہ اور ابو داؤد سنن نے حضرت عمرو بن الشریف بن مسعود ثقفی عن ابیہ سے اشیی لفاظ میں روایت کیا ہے۔ اس کی سند حسن ہے طبرانی نے ذکر کیا ہے کہ اس کی روایت اس سند کے علاوہ سے نہیں ہے (مختصر سنن ابو داؤد للحدادی ۳۶۵/۵ مطبع کریم دار المعرفہ ۱۴۰۰ھ سنن سنن ۱۶/۳ مطبع کریم المکتبۃ ایتھابہ البکری، سنن ابن ماجہ تحقیق محمد توفیق عبد المہدی ۸۱۱/۲ عیسیٰ المجلسی ۳۷۳ھ مطبع الری ۶۳/۵ طبع المستقر۔



جانتے ہیں) تو قاضی اس کا مال فرہشت کر کے دین اور کرے گا۔  
یونکہ حدیث میں ہے: "ان السیء یستبایع علی معاد مالہ  
وقصی دیونہ" (نہی روم علیہ نے معاہدہ بن جہل کا مال  
فرہشت کر کے اس کے دیوں اور روپیے)۔ اسی طرح مری ہے کہ  
حضرت عمر بن الخطاب نے صحیح مال فرہشت کر کے اس کے قرض  
خو ہوں کے درمیان تقسیم کر دیا (۲)۔

۳۴- اگر دیوں کے پاس مال ہے بین انمال نہیں ہے جس کے  
ذریعہ تمام دیوں و بھینس و غرامہ (جن کا دین لازم ہے) نے  
مطالبہ کیا کہ دیوں پر چر کر دیا جائے (یعنی اس کے تصرفات پر پابندی  
یا مکرہ کی جائے) تو وہ اس کو تصرفات سے روک سکتا ہے تاکہ غرامہ کو  
نقصان نہ پہنچا سکے، اور اگر دیوں کا مال فرہشت نہ کرے تو قاضی  
اس کا مال فرہشت کر کے اس کی قیمت غرامہ کے درمیان ان کے  
حصص کے مطابق تقسیم کر دے گا، یہ ثانیہ، حنابلہ، مالکیہ، امام  
ابو یوسف اور امام محمد کا مسلک ہے، امام ابو حنیفہ نے ان اہمات سے  
انتہا کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ دیوں کے تصرفات پر پابندی  
عائد نہیں کی جائے گی، کیونکہ اسے تصرفات سے روکنا اس کی انسانیت  
کی توہین ہے، بلکہ اگر اس کے پاس مال ہے تو قاضی اسے قید کرے گا  
یہاں تک کہ وہ مال فرہشت کر کے دین اور کرے، ہاں اگر اس کا مال  
درہم یا دینار کی شکل میں ہو ۱۰ روپے بھی درہم یا دینار ہوں تو

(۱) حدیث: "بیع مال معاد" کی روایت دلفی اور حاکم نے بنی الفاظ کے  
ساتھ کی ہے "ان السیء یستبایع علی معاد و باع علیہ مالہ"، بخاری نے  
اس سے ملنے جتنے الفاظ کے ساتھ اس حدیث کی روایت کی ہے بنی الفاظ  
نے الاحکام میں لکھا ہے بابت شہد حدیث ہے (تجلیس الجیر ۳۷۷)۔  
(۲) اس اثر کی روایت امام مالک نے سوطی سند مختص کے ساتھ کی ہے دلفی  
سے اصل میں اس کی سند متصل ذکر کی ہے ابن ابی حنیفہ، بخاری، عبد الرزاق  
سے بھی اس کی روایت کی ہے (تجلیس الجیر ۳۷۰، ۳۷۱)۔ کثر اہمال  
۲۵۳۱ طبع حلب۔

قاضی اس کی اجازت کے بغیر بھی ان درہم و دینار سے دیوں د  
کرے گا۔ یونکہ وائن (دین والا) قاضی کے حکم کے بغیر بھی ہندیں  
ہصول کرنے کے لئے اسے لے سکتا تھا تو قاضی اس کے لینے میں اس  
کی اعانت کرے گا۔

۳۵- اگر دیوں تک دست ہو اور اس کا تک دست ہونا ثابت  
ہو جائے تو قاضی اسے رہا کر دے گا اور اسے مہبت دینا واجب ہوگا،  
یونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وإن کان ذو غسوة لفظرة إلى  
میسرة" (۱) (اور اگر مقرر جس تک دست ہو تو کشتہ دین تک مہبت دے)۔  
۳۶- تک دست دیوں پر واجب ہے کہ چاہے وہ لازم دین کو  
رہنے کے لئے مالے، بین اسے مانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور  
نہ ہی "مصدقات کو قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا، بین وہ شخص  
نہ جو مال حاصل کرے گا اس سے غرامہ کا حق واجب ہو جائے گا (۲)۔  
۳۷- اگر دیوں شخص نے غامہ کے مدد کسی درمقصد سے دین  
حاصل یا تو اس کا دین رکاۃ کے مال سے "یا چاہتا ہے، کیونکہ وہ  
بھی رکاۃ کے مصارف میں سے ہے (۳)۔

۳۸- یہ سب زندہ شخص پر واجب دین کا حکم ہے اور اگر کسی شخص کا  
انتقال ہو گیا اور اس کے ذمہ دین لازم ہے تو یہ دین ترک (میت کا  
چھوڑا ہوا مال) سے واجب ہو جائے گا، میت کی میتوں کو نافذ کرنے  
اور مرثیہ میں ترک تقسیم کیے جانے سے پہلے ترک میں سے دین کا ادا کرنا  
واجب ہے، یونکہ دین اس میت پر لازم ہے، نہ اس سے کہ اس کی  
سب سے اہم ضرورت اس کا ذمہ قارب کرنا ہے، نبی اکرم ﷺ نے

- (۱) سورہ بقرہ ۸۰ ص  
(۲) بدائع الصنائع ۷۳۷ طبع الجوالیہ، الاختیار ۹۶۲، ۹۶۳ طبع درمہرفہ  
بیروت، طباطبائی ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷

اللہ تعالیٰ کے ایوں مثلاً زکاۃ کی رات نذر، غیر دتوال کا یا ب فقر و  
نمبر ۱۲، ۱۳ میں گزر چکا۔

### اداء قرأت

قرأت میں اداء کا معنی:

۳۹- قرأت کے ایک اداء کا مفہوم ہے: مثلاً قرأت سے سمجھنا،  
اس میں اور تلاوت قرأت میں فرق یہ ہے کہ تلاوت اور اداء اہل رب  
کی طرح سلسلے وار قرأت پڑھنا ہے اور "مثلاً" سے سمجھنا ہے،  
قرأت کا اطلاق اداء اور تلاوت دونوں پر ہوتا ہے، لہذا قرأت  
دونوں سے عام ہے۔

قرأت میں اداء حسن یہ ہے کہ الفاظ کی صحیح اور حروف کی ادائیگی  
اسی طرح کی جائے جس طرح اگر قرأت سے سیکھا گیا ہے اور اگر  
قرأت نے اس طریقہ کو سند متصل کے ساتھ رسول اکرم ﷺ سے  
سیکھا ہے، جس کی مخالفت اور اس سے عدول کرنا جائز نہیں، اسی نے  
لحن خفی کی بعض صورتیں دو ہیں جنہیں علماء قرأت اور ائمہ ادویہ  
جانتے ہیں، جنہوں نے علماء کے قول سے انہیں سیکھا، اور ان  
اہل اداء کے الفاظ منضبط کیے جن کی تلاوت امت میں پسند کی  
جاتی ہے اور ان کی عمر بیت پر قائم کیا جاتا ہے، راویوں نے قواعد  
صحیحہ کے باب قدم نہیں نکالا، حرف کو تجوید، تقان کے اعتبار سے  
اس کا پورا حق دیا۔

### قرأت میں حسن اداء کا حکم:

۴۰- شیخ امام ابو عبد اللہ بن نصر ملی بن محمد شیرازی جی کتاب (اموض  
فی جود اقراءات) میں لکھتے ہیں: قرأت میں حسن اداء فرض ہے،  
تکلیف پر واجب ہے کہ اچھی طرح قرأت کی تلاوت کرے تاکہ قرأت

رثا لم یذ: "الدین حائل بیہ وبی الجہ" (۱) (میت اور جنت  
کے درمیان دین حائل رہتا ہے) اور فرض کی ادائیگی تعمیلات سے  
زیادہ قائل ترجیح ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو میراث کی تقسیم پر مقدم کیا  
ہے، رثا و باری ہے: "مَنْ بَعْدَ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ ذَيْنَ" (۲)  
(اس وصیت کی قیبل کے بعد جو میت نے کی ہو یا اس قرض کی ادائیگی  
کے بعد جو اس نے چھوڑا ہو)۔

غیر میں جلدی کرتے ہوئے میت کے دین کو جلد سے جلد ادا کرنا  
واجب ہے، چونکہ حدیث شریف میں آیا ہے: "نفس المؤمن  
معلقة بدينه حتى يقضى عنه" (۳) (مومن کی جان اس کے دین  
سے معلق رہتی ہے یہاں تک کہ اس کا دین ادا کر دیا جائے)۔

یہ بحث صرف آدمی کے دیون کے بارے میں ہے، رے

(۱) اس حدیث کو الاذنیہ بتحییل الخ (۵/۸۶) کے مصنف نے ذکر کیا ہے من  
لفاظ کے ساتھ یہ حدیث ہمیں کتب احادیث میں نہیں ملی، امام احمد بن حنبل،  
طبرانی، حاکم نے اور ابو نعیم نے المعروف میں اسی مفہوم کی ایک حدیث روایت  
کی ہے وہ حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے شاگردو! "و  
الدین للشيء بدينه لو أن رجلاً قتل في سبيل الله ثم أحیی، ثم  
قفل ثم أحیی، ثم قفل وعلیه دیں ما دخل الجنة حتى يقضى عنه  
دينه" (اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر کوئی شخص راو  
حدائیں قتل کیا گیا، پھر زندہ کیا گیا، پھر قتل کیا گیا، پھر زندہ کیا گیا، پھر قتل کیا گیا  
اس حال میں کہ اس پر دین ہے تو اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو سکے گا  
جب تک اس کا دین ادا نہ کر دیا جائے) (کنز العمال ۲۳۵/۱، تاریخ کردہ  
مکتبہ التراث، اسلامی طلب ۱۳۹۷ھ)۔

(۲) سورہ بقرہ ۱۱۰

(۳) کنز العمال ۲۴۴/۱، شرح البیہر ۱۱۸/۲ طبع دار طعارف الاختیار  
۸۵/۸۶، البیہر ۵۰۲/۳، حدیث: نفس المؤمن معلقة کی روایت  
ترمذی نے کی ہے اس حدیث میں قرأت اداء ہے ۸۹/۳، ۵۹۰  
حدیث: ۱۰۷۹، طبع النجاشی، ابن ماجہ ۸۰۶/۲، حدیث: ۲۱۳ طبع النجاشی،  
لفاظ ترمذی اور ابن ماجہ کے ہیں امام احمد (۲/۵۴۳۰) طبع المصنف  
وردی (۲/۲۱۲) طبع محمد احمد عثمان نے بھی اس کی روایت کی ہے۔

میں سن اور تہذیبی راہنہ پائے۔

معاذ اللہ! بابت اختلاف ہے کہ حسن و کمال حالات میں وہ اسباب  
ہے؟ بعض معاذ کا مسلک یہ ہے کہ فرض نمازوں میں جہاں قرآن  
پڑھنا لازم ہے پس وہیں حسن و کمال اسباب ہے، چونکہ صرف وہیں پر  
الفاظ کا چمکی طرح اور سرا و جرجری و رنگی و اسباب ہے۔

بعض دوسرے معاذ کے نزدیک حسن و کمال اس شخص پر وہ اسباب  
ہے جو قرآن کا کوئی بھی تہذیبی بھی موقع پر پڑھے۔ چونکہ قرآن کے  
نطق میں تہذیبی کرنے اور اس میں لحن کرنے کی کوئی بھی اجازت نہیں  
ہے (۱) الا یہ کہ جہاں واقعی مجبوری ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فَرَأَا  
عَرَبًا شَعْبًا عَرَبِيًّا" (۲) (قرآن عربی جس میں کوئی یہ نہیں)۔  
تفصیل کے لئے تجویز اور تلاوت کی اصطلاحات کا مطالعہ کیا  
جائے۔

## ادب

تعریف:

۱۔ لغت میں لفظ "ادب" کا اصل معنی "جمع کرنا" ہے (۱)، اسی سے  
ادب طرف کے معنی میں اور اچھی طرح پینے کے معنی میں "تا ہے" (۲)،  
اسے "ادب اس لئے کہا گیا چونکہ دو لوگوں کو کچھ (اچھا یوں) کی طرف  
جمع کرتا ہے" (۳)۔

فقہاء کے یہاں اس لفظ کا معنی اصطلاحی معنی لغوی کے اور سے  
خارج نہیں ہے، فقہاء اور اہل اصول کے یہاں ادب کے چند  
استعمالات ہیں:

الف۔ کمال ابن ہمام فرماتے ہیں: ادب اچھی خصاتوں کا نام  
ہے (۴)، اسی لئے فقہاء نے "ادب لغوی" کا ادب قائم کیا، اور اس  
باب میں اس موضوع پر گفتگو کی کہ لغوی کے سے کیا کرنا مناسب ہے  
اور کیا کرنا مناسب نہیں، اسی طرح فقہاء نے "ادب الاستیفاء" اور  
"ادب البصاۃ" کے جی عنوانین قائم کیے، بعض فقہاء نے ادب کی  
تعریف کی ہے: اشیاء کو ان کی جگہوں پر رکھنا (۵)۔

## اداة

دیکھئے "ادب"۔

(۱) اساس اللغة لابن فارس مادة (ادب)۔

(۲) القاموس المحیط مادة (ادب)۔

(۳) لسان العرب مادة (ادب)۔

(۴) فتح القدير ۵/ ۳۵۳ طبع بیروت ۱۳۱۶ھ، مجمع البحرین ۶/ ۷۷۷ طبع

المطبعة العظمی، حاشیہ من مادة (ادب) ۵/ ۲۶۳۔

(۵) معجم الخطاوی علی مرآة الخصال ۳۱ طبع المطبعة المملوكة العظمی

۳۰۳۔

(۱) کتب اصطلاحات لغویہ ۱۰۲، ۱۰۳ طبع بیروت، ہندوستانی لٹریچر کا  
نکس میڈیشن، انٹرنیٹ اشاعت اشرفیہ ۲۱۰ ورہ کے بعد کے صفحات  
طبع معطلی محمد۔

(۲) سورہ زمر ۲۸۔

## ادب ۲-۳

اور اس کے نہ کرنے پر ملامت کا مستحق نہیں ہوتا۔

### بحث کے مقامات:

۳- فتاویٰ نے آداب کو فقہ کے مختلف ابواب پر بھیج دیا ہے، ہر باب میں اس باب کے مخصوص آداب کا ذکر کیا ہے، مثلاً استیفاء کے باب میں آداب استیفاء، طلب رست کے تمام آداب میں آداب طلب رست، قضاء کے باب میں آداب قضاء کا ذکر کیا ہے، بلکہ بعض حضرات نے آداب شریعہ کے موضوعات پر مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں، مثلاً ابن مفلح کی "الآداب الشرعية"، ماہرانی کی "آداب الدین والدین" اور دوسرے حضرات کی تصانیف۔



ب۔ فقہاء و اہل اصول فقہ "آب" کا اطلاق مسائل منسوب پر بھی کرتے ہیں (۱)، اور اس کی تعبیر متعدد الفاظ سے کرتے ہیں، نہیں میں سے یہ الفاظ ہیں: "غل، تح، تطوع" یہ تعبیرات بھی کی گئی ہیں: جس کا کرنا نہ کرنے سے بہتر ہے، جس کے نہ کرنے سے مکلف کی تعریف و جاتی ہے، اور سے ترک کرنے پر مذمت میں کی جاتی، جس کا کرنا شرعاً مطلوب ہو مین اس کے ترک پر مذمت نہ ہو، یہ سب تعبیرات ایک دوسرے سے قریب تر ہیں (۲)۔

ج۔ بعض فقہاء فقہ "آداب" کا اطلاق ہر اس چیز پر کرتے ہیں جو شرعاً مطلوب ہو، خواہ منسوب ہو، یا واجب (۳)، اسی لئے فتاویٰ نے "آب" لکھا، والاستیفاء کا باب قائم کر کے اس باب میں واجب اور مندوب، و آداب کا ذکر کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ فقہ "آداب" سے مراد وہ عمل ہے جو مطلوب ہے۔

د۔ فقہاء کبھی کبھی (آب) کا اطلاق رستہ حادیب پر کرتے ہیں، تحریر کے معنی میں (دیکھئے ہمزیر)۔

### دب کا حکم:

۲- دب فی جملہ حکم شرف کا ایک درجہ ہے، مثلاً دو مندوب کے مرتب ہونا ہے، اس کا کرنا والا کرے پر ثواب کا مستحق ہوتا ہے،

(۱) شرح المنار لابن کمال موراس کے حواشی ص ۵۸۸ طبع مطبعہ احسان  
۳۱۵ ص طبع المنار شرح المنار ۶۶/۲ طبع مصطفیٰ المہاجر الجلی ۱۳۵۵ھ  
الفتاویٰ البرازیلیہ بمشائخ الفتاویٰ البندیہ ۲۵/۳ طبع بلاق ۱۳۱۰ھ حاشیہ  
اصولی ص ۳۸ طبع مصطفیٰ المہاجر الجلی۔

(۲) حاشیہ الخطاوی علی مرقی الاخلاق ص ۳۱-۳۲۔

(۳) ملاحظہ ہو حاشیہ البحر فی علی مجمع الطلاب ۱/۵۱، ۳۱۶ طبع المکتبۃ الاسلامیہ  
دیکھئے ہمزیر۔

(۱) مرقی الاخلاق حاشیہ الخطاوی ص ۳۲ طبع احسان۔

ہے کہ ملکہ اور اس جیسی کوئی ”رجیز“ پیدا اور اس کو قیمت بڑھانے کے وقت تک رہ کے رکھنا<sup>(۱)</sup>۔ تو ”ادّخار“ ”احکام“ سے عام ہے، اس لئے کہ ”ادّخار“ دونوں چیزوں کے لئے بولا جاتا ہے جس کا روکن نقصان دہ ہو یا نقصان دہ نہ ہو۔

## ادّخار

تعریف:

۱- ”ادّخار“ کی اصل لغت میں ”ادّخار“ ہے، ”ادّخار“ کا بول سے بدل دیا گیا، پھر دونوں کو مدغم کر دیا گیا تو ”ادّخار“ ہو گیا۔ ”ادّخار“ یعنی ”ادّخار“ کے معنی ہیں: کسی چیز کو نہ مرنے کے وقت کے لئے چھپا کر رکھنا<sup>(۲)</sup>۔

صدا، جی معنی لغوی معنی سے لگ نہیں ہے۔

متعلقہ الفاظ:

سب - کتناز (مال جمع کرنا):

۲- اکتناز: لغت میں مال کو کسی جہ میں جمع کرنا یا اس کو زمین میں گاڑنا<sup>(۳)</sup>۔ اور شرعاً اس مال کو کتنے میں جس کی رباۃ<sup>(۴)</sup> اندکی فی ہو اگرچہ اس کو زمین میں نہ بٹایا ہو، تو ”ادّخار“ لغت اور شریعت دونوں میں اکتناز سے عام ہے۔

ب - احکام:

۳- احکام لغت میں یہ ہے کہ کسی چیز کو اس کے گراں ہونے کے انتظار میں روکے رکھا جائے، اور شریعت کی اصطلاح میں احکام یہ

(۱) دیکھئے لسان العرب، تاج العروس، اساس المعجم، الکتابۃ المادہ (دخار)۔

(۲) لسان العرب، تاج العرب (دخار)۔

(۱) ابن ماجہ، ۲۷۸/۵، المصباح المصمر (مکر)۔

(۲) التاج والحدید، ۳۳۲ طبع بلاق، حاشیہ ابن ماجہ، ۵/۸، طبع ۲۸۰ طبع ۲۸۰ بلاق، دیکھئے احکام سلطانہ لابی بیلی، ۲۳۷، اور تفسیر القرطبی، ۲۵/۸، احکام سلطانہ لابی بیلی، ۲۵ طبع مصطفیٰ ابی بکر، طبع جاری، ۲۱۱/۳ طبع بیہ المصمر یہ۔



اس سے کہ نسب سے کم مال قلیل ہے اور آئی قلیل مال جمع کرنے سے مستغنی نہیں ہوتا، ورنہ ہی اس کی ضرورت اس کے بغیر چری ہوتی ہے۔

۷- اگر وہ مال نسب سے زیادہ ہو اور اس کے مالک نے اس کی زکوٰۃ نہ ادا کی ہو تو یہ حرام و حرامہ مزی ہے اور بالاتفاق اکتاز ہے (۱)۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ”ہی مال ادیت زکاتہ فلیس بکنز ان کاں مدفوناً فی الارض و ہی مال لم تود زکاتہ فلیس بکنز یکوی بہ صاحبہ و ان کاں علی وجہ الارض“ (۲) (کوئی بھی مال جس کی زکوٰۃ ادا کر دی گئی ہو وہ نہ نہیں ہے اگرچہ زمین میں دفن کر دیا گیا ہو ورنہ وہ مال جس کی زکوٰۃ ادا کی گئی ہو وہ نہ ہے جس سے اس کے مالک کو غامضے کا اثر چھوڑ دین کے ہو)۔ اسی طرح سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت حاتم بن عبداللہؓ اور حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہم سے منقولہ روایات میں ہے (۳)۔

القدر مال نص قرآن سے حرام ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”والذین یکنزون الذہب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل

(۱) دیکھئے تفسیر لفظی، تفسیر طبری، اور احکام القرآن للجصاص میں سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۳۴ کی تفسیر، وہ یہ آیت ہے ”والذین یکنزون الذہب والفضة“۔

(۲) حدیث: ”ہی مال...“ کو بخاری اور مسند بن مسعود نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اور ابن ابی شیبہ، ابن ابی نعیم، ابو داؤد اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمرؓ کے واسطے سے اس لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے ”ما اادی زکاتہ فلیس بکنز“ (الدر المنثور ۳/۲۳۲) اور ابو داؤد و حاکم نے ”ما منع ان نوادی زکاتہ فلیس بکنز“ کے لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ بخاری کی شرط کے مطابق صحیح ہے اسی طرح در قطنی اور بخاری نے اس حدیث کی روایت کی ہے دیکھئے نصب الراية ۲/۴۲۲۔

(۳) دیکھئے تفسیر ابن کثیر ۳/۳۸۸ طبع دار الفکر بیروت طبعہ المجلد ۲۲ طبع دار حیات التراث العربی بیروت۔

اللہ فبشرهم بعداب الیم۔ یوم یحییٰ عنہا فی نار جہنم فیکوی بہا جہنم و جہنم و جہنم و جہنم ہلما ما کثرتم لانفسکم فلو فوا ما کم نکمرون“ (۱) اور یوں لوگ کہ سونا اور چاندی جمع کرنے کے رشتے میں اور کوشش نہیں کرتے ہیں اللہ کی راہ میں آپ انہیں ایک دنیا کا مذہب کی خبر دیتے (جو) اس روز (واقع ہوگا) جب کہ اس (سونا چاندی) کو دوزخ کی آگ میں پٹیا جائے گا پھر اس سے اس کی جیتا نیوں کو اور اس کے پہلوؤں اور اس کی ہڈیوں کو اٹھا جائے گا، یہی ہے دوزخ تم پہ، دوزخ جمع کرتے رہے تھے اب اپنے جمع کرنے کا مزد چکھا)۔

۸- اگر دینے والا مال نسب سے زیادہ ہو اور اس کے مالک نے اس کی زکوٰۃ ادا کر دی ہو ورنہ وہ مال اس شخص کی حوت صلیہ سے بہت زیادہ ہو تو اسے جمع کر کے رکھنے کے حکم میں اختلاف ہے، یہی پانیرہ میں سے جمہور علماء اس کے جواز کے قائل ہیں، ان میں جازائے دلوں میں سے حضرت عمرؓ، ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان حضرات کا استدلال میراث والی آیت سے ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے میت کے ترک میں اس کے وارثوں کے لئے حصہ مقرر کیا ہے، اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ مرنے والے لوگ جمع شدہ مال چھوڑیں، جاز کہنے والے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی اس مشہور حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انک ان تدع وراثک نعفاء خیر من ان تدعہم“ (۲) (تم اپنے وارثوں کو

(۱) سورۃ توبہ ۳۴۔۳۵

(۲) حدیث: ”انک ان تدع...“ کی روایت بخاری نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے کی ہے (صحیح البخاری ۳/۳۸۳ طبع مسیح)۔

مار و رچیوڑ یہ اس سے ستر ہے کہ تم اس کو محتاج چھوڑو جو لوگوں کے سامنے پ ماتھ پھینکتے پھریں۔ یہ حدیث اس بارے میں صریح ہے کہ جب مالی حقوق جی رفاۃ وغیرہ دینے کے بعد وراثت کے لئے کچھ مال جمع کر لیا وراثت کے لئے کچھ نہ چھوڑنے سے بہتر ہے۔ حضرت ابو زرعہ غفاری کی رائے<sup>(۱)</sup> یہ ہے کہ مالک کی ضرورت (یعنی اس کا نفقہ و اس کے بول بچا کا نفقہ) سے زائد مال جمع کرنا حرام ہے اگرچہ اس کی رفاۃ و رزق کی ضرورت ہو حضرت ابو زرعہ ثقفی کہتے تھے کہ لوگوں کو اس پر ابھارتے تھے کہ اور تمام حضرت امیہ معاویہ نے ان کو یہ فتویٰ دینے سے روکا کیونکہ نہیں خوف تھا کہ لوگ اس فتویٰ کی وجہ سے حضرت ابو زرعہ کو کھو رہے تھے میں نے حضرت معاویہ کے منع کرنے کے باوجود حضرت ابو زرعہ اپنے فتویٰ پر قطع نظر کے اظہار سے باز نہ آئے تو حضرت معاویہ نے اس کی ضمانت امیہ المومنین حضرت عثمان بن عفان سے کی، حضرت عثمان نے ان کو عین مورد طلب کیا اور مقام ربذہ میں ان کی رہائش کا نظم فرمایا، چنانچہ حضرت ابو زرعہ بھر ربذہ ہی میں رہے، حضرت ابو زرعہ نے اپنے مسلک پر اپنی دلائل سے استدلال کیا، ان میں سے ایک وہیل سورۃ توبہ کی یہ آیت ہے: ”وَالَّذِينَ يَكْمُرُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَسْقُوا فِي سبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ“ (اور جو لوگ کو سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس کو خرچ نہیں کرتے ہیں اللہ ہی راہ میں، آپ ان میں سے ایک کو عذاب کی خبر دے دیجئے)۔

درازا کہتے تھے کہ یہ آیت محکم ہے ہنسنا نہیں ہے اور اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں جو امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت حذیفہ سے روایت کی ہے کہ اہل صفہ میں سے ایک شخص کی وفات ہو گئی اور اس سے ۱۰۰ دینار یا ۱۰۰ درہم چھوڑے تو رسول اللہ ﷺ نے

(۱) حقیقت ابن سعد ۲۲۶/۳ معمولی ترمیم کے ساتھ۔

فرمایا: ”کَيْفَانِ صَلُّوا عَلَيَّ صَاحِبِكُمْ“<sup>(۱)</sup> (ان دونوں کے ذریعہ اٹھا جائے گا، اپنے ساتھی پر نماز پڑھو) اور اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں جس کی روایت ابن ابی حاتم نے رسول اللہ ﷺ کے امام حضرت ثوبان سے کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مَا مِنْ رَجُلٍ يَمُوتُ وَعِنْدَهُ أَحْمَرٌ أَوْ أَبْيَضٌ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ بِكُلِّ قِرَاطٍ صَعْبَةً مِنْ مَارٍ يَكُونُ بِهَا مِنْ قَدَمِهِ بِلَى دَفْنِهِ“<sup>(۲)</sup> (جو بھی شخص مرتا ہے اس حال میں کہ اس کے پاس سرخ یا عید (دینار یا درہم) ہو تو اللہ تعالیٰ ہر قیراط کے بدلہ میں گنگ کی ایک تھنی بنا دیتا ہے جس کے ذریعہ اس کو اس کے پیر سے اس کی ٹھنڈی تک (اٹھا جاتا ہے)۔

حضرت ثوبان سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ: ”كُنَّا فِي سَفَرٍ وَمَعَنَا نَسِيرٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ: لَوْ دَعَا لَنَا عِلْمُنَا أَيْ الْعَمَالَ مَتَّعَهُ، إِنْ نَزَلَ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ مَا نَزَلَ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنْ شِئْتُمْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالُوا: أَجَلْ، فَاسْطَبَقَ، فَتَبَعَهُ أَوْضَعَ عُمَرُ بَعِيرِي، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الْمُهَاجِرِينَ لَمَّا نَزَلَ اللَّهُ

(۱) حدیث: ”کَيْفَانِ صَلُّوا...“ کی روایت امام احمد نے کی ہے اور مجمع الزوائد میں بھی یہ حدیث ہے (۱۰/۲۲۰)، امام احمد اور اس کے بیٹے عبد اللہ سے اس حدیث کی روایت کی، ان کی روایت میں ”یک دینار یا یک درہم“ ہے اور بزار سے بھی اسی طرح روایت کی ہے اس کے ایک راوی حیرہ الطبری ہیں جو کہ منہول ہیں اور یقیناً رجال ثقت ہیں، انہوں نے اسے روایت کیا کہ اس کی سند ضعیف ہے (مسند احمد بن حنبل ۸۸/۲۲۰ و دار الطحاوی ۱۳۶۸)۔

(۲) حدیث: ”مَا مِنْ رَجُلٍ يَمُوتُ...“ کی روایت ابن ابی حاتم نے حضرت ثوبان سے کی ہے (تفسیر ابن کثیر ۳/۳۹۳ طبع دار الفکر)۔ مسلم نے اس کی روایت ابن القاطم سے کی ہے: ”وَعِنْدَهُ أَحْمَرٌ أَوْ أَبْيَضٌ“ (....)۔ اس کے پاس سونا ہے ورنہ چاندی ہے۔ مسلم کے الفاظ میں ”قِرَاطٍ“ کا لفظ نہیں ہے (صحیح مسلم ۱/۶۸۰ طبع مکتبہ مائتہ)۔



حضرت علیؑ کا مسلک یہ ہے کہ کسی شخص کے سے چار ہزار روپے یا اس سے زیادہ جمع کرنا جائز نہیں، اگرچہ اس نے اس کی زکاۃ ادا کر دی ہو، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: "ربعة آلاف درهم وما دونها نفقة وما فوقها كنز" (۱) (چار ہزار روپے اور اس سے کم نفقہ ہے اور جو اس سے زائد ہو وہ کنز ہے)۔

گویا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ بہتر سے بہتر طور پر اسی کی بیانی ضرورتیں پوری کرنے میں چار ہزار روپے سے زیادہ کی ضرورت نہیں ہوتی (۲)، تو اگر وہ شخص چار ہزار روپے سے زیادہ رقم جمع کر لے تو اس نے لوگوں سے خصوصاً ان سے، سے خیر کو روک دیا، یہ چیز جائز نہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: "إن الله لم يرض على الأغنياء في أموالهم ما يكفي فقراءهم وإن جاعوا وعروا وجاهدوا فبمع الأغنياء، وحق على الله أن يحاسبهم يوم القيامة ويعلبهم عليه" (۳) (کہ اللہ تعالیٰ نے مال داروں پر ان کے مال میں اتنی مقدار فرض کی ہے جو ان کے فقراء کے لئے کافی ہو، اور اگر وہ بھوکے ہوں اور تشنگے ہوں اور مشقت میں مبتلا ہوں تو مال داروں کی طرف سے حق کے روکے جانے کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے، اور اللہ کے ذمہ یہ حق ہے کہ قیامت کے دن اغنیاء کا محاسبہ کرے اور فقراء کا حق نہ دینے پر انہیں عذاب دے)۔

في الذهب والفضة ما أقول قالوا: وددنا أن علمنا أي المال حيز نتحدث، قال: نعم، فيحد أحدكم لسانًا ذا كبراء، وقلبا شاكرا، وروجة تعين أحدكم على إيمانه" (۱) (ہم سفر میں تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے مہمانہ میں نے کہا کہ ہم جاننا چاہ رہے تھے کہ کس مال کو ہم میں، انی، رمین، سونے اور چاندی کے بارے میں مشہور آیت مازل ہوئی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: "اگر آپ لوگ چاہیں تو میں اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کروں، مہمانہ میں نے کہا: ضرور دریافت کریں، چنانچہ حضرت عمرؓ چلے، میں بھی اپنے اس کو یہ انکار ان کے پیچھے ہولیا، حضرت عمرؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! سونے اور چاندی کے بارے میں آیت مازل ہونے کے بعد مہمانہ میں جاننا چاہتے ہیں کہ وہ کون سا مال حاصل کریں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہاتھ میں سے ہر ایک، کر کرنے والی زبان اور شکر گداز قلب اختیار کرے، یہی بیوی اپنائے جو زبان میں اس کی مدد کرے)۔

۹۔ بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ مال کو جمع کرنا حرام ہے اگرچہ جمع کرنے والے نے اس کی زکاۃ ادا کر دی ہو جب کہ اس کا مالک اس میں پیش آنے والے حقوق کو ادا نہ کرے، جیسے کہ بھوکے کو کھانا کھانا اور قیدی کو زکوٰۃ اور غازی کا سامان سفر تیار کرنا اور اس طرح کے دوسرے کام (۲)۔

(۱) دیکھئے تفسیر طبری اور ابن کثیر تفسیر طبری اور صاحب منی کی احکام القرآن اس آیت کے تحت "واللین یکنزون الذهب والفضة"، نیز مملۃ القای ۲۳۸/۸، حضرت علیؑ کی حدیث کی روایت عبدالرحمن بن قیس ہے (اصحاح ۱۰۹۳ طبع ۱۰۳۹ھ)۔

(۲) کتب کے خیال میں یہ دلائل موجود حالات میں زیادہ مناسب ہے کیونکہ چار ہزار روپے عام طور سے ایک انسان کی ضرورت کے لئے کافی ہے۔

(۳) کنز العمال، ج ۱، ۶۸۳۰، طبع طب، ۱۴۱۵ھ، سوال لاہی، ۵۹۵۔

(۱) تفسیر ابن کثیر، تفسیر طبری، ترمذی، احکام القرآن للجصاص میں آیت "واللین یکنزون الذهب والفضة" کے تحت حدیث القاری ۲۳۸/۸، فتح الباری ۲۰۳، حضرت ترمذی کے حدیث کی روایت امام احمد نے اپنی مسند میں کی ہے (۲/۵ طبع المکتبہ، ابن ماجہ (۵۹۶/۱ طبع المکتبہ) و ترمذی (۲۳۸/۱ طبع المکتبہ) نے بھی ترمذی کے اختلاف کے ساتھ اس حدیث کی روایت کی اور اسے حدیث صحیحہ قرار دیا۔

(۲) تفسیر القزطی ۱۲۵/۸ طبع دارالکتب، المجموع ۲۷۲/۵۔

## ذخار کا شرعی حکم:

۱۰- ذخار کا عام شرعی اس کے سبب "مخزک کے اعتبار سے الگ" مگر ہوتا ہے، مگر نفع حاصل کرنے کے لئے ایسی چیز کا "خار" (ذخیرہ) (ندوی) ہو جس کے رہائے سے لوگوں کو ضرر پہنچ رہا ہو یا یہ حکار کے تحت "ے گا (دیکھئے: حکار)، اور "ذخیرہ" اپنے "ذخیرہ" کے بل بغیر کی ضرورت کا نظام ہے۔ کے لئے ہو تو یہ "خار" ہے، نقیب، ملی، جمہور کے جو ز پر متعلق ہیں۔ جمہور کے "ذخیرہ" کے سے کی مدت کی پابندی نہیں ہے، "ذخیرہ" کا فائدہ کے "ذخیرہ" کی قوت ہے، "ذخیرہ" کا وہ قول یہ ہے کہ ایک سال کے لئے جو مال کافی ہو اس سے زیادہ جمع کرنا مکروہ ہے (۱)۔

اس دہرے قول کی دلیل صحیح بخاری "کتاب المنقعات" میں مروی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے، انہوں نے فرمایا کہ: "کان رسول اللہ ﷺ یمنع علی اہلہ نفقۃ سبتہم من ہذا المال ثم یأخذ ما بقی لیمعلہ محمل مال اللہ وعمل ہذاک رسول اللہ ﷺ حیاتیہ" (۲) (حضور ﷺ اس مال میں سے اپنی ازواج مطہرات کو سال بھر کا نفقہ دیتے تھے، پھر جو مال بچ جاتا تھا اس کو خدا کے مال میں ڈال دیتے تھے، اس پر حضور ﷺ نے اپنی حیاتیہ مبارکہ تک عمل کیا)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی دلیل ہے: "ان رسول اللہ ﷺ کان یبیع لعل بیہ البصیر ویحبس لأہلہ قوت

(۱) حاشیہ: "مخزک" ۹۳، شرح: "ذخیرہ" علی مختصر طویل ۴۲۷، ۴۲۸، مطالب وں ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸

سے زیادہ رکھنے سے منع کیا تھا اب تم جتنے دن چاہو دشت رو کے رہو) (امام مسلم نے اس کی روایت کی ہے) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ روم نے فرمایا: "ایسا بیسکم للذاتہ الی دفت، فکسوا ویرودوا وصدقوا وادحروا" (میں نے تم کو منع کیا تھا اس لوگوں کی وجہ سے جو یہاں سے شہر آگئے تھے اب تم کھانا روز اور اولو وصدقہ کرہ ورجع کرہ) امام احمد نے فرمایا کہ اس حدیث کی متعدد سندیں صحیح ہیں۔

حضرت علیؓ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ بات نہیں پڑی کہ رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی تھی، ہر ان لوگوں نے حضور ﷺ کی ممانعت کو سنا تھا، جو بات انہوں نے سنی تھی اس کی روایت کی (۱)۔

حکومت کا وقت ضرورت کے لئے ضروریات زندگی کا ذخیرہ کرنا:

۱۲- جب حکومت کو مسلمانوں پر کسی مصیبت کے آئے کا اندیشہ ہو، جیسے کوئی بڑا قحط یا جنگ یا اس طرح کی کوئی اور چیز جو حکومت پر ضروری ہے کہ وہ قحط یا غذائی شیا، ضروریات زندگی کا ذخیرہ کر لے، ان سے مسلمانوں کے مصالح پر دے دیں، اور ان سے اس مصیبت کی حق میں تخفیف ہو جائے، اس کی دلیل حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ ہے جو مصر کے بادشاہ کے ساتھ بیٹھا آیا، اللہ تعالیٰ نے یہ قصہ بھیج کر لکھا ہے کہ یہاں شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اس کے منافی ہو۔

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: "یوسف تبھا الضنیق انھا فی سبع بقرات سمان یا کلھن سبع عحات وسبع سبلات" (یوسف مع شرح الکبیر ۱۱۰ طبع اول المار)

خضر وأحر یا سباب لعنی أرحع لی الناس لعلھم یعلمون، قال مردعون سبع سیر دابا، لما حصدتم قدر وہ فی سبلہ الا قلیلا منا ناکدون، ثم یأتی من بعد ذلک سبع شلادہ یا کس ما قلنم لھن الا قلیلا منا محصون" (۱) (اے یوسف صدق تم ہم لوگوں کو حکم تو بتا یہ (اس خواب کا) کہ سات گا میں موٹی ہیں نہیں سات گا میں دلی کھائے جاتی ہیں۔ سات بایاں ہن ہیں اور دھری (سات ہی) خشک تاکہ میں لوگوں کے پاس چاہوں کہ اس کو بھی معلوم ہو جائے (یوسف نے کہا) تم سات سال متہ از کاشت کاری سے چاہو جو فصل کاٹو اسے اس کی باقی ہی میں کاربنے، پھر تھوڑی مقدار کے، اسی کو کھاؤ، پھر اس کے بعد سات سال سخت آ میں گئے کہ اس (ذخیرہ) کو کھا جا میں گئے جو تم نے فراہم کر رکھا ہے، پھر اس تھوڑی مقدار کے جو تم (چھ کے واسطے) رکھ چھوڑو گئے)۔

ماہر قاضی نے ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے: "اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت ضرورت کے لئے قحط کا ذخیرہ جمع کرنا جائز ہے" (۲)۔

ضرورت کے وقت ذخیرہ کر دہ چیزوں کا نکالنا:

۱۳- علماء اس بات پر متفق ہیں کہ جس نے ضروری غذائی شیا میں سے کوئی چیز اپنے "اپنے بال بچوں کے لئے جمع کی ہے" اور کسی اور شخص کو اس کی منت ضرورت پر آئی تو ذخیرہ کرنے والے شخص پر لازم ہے کہ ضرورت مند شخص کو وہ چیز دے دے، بشرطیکہ فوری طور پر خود ذخیرہ کرنے والے کو اس کی ضرورت نہ ہو، اس لئے کہ ضرورت کا

(۱) سورہ یوسف ۲۶-۲۸

(۲) تفسیر القرطبی ۲۰۳-۲۰۴ طبع دار الکتب المصریہ

زالضر سے نہیں لیا جاتا<sup>(۱)</sup>۔

گر خود ضرورت مند نہ ہو تو دوسرے ضرورت مند شخص کو نہ دے سے انس سگوار ہوگا لیکن سماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ وہ قیمت لے کر دے یا بد قیمت دے۔ اس کی تفصیل ”نظر ارا“ کی اصطلاح میں ملے گی، اس حال میں شیخ و رد مال کے پنے کا وجوب درج ذیل حدیث سے ثابت ہے: حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”من كان عنده فضل زاد لمحمد به علي من لا زاد له“<sup>(۲)</sup> (جس کے پاس زاد تو شدہ ہو وہ اس شخص کو دے جس کے پاس تو شدہ نہیں)۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شجرہ ساحل کی جانب بھیجا جن پر حضرت ابو عبیدہؓ اور لہرج کو میر بنا دیا، وہ تین سو لوگ تھے، ان میں میں بھی تھا، تو ہم اگلے یہاں تک کہ ہم راستہ میں ہی تھے کہ ہم روٹم ہو یا تو حضرت ابو عبیدہؓ نے اس شجرہ کے تو شوں کو جمع کرنے کا حکم دیا تو سب کا زوراد جمع کیا گیا، سب کے تو شے کھجور کے دو تو شے دانوں کے پتھر ہوئے، وہ ہم کو رہ نہ توڑی توڑی خوراک دیتے تھے یہاں تک کہ جمع کر دہ تو شدہ بھی ختم ہو گیا، ہم کو صرف ایک ایک کھجور ملتی تھی (راوی کہتے ہیں) میں نے عرض کیا! ایک کھجور سے یا بتا ہوگا؟ تو انہوں نے فرمایا: جب کھجور ختم ہوئی تب ہم کو اس ایک کھجور کی اہمیت معلوم

(۱) الاصحیح شرح العقارب ۷ طبع مصطفیٰ البابی النجفی، حاشیہ الحدیث ۱۱۱/۲-۱۱۲ طبع النہدیہ، اسنی المطالب شرح روض الطالب ۱/۵۷۲، ۵۷۳ طبع النہدیہ، بس ۱۸/۱۰۳ طبع مکتبۃ البیاض موافق طبع سوم، المرقی المکتبۃ لابن القیم ۱/۶۱ طبع المکتبۃ المطالب بولی اسی ۱۵۳۳۔

(۲) حدیث ”من كان عنده فضل زاد“ کی روایت مسلم اور ابو داؤد سے حضرت ابو سعید خدریؓ سے مرفوعہ کی ہے الفاظ ابو داؤد کے ہیں (صحیح مسلم شعبہ ۱۳۵۳/۱۳ طبع مکتبۃ النجفی، مختصر سنن ابو داؤد الحدادی ۲/۲۲۳ فتح کردہ و المعرف)۔

ہوئی، اس حدیث کی روایت امام بخاری نے ”کتاب اشربة“ کے شروع میں کی ہے۔

عمدة القاری میں ہے: کہ امام قرطبی نے فرمایا کہ حضرت ابو عبیدہؓ کا زوراد کو جمع کرنا اور اس کو برہی سے تقسیم کرنا یا تو تشدد ہوگا، انہوں نے اس کا فیصلہ اس وقت لیا ہوگا جب انہوں نے ضرورت کا مشاہدہ کیا اور اس کو خوف ہو کہ جن کے پاس زوراد نہیں ہے وہ ملاک ہو جائیں گے، اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ ساتھ والا شخص جس کے پاس زوراد نہ ہو، ہواں پر اس شخص کی غم خواری و مردہ لازم ہے۔ جس کے پاس زوراد نہ ہو، ہواں انہوں نے اس سب کی رضا مندی سے تو شے جمع کرنے اور برہی تقسیم کرنے کا عمل کیا ہوگا، خود رسول اللہ ﷺ نے ایسا متعدد بار کیا<sup>(۱)</sup>۔

خوراک کے علاوہ دوسری چیزوں کا ذخیرہ کرنا:

۱۳- ضروری غذائی اشیاء کے علاوہ چیزوں کا جمع کرنا بالائق جائز ہے، مثلاً سامان اور برتن اور اس جیسی دوسری چیزیں<sup>(۲)</sup>۔

حکومت پر ضروری ہے کہ وہ ایسی غیر ضروری چیزوں کا ذخیرہ کرے جو کہ کسی بھی وقت ضروری ہو جاتی ہوں، جیسے گھوڑے، گدھے اور ہتھیار اور اس طرح کی چیزیں، یہ چیزیں اس کے وقت میں غیر ضروری ہیں لیکن جنگ کے اوقات میں یہ چیزیں ضروری ہو جاتی ہیں، اور حکومت پر لازم ہے کہ ضرورت مند شخص کو یہ چیزیں مہیا کرے<sup>(۳)</sup>۔

(۱) عمدة القاری ۳/۲۲۳ طبع النہدیہ البیروتیہ۔

(۲) حاشیہ التحمل ۳/۹۳، حاشیہ ابن ماجہ ۵/۴۱۸، الفتاویٰ الہدیہ ۳۳۲/۵۔

(۳) انبی ۱۵/۳۱۔

## اڈعاء

دیکھئے ”دھوی“۔

## اڈھان

تعریف:

۱۔ لغت میں اڈھان بہن (تہب و رتیز) سے لپ نہرنے کا نام ہے اور ”بہن“ اس چیز کو کہتے ہیں جس سے رتیز پیا جائے، خواہ تیل ہو یا کوئی اور چیز، ”اڈھان“ ”اڈھان“ سے عام ہے، یہ تک اڈھان (مالش کرنا، لپ نہنا)، بہن (رتیز) سے بھی ہوتا ہے اور ”بہن“ کے علاوہ سے بھی ہوتا ہے اور سے (۱)۔

مثلاً، کے یہاں بھی لغوی معنی سے لگ معنی میں اس کا استعمال نہیں ہوتا۔

اجمانی حکم:

۲۔ خوشبو، ارور و غن یا بے خوشبو دار رور و غن جو پاک نہ ہو اس کا لگانا فی دھملہ انسان کے لئے مستحب ہے، کیونکہ یہ اس جمل (جسم کو اچھا اور خوبصورت بناتا) میں شامل ہے جو ہر مسلمان سے مطلوب ہے، نیز یہ اس زینت میں شامل ہے جس کا ورثہ دین ارشاد باری میں تذکرہ ہے: ”قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ“ (۲) (آپ کہے کس نے حرام کیا اس چیز کو جسے اللہ نے اپنے بندوں کے سے پیدا کیا ہے)۔



(۱) لسان العرب، المصباح المہیر، المغرب۔

(۲) سورہ احزاب ۳۲۔

ذہاں پر تادو رنے کے سلسلے میں بہت سی احادیث مرہی  
میں، ال میں سے یک یہ ہے: "استاکوا عرصا واذھوا  
عبا" (۱) (چوزائی میں سوک رہو، رمانہ کے ساتھ تیل کی مالش کرو)  
یک رہ بیت میں ہے: "کان یکثر دھن داسه ولحیه" (۲)  
(رسول اکرم ﷺ کثرت سے سر اور داڑھی میں روغن کا استعمال  
کرتے تھے)۔

مستحب یہ ہے کہ ذہاں مانڈا نہ سے ہو۔ اس کی مثل یہ ہے کہ تیل  
لگانے کے بعد پھر چھوڑ دے یہاں تک کہ تیل خشک ہو جائے۔ پھر  
دہرہ رو تیل لگانے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ایک دن تیل لگائے اور  
یک دن نہ لگائے (۳)۔

(۱) حدیث: "استاکوا عرصا..." کا آخری حصہ "واکھلوا ولوا" ہے  
اس حدیث کے بارے میں نووی نے شرح لمہدب (۱/۳۱۳ طبع الحلیہ)  
میں لکھا ہے یہ حدیث ضعیف اور غیر معروف ہے ابن الصلاح نے غفرلہ میں  
اس حدیث کی جستجو کی تو اس کی کوئی اصل نہیں پائی، اور نہ کتب حدیث میں  
اس کا کوئی ذکر ہے۔

(۲) حدیث: "کان یکثر دھن..." کی روایت ترمذی نے کتب اہماتل میں  
حضرت انس بن مالک سے ابن القاضی میں کی ہے "کان رسول اللہ ﷺ  
یکثر دھن داسه ودریج لحیه ویکثر الفاع کان ثوبہ ثوب  
دین" (رسول اللہ ﷺ کثرت سے اپنے سر میں تیل لگاتے اور داڑھی میں  
کٹھن کرتے اور کثرت سے اپنے سر کو داھا کرتے، کیا آپ کا کپڑا تیل  
وانے کا کپڑا ہو) شعب ابناؤط نے کہا اس کی سند میں درج بن مسیح سنی الخط  
ہیں، اور یحییٰ بن لان الاشی ضعیف ہیں حدیث کی تصحیف حافظ عراقی نے  
کی ہے (شرح السنہ للبیہقی) شعب ابناؤط ۸۲/۱۲ تاریخ کردہ المکتب  
الاسدی ۱۳۹۸ھ زاد طعاؤتین شعب ابناؤط وعبد القادر ابناؤط  
۳۷۷ھ ۸۸۷ھ تاریخ کردہ مکتبۃ المنار اسلامیہ ۱۳۹۹ھ)۔

(۳) اس پر حضرت عائشہ کی درج دہل حدیث دولت کرتی ہے "کان رسول  
اللہ ﷺ اذا اراد ان یمحرم یطیب ما یجف ثم یجد ویبض  
دھن فی داسه ولحیه بعد ذلک" (رسول اللہ ﷺ جب احرام کا  
ارادہ فرماتے تو اچھی سے اچھی جو خوشبو میسر ہوتی اسے استعمال فرماتے،  
پھر میں اس کے بعد آپ ﷺ کے سر اور داڑھی میں روغن کی چمک محسوس

نماز جمعہ، نماز عید اور لوگوں کے مجمع کے سے ذہاں (تیل لگانا)  
زیادہ مستحب ہے، اس حکم میں مرد، بچے و بالغ مرد ہیں، لیکن جو  
عورتیں جمعہ کی نماز میں شریک ہونا چاہیں ان کے سے اڈھان جائز  
نہیں ہے (۱)۔

حکم آداب سے بعض حالات مستثنیٰ ہیں جن میں اڈھان حرام و  
مکروہ ہوتا ہے، مثلاً حج یا عمرہ کے احرام کی حالت، اعتکاف وروزہ  
کی حالت اور عورت کے لئے احدا (سنگ منانا) کی حالت (۲)۔

۳- خیر دہاں کو روغن لگانا، مشرہی، گاڑی کا پہیہ، کشتی ورجوتے  
وغیرہ میں روغن لگانا جائز ہے بشرطیکہ اب روغن لگا دیا جائے جس میں  
ماپائی نہیں ہے، ماپاک روغن لگانے کے بارے میں اختلاف ہے،  
یہ نیکد ماپاک چیز سے شیعہ اہل حق کے حوزہ کے بارے میں اختلاف  
پایا جاتا ہے (۳)۔

### بحث کے مقامات:

۱- ان کے متعدد احکام بہت سے مسائل میں پائے جاتے  
ہیں، ان کے احکام کی تفصیل ان کے متعاقب ابواب میں ہے، ان میں  
میں سے چند یہ ہیں: محرم کے روغن لگانے کا حکم "دوب ت" میں،

= کرتی، اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے (۸۳۸/۲ طبع عیسیٰ النہسی)،  
بخاری حدیث تفسیر الخضری ۱۹۸/۷ طبع دارالکتب المصریہ، الآداب الشرعیہ  
لابن مفلح ۲۱/۳ طبع الدار، رد المحتار ۳۳ طبع مصنفی النہسی، فیض القدیر  
۲۳/۵ طبع مصنفی، المجموع ۲۸۰، ۲۹۳ طبع المصیر، الفہم ۱/۳ طبع  
المیاض۔

(۱) المجموع ۳۷۷، الفہم ۲۰۲/۲ طبع الدار، مجمع، الجلیل ۱/۳۳ تاریخ کردہ  
لیبیا۔

(۲) ابن ماجہ ۲/۲۰۲، ۶۱۷ طبع بیروت، النہسی ۳۰۰، ۵۱۸، مجمع  
الجلیل ۱/۲۲۷۔

(۳) ابن ماجہ ۱/۲۲۰، الخطاب ۱/۷ طبع لیبیا، النہسی ۳۸۔

## ادراک

مختلف کا ”باب الاعتكاف“ میں، روزہ دار کا ”باب الصوم“ میں، سوگ کرنے والی عورت کا ”باب العدة“ میں ملے گا، اسی طرح ناپاک روغن استعمال کرنے کا حکم ”باب الطهارة والنجاسة“ میں مذکور ہے۔

## ادراک

### تعریف:

۱۔ لغت میں ادراک بول لافظ ہونا، حیوں کا بالغ ہونا، بچوں کا چکنا اور پختہ ہونا ہے، اس کا اسم مصدر درک (ر، د کے رب کے ساتھ) ہے، ”ملوک“ (میم کے ضمہ کے ساتھ) مصدر اسم زمان اور اسم مکان ہے، آپ کہتے ہیں: ”ادركه ملوكاً“ یعنی ”ادركه ادراكاً“ ”هذا ملوكه“ یعنی یہ اس کے پالنے کی جگہ یا زمانہ ہے (۱)۔

متاء نے بھی ادراک کو انہیں لغوی معانی میں استعمال کیا ہے، مثلاً متاء کہتے ہیں: ”ادركه الثمن“ یعنی فلاں شخص کے ذمہ ثمن لازم ہو گیا، لازم ہونا بھی معنوی طور پر لاحق ہونا ہے۔ اسی طرح فقہاء استعمال کرتے ہیں: ”ادرك الغلام“ یعنی لڑکا بالغ ہو گیا، ”ادركت الثمار“ (چل چک کر تیار ہو گئے) درک (دال و ر) پر زمرہ کے ساتھ (”ادركت الشئ“ کا اسم ہے، ”درک“ میں ایک لغت راہ کے سکون کے ساتھ ہے، اسی سے ”صمان درک“ لی اصطلاح ہے (۲)۔

بعض متاء ”ادراک“ بول رہیں کا توڑنے کے لائق ہونا مراد لیتے ہیں (۳)۔



(۱) لسان العرب، اساس اللہجہ، المصباح المیز۔

(۲) المعجم المصوب، ۳۳۹ طبع مجلس، المصباح المیز: مادہ (درک، صمان، درک)۔

(۳) التلویبی، ۳۳ طبع مصطفیٰ مجلس۔

اہل اصول اور فقہاء نے ”ادراک شرع“ کا لفظ احکامِ شریعت کرنے کی جگہوں کے معنی میں استعمال کیا ہے، یعنی نصوص سے احکام پر استدلال کرنے کے طریقے، مثلاً انتہائی یہ ادراک شرع میں سے ایک ادراک ہے (۱)۔

متحدہ غلط:

الحق مسبوق:

۲۔ جس فقہاء نماز کے ادراک، لاحق و مسبوق میں فرق کرتے ہیں، حالانکہ لغت میں ”ادراک“ اور ”حاق“ مترادف الفاظ ہیں، ادراک نماز اس شخص کو کہتے ہیں جس نے پوری نماز امام کے ساتھ پائی ہو یعنی اس کو نماز کی تمام رکتوں امام کے ساتھ پائی ہوں، خواہ سے تحریر ہو یا پہلی رکعت کے رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو گیا ہو، اور لاحق وہ شخص ہے جسے امام کی اقتداء کرنے کے بعد عذر پیش کیا ہو، اور عذر کی وجہ سے تمام رکعتیں یا بعض رکعتیں فوت ہوئی ہوں، اور مسبوق وہ شخص ہے جو تمام رکعتوں یا بعض رکعات میں امام سے پیچھے رہ گیا ہو (۲)۔

جہاں حکم:

۳۔ ادراک کا حوالہ علمی حکم فقہی، اصولی، شمولیات کے تحت مختلف ہوتا ہے، ادراک کے اصولی استعمال کی طرف اشارہ درج ذیل میں کیا گیا ہے۔ کرتے بہت گزر چکا، اس کی تفصیل اصولی ضمیمہ میں آئے گی۔

ادراک کا فقہی استعمال متعدد امور کے لئے ہوتا ہے، ”ادراک الفریضۃ“ فرض نماز کو پالینا، کامل طور پر اسے ادا کر کے اس کا پورا ہونا حاصل کر لینا ہے، اس سلسلے میں اختلاف ہے کہ ”ادراک الفریضۃ“

(۱) المصباح البصیر: بارہ درک

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ص ۹۹، ۲۰۰ طبع بلاق۔

اس چیز سے ہوتا ہے، جمہور فقہاء کے نزدیک نماز جماعت کی فضیلت کا ادراک (پالینا) اس طرح ہوتا ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ نماز کے کسی جز میں شریک ہو جائے، خواہ سلام پھیرے جانے سے پہلے قعدہ اٹھائی وہی میں شریک ہوا ہو، اگر اس نے امام کے سلام پھیرنے سے پہلے عجبہ تحریر کر لی تو جماعت کی فضیلت حاصل ہوئی (۱)۔ مالکیہ کے نزدیک مقتدی کو جماعت کا ثواب اس وقت حاصل ہوگا جب اس نے (کم از کم) ایک کامل رکعت امام کے ساتھ ادا کی ہو (۲)۔

۴۔ معاملات میں نہیں، رت ذیل قاعدہ ملتا ہے: جس شخص نے عیب اپنا مال دوسرے کے پاس پایا، وہ شخص کے مقابلہ میں اس مال کا سب سے زیادہ حق دار ہے، جب کہ عیب کے ذریعہ یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ اسی کا مال ہے، یا جس کے قبضہ میں وہ مال ہے وہ شخص اس کی تصدیق کر دے (۳)۔

اسی قاعدہ کے تحت (ضمان درک) کا مسئلہ بھی آتا ہے، ضمان درک کا مفہوم ہے: فروخت کردہ چیز پر کسی دوسرے کا استحقاق ثابت ہونے کی صورت میں بیچنے والے سے قیمت واپس لینا (۴)، جمہور فقہاء کے نزدیک ضمان درک صحیح ہے، یہ نہ کہ بی کریم علیہ السلام کا ارشاد ہے: ”من وجد عین مالہ عند رجل فهو أحق بہ، وینتفع البیع من باعہ“ (۵) (جس نے عیب اپنا مال کسی کے پاس پایا وہ اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے، اگرچہ اس کا چچھا کرے گا جس نے اس کے

(۱) مجمع ۱۱/۱۳۳، المصباح البصیر، طبع فی کل اللغات البلیغ ۱۳۲۷ طبع محمد علی مسیح، طبع ۱۹۲۷ طبع استغبر۔

(۲) مواہب الجلیل ۱۲/۸۳، طبع لیبیا۔

(۳) تیل و طار ۵/۲۳۰، المصباح البصیر، مصر۔

(۴) ابن ماجہ ص ۲۶۳۔

(۵) حدیث ”من وجد عین مالہ“ کی روایت امام احمد (۵/۱۳)، ابوداؤد



باتھڑا دشت میں)۔ یہ ضورت بھی ضمان درک کا تقاضا کرتی ہے (۱)۔

### بحث کے مقامات:

۵- فقہاء "درک" کی اصطلاح کے بارے میں بہت سے مقامات پر بحث کرتے ہیں، "ادراک صلاۃ" پر بحث "کتاب الصلاۃ" میں "خبری وقت میں ایک رکعت پانے کے ذیل میں کرتے ہیں (ادراک الفریضۃ، صلاۃ الجمعة، صلاۃ الجماعة، صلاۃ الحروف) اور اک قوف عرفہ کا مسئلہ "کتاب الحج" میں قوف عرفہ کے ذیل میں آتا ہے، چل تیار ہو جانے کی صورت میں پہلوں میں زکاة کا مسئلہ "کتاب الزکاة" میں پہلوں کی زکاة کے تحت آتا ہے، ضمان درک کا مسئلہ شافعیہ کے یہاں ضمان میں مالک کے یہاں حج میں اور حنفیہ کے یہاں کفالت میں آتا ہے، حنابلہ ضمان درک کو "عہدۃ المبیع" کا نام دیتے ہیں "در اس پر فقہ سلم کے تحت "عہدۃ المبیع" پر ضمان لینے کے عنوان سے بحث کرتے ہیں؛ کے "درہ کی کے "درک (بالغ ہوئے) کا مسئلہ "کتاب الحج" میں؛ کے کے ہوٹ پر گفتگو کے "در ان، "درک (پکے، تیار ہوئے) سے پہلے "در اس کے بعد درمت پر گئے ہوئے پہلوں کی فرہنگی کا مسئلہ "کتاب المساقاۃ" میں "ادراک ثمر" پر گفتگو کے "در ان اور شکار کو زندہ پالنے (ادراک الصيد حیاء) کا مسئلہ "کتاب الصيد الذبائح" میں پر بحث آتا ہے۔

(۲۵۹/۲) (۷/۳۳ من من صرۃ) کے کی ہے صن کے سمرہ سے ۳۳ کے بارے میں اختلاف ہے اس حدیث کے بال رجال فقہ ہیں (تسل الاوطار ۵/۳۶۰) نیز امام احمد نے اس حدیث کے بتدلی صریح روایت لفظ کے کچھ فرق کے ساتھ سند صحیح کے ساتھ کی ہے (مسند احمد تحقیق احمد شاہ ۱/۱۲۱)۔

(۱) ابن ماجہ ۲/۲۶۳، حذیفہ المدنی ۱۱/۳۳ طبع عینی الجلی، المصوب ۲/۳۳ طبع مصطفیٰ الجلی، انبی ۳/۵۱۳ طبع المصوب

## ادلاء

### تعریف:

۱- لغت میں "ادلی الملوی" کا معنی ہے: کتہیں میں اس اہل ان سے پائی گالی، "در ادلی بمعنی" کا معنی ہے: پٹی لیل پیش کی (۱)۔ "در ادلی الیہ بمعنی" کا معنی ہے: اس کو ہاں دیا، "ادلی الی المیت بالمیوۃ" کا معنی ہے: میت تک پہنچا دینا ہونے کے درمیان، "دلاء کا اصل معنی کتہیں میں اس اہل ان سے پھر پھر ہتھ کے ڈالنے کے لئے اس کا استعمال یا جانے کا۔  
مقام کے یہاں "دلاء کا استعمال لغوی معنی سے لگ میں ہے (۲)۔

### اجمالی حکم اور بحث کے مقامات:

۲- فقہاء نے لفظ دلاء کا اکثر استعمال میراث اور ضمانت کے جواب میں کیا ہے، چنانچہ فقہاء "دلاء بالنسب" کا ذکر کرتے ہیں در ان کی مراد "دوریت اور ربط ہوتا ہے جو انسان کو میت سے یا پرورش کیے جانے والے بچے سے جوڑتا ہے، اور فقہاء میت اور بچے سے براہ راست رشتہ رکھنے والوں کو ان لوگوں پر مقدم کرتے ہیں جن کا میت اور بچے سے رشتہ کسی دور سے ہے، "در جس کا رشتہ دو جہتوں سے ہے اس شخص پر مقدم کرتے ہیں جس کا رشتہ

(۱) لسان العرب، المعرب، المصباح المیر۔

(۲) دستور العمل ۱/۳۳۔

صرف یک جہت سے ہے (۱)۔

## ادمان

دیکھئے ”غمر“ اور ”مخدر“۔

## اذی

تعریف:

۱۔ لغت میں ”اذی“ کا اطلاق اس چیز پر ہوتا ہے جسے آپ مایہ ندر کرتے ہوں اور اسے برقرار نہ رہنے دینا چاہتے ہوں (۲)۔ اسی سے ”تذیر“ (۳) (ما پاک اور گندمی چیز) ہے، اذی کا اطلاق اس مایہ ندر پر ہوتا ہے کہ چھوڑے ہوئے اثر پر بھی ہوتا ہے، جبکہ معمولی اثر ہو، ”ما تاج لہر میں“ میں شطابی کے حوالہ سے درج ہے کہ اذی معمولی مایہ ندر ہے (۴)۔

۲۔ اذی کے استعمال میں بھی اذی انہیں دونوں معانی کے لئے آتا ہے (۵)۔ مولف ایذا پہنچانے والی چیز کے لئے اذی کا استعمال کرتے ہیں، حدیث میں ”راہ“ ہے: ”وَأَذَاهَا بِمِطَةِ الْأَذَى عَنْ الطَّرِيقِ“ (۶) (ایمان کے شعبوں میں سے سب سے ذلی شعبہ راہ سے اذی (مودی چیز) کو ہٹانا ہے)۔

متعلقہ الفاظ:

ضرر:

۳۔ ”معمولی“ ہو تو اذی لغت سے ”اذی“ کہتے ہیں، ”شریر“ اور

(۱) اس لفظ ابن فارس: اذی (اذی) (کچھ تبدیلی سے، ص ۸۷)۔

(۲) المصباح المصیر: اذی (اذی)۔

(۳) تاج المعروس: المرجع الاحادیث: اذی (اذی)۔

(۴) مفردات القرآن: المصباح المصیر: اذی (اذی)۔

(۵) حدیث: ”وَأَذَاهَا بِمِطَةِ الْأَذَى“ کی روایت مسلم سے مطہر الاحقرت

زیادہ ہونے کی صورت میں اسے ”ضرر“ کہتے ہیں، ”ناجیہ“ میں ہے: ”ذی خیف شہ ہے بر اثر ریا و ہود ہوتا رہے“ (۱)۔ فقہاء کے ”ذنی و ضرر“ کے عام استعمال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرات بھی وہوں کے مذکورہ بالا فرق کو مانتے ہیں۔ اپنے کلام میں یہ فرق ملحوظ رکھتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں: خانہ کعب کے روبرو خوف کرنے والے پر لازم ہے کہ اپنے خوف کے دوران کسی کو پینہ نہ پہنچائے“ (۲)۔ یہ فرماتے ہیں: مسلمانوں پر لازم ہے کہ اہل بدعت (جن غیر مسلموں سے صلح و جنگ بدی ہوئی ہے) میں سے کسی کو پینہ نہ پہنچائے جب تک اس کا مدینہ (صلح و جنگ بدی) پر مقرر رہے“ (۳)۔ وہی اور یہ، ان طرح کا استعمال کتب فقہ میں پائے جاتے ہیں، جب کہ فقہاء کہتے ہیں: مریض کے لئے مرد توڑا جائے نہیں اگر مردہ سے سے ضرر نہ پہنچے رہا ہو“ (۴)۔ فقہاء ”خانہ ضرر“ کہتے ہیں ”خانہ ذنی“ نہیں کہتے، جیسا کہ کتب فقہیہ کے ”کتاب الحصان“ میں معروف ہے۔

ذی کو ضرر سے ہی بہت ہے جو بہت صغار کو کبار سے ہے۔

جمہد حکم اور بحث کے مقامات:

ب۔ ذی معمولی ضرر کے معنی میں:

۳۔ بالاتفاق ذی حرام ہے و ترکہ ذنی واجب ہے (۵) جب تک

= ہیرہ کی حد سے مرفوعا کی ہے (صحیح مسلم شریف) محمد بن عبدالمبارک در ۳۳ طبع عین الحلیں۔

(۱) تاج المرویۃ، مادہ ردی۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ج ۴، ۶۶ طبع ول یوق۔

(۳) حاشیہ القلیوبی ج ۳، ۳۳۸ طبع مصطفیٰ المہلبی الحلیں۔

(۴) لغزوع ج ۲، طبع مطبعہ دارالحدیث ۱۳۳۱ھ۔

(۵) حاشیہ ہود الخوارزمی حاشیہ ابن ماجہ ج ۲، ۱۶۶ طبع ول یوق، حاشیہ

تصویبی ج ۳، ۴۳، ۴۳۸، لغزوع ج ۲، ۳۸۸۔

کہ اس کے مقابلہ میں اس سے سخت ”ذنی“ ہو اس کے مقابلہ میں اس سے ریا و شیعہ ”ذنی“ ہو تو فقہ کے درجہ میں مستحقہ قاعدہ پر عمل کرتے ہوئے ہلکے ”ذنی“ کا ارتکاب کیا جائے گا، وہ قاعدہ یہ ہے: ”یومکب احف الضرر من لانتفاء شیعہما“ (۱)۔ (۲) ضرر میں سے شیعہ ضرر سے بڑے کے لئے خیف ضرر کا ارتکاب کیا جائے گا، فقہاء نے یہ بات بہت سے مقامات میں ذکر کی ہے، چہرہ مقامات یہ ہیں: ”کتاب ارق“ میں حجر اسود کے چھوٹے پر خشک کرتے ہوئے، ”کتاب ارق“ میں عام کے ساتھ برتاؤ کی بحث میں، خیف کے یہاں ”کتاب ارق“ میں لڑائی میں اس قسم کے بہت سے مسائل ہیں۔

ب۔ ذنی موذی چیز کے معنی میں:

۴۔ مسلمانوں کو دینہ پہنچانے والی اشیاء کا بنانا، قحب ہے، جہاں بھی وہ اشیاء پانی جا میں، رسول اکرم ﷺ نے راستے سے پینہ رساں چیز کے بنانے کو ایمان میں شمار کیا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”لایمان بضع وسبعون شعبۃ، الفصیہ لا الہ الا اللہ وادناھا إماعة الادی عن الطریق“ (۲) (ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں، ان میں سب سے افضل شعبہ ”لا الہ الا اللہ“ اور سب سے ”ذنی“ شعبہ راستے سے ”ایمان رساں چیز کا بنانا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کیا: ے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتاؤ جو مجھے جنت میں داخل کر دے، آپ ﷺ نے فرمایا:

(۱) حاشیہ ہود الخوارزمی ج ۲، ۱۶۶ طبع ول یوق۔

(۲) حدیث ۳۳ ایمان بضع وسبعون شعبۃ... کی روایت مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ہیرہ سے مرفوعا کی ہے (صحیح مسلم شریف) محمد بن عبدالمبارک در ۳۳ طبع عین الحلیں، فیض القدیر ج ۳، ۱۸۵، ۱۸۵ ح کردہ المکتبۃ التجاریہ البکریہ ۱۳۵۵ھ۔

## نوٹ ۵

۵۔ سوہنی اشیاء اور اُحرب میں پائی جائیں تو ان کا زائد نہیں کیا جائے گا تا کہ جُنُوب کفار کو مُزہر نہ کیا جاسکے، لہذا اوار اُحرب کے شہروں میں سوہنی حیوان قتل نہیں کیا جائے گا<sup>(۱)</sup>، جیسا کہ فقہاء نے ”کتاب اہلباء“ میں سرِ امت کی ہے۔



”اعرب الأذى عن طريق المسلمين“<sup>(۱)</sup> (مسلمانوں کے رستے سے اذیت دینے والی چیز ہٹاؤ)۔ جو شخص پنا تیرہی جگہ سے لے کر گزرتا چاہے جہاں لوگ نہ ہوں تو اس کے ذمہ لازم ہے کہ تیرہی ہاک پکڑ کر گزرتے تاکہ کسی مسدود کو بند نہ پہنچ جائے<sup>(۲)</sup>۔

جس شخص نے اپنے بھائی پر ”امت رساں چیز“ لکھی اس پر لازم ہے کہ اس بھائی سے سے دُور رہے، یونکہ نبی اُرم علیہ السلام کا ارشاد ہے: ”بن احمدکم مواءا اعمیہ فلیں دای بہ اذی فلیمطہ عہہ“<sup>(۳)</sup> (پیشہ تم میں سے ہر شخص اپنے بھائی کا آمینہ ہے۔ اُرم اس کے ساتھ کوئی اذیت رساں چیز نہ لکھتے تو اس سے دُور رہتے)۔ یوسولود کا بول ساتویں دن موٹا جائے گا اور اس سے دُمت رساں چیز دُور کی جائے گی<sup>(۴)</sup>۔

حیوان موڑی کو قتل کیا جائے گا<sup>(۵)</sup>، اگرچہ وہ حرمی میں ہو تاکہ اس کی ”امت“ سے لوگوں کو بچایا جاسکے۔

(۱) حدیث: ”اعرب الأذى...“ کی روایت مسلم نے کی ہے، ملاحظہ فرمائیے شرح النووی کسک ۱/۱۶۱ طبع المطبعۃ المدنیہ امام احمد نے سند میں اس کی روایت کی ہے ۳۲۳ طبع مول۔

(۲) شرح النووی کسک ۱/۱۶۹۔

(۳) حدیث: ”بن احمدکم مواءا اعمیہ...“ کی روایت امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہؓ سے کی ہے ورنہ ملا ہے ”یحییٰ بن عبد اللہ کوشمہ نے ضعیف قرار دیا ہے اس باب میں حضرت انسؓ سے بھی روایت ہے“ بطریق فی الاوسط میں اس کی روایت کی ہے ضیاء مقدسی نے ان الفاظ میں روایت کی ہے ”سنن من مواءا المومنین“ متاوی نے اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے (تحت الاحوذ ۳/۱۶۹ طبع ہجازیہ)۔

(۴) سند الامام احمد ۳/۱۸۸، ابھی ۳۶۸ طبع سوم المند۔

(۵) مشکوٰۃ المصابیح ۵۲۸ طبع مصطفیٰ المہابی الکلی، تہذیبی المند یہ ۲۵۲ طبع بلاق، الموطا ۲/۵۷ طبع مصطفیٰ المہابی الکلی، ابھی ۳/۳۱۳ اور اس کے بعد کے صفحات۔

(۱) ابن ماجہ ۳۰ طبع مول بلاق، جامعہ البشیرا علی الترمذی ۲/۸۰۸ طبع مصطفیٰ المہابی الکلی۔

استقامت اور اظہارِ رسالت سے پہلے ہوئے کو کھڑا کرنا۔

شریعت میں اقامہ کا مفہوم ہے: متعین الفاظ کے وسیعہ و وسوسہ  
اکرم ﷺ سے منقول میں خاص طریقہ پر جماعت شروع ہونے کی  
اطاعت دینا<sup>(۱)</sup>۔

## اذان

ج- تجویب:

۴- لغت میں تجویب لوٹنے کو کہتے ہیں، اور اذان میں تجویب غلبہ  
کے بعد دوبارہ اعلان کرنا ہے، تجویب کی صورت یہ ہے کہ فجر کی اذان  
میں ”حی علی الصلاۃ“ اور ”حی علی الفلاح“ کے بعد دوبارہ  
”الصلاۃ حبر من النور“ (مازنیہ سے بہتر ہے) کا اضافہ  
یا جائے، اس پر سارے فقہاء کا اتفاق ہے، فقہاء حنفیہ کے نزدیک  
تجویب کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان  
”حی علی الصلاۃ“ ”حی علی الفلاح“ کہا جائے<sup>(۲)</sup>۔

اذان کا شرعی حکم:

۵- فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اذان اسلام کی خصوصیات اور  
اس کے نمایاں شعار میں سے ہے، اگر کسی شہر کے لوگ اذان کے  
چھوڑنے پر اتفاق کر لیں تو ان سے قتال کیا جائے گا، لیکن اذان کے  
علم کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، ایک قوی یہ ہے  
کہ اذان فرض کفایہ ہے، حنبلیہ کا حنفیہ کے بارے میں اور مالکیہ کا  
اہل تشیع کے بارے میں صحیح قول یہی ہے، بعض مالکیہ نے جماعت والی  
مسجدوں کے بارے میں اسی قول کو قوی قرار دیا ہے، شافعیہ کی ایک  
راے اور امام احمد کی ایک روایت بھی یہی ہے، اسی طرح بعض حنفیہ

تعریف:

۱- لغت میں اذان غلبہ کرنے پر بتانے کے معنی میں ہے، اللہ تعالیٰ  
کا ارشاد ہے: ”وَذُنُّهُمُ الْمَدَائِنُ الْخَبِيثَةُ“<sup>(۱)</sup> یعنی لوگوں کو حج کے  
بارے میں بتا دیجئے<sup>(۲)</sup>۔

شریعت میں اذان کی حقیقت یہ ہے: متعین الفاظ کے وسیعہ جو  
رسول اکرم ﷺ سے منقول میں، خاص طریقہ پر فرض نماز کے  
وقت کی اطلاع دینا، وقت قریب ہونے کی اطلاع دینا، یہ بات  
صرف نماز فجر کے وقت سے فرض نماز کے نزدیک ہے<sup>(۳)</sup>۔

متعلقہ الفاظ:

سب- دُخُوۃٌ مند:

۲- یہ دونوں الفاظ عمومی مفہوم میں اذان کے ساتھ ہم آہنگ  
ہیں، یعنی پکارنا، بلانا، توجہ طلب کرنا<sup>(۴)</sup>۔

ب- قاست:

۳- لغت میں اقامت کے چند معانی ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) سورۃ بقرہ ص ۱۷۰

(۲) لسان العرب، المصباح المہیر۔

(۳) شرح تفسیر الارواح ۱/ ۱۲۲ طبع دار الفکر، بیروت ۱۳۲۷ھ طبع دار المعرفہ

بیروت، طبع الجلیل، ۱۳۷۱ھ طبع کردہ مکتبۃ الخیر طبع۔

(۴) لسان العرب، المصباح المہیر۔

(۱) لسان العرب، شرح تفسیر الارواح ۱/ ۲۲، منی الحجاج، ۳۳ طبع المصنف۔

(۲) لسان العرب، شرح تفسیر الارواح ۱/ ۱۲۷، منی الحجاج، ۳۶،

ابن ماجہ ۲/ ۲۶۰، ۲۶۱ طبع ملاح۔

## اذان ۶

انہوں آراء کے مطابق امر کی قوم نے اذان کے بغیر نماز دی تو اس کی نماز درست ہو جانے کی یقین ہو لوگ سنت و امر نبوی کی مخالفت کی بنا پر گناہگار ہوں گے۔

ایک تیسرا قول یہ ہے کہ صرف جمعہ کے روز نماز کفایہ ہے، امری نمازوں کے لئے نہیں مٹا فقیہ و کتابدہ کی ایک رائے یہی ہے۔ یہ کہ اذان جماعت کے لئے بڑا ہے اور جماعت جمہور کے لئے ایک جمعہ میں واجب ہے، امری نمازوں میں سنت ہے۔

### اذان کی شریعت کا آغاز:

۶۔ ریا و صحیح قول کے مطابق مسجد میں مدینہ منورہ میں اذان شروع ہوئی، یہ کہ اس کے بارے میں متعدد صحیح احادیث و روایات ہیں، امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: "مسلمان جب مدینہ آئے تو وہ لوگ جمع ہوتے اور نماز کے وقت کا انتظار کرتے، کوئی نماز کا اعلان نہیں کرتا تھا، ایک روز مسلمانوں نے اس بارے میں باہم گفتگو کی، بعض نے کہا: میں یوں کہنا توں کی طرح ماقوس بنایا جائے، بعض نے کہا: یہودی کی طرح سنگھ بنالی جائے، حضرت عمرؓ نے فرمایا: پہلے ایک آدمی کو بھیجو وہ نماز کا اعلان کرے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا بلال قم لباد بالصلاة" (بلال! اٹھو اور مارا کا بیان کرو) پھر عبداللہ بن ریحہ کا خواب سامنے آیا، انہوں نے بیان کیا کہ جب رسول کریم ﷺ نے ماقوس بنانے کا حکم دیا تاکہ لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرنے کے مقصد سے سے بجایا جائے، ان دنوں میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ماقوس

سے منقول ہے کہ اذان واجب علیہا ہے، یہ قول واجب کے بارے میں حنفی کی اصطلاح پر مبنی ہے، اذان کفر فرض کفایہ یا واجب کفایہ کہنے والوں کا استدلال رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے ہے: "إذا حضرت الصلاة فليؤذن لكم أحدكم وليؤمكم أكبركم" (۱) (جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک شخص تمہارے لئے اذان کہے اور تم میں سے جو شخص بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرے)۔ اس حدیث میں امر کا سینہ و جوب کفایہ کا تفسیراً ہے، نیز اس لئے بھی کہ اذان اسلام کے نمایاں شعائر میں سے ہے، لہذا جہاد کی طرح یہ بھی فرض کفایہ ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ اذان سنت مؤکدہ ہے، حنفی کے نزدیک رائج قول و شافعیہ کے یہاں اصح قول یہی ہے، بعض مالکیہ بھی اس جماعت کے لئے اذان کو سنت مؤکدہ مانتے ہیں جو دوسروں کے انتظار میں ہوتا کہ وہ لوگ بھی ان کے ساتھ نماز میں شریک ہوں۔ کتابدہ کے یہاں صحیح قول یہ ہے کہ حالت سفر میں اذان سنت مؤکدہ ہے، امام احمد کی ایک روایت یہ ہے کہ اذان مطلقاً سنت مؤکدہ ہے، شریقی نے اسی روایت کو اختیار کیا ہے۔

اذان کو سنت مؤکدہ قرار دینے والے حضرات نے اس امر بلی کی حدیث سے استدلال کیا ہے جس نے شریعت پر طریقہ پر نماز پڑھنی تھی، رسول اللہ ﷺ سے اس سے فرمایا: "اعل کلماً وکلماً" (تم یہ کر، تم یہ کر)، رسول کریم ﷺ نے ان کا ترجمہ کیا، حالانکہ آپ ﷺ سے وضو، استقبال قبلہ اور ارکان نماز کا ذکر آیا (۲)۔

(۱) حدیث: "إذا حضرت الصلاة..." کی روایت امام بخاری نے کی ہے (۱/۵۳۳ طبع مسیح) یہاں پر بخاری کے الفاظ درج ہیں مسلم نے اس حدیث کی روایت مالک بن حویرث سے کی ہے (تحقیق الخیر ۱/۱۹۳)۔  
(۲) خواب طریقہ پر نماز پڑھنا کرنے والے امر بلی کی حدیث بخاری و مسلم دونوں میں ہے (کنز العمال ۱/۲۲۲)۔

(۱) الاصابۃ ۱/۲۰۷ طبع بولہ انبی ۱/۱۷۵، ۲/۱۸ طبع طبع طبع، الاصابۃ ۲/۲۲۳ طبع مکتبۃ البیروت، المجموع ۸/۸۱ طبع مکتبۃ المنیر مدینہ منورہ، منیٰ المحتاج ۱/۳۳ طبع المجلس، فتح القدر ۱/۲۰۹، ۲/۲۱۰ طبع، احیاء التراث العربیہ، اختصار ۲/۲۲ طبع دار المعرفہ بیروت۔

اذان کے مشروع ہونے کی حکمت:

۷- اذان کی شریعت کے مقاصد یہ ہیں: نماز کا وقت شروع ہونے کی اطلاع دینا، عجمیہ کے درمیان اللہ کے نام کی سرہندی، اللہ کی شریعت کو غائب کرنا، رسول خدا کے نام کو بلند کرنا، لوگوں کو نذاح اور کامیابی کی طرف بلانا<sup>(۱)</sup>۔

اذان کی فضیلت:

۸- اذان میں بہت بڑی اہمیت ہے، یہ دن کے وسیع اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے، اذان کی بڑی فضیلت و عظیمیہ ہے، اذان کی فضیلت کے بارے میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں: حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لو يعلم الناس ما فی النداء والصف الاول ثم لم یجدوا الا ان یتستھموا علیہ لاستھموا“<sup>(۲)</sup> (اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان اور صف اول میں کس قدر فضیلت ہے، پھر قرآن اندازی کے بغیر اس کا موقع نہ پاتے تو قرآن اندازی کرتے) رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”المؤدنون اطول الناس فصلاً یوم القیامۃ“<sup>(۳)</sup> (اذان دینے والے قیامت کے روز سب سے زیادہ نبی کریم ﷺ کے (سر بلند) ہوں گے)۔ بعض ضعیف، ماکی اور شافعی فقہاء نے اذان کی فضیلت میں وارد احادیث کی بنا پر اذان کو امامت پر فضیلت دی ہے،

میرے پاس چرگارا ہے، میں نے اس سے کہا: اے بندو خدا! کیا تم یہ باتوں فریخت کرو گے؟ اس نے کہا: تم اس باتوں کو کیا کرو گے؟ میں نے کہا: اس سے نماز کے لئے بلا میں گئے، اس شخص نے کہا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتاؤں؟ میں نے کہا: ہاں نہیں ضرورتاً یہ اس نے تمہیں اس طرح نبویہ ”اللہ اکبر اللہ اکبر“ پھر اس شخص نے اذان و امامت کے اتناظ ہے، صبح کو میں رسول کرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا خواب بیان کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”انہا لروایا حق فی شاء اللہ، فقم مع ہلال فائق علیہ ما راہت فلیؤذن بہ“<sup>(۴)</sup> (انشاء اللہ یہ سچا خواب ہے، تم بڑا لڑکے کے ساتھ کھڑے ہو کر انہیں دو جملے بتاؤ جو تم نے خواب میں سنے ہیں تاکہ ہلال ان کے ذریعہ ”اذن“ دیں)۔

ایک قول یہ ہے: اذان سچے میں مشروع ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ: دن مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے شروع ہوئی لیکن یہ قول احادیث صحیحہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول ہے۔

اذان کے مشروع ہونے پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے اور وہ بروی سے دوری ضرورتاً بلا اختلاف اس پر عمل چلا آ رہا ہے<sup>(۵)</sup>۔

(۱) حضرت عبداللہ بن ربیع کے خواب و علی حدیث کی روایت ابو داؤد نے اپنی سنن میں محمد بن اسحاق کی سند سے کی ہے، ترمذی نے اس حدیث کی روایت کر کے ”صحیح“ قرار دیا ہے، ابونعیم نے اس حدیث کے بارے میں بخاری سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: ”یہ حدیث میرے نزدیک صحیح ہے“، اس کی روایت ابن حبان اور ابن خزیمہ نے بھی کی ہے، بخاری نے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث ثابت صحیح ہے (مطبوعہ الماریہ ۲۵۹۱)۔

(۲) ملاحظہ ہو: صحیح مسلم مع شرح نووی ۵/۳۴۵، سبل السلام ۱/۱۸۸، طبع اخباریہ ابن ماجہ ۱/۲۵۷، طبع بیروت ۲/۲۱۱، طبع اخباریہ، فتح المندیر ۱/۱۶۷، ابی ۱/۳۰۳، طبع الماریہ۔

(۳) ابی ۱/۳۰۲، خطاب ۱/۲۲۲، الماریہ ۱/۱۶۷، حدیث: ”المؤدنون اطول“ کی روایت امام مسلم نے حضرت سعید بن جبیر کی سند سے (مطبوعہ الماریہ ۲۰۸۱)۔

(۴) البحر الرائق ۱/۲۷۹، طبع الماریہ، الماریہ ۱/۲۷۹۔

(۵) حدیث: ”لو یعلم...“ بخاری اور مسلم دونوں میں ہے، حضرت ابو ہریرہؓ کے روای ہیں (مطبوعہ الماریہ ۲۰۹۱)۔

۱۱ حضرت نے فرمایا کہ رسولِ کریم ﷺ اور آپ کے خاندان نے  
 آپ ہفت دن جنگی فوج سے اذان دینے کی ذمہ داری نہیں لی، اس لئے  
 حضرت عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: "لولا الجحافل لادمت" (۱)  
 (اگر خلافت کی ذمہ داری نہ ہوئی تو ہمیں وہاں دیتا)۔

۹۔ چونکہ ذال کی غیر معمولی اُصیلت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ذال دینے کی ترغیب دی ہے اس لئے فقہاء نے دیا ہے کہ اگر ایک سے زائد لوگ ذال کے لئے جھگڑا کریں تو اس شخص کو اذان کے سے بہت صلیب جائے جس میں ذال کی شہادتیں مکمل طور پر پانی جا میں۔ اگر سب یہ ائمہ ہوں تو ان کے درمیان قرعہ اندازی کرانی جائے گی، جیسا کہ پہلے ذکر کردہ ایک حدیث میں آیا۔ لوگوں نے قادیانہ کے ان اذان دینے کے سے کشمکش کی تو حضرت -عذ بن ابی وقاص نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی (۴)۔

### فون کے لفظ:

[illegible]

علي الفلاح، الله أكبر الله أكبر، لا إله إلا الله" (١)۔

اس طرح حضرت عبداللہؓ بن زید نے اس فرشتے کی اذان نقل کی جو آماں سے اتر اٹھا۔ حضرت عمرؓ و رستمؓ ہرام کی ایک جماعت نے اس سے اتفاق کیا تو رسول اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہؓ بن زید سے فرمایا: ”تھم مع ہلال فائق علیہ ما رایت، فیودوں بہ فبانہ اندی صوتا منک“ (۲) (ہلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ، وہ خوب والے اتفاق نہیں تھے، ان کے رویہ وال ہیں، یہ تکہ ہلال کی آواز تم سے زیا دہلند ہے)۔

ما فیہ نے حضرت امامت و روکی حدیث کو اختیار کیا ہے (۳)۔ اس میں بھی یہ ان کے وہی کلمات ہیں جو عبد اللہ بن زید کی حدیث میں وارد ہیں۔ صرف ترجیح کی بنا پر ہے (۴)۔

ماثل یہ کہ حنفیہ میں سے امام ابو یوسف اور امام محمد کا مسلک یہ ہے کہ ان کے شروع میں تکبیر (اللہ اکبر) صرف دو بار ہے جس طرح کہ ان کے آثار میں اللہ اکبر صرف دو بار ہے، چار بار نہیں، یہ نہ کہ مدینہ میں سلف کا یہی عمل تھا، نیز اس لئے کہ عبداللہ بن ربیع کی ایک روایت میں کہ ان کے آثار میں تکبیر صرف دو بار ہے (۵)۔

(۱) الاختیار رقم ۳۲، المقتضی رقم ۳۰۳

(۲) اسی حدیث کی روایت ابو داؤد نے کی ہے یہاں ابو داؤد کے الفاظ درج ہیں۔  
 اسی طرح کی حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کی ہے ترمذی نے  
 اسے حدیث حسن صحیح کہا ہے (سنن ابی داؤد، تصنیف محمد بن الدین عبد الحمید  
 ۱۹۶۱ء، مطبعہ اساطیر، سنن ترمذی، ص ۳۵۹ طبع آئس۔)

(۳) حضرت ابو محمدؑ کی ذہنی و قلبی عظمت کی روایت مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے کی ہے (جامع اصول ۵ ص ۲۸۰، جامع کردار اہلبیت)۔

(۴) محبوب ۳۸ طبع دار معروف

(۵) البدیع ۱۷۷۳ طبع مولیٰ شریکۃ المطبوعات اعظمیہ، فتح القدیر ۱۲،  
الترغیب فی ۱۷۷۷ طبع دار احسن البیروتیہ ۲۲ طبع دار الصحیفہ،  
الغواکر الدینی ۲۰۱، ۲۰۲ طبع دار المعرفہ۔



ذات میں ترجیح:

۱۱- ترجیح یہ ہے کہ مومن اپنے شہادتیں اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان محمداً رسول الله کو پست آواز سے کہاں طور پر کہ حاضرین میں پھر وہ بار بلند آواز سے کہے خفیہ کے، ایک رنج یہ ہے کہ ترجیح مکروہ و تنزیہی ہے، اس لئے کہ حضرت بلالؓ اپنی اذان میں ترجیح نہیں کرتے تھے، نیز آسمان سے نازل ہونے فرشتے کی ذات میں ترجیح نہیں ہے<sup>(۱)</sup>۔

مالکیہ کے نزدیک، یہ ثنائیہ کے صحیح قول کے مطابق ترجیح سنت ہے، کیونکہ حضرت ابو محمد ورہ کی حدیث میں ترجیح ہے، نبی اکرم ﷺ نے اذان کا وہ طریقہ حضرت ابو محمد ورہ کو سکھایا تھا، سانی اور خلف اذان کے اسی طریقہ پر ہیں<sup>(۲)</sup>۔

حناہدہ — کہ ترجیح چار ہے، مکروہ نہیں ہے، کیونکہ حضرت ابو محمد ورہ کی حدیث میں ترجیح وارد ہے، بعض فقہاء خفیہ، نیز ثوری اور اسحاق بن راہویہ بھی اسی کے قائل ہیں<sup>(۳)</sup>، کاظمی حسین ثنائی نے کہا کہ ترجیح ذات میں رکن ہے<sup>(۴)</sup>۔

تھویب:

۱۲- تھویب یہ ہے کہ مومن "ان فجر میں" اھی علی الصلاة، "اھی علی الفلاح" کے بعد دوبارہ "الصلاة خیر من النوم" کا اضافہ کرے، یہ ان فجر کے بعد ۷۰ بار "الصلاة خیر من النوم" کہے جیسا کہ بعض صحیحہ کا قول ہے۔ یہ تمام فقہاء کے نزدیک

(۱) ابن ماجہ ص ۲۵۹۔

(۲) مع الجلیل ص ۱۱۹، طبع ہجری الخواکر الدوائی ص ۲۰۱، ۲۰۲، المجموع ص ۹۰، ۹۱، منی لکھنؤ ص ۱۳۶۔

(۳) منی ص ۲۰۵، کشاف لکھنؤ ص ۲۱۳، ۲۱۵۔

(۴) المجموع ص ۹۰، ۹۱۔

سنت ہے، کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابو محمد ورہ سے فرمایا: "فإذا كان صلاة الصبح قلت الصلاة خیر من النوم، الصلاة خیر من النوم" (اگر صبح کی نماز ہو تو تم کہو: الصلاة خیر من النوم، الصلاة خیر من النوم) (نماز بہتر ہے نیند سے، نماز بہتر ہے نیند سے)<sup>(۱)</sup>۔ اسی طرح جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے پاس نماز فجر کی اطلاع دینے آئے اور آپ ﷺ کو سویا ہوا پانی اور بارگاہ "الصلاة خیر من النوم" یہ سن کر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "ما أحسن هذا يا بلال! احصه فی أدانک" (بلال یہ کتنا اچھا جملہ ہے، اسے پتلی ذات میں شامل کرلو)۔ تھویب نماز فجر کے ساتھ اس لئے خاص ہے کہ سونے والے کو سونے کی وجہ سے سستی لاحق ہوتی ہے<sup>(۲)</sup>۔

بعض خبیث اور بعض ثنائیہ نے فجر درمیں، دنوں میں تھویب کو درست قرار دیا ہے، کیونکہ فجر کی طرح صبح کا وقت بھی نیند و غفلت کا وقت ہے<sup>(۳)</sup>۔

بعض ثنائیہ نے تمام اوقات میں تھویب کی جائزت دی ہے، کیونکہ ہمارے زمانے میں لوگوں کے اندر غفلت بہت زیادہ ہے<sup>(۴)</sup>۔ مالکیہ "در متابہ کے برابر ایک فجر کے بعد ۷۰ بار تھویب مکروہ ہے، خفیہ "در ثنائیہ کے یہاں بھی مذہب یہی ہے، کیونکہ حضرت بلالؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: "رسول اللہ ﷺ نے مجھے فجر

(۱) "الصلاة خیر من النوم" موطا حدیث کی روایت انہیں الفاظ میں ابو داؤد نے کی ہے اسی طرح کی روایت ابن ابی شیبہ و درہن حبان سے بھی کی ہے ابن خزیمہ نے ابن جریر کی سند سے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے (سنن ابی داؤد ص ۱۹۶، طبعة الحادۃ، نصب ص ۲۶۵)۔

(۲) ابن ماجہ ص ۲۶۰، ح ۲۱، طبع المکتبۃ الاسلامیہ منی لکھنؤ ص ۱۳۶، مع الجلیل ص ۱۱۸، خشی و روایت ص ۱۴۶، ۱۴۷۔

(۳) البدیع ص ۱۳۸، المجموع ص ۹۰، ۹۱۔

(۴) المجموع ص ۹۰، ۹۱۔

معاملات اور مصالح میں مشغول ہوں مثلاً امام وراثتی وغیرہاں کو نماز کی طرف متوجہ کرنے کے لئے تھویب جائز ہے مؤذن اذان کے بعد کہے گا:

”السلام علیک فیہا الامیر، حیّ علی الصلاۃ، حیّ علی الفلاح، الصلاۃ برحمتک اللہ“ (۱) (سلامتی ہو آپ پر اے امیر، نماز کے لئے آئیے، کامیابی کے لئے آئیے، نماز تیرا ہے، تقد آپ پر رحم کرے)۔ امام ابو یوسف کی اس رائے سے شافعیہ اور بعض مالکیہ نے اتفاق کیا ہے، حنابلہ نے بھی اسے جائز کہا ہے، ائمہ امام وغیرہ نے اذان نہ سنی ہو (۲)۔ امام محمد بن الحسن نے امام ابو یوسف کی مذکورہ بالا رائے سے اختلاف کیا ہے، کیونکہ تمام لوگ جماعت کے معاملہ میں برابری ہیں، بعض مالکیہ بھی امام محمد کے ہم خیال ہیں (۳)۔

۱۳۔ بعض مؤذنین رات کے آخری حصہ میں تسبیح، دعا اور ذکر کرتے ہیں، بعض مالکی فقہاء نے بدعت حسنہ قرار دیا ہے اور حنابلہ نے اسے مردود بدعات میں شمار کیا ہے، حنابلہ نے کہا ہے کہ چونکہ یہ تسبیح دعا اور نماز کا سنت ہے، لہذا حرام نہیں ہے، لے نے اس کی شرط لگانا ہو تو بھی اس کا سزاوارم میں ہوگا (۴)۔

اذان کے بعد نبی ﷺ پر درود:

۱۵۔ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک مؤذن کے لئے مسنون ہے کہ

(۱) ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۱۱، فتح القدیر ج ۱ ص ۲۱۵، البدائع ج ۱ ص ۳۸۔

(۲) محبوب ج ۱ ص ۶۶، مجمع والاکلیل بمائش الخطاب ج ۱ ص ۲۷، کشف القناع ج ۱ ص ۱۵۔

(۳) الخطاب ج ۱ ص ۳۱۔

(۴) الخطاب ج ۱ ص ۳۰، کشف القناع ج ۱ ص ۲۱۔

میں تھویب کا حکم دیا، رشتہ میں تھویب سے منع فرمایا“ (۱)۔ حضرت ابن عمرؓ ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے داخل ہوئے، ایک شخص کو اذان ظہر میں تھویب کہتے ہوئے سنا تو اس مسجد سے باہر نکل آئے۔ اس سے دریافت کیا گیا کہہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ فرمایا: مجھے بدعت نے نکال دیا (۲)۔

یہ سب اس تھویب کی تفصیل ہے جو حدیث میں آیا ہے۔

۱۳۔ کوفہ کے علماء حنفیہ نے عہد صحابہ کے بعد ایک اور تھویب ایجاد کی، وہ یہ کہ فجر میں اذان و قنوت کے درمیان ”حیّ علی الصلاۃ، حیّ علی الفلاح“ کہا جائے۔ معتدین حنفیہ کے ایک صرف فجر میں اسے پسندیدہ تھا، باقی نمازوں میں مردود تھا، متاثرین حنفیہ نے مغرب کے علاوہ دوسری تمام نمازوں میں اسے پسندیدہ قرار دیا۔ مغرب میں اس لئے پسندیدہ نہیں ہے کہ مغرب کا وقت ٹھک ہے، کیونکہ تمام مردیہ یہ سنتی غائب ہو چکی ہے، ان فقہاء نے یہ بھی کہا ہے کہ نمازوں میں ”ان“ قنوت کے درمیان تھویب ہر شہر کے عرف کے اعتبار سے ہوگی کھائیں کر، یا ”الصلاۃ الصلاۃ“ (نماز نماز) کہہ کر یا اس کے علاوہ جو طریقہ معروف ہو، اسی طرح امام ابو یوسف نے فرمایا کہ تمام وہ لوگ جو مسلمانوں کے

(۱) حضرت بلالؓ کی حدیث ”امویہ...“ کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے یہاں پر ابن ماجہ کے الفاظ نقل کیے گئے ہیں مگر مذکورہ اس کی روایت کی ہے اور لکھا ہے کہ اس حدیث کو ہم صرف ابوہریرہؓ کی سند سے جانتے ہیں، لہذا قوی نہیں ہیں، انہوں نے حکم سے نہیں سنا، بخاری نے بھی اسی طرح کی حدیث روایت کی ہے اور اسے مطلق قرار دیا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ عہد الرضیٰ کی حضرت بلالؓ سے ملاقات نہیں ہوئی ہے (نصب الراية ج ۱ ص ۷۷، سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۳ طبع المکتب)۔

(۲) کشف القناع ج ۱ ص ۱۵، المغنی ج ۱ ص ۸۸، الخطاب ج ۱ ص ۳۱، المجموع ج ۱ ص ۷۸، البدائع ج ۱ ص ۱۸، بدایہ ج ۱ ص ۱۸، یہ درجہ بدرجہ سے مروی ہے یہ جامع لاصول ج ۱ ص ۲۸ میں ہے۔

نے اپنے رسالہ ”الصحفة المسية في أجوبة الأسئلة المرصية“ میں لکھا ہے کہ ہر اذان کے بعد منیٰ رو پر نبی کریم ﷺ پر ۱۰ سلام کا اضافہ سب سے پہلے سلطان المنصور حاجی بن طاشرف شعبان کے دور میں کیا گیا، اس کا آغاز شعبان ۱۰۷۷ھ میں ہوا۔ اس سے پہلے سلطان یوسف صالح الدین بن یوسف کے دور میں مصر و شام میں اذان فجر سے پہلے ہر شب میں ”السلام عینک یا رسول اللہ“ کہا جانے لگا تھا۔ یہ سلسلہ ۱۰۷۷ھ تک رہا، ۱۰۷۷ھ میں محاسب صالح الدین ہنسی کے حکم سے ”الصلوة“ کا اضافہ کیا گیا اور یوں کہا جانے لگا: ”الصلوة والسلام عینک یا رسول اللہ“ پھر ۱۰۷۷ھ سے کہیں درود و سلام ہر اذان کے بعد پڑھا جانے لگا<sup>(۱)</sup>۔

### گھروں میں نماز کا اعلان:

۱۶- تحت بارش: تیز ہوا یا سخت ٹھنڈک کے وقت مؤذن کے لئے جائز ہے کہ اذان کے بعد یہ اعلان کرے ”الصلوة في حالكم“ (اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو) ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے سخت ٹھنڈک اور تیز ہوا والی رات میں نماز کے لئے اذان کہی، پھر اذان یا: ”ألا صلوا في الوحال“ (گھروں میں نماز پڑھ لو) پھر فرمایا کہ ٹھنڈک اور بارش والی رات میں رسول کریم ﷺ مؤذن کو یہ اعلان کرنے کا حکم فرماتے تھے: ”ألا صلوا في الوحال“<sup>(۲)</sup>۔ یہ بھی مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”إذا بليت الحال فالصلوة في الوحال“<sup>(۳)</sup> (جب جوتے تر

اذان کے بعد نبی اکرم ﷺ پر درود بھیج، ان حضرات کے رسول کریم ﷺ کے لئے یہ بھی مسنون ہے کہ ”اذان سننے والے کی طرح اذان کے کلمات مستم سے دہرائے تاکہ اذان ہر اس کا جواب دے، دہرائے، امام احمد کے بارے میں مروی ہے کہ سب درود اذان دیتے تو جب اذان کا ایک جملہ کہتے تو اسے آہستہ سے دہراتے تھے تاکہ درود سے کہے ہوئے کلمات اذان ہر نماز کا ماہی ہو جائیں۔ آہستہ کہے ہوئے کلمات اللہ کا درود ہر نماز میں تاکہ مؤذن بھی سننے والے کی طرح ہو جائے۔

اس طرح یہ ممکن ہے کہ مؤذن رسول اکرم ﷺ کے اس حکم کے دائرے میں آجائے: ”إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول، ثم صلوا علي فإنه من صلى علي صلاة صلى الله عليه بها عشرا، ثم سلوا الله لي الوسيلة فإنها منزلة في الجنة لا ينبغي أن تكون إلا لعبد من عباد الله وأرجو أن أكون أنا هو، فمن سأل الله لي الوسيلة حلت عليه الشفاعة“<sup>(۱)</sup> (جب تم مؤذن کی آواز سنو تو جس طرح وہ کہہ رہا ہے تم بھی کہو، پھر مجھ پر درود بھیجو، کیونکہ جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس پر دس بار رحمت بھیجتے ہیں، پھر میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگو، کیونکہ وسیلہ جنت کا ایک خاص درجہ ہے، جو اللہ کے ہی ایک مخصوص بندے ہی کو ملے گا، اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں، جس شخص نے میرے لئے اللہ سے وسیلہ کی دعا مانگی وہ میری شفاعت کا مستحق ہوگا)۔

حسب روایت لکھی ہے کہ اس کے بعد مؤذن کے (بلند آواز سے) درود پڑھنے کو بدعت حسنہ (اچھی بدعت) قرار دیا ہے، شیخ احمد شیشی

(۱) فتح الباری ۱/ ۳۰۹، المغنی ۱/ ۲۸۸، مفتی المسیح ۱/ ۳۱۱، حاشیہ ۳۱۱  
سمعت المؤذن، کی روایت مسلم نے کی ہے (صحیح مسلم ۱/ ۲۸۸)۔

(۱) ابن ماجہ ۱/ ۲۶۱، الدارقانی ۱/ ۱۵۷، مجمع الزوائد ۱/ ۱۵۷۔

(۲) حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ۳۱۱۷ھ۔ ”کی روایت سنائی دے گی ہے“ (۱۵/۳)۔

(۳) حاشیہ لطلاب ۱/ ۲۷۷، حاشیہ روایت ۱/ ۲۸۱، المجموع ۲/ ۳۴۹، ۳۴۰، ۳۴۱۔

ہو جائے تو نماز گھروں میں پڑھ لی جائے۔

سواء یا تھا۔

ذات کی شرطیں:

نماز کے لئے ذات میں درج ذیل شرطیں ہیں:

نماز کے وقت کا داخل ہونا:

۱۔ اس فرض نماز کے وقت کا داخل ہونا ان کے لئے شرط ہے۔ لہذا وقت کے لئے سے پہلے ان کا نماز درست نہیں ہے (اس میں صرف ان فجر کا تعلق ہے جیسا کہ بعد اس کی تفصیل آئے گی)۔ یونکہ ان وقت شروع ہونے کی طاعت دینے کے لئے شروع ہوتی ہے تو جب وقت سے پہلے کر دی جائے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر وہ ان وقت کے لئے سے پہلے وہ دینی وقت آئے کے بعد ان کا عذر کرے، اسے لوگ وقت کے بعد نماز پڑھ چکے اور وہ ان وقت سے پہلے ہوتی تھی تو اب اعادہ نہیں کیا جائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک بار حضرت بلالؓ نے غلو فجر سے پہلے ان دے دی۔ ان کو رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ لوٹ کر جاؤ، یہ ایمان کریمہ "الا بن العبد قد نام" (یہ بن العبد سو گیا تھا) چنانچہ اسوں نے "چس جا کر عادت یہ" "الا بن العبد قد نام" (۱) (یہ بن العبد

مستحب یہ ہے کہ ان کا وقت شروع ہونے پر وہ وقت میں نہ ہوں۔ تاکہ لوگوں کو وقت ہونے کی اطلاع ہو جائے اور لوگ نماز کی تیاری کر لیں، حضرت بلالؓ ان کو اس وقت سے موثر نہیں کرتے تھے (۱)۔

فجر کے بارے میں امام مالک، امام شافعی، امام احمد و حنفیہ میں سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے۔ فجر کی طاعت کا زمانہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک وقت شروع ہونے سے پہلے رات کے آخری آدھے حصہ میں اور مالکیہ کے نزدیک رات کے آخری چھ حصہ میں درست ہے۔ اور فجر کا وقت شروع ہونے پر بارود ان کا مستحب ہے، یونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ینزلون بلالاً یؤذن بلیل فیکونوا واشربوا حتی یؤذن اس ام مکرمہ" (۲) (یہ بلال رات میں ذرا پیتے ہیں، لہذا کھاتے پیتے رہو، یہاں تک کہ ابن ام مکتوم ان دیں)۔

امام ابو یوسف کے علاوہ ائمہ حنفیہ کے نزدیک نماز فجر کے لئے بھی ان وقت شروع ہونے کے بعد ہی جائز ہے، فجر اور بارود میں کوئی فرق نہیں، یونکہ عیاض بن عامر کے نزاع بارود امام شافعی نے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے جبر سے

نہیں مل سکتا، اس ۳۳ طبع در المعروف حدیث "إذا بطلت الصلاة من لظاظ کے ساتھ کتب احادیث میں نہیں آئی ہے ابن الاثیر نے التہذیب میں اس کا ذکر کیا ہے شیخ تاج الدین فزازی نے "الکلید" میں لکھا ہے کہ حدیث کی ہر دو کتابوں میں مجھے یہ حدیث نہیں ملی، اس کا ذکر بل عربیت نے کیا ہے اس حدیث کا ایک اور شاہد ہے "بما کان مطر وابل فسلوا فی بساتینکم" (جب تیز بادش ہو تو اپنے جوتوں میں نماز پڑھو، اس حدیث کی روایت حاکم اور عبد اللہ بن امام احمد نے کی ہے اس حدیث کے ایک روایت تاج بن اعطاء کو بخاری نے منکر الحدیث کہا ہے ابن حبان کے نزدیک تاج بن اعطاء سے استدلال جائز نہیں ہے ابو داؤد نے اس کی توثیق کی ہے، تخلص الخیر ص ۳۱ ک۔

(۲) کتاب ص ۲۸۸ کتاب کتاب ص ۲۲۰، المجموع ص ۷۷، البدیع ص ۱۵۳،

= حدیث "ینزلون بلالاً یؤذن..." کی روایت ابو داؤد نے کی ہے اور لکھا ہے کہ ایوب سے اس حدیث کی روایت صرف عمار بن ملجم نے کی ہے ترمذی نے اس حدیث کے الفاظ ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ حدیث غیر محفوظ ہے (سنن ابی داؤد ص ۲۱۰ طبع دار احکام، لا حکم فی نصب الراية ص ۲۸۵)۔

(۱) ابنی ص ۱۲۴ حضرت بلالؓ کے مرنے کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے ص ۲۳۶ طبع بیروتی۔

(۲) البدیع ص ۱۵۳، مفتی کتاج ص ۱۳۹، حنفی الارادات ص ۱۳۹، احکام ص ۲۸۸ حدیث "ینزلون بلالاً یؤذن..." بخاری مسلم دونوں میں ہے (نصب الراية ص ۲۸۸)۔

فرمایا: "لا تؤذن حتى یسیر لک الفجر" (۱) "ان نہ وہ جب تک کہ فجر بالکل واضح نہ ہو جائے۔"

۱۸- جمعہ و ہجری مہرہوں کی طرح ہے، وقت آنے سے پہلے جمعہ کے سے اذان جاری نہیں ہے جمعہ کی وہ "انہیں میں" پہلی "ان وقت شروع ہونے پر، یہ اذان مسجد کے باہر مسجد نہ (ان کی مخصوص جگہ) وغیرہ سے کہی جاتی ہے اس دن کا حکم حضرت عثمانؓ نے، یا قاسب مدینہ کی تہذیب بہت بڑھئی، وہ ہجری "ان اس وقت کہی جاتی ہے جب امام منبر پر چڑھتا ہے یہ اذان مسجد کے بعد خطیب کے سامنے ہوتی ہے عہد مذہبی، عہد صدیقی، "عہد فاروقی میں تباہی "ان تھی یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد میں ہجری "ان (جو آثار وقت پر کہی جاتی ہے) شروع کی۔

یہ دونوں اذانیں شروع ہیں، ہاں امام شافعی سے مروی ہے کہ انہوں نے اس کو پسند کیا کہ جمعہ کی ایک ہی "ان یوم کے پاس (۲)۔ علاوہ ازیں جمعہ کی "نوں "انوں سے بہت مسائل، انجام کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے، اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ پہلی اذان پر خرید و فروخت ممنوع ہوگی یا دوسری اذان پر (دیکھتے: صفحہ ۱۹ ص ۱۰۰)۔

## اذان کی نیت:

۱۹- مالکیہ اور حنبلیہ کے نزدیک "ان نیت اس کے صحیح ہوئے کے (۱) "شروع کی حدیث: "لا تؤذن حتی .." کی روایت ابو ذرؓ نے اس اضافہ کے ساتھ کی ہے "تھکما و متعبہ و حاضاً و حاضاً" اور اس حدیث کے بارے میں سکوت کیا ہے پہلی نے اسے منقطع قرار دیا ہے ورنہ اس میں کلمہ ہے عیاض کے سوا شہاد نے حضرت بلالؓ کو نہیں پایا، ابن قنن نے کہا ہے کہ شہاد مہرل ہیں "ان سے صرف حضرت عمر بن خطابؓ نے روایت کی ہے (سنن ابی داؤد ۲۸۳۳)۔

(۲) صحیح بخاری ۱۱۸، البدیع ۱۵۲، التبیان ۲۷۲، المجموع ۲۲۲۔

انے شرط ہے، یہ تک رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "إسما الأعمال بالیاء" (۱) "ان لے "رکونی شخص" "اللہ اکبر" کہہ کر اللہ کا ذکر کر رہا ہے پھر اسے "ان اسے کا خیال یہ تو وہ زمرہ نو اذان کہے گا۔ جو کہی کہہ چکا ہے اس پر بنا نہیں کرے گا۔

زیادہ رائج قول کے مطابق شافعیہ کے نزدیک نیت شرط نہیں ہے، بلکہ شجب ہے۔ "ان شافعیہ کے یہاں یہ شرط ضرور ہے کہ کلمات "ان کو "ان سے بھیجے "الی کوئی چیز نہ پائی جائے کہ "ان کی دوسرے کو سنانے کے لئے "ان کے کلمات کہے تو اس کا تہ نہیں یا جائے گا۔

حنفی کے یہاں صحت "ان کے لئے نیت کی شرط نہیں ہے مگر "ان پہ "اب ملنے کے لئے نیت کی شرط ہے (۲)۔

## عربی زبان میں اذان دینا:

۲۰- حنفیہ اور حنبلیہ کے نزدیک صحیح قول کے مطابق یہ بھی شرط ہے کہ اذان عربی زبان میں کہی جائے، کسی اور زبان میں اذان دینا درست نہیں، خود لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ "ان ہے۔

شافعیہ کے نزدیک اگر وہ کسی جماعت کے سے "ان کہہ رہا ہے اور اس جماعت میں ایسا کوئی فرد ہے جو اچھی طرح عربی میں اذان کہہ سکتا ہے تو عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں اذان درست نہ ہوگی اور اگر کوئی عربی میں "ان کہنے والا نہیں ہے تو فیہ عربی میں "ان ہو جائے گی اور اگر اپنے لئے "ان کہہ رہا ہے تو اگر وہ اچھی طرح

(۱) حدیث "إسما الأعمال بالیاء" بخاری اور مسلم دونوں میں ہے اس کے دوسری حدیث عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں، الطحاوی بخاری کے ہیں (۱۱۸۰) والرحمان ۲۸۶۔

(۲) حنفی اور روایت ۱۲۹، لوطی ۲۲۳، تہذیب ۱۵۲، المجموع ۲۷۲، البدیع ۱۱۸، التبیان ۲۷۲، المجموع ۲۲۲۔

عربی میں ذن کہہ سکتے ہیں تو غیر عربی میں ان کا کافی نہ ہوگی اور اگر  
چھٹی طرح عربی میں ذن نہیں کہہ سکتا تو غیر عربی میں ان کا کافی  
ہوں (۱)۔ اس مسئلہ میں مالکیہ کی کوئی صراحت نہیں ملی۔

### ذن کا لحن سے خالی ہونا:

۲۱۔ جس مطلب سے ذن کا معنی بدل جاتا ہے۔ اس سے ان کا مطلب  
ہو جاتی ہے مثلاً ”اللہ کبر“ کے معنی ”اللہ بڑا“ کو چھپنا اور معنی تبدیل  
نہ ہو تو مکروہ ہے۔ یہ جمہور کا مسلک ہے حنفیہ کے ایک فحن مکروہ  
ہے، ابن عابدین نے لکھا ہے: جس لحن سے کلمات بدل جائیں اس کا  
کرنا حال نہیں ہے (۲)۔

### کلمات ذن کے درمیان ترتیب:

۲۲۔ ترتیب کا مقصد یہ ہے کہ مؤذن کلمات اذان کو حدیث میں  
اور ترتیب کے مطابق زبان سے ادا کرے، کسی کلمہ یا جملہ کو آگے یا  
پچھے نہ کرے، جمہور کا مسلک یہ ہے کہ ترتیب واجب ہے، اگر مؤذن  
اس کی حدادداری کی تو ”رود“ ان کہے گا، یہ نکتہ ترتیب ترک  
کرنے سے عذر کے مقصد میں غلط پڑے گا، نیز اس لئے کہ ان  
ایک معتبر ذکر ہے، لہذا اس کی ترتیب میں غلط اداری درست نہیں  
ہوگی، ایک قول یہ ہے کہ ذن کے جتنے جملے ترتیب سے کہے تھے ان  
پر بنا کر سکتا ہے، مثلاً ”اشھد ان محمداً رسول اللہ“  
”اشھد ان لا الہ الا اللہ“ سے پہلے کہہ دیا تھا تو ”اشھد ان  
محمداً رسول اللہ“ کو دوبارہ کہہ دے، لیکن شروع سے ”ان

انرا نایا، وہبتہ ہے (۱)۔

حنفیہ کے نزدیک ترتیب سنت ہے، لہذا اگر کوئی جملہ دوسرے  
جملہ سے پہلے کہہ دیا تو صرف ان جملہ کا عذر دے گا جسے پہلے نہ  
تھا، ثروت سے ”ان نہیں“ نے گار (۲)۔

### کلمات اذان کے درمیان موالاة:

۲۳۔ ذن میں موالاة یہ ہے کہ اذان کے کلمات اس طرح کیے بعد  
مکروہ کہے جائیں کہ ان کے درمیان کسی قول یا عمل کے ذریعہ فصل  
نہ ہو، فصل کی بعض شکلیں قصد و ارادہ کے بغیر پیش آ جاتی ہیں، مثلاً  
ہوش ہونا، سیر چونا یا ہوش کا جاری ہونا۔

کلمات اذان کے درمیان فصل، خواہ کسی بھی چیز سے ہو، مثلاً  
سکوت، نیند، غفلت، بے ہوشی وغیرہ اگر معمولی ہے تو اس سے ذن  
باطل نہ ہوگی، اذان کے جو کلمات فصل سے قبل کہہ چکا ہے اسی پر ہوتی  
کلمات اذان کی بنا کرے گا، یہ حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کا مسلک  
ہے، شافعیہ کے نزدیک سکوت اور غفلت کے علاوہ فصل کی دوسری  
شکلوں میں اگر نوا ”ان“ یا مستنون ہے، اس بات پر فقہ کا اتفاق  
ہے کہ بلا سبب یا باغیر ”رت“ ان کے اور ان تہوری غفلت مکروہ ہے۔  
کلمات ”ان“ کے درمیان اگر طویل فصل ہو تو اس طور پر کہ  
”ان“ ان ریا، وغفلت گری، خواہ مجبوری میں غفلت ہو، مثلاً نہ ہونے  
کو بچانے کے لئے یا ہر ایک نیند یا غفلت یا بے ہوشی طاری رہی تو  
اذان باطل ہو جاتی ہے اور اس کا وجہ واجب ہونا ہے، یہ حنفیہ،  
مالکیہ اور حنابلہ کا مسلک ہے، فقہاء شافعیہ میں سے ہل خراسان کی  
بھی یہی رائے ہے، رافعی کہتے ہیں: زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ

(۱) مرقی اصلاح دس ۱۰۶، ابن ماجہ ۲۵۶۱، کتاب القناع ۱۱۵،  
المجموع ۱۳۹۔

(۲) فتاویٰ لارڈس ۳۰۹، قطب ۳۳۸، المجموع ۱۰۸، ۱۱۰، ابن  
ماجد ۲۵۹، الاختیار ۳۳۔

(۱) مفتی کماج ۱۷۳، فتاویٰ دارالافتاء ۲۸، لوط ۳۳۵۔

(۲) بدائع الصنائع ۱۳۹۔

فصل طویل ہونے پر وہ انا واجب ہو، اہل عراق شافعیہ کے نزدیک فصل سے اذان باطل نہیں ہوتی ہیں، ان میں انا مستحب ہو جاتا ہے۔

حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر تھوڑی شکو کے درمیان فصل ہو تو بین گفتگو ہے ہو وہ ہو، مثلاً گالی گلوچ کرنا، تہمت لگانا تو ان باطل ہو جائے گی اور اس کا عادی واجب ہوگا (۱)۔

بند آور سے اذان دینا:

۲۴- شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک بلند آواز سے اذان کہنا واجب ہے تاکہ اس کا مقصد یعنی لوگوں کا سننا حاصل ہو، حنفیہ کے یہاں بھی یکسر یہی ہے، یہ اس وقت ہے جب کہ "ان کا مقصد غیہ خانہ لوگوں کو نماز پہنچانے کی خاطر کرنا ہو جو شخص اپنے لئے "ان کہہ رہا ہے، یہ چنے پس موجود شخص کے لئے "ان کہہ رہا ہے اس کے لئے اتنی زور سے اذان کہنا کافی ہوگا کہ وہ خود اس کے پاس موجود شخص اذان سن لے، بلند آواز سے "ان کہنے کی دلیل یہ ارشاد ہی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "ابی اراک نحب العلم والہادۃ، فاذا كنت فی غمک وبادیتک فادت بالصلاۃ فارفع صوتک بالنداء، فانه لا یسمع مدی صوت المؤذن جن ولا انس الا شہد لہ یوم القیامۃ" (۲) (میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور جنگل کو پسند

(۱) مکررات ۱/ ۴۷۲، ابن ماجہ ۱/ ۴۶۰، ۲/ ۶۱، البدیع ۱/ ۳۹۹، خطاب ۱/ ۴۷۲، مفتی المسیح ۱/ ۳۷۷، المجموع ۳/ ۳۳۸، کشاف الفتاویٰ ۱/ ۴۱۸، بھی ۱/ ۴۳۳۔

(۲) فتح الباری ۱/ ۴۹۹، کشاف الفتاویٰ ۱/ ۴۱۷، حاشیہ الجمل علی شرح المسیح ۱/ ۴۹۸، ۲/ ۴۰۲، ابن ماجہ ۱/ ۴۶۱، البدیع ۱/ ۳۹۹، مفتی المسیح ۱/ ۳۷۷، خطاب ۱/ ۴۷۲، ۲/ ۴۳۳، طبع بوقرۃ الجوامع ۱/ ۳۶۸، حدیث

کر رہے ہو، سب تم اپنی بکریوں اور جنگل میں ہو، نماز کے لئے "ان ہو تو بلند آواز سے کہو، یونکہ جو جنات یا انسان مومن کی آواز سنتا ہے وہ قیامت کے روز مومن کے حق میں کوئی دے گا۔ مالکیہ کے نزدیک اذان میں آواز بلند کرنا سنت ہے حنفیہ کا بھی رائج قول یہی ہے، یونکہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن زید سے فرمایا: "علمہ بالاداء اندی واعد صوتاً منک" (بدل کو اذان سکھادو، یونکہ اس کی آواز تم سے زیادہ بلند اور بھی ہے)۔

۲۵- اس کے باوجود فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مومن کے لئے اپنی حالت سے زیادہ آواز بلند کرنے کی کوشش کرنا من سب نہیں ہے، یونکہ اس سے بعض مہربان پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

۲۶- اس مقصد سے کہ اذان کسی جگہ اور اس کا مقصد پورا ہو فقہاء نے اس بات کو تہیہ قرار دیا ہے کہ اس بلند جگہ سے کہی جائے جس سے آواز کے پھیلنے میں مدد ملے تاکہ لوگوں کی بڑی سے بڑی تعداد اسے سن سکے، مثلاً "ان کے منارہ وغیرہ سے کہی جائے۔

اذان کی سنتیں:

استقبال قبلہ:

۲۷- "ان کے دوران استقبال قبلہ مستنون ہے، یہی حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے، مالکیہ کا رائج قول بھی یہی ہے، اگرچہ ان میں مؤذن قبلہ رو نہیں کھڑا ہو تو اذان ہو جائے گی میں ایسا کرنا مکروہ ہے، یونکہ اس نے سنت متواترہ کو ترک کر دیا، اس سے کہ نبی اکرم ﷺ کے مؤذن قبلہ رہے، ان دیا کرتے تھے (۱)۔

"ابی اراک" کی روایت بخاری کے ہے (۵۰۰) فتح المسیح ۱/ ۴۱۷، مالک و تہذیبی نے بھی اس کی روایت کی ہے (مجموع الجوامع ۱/ ۳۶۸)۔

(۱) حدیث "کانوا یؤذون مستقبلی القبۃ" کی روایت ابن عدی اور حاکم سے عبد الرحمن بن سعد انقرطی کی سند سے کی ہے عبد الرحمن نے کہا کہ مجھ سے

جس مالکیہ اور بعض حنابلہ کے نزدیک "ان کے دوران سمت قبلہ سے گھوم جانا جائز ہے" کو مٹانے سے "ان کی آواز زیادہ متنی پڑے، اس لئے کہ مقصد تائیدی ہے، وغیرہ" بعض مالکیہ کے نزدیک اگر عاب کا مقصد صرف اس سے حاصل نہ ہو کہ "حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح" کے وقت صرف پہلے وقت کی سمت سے پیچھے جائے اور پائوں اپنی جگہ برقرار رہیں تو عندئہ (اذان گاہ) میں پورا جسم سمت قبلہ سے پھیر لے گا<sup>(۱)</sup>۔

"حی علی الصلاۃ" اور "حی علی الفلاح" کہتے وقت مسنون ہے کہ دائیں طرف چہرہ پھیر کر (جسم پھیرے بغیر) دوبارہ "حی علی الصلاۃ" کہے، پھر بائیں طرف چہرہ پھیر کر "حی علی الفلاح" دوبارہ کہے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اسی طرح اذان دیتے تھے، مثافعیہ، حنا بد، بعض مالکیہ اسی کے قائل ہیں۔

### ترسل یا ترتیل:

۲۸- ترسل کا مفہوم ٹھہر ٹھہر کر اور اطمینان سے اذان کہنا ہے۔ "ان کے ہر دو جملوں کے درمیان اتنا سکتہ کیا جائے جس میں جواب دیا جائے، صرف دو پھیروں (اللہ اکبر اللہ اکبر) کو ایک ساتھ کہا جائے گا، باقی تمام جملوں کو ایک دوسرے سے الگ کیا جائے گا، یہ تکہ رسول

= میرے پاپے ہے آہستہ آہستہ کرتے ہوئے بیان کیا کہ حضرت بلال جب اذان کہتے ہوئے پھیر کہتے تو قبلہ کی طرف رخ کرتے، یحییٰ بن یحییٰ سے عہد الرحمن بن سعد کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا مدنی اور ضعیف ہیں، حضرت بلال کے علاوہ نبی اکرم ﷺ کے کسی اور مؤذن کے یہاں کرے کے بارے میں کوئی روایت ہم کو نہیں ملی (لہذا یہ ارجح ہے)۔  
اربیہ ۱/۲۷۵۔

( ) ابن ماجہ ۱/۲۵۹، ۲۶۰، البدیع ۱/۱۳۹، البحر الرائق ۱/۲۷۲، طحطاوی ۱/۳۳۱، الدر المنثور ۱/۹۶، المجموع ۳/۱۰۶، منی المساجد ۱/۳۷، کشف القناع ۱/۲۷۲، المنی ۱/۳۶۱۔

اکرم ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "اذا اذنت ہرسل"<sup>(۱)</sup> (ببتم "ان دو ٹھہر ٹھہر دو)، نیز اذان کا مقصد غائب لوگوں کو نماز کا وقت شروع ہونے کی اطلاع دینا ہے اور جلدی جلدی اذان دینے کے مقابلہ میں ٹھہر ٹھہر کر اذان دینا اس مقصد کے لئے زیادہ مفید ہے۔ ابن عابدی نے بھی یہی استدلال کیا کہ حرکت کے بارے میں بحث کا خلاصہ اس طرح پیش کیا ہے: "حاصل یہ ہے کہ اذان کی دہری بھیجی کی رہنمائی رکھنے کے لئے یہ ہدف مقصد ہے، اس پر قیاس دینا ملطی ہے، اذان کی ہر دو پھیروں کی پہلی بھیجی، نیت، اقامت کی ہر بھیجی میں ایک قول کے مطابق فتح رہے گا، فتح کی نیت کے ساتھ، ایک قول یہ ہے کہ ضمہ (قوش) رہے گا، اعراب کے طور پر، ایک قول یہ ہے کہ ساکن رہے گا، کوئی حرکت میں آئے گی، جیسا کہ امداد الفلاح، زیلعی اور بدائع کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے، مثافعیہ کی ایک جماعت کا بھی یہی مسلک ہے، جو لوگ اعراب ظاہر کرتے ہیں ان کی دلیل وہ بات ہے جسے شارح (صاحب الدر المختار) نے "طلبة الطلبة" کے حوالہ سے ذکر کیا ہے، نیز ایک وجہ وہ ہے جس کو جراحہ نے "الاحادیث المشنہرة" میں ذکر کیا ہے کہ سیوطی سے اس حدیث: "الاذان جرم" کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث ثابت نہیں ہے، جیسا کہ حنفیہ ابن حجر نے فرمایا ہے، یہ حدیث صحیح قاطب ہے، اس کا مفہوم

(۱) حدیث: "اذا اذنت ہرسل" کی روایت ترمذی، حاکم، بیہقی اور ابن عساکر نے کی ہے حاکم کے علاوہ باقی حضرات نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، حاکم نے کہا ہے اس حدیث کی اسناد میں عمرو بن قاعد کے علاوہ کوئی مطعون روایت نہیں ہے، یہ روایت صرف حاکم کی روایت میں ہے باقی حضرات کی روایت میں عبدالمجہد صاحب دعاء ہیں، حدیث کو ضعیف قرار دینے کے لئے وہ کافی ہیں محدثین نے ان کی تمام روایات کو ضعیف قرار دیا ہے (مختصر تفسیر ۲۰۰)۔



(جیسر کہ یک جماعت سے یاں لیا ہے جس میں رافعی اور ابن ملائیر بھی ہیں) یہ ہے کہ نہیں لیا جائے گا۔ جزم کا اطلاق عربی درست حذف کرے پر صدر اول میں مرد نہیں تھا بلکہ یہی اصطلاح ہے، لہذا روایت میں مذکور لفظ ”جزم“ کو اس پر محمول نہیں کر سکتے“ (۱)۔

### مؤذن کی صفات

مؤذن میں کیہ صفات شرط ہیں؟

سدم:

۲۹- اذان کی صحت کے لئے مؤذن کا مسلمان ہونا شرط ہے، لہذا کافر کی ذن درست نہ ہوگی، کیونکہ وہ مبادت کا اہل نہیں ہے، اس نے کہ اس نماز ہی پر اس کا اعتقاد نہیں ہے، جس کے لئے اذان بلاوا ہے، لہذا اس کا اذان کہنا ایک طرح کا مذاق ہے، اس پر قائلان اتفاق ہے (۲) کہ اس کی اذان کا اعتبار نہ ہوگا۔ ان دینے سے ہر کو مسلمان قرار دیا جائے گا؟ میں؟ اس بارے میں ”اسلام“ کی اصطلاح کا مطالعہ کیا جائے۔

مرد ہونا:

۳۰- مؤذن کے لئے ایک لازمی شرط یہ ہے کہ وہ مرد ہو، لہذا عورت کی اذان درست نہیں ہے، کیونکہ عورت کا آواز بلند کرنا مباحث فتنہ ہے، مجموعی طور پر یہ جمہور کا مسلک ہے، اگر عورت لے اذان دی تو اس کی اذان کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

حعیہ سے مرد ہوئے کو اذان کی سنتوں میں شمار کیا ہے اور عورت کی

اذان کو عمرہ و قرا لیا ہے، اگر عورت نے اذان دی تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اذان کا اعادہ واجب ہے، بدلت میں ہے: اگر عورت نے قوم کے لئے اذان دی تو کافی ہو جائے گی، اس کا اعادہ نہیں کیا جائے گا، کیونکہ اذان کا مقصد حاصل ہو چکا، بعض شافعیہ نے عورتوں کی جماعت کے لئے عورت کی اذان کو زہد کے بغیر درست قرار دیا ہے (۱)۔

### عقل:

۳۱- مؤذن کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ عقل ہو، لہذا مجنون و رشع اذانی نہیں کی اذان درست نہیں ہے، کیونکہ اذانوں میں تمہیری صلاحیت نہیں ہوتی، اگر اذانوں نے اذان کی تو اذان کا اعادہ واجب ہے، کیونکہ اذانوں کا کلام بغیر ہے، فی ان اذانوں مبادت کے اہل نہیں ہیں (۲)، یہ جمہور کا مسلک ہے، حنفیہ نے غیر عاقل کی اذان کو عمرہ و قرا لیا ہے، ظاہر ہے، یہ میں اس کی ذن کے اعادہ کو مستحب کہا ہے (۳)۔

### بلوغ:

۳۲- غیر عاقل بچہ (جس میں تمہیری صلاحیت نہ ہو) کی اذان بالاتفاق درست نہیں ہے، کیونکہ اس کا کوئی عمل شرعاً معتبر نہیں ہے، اور جس بچے میں تمہیری صلاحیت پیدا ہو چکی ہو اس کی ذن حعیہ کے نزدیک درست ہے (امام ابوحنیفہ راہبہت کے ساتھ بچہ مز کہتے ہیں)، شافعیہ کا بھی یہی مسلک ہے، حنابلہ کے یہاں بھی ایک روایت یہی

(۱) ختمی و روایت ۱۲۵، مجمع الجلیل ۳۰، سنن طبرانی ۳۶۳، البدیع ۵۰، مشنی لکھنؤ ۳۷۵، ۳۷۷۔  
(۲) ختمی و روایت ۱۲۵، مجمع الجلیل ۳۰، سنن طبرانی ۳۶۳۔  
(۳) البدیع ۵۰، سنن طبرانی ۳۶۳۔

(۱) ابن ماجہ ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱

ہے، مالکیہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ شریک و دیگر مقتضیوں سے ہونے کے بارے میں کسی عامل بالغ شخص پر، متاثر رہے (۱)۔

موذن کے سے مستحب صفات:

۳۳- مستحب ہے کہ موذن حدیث اصغر اور حدیث اکبر سے پاک ہو، یونکہ اذان ایک قابل تعظیم ذرا ہے لہذا طہارت کے ساتھ اذان کی انجام دینی تعظیم سے قریب تر ہوگی۔ حضرت ابوہریرہؓ کی طرف سے حدیث ہے: "لا یؤذن إلا متوضی" (۲) (پاک و متوضی)۔ ان (۳)۔ ترمذی، کے نزدیک کراہت کے ساتھ حدیث اکبر والے شخص کی اذان (جس پر غسل واجب ہے) درست ہے اور مالکیہ وشافعیہ کے نزدیک حدیث اصغر والے شخص کی اذان بھی (جس پر وضو واجب ہے) کراہت کے ساتھ درست ہے (۳)۔

۳۴- مستحب یہ ہے کہ موذن عامل ہو، یونکہ وہ "ثبات نماز کا امین ہے، نیز اس سے کہ یہ اطمینان رہے کہ وہ لوگوں کی پودنی چیزیں نہیں دیکھے گا، فاسق کی "ان کراہت کے ساتھ درست ہے۔ متبادل کے یک قریب کے مطابق جس شخص کا نسب نکلا ہو، وہ اس کی "ان کا اعتبار نہ کیا جائے گا، کیونکہ اس کی تہ قبل نہیں کی جاتی، "مرا قبول یہ ہے کہ اس کی دس کا اعتبار یہاں سے ہے گا، یونکہ اس کا لوگوں کو نماز پر احسان

(۱) مفتی الکناج ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵،

(کھڑے ہو ورنہ رکعت کے لئے "ان نبوا" ابن المذہب لکھتے ہیں: "جن لوگوں سے ہم مسائل یاد کرتے ہیں ان سب کا اس بات پر جہاد ہے کہ کھڑے ہو ورنہ ان دینا سنت ہے" کیونکہ کھڑے ہونے سے ان ریا و وہ رنگ ساقی پڑتی ہے بیٹھ کر رکعت کی بنیاد پر "ان دے گا یا اس وقت جب اپنے ہی لئے "ان کہ رما یومہ صیبا کہ صیبا کہتے ہیں، سو رہنے کی حالت میں "ان، یا مکرہ ہے۔ والا یہ کہ "دی سفر میں ہو، امام ابو یوسف "رما لکھتے ہیں کہ صیبا میں بھی سوار ہونے کی حالت میں ان دے گا کو جا کر رکعت پڑا ہے (۱)۔

۳۸- مستحب ہے کہ مومن نمازوں کے اوقات حاکم ہو تاکہ اس وقت میں "ان دے گا، ای لئے مومن کے منصب کے لئے جیٹھ شخص مابینا سے افضل ہے کیونکہ مابینا کو وقت میں ہوئے کا علم نہ ہوئے گا (۲)۔

۳۹- مستحب ہے کہ مؤذن ہی اقامت کہے کیونکہ یاد بن الخارٹ صدائی کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے ان دی تھی، حضرت بلالؓ نے اقامت کہنی چاہی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ان احاصدا، قد اذن، ومن اذن لہو یقیمہ" (۳) (صدائی بھائی نے ان کی کہی = صحیحین کے الفاظ یہ ہیں "ان یا بلال لہو بالصلو" (تحفیس الخیر ۲۰۳)۔

(۱) کشف القناع ۱/۱۶، طوطب ۱/۲۱، المہذب ۱/۳۳، البدائع ۱/۵۱، ابن ماجہ ۱/۲۳۔

(۲) المغنی ۱/۳۳، البدائع ۱/۵۰، طوطب ۱/۳۶، مفتی الکاظمی ۱/۳۷۔

(۳) البدائع ۱/۵۱، مفتی الخارٹ ۱/۲۸، المہذب ۱/۶۶، مجمع الجلیل ۱/۲۲، حدیث: "ان احاصدا" کی روایت احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ و ترمذی نے کی ہے، الفاظ ترمذی کے ہیں ترمذی لکھتے ہیں یہ حدیث صرف عبد الرحمن بن یزید فریق کی سند سے جانی جاتی ہے انھیں ظان و غیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے، حدیث میں نے محمد بن اسماعیل (امام بخاری) کو دیکھا کہ وہ عبد الرحمن کے ساتھ کو قوت پہنچاتے تھے، ورنہ مانتے تھے وہ مقارب الحدیث ہیں ترمذی کہتے ہیں اکثر اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے (تحفیس الخیر ۲۰۹)۔

ہے اور جس نے "ان کہی ہے وہی اقامت کہتا ہے)۔  
۴۰- مستحب ہے کہ مومن صرف شب کی نیت سے "ان دے گا، اس پر اقامت نہ لے، کیونکہ ان پر اقامت جناح عمت پر اقامت طلب کرنا ہے، حدیث شریف میں ہے: "من اذن سبع سنین محتسبا کتبت لہ براءۃ من النار" (۱) (جس شخص نے سات سال تک اللہ کے لئے ان دی اس کے لئے آگ سے براءت لکھ دی جاتی ہے)، جب کوئی رضا کار مؤذن نہ ملے تو امام بیت المال سے تنخواہ لے کر مومنوں کا انتظام کرے، کیونکہ یہ مسئلہ لوگوں کی ضرورت ہے۔

۴۱- "ان پر اجارہ کو متاثرین صیبا نے حاجت کی وجہ سے جاز قرار دیا ہے، اسی طرح امام مالک اور بعض ثقافہ نے بھی اسے جاز کہا ہے، امام احمد کی ایک روایت بھی یہی ہے (۲) (دیکھئے: جاز)۔

کن نمازوں کے لئے ان شروع ہے؟  
۴۲- اصل یہ ہے کہ "ان فرض نمازوں کے سے شروع ہوتی ہے، مؤذن نماز میں "ان دے گا، کی جا میں یا سفر میں، جماعت کے ساتھ "ان کی جا میں یا تنہا "ان کی جا میں، یا تنہا، اس پر فقہاء کا اتفاق ہے (۳)، مالک نے فوت شدہ نماز کے سے دن کر و ترادی ہے، بعض مالک نے کہا ہے کہ حضر میں منفرد کے سے ان کہیں ہے،

(۱) حدیث: "من اذن" کی روایت ابن ماجہ کی ہے (حدیث نمبر ۷۷۷)۔  
طبع یعنی اٹھنی، اس حدیث کے بارے میں بیہوشی سے لکھا ہے "اس کی روایت ترمذی نے کی ہے ورنہ کہا ہے کہ چاروں پرچہ میں کوئی حدیث سے ضعیف قرار دیا ہے، یعنی اس حدیث کی سند کے ایک روایت کو۔

(۲) البدائع ۱/۵۲، المغنی ۱/۵۱، المہذب ۱/۶۶، طوطب ۱/۵۵، ابن ماجہ ۱/۲۳۔

(۳) البحر الرائق ۱/۲۷، طبع المطبعہ المطبوعہ، الاصحاح ۱/۲۰۶، طبع ۱/۵۵، نہایت الکاظمی ۱/۳۸۔

اسی طرح اس جمعیت کے لئے "ان نہیں ہے جو حالت غ میں نہ ہو اور وہ لوگ ایک جگہ جمع ہوں اور وہیں کو نماز کے لئے بلائے گا" وہ نہ ہو، یہ نکتہ اذان غائب کو بدلنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ یہاں کوئی غائب نہیں ہے جس کو بدلیا جائے، ان کے لئے اس میں "ان" متنب ہے (۱) اس صل پر بعض مسئلہ مفتاح میں جن کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، وہ یہ ہیں:

### نوت شدہ نمازوں کے لئے اذان:

۴۳- یہ بات "پرگنہ رکھی ہے کہ مالکیہ نوت شدہ نمازوں کے لئے اذان کو مکروہ قرار دیتے ہیں، وہ فقہاء میں سے حسب اور حلالہ کے ہر ایک ایک نوت شدہ نماز کے لئے "ان ہی حائے فی" ثانیہ کا بھی معتقدوں میں ہے، کیونکہ حضرت "بقاؤہ انسانی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے، جس میں انہوں نے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ رستہ سے کنارہ ہٹ گئے، اپنا سر رکھا اور فرمایا: "احفظوا علیہا صلاحاً" (ہماری نماز کی حفاظت کرنا) سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ بید رہوے جب آپ کی پیو میں چپ محسوس ہوئی، حضرت ابوقحہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ گھر سے اٹھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "ارکبوا" (سو رہو جاؤ)، ہم لوگ سوار ہو چل پڑے، یہاں تک کہ جب سورت بند ہو گیا تو رسول کریم ﷺ نے زماں فرمایا، پھر میرا ہنوکا برتن منڈا جس میں کچھ پانی تھا، حضرت ابوقحہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے اس سے ملکا ہنوکا فرمایا، اس میں کچھ پانی بچ بھی گیا، پھر حضرت ابوقحہ سے فرمایا: "احفظ علیہا مصلحتک، فسیکون لہا مباح" (پنا ہنوکا برتن ہمارے لئے محفوظ رہو، چنانچہ یہ اس کی خبر ہوئی) پھر حضرت بلال نے نماز کے لئے "ان دی، رسول

(۱) خطاب ۱/۲۵۱، مجمع البکلیل ۱/۱۲۲۔

اکرم ﷺ نے اور عتس پر نہیں پھر فجر کی نماز ادا کی، اور اسی طرح کیا جس طرح ہر روز کرتے تھے (۱)۔

۴۴- اُرفوت شدہ نمازیں متعدد ہوں، حنفیہ کے ہر ایک نیا وہ بہتر یہ ہے کہ نماز کے لئے اذان اور اقامت کہے، متا بعد کے ہر ایک اور ثانیہ کے معتقد قول کے مطابق مستحب یہ ہے کہ صرف پہلی نوت شدہ نماز کے لئے اذان کہے، "رباقی نمازوں کے سے قامت کہے، حنفیہ کے یہ ایک بھی ایسا کرنا جائز ہے۔ رسول کریم ﷺ نے خدیق کے اس نوت شدہ نمازوں کی تفسیر اس طرح کی؟ اس سب سے میں روایات مختلف ہیں، بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے حکم پر حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے ہر نماز کے سے اذان اور اقامت کہی، بعض روایات میں ہے کہ پہلی نماز کے سے اذان اور اقامت، دونوں کہی اور اس کے بعد ہر نماز کے سے صرف قامت کہی، بعض دوسری روایات میں ہے کہ انہوں نے ہر نماز کے سے اقامت ہی پر اکتفا کیا (۲)۔ اس آخری روایت کو امام شافعی نے

(۱) لیلۃ النحر میں وہی حدیث کی روایت امام مسلم نے کی ہے (صحیح مسلم ۱/۲۷۳ طبع مبنی علیہ)۔

(۲) ان روایات کا مطالعہ کیا جائے جن میں رسول کریم ﷺ کے یوم خدیق کی نوت شدہ نمازوں کی قضاء کرنے کا ذکر ہے۔ نمازوں کی قضاء کی روایت کی دلیل ترمذی (۱/۳۳۷ طبع مشبول) کی حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی یہ روایت ہے: "ان الملوک کسبوا رسول اللہ ﷺ من أربع صلوات یوم الخدیق حتی ذهب من النبل ماء، یدہ لأمیر ہلالا فکون ثم اقام لصلی الطھر ثم اقام لصلی العصر ثم اقام لصلی المغرب ثم اقام لصلی العشاء" (شرکین نے خدیق کے دن رسول اللہ ﷺ کو چار نمازوں سے مشغول کر دیا یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ گزر گیا، پھر آپ ﷺ نے حضرت بلال کو حکم دیا تو انہوں نے "ان دی پھر اقامت کہی تو آپ نے عمر پڑھی، پھر انہوں نے قامت کہی تو آپ نے عمر پڑھی، پھر انہوں نے اقامت کہی تو آپ نے مغرب پڑھی، پھر انہوں نے اقامت کہی تو آپ نے عشاء پڑھی) ترمذی نے کہا اس باب میں ابو عیدہ۔

نہیں مالکیہ کا زیا، و مشہور قول یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر نماز کے لئے اذان کا (۱)۔

اس مسجد میں اذان جس میں جماعت ہو چکی ہو:

۳۶- اگر ایک مسجد میں جماعت ہو چکی ہے، اس میں ایسے لوگ آئے جنہوں نے نماز نہیں پڑھی ہے تو ثانیہ کا صحیح قول یہ ہے کہ اس کے لئے اذان مستحب ہے بین التباس کے خوف کی وجہ سے، زہد نہ کریں، خواہ وہ راستے کی مسجد ہو، یا راستے کی مسجد نہ ہو، ثانیہ کے بارے میں ایک دونوں صورتیں برآمد ہیں، چاہیں تو اذان و اقامت دونوں میں اور چاہیں تو بغیر اذان کے نماز پڑھ لیں۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ وہ ایسی مسجد میں داخل ہوئے جس میں نماز ہو چکی تھی، انہوں نے ایک آدمی کو حکم دیا، اس نے اذان اور اقامت کہی، حضرت انسؓ نے ان سب کو جماعت سے نماز پڑھانی (۲)۔

خفیہ اس مسئلہ میں یہ تفصیل کرتے ہیں کہ اگر مسجد ایسی ہے جس میں متعین لوگ ماریں پڑھتے ہیں، اور اس مسجد والوں کے علاوہ کچھ لوگوں نے اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھ لی تو مسجد والوں کے لئے مکروہ نہیں ہے کہ جب نماز پڑھیں تو دوبارہ اذان و اقامت کہہ لیں اور اگر اس مسجد والوں نے، یا اس میں سے کچھ لوگوں نے اذان و اقامت کے ساتھ ماریں پڑھ لی تو اس مسجد والوں کے علاوہ لوگوں کے لئے اور باقی مامور مسجد والوں کے لئے مکروہ ہوگا کہ نماز پڑھنے کے لئے اذان و اقامت کہیں، اور اگر اس مسجد میں متعین لوگ نماز نہیں پڑھتے ہیں، مثلاً راستے کی مسجد ہے تو اس میں اذان و اقامت کا بار بار بتانا مکروہ نہ ہوگا۔

اختیار، جیسے کہ ”کتاب الام“ میں ہے، بین مذہب شافعی کا معتقد قول اس کے برخلاف ہے، امام شافعی سے ”الاملاء“ میں وارد ہے کہ اگر لوگوں کے جمع ہونے کی امید ہو تو اذان و اقامت کہے اور اگر امید نہ ہو تو صرف اقامت کہے، چونکہ اذان کا مقصد لوگوں کو جمع کرنا ہے، جب جمع ہونے کی امید نہ ہو تو اذان کی کوئی وجہ موجود نہیں (۱)۔

ایک وقت میں جمع کی گئی دو نمازوں کے لئے اذان:

۳۵- اگر دو نمازیں ایک نماز کے وقت میں جمع کی جائیں، مثلاً میدان عرفات میں ظہر و عصر کو ظہر کے وقت میں جمع کرنا مزدلفہ میں مغرب کو عشاء کے ساتھ جمع کرنا تو صرف پہلی نماز کے لئے اذان کہے گا، چونکہ نبی کریم ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی ماریں ایک اذان و اقامت کے ساتھ پڑھی تھیں (۲)۔ یہ حسب امر متبادل کا مسلک اور ثانیہ کا معتقد قول ہے، بعض مالکیہ کا بھی یہی قول ہے۔

= چارے سب روایت ہے اور کہہ عبد اللہ کی حدیث کی سند ٹھیک ہے البتہ عبد اللہ نے عبد اللہ سے نہیں سنا ہے احمد شاکر نے ترمذی کے حاشیہ (۱/۳۳۸ طبع استنبول) میں کہا ابن مسعود کی حدیث کی روایت احمد نے سند میں اور سنائی دونوں سے ابو اسیر کے طریق سے کی ہے اور وہ منقطع ہے جیسا کہ ترمذی نے کہا لیکن ابو سعید خدری کی حدیث سے اس روایت کو قوت مل جاتی ہے جس کو ہم نے اوپر ذکر کیا اور صحیح بتایا ہے۔

(۱) البدیع ۱/۵۳، المغنی ۱/۱۹۹، تہذیب ۱/۲۳، المغنی ۱/۱۳۵۔

(۲) حدیث ”صلی المغرب والعشاء بمزدلفہ“ کی روایت مسلم نے کی ہے یہ حضرت جابرؓ کی طویل حدیث ہے جس میں انہوں نے نبی کریم ﷺ کے حج کا حال بیان کیا ہے حضرت ابن عمرؓ سے مروی بخاری کی روایت میں دو اذانوں کا ذکر ہے اذان کا ذکر نہیں ہے بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے دونوں نمازیں دو اذان اور دو اقامت کے ساتھ پڑھیں (بخاری ۱/۲۹۰ طبع دار المعرفۃ لبنان، مسلم ۱/۸۹۱، تہذیب محمد عبدالمطلب، ۱/۵۷۶، تہذیب الخیر ۱/۱۹۲)۔

(۱) البدیع ۱/۵۳، المجموع ۳/۲۳۸، ط ۱/۲۸۸۔

(۲) اس کی روایت ابو یوسف نے کی ہے مجمع الزوائد ۳/۲۲ طبع القدس۔

ایک ساتھ ایک ہی جگہ "اے" کے بعد دوسرے "اے" دینے میں اہل وقت کے فوت ہونے کا خطرہ ہو تو سب ایک ہی دفعہ میں "اے" دینا (۱)۔

متعدد مؤذن ہونا:

جن نمازوں کے لئے "اے" شروع نہیں ہوتا ہے ان کے بعد ان کا طریقہ:

۴۸- فتا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ "اے" صرف فرض نمازوں کے لئے شروع ہوتی ہے اور ان کے بعد دوسری نمازوں کے لئے "اے" نہیں کہی جائے گی، مثلاً نماز جنازہ، نماز ہر، نماز عیدین وغیرہ، اس لئے کہ "اے" نماز کا وقت شروع ہونے کی علامت ہے، پھر اس کے بعد "اے" عرض ماروں کی لئے متعین ہوتا ہے، تو نفل فرض کے تابع ہیں، لہذا اصل کی "اے" کو بعد تابع کی "اے" سے روک دیا گیا، نماز جنازہ، حقیقت نماز ہی نہیں ہے، کیونکہ اس میں نہ تراویح ہے، نہ رکوع، نہ سجود۔

اس سلسلے میں مسلم کی ایک روایت یہ ہے: حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ عید کی نماز کی بار بار، "اے" ان اور بلا اقامت کے پڑھی (۲)۔

۴۹- جن نمازوں کے لئے "اے" نہیں ہے، ان کے لئے کس طرح بلایا جائے گا؟ اس سلسلے میں ثنائیہ نے کہا ہے کہ عیدین، سو، استسقاء کی ماریں، "رت" حج کی نماز جب جماعت سے "اے" کی جائے تو ان کے لئے اس طرح پکارا جائے گا "الصلاة جامعة"، ثنائیہ کے ایک قول کے اعتبار سے نماز جنازہ کے لئے بھی یہ علامت ہو

(۱) المغنی ۱/ ۲۹۹، فوطی ۱/ ۵۲، ۵۳، مغنی المحتاج ۳/ ۳۹، المبدی ۱/ ۶۶، من طبعہ ۱/ ۲۶۶۔

(۲) حضرت جابر بن سمرہ کی حدیث مصلحتاً۔ "اے" کی روایت مسلم (۲/ ۶۰۳) طبع عینی النسخی نے کی ہے۔

مالکیہ کہتے ہیں: جو شخص نماز جماعت کے بعد آئے "وہ بغیر" ان کے نماز پڑھے (۱)۔

۴۷- ایک ہی مسجد میں ایک سے زیادہ مؤذنین کا ہونا جائز ہے، "اے" سے زیادہ مؤذن رکعت مستحب نہیں ہے اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ سے یہی ثابت ہے کہ آپ ﷺ کے دہوون تھے حضرت مالک اور حضرت ابن ام مکتوم (۲)۔ اس ضرورت پڑنے پر "اے" سے راء مؤذن رکھے جاسکتے ہیں حضرت عثمان کے بارے میں یہی ہے کہ ان کے چار مؤذن تھے (۳)۔ اگر چار سے بھی زیادہ مؤذنین کی ضرورت ہو تو رکھے جاسکتے ہیں۔

متعدد دہوون کے "اے" کا طریقہ یہ ہے کہ اگر ایک دہوون کی "اے" ان تمام لوگوں کو سنی ہو جائے تو مستحب یہ ہے کہ ایک دہوون ایک کے بعد "اے" دے، کیونکہ بنا کرم ﷺ کے "دہوون میں ایک دہوون کے بعد "اے" دینا کرتے تھے (۴)۔ اگر ایک دہوون کے "اے" دینے سے "اے" کا مقصد حاصل نہ ہو تو حسب ضرورت "اے" دیں، یا تو ہر ایک ایک منارہ یا ایک گوشہ میں "اے" دے یا سب

(۱) المبدی ۱/ ۵۳، المجموع ۵/ ۵۳، المغنی ۱/ ۲۹۹، فوطی ۱/ ۵۲۔

(۲) حدیث: "کان لہ مؤذنان..." کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے اس حدیث کے روای کا سم ہیں انہوں نے حضرت مالک سے روایت کی ہے (تفہیم النجیر ۱/ ۲۰۸)۔

(۳) یہ حدیث صحیحین میں درج حضرت عمر و حضرت مالک کی اس حدیث سے معلوم ہوتی ہے "ان ملاؤ ہون بلیل..." (نصب الرایہ ۱/ ۲۸۸)۔

(۴) حضرت عثمان کے نزدیک، ان کی جماعت نے ذکر کیا ہے ان میں سے صاحب المذہب بھی ہیں منذری و نووی نے اس کے لئے بیاض چھوڑ دی اس کی اصل معلوم نہیں ہے اس سے امام تافہی نے "اے" میں دو سے زائد مؤذنین کے جواز پر استدلال کیا ہے (تفہیم النجیر ۱/ ۱۲۱)۔

جائے گا، نماز عید، نماز کسوف اور نماز استسقاء کے بارے میں حنبلیہ کی بھی یہی رائے ہے، نماز کسوف کے بارے میں حنفیہ اور مالکیہ کا بھی یہی مسلک ہے، بعض مالکیہ کی نماز عیدین کے سلسلے میں بھی یہی رائے ہے۔ قاضی عیاض مالکی نے امام شافعی کی رائے پسند کی وہ یہ کہ جس نماز کے سے فرض نہیں اس کے لئے یہ مانا جاوے: ”الصلوة جامعة“۔

نقباء نے اس بارے میں حضرات عاشری کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے: رسول اللہ ﷺ کے عہد میں سورج کہیں نہ اُٹھتا آپ نے ایک اعلان کرنے والے کو یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا ”الصلوة جامعة“<sup>(۱)</sup>۔

ذُن کا جواب اور اذان کے بعد کی دعا:

۵۰۔ اذان سننے والے کے لئے مسنون ہے کہ مؤذن کے الفاظ دہرائے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول المؤذن“<sup>(۲)</sup> (جب تم مؤذن کی اذان سناؤ تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا رہا ہے)۔ مسنون یہ ہے کہ جب مؤذن ”حی علی الصلاة“ ”حی علی الفلاح“ کہے تو سننے والا ”لا حول ولا قوة الا باللہ“ کہے حضرت عمرؓ سے

مرہی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب مؤذن ”اللہ اکبر، اللہ اکبر“ کہے تو تم میں سے ہر شخص ”اللہ اکبر، اللہ اکبر“ کہے، جب مؤذن ”شہد ان لا الہ الا اللہ“ کہے تو وہ بھی ”شہد ان لا الہ الا اللہ“ کہے، جب مؤذن ”شہد ان محمد رسول اللہ“ کہے تو وہ بھی ”شہد ان محمد رسول اللہ“ کہے، جب ”حی علی الصلاة“ کہے تو وہ ”لا حول ولا قوة الا باللہ“ کہے، پھر جب مؤذن ”حی علی الفلاح“ کہے تو وہ ”لا حول ولا قوة الا باللہ“ کہے، جب مؤذن ”اللہ اکبر، اللہ اکبر“ کہے تو وہ ”اللہ اکبر، اللہ اکبر“ کہے، جب مؤذن ”لا الہ الا باللہ“ کہے تو وہ ”لا الہ الا باللہ“ کہے اگر یہ سب اس نے دل سے کہا تو جنت میں داخل ہوگا“<sup>(۱)</sup>۔ نیز اس لئے کہ ”حی علی الصلاة، حی علی الفلاح“ خطاب ہے، لہذا اس کا عارہ فعل عبث ہے، ان فجر میں جب مؤذن کو یہ یعنی (الصلاة خير من النوم) کہے گا تو سننے والا کہے گا ”صَلَّيْتُ وَبَرَزْتُ“ (پہلی رات کے زیر کے ساتھ) پھر سننے والا نبی اکرم ﷺ کہے گا: ”صَلَّيْتُ وَبَرَزْتُ“ اس کے بعد یہ دعا پڑھے گا: اللہم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة آت محمدًا الوسيلة والفضيلة وابعثه مقامًا محمودًا الذي وعقته۔

اس بارے میں اصل حضرت ابن عمرؓ کی یہ مرفوع حدیث ہے: ”اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول، ثم صدوا عني فانه من صلى علي صلاة صلى الله عليه بها عشرا، ثم سلوا الله لي الوسيلة فابها مرلة في الجنة لا يسفي أن تكون إلا لعبد من عباد الله، ولأرجو أن أكون أنا هو، فمضى“

(۱) حضرت عمرؓ کی حدیث: ”اذا قال المؤذن...“ کی روایت مسلم نے کی ہے (۲۸۸/۱ طبع بیروت)۔

(۱) ابن ماجہ ۵۶۵، فتح القدیر ۴۱۰، المجموع ۳۷۷، بشری علی الفہم ۳۶۳/۱ طبع دار صادر، الخطاب ۳۳۵/۲، ۳۷۷/۱، المواقیم ۱۱۱/۱، کشف القناع ۴۱۱/۱، حضرت عائشہؓ کی حدیث ”سمعت رسول اللہ ﷺ...“ کی روایت مسلم نے کی ہے ۶۲۰/۲، حاکم نے تصحیح المصابیح ۲۵۷/۲۔

(۲) حدیث: ”اذا سمعتم المؤذن...“ کی روایت حاکم نے کی ہے ترمذی نے اسے حدیث حسن صحیح قرار دیا ہے۔ صحیحین میں یہ حدیث ان الفاظ میں ہے: ”اذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما يقول المؤذن“ (تحفہ المسیر ۳۱۱/۱، سنن ابی داؤد ۴۷۷/۱، سنن ترمذی ۳۰۷/۱، طبع بیروت)۔

ہے۔ پس کبھی کبھی نماز کے حوا و بعض دہرے کاموں کے بھی  
 ان مشروحات ہوتی ہے، برکت حاصل کرنے اور ہیبت کے سے اور  
 کی چھٹی غم کے ازالہ کے لیے۔

اس بارے میں سب سے زیادہ توسعہ ثانیہ کے یہاں ہے۔  
 اسوں نے دیکھا ہے کہ ولادت کے وقت مولود کے کاب میں وال دینا  
 مستحسن ہے اور غم زاد کے کاب میں یہ تک وہ غم کو دور کرتی ہے۔ مسافر  
 کے پیچھے، آگ لگانے کے وقت لشکر کے منکھٹ کے وقت، بھوت لگانے  
 پر، سفر میں بھٹکنے پر، مرگی کے مریض کے لئے، انتہائی غصہ کے وقت،  
 بڑے ہوئے اسماں یا جادو کو دور ست پر لانے کے سے، میت کو قبر  
 میں اتارتے وقت، پانی میں اس کی آمد پر قیاس کرتے ہوئے۔

اس بارے میں بعض احادیث مروی ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں: جو رافع راویت کرتے ہیں کہ: ”رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَذِنَ فِي أَذُنِ الْحَسَنِ حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ“ (۱) (میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حسن رضی اللہ عنہ کے کان میں، تو ان کبھی جب حضرت فاطمہؑ کے یہاں اس کی ملاقات ہوئی، مری ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مَنْ وَلَدَ لَهُ مَوْلُودٌ فَأَذِنَ فِي أُذُنِهِ النَّبِيُّ وَأَقَامَ فِي الْمَسْرِى لَمْ تَصْرُفْ أُمُّ الصَّبِيَّانِ“ (۲) (جس کے بچہ پیدا ہوا تو اس نے نو مولود کے، میں کان میں، ان اور با میں کان میں اقامت کئی اس کو ام الصبیان کہتے ہیں چینی سے فی)۔ حضرت

= المذهب ابراهيمي، مجمع التكميل ابراهيمي، الخطاب ابراهيمي، المذاهب ابراهيمية، ابن  
علاء بن ابراهيم، ٢٦٦-٢٦٧.

(۱) حضرت ابو رافعؓ کی حدیث ہے ”رأيت رسول الله...“ کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اس پر عمل ہے (تفہیم لاحادیث ۱۰۷/۵ مطبوعہ المکارم)۔

(۲) ام المہرین وہ عجیب ہے جو نیا اداسی کے لئے انسانوں کا بیجا کرتی ہے۔  
 عرصہ ۱۳۴۸ء میں ولد... کی روایت احمد علی سہیل نے پی مشن کی  
 ہے۔ یہ کتاب ہے اس کی روایت کی ہے۔ یہ کتاب ہے کہ ہے اس کی ہے۔  
 ہے (نسخہ ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹

سائل اللہ لی الوسیۃ حلت علیہ الشفاعۃ (بہتم مودون  
 و ذل سنو تو اسی طرح کہو جو مودون کہہ رہا ہے، بچہ مجھ پر رہو،  
 جیجھو، یونکہ جو مجھ پر ایک بار رہو بگتہ تا ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے  
 اس پر اس بار رحمت نازل کرتے ہیں بچہ میرے لئے وسیلہ طلب نہ،  
 یونکہ وسیعہ منت کا ایک خاص درجہ ہے جو اللہ کے ہی خاص بندے  
 ہی کو ملے گا میں میدان رہتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں جس شخص نے  
 اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگا وہ میری شفاعت کا مستحق  
 ہو گیا۔) پھر اذان کے بعد جو دعا چاہے مانگے، یونکہ حضرت ابراہیم علیہ  
 مرقون حدیث ہے: "الدعاء لا یرد بین الادان والإقامة" (۱)  
 (اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی)۔ اذان مغرب  
 کے وقت کہے گا: اللہم هذا اقبال لیلک وادھار نہارک  
 و انصوات دعائک فاعمر لی۔

گر دوسرے، یا تیسرے مؤذن کو اذان کہتے ہوئے سنے تو اس کا جو بوجھنا بھی مستحب ہے، مذکورہ بالا باتیں بالاتفاق ہیں، لیکن مالکیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ سننے والا صرف دوسری شہادتین کو دہرائے گا، راجع کو نہیں دہرائے گا، اور "الصلاة خير من النوم" کو بھی نہ دہرائے گا ورنہ اس کے بدلہ میں "صلیٰ و ہر دت" کہے گا، مشہور کے مقابلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ اذان کے آخر تک دہرائے گا<sup>(۲)</sup>۔

نماز کے حوالہ دہ سرے کاموں کے لئے، ذیل:

۵۱- ان واصل نماز کا اعلان کرنے کے لئے مشروع ہوئی

( ) حضرت انسؓ کی حدیث: ”اللعنوا لا یروہ“ کی روایت سنائی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے کی ہے ابو داؤد و ترمذی نے بھی اس کی روایت کی ہے لفظ ترمذی کے ہیں ترمذی نے اسے حدیث حسن صحیح کہا ہے (تخصیص الخیر ۱/ ۳۳، مشن ترمذی ۱/ ۳۱۶، مطبوعہ مصطفیٰ الحلی)۔

(۲) شمیر ۱۸ راولات ۱۳۰۱، انجمن ۱۲۶۱ ۵۲۷۵ مشق ۱۳۰۱



ابو یزید سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ان الشیطان  
بدا یودی بالصلوۃ الدیر" (۱) (سب نماز کے لئے) "ان" کی جاتی  
ہے تو شیطان پچھ پیچھ رہتا ہے۔

## ازخ

تعریف:

۱- "ازخ ایک خوشبو، رنگاں ہے" (۱)۔

اجمائی حکم:

۲- "مٹی میں جو بھی درخت، بہ و نسب کے عمل کے پھیر ثواب پڑا  
اُسے اس کا کانا بالکل جارہیں ہے۔" اثر اس حکم سے مستثنیٰ ہے،  
اس کا کانا جائز ہے (۲)۔ یہ نیکہ رسوں کریم ﷺ نے لوگوں کی  
خداہریت کی وجہ سے "ازخ کا استنار فرمایا ہے، بخاری و مسلم نے  
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم  
ﷺ نے فرمایا: "محرم اللہ مکة فلم تحل لأحد قبسی ولا  
لأحد بعدی، أحلت لی ساعة من نهار، لا یختمی خلاها  
ولا یعصد شجرها، ولا یمر صیدها ولا تنقط لقطتها  
إلا لمعرف" (اللہ نے مکہ کو حرام قرار دیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی کے  
لئے حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہے، بس دن  
کے تھوڑے سے وقت میں میرے لئے حلال کیا گیا، نہ اس کی گھاس



(۱) لسان العرب، النہایہ ابن الاثیر: (ازخ)۔

(۲) مفتی المساجد، ۵۲۸ طبع مصطفیٰ المہابی النجفی، جامعہ اہلبیت بی ۳۲۲ طبع  
مصطفیٰ المہابی النجفی، فتاویٰ ہندیہ، ۲۵۳ طبع یو لاق، حاشیہ ابن ماجہ  
۲۱۸ طبع ول یو لاق، جوہر الطیل، ۱۹۸ طبع مکتبہ عباسی، معنی لائن  
قدامہ سہ ۳۳۹ طبع سوم کتاب

(۱) حضرت ابو یزید کی حدیث "ان الشیطان" متفق علیہ ہے (المولود  
والمراسم ۱۱۳)۔  
(۲) نہایت المساجد، ۸۳۳ تحت المساجد بمشیش بشری، ۱۱۱۱ کتاب المساجد  
۱۲۱۲، ابن ماجہ، ۲۵۸، الخطاب، ۲۳۳، ۲۳۳

## اذکار، اذن ۱-۲

# اذن

تعریف:

- ۱- اذن: (۱) ال کے پیش اور رکب کے ساتھ) سننے کا مضو ہے، اس معنی پر فقہاء اور اہل لغت متفق ہیں۔
- اذن سننے کا مضو ہے اور معنی سننے والی آوازوں کے درک کا کام ہے (۱)۔ ان دونوں کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔

اجمائی حکم اور بحث کے مقامات:

- ۲- اذن سننے کا مضو یعنی کان ہے، جسم میں عموماً دو کان ہو کرتے ہیں، اس پر درج ذیل احکام مرتب ہو تے ہیں:
- الحکم۔ ثبوت کو یہ بات مطلوب ہے کہ نومولود کے دائیں کان میں "ان" اور بائیں کان میں "اکامت" کہی جائے، تاکہ اذان جو توحید خالص کے مضامین پر مشتمل ہے سب سے پہلے بچے کے کان میں پڑے (۲)، اس بارے میں حدیث شریف وارد ہے، فقہاء اس کا ذکر عموماً اذان کے بیان میں ان مواقع کا بیان کرتے ہوئے کرتے ہیں جس میں "ان" مسنون ہے، بعض فقہاء نے اس کا ذکر "کتاب الاذنیہ" میں حقیقہ کے دلیل میں دیا ہے۔

# اذکار

دیکھئے "ذکر"۔

کاٹی جائے گی، نہ اس کا درخت کاٹا جائے گا، نہ اس کا شکار ہد کایا جائے گا، نہ اس کا قطر اٹھایا جائے گا۔ اس شخص کے لئے جو اذن کا مطالب کرے۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا: سوائے "اثر" کے ہمارے سارے "اثر" ہمارے قبہ ہوں کے لئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "الا الا حور" (سوائے "اثر" کے)۔ ایک اور روایت میں ہے: "لقبور دنا و بیوتنا" (۱) "ہمارے قبہ ہوں و گھر ہوں کے لئے"۔

"اثر" کا کاٹنا اور اس کا استعمال کرنا جابر ہے بین شطیبہ کہ اس کا استعمال خوشبو کے لئے نہ ہو (۳)۔

فقہاء نے "اثر" کا ذکر "کتاب اذان" میں منکورات جرم کے باب میں کیا ہے۔

(۱) بخاری و مسلم، الاماظ بخاری کے ہیں، ملاحظہ ہو فتح الباری شرح صحیح البخاری ۱۶۶ ص ۱۶۶ طبع المکتبۃ المصریہ شرح التوحید شرح صحیح مسلم ۱۲۷ ص ۱۲۷ طبع المکتبۃ المصریہ

(۲) فتح الباری ۱۶۶ ص ۱۶۶

(۱) الفروق فی الاماظ لابن ہلال اسکری رحمہ اللہ طبع دار الفکر طبع بیروت۔

(۲) تحت المردود فی احکام المولود ص ۷ طبع مطبعہ دار امام حمزہ القادیانی ۲۵۶ ص ۲۵۶ طبع مصطفیٰ البانی الحلبي، حاشیہ ابن عابدین ۲۵۸ ص ۲۵۸ طبع اول بلاق، مصر ۱۳۹۸ طبع سوم لبنان۔

نیا وہ نونوں کان سر کا حصہ ہیں؟

۳- نونوں کان سر کا حصہ میں یا چہرے کا (۱) اس سلسلے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے ان اختلاف کے نتیجے میں قانون کے مسج کے حکم کے بارے میں بھی اختلاف ہو ہے۔ قانون کا مسج و جب ہے یا نہیں؟ سرہ لے پانی سے قانون کا مسج ہوتا ہے یا نہیں؟ فقہاء نے اس مسئلہ کی تفصیل فقہاء کے باب میں طریقت مسج کے دہل میں بیان کی ہے (۱)۔

دونوں قانونوں کا اندرونی حصہ:

۴- کان کا اندرونی حصہ ”جوف“ میں شامل ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، ان بنا پر فقہاء میں اس سلسلے میں بھی اختلاف ہے کہ اگر کان کے اندرونی حصہ میں کوئی چیز داخل کی لیکن وہ چیز مطلق تک نہیں پہنچی تو روزہ دار کا روزہ ٹوٹا یا نہیں؟ (۲) اس کی تفصیل فقہاء نے ”کتاب الصیام“ میں منطرات صوم (روزہ توڑنے والی چیزیں) کے تحت کی ہے۔

کیا اڈن بول کر پورا جسم مر دیا جاسکتا ہے؟

۵- فقہاء اس بات پر اتفاق ہے کہ ”اڈن“ (کان) جسم انسان کی کا ایک عضو ہے، اسے بول کر پورا جسم مر دیا جاسکتا، اس پر فقہاء نے یہ مسئلہ متفقہ کیا ہے کہ کسی شخص نے سر دکھا یا طلاق یا عتاق کی نسبت ”اڈن“ کی طرف روئی تو طہار، طلاق، عتاق، قلع نہ ہوگا،

ب۔ فقہاء کے نزدیک مکررات کو سننا جائز نہیں ہے، مگر کے سننے سے پے کورہ نہ ہو جب ہے، حتیٰ کہ اگر انسان کی ایسی جگہ سے گذرے جہاں سے اس کا گذرنا مائزیر ہے اور وہاں کوئی مکرر چیز ہو رہی ہو تو قانون میں اٹھایاں ڈال لے تاکہ وہ کوئی مکررات نہ سنے، جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ نے یہاں مانع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے ایک چہرے کی بانسری کی آواز سنئی تو قانون میں اٹھایاں ڈال لیں اور اپنی سواری کا رخ بدلا دیا وہ پوچھتے جاتے تھے۔ اسے مانع کیا گیا بھی اس پر ہے ہو؟ میں کہتا: ”ہاں“ تو حضرت ابن عمرؓ آئے تہ جہاں تھے یہاں تک کہ میں نے کہا ”نہیں“ تو انہوں نے اپنا ماتھ اٹھایا اور اپنی سواری کو رخ بدلتے پر لائے، ”فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایک چہرے کی بانسری کی آواز سن کر ایسا ہی کیا“ (۱)۔

ن۔ چونکہ اڈن (کان) سماعت کے علاوہ ایک چیز ہے یعنی سماعت کا آلہ ہے، اس لئے ایک کان پر جنابت اگر عمداً لائی گئی ہو تو قصاص لازم ہوتا ہے اور خطا کی صورت میں آجہی ویت (خون بیا) لازم ہوتی ہے، خواہ سماعت محفوظ رہے ہو، اگر ایک ہی جنابت میں کان کے ساتھ سماعت بھی ختم ہوئی ہو تو آجہی ویت (خون بیا) سے زیادہ لازم نہیں ہوتا۔

اس کی تفصیل فقہاء نے ”کتاب الجنایات“ اور ”کتاب الحدیث“ میں بیان کی ہے (۲)۔

(۱) نیل الاوطار ۱۰۰/۸ طبع المطبعۃ المصنوعۃ لکھنؤ نے اس حصے کو، امجدی اوردادونہن ماجکی طرف منسوب کیا ہے اس کی تصدیق ہے (مسند احمد بن حنبل، تحقیق احمد محمد شاہ کراچی ۲۳۵/۱)۔  
(۲) دیکھئے حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ طبع بیروت، حاشیہ اقلیو بی ۳۳، اسی مع الشرح لکھنؤ ۲۲۱/۹ طبع ولہات۔

(۱) نیل الاوطار ۱۰۶/۱، اسی ۱۰۶/۲۳ طبع مام۔

(۲) حاشیہ اقلیو بی ۵۶/۲، بشرط فیہ شرح لکھنؤ اورداد ۲۱۳/۲ طبع المطبعۃ المصنوعۃ، حاشیہ ابوالکلیل ۲۲۵/۲ طبع مطبعۃ المصنوعۃ لکھنؤ، حاشیہ القدر ۲۲/۲، ۲۳ طبع بیروت ۳۱۵۔



اس مختلف فیہ یہ مختلف ہے کہ کیا جسم انسانی سے نکلنے والی  
ہر ناپاک چیز سے ہموٹ جاتا ہے<sup>(۱)</sup>، اس مسئلہ پر فقہاء نے  
”باب الوضوء“ میں دو آئین وضوء کے تحت جھگوکی ہے۔

## اِذْن

تعریف:

۱- لغت میں اِذْن کا ایک معنی کام کی آزادی دینا اور کھٹ  
ہے<sup>(۱)</sup>۔

فقہاء کے یہاں اِذْن کا استعمال لغوی معنی سے باہر نہیں  
ہے<sup>(۲)</sup>۔

متعلقہ الفاظ:

الف - اباحت:

۲- اباحت کرنے اور ترک کرنے کا اس طور سے اختیار دینا ہے کہ  
نہ کرنے پر پاب نہ ملے اور نہ ترک پر عقاب ہو، اہل اصول اس کا ذکر  
حکم اور اس کی قسموں کے، اہل میں کرتے ہیں، اس اعتبار سے کہ  
جبہر اہل اصول کے ہر ایک یہ بھی حکم شرعی کی قسموں میں سے ایک  
ہے<sup>(۳)</sup>، اباحت اور مباح کی تقسیم کے اعتبار سے اہل اصول کے  
یہاں اباحت کی بہت سی تنبیہات ہیں (دیکھئے: اصولی ضمیر)۔

(۱) لسان العرب، لمصباح البصیر، القاموس المحیط، کشف اصطلاحات الفنون  
۱۳-۱۴ طبع بیروت، الکلیات الملکیہ ۹۹ طبع منشورات دار الفکر،  
۱۴۰۰ھ

(۲) ابن ماجہ ۱۰۱/۵-۲۲۱ طبع موسم بولاق، تکمیل طبع تقدیم ۲۰۰/۸ طبع  
دار احیاء التراث العربیہ، الدبوتی ۳/۳۰۳ طبع دار الفکر، مفسر الحاج ۲/۹۹  
طبع مصطفیٰ بعلبک۔

(۳) مجمع الجوامع ۸۳ طبع مولانا محمد باکست ۵۰ طبع بولاق۔

### اؤن ۳-۵

اس کو مانڈ کر دے اور اس کو جائز کر دے "احرف العقد" میں نے  
متحد کو جائز و مانڈ قرار دیا۔

۱۰۔ کام کرنے کی اجازت کا نام ہے۔

اجازت اور ۱۱۔ باتوں کا نام کی موافقت پر ولایت کرتے ہیں، یہاں  
۱۲۔ کام کرنے سے پہلے ہوتا ہے اور جائز کام کرنے کے بعد ہوتی  
ہے (۱)۔

ج- امر:

۴- لغت میں امر کا ایک معنی طلب ہے اور اصطلاح میں چنے کو بڑا  
سمجھ کر کسی سے کوئی فعل طلب کرنے کا نام امر ہے، لہذا ہر امر بدرجہ  
اولیٰ اؤن کو شامل ہوتا ہے۔

### اؤن کی قسمیں

اؤن بھی عام ہوتا ہے بھی خاص، یہ عموم و خصوص بھی ماؤن لہ  
(جس کو اجازت دی گئی ہے) کے اعتبار سے ہوتا ہے بھی موضوع  
(جس چیز کی اجازت دی گئی ہے) کے اعتبار سے ہوتا ہے، بھی وقت  
یا زمانہ کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

الف- سماؤن لہ کے اعتبار سے اؤن:

۵- اجازت دئے ہوئے شخص کے اعتبار سے اؤن بھی عام ہوتا ہے،  
مثلاً کسی نے کوئی چیز ڈال دی کہنا: جو شخص اس چیز کو لے لے وہ اس کی  
ہے، تو یہ وہ شخص جس نے اجازت سنی، یا اس تک اجازت پہنچی اس چیز کو  
لے سکتا ہے، اور مثلاً کسی نے اپنے دروازے پر پانی کا بندہ بست دیا تو

فقہاء و بحث کی وہی تشریح کرتے ہیں جو اصل اصول کے یہاں  
ہے (۱)۔

یہ فقہاء اؤن اور بحث کو ایک ہی معنی میں استعمال کرتے  
ہیں، وہ باتوں کا مفہوم ہے: کسی تصرف کی آزادی، یا نہ جانی لکھتے  
میں (۲) کی امر کے بجائے کی اجازت، یا جس طرح مامور  
چاہے بحث ہے، اور دین قدس کہتے ہیں (۳) کہ جس نے کوئی چیز  
لوگوں پر بکھیر دی تو یہ بکھیرے ماس چیز کو انھوں نے کی اجازت دینا ہے، اس  
کا سما جائز ہوگا شیخ میمن نے "مباح" کی تشریح "مادوں فقہ"  
(اجازت دی ہوئی شے) سے کی ہے (۴)۔

اؤن کا استعمال بحث کے لئے اس لئے ہوتا ہے کہ بحث کا  
مربع اؤن ہے، لہذا اؤن ہی بحث کی اصل ہوتی، اور اؤن پر  
ولایت کرنے والی چیز نہ اپنی حاکمیت کا سامنا کرتا ہو، لہذا اثری  
بحث صحیح اور اصول کے نزدیک ایک حکم شرعی ہے جس کا جو  
شریعت پر موقوف ہے (۵)۔

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بحث اؤن کا تقاضا ہے،  
خود اؤن صریح ہو، ضمنی، خود شارع کی طرف سے ہو، یا بعدوں کی  
طرف سے ایک امر کے لئے ہو۔

ب- رجازت:

۳- جائزہ کے معنی مانڈ کر دینا، کہا جاتا ہے: "أشار امره" جب

(۱) ابن ماجہ ۲۲۱/۵۔

(۲) الترمذی ۲۸۱۱/۳ طبع مصنفی الجلی۔

(۳) ابی ۶۰۳/۵ طبع مکتبہ ریاض۔

(۴) طبع الجلیل ۵۹۱/۱ طبع مکتبہ اربع طرائس، بیروت۔

(۵) مجمع البحرین ۵۵۱/۱، مجمع البحرین ۱۰۰۰، المرفقات للعاطی ۱۸۶/۱ طبع المکتبہ

البحرین۔

(۱) لسان العرب، المصباح المہیر، ابن ماجہ ۲۸۳/۲۔

وہاں سے گذرے، اگلے ہی میر غریب کے لئے اس پانی میں سے چیا مباح ہوگا، اسی طرح کسی شخص نے ایسی جگہ درخت لگایا جو ان کی ملکیت نہیں ہے اور نہ اس نے درخت لگانے سے زمین کو کامل کاشت بنانے کا ارادہ کیا تو تمام لوگوں کے لئے اس درخت کا پھل کھانا مباح ہوگا، اور مثلاً امام المسلمین مسلمانوں کے چوپایوں کو کھڑا کرنے کے سے کوئی جگہ مخصوص نہ رہے تو ہر مسلمان کو اس میں چوپائے کھڑا کرنے کا اختیار ہے۔ یونکہ سلطان کی طرف سے اس کی اجازت ہے (۱)، ولیمہ کی عمومی دعوت بھی اسی طرح کی چیز ہے۔ اس میں ہر شخص شرکت کر سکتا ہے۔

کبھی جائز (۱) کسی شخص کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے، مثلاً کوئی شخص کہے: ”یہ چیز خدا کا شخص کے لئے صدقہ ہے“ یا کسی شخص مذہب والوں کے لئے وقف کرنا کہ اس وقف کی آمدنی اسی مذہب والوں پر صرف کی جائے، یا کسی ایک مہمان کے لئے کوئی کھانا مخصوص کرنا، یا صرف بعض لوگوں کی دعوت کرنا (۲)۔

ب۔ تصرف، وقت اور مکان کے اعتبار سے اذن:

۶۔ تصرف، وقت اور مکان کے اعتبار سے اذن کبھی عام ہوتا ہے اور کبھی خاص، اگر مالک نے غلام کو تجارت کی اجازت دی تو حنفیہ کے نزدیک اور مالکیہ کے معتقد قول کے اعتبار سے اسے اذن عام مانا جائے گا، اس کی بنا پر اجازت یافتہ غلام کو ہر طرح کی تجارت کا اختیار ہوگا، تعمیرات کا اختیار نہ ہوگا، حتیٰ کہ اگر مالک

(۱) ابن ماجہ ص ۳۳۳ منی المساج ص ۳۲۸، انس ص ۶۰۳، خطاب ص ۶۳ طبع انوار علیا، الاختیار ص ۳۸ طبع دار المعرفۃ، خشی و ردات ص ۸۵ طبع دار الفکر

(۲) ابن ماجہ ص ۳۳۳، الدر منی ص ۸۸، طبع دار الفکر خشی و ردات ص ۵۱۳ طبع دار الفکر منی المساج ص ۳۲۹، انس ص ۶۰۳

نے اسے کسی خاص تجارت کی اجازت دی ہے تو بھی اسے تمام تجارتوں کی اجازت ہو جائے گی۔ اس مسئلہ میں امام زفر کا اختلاف ہے، یہ تک حنفیہ کے نزدیک اذن حق کو ساقط کرنا ہے اور اختلافات سارے کے سارے کسی وقت کے ساتھ موقت نہیں ہوتے، کسی نوع اور کسی جگہ کے ساتھ بھی مخصوص نہیں ہوتے، لہذا اگر غلام کو ایک دن کے لئے تجارت کی اجازت دی تو اس کو مطلق اجازت مل جائے گی جب تک کہ اس پر حجر نہ کر دے، اسی طرح اگر غلام سے کہا: ”میں نے تم کو بخشی میں تجارت کی اجازت دی نہ کہ سمندر میں“ تو اسے بخشی و سمندر دونوں میں تجارت کی اجازت مل جائے گی، ہاں اگر مالک نے غلام کو کوئی خاص چیز خریدنے کا حکم دیا ہے، مثلاً یہ کہے کہ ”ایک درہم سے چنے سے دوست خرید لو“ یا یہ کہا: ”ہاں خرید لو“ تو احتمالاً یہ اجازت اسی چیز کی خریداری تک محدود رہے گی، یونکہ یہ خدمت عینا ہے، ابن ماجہ ص ۱۱۱ لکھتے ہیں: جان فو کسی خاص نوع کے تصرف کی اجازت تجارت کی اجازت دینا ہے، و تصرف شخص کی اجازت (یعنی کوئی خاص کام یا خدمت عینا ہے) (۱)۔

شافعیہ، حنابلہ اور بعض مالکیہ کے نزدیک اور حنفیہ میں سے امام زفر کے نزدیک غلام کو دی ہوئی اجازت تصرف وقت و جگہ کے ساتھ مقید ہو سکتی ہے، لہذا غلام اسی دائرے میں مأذون (اجازت یافتہ) ہوگا جس دائرے میں مالک نے اس کو اجازت دی ہے، کیونکہ غلام کو تصرف کا اختیار مالک کے اذن سے حاصل ہوتا ہے، لہذا جس چیز کی اجازت مالک نے دی ہے اسی دائرے میں اسے تصرف کا

(۱) ابن ماجہ ص ۱۰۱-۱۰۲، الاختیار ص ۱۱ طبع دار المعرفۃ، رد المحتار ص ۱۹۱ طبع کتاب دار الفکر، انس ص ۶۰۳، رد المحتار ص ۱۱ طبع دار المعرفۃ، خشی و ردات ص ۸۵ طبع دار الفکر۔







گفتگو کرے اور چارہ زہ مکمل کرے۔

مشقت و حرج ہی کی وجہ سے بعض ان چیزوں کو مباح یا حلال یا حرام ہیں لیکن کسی عارض کی بنا پر ان کی اجازت دی گئی ہے، مثلاً بھوک کی وجہ سے موت، یا ممانعت کا خطرہ، ریش ہونا مرد و زن پر کھانے کی اجازت دی گئی ہے، نگلے میں حصا ہوا تہہ مارنے کے سے (سب کو پانی وغیرہ نہ ہو) ٹاپ پیسے کی اجازت دی گئی ہے کسی طرح بعض حرام فعل و چیزوں کی بھی ضرورت پیش آنے پر اجازت دی گئی ہے مثلاً ٹائی کرنے کے مقصد سے اسپیہ کو دیکھنے کی اجازت، طاق کے مقصد سے نسیم کے وجہ الستر حد کو دیکھنا (۱)۔

دو تہام مورجن میں مشقت و حرج ہے، خود مشقت مکلف کے اپنے اختیار سے پیدا ہوتی ہو، مثلاً دھوپ میں کھڑے ہو کر روزہ رکھنے کی نذر ماننا، یا مشقت فعل کے تابع ہو، مثلاً وہ مریض جو روزہ دیا ساز پر قادر نہ ہو، وہ حج کرنے والا جو پیدل یا سوار ہو کر حج کرنے پر قادر نہ ہو، والا یہ کہ وہ قائل برداشت مشقت کے دائرے سے باہر ہو، ان میں آسانی اور رخصت شروع ہے۔

فقہاء نے اس سلسلے میں بعض قواعد وضع کیے ہیں مثلاً "النصرو دات تبیح المحظورات" (ضرورتیں ممنوع چیزوں کو مباح کر دیتی ہیں) "المشفقة تجلب التيسير" (مشقت آسانی لاتی ہے) "النصرد یوں" (ضرورہ ریا جائے گا) (۲)۔

اگر مکلف کو پیش آنے والی مشقت خود اس کے سب سے نہ ہو اور نہ ہی اس کے کوئی کام کرے کی وجہ سے ہو تو بھی شریعت کے مجموعی احکام سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ رفع مشقت کے لئے اس

مشقت کو دور کرنے کی مطلق اجازت ہے بلکہ شریعت نے یہاں تک اجازت دی ہے کہ اگر مشقت بھی، رفع نہ ہونی ہو لیکن اس کا پورا خطرہ ہو تو بھی اس سے نکلنے کی تدبیر کی جائے اور اسی میں سے شدید بھوک، پیاس، گرمی، سردی کی تکلیف دور کرنے کی اجازت دیتا ہے، نیز ہر نفس پیش آنے کی صورت میں وہ طاق کی اجازت، ہر مودی سے نکلنے کی اجازت بھی (خود مودی انس ہو یا غیر اس) ان ذیل میں آتی ہے، اسی لئے فقہاء کہتے ہیں: جاب و عضو آہ و یا مال پر حملہ کرنے والے کا قتل کرنے میں ضمان لازم نہیں ہوتا (۱)۔

مالک کا اذن:

۱۱- "استور العلماء" کی تعریف کے مطابق طہیت انسان اور چیز کے درمیان ایسا شرعی تعلق ہے جس کی وجہ سے وہ انسان اس چیز میں تصرف کر سکتا ہو، اور اس میں تصرف نہ کر سکتا ہو (۲)۔

ابن تیم کتے ہیں: ملک (طہیت) تصرف کی ایک قدرت ہے جسے بدتاء ثار ثابت کرنا ہے (۳)۔

اصل یہ ہے کہ کسی شخص کی طہیت میں دوسرے شخص کے سے مالک کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں ہوتا، والا یہ سخت ضرورت ہو، مثلاً مریض کو، انی ضرورت ہے تو مریض کا دپ پوچھا مریض کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے ضروری وہ میں خرید سکتا ہے (۴)۔

(۱) المصنفات ۵۰/۲، المشرح المیز ۵۳۳/۲ طبع مکتبہ المدینہ، منی الحج ۱۴۳۲ھ، قیاد ۲۰۱۱ء اور اس کے بعد کے صفحات۔

(۲) دستور العلماء ۳۲۲/۳۔

(۳) الاشارة ابن تیم طبع المکتبہ المدینہ۔

(۴) ابن ماجہ ۳۱۵/۵ طبع سوم بلاق۔

(۱) الاختیار ۵۳۳/۲، المصنف ۵۵۲/۶، ۵۹۶/۸، ۵۹۶/۸، ۵۹۶/۸۔

(۲) المصنفات ۵۵۲/۱۳۳، ۵۵۲/۱۳۳، ۵۵۲/۱۳۳، ۵۵۲/۱۳۳۔

مالک کا کسی دوسرے کو اپنی مملوک چیز میں اجازت دینا، رتبہ دینا  
شروط میں ہوتا ہے:

### ب- تصرف کی اجازت:

۱۲- مالک کے لئے جائز ہے کہ اپنی ملکیت میں دوسرے کو تصرف کی  
اجازت دے جیسا کہ عاقبت اور مضاربہ (تراض) میں ہوتا ہے،  
وکیل و مضارب دوسرے کی ملکیت میں دو تصرفات کرتے ہیں جن کی  
مالک جائز دیتا ہے، وہی اور ناظر وقف بھی دوسرے کی ملکیت میں  
ہو ذن مالک تصرف کرتے ہیں، ان کی شرطیں ہیں جن کا تفصیلی بیان  
کتب فقہ کے وکالت، مضاربہ، وصیت اور وقف کے ابواب میں ہے۔

### ب- دوسرے کی طرف ملکیت منتقل کرنے کی اجازت:

۱۳- یہ نفع، ہبہ، وقف میں ہوتا ہے ان کی شرائط کے ساتھ۔

### ج- استہلاک کی اجازت:

۱۴- اس کی صورت یہ ہے کہ اس چیز کو استعمال کر کے ختم کر دینے کی  
اجازت دے دے جو اس کی ملکیت میں ہے، کسی دوسرے کو اس کے  
کھانے اور پینے کی اجازت دے دے مثلاً دو کھانا جو خوشی کی  
مناسبت، غمی کی تسکین یا عام یہ فتنوں میں پیش کیا جائے، اور  
محضوں میں ہو، رام و پچول وغیرہ بھی دے جاتے ہیں، اس میں  
بدن کے ذریعہ استہلاک کی اجازت بھی شامل ہے، جیسا کہ قرآن میں  
ہوتا ہے: ﴿

### د- نفع اٹھانے کی اجازت:

۱۵- اس کی صورت یہ ہے کہ بعض لوگ دوسرے کو اپنی مملوک چیز سے  
نفع اٹھانے کی اجازت دیتے ہیں نفع اٹھانے کی اجازت دینے سے  
یہ لازم نہیں آتا کہ اجازت دینے والا خود اس چیز کا مالک ہو بلکہ  
منفعت کا مالک ہونا کافی ہے، اور نفع اٹھانے کی اجازت کبھی بدعوض  
ہوتی ہے، جیسا کہ عاریت میں ہوتا ہے، اور کبھی عوض کے ساتھ  
ہو اُرتی ہے، جیسا کہ اجارہ میں ہوتا ہے۔

نفع اٹھانے کی اجازت کی اس عداد سے ہی قسمیں ہوتی ہیں کہ  
اجازت دینے وقت اجازت دینے والا اس چیز کا پورے طور پر مالک  
ہے، یا صرف اس کی منفعت کا مالک ہے، اجازت دینے والا کبھی وہ  
چیز کرایہ پر لئے ہوئے ہوتا ہے اور دوسرے کوئی جملہ اس سے نفع  
اٹھانے کی اجازت دیتا ہے، اس مسئلہ میں مختلف فقہی مذاہب میں  
تمایلات پائی جاتی ہیں، اسی طرح کی صورت اس عاریت پر  
دینا (منفعت کی وصیت اور وقف میں ہوتی ہے، عاریت پر پینے  
والے جن پر وقف یا یا ہے اور جن کے لئے منفعت کی وصیت کی  
گئی ہے) بشرطیکہ وقف اور وصیت میں ایسے الفاظ ہوں جو ذن  
اتفاق پر دلالت کریں) ان لوگوں کو حق ہے کہ وہ دوسروں کو نفع  
اٹھانے کی اجازت دیں<sup>(۱)</sup>۔

اسی قبیل کی ایک چیز مختلف افراد کا ایک دوسرے کو نام نہاد  
اور خاص مالی سے نفع اٹھانے کی اجازت دینا ہے<sup>(۲)</sup>۔ ان سب  
میں دلالت اتفاق ہے، لیکن اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ ایسا

(۱) حقیقہ ۵۵۳۳۳۳۳۳ کے بعد کے صفحات، اہل بیت ۲۵۲ طبع المکتبۃ  
الاسلامیہ، المدینۃ المنورۃ ۱۳۳۳ھ، ۱۴۱۲ھ، ۱۴۸۸ھ، ۱۴۹۶ھ طبع  
دار الفکر، بیروت ۱۳۶۵ھ۔  
(۲) انہی ۵۸۷۵۸۷۵۸ کے بعد کے صفحات۔

( ) ابن عابدین ۳۳۳۳، تفسیر الارواح ۳۳۳۳، قواعد الاحکام فی معارف  
الاسلام ۳۳۳۳، ۲۳، ۲۳ طبع الاستقامۃ للنشر البیروت ۲۰۱۳ھ طبع مصطفیٰ البیروت۔

۱۔ ہے، یا اس کا دیں اور نہ پر موقوف ہوگی، یہ حق کا مسلک ہے (۱)۔ اور فقہاء کے یہاں اس مسئلہ میں تفصیل ہے جسے ”رہن“ کی اصطلاح میں لکھا جاتا ہے۔

۱۹- ج: بیہ کرنے والے کو بیہ کردہ مال پر قبضہ دینے، یا قبضہ کرنے کی اجازت دینے سے پہلے ملکیت کا حق ہے اس سے موقوفہ (جس کو بیہ کیا گیا ہے) کے لئے جائز نہیں ہے کہ بیہ کرنے والے کی اجازت کے بغیر بیہ کردہ مال پر قبضہ کرے، اس کی اجازت یا قبضہ دینے بغیر اگر اس نے قبضہ کر لیا تو مالک نہیں ہوگا، یہ شافعیہ کا مسلک ہے، فقہاء کی تفصیل کے مطابق مالکیہ کا اس میں اختلاف ہے (۲)۔

۲۰- د: دہلی اور جنسی تعلق عورت کا حق ہے، اسی لئے شوہر کے لئے جاری نہیں کہ آزاد بیوی سے اس کی اجازت کے بغیر مزمل کرے (۳)۔  
۲۱- ح: نکاح کرنے کے موقع پر عورت کو اپنی ذات کے بارے میں حق حاصل ہے، اسی لئے اس بات پر رجم ہے کہ شوہر عورت شہ (شوہر دیدہ) ہے تو نکاح کے وقت اس سے اجازت چاہنے کی ہے اور اگر بارود (کناری) ہے تو اجازت پے کے واجب یا مستحب ہونے کے بارے میں فقہاء میں اختلاف ہے (۴)۔

۲۲- د: صاحب خانہ کا یہ حق ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے گھر میں داخل نہ ہو، اس لئے کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر گھر میں داخل ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُوا بُيُوتًا غَيْرَ بِيُوتِكُمْ حَتَّىٰ

إِذْنٌ تَدْرُوهُنَّ أُولَئِكَ صَحَابَةٌ مِّنْ أَيْمَانِكُمْ فَكُلُوا مِنْ بَيْتِهَا وَشَارِبُهَا ثَمَرًا مِّنْهُ وَلَا تَسْرِبُوا فِيهَا مِنْهُ إِلَى الْغُيُوبِ ۚ (۱)۔

صاحب حق کی اجازت:

۱۶- انسان کا حق وہ ہے جس سے اس کا مخصوص مفاد وابستہ ہو جو شریعت کی طرف سے تسلیم شدہ ہو، خود مالی حق ہو، یا غیر مالی۔  
صل یہ ہے کہ ہر وہ تعرف جس سے کرنے والے کے علاوہ دوسرے کا کوئی حق متاثر ہوتا ہو اس کے نفاذ کے لئے صاحب حق کی اجازت ضروری ہے۔

مسئل فقہ میں اس کی بہت سی صورتیں ہیں، چند مثالیں پیش کرنے کی جاتی ہیں:

۱- الف: بیوی پر شوہر کا ایک حق یہ ہے کہ بیوی کو اپنے گھر سے نکلنے سے روکے، اسی لئے شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کا نکلنا جائز نہیں ہے، اس سے یہ صورت مستثنیٰ ہے کہ شوہر کے حق سے زیادہ قوی حق کے لئے نکلے، مثلاً شریعت کے حق کی وجہ سے (حج فرض کی اونٹنی کے لئے لکھا علاج کے لئے یا والدین کی زیارت کے لئے، ان مسائل میں مختلف مذہب میں تفصیل ہے (۲)۔

۱۸- ب: مرتہن (جس کے پاس رہن رکھا گیا) کو مال مرہون کو اس وقت تک روکنے کا حق ہے جب تک اس کا ذین (مالی حق) وصول نہ ہو جائے، اسی لئے رہن کے لئے مال مرہون کو مرتہن کی اجازت کے بغیر بچھا کر نہیں، اور اگر چاہے تو پھر اونٹنی مرتہن کے اجازت

(۱) الدوسلی ۳۵۳ ص ۳

(۲) ایس ۷۲۰، ابن ماجہ ۲۶۷۳، الدوسلی ۵۱۲/۲، التلوی ۳۳ ص ۷۲

(۱) الاختیار ۶۹ ص ۲

(۲) مفتی محمد سعید، الدوسلی ۱۰۱ ص ۱۰۱

(۳) الاختیار ۶۳ ص ۱

(۴) فتاویٰ دارالافتاء ۱۳-۱۴، الدوسلی ۲۲۴/۲-۲۲۵، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰

تُسْتَأْذَنُ" (۱) سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر کسی نے کسی کے گھر میں داخل ہونا چاہا تو اس کے لئے اجازت لینا ضروری ہے۔  
اس قسم کی صورتیں بہت ہیں جن میں ان کے مقامات پر، رکھا جاتا ہے۔

### قاضی کی اجازت:

۲۳- قضا، عمومی ولایت (عہدہ) میں سے ہے۔ اس کا مقصد انصاف قائم کرنا اور صاحب حق کو اس کا حق پہنچانا ہے۔ چونکہ لوگوں کے آپس کے تعارضات میں کبھی کبھی ظلم اور بے انصافی شامل ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے لوگوں میں نزاعات پیدا ہو جاتے ہیں، اس لئے ان رسمی تعارضات کے نفاذ کے لئے قاضی کی اجازت ضروری ہے تاکہ عدل بروئے کار آئے اور تنازعات کو ختم کیا جاسکے، اس کی چند مثالیں یہ ہیں:

۲۴- بیوی کا نفقہ شوم پر واجب ہے، اگر شوم تک نہ ہو تو بیوی سے بیوی کا نفقہ نہ ہے۔ پھر ماہو قاضی کے نزدیک وہ بیوی کے درمیان تفریق میں کی جائے گی، بلکہ قاضی بیوی کا نفقہ مسترد کرے گا۔ بچہ عورت کو حکم دے گا کہ نفقہ کے لئے قرض لے، جب عورت نے قاضی کے حکم سے قرض لیا تو اس قرض کی واپسی شوم پر لازم ہوگی، شوم سے اس کا مطالبہ کیا جائے گا، لیکن اگر عورت قاضی کے حکم کے بغیر نفقہ کے لئے قرض لے گی تو اس کا مطالبہ عورت ہی سے ہوگا (۲)، اس کی تفصیل "نفقہ" اور "امسار" کی اصطلاح میں دیکھی جائے۔

۲۵- مالک کے نزدیک مبالغہ بچے کے مال میں زکوٰۃ واجب ہے،

اگر مبالغہ بچے کا کوئی بھی ہو تو متاثرین مالک یہ کہتے ہیں کہ بچے کی طرف سے اس کا بھی قاضی کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ نہ دے گا تاکہ فقہاء کے اختلاف سے نکالا جاسکے، خصوصاً اس وقت جب کہ کوئی قاضی قاضی ہو جو مجبوراً یہ (جس پر تعارضات کے بارے میں پابندی عام ہو مثلاً بچہ، مجنون) کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں سمجھتا۔ یہی طرح عام مالک نے فرمایا ہے: اگر کسی نے زکوٰۃ میں شراب پانی تو سلطان کے علم میں نہ لائے بغیر اس کو ہارے گا نہیں، ہو سکتا ہے کہ سلطان کے نزدیک ایک شہر کو ہار کر مبالغہ جاز ہو (۱)۔

۲۶- متبادل کہتے ہیں: جو شخص غائب ہو یا ہو، اس کی وصیت کی کے پاس ہو اور اس شخص کے بچے بھی ہوں تو اس وصیت میں سے اس کے بچوں پر صرف مبالغہ قاضی کی اجازت کے بغیر نہیں ہوگا، تیار نہیں ہوا بچہ) پھر بچے کرنے کے لئے قاضی کی اجازت شرط نہیں ہے، اگرچہ زیادہ بہتر یہی ہے کہ احتیاطاً قاضی سے اجازت لے لی جائے (۲) (دیکھئے "امید" اور "نفقہ")۔

اس قسم کی بہت سی صورتیں ہیں جن میں ان کے مقامات پر دیکھا جاتا ہے۔

### ولی کی اجازت:

۲۷- ولی دو شخص ہے جسے امرے پر تعارضات کا اختیار ہو اس امرے شخص کے مبالغہ یا سند یا عدم نیہ و ہونے کی وجہ سے، تصرف کا اختیار جان کے بارے میں ہو یا مال کے بارے میں، اس امرے شخص پر تصرف کی پابندی عام رہے گی یہاں تک کہ اس کا جب (مالی نیہ و) زائل ہو جائے۔

(۱) شرح الصغیر ۵۳۰ طبع مصطفیٰ کتب، منشی الحکام ۱۹۹۳ء، پیرا ۱۰۰

نور ۲۷ کی ہے

(۲) الاختیار ۶۳۲

(۱) مجمع البکلی ۶۳۲ طبع مطبعہ النجاشی، بیروت

(۲) فقہی ولایات ۸۳۳

۲۸- عورت اگرچہ رشید و ہواں کے نکاح کے سے جمہور فقہاء کے نزدیک ہلی کی اجازت ضروری ہے، خواہ عورت کٹھن کی ہو، یا شوم، یا بد، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”ایما امرأۃ مکحت بلسوں ادن ولیہا فکاحھا باطل“<sup>(۱)</sup> (جس عورت نے اپنے ہلی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے)۔

عام دوا حسینہ اور عام دوا پروف کے رد ایک (ظاہر روایت کے مطابق) آزاد عاقلہ بالغ عورت کا نکاح اس کی رضا مندی سے منعقد ہو جاتا ہے۔ اگرچہ دلی نے عقد نکاح نہ کیا ہو، خود دوا عورت کٹواری ہو یا شومہ، یہ وہی نکاح اس نے اپنے خالص حق میں تصرف کیا ہے، ورنہ عاقلہ نیز بالغ عورت ہونے کی وجہ سے تصرف کرنے کی اہل ہے، اور اسے شومہ کو منتخب کرنے کا اختیار ہے، دلی سے ثامی کرنے کا مطالبہ اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ عورت کو ثامی کرنے کی وجہ سے بے حیو نہ کہا جائے (۲)۔

• وقف کے متولی کی اجازت:

۴۹۔ ستولی وقف، یا مظهر وقف و شخص ہے جو امور وقف کو انجام دیتا ہے۔ وقف کی حفاظت اور آباد کاری کرتا ہے، وقف کرنے والے کی شہنوں کو ماند کرتا ہے اور وقف کے منہا ہی میں تصرف کرتا ہے، امن

= ۲۰۴، ۵۳۵، ۱۱۳ طبع بم بلاق، بدھتی سر ۲۹۳، خطاب سر ۲۶۶  
طبع دارالکتاب، کلکتہ ۱۸۷۲-۳۶-۵۳۵ سر ۱۶۸، گیلانی ۲۰۲، ۵۳۵، ۳۰۳ طبع  
میں لکھی، مثنیٰ الحجاج ۲۹۹، ۱۶۵، ۱۷۱، امداد ۲۶۳، ۳۳۹،  
۲۹۶ سر ۳۳۶، ۲۱ طبع دارالمعرفت، انشائیہ ۲۹۶، ۳۳۹، ۵۳۵،  
۵۱۵، ۵۲۵ طبع مکتبہ المصطفیٰ، نیر ۲۰۲، ۲۰۲ اور اس کے بعد کے  
منفردات، ختمی دولت ۲/۱۲، ۲۹۶، ۱۳۔

(۱) حضرت علیؓ کا امر تھا: "کی روایت ابو داؤد و ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت عائشہؓ کی سے صحیح حدیث سے (فیض القدیر ص ۱۳۳)۔"

(۲) ۱۳۹۷/۱۰/۱۹ تا ۱۳۹۷/۱۰/۲۱

جن لوگوں کے تعارف پر پابندی عامہ ہے (ماباخی، مجنون وغیرہ)۔ لوگوں کا تعارف خواہاں کے حق میں ضرور ہوتا ہے، عدم کا تعارف مالک کے حق میں ضرور ہوتا ہے، اس لئے ضرور سے روکنے کے مقصد سے ولی کا تعارف پر نظر رکھنا اور اجازت دینا ضروری ہے۔

خدا سرکلام یہ ہے کہ ستم عتسٹ شخص با شعور بچہ اور غلام کے مال اور نکاح کے بارے میں تعمرات کے نفاذ کے لئے جمہور فقہاء کے نزدیک ہلی کی جازت ضروری ہے، امام ابو حسیب کے نزدیک ستم (ستم عتسٹ شخص) پر تعمرات کی پابندی نہیں۔

ثانفیعہ کا مسلک و رہنما بد کی ایک راے یہ ہے کہ مال بائع بچہ کے  
سے ولی سے اجازت لے کر بھی تصرف کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ مقتد  
کالح و مقتدیج کی صحت کے لئے بلوغ شرط ہے، ثانفیعہ کے اص  
قوں کے مطابق سہیہ کا اجازت لے کر تصرف کرنا بھی جائز نہیں ہے،  
رہنما بد کی ایک راے یہ ہے کہ ولی سے اجازت لے کر بھی سہیہ کا تصرف  
مال میں درست نہیں ہے، کیونکہ سہیہ پر پابندی اس کی فضول خرچی اور  
بدترجیری کی وجہ سے ہے تو اگر اسے تصرف کی اجازت دے دی گئی تو  
اس چیز کی اجازت دی گئی جس میں اس کی کوئی مصلحت نہیں ہے، ایک  
قوں یہ ہے کہ ولی کی اجازت سے مال میں سہیہ کا تصرف درست ہوتا  
ہے، اور سہیہ کا نکاح درست ہوتا ہے۔

بے شعور بچہ اور مجنون کے تصرفات اجازت لے کر بھی درست نہیں ہوتے۔

عُربا شعور پچھلے، صفیہؓ، رنم، مے ولی کی اجارت کے بغیر تصرف  
کیا تو یہ تصرف درست ہو، یہ مرد و باطل؟ اس بارے میں فقہاء کے  
درمیان اختلاف ہے۔

[illegible]

کے سے وقف کیا گیا ہے، ان کے لئے اور دوسروں کے لئے جائز نہیں کہ مافر وقف کی جارت کے بغیر وقف کی جائے۔ میں کوئی نیا تصرف نہیں، مثلاً عمارت تعمیر کریں یا درخت لگا میں مافر وقف تر مصمت سمجھتے تو یہ کسی کام کی اجازت دے سکتا ہے، مثلاً ان کام کی جارت دے سکتا ہے جس میں وقف کا کام دہرا جائے۔

ماظر وقف کا ایک کام یہ بھی ہے کہ وقف کی آمدنی وصول کر کے مستحقین پر تقسیم کرے، طلبہ کو اس کا مقام دے، رائج وصول کرنے والا عامل صدقہ و زکوٰۃ مافر وقف کی اجازت کے بغیر یہ کام نہیں کر سکتے۔

وقف کے منافع سب لوگوں کی طبیعت میں جن کے لئے وہ وقف کیے گئے ہیں، وہ لوگ خود "روہوں کے" دوسروں کے دوسروں کے عاریت، یہ جادوان منافع کو وصول کر سکتے ہیں، جیسا کہ ثانویہ کہتے ہیں لیکن یہ مافر وقف کی جارت ہی سے ہو سکتا ہے<sup>(۱)</sup>، اس بارے میں فقہاء کے یہاں بہت تفصیل ہے جسے "وقف" کی اصطلاح میں دیکھا جاسکتا ہے۔

۳۰-۳۱ وقف کی جارت:

۳۰-۳۱-۱ وقف "مردوں" کا لفظ اس غلام کے لئے استعمال کرتے ہیں جسے اس کے "قائے تجارت و جارت" سے ہی ہو، اسی لئے اس کی خاطر "باب المردوں" کے نام سے ایک باب قائم کرتے ہیں۔

فقہاء کی اس مسئلہ میں ۱۰۰ میں ہیں کہ ما۱۰۰۰ غلام ۱۰۰۰ سے کو تجارت کی جارت دے سکتا ہے یا نہیں؟

(۱) ابن ماجہ ص ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵ اور اس کے بعد کے صفحات طبع سوم بلاقہ منی الکتاب ص ۳۸۹ طبع مصنفی الجلی، طبع بی ۱۰۹ طبع عینی الجلی، خشی الارادۃ ص ۵۰۶ طبع دار الفکر، مخ الجلی ص ۸۲۵ طبع مکتبۃ الجباجہ الدوسوی ص ۷۷

حنیہ اور مالک کے نزدیک ما۱۰۰۰ غلام کی دوسری کو تجارت کی اجازت دے سکتا ہے، کیونکہ تجارت کی جارت بھی تجارت ہے۔ ثانویہ اور حنابلہ کے نزدیک ما۱۰۰۰ غلام پہ مالک کی اجازت کے بغیر ہی ۱۰۰۰ کو تجارت کی جارت نہیں دے سکتا ہاں مالک کی اجازت سے اجازت دے سکتا ہے، ثانویہ کہتے ہیں کہ یہ حکم عمومی تصرف کا ہے، اگر ما۱۰۰۰ غلام نے کسی دوسرے کو کسی خاص تصرف کی اجازت دی، مثلاً کوئی کچا شریعہ کی تو جائز ہے (۱)۔

۳۱-۱-۱ اس قسم میں مضارب بھی داخل ہے اس اعتبار سے کہ اسے رب المال کی طرف سے تجارت کی اجازت ہوتی ہے، جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ مضارب کے لئے جائز نہیں ہے کہ رب المال کی اجازت کے بغیر دوسرے کو مال مضاربہت پر دے، اگر رب المال نے اجازت دی ہے تو جائز ہے۔

حنیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر رب المال نے معاملہ مضارب کے حوالہ کر دیا ہے، مثلاً اس سے کہا ہے کہ "اپنی رائے پر عمل کرو" تو مضارب کے لئے جائز ہے کہ رب المال کی اجازت کے بغیر وہاں مضاربہت پر دے، اور اگر اس پر کسی چیز کی پابندی لگائی ہے تو مضاربہت پر دینا جائز نہ ہوگا۔

ثانویہ کے نزدیک زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ مضارب رب المال کی اجازت سے بھی ۱۰۰۰ سے مضاربہت کا معاملہ نہیں کر سکتا، کیونکہ مقدمہ مضاربہت خود خلاف قیاس ہے، دوسری رائے یہ ہے کہ رب المال کی اجازت سے مضاربہت کا معاملہ کرنا جائز ہے، مگر اس نے اس رائے کو قوی تر کر دیا ہے اور کہا ہے کہ جمہور نے اسی رائے کو قطعی تر کر دیا ہے<sup>(۲)</sup>۔

(۱) منی الکتاب ص ۱۰۰، خشی الارادۃ ص ۵۰۶، الدوسوی ص ۳۰۴، المدخل ص ۷۷

(۲) الاختیار ص ۲۰، الخشی ص ۵۸، الدوسوی ص ۸۸، منی الکتاب ص ۳۰۴







کا حق۔ یا یہ حقوق حقد کی بنا پر واجب ہوئے ہوں، مثلاً اصد گانے  
 والے، تہجد لگانے والے اور حنہ کرنے والے کا عمل۔  
 ان حقوق میں یہ شرط نہیں ہوتی کہ اس کا انجام سہاقتی ہو، بلکہ  
 حد مطلق سے تجاوز کیا ہو۔

(۲) مباح حقوق، مثلاً امام ابو حنیفہ کے نزدیک ولی کا تادیب  
 کا حق، جائز اورے میں شوہر کا تعزیر کا حق، عام راستہ سے نفع  
 اٹھانے کا حق۔

ان حقوق میں یہ پابندی ہے کہ ان کے استعمال کا انجام سہاقتی  
 ہو، چاہے (۱)۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں فقہاء فقہاء بھی حنفیہ  
 ہی کے ساتھ ہیں، بلکہ تمام فقہاء بشمول حنفیہ اس بارے میں اختلاف  
 کرتے ہیں کہ کن حقوق میں سہاقتی کے وصف کی قید ہے، ورنہ حقوق  
 میں یہ قید نہیں ہے، کیونکہ فعل کی تعلیل میں ان کا نقطہ نظر ایک دوسرے  
 سے مختلف ہوتا ہے، حتیٰ کہ خود ایک ہی مذہب کے فقہاء کے درمیان  
 ایک ہی فعل کے بارے میں ہمیں اختلاف ملتا ہے، مثلاً امام ابو حنیفہ  
 اور صاحبین میں انسان کے اپنی ذات کے لئے قصاص لینے کے  
 بارے میں اختلاف ہے، اس کا بیان درج ذیل مسائل کے تحت  
 پایا جاتا ہے:

اول۔ وہ حقوق جن میں سہاقتی کی قید نہیں ہے:

الف۔ شارع کے واجب کرنے سے واجب ہونے  
 والے حقوق اور ان کی چند مثالیں:

۴۰۔ اگر امام حد جاری کرے، مثلاً شراب پینے والے کو کوڑے  
 لگائے، یا چوڑکا تھکائے، اور جس پر حد جاری کی گئی اس کا تقاضا

(۱) الاشارة الى ان الحق في النفس هو...

جائز کی شرط ہوتی ہے ان میں خاموشی کا اعتبار نہیں کیا جاتا، مثلاً  
 کوئی شخص دوسرے کا مال فروخت کر رہا ہو اور اس مال کا مالک یہ دیکھ  
 کر خاموش ہو تو اس کو جائز نہیں مانا جاتا، دوسری بات یہ ہے کہ  
 خاموشی میں رضامندی اور ناراضگی دونوں کا احتمال ہے، لہذا احتمال  
 کے ہوتے ہوئے خاموشی اجازت کی دلیل بننے کے لائق نہیں  
 ہے (۲)۔

۳۸۔ کبھی اجازت بطریق ولایت ہوتی ہے مثلاً مسلمانوں کے  
 سامنے کھانا پیش کرنا، یہ اجازت پر ولایت کرنے والا ہے، آقا کا  
 اپنے خادم کے سے سامان خرید کر سے وہاں میں رکھنا اور غلام کو اس  
 میں بیٹھنے کا حکم دینا، مسلمانوں اور مسلمانوں کے لئے رعایات (پانی  
 پینے کی خانگیں) اور مسافر خانوں کی تعمیر (۳)۔

جائز کو سہاقتی کے ساتھ مقید کرنا:

۳۹۔ ایک فقہی قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز کی اجازت کی گئی ہو اس کے  
 کرنے سے اگر کوئی شخص بوجھے تو اس کا ضمان لازم نہیں ہوتا،  
 اس قاعدہ سے دو صورتیں مستثنیٰ ہیں جن میں انجام کی سہاقتی کی شرط  
 لگائی گئی ہو (۴)۔

حنفیہ جائز، یہ بوجھے شخص کے لئے ثابت ہوئے والے  
 حقوق کی قسمیں کرتے ہیں:

(۱) جب حقوق، خود یہ حقوق شارع کے ثابت کرنے سے  
 ہوں، مثلاً حد قائم کرے، قصاص اور تعزیر جاری کرے میں امام

(۲) منہج الحجاج ۲/۱۰۰، اس عابدین ۵/۱۱۳، الاختیار ۲/۱۰۰، المغنی ۵/۸۵،  
 المغنی ۵/۸۵، الارواء ۲/۴۹۸، المجد فی شرح فقہ ۲/۲۹۵، طبع دوم مصنفی لکھنؤ۔

(۳) الاختیار ۲/۳۵۵، المغنی ۵/۸۵، الارواء ۲/۴۹۸، المجد فی شرح فقہ ۲/۲۹۵،  
 طبع دوم مصنفی لکھنؤ۔

(۴) الاشارة الى ان الحق في النفس هو...

نہ ہوگا جس طرح چور کا ہاتھ کاٹنے میں ہوتا ہے، امام ابوحنیفہ کے علاوہ باقی تمام فقہاء کا یہی مسلک ہے، امام صاحب کے نزدیک ضمان لازم ہوگا۔ قساص لینے والے کے عائد پر دیت (خون بہا) لازم ہوگی، اس لئے کہ قساص جس کا حق ہے اس پر قساص لازم نہیں ہے بلکہ اسے اختیار ہے کہ قساص لے بین معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک امام کے خلاف ہے جہت نہ کرنے کی وجہ سے اسے تاہب کی جائے گی لیکن اس پر ضمان لازم نہ ہوگا (۱)۔

ب۔ عقد کی وجہ سے واجب ہونے والے حقوق اور ان کی چند مثالیں:

۴۳۔ بچہ لگانے والے، قصہ لگانے والے، ختنہ کرنے والے اور طیب کے عمل سے اگر کوئی بلاکت ہو جائے تو ان لوگوں پر ضمان نہیں ہے جب کہ ان لوگوں نے اجازت لے کر اپنا عمل کیا ہو اور اپنے عمل میں معتاد جگہ سے تجاوز نہ کیا ہو اور انہیں اپنے فن میں بصیرت و مہارت ہو، یہ حنفی، حنابلہ اور مالکیہ کا مسلک اور شافعیہ کا صحیح قول ہے (۲)۔

۴۴۔ عقد اجارہ میں اجارہ پر لینے والے کے پاس اجارہ پر لی ہوئی چیز بطور ضمانت ہوتی ہے، جس حد تک استعمال کی اجازت تھی، اسی کے اندر استعمال کرنے سے اگر اس چیز میں کوئی نقصان ہو جائے تو اجارہ پر لینے والا اس نقصان کا ضامن نہ ہوگا، مگر اس میں کوتاہی کی یا اجازت کی حد سے تجاوز کیا ہے، مثلاً جانور کو عادت سے زیادہ مارا یا عادت سے زیادہ اس کی کام چھیننے اور اس کی وجہ سے جانور

ہو جائے تو امام پر کوئی ضمان نہیں ہوگا، کیونکہ حد کو جب شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ پر جاری کیا جائے تو ان سے پیش آنے والی ملاکت میں کوئی ضمان نہیں، کیونکہ امام نے حد کو جاری کرنے کا کام اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر کیا ہے، لہذا اس سے معاہدہ نہیں ہوتا۔

اسی طرح کسی شخص نے، اندیشہ ہی کے عضو جسم کو نقصان پہنچایا، امام نے اس سے قصاص یا زخم کا اثر اس کے جسم میں نہ امتزایا اور اس کا انتقال ہو گیا تو بھی ضمان نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ حادثہ ایسا ہی کام کے کرنے سے پیش آیا جس کی اجازت تھی لہذا ایسا سہولتی کی قید نہ ہوگی، اس پر فقہاء کا اتفاق ہے (۱)۔

۴۱۔ جن تہتم میں تعزیر مشروٹ ہے، ایسے ہی تہتم میں امام نے تعزیر کی، جس کو تعزیر کی تھی اس کا انتقال ہو گیا تو اس کا ضمان لازم نہ ہوگا، کیونکہ امام نے جو کچھ تعزیر شریعت کے حکم سے یا امر مامور پر کیا انجام دیا وہی میں سہولتی کی شرط نہیں ہے، یہ حنفی، حنابلہ اور مالکیہ کا مسلک ہے، مالکیہ کا یہ قول یہ ہے کہ اگر امام کا ظن غائب ہو کہ یہ تعزیر جاری کرے کے باوجود وہ شخص سلامت رہے گا تو ضمان لازم نہ ہوگا، شافعیہ کے نزدیک ضمان لازم ہوگا، کیونکہ شافعیہ کے نزدیک امام کی تعزیر کے سے انجام کی سہولتی کی شرط ہے (۲)۔

۴۲۔ جس شخص کے حدف تہتم یا یا اس لئے اگر اس کا قساص یا، چنانچہ ہاتھ کاٹنے والے کا ہاتھ کاٹ دیا، اس کے بعد زخم پورے جسم میں سرایت کر گیا اور اس شخص کا انتقال ہو گیا تو ضمان لازم نہ ہوگا، کیونکہ یہ کاٹنا لازم اور متعین تھا، لہذا اس کے سرایت کرنے سے ضمان

(۱) البدائع ۷/۳۵۵، الاشیاء للسیوطی ص ۱۱۱، معنی ۷/۶۹۰، ۷/۳۷۲، مرق بہاشی الخطاب ۱/۲۳۳، ۲۳۴۔

(۲) المعنی ۵/۵۳۸، مع الجلیل ۴/۵۵۷، فقہر فقہائش مع المعنی ۳/۳۳۸، نہایۃ المحتاج ۸/۳۰-۳۲، ابن ماجہ ۵/۲۳ طبع سوم۔

(۱) البدائع ۷/۳۵۵، رد المحتار ۵/۵۵۳، مع الجلیل ۳/۶۹۳-۶۹۴، نہایۃ المحتاج ۸/۳۰، المبرز ۳/۱۸۹، المعنی ۸/۳۵۷-۳۵۸۔

(۲) المعنی ۳/۶۹۳، رد المحتار ۵/۵۵۳، الاشیاء للسیوطی ص ۱۱۱، المبرز ۳/۳۹۰، مع الجلیل ۳/۵۵۶-۵۵۷۔



بنانی پھر وہ پورا رُپر پڑی تو خُماں نہیں ہے، رُپر نے سے پٹے وہ پورا رات کی طرف جھکائی یا کسی انسان کی طبیعت کی طرف جھکائی تو اُپر پورا بنانے والے کے لئے اس کا توڑنا ممکن نہ ہو، ورنہ ہی اس نے توڑنا ترک کرنے میں کوئی کوتاہی کی، کیونکہ توڑنا اس کے بس میں نہیں تھا تو خُماں لازم نہ ہوگا، اور اگر اس کے لئے توڑنا ممکن تھا، اور اس سے مطالبہ بھی کیا یا پھر بھی اس نے نہیں توڑا تو ضامن ہوگا، اور اگر اس سے توڑنے کا مطالبہ نہیں کیا گیا تو ضامن نہیں ہوگا (۱)۔

گھروں میں داخل ہونے میں اجازت کا اثر:

۵۰۔ کسی کے لئے دوسرے کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا حرام نہیں، اسی لئے جب داخل ہونے کا ارادہ ہو تو اجازت لینا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا“ (۲) (اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں داخل مت ہو جب تک اجازت نہ ملے اور گھروں کو سلام نہ کر لو)۔ اگر اجازت دے تو داخل ہوگا، اور اگر اجازت نہ دے تو لوٹ جاے گا۔

چوری کی حالت میں اجازت ملے رُپر میں داخل ہونے کا اثر پڑتا ہے، کیونکہ دخول کی اجازت کو حد ساتھ کرنے والا شہر قرار دیا جاتا ہے، اس لئے کہ اجازت کی بنا پر گھر ”حرّ“ ہونے سے خارج ہو گیا، نیز اس لئے کہ جب اسے گھر میں داخل ہونے کی اجازت ملے، یہی تو وہ گویا گھر کا ایک فریق بن گیا، اب کوئی چیز لے

زمین میں نہ اس کھو، اس پر بالاتفاق خُماں نہیں ہے (۱)، امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ گدھے میں رُپر نہ والا اگر جوک سے یا غم سے مرجائے تو گدھا کھو جائے، لے پر خُماں نہیں ہوگا، جوک سے مرنے کی صورت میں امام ابو یوسف بھی امام ابو حنیفہ کے ہم خیال ہیں، بین اگر غم کی وجہ سے وفات ہوئی تو امام ابو یوسف کھو، نے والے پر خُماں لازم ہر دیتے ہیں۔

۳۸۔ جس شخص نے مسلمانوں کے راستہ کی طرف چھبہ نکالا، یا پر مال نصب کیا، یا چہتر، یا بنایا، یا پتھر، یا لکڑی، یا خر بوزہ کا چھلکا رکھا، یا پانی بہایا، اور اس کی وجہ سے کوئی انسان پھسل گیا تو جو نقصان ہوگا کرنے والا اس کا ضامن ہوگا، یہ مناجلہ، حسب امر شافعیہ کا مسلک ہے (۲)، مالکیہ کے نزدیک (۳) اگر راستہ میں کوئی چیز رکھی ہے، مثلاً خر بوزہ کے تھکے، یا پانی بہایا تو اس سے ہونے والے نقصان کا ضامن ہوگا، ورنہ کسی سے بارش کے لئے پر مال نصب کیا، اسے ترک کی طرف گایا، پھر یک مدت کے بعد وہ پر مال کسی انسان کے سر پر پڑا جس سے وہ شیش مر گیا، یا مال پر پڑا جس سے مال ضائع ہو گیا تو کوئی ضمان نہیں، کیونکہ بارش کی وجہ سے پر مال نکالا ایسا عمل ہے جس کی اجازت ہے۔

۳۹۔ جس سے کسی چیز رقیقہ کی جوڑاک کی طرف تھکی ہوئی ہے، اس پر رُپر کے ٹرنے سے کوئی چیز ضائع ہوئی تو اس میں خُماں ہے، اور اگر اس سے سیدھی، یا ربانی، یا اپنی طبیعت کی طرف تھکی ہوئی، پورا

(۱) البدیع ۴/۷۸، بدایہ ۳/۳۳۳، التہرہ ۳/۳۶۴، المشرح البیہ ۳/۳۸۳، طبع الجلی، معنی المحتاج ۳/۸۳-۸۵، المعنی ۷/۸۲۳-۸۲۴۔

(۲) المعنی ۷/۸۳۰، البدیع ۷/۲۷۸-۲۷۹، مختار ۵/۵۵۵، معنی المحتاج ۸۵۴۔

۳ التہرہ ۳/۳۳۷۔

(۱) المعنی ۷/۸۲۷، معنی المحتاج ۳/۸۶، البدایہ ۳/۹۵، التہرہ

۳/۳۳۷۔

(۲) البدایہ ۳/۳۳۷۔

### حقود میں اجازت کا اثر:

۵۲- اصل یہ ہے کہ جس کو تصرفات کی اجازت دی گئی ہے اس کا نفع بخش تصرف مانڈ ہوگا مثلاً تصرف کی اجازت یافتہ بچہ کا تصرف اس لوہوں کے ایک بوجھ کے تصرف کو باختر ردیتے میں مضمر رہا ہے تصرفات درست نہیں ہوتے، خواہ اجازت سے کئے جائیں، اسی نے بچے کا تصرف کسی کو کوئی چیز دینا (بلا معاوضہ) درست نہیں ہے۔

بوجھ ماثور ہو چکا ہے اور اسے تصرفات کی اجازت دے دی گئی ہے اس کو وہی اختیارات ہیں جو اختیار ت بالغ شخص کو ہیں مین ماثور بچے کو اجازت دینے کی درنگل ہی وقت ہوں جب بچہ یہ سمجھتا ہو کہ مرخت کرنے سے مرخت کنندہ کی ملکیت تمام ہو جاتی ہے اور مرختیاری سے ملکیت حاصل ہوتی ہے اور معمولی اہم کے درجہ سے اہم کے میں تیز رستہ ہو (۱)۔

۵۳- جس عقد کی اجازت دی گئی ہے تصرف کا حق اسی عقد تک محدود رہے گا مثلاً اجازت، شریعت، قرآن (مضاربہ) میں مکمل، مضاربہ اور شریک کو اسی تصرف کا اختیار ہوگا جس کی اجازت اسی دی گئی ہے، جس شخص کو زبانی کا یا عقد کا یا کسی اور عقد کا مکمل بتایا گیا ہے اسے اسی دائرے میں تصرف کا اختیار ہوگا کوئی ایسا عقد کرنے کا اختیار نہ ہوگا جو اجازت میں نہیں آتا ہے۔

ان لوہوں کو جن حقوق کی اجازت دی گئی ہے ان میں انجام دینے کے بعد حقوق سے پیدا ہونے والے حقوق کس کو حاصل ہوں گے؟ اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ عقد شرکت میں یہ حقوق دونوں شریکوں کو حاصل ہوں گے، عقد مضاربہ میں رب لہاں کو حاصل

تو وہ خیانت کرے والا ہوگا، چوری کرنے والا نہیں ہوگا (۱)۔ فقہاء کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا چیز چوری شمار ہوگی اور کیا چیز چوری شمار نہ ہوگی؟ اس کی تفصیل ”مرقہ“ کی اصطلاح میں ہے۔

۵۱- حرم و رضام میں بھی اجازت لے کر گھر میں داخل ہونے کا اثر پڑتا ہے اسی سبب کا ایک مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص کسی کے گھر میں اجازت لے کر داخل ہو اور صاحب مکان کے کہنے سے اسے کات لیا تو حنا بد اور مالکیہ کے نزدیک ہر شافعیہ کے دہرے قول کے مطابق صاحب مکان ضامن ہوگا (۲) یہ کہ مالک مکان کہتے کو نہ رہے کہ اس شخص کی ملکیت کا سبب بنا اس مسئلہ میں حنفیہ کا مسلک اس کے خلاف ہے، شافعیہ کا یہ قول حنفیہ کے مطابق ہے۔

اسی طرح جس نے اپنے گھر میں کتا یا بکرا کوئی شخص مالک مکان کی اجازت سے گھر میں داخل ہوا، اگر کتا یا بکرا کوئی شخص مالک اور حنفیہ کے نزدیک صاحب مکان پر ضامن نہیں ہے، حنا بد اور شافعیہ کے نزدیک اگر کتا یا بکرا ہو ہے اور داخل ہوئے، ملا جلا ہے، کتا کو دیکھ رہا ہے تو ضمانت میں اور مر داخل ہوئے، ملا شخص مایا ہے یا نہ اس تاریکی میں ہے، نظر نہیں آ رہا ہے تو حنا بد کے یہاں ضمان لازم ہے، شافعیہ کا بھی یہی وہ قول ہی ہے، شافعیہ کے دہرے قول میں مطاقا میں (۳)۔

اس کی تفصیل ”جنایہ“ کی اصطلاح میں بھیجی جاے۔

(۱) افسی ۸/۵۳، البدائع ۳/۳۷۷، مفتی الکناج ۳/۳۷۷، لہجہ ۲/۲۸۱، شرح صیر ۳/۳۸۳، طبع دار المعاد۔

(۲) افسی ۸/۳۳۸، البدائع ۳/۳۷۷، لہجہ ۲/۲۹۳، مخ الجلیل ۳/۳۳۳۔

(۳) افسی ۲/۸۲، مخ الجلیل ۳/۳۳۳، مفتی الکناج ۳/۳۷۷، افسی ۳/۳۵۶، البدائع ۳/۳۷۷، ۳/۳۷۷۔

(۱) لفظ ۵/۶۱، ۵/۶۱، اختیار ۲/۱۰۲، ابن ماجہ ۵/۱۱۳، البدائع ۲/۱۹۳، مفتی الکناج ۳/۳۷۷، اور اس سے بعد ۷ صفحات، مفتی الامارات ۲/۳۹۷۔

مہ کا مطالبہ کیا جائے گا<sup>(۱)</sup>۔

۵۴- کبھی شریعت کی اجازت مالک کی اجازت کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔ لہذا مالک کے اجازت نہ دینے کے باوجود عقد درست ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی کے ہمد و ہمرے کا دیں (مالی مطالبہ) ہو اور وہ شخص نہ دے، اسے کہنا ہوتا ہے مال نہ دہشت کر کے اسے نہ پر تارود ہو تو کاغذی اثر چاہے تو اس کا دیں اسے نہ دے اس کی اجازت کے بغیر اس کا مال نہ دہشت کرے اور اگر چاہے تو اسے تحریر کرے و رقیہ کرے۔ یہاں تک کہ وہ شخص مال نہ دہشت کرے<sup>(۲)</sup>۔

۵۵- سی نے اگر دہمرے کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف یا مثلاً سی فضولی نے دہمرے کا مال اس کی اجازت کے بغیر نہ دہشت کرے یا تو ثانیہ کے ہمد و ہمرے فقہاء کے یہاں یہ تصرف مالک کی اجازت پر موقوف ہوگا و تصرف کے بعد ملنے والی اجازت تصرف سے پہلے کی وکالت کی طرح ہوگی اور وکالت اجازت ہے، ثانیہ کے یہ ایک اور حنا بلکہ ایک رائے میں یہ تصرف (نرونگلی) باطل ہوگا<sup>(۳)</sup>۔

۵۶- جن حقوق کو مالک خود انجام دیتا ہے ان میں مالک کی اجازت سے کبھی اجازت یا نہ دہشت کرے یا مالک بن جاتا ہے، خواہ یہ مالک بنانا کسی چیز کے بدل میں ہو، مثلاً قرض میں، یا باعوض کے ہو، مثلاً ہبہ اور جس کی وصیت میں اور کسی اس اجازت کے نتیجہ میں اجازت یا نہ دہشت کرے کو منفعہ کا مالک بنایا جاتا ہے، یا نفع اٹھانے کا حق مل جاتا ہے، مثلاً اجارہ اور عاریت میں یا صلح سے نفع اٹھانے کا مالک بنانے میں جیسا کہ عقد نکاح میں ہوتا ہے، اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

(۱) البدیع ۱/۲۳۳، اہرب ۱/۳۳۳، منی الارادات ۲/۸۸، شرح منیر ۲/۱۸۳ طبع مجلس، تبیین الحق للشیخ ۳/۲۵۶-۲۵۷  
(۲) منی المحتاج ۲/۸۸، جوہر للکلیل ۲/۳۵۸، البدیع ۳/۷۷  
(۳) انہی ۳/۲۲۷، الدسوقی ۲/۱۲

ہوں گے<sup>(۱)</sup>۔ وکیل کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ حنا بد کا مسلک اور ثانیہ کا صحیح قول یہ ہے کہ ذمہ داری موکل پر ہوتی ہے، حقوق بھی اسی کی طرف لوٹتے ہیں، وکیل خاص کے بارے میں مالک کا بھی یہی مسلک ہے لیکن وکیل عام میں مالک کے نزدیک مطالبہ وکیل سے ہوگا۔

حنفی کا مسلک یہ ہے کہ جس عقد کی نسبت موکل کی طرف ذمہ داری کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ وکیل اسے اپنی طرف منسوب کرتا ہے، مثلاً نرونگلی، خریداری، اجارہ وغیرہ، ان کے حقوق عقد کرنے والے کی طرف لوٹتے ہیں، لہذا ان عقود میں حقوق وکیل کی طرف لوٹیں گے اور ذمہ داریاں بھی اسی پر عائد ہوں گی، ان حقوق میں وکیل کی حیثیت مالک کی طرح ہوگی اور مالک اجنبی کی طرح ہوگا، یہاں تک کہ وکیل کے نہ دہشت کرے، مال کی قیمت کا مطالبہ موکل (مالک مال) کرے، یہ اس سے نہیں کر سکتا اور اگر خریدے اس کے قبضہ میں جانے کے بعد نہ دہشت کرے مال پر کسی کا استحقاق ثابت ہو تو خریدے اس کو ذمہ قیمت کا مطالبہ وکیل سے کرے گا، موکل سے نہیں۔

مہ جس عقد میں موکل کی طرف نسبت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اس کے حقوق موکل کی طرف لوٹتے ہیں، مثلاً نکاح، طلاق، جلع، مال کے بدلے میں آزو کرنا، ان تمام عقود میں حقوق موکل کو حاصل ہوتے ہیں و ذمہ داریاں بھی اسی پر عائد ہوتی ہیں، وکیل کی حیثیت ان عقود میں محض سفیر اور ترجمان کی ہوتی ہے، یہاں تک کہ نکاح میں شوہر کے وکیل سے مہ کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا بلکہ شوہر ہی سے مطالبہ کیا جائے گا ہاں اگر وکیل مہ کا ضمانت بنا ہو تو مہ بنانے ضمانت اس سے

(۱) البدیع ۱/۶۵، ۱۱۳، منی الارادات ۲/۲۶۲-۲۶۳، جوہر للکلیل ۲/۱۱۸، ۱۷۷، اہرب ۱/۳۵۳-۳۵۴، طبع دارالسر فیروت۔

سہلاک میں اجازت کا اثر:

۵۷- اجازت کبھی صل چیز و اس کے منافع و ہنوں کے استعمال کی ہوتی ہے، شارع کی طرف سے اس طرح کی اجازت سے حقیقی استیلاء سے ملکیت کا قادمہ حاصل ہوتا ہے، مثلاً سمندر کے شکار کی اجازت، غیر حرم میں خشکی کے شکار کی اجازت، انی دیل میں پانی گھاس اور آگ بھی آتے ہیں، یہ وہ تین مشترک اشیاء ہیں جن کے بارے میں حدیث میں صراحت ہے کہ ”المسلمون شرکاء فی ثلاث: فی المال والکلا والنار“<sup>(۱)</sup> (مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں: پانی، گھاس اور آگ میں)۔

بندوں کی طرف سے ایک دوسرے کو سہلاک (استعمال) کی اجازت کے مختلف اثرات پڑتے ہیں، کبھی تو اس سے عوض کے دعوے حلیت حاصل ہوتی ہے، مثلاً رہائی، درام، دمانیر قرض پونا<sup>(۲)</sup>، کبھی جبر عوض حلیت حاصل ہوتی ہے، جیسے کھائے پینے کی چیزیں، درام، دمانیر بہرہ<sup>(۳)</sup>۔

کبھی کبھی سہلاک کی اجازت کا مطلب مالک بنانا نہیں ہوتا بلکہ صرف اجازت ہوتی ہے، مثلاً سیاقوں، خوشی، برقی کی تفریبات میں<sup>(۴)</sup>۔

جرم میں رخن کا اثر:

۵۸- اصل یہ ہے کہ خون کے معاملات باحت کا محل نہیں ہیں،

(۱) بدائع الصنائع ۱/۱۹۳، حدیث ۴، المسلمون شرکاء۔ کی روایت سند میں امام احمد اور ابو داؤد نے ایک مہاجر سے کی ہے ابن جریر نے کہا اس کے رجال ثقہ ہیں (مسند احمد ۵/۳۳۳ سنن ابو داؤد ۲۹۶۳ طبع المطبع الاصدار بدلی، انجمن التحریر ۲۱۳ طبع نئی)۔

(۲) بدائع الصنائع ۱/۲۱۵، مفتی الحاج ۱۱۹، قواعد و احکام فی مصالح الامام ۲۳-۲۴۔

(۳) بدائع الصنائع ۱/۱۰۱۔

(۴) فطالت ۳۲۳، فقہی الارادات ۲۹۳، فقہی بدلی ۲۹۸۔

اجازت کی بنا پر خون سنا جا رہا نہیں ہو جاتا، اس تر ممتہ ہو تو اس سے شہید ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں قصاص ساقط ہو جاتا ہے، مثلاً کسی شخص نے دوسرے سے کہا: مجھے قتل کر، سبچے چنانچہ اس نے قتل کر دیا تو اجازت کے شہید کی بنا پر قصاص ساقط ہو جائے گا، یہ حنفی، مالکیہ کا مسلک، ثنائیہ کا زیا، وقوی قول، مالکیہ کا ایک قول ہے، مالکیہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ اس شخص کو قصاص میں قتل کیا جائے گا تیسرا قول یہ ہے کہ اسے سزا کوڑے لگائے جائیں گے، مالکیہ کا قول یہ ہے کہ رکھ جائے گا۔

امت (خون ہا) واجب ہونے کے بارے میں اختلاف ہے، حنفیہ کے نزدیک امت واجب ہوگی، مالکیہ اور ثنائیہ کا بھی ایک قول یہی ہے<sup>(۱)</sup>۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے دوسرے شخص سے کہا: ”میرا تھک کاٹ“، چنانچہ اس شخص نے تھک کاٹ لیا تو کائے والے پر ضمان لازم نہیں، یہ حنفیہ اور حنابلہ کا مسلک ہے اور ثنائیہ کا قول ظہر ہے، بقیہ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے، مالکیہ نے بھی کہا ہے کہ: اس شخص کو سزا دی جائے لیکن اس پر قصاص نہیں ہے<sup>(۲)</sup>، اس مسئلہ کی تفصیلات ”بنائیت“ کی اصطلاح میں دیکھی جائیں۔

۵۹- کسی شخص نے کسی انسان کو حکم دیا کہ وہ دوسرے انسان کو قتل کرے، چنانچہ اس نے قتل کر دیا تو اگر یہ حکم ناجبر، اگر اہل کے بغیر ہو تو مامور پر قصاص لازم ہے، حکم ایسے لے لے پر قصاص لازم ہونے کے بارے میں اختلاف ہے۔

اگر مجبور کرنے والے نے جبر، اگر اہل کے ساتھ حکم دیا ہو تو حکم دینے

(۱) ابن ماجہ ۵/۳۳۳ طبع سوم بلاق مفتی الحاج ۱۱۹، فقہی الارادات ۲۳-۲۴۔

(۲) بدائع الصنائع ۱/۲۱۵، مفتی الحاج ۱۱۹، قواعد و احکام فی مصالح الامام ۲۳-۲۴۔

(۳) مسند احمد ۵/۳۳۳۔







# تراجم فقہاء

جلد ۲ میں آنے والے فقہاء کا مختصر تعارف

کی شہادت ہی ہے کہ "بصرہ میں" فارغ اسلام سے ملے کر ہمارے اس  
بقت تک کوئی ایسا کاظمی عہدہ وقفہ پر فارغ نہیں ہوا جو یحییٰ بن ابی  
سے زیا، وقتہ ہو۔

بعض تصانیف: "کتاب العدل" فقہ میں، "کتاب الحج"، و  
"کتاب الشہادات"۔

[الجوامع المفضیہ ۱/۱۰۳: النوادر المبرہہ ص ۵۱؛ کشف الظنون  
۱۳۳۱، ۱۳۴۰؛ معجم المؤلفین ۸/۱۸]

ابن ابی حاتم (۲۴۰-۳۲۷ھ)

یہ عبد الرحمن بن محمد ابی حاتم بن اویس، شیخ الاسلام، ابو محمد تلمیذ  
خطابی رازی ہیں، "رے" کے ایک محلہ "درب مطہ" کی طرف  
نسبت سے خطابی کہلاتے ہیں، بڑے حفاظ حدیث میں سے ہیں،  
انہوں نے علم حدیث کی طلب میں اپنے والد کے ساتھ اور ان کے  
بعد مختلف شہروں کا سفر کیا، اور عالی سندیں حاصل کیں۔ انہوں نے  
حدیث ابو سعید اشج، ابن واریہ اور ابو زرعہ سے سنی اور دوسرے بہت  
سے لوگوں سے مختلف علاقوں میں احادیث سنیں، اور خود ان سے بہت  
سے لوگوں نے روایت کی۔ اسامہ الرجال کے امام تھے۔ ابو الوہید  
باجی نے کہا: ابن ابی حاتم ثقہ حافظ ہیں۔

بعض تصانیف: "الحج والعمرة" یہ کتاب حفظ (حدیث  
رجال) میں ان کے امتیاز اور تحقیق کے مقام پر فارغ ہونے کی دلیل  
ہے، "التفسیر" مثنی جلدوں میں، اور "الرد علی الجہمیہ"،  
اسی طرح فقہ اور اختلاف صحابہ، تابعین پر بھی کتابیں ہیں۔

[تذکرۃ الحفاظ ۳/۳۶؛ طبقات ابن ابی حاتم ۵۵۲؛ الأعلام للزکری  
۹۹، ۴]

## الف

برہم لکھی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۶۷ میں گزر چکے۔

برہم لکھی (؟-۱۱۹ھ)

یہ ابو نعیم بن عبد اللہ بن ابراہیم بن سیف وائلی نجدی، خطابی عام  
ورقہ ہیں، ان کا اصل وطن نجد ہے، اور انہوں نے تبار میں سکونت  
اختیار کی، وہ اپنے زمانہ میں مذہب خطابی کے مروج تھے، ان کی ولادت  
۱۱۹ھ میں ہوئی۔

بعض تصانیف: "الغیب المصنوع شرح عمدة کل فارص"  
ور "عمدة کل فارص" شیخ صالح بن حسن (متوفی ۱۱۶۱ھ) کی  
تصنیف ہے جو "الغیب المصنوع" کے نام سے مشہور ہے۔

[معجم المؤلفین ۱/۵۰؛ بیضاح المکون ۴/۱۳۳]

بن بک (؟-۲۲۱ھ)

یہ یحییٰ بن بک بن صدق، ابو موسیٰ بغدادی کے باشندے ہیں، غنی  
فقہ و اصولی ہیں، انہوں نے امام محمد بن اسحاق سے فقہ سیکھی، اور ان  
کے ذمہ فیض سے پورے طور پر ۱۰۰۰ روئے ہو گئے، اور خود ان سے امام  
طحاوی کے ساتھ تافضی عبد الحمید سے فقہ سیکھی، اچھے حافظ حدیث تھے،  
قصاء کے عہدے پر مامور ہوئے اور وفات اس عہدے پر فارغ  
رہے۔ طلال بن یحییٰ ان کے بارے میں یہ کہتے ہوئے علم فضل

بن ابی شیبہ

تراجم فقہاء

بن الاثیر

بن ابی شیبہ (۱۵۹-۲۳۵ھ)

یہ عبد اللہ بن محمد بن احمد بن عیسیٰ بن عثمان، ابو بکر، مدنی ہیں، کوفہ کے باشندہ تھے، حدیث اور دوسرے فنون میں امامت کا مقام رکھتے تھے، وہ حدیث کے تجھے حافظ اور اس کی کثرت سے روایت کرنے والے تھے، انہوں نے شریف بن عبد اللہ، غیاث بن مینہ، عبد اللہ بن مبارک، وراں کے طبقہ کے دوسرے لوگوں سے حدیث سنی۔ اور ان سے امام بخاری، مسلم، وراحمہ بن فضل، وراحمہ بن عبد شمس نے روایت کی ہے۔ متوکل علی اللہ کے دورِ خلافت میں بغداد میں شریف لائے، تو لوگوں نے ان کی مجلس میں حاضر ہونے والوں کا اندازہ میں ہزار (۳۰۰۰۰) لگایا۔ ابو زرہ رازی فرماتے ہیں: ”میں نے ابو بکر بن ابی شیبہ سے بڑا حافظ حدیث نہیں دیکھا۔“

بعض تصانیف: ”المسند“، ”الاصحکام“، ”التفسیر“۔

[تذکرۃ الحفاظ ۱۸/۲: شذرات الذہب ۸۵/۲: تاریخ بغداد ۱۰/۶۶: معجم المؤلفین ۶/۱۰۷]

بن ابی حاتم (۲۰۶-۲۸۷ھ، یک قول ۲۸۹ھ)

یہ احمد بن عمر، کسبیل ابی حاتم (بعض کے نزدیک احمد بن عمر بن ابی حاتم کسبیل)، ابو بکر، شیبانی بصری، تافہی حسان میں، وراحمہ، حافظ حدیث، فقیہ ظاہری، وراحمہ، پریمیہ گار تھے، انہوں نے حدیث کے سلسلہ میں، وراحمہ کے غار کے، ان کا مذہب یہ تھا کہ انہیں کے ظاہر کو یاد جائے وراقیوں کو ترک کیا جائے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی کتابیں کئی فتنہ میں ضائع ہو گئیں تو انہوں نے اپنے حافظ سے بچا لیا، جو حدیثیں وہ پورے رکھیں۔

بعض تصانیف: ”المسند الکبیر“، ”لاحاد والمناسی“، ”السنة“، ”المدیات“۔

[تذکرۃ الحفاظ ۱۸/۲: شذرات الذہب ۱۵۵/۲: بدیع

والنبایہ ۱۱/۱۸۳: الاصحکام للورکلی ۱/۱۸۲]

ابن ابی سلی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۲۸ میں گذر چکے۔

ابن ابی مریم:

یہ تھے: نصر بن علی بن محمد البخیرازی۔

ابن ابی ملیکہ (؟-۱۱۷ھ، یک قول ۱۱۸ھ)

یہ عبد اللہ بن حمید، بن ابی ملیکہ، ابو بکر، مدنی، دریک قول: ابو محمد، تسمی تھی میں، شیبہ، تابعی، کثیر الحدیث ہیں، وہ حرم کے امام و شیخ وراحت ورمودس تھے، انہوں نے میں صحابہ کو پایا اور ان سے حدیث شریف کی روایت کی۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر نے انہیں طائف کا کاشی ملایا۔

[تہذیب المعجم ۵/۳۰۶: شذرات الذہب ۱۵۳: الاعلام

۲۳۶/۲]

ابن ابی موسیٰ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۲۸ میں گذر چکے۔

ابن الاثیر (۵۴۴-۶۰۶ھ)

یہ مبارک بن محمد بن محمد بن عبد الکریم، ابو سعادات، مجد الدین شیبانی بصری ہیں، ابن الاثیر کے نام سے مشہور ہیں، ان کی ولادت اور نشوونما ”تذکرۃ ابن عمر“ میں ہوئی، مشاہیر علماء اور بزرگ شرفاء میں

بن تیمیہ

تراجم فقہاء

بن ہبات

سے تھے، وہ بڑے فاضل اور خطوط نگاری میں ماہر تھے، ممتاز ترین  
رہا، میں تھے مختلف عہدوں پر فائز ہوئے، حاکم موصل سے وابستہ  
ہو گئے اور وہیں انشاء کے سرسے، ایک مرض لاحق ہونے کی وجہ  
سے ان کے وہاں ماتھ پیر بیکار ہو گئے، جسنا ممکن نہ رہا تو وہ اپنے گھر  
میں خلوت گزریں ہو گئے، کہا جاتا ہے کہ ان کی ساری تصانیف ان کے  
زمانہ مرض کی یادگار ہیں، طلبہ کو ملا کر ان کے یہ کتابیں لکھیں۔

بعض تصانیف: ”النهاية في غريب الحديث“، ”جامع  
الأصول في أحاديث الرسول“، اور ”الإيضاح في الجمع  
بين الكشف والكشاف“ تفسیر میں۔

[طبقات الشافعية ۱۵۳/۵؛ بغية الوعاة ۲/۴۷۴؛ لا علم  
للرکلی ۱۵۲/۶]

بن تیمیہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۲۹ میں گذر چکے۔

بن جریر الطبري:

دیکھیے: محمد بن جریر الطبري۔

بن الجوزي (۵۰۸-۵۹۷ھ)

یہ عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی، ابو الفرج ہیں، ان کی نسبت  
”جوزی“ بصرہ کے محلہ ”جوز“ کی طرف ہے، ان کے عہد میں سے  
کوئی شخص وہاں باقی تھا، یہ سبب ہیں، ان کا سلسلہ نسب حضرت ابو ہریرہ  
صدیقؓ تک پہنچتا ہے، بغداد کے باشندے اور مسلک حنبلی تھے۔  
فقہ تاریخ، حدیث اور اب میں اپنے زمانہ کے ماہر تھے، اپنے مؤثر  
و عظیم کے وسیع نمونے سے شہرت پائی، خواہ خلیفہ ان کی مجلسوں میں

حاضر ہوتا تھا، تصانیف تھے۔

بعض تصانیف: ”تلیس ابیس“، ”الصفاء والمروکین“  
اور ”الموضوعات“ یہ دونوں کتابیں حدیث میں ہیں۔

[الذیل علی طبقات الختالہ ۱/۳۹۹-۳۲۳؛ الاعلام للرکلی  
۸۹/۴؛ البدایہ والنہایہ ۲۸/۳؛ مرتبة الزماں ۸/۸۱]

ابن الحاجب:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۲۹ میں گذر چکے۔

ابن حامد (؟-۴۰۳ھ)

یہ حسن بن حامد بن علی بن مروان، ابو عبد اللہ، الورقی، بغدادی  
ہیں، ختالہ کے زمانہ میں ان کے امام اور ان کے مدرس اور مفتی تھے،  
انہوں نے ابو بکر بن مالک، ابو بکر بن الشافعی، ابو ہریرہ، درامہ سے  
لوگوں سے حدیث کی سماعت کی، یہ قاضی ابو یعلیٰ انصاری کے استاد  
ہیں۔ اپنی مجلس کا افتتاح قرآن پڑھ کر کرتے، پھر درس دیتے، پھر  
اپنے ہاتھ سے لکھتے اور اس کی اجازت سے اپنی روزی حاصل کرتے،  
اس لئے ان کا نام ابن حامد الورقی پڑ گیا۔ مکہ سے واپس لوٹتے  
ہوئے ”واقفہ“ کے قریب ان کا انتقال ہو گیا۔

بعض تصانیف: ”الجامع“ فقہ حنبلی میں، تقریباً ۴۰۰ جلدوں  
میں ہے، ”شرح أصول الدین“ اور ”أصول الفقه“۔  
[طبقات الختالہ ۱/۷۱؛ انجوم الزماں ۲/۴۳۴؛ لا علم  
للرکلی ۲۰۱/۲]

ابن حبان (؟-۳۵۴ھ)

یہ محمد بن حبان بن احمد بن حبان، ابو حاتم، البستی ہیں، بصرہ کے  
شہر ”بست“ کی طرف نسبت ہے، طلب علم کے سلسلہ میں انہوں نے

بن حبیب

تراجم فقہاء

بن شریح

مختلف مرگ کا سفر کیا، آپ محدث، مورخ، طب اور علم نجوم میں ماہر تھے، اپنے ”سر قد“ پھر ”نا“ کے تافضی رہے۔ ابن السمعانی فرماتے ہیں: ”وہ اپنے زمانہ کے امام تھے۔“

بعض تصانیف: ”المسند الصحيح على التماسيم والأبواب“ یہ کتاب صحیح بن ہمام کے نام سے مشہور ہے۔ ابن حدیث میں ہے، ”روضة العقلاء“ ادب میں، ”المنقب“ ابن رجال حدیث میں، اور ”وصف العلوم وأنواعها“۔

[طبقات الشافعية ۱۳۱/۲: الأعلام للزركلي ۳۰۶/۶: تهذيب الكمال ۲۵۳: شذرات الذهب ۱۶۳]

بن حبیب:

ن کے حالات ج ۳۰ ص ۳۳۰ میں گزر چکے۔

بن حجر العسقلانی (۷۷۳-۸۵۲ھ)

یہ احمد بن علی بن محمد، شہاب الدین، ابو الفضل ثانی عسقلانی ہیں۔ ن کی ولادت، شومنہ، مرقاۃ مصر میں ہوئی، یہ اس حجر کے نام سے معروف ہیں، بن حجر ”آل حجر“ کی طرف نسبت ہے، آل حجر بلا ”ثریذ“ میں پیدا ہوئے تھے، وہ ان کا یہ مائتہ توفس میں ”تالس“ کے مائتہ میں پڑتا ہے، وہ ۷۷۳ء میں سے تھے، محدث، فقیہ، مورخ تھے، رجال کی معرفت و تسمیہ، عالی مارل سند، عقل احادیث، وغیرہ کی معرفت میں سند کا درجہ رکھتے تھے، انہوں نے بلقینی، ہامی و عزیزی جمہ سے فقہ حاصل کی۔ بلا و شام و رومری جہوں کا سنہ کیا، حدیث کی نشر و اشاعت میں لگ گئے، اور اپنے آپ کو حدیث کے مطاع و تدریس و تصنیف و افتاء کے لئے وقف کر دیا، اور اس میدان میں فرخند بن گئے، یہاں تک کہ لفظ ”الشافعی“ کا اطلاق ان

پر اجماعی طور پر ہونے لگا، متعدد جہوں میں انہوں نے درس دیا، ان کو مدرسہ ”قبر رید“ کی نظامت اور اس کی نگرانی کی، مدداری سوچی گئی، اور اراحدل میں توی، یہ اور جامع زہر میں خطابت کی ذمہ داری سوچی گئی، اور منصب قضا پر بھی فائز ہوئے ان کی تصانیف ۱۵۰ سے زائد ہیں۔

بعض تصانیف: ”فتح الباری شرح صحيح البخاري“ ہندہ جلدوں میں، ”المدايعة في منتخب تحريج احاديث الهداية“، اور ”ملخص الحبر في تحريج احاديث الرافعي الكبير“۔

[النفوس المص ۳۶۲: البدر المصالح ۸۷: شذرات الذهب ۲۰۰: ۲۰۰]

ابن حجر البیتانی:

ان کے حالات ج ۳۰ ص ۳۳۰ میں گزر چکے۔

ابن حزم:

ان کے حالات ج ۳۰ ص ۳۳۰ میں گزر چکے۔

ابن الخطیب اشربینی:

ان کے حالات ج ۳۰ ص ۳۷۰ میں گزر چکے۔

ابن رشد:

ان کے حالات ج ۳۲ ص ۳۳۲ میں گزر چکے۔

ابن الزبیر:

ان کے حالات ج ۳۶ ص ۳۷۶ میں گزر چکے۔

بن سرج

تراجم فقہاء

بن شہین

بن سرج:

ابن سید الناس (۶۷۱-۷۳۳ھ)

ن کے حالات ج ۱ ص ۲۳۲ میں گزر چکے۔

بن السکن (؟-۳۵۳ھ)

یہ عید بن عثمان بن عید بن السکن، باطنی ہیں، بغداد کے باشندے ہیں، آپ مصر شریف لائے اور وہیں وفات پائی۔ آپ محفوظ و ید ر مغز مصنفیں میں سے تھے۔

بعض تصانیف: "المصحيح المستفي" حدیث میں۔

[تذکرۃ الحفاظ ۱۴۰: الرسالة المستطرفة ص ۲۵: تہذیب بن عبد کریم ۱۵۴: الاعلام للزکری ۱۵۱]

بن السید البطلیوسی (۴۴۴-۵۲۱ھ)

یہ عبد اللہ بن محمد بن السید، ابو محمد ہیں۔ بطلیوس کے باشندے ہیں (بطلیوس کے ابتدائی دو حرفوں پر زبر اور لام ساکن ہے، یہ اندلس کا ایک بڑا شہر ہے)، ان کی ولادت اور نشو و نما بھی وہیں ہوئی، پھر وہ ہمسید منتقل ہو گئے، وہاں حکومت اختیار کی، وہیں وفات پائی۔ وہ ۲۰۰ باب روایات کے عام تھے، لوگوں نے ان سے علم حاصل یا اس فائدہ اٹھایا، وہ اچھے معلم تھے اور بات کو اچھی طرح سمجھا دیتے تھے، ثقہ و رضا ہوتے تھے، جس چیز کے بارے میں وہ شکوک کرتے بہت عدد شکوک کرتے۔

بعض تصانیف: "الإصناف في النسبة على الأسباب التي أوجبت الاختلاف بين المسلمين في آرائهم"، "المثلث" لغت میں، "الحقائق" اصول دین میں، اور "الاقتصاب في شرح أدب الكتاب لابن قتيبة"۔

[الدرر ۲۰: شذرات الذهب ۶۳، ۶۴]

ابن شاجین (۴۹۷-۳۸۵ھ)

یہ عمر بن احمد بن عثمان، ابو نفیس بن شاجین ہیں، بغداد کے باشندے، حافظ حدیث نیز ۱۰۰۰ احادیث ہیں، وہ بغداد کے جلیل القدر محدث اور فقیہ رساں تھے، انہوں نے بصرہ، فارس و شام کا سفر



بن شبرمہ

تراجم فقہاء

بن عبدالسلام

کیا۔ بوغندی، بغوی، ابو علی محمد بن سلیمان مالکی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے سماعت کی، اور ان سے ابو سعید مالکی، ابو بکر برقی، ابو القاسم توشی، و بہت سے لوگوں نے روایت کی۔ فقہ اور ماسون تھے۔ ان کی تصنیفات ہیں۔

ابن ماجہ بن:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۴ میں گذر چکے۔

ابن عباس:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۴ میں گذر چکے۔

بعض تصانیف: "التفسیر الکبیر" ایک بڑا اثر ہے، مشتمل ہے، "المسند" ڈیڑھ جزاں اور "التاریخ" ڈیڑھ جزاں، ان کے مشتمل ہے۔

ابن عبدالبر (۳۶۸-۴۶۳ھ)

یہ یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر النعمری، حافظ، ابو عمر ہیں، قرطبہ میں پیدا ہوئے، مارتنہ میں و فقہاء میں تھے، "اربعاء مدلس کے شیخ تھے، مورخ، "حب اور شیخ تصانیف تھے، انہوں نے بہت "مروار کے سنکے، اور "شاطبہ" میں وفات پائی۔

[سان الیز ان ۸۳/۴: تذکرۃ الحفاظ ۴۸۳: الرسالة المستطرفة ص ۳۸: ہدیۃ الخاریفین ۸۱/۵: معجم المؤلفین ۷/۲۷۳]

بن شبرمہ (۷۲-۱۴۴ھ)

یہ عبداللہ بن شبرمہ بن لعلیل بن حسان، ابو شبرمہ النعمی ہیں، فقہ کی طرف نسبت ہے، کوفہ کے باشندے ہیں، فقہ، فقیہ، پاکدان، درمختاط تھے، زہدین اور عبادت گزاروں کے مشابہ تھے، سواد عراق میں قاضی مقرر ہوئے۔ انہوں نے حضرت انسؓ اور تابعین سے روایت کی، اور ان سے عبدالملک، سعید، ابن المبارک اور دوسرے لوگوں نے روایت کی۔

بعض تصانیف: "الاستدکار فی شرح مذاہب علماء الأمصار"، "التمہید لما فی الموطا من المعانی والأسانید" اور "الکافی" فقہ میں۔

[المختارات ۴۳/۱۴: ترتیب المدارک ۴/۵۵۶، ۸۰۸، طبع ۱۰: انبیاء: شجرة النور ص ۱۱۹: اعلام ۹/۳۱۷: الدیان المذہب ص ۳۵۷: صاحب الدیان المذہب نے ابن عبدالبر کا نام یوسف بن عمر ذکر کیا ہے، مگر ان کے حالات کے آخر میں لکھا ہے: ابو عمر کے والد ابو محمد عبداللہ بن محمد اہل علم میں سے تھے]

[تہذیب التہذیب ۵/۲۵۰: المعرفۃ فی خبر من خمر ۱/۱۹۷: تقریب التہذیب ۱/۴۲۲: الانساب ۸/۳۸۴]

بن شہاب:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۶۷ میں گذر چکے۔

ابن عبدالجبار:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۳۵ میں گذر چکے۔

بن الصلاح:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۴ میں گذر چکے۔

ابن عبدالسلام:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۵ میں گذر چکے۔

بن اعرقی

تراجم فقہاء

بن عقیل

بن اعرقی (۷۶۲-۸۲۶ھ)

ابن عطیہ (۳۸۱ اور ایک قول ۳۸۰-۵۴۲ھ اور ایک

قول اس کے علاوہ ہے)

یہ احمد بن عبد الرحیم بن الحسین، ابو زرعہ، ولی الدین ہیں۔  
بن اعرقی کے نام سے معروف ہیں، زیدی الاصل ہیں، ان کی  
ولادت اور وفات نامعلوم ہیں۔ اپنے زمانہ میں مصر کے امر ثانیہ  
میں سے تھے۔ درجہ عام و فاضل بدرہول بدرہن میں کتابوں  
کے مصنف ہیں، انہوں نے دمشق، مکہ اور مدینہ قاصد کیا۔ اپنے والد  
سے حدیث فقہ حدیث و روایہ سے علم میں مہارت حاصل کی۔  
لبنانی سے فقہ یحییٰ القضاہ، حمید اللہ، الحنفی ائمہ دینی سے بھی استفادہ  
کیا۔ حدیث فقہ اصول فقہ و عربیت میں غیر معمولی تیار و تیار کیا۔  
دوسرے علوم و فنون میں بھی نہیں جھل تھا۔ والد کی وفات کے بعد ان  
کے عہدے ان کے حوالے کر دیے گئے، قضاء میں ۲۰ سال تک  
الحمد والکر کی کے نائب رہے، پھر عہدوں سے بلند اور یکسو ہو کر اپنے  
”پ کو فتہ و تدریس اور تصنیف و تالیف کے لئے فارغ کر لیا،  
ہائل الدین بلقیسی کے بعد دیار مصر کے قاضی بنائے گئے۔

یہ عبد الحق بن غالب بن عطیہ، ابو محمد محربی ہیں، غرناطہ کے  
ماشہور ہے، دیار اندلس کے ممتاز قاضی اور زید المست فقیہ تھے حکام،  
حدیث اور تفسیر کی گہری واقفیت تھی، نحوی، لغوی اور ادیب تھے،  
ذہانت و حسن فہم اور جرات تصرف میں انتہاء کو پہنچے ہوئے تھے۔  
انہوں نے اپنے والد جانتا دین ابو بکر، نیز ابو علی غسانی و دوسرے  
لوگوں سے روایت کی، اور خود ان سے ابو القاسم بن مؤش و ربیع  
برقی جماعت نے روایت کی، ”مریہ“ کے قاضی بنائے گئے، اپنے  
ذہنوں میں حق و عدل کی پاسداری کرتے۔

بعض تصانیف: ”المحرر الوحید فی تفسیر الکتاب  
العرب“۔

یہ ابن حمید، صاحب ”تفسیر ابن عطیہ“ ابو محمد، قاری، مفسر عبد اللہ  
بن حمید بن عبد اللہ، مشقی (متوفی ۳۸۳ھ) کے علاوہ ہیں، انہوں  
میں فرق اس طرح کیا جاتا ہے کہ ابن عطیہ ندلسی (عبد الحق بن  
غائب) کو ”المتأخر“ اور عبد اللہ بن عطیہ کو ”المقدم“ کہا جاتا ہے۔

[خروج الوعاة ۳/۲ طبع بیروتی مجلس طبقات المفسرین ص  
۱۵-۱۶: تاریخ قضاة اندلس ص ۱۰۹: الأعلام للزکری ۴/۵۳،  
۲۳۹/۳]

ابن عقیل (۴۳۱-۵۴۳ھ)

بن اعرابی:

یہ علی بن عقیل بن محمد، ابو الوفاء ہیں، اپنے زمانہ میں بغداد میں  
تنبالہ کے امام تھے، فاضل ابو علی کے تلامذہ میں سے ہیں، انہوں نے  
اپنی عمر میں معتزلہ کے مسلک سے، بسنگی اختیار کر لی تھی، حالات کی  
بہت تشویش کرتے تھے، تنبالہ سے نہیں قتل سا چا ماتا، وہ پوٹش ہو گئے،

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۳۵ میں گذر چکے۔

بن عرفہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۳۶ میں گذر چکے۔

ابن علیہ

تراجم فقہاء

ابن مبارک

پھر انہوں نے اس سے توبہ کا اظہار کیا، دوم مذہب کے علماء سے مذاقات کرتے تھے، اسی وجہ سے اپنے معاصرین پر فائق ہو گئے۔ بعض تصانیف: "الفصول" "المواضع" اصول فقہ میں، اور "المفصول" فقہ میں۔

[الہدایہ والنبہایہ ۱۲/۱۸۴: المآلام ۵/۴۹: اندیل علی طبقات

ابن بدہ ۱/۱۷۱]

ابن فرحون:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۷ میں گذر چکے۔

ابن القاسم:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۷ میں گذر چکے۔

ابن قدامہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۸ میں گذر چکے۔

ابن علیہ (۱۱۰ - ۱۹۳ھ)

یہ اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم، ابو بشر ملاحی ہیں، ابن حلیہ کے نام سے مشہور ہیں (حلیہ ان کی ماں کا نام ہے)، کوئی ملاحل ہیں۔ حافظ جلیل القدر فقیہ، حدیث میں ثقہ، دلیل اور حجت تھے۔ انہوں نے یوسف سختیانی اور محمد بن المنکدر وغیرہ سے احادیث سنیں، اور ان سے بن تریق و رشیدیہ نے روایت کی، حالانکہ یہ دونوں ان کے شیخ ہیں، نیز علی بن المہدی اور دوسرے لوگوں نے بھی ان سے روایت کی۔ بصرہ کے صدقات کی خسری انہیں سوٹی گئی، ہارون رشید کے "خزری و درخندت میں بغداد کے "محکمہ مظالم" کے وکیل بنائے گئے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ وہ قرآن کو مخلوق مانتے تھے، یہ بات بھی کر گئی ہے کہ انہوں نے اس رائے سے توبہ کر لی تھی۔

ان کا ایک لڑکا جس کا نام ابراہیم ہے، ان کو بھی ابن حلیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے، یہ بھی تھے، مطلق قرآن کے قائل تھے، فقہ میں ان کی کتابیں ہیں۔

[تہذیب البیہ ۱/۴۷۵: تذکرۃ الحفاظ ۱/۴۹۶: میزان

الاعتدال ۱/۲۱۶، ۲۰: الأعلام للزکری ۱/۲۵۳]

ابن عمر:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۶ میں گذر چکے۔

ابن المبارک (۱۱۸ - ۱۸۱ھ)

یہ عبد اللہ بن المبارک، ابو عبد الرحمن، ۱۰۰ھ کے شمار سے منسوب مروی ہیں، ان کی ماں ثورزدی اور باپ ترکی تھے۔ امام فقیہ، ثقہ، حجت اور شیعہ سے حدیث روایت کرنے والے تھے۔ انہوں نے امام ابو حنیفہ کی صحبت اختیار لی، اور غیبی ثری، غیبی ہاں عینیہ، سلیمان انسکی اور حمید الخولیل سے احادیث سنیں، اور ان سے مختلف ممالک کے بے شمار لوگوں نے حدیث اخذ کی، بن میں سے عبد الرحمن

بن مسعود

تراجم فقہاء

بن وہبان

بن مسعود، یحییٰ بن یمن اور احمد بن حنبل ہیں۔ ان کے کچھ آثاروں نے سب کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ علم، فقہ، ادب، نحو، لغت، شعر، زہد، فصاحت، ورع، قیام لیل (تہجد گزاری)، عبادت، روایت میں درستی، لایعنی باتوں سے احتراز اور اپنے اصحاب سے کم سے کم اختلاف کرنے کے جامع تھے۔ ان کی ایک وسیع تجارت تھی، سال میں فقراء پر وہ ایک لاکھ درہم خرچ کرتے تھے۔ "ہیت" میں غرہ درہم سے وہیں آتے ہوئے ستر مرگ پر وفات پائی۔

بعض تصانیف: "تفسیر القرآن"، "اللطائف فی الرقائق"، "دفاع الفتاویٰ"۔

[لجوہر المنصوبہ ۱/۲۸۱؛ الفوائد البیہ ۱/۱۰۳؛ تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۵۳؛ شذرات الذہب ۱/۲۹۵؛ ہدیۃ المعارفین ۵/۲۳۸]

ابن المواز (۱۸۰-۲۶۹، ایک قول ۲۸۱ھ)

یہ محمد بن ابی نعیم بن زید، ان موز کے نام سے معروف ہیں، ان کا شمار چونی کے فقہاء مالکیہ میں ہوتا ہے، سکندر یہ کے باشندے ہیں۔ ابن الماشوش اور بن عبد الحم سے فقہ حاصل کی، فقہ ہنوبہ میں ان کو ملتانہ حاصل تھا، دمشق میں وفات پائی۔ ان کی ایک کتاب "الموازیہ" کے نام سے مشہور ہے، یہ مالکیہ کی تالیف کردہ کتابوں میں سب سے عظیم ترین کتاب ہے، اس کے مسائل سب سے زیادہ صحیح ہیں، اس میں سب سے زیادہ تفصیل سے کلام کیا گیا ہے اور سب سے زیادہ جامع ہے۔ القابی نے اس کو فقہ مالکی کی تمام بنیادی کتابوں پر ترجیح دی ہے۔

[لذیہات الذہب ص ۲۳۲-۲۳۳؛ الاعلام للورکلی ۶/۱۸۳؛ الذہب رات ۲/۱۷۷]

بن مسعود:

ن کے حالات ج ۱ ص ۲۷۶ میں گذر چکے۔

ابن نعیم:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۳۱ میں گذر چکے۔

بن مفلح:

ن کے حالات ج ۱ ص ۳۴۰ میں گذر چکے۔

ابن وہب:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۴۲ میں گذر چکے۔

بن المقرئ:

ن کے حالات ج ۱ ص ۳۴۰ میں گذر چکے۔

ابن وہبان (۶۸-۱۷۸ھ)

یہ عبد الوہاب بن احمد بن وہبان حارثی ہیں، آپ کا لقب امین الدین تھا، حنفی فقیہ "ابن وہب" ہیں، دمشق کے باشندہ تھے، حماد کے قاضی بنائے گئے، فقہ یا چالیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ بعض تصانیف: "فیلد البشر الذہب" منظوم کتاب ہے جس میں ایک ہزار اشعار ہیں، اس میں انہوں نے فقہ کے مسائل کو جمع کیا ہے،

بن المنذر:

ن کے حالات ج ۱ ص ۳۴۰ میں گذر چکے۔

بن الہمام

تراجم فقہاء

ابوبکر بن العربی

"عقد الملائم" یہ کتاب "فید الشرائع" کی شرح ہے، اور

ابو یوسف (؟ - ۱۰۳ھ)

"امتنان الامر فی قراءۃ ابی عمرو" یہ کتاب منظوم ہے۔

[الغیر المندرجہ فیہ ص ۳ : الدرر النکاحہ ۲/۳۲۳ : لا ملایم

۳۳۰/۳۳]

یہ ابو یوسف بن ابی یوسف بن عبد اللہ بن قیس شہری ہیں، ایک روایت ہے کہ ان کا نام حارث ہے، دوسری روایت ہے کہ ان کا نام عامر ہے، اور ایک روایت ہے کہ ان کی کنیت (ابو یوسف) ان کا نام ہے۔ ان کا شمار مائتاتین میں ہے، وہ ثقہ و مرسلین سے حدیث روایت کرنے والے تھے کوفہ کے قاضی تھے، ان کے کاتب سعید بن جبیر تھے۔

بن الہمام:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۱ میں گزر چکے۔

[تہذیب الفقہ ص ۱۸/۱۸]

بن الہندی (۳۲۰ - ۳۹۹ھ)

یہ احمد بن سعید بن ابی نعیم، ابو نعیم ہمدانی قرطبی ہیں، ابن الہندی کے نام سے معروف ہیں، مالکی فقیہ و ثقہ ہیں، علم اشعار میں اپنے زمانہ میں پکا نہ تھے، ان کی اس مہارت کا اثر امام نس کے فتاویٰ میں آیا ہے۔ ابو نعیم نسحق بن ابی نعیم سے اسبوں نے علم حاصل کیا۔

جہش تصانیف: "دیوان الموثاق" ۶ جلدوں میں ہے۔

[الذہبی ج ۸ ص ۳۸ : شجرة النور الزكية ص ۱۰۱ : زاد المعاد ج ۱ ص ۳۸۸]

۵/۶۹ : معجم المؤلفین ۱/۳۸۸]

ابوبکر الباقلائی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۲ میں گزر چکے۔

ابوبکر الجصاص:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۶ میں گزر چکے۔

ابوبکر الرازی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۶ میں گزر چکے۔

ابوبکر الصدیقی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۲ میں گزر چکے۔

ابوبکر عبد العزیز:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۳ میں گزر چکے۔

ابوبکر بن العربی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۵ میں گزر چکے۔

ابو سحاق تنوخی:

دیکھئے: تنوخی۔

ابو سحاق لشیرزی:

دیکھئے: البشیرازی۔

ابو سحاق المروزی:

دیکھئے: المروزی۔

یوکر بن محمد

تراجم فقہاء

یوذر

یوکر بن محمد (۴۰-۱۲۰ھ) ور یک قول اس کے علاوہ ہے (یہ یوکر بن محمد بن عمر بن حرم، ابو محمد انصاری، راجی پھر قاری مدنی ہیں) ایک روایت ہے کہ ان کی کنیت (ابو محمد) ہی ان کا نام ہے، یہ مدینہ کے محدثین میں سے ہیں، وہ ثقہ اور شیعہ سے حدیث روایت کرنے والے تھے۔ انہوں نے اپنے والد، اپنی خالہ عمرہ بنت عبد الرحمن، عمر بن عبد العزیز اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی، اور ان سے ان کے دونوں لڑکے عبد اللہ اور محمد، نیز عمر و بن دینار، زہری اور دوسرے لوگوں نے روایت کی۔ امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے پاس مدینہ میں کوئی شخص ابو کر بن محمد بن عمر بن حرم کے یہ اہم تصنیف کا علم رکھنے والا نہ تھا۔

[تہذیب المعجم ج ۱۲/۳۸ تقریباً ج ۱۲/۳۹۹]

یوذر:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۳ میں گزر چکے۔

یو الحسن، المایاری (۵۵۷-۶۱۸ھ) اور بعض کے نزدیک (۵۵۹-۶۱۶ھ)

حاشیہ المدنی میں اسی طرح ”یو حسن“ آیا ہے، ان کا مشہور نام درث میں آیا ہے، غالباً یہ علی بن اسماعیل بن علی شمس الدین، یو حسن صہابی کیاری ہیں، مصر اور اسکندریہ کے درمیان واقع جزیرہ دین نصر کے ایک گاؤں ”کیار“ کی طرف نسبت ہے۔ یہ مالکی فقیہ، مہتمم صوفی ہیں، ہندو پر یہ عداوت و کدیم میں سے ہیں، مختلف ملہم میں مہارت حاصل کی۔ بہت سے علماء سے فقہ سیکھی، ان میں سے ایک ابو حاتم بن عوف ہیں، عمل قضاء میں قاضی عبد الرحمن بن سلامہ کے نائب ہوئے، ان کی تصنیفات فقہ اور اصول فقہ میں ان کی مہارت پر

لاست کرتی ہیں، بعض لوگوں نے ان کو اصول میں امام فخر الدین رازی پر فضیلت دی ہے۔

بعض تصانیف: ”شرح الموهبا لأبي المعالي“ اصول فقہ میں، ”نصیحة الحجة“ امام غزالی کی احیاء کے طرز پر ہے، ”مخلوف کی اس کتاب پر ان کا عملہ بھی ہے جس میں مخلوف نے ”النصرة“ اور ”الجامع لابن یونس“ کو کجا کیا ہے۔

[شجرة الدر الزکیہ ص ۱۱۶: الدیات المدسبہ ص ۲۱۳: معجم ابن یونس ج ۱ ص ۳۰۷: ص ۳۱۱: ص ۳۱۲]

ابو حنیفہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۴ میں گزر چکے۔

ابو الخطاب:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۴ میں گزر چکے۔

ابو داؤد:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۴ میں گزر چکے۔

یوذر (؟-۳۲ھ)

کہا جاتا ہے کہ ان کا نام جناب بن داؤد بن قیس ہے، آپ کا ہر صحابہ میں سے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف اپنے اس قول کے رموز فرمائی: ”ما أظلت الحصراء ولا أقلت الغبراء“ اصدق لهجة من أبي ذر“ (آسمان کے زیر سایہ اور زمیں کے اوپر یوذر سے زیادہ درست و کوئی شخص نہیں ہوا)، انہوں نے حضرت معاذ بن یزید پر حضرت عثمان پر کچھ چیزوں کے بارے میں اعتراض کیا تو

یوزرہروی

تراجم فقہاء

یوزید

حضرت عثمانؓ نے اس کو عینہ سے جلا وطن کر کے مقام ربذہ میں بھیج دیا، وہیں وفات پائی، اور حضرت ابن مسعودؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

[تہذیب المعجم ص ۱۲/۹۱]

یوزرہروی (؟ - ۴۳۴ یا ۴۳۵ھ) اور ایک قول اس کے علاوہ ہے)

یہ عبد بن احمد یوزرہوی ہیں، ان کا نام حمید بن محمد بھی بتایا جاتا ہے، ان کو بن السہاک کہا جاتا ہے، یہ اصنافہ کے ہیں، مکہ مکرمہ میں قیامت پذیر ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ یہ مالکی فقیہ تھے، محدث، حافظ، محقق، شیعہ، اور حدیث پر گہری نظر رکھنے والے تھے، ان پر حدیث کا غلبہ ہو تو وہ اس میں امام ہو گئے۔ متعدد ملحد پایہ شخصیتوں سے انہوں نے علم حاصل کیا، جن میں سے زید بن خالد، قاضی بقاء، اور قاضی ابن القصار ہیں۔

بعض تصانیف: "تفسیر القرآن"، "المستدرک علی صحیح البخاری و مسلم"، "کتاب الجامع"، اور "شہادۃ الرد"۔

[شجرۃ انوار التذکرہ ص ۱۰۴: ہدیۃ المعارفین ۵/۴۳۷: الاعلام للریثی ص ۱۴/۴۱]

یوزرہوی

دیکھئے: ابن العراق۔

ابو الشفاء:

دیکھئے: جابر بن زید۔

یوزید بن نصاری (؟ - ؟)

یہ عمرو بن الخطاب بن رفاعہ یوزید بن نصاری ثررجی ہیں، آپ

یوزید:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۲۵ میں گذر چکے۔

صحابی رسول ہیں، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تیر و غزوہ ات میں شرکت کی، رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ بھیجے، ورنہ مایہ "اللہم جملہ" (اے اللہ! ان کو جمال عطا فرما) تو وہ اس کے بعد بوڑھے نہیں ہوئے، سر و میں اقامت پذیر ہوئے۔ س سے س کے بڑ کے شیر، بوقلا پہ اور اور سے لوگوں نے روایت کی ان کی حدیث صحیح مسلم اور سنن میں ہے۔ کامل و کربات یہ ہے کہ امام بخاری نے ابو زید عمرو بن الخطاب اور ابو زید نصاری کے درمیان فرق کیا ہے۔

[ارصابہ ۴/۵۲۴، ۴/۸۶: تہذیب المعجم ص ۸/۴۱]

ابو زید الدہوی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۳ میں گذر چکے۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمن (؟ - ۹۴ھ)

یہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف زہری ہیں، ان کے نام کے بارے میں تین روایتیں ہیں: ایک روایت کے مطابق ان کا نام عبد اللہ، دوسری روایت کے مطابق اسماعیل، اور تیسری روایت کے مطابق ابو سلمہ نامی ہے، روایت بھی۔ یہ مدینہ کے کبار تابعین میں سے تھے، شیعہ فقیہ اور شیخ الحدیث تھے، مدینہ کے قاضی بنائے گئے۔

[تہذیب المعجم ص ۱۲/۱۱۸: طبقات ابن سعد ۵/۱۵۵، طبع

۱۰/۱۵۵]

یو پیپر: ۵۰۰۰ بحرح

زاد بن قتيبة

۴۰۰

یوحسین بن الجراح (۴۰ ق ۵ - ۱۸ ھ)

یہ عام میں عبد اللہ بن الجراح قرشی نہی ہیں، یہ اپنی کنیت ابو جہید و  
 درپے وہ الجراح بن طرف نسبت سے مشہور ہیں، ان صحابہ میں  
 سے ہیں جن کے قبائلی بہت کم ہیں، سابقین اولین اور عشرہ مبشرہ میں  
 سے ہیں، انہوں نے وہ ہجرت کی، بدر و ہراں کے بعد کے معرکوں  
 میں شریک رہے رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور سعد بن معاذ کے  
 درمیان بھائی چارہ کی (موخاۃ) رائی تھی۔ امام احمد مصنف افہ سے  
 روایت کرتے ہیں کہ اہل یمن جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے  
 و عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کوئی ایسا شخص بھیج دیجئے جو ہمیں سنت  
 نبوی و اسلام کی تعلیم دے تو آپ ﷺ نے حضرت ابو جہید و بن  
 جراح کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ”ھذا لعین ھلک الامۃ“ (یہ اس امت  
 کے لعین ہیں)۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی  
 وفات کے دن ستیفہ بن سعد و میں لوگوں کو حضرت عمرؓ یا حضرت  
 ابو جہیدؓ سے بیعت کرنے کی دعوت دی۔ حضرت عمرؓ نے ان کو شام کا  
 ولی بنایا، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر یرموک اور جابہ فتح کیا۔  
 ملک شام میں طاعون ”عمواس“ میں ان کی وفات ہوئی، مصیبت میں  
 ان کی ۱۴۲ ہجرت میں ہیں۔

[لڑ صاحب فی تمیز اصحابہ ۲/۲۵۲: تہذیب العزب ۵/۱۷۳: علامہ مودبین ۱/۱۲: الأعلام للزکری ۱/۱۳]

یو فتح میسر پوری (۳۸۹-۵۵۲ھ)

یہ ناصر بن سہم (اور ایک قول ہے: سلیمان) بن ناصر بن  
عمران، ابو شیحہ انصاری نیشاپوری ہیں، ثانی علماء میں سے ہیں۔  
محدث، امام، مناظر و علم کلام میں ماہر تھے، علم کلام میں اپنے  
معاصرین پر بہت لے گئے۔ اپنے والد اور ابو الحسن امدینی مولوں

$$(x^2 - 1)^2 = x^4 - 2x^2 + 1$$

یہ حادثہ بن ربیع بن بلد بن النصار ثمرجی ہیں، رسول اللہ ﷺ کے دشمن اور تھے، عہدِ نبوت کے بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے، حضرت علیؑ کے ساتھ کئی معرکوں میں شریک ہونے کے بعد انہی کی خلافت کے زمانہ میں کوفہ میں وفات پائی۔

[الاصابہ ۴، ۱۵۷: ۱۵۸ تصحیف برائش ۱/ ص ۱۶۱]

۱. وائیا محمدي:

۱. اُن کے اُتار دے۔

2021

ان کے حالات تھیں اسی ۷۴۴ میں گزر چکے۔

ایڈیٹوریل بورڈ:

ان کے حالاتِ خاص ۴۵ میں گزر چکے۔

ابو علی انفراد:

ان کے حالات و احوال میں ۳۸۴ میں گزر چکے۔



یوسف

تراجم فقہاء

احمد لیشیشی

یوسف:

الکرم:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۴۷ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۸ میں گزر چکے۔

الکیری:

دیکھئے: ابو الحسن اللایاری۔

احمد ابو القاسم الکلی (؟ - ۳۲۶ھ) اور بعض کے نزدیک

(۳۲۶ھ)

الاشعری (۶۸۵-۷۵۸ھ)

یہ احمد بن حازم بن محمد، ابو القاسم اصفہانی الکلی ہیں، یہ حنفی فقیہ اور زہد، ست امام تھے، بیچ میں لوگ ان کے پاس سفر کر کے جاتے تھے۔ انہوں نے فقیہ ابو یوسف سندھانی سے مسائل نقل کئے، اور ابو حامد احمد بن اسحاق مروزی نے ان سے فقہ سیکھی۔ فقہ ورخو، عتادی میں ان کا درجہ پہنچ گئے کہ انہوں نے خوفا مایہ میں نے ایک ہزار مسائل میں امام ابو حنیفہ سے اختلاف یا درمیان ہے اجتہاد، اختیار کردہ قوی پر توفیق، ایسا تھا، ان ایک ہزار مسائل میں ۱۰۰۰ سے قوی پر توفیق دیا جاتا ہے۔

یہ امیر کاتب بن امیر عمر بن امیر غازی، قوم الدین، ابو حنیفہ، اشعری فارابی ہیں، اشعری میں پیدا ہوئے (اشعری فارابی کا ایک قصبہ ہے، اور فارابی شہر سکون کے آس پاس کا ایک صوبہ ہے)، فقہ وری وقات پائی، حنفیہ کے امام تھے، فقہ عربی زبان اور عربی علم میں ماہر تھے، مصر سے پھر وہاں سے وہیں ہو کر بغداد آ گئے اور وہاں کے قاضی بنائے گئے، پھر دمشق آئے اور اورائے عیسیٰ حاکم یہاں رہے بنائے گئے، پھر ان کو قلم و کلام کے ساتھ لایا یا قوم وہاں چلے گئے اور وہاں کے ممتاز علماء میں سے ہو گئے، صرتمش نے جو دروسہ بنوایا تھا ان کا انہیں فہم و ارادت دیا۔

”اجوبہ المسئله“ کے مصنف نے ایک دوسرے شخص کی طرف اشارہ کیا ہے، ان کی کثرت بھی انہوں نے ابو القاسم بنی بتائی ہے، لیکن ہمارے پاس جو مراجع ہیں ان میں سے کسی میں بھی ہم کو ان کے حالات نہیں مل سکے۔

بعض تصانیف: ”غایۃ البیان و مآدیرہ الرمان فی آخر الاوان“ یہ ہدایہ کی شرح ہے جس جلدوں میں، ”التبیین فی اصول المذہب“ ”الاحسن للکلی“ کی شرح ہے، (الشیخ ”اسیکٹ“ کی طرف نسبت ہے) (تاء کے ساتھ)، بعض لوگوں کے نزدیک تاء کے ساتھ ہے، یہ ماوراء النہر میں ایک شہر ہے، ”شرح البردوی“۔

[مشائخ طبع مس ۱۰۰ ص ۹۰: جوہر المسئله ۱۰۸، ۱۰۹ ص ۲۳: الفوائد المہیہ ص ۲۶]

[الفوائد المہیہ ص ۵۰: الجوہر المہیہ ۴۷۹ ص ۲۷: نجوم البردوی و ۳۲۵ ص ۳۲: معجم المؤلفین ص ۳۳]

احمد لیشیشی (۱۰۳۰-۱۰۹۶ھ)

یہ احمد بن عبد اللطیف بن قاضی احمد، شہاب الدین شیشی ہیں، شیشی (۱۰۰۰ بلاء کے کسرہ کے ساتھ) میں پیدا ہوئے، جو ان کے کے ذاتی محلہ کا ایک شہر ہے، یہ ثانی علماء میں تھے، اور امام، محقق، حجت، شیعہ تھے، بہت سے فنون میں مہارت رکھتے تھے، باریک بینی کی

احمد بن حنبل

تراجم فقہاء

ام الدرداء

طرف بہت مائل تھے، عبارتوں میں تعریف کا ان کو ملکہ حاصل تھا۔  
ابو القسواء علی شبراہی کے دامن فیض سے وابستہ ہوئے، الدرداء کی  
ورد و مرے علماء سے بھی انہوں نے کسب فیض کیا۔ جامعہ ازہر میں  
درس و فقاہ کے کام میں سبقت و امتیاز حاصل کیا، فضلاء کا ان کے  
پاس جٹنا ہوتا، پتہ شیطاں المروجی کے جانشین ہوئے۔ ان کی  
جماعت ان کے دامن فیض سے وابستہ ہوئی۔ انہوں نے علم شریعہ  
و تعلیم کا درس دیا، ہر مکہ کرمہ میں قیام پذیر ہوئے، درس دینے لگے۔  
وماں کی ایک جماعت نے ان سے فائدہ اٹھایا پھر انہوں نے مصر کا  
ریخ یہ وروماں سے پتہ شیطاں کا سفر کیا، وہیں وفات پائی۔  
بعض تصانیف: "تحفة السیمة باجوبة الاسئلة  
المرصیة"۔

[خدمة الاثر ۲۳۸؛ میں کشف القلوب ۲۵۱/۳]

محمد بن حنبل:

ان کے حالات ج ۳۸ میں گذر چکے۔

سحق بن راہویہ:

ان کے حالات ج ۳۹ میں گذر چکے۔

سواء بنت ابی بکر الصدیق:

ان کے حالات ج ۳۹ میں گذر چکے۔

اکشہب:

ان کے حالات ج ۵۰ میں گذر چکے۔

مسیح:

ان کے حالات ج ۵۰ میں گذر چکے۔

ام حبیبہ (؟ - ۴۴ھ) زحف کے نزدیک (۴۲ھ)

یہ مدینہ بنت ابی سفیان صحابہ بن حرب بن امیہ قریشیہ مویہ ہیں، م  
حبیبہ ان کی کنیت ہے اور ام المومنین ہیں، وہ سابقین و اہل بیت سے  
تھیں، انہوں نے اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ کی طرف  
ہجرت کی تو وہاں حبیبہ پیدا ہوئیں، پھر ان کے شوہر عبید اللہ نصرانی  
ہو گئے اور نصرانیت کی حالت میں حبشہ میں وفات پائی، اور ام  
حبیبہ حبشہ میں اسلام پر کام لیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کے  
پاس ان سے ثانی کا پیغام بھیجا، تو آپ ﷺ نے اس سے جب  
کہ دو حبشیہ میں تھیں ثانی کر لی، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے  
کچھ حدیثیں اور زینب بنت جحش سے بھی حدیثیں روایت کیں، اور  
ان سے ان کی لڑکی حبیبہ اور ان کے دو بھائی معاویہ و عقیلہ اور  
دو لڑکوں نے حدیثیں روایت کیں۔

[الاصاۃ ۳۰۵؛ البدایہ ۵۳/۵]

ام الدرداء (حضرت عثمان کے عہد خلافت میں وفات  
ہوئی)

یہ نہایت ابی الدرداء سلمی، ام الدرداء الکبریٰ، صحابیہ ہیں، وہ  
فاضلہ، عاتقہ، صاحبہ ارادے عورتوں میں تھیں۔ نبی نے حضور  
ﷺ سے براہ راست پورا اپنے خاوند ابو الدرداء کے طریق سے  
پانچ حدیثیں روایت کیں، اور ان سے تابعین کی ایک جماعت نے  
روایت کی، جن میں میمون بن جہر، ان، صفوان بن عبد اللہ، زید بن اسم  
ہیں۔ یہ ام الدرداء الصغریٰ کے دو بیٹوں کا نام "قییمہ" ہے، اور

مسم سلمہ

تراجم فقہاء

لباجی

یکہ قوس یہ ہے کہ قہمہ ہے، یہ بھی ابو اللہ راہ کی بیوی میں، کوئی ایسی راہ بیت نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ صحابہ تھیں یا انہیں بنی ارم علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت ابو اللہ راہ کے بعد ان کے پاس شادی کا پیغام بھیجی تو انہوں نے ان سے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔

[ل ص ۲۹۵/۴: الاحتیاط ۴/۴: ۱۹۳۴: اعلام النساء ۳۳۷]

مسم سلمہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۰ میں گذر چکے۔

مسم ہانی (حضرت معاویہؓ کے عہد خلافت میں وفات ہوئی)

یہ مسم ہانی بنت ابی طالب بن عبد المطلب ہاشمیہ، رسول اللہ ﷺ کی چچی زویہ ہیں، ان کا نام فاختہ ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے، اس کے علاوہ بھی روایت ہے۔ وہ اپنے زمانہ کی صاحبِ فضل و مہل عورتوں میں تھیں، ان کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل ہے، فتح مکہ کے سال وہ اسلام لائیں، ان کے شوہر مسیرہ بن عمرو بن عائد مخزومی تھے، جب وہ اسلام لائیں اور رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو ان کے شوہر نجران بھاگ گئے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ۴۶ ہجری میں روایت کیں، اور ان سے عبد اللہ بن عباس اور دوسرے لوگوں نے احادیث کی روایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پس شادی کا پیغام بھیجا تھا لیکن آپ ﷺ نے شادی میں نہ گئی۔

[ل ص ۵۰۳/۴: تہذیب الہند ج ۱۲/۱۳: ۳۸۱: تہذیب

الہند ج ۲/۲: ۶۲۵: اعلام النساء ۴/۴: ۱۳]

انس بن مالک (۱۰۰ ق ھ - ۹۳ ھ)

یہ انس بن مالک بن نضر مہجاری ثریجی انصاری ہیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی، آپ ﷺ کی خدمت میں مگ گئے، رسول ارم ﷺ کی وفات تک آپ ﷺ کی خدمت میں رہے۔ پھر انہوں نے اُشق کا سفر کیا، وہاں سے بصرہ چلے گئے، وہ آخری صحابی تھے جن کی وہاں (بصرہ میں) وفات ہوئی۔ صحیحین میں ان سے ۲۲۸۶ روایتیں ہیں۔

[الامام للورکلی: لڑا ص ۱۰۰: طبقات ابن سعد: تہذیب ابن سعد: ۱۹۹/۳: ۲۹۸]

الانصاری:

دیکھئے: ابو زید الانصاری، عبد اعلیٰ الانصاری، النبیج بن عمرو الانصاری۔

الاوزاعی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۱ میں گذر چکے۔

ب

الباجی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۱ میں گذر چکے۔

برقذنی

ترجمہ فقہاء

الہوتی

برقذنی:

الہزار (؟-۲۹۲ھ)

۱۔ کے حالات ج ۱ ص ۲۵۲ میں گزر چکے۔

نخری:

۲۔ کے حالات ج ۱ ص ۲۵۲ میں گزر چکے۔

بدین العینی:  
دیکھئے: لکھیں۔

بدینہ (؟-۶۳ھ)

بدینہ (؟) قبضہ کا کہنا ہے کہ بدینہ نام عام ہے۔ "بدینہ" لقب ہے (بن الحسیب بن عبد اللہ بن الحارث اسلمی ہیں۔ کنیت ابو عبد اللہ ہے، اس کے علاوہ بھی روایت ہے، مدینہ میں سکونت اختیار کی، پھر وہاں سے بصرہ منتقل ہوئے، پھر "مرہ" "مرہ" میں وفات پائی، صحابی ہیں، یہ اس وقت اسلام لائے جب کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت کرتے ہوئے عمیم سے گزر رہے، یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہر سے وہی کے بعد اسلام لائے، پھر آپ ﷺ کے پاس احد کے بعد آئے، اور آپ ﷺ کے ساتھ مختلف جنگوں میں شریک ہوئے، صلح حدیبیہ، درہمہ کے نیچے، بیت رضوان میں بھی شریک ہوئے۔ صحیحین میں ۱ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ سورہ (۶) جنگوں میں شرکت لی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیبیہ روایت کیں، اور ان سے ان کے دونوں لڑکے عبد اللہ اور سیمان و ہمام شعیب و ہرہ لڑکوں نے روایت لی، ان کی خبریں بہت ہیں ورنہ کے مناقب مشہور ہیں۔

[لڑکا ۱/۳۶: اسد الغابہ ۵: ۵۵: تہذیب المعجم ۱/۳۳۴]

لمبھتی

تراجم فقہاء

التونسی

لمبھتی (۳۸۴-۴۵۸ھ)

یہ احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ ابو بکر مبنی ہیں، "درمخت" کی طرف نسبت ہے جو نیو پور کے قاضی میں چند گاہوں کے مجموعہ کا امام ہے۔ ثنائی فقیہ، مزہب حنفی حدیث، بلند پایہ اصولی اور شیعہ تصانیف ہیں، ال پر حدیث کا غلبہ ہو، اسی کے درمیان کی شہرت ہوئی، اور طلب حدیث میں شہسوار کے سر کے، وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے امام ثنائی کے نفوس کو جس حدوں میں جمع کیا امام ثنائی کے مذہب کے وہ سب سے زیادہ حمایتی تھے۔ امام الحرمین نے ان کے حق میں فرمایا: ہر ثنائی ائمہ سب پر امام ثنائی کا احسان ہے سوائے احمد لہجہ کی کے، کہ امام ثنائی پر ان کا احسان ہے۔

بعض تصانیف: "السنن الکبریٰ"، "السنن الصغیر"، "کتاب الخلاف"، اور "مصائب الشافعی"۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی تصنیفات کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ تک پہنچتی ہے۔

[طبقات الشافعیہ ۳۴۳: وفیات المائمان ۱۵۵: شذرات الذهب ۳۴۳: ۳۰۲: المذہب ۲۰۲: الامام المذہبی ۱۳۱]

معتی تھے۔ قاضی عیاض سے سماع کے ذریعہ اور ابو محمد بن عتاب اور ابو بکر بن القاس سے اجازت کے ذریعہ روایت کی۔ قاس کے قاضی بنائے گئے، ان کے کچھ رسائل ہیں۔

[شجرۃ ابن رازکیہ ۱۶۳: انسان المیزان ۳۳۳: الامام ۲۶۹: مرصع المطالع ۲۴۸]

الترمدی:

ان کے حالات ۴۵۵ میں گذر چکے۔

التبانوی (۱۱۵۸ھ میں زندہ تھے)

یہ محمد بن علی بن محمد حامد بن محمد صابر فاروقی تھانوی ہیں (ان کی کتاب "کشاف اصطلاحات الفنون" کے اوپر ان کا نام مولوی محمد اعلیٰ لکھا ہوا ہے)، ہندوستان کے باشندے ہیں، حنفی المذہب تھے، اصلاً دہلی میں، بعض دوسرے علوم میں بھی دسترس رکھتے تھے۔

بعض تصانیف: "کشاف اصطلاحات الفنون" اور "تسبیح الغایات فی تسبیح الآیات" (۶۰)۔

[مدیر المعارفین ۶۶: الامام المذہبی ۱۳۱: شذرات الذهب ۳۴۳: ۳۰۲: المذہب ۲۰۲: الامام المذہبی ۱۳۱]

التونسی (؟-۴۴۳ھ)

یہ ابو ایوب بن حسن بن اسحاق تونسوی ہیں، ابو اسحاق کنیت ہے، مالکی فقیہ اور اصولی ہیں، رہبر دست فاضل، امام، صالح، و تجربہ کی زندگی گزارنے والے تھے۔ ابو بکر بن عبد الرحمن اور ابو عمر ان قاضی سے فقہ حاصل کی، اور ان سے ائمہ عقیموں کی ایک جماعت نے فقہ سیکھی،

(۶۰) تذکرہ نقارے غلطی ہوئی ہے "سنتی فتاویٰ علی سنن ابی امام محمد علی تھانوی کی تصنیف نہیں ہے بلکہ ان کے ایک دوسرے ہم وطن علیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی کی تصنیف ہے۔

ت

لہودی (۵۱۱-۵۹۷ھ)

یہ عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ ابو محمد اتانلی ہیں، "مالک" کی طرف نسبت ہے جو تھمسان اور قاس کے قریب مراکش میں مدبر کے پڑاؤں میں سے ایک پڑاؤ ہے، مالکی علماء میں تھے، فقیہ، اویب اور

ثوری

تراجم فقہاء

حافظ ابن حجر

قیروں میں دودھیں تھیں، دریاؤں کے مشیہ بھی تھے۔ ۳۳ھ میں  
سکوت قیروں کے فقہاء کے ساتھ سخت آزمائش کا سامنا کرنا پڑا، جس  
کی وجہ سے انہوں نے ”مستیر“ کا سراپا بچہ قیروں واپس آگئے،  
وہیں وفات پائی۔

بعض تصانیف: ”التحقیق علی کتاب ابن المواز“ اور  
”التحقیق علی المدونة“۔

[شجرۃ انوار التزکیہ ص ۱۰۸: ترتیب المذہب ۲/۶۶: مدیۃ

العالمین ۵/۸]

جامع بن عبد اللہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۵۶ میں گزر چکے۔

الجراح:

دیکھئے: المجلد فی۔

البصاص:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۵۶ میں گزر چکے۔

الجونی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۵۶ میں گزر چکے۔

ثوری:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۵۵ میں گزر چکے۔

ج

ح

جامع بن زید (۲۱-۹۳) اور ایک قول (۱۰۳ھ)

یہ جامع بن زید ازدی، ابو الخشاء، بصرہ کے باشندے ہیں، شیعہ

تابعی و رقیہ ہیں۔ ان عمار، ابن عمر، ابن اشرج، اور دوسرے لوگوں

سے حدیثیں روایت کیں، اور ان سے قتادہ و عمرو بن دینار اور ایک

حافظ ابن حجر:

دیکھئے: ابن حجر العسقلانی۔

حکم

تراجم فقہاء

حدیث

حکم (۳۲۱-۴۰۵ھ)

الحجاء کی (؟-۹۶۸ھ)

یہ محمد بن عبد اللہ بن حمد یہ ہیں، الحاکم کے امام سے مشہور ہیں، اور بن لعیج کے امام سے بھی جانے جاتے ہیں، ان کا شمار حفاظ حدیث و اُن حدیث کے مصنفین میں ہوتا ہے، نہ پاپور کے باشندے ہیں۔  
تم نہ پاپور میں تھے یہ ایک رشیدیہ سے اور نہ پاپور کے مال تھے یا ایک نہ رشیدیہ سے حدیثیں، ابو علی بن ابی ہریرہ اور ابو ہریرہ صعلوکی سے فقہ حاصل کی، حدیث کے محل اور صحیح و متیم احادیث کی شہادت میں ان کی طرف رجوع یا جانا تھا ان کو تھے یا تین لاکھ حدیثیں یا تھیں، یہ تفسیر کی تہمت لگانی کی ہدایتی نے ان کا فائدہ کیا ہے۔

بعض تصانیف: "المستدرک علی الصحیحین"، "تاریخ مسابو"، اور "معرفة علوم الحديث"۔

[طبقات الشافعیہ للسبکی ۶۴: میزان الاعتدال ۸۵: ۸۵]

تاریخ بعد ۵۱۵/۴۷۳]

حجّ بن عمرو لانساری (؟-؟)

یہ حجّ بن عمرو بن غزیہ انساری، ماری، مدنی ہیں، صحابی ہیں، بعض لوگوں سے ان کو تابعین میں گنایا ہے۔ اصحاب سنن سے ان کی ایک حدیث روایت کی ہے جس میں انہوں نے نبی کریم ﷺ سے حج کے موقع پر اپنے ساتھی کی صراحت کی ہے، حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے۔

[لہ صاب ۱/۳۱۳: تہذیب التہذیب ۲/۴۰۳: تہذیب

الجمہور ۱/۵۳]

حدیث (؟-۳۶ھ)

یہ حدیث بن ایمان، ابو عبد اللہ نعیمی ہیں (یہ حدیث کے والد کا لقب ہے، امام حسیل ہے، اور ایک روایت کے مطابق حسیل ہے)، کہا مصابح میں ہیں، اور رسول اللہ ﷺ کے رازدار ہیں، وہ اہل ان کے والد اسلام لائے اور بدر میں شریک ہوئے چاہے تو مشرکین نے ان کو کورک دیا، پھر غزوہ بدر میں شریک ہوئے، یہ ان کی غزوہ میں شہید ہوئے، حضرت حدیث غزوہ خندق و بعد کے معرکوں میں بھی شریک ہوئے، اسی طرح وہ عراق کی فتوحات میں شریک ہوئے، وہ ان کے مشہور آثار ہیں، نبی کریم ﷺ نے ان کو ہجرت نصرت کے درمیان اختیار دیا تو انہوں نے نصرت کو اختیار کیا، حضرت عمرؓ نے ان کو مدائن کا گورنر بنایا، وہ اسی عہد پر برقرار رہے،

## حرب

## تراجم فقہاء

## الحسین بن علی

الحسن بن علی (سموہ اور ایک قول اس کے بعد کا ہے۔ ۵۰ھ اور ایک قول اس کے علاوہ ہے)

یہ حسن بن علی بن ابی طالب، ابو محمد ہاشمی، امیر المؤمنین ہیں، رسول اللہ ﷺ کے نواسے اور، یا میں آپ ﷺ کے پھوپھوں ہیں، اور جنت کے جوانوں کے دوسروں میں سے ایک سردار ہیں۔ انہوں نے اپنے ماما حضور ﷺ سے، اپنے والد حضرت علیؓ سے، اپنے بھائی حضرت حسینؓ سے اور اپنے ماموں بند بن ابی ہالد سے روایت کی، اور ان سے ان کے لڑکے حسن، ام المؤمنین حضرت عائشہؓ، مکرمہ، محمد بن سید بن امیر، ہرے لوگوں نے روایت کی۔ وہ بزرگوار صاحب مرتبہ صاحب فضل و مال تھے، آپ والد کے بعد پندرہ ماہ فیض رہے، چھ پندرہ دنوں کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ مسلمانوں کی اجتماعیت کی حفاظت فرمائی، «رنبی کریم ﷺ کی رت ذیل معجزہ پیشین گوئی کا نمبر یہ: «ان ایسی ہذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فتنین من المسلمین» (میرا یہ لڑکا سردار ہے، ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کر دے)۔

حضرت حسن مدینہ میں تشریف لائے، جہاں وہ وفات تک مقیم رہے، یہ بھی روایت ہے کہ ان کا انتقال زہر کے اثر سے ہوا۔

[لأصابہ ۱/ ۳۲۸: أسد الغابہ ۲/ ۹۱۲: تہذیب المعجم ۲/ ۲۹۵: صفحہ ۳۴۰]

الحسین بن علی (۴۱ھ ایک قول اس کے بعد کا ہے۔ ۶۱ھ)

یہ حسین بن علی بن ابی طالب، ابو عبد اللہ ہاشمی ہیں، رسول اللہ ﷺ

یہاں تک کہ حضرت علیؓ کی بیعت کے چالیس دن بعد وفات پائی۔ بنی کریم ﷺ سے بہت سی حدیثیں روایت کیں، ہر حضرت عمرؓ سے بھی، ہر س سے حضرت جابر، جناب، عبد اللہ بن یزید، ہر ہرے لوگوں نے حدیث روایت کیں۔

[تہذیب المعجم ۲/ ۲۱۹: لأصابہ ۱/ ۳۱۷: تہذیب تاریخ بن عساکر ۳/ ۹۳: الأعلام للکورنی ۲/ ۱۸۰]

## حرب (؟ - ۲۸۰ھ)

یہ حرب بن اسماعیل بن خلف، ابو محمد (اور ایک قول ابو عبد اللہ ہے) مظلومی کرمانی ہیں، امام احمد کی صحبت اختیار کی، یہ فقیہ اور حافظ حدیث تھے، امام احمد سے بہت سے فقہی مسائل کی روایت کی، لیکن امام احمد کے حوالہ سے انہوں نے جو کچھ بیان یا وہ تمام کی تمام چیزیں انہوں نے برادر راست امام سے نہیں سنیں، یہاں تک کہ خلال نے فرمایا: انہوں نے امام احمد اور اسحاق بن راہویہ سے سننے سے پہلے ان کے چار ہزار مسائل یاد کر لئے تھے۔ خلال نے ان سے بہت سے مسائل سنے۔ امام مروزی، امام احمد سے عظیم تعلق کے باوجود، جو کچھ حرب نے لکھا تھا اس کو ان سے نقل کرتے تھے، بادشاہ نے انہیں تشاء و رشہ کی بعض دوسری اجتماعی ذمہ داریاں سونپی تھیں۔

[طبقات الکنا بلہ ۱/ ۱۳۵: طبقات الکنا بلہ ۲/ ۲۸۰: ابن خلکان لابی زہرہ ۲/ ۲۰۸]

## حسن البصری:

ن کے حالات ج ۱ ص ۳۵۸ میں گذر چکے۔

## الحسن بن صالح (بن جلی):

ن کے حالات ج ۱ ص ۳۵۸ میں گذر چکے۔



نظم

تراجم فقہاء

حمید الدین الضریر

کے نو سے روایا میں آپ علیہ السلام کے چولہا ہرخت میں ذیوہوں کے وہم و روں میں سے ایک سرور ہیں۔ مدینہ میں پیدا ہوئے، اور وہیں اقامت پذیر ہوئے، یہاں تک کہ اپنے والد کے ساتھ کوفہ کی طرف گئے، س کے ساتھ جنگ جمل پھر جنگ طخسین پھر خوارج کی جنگ میں شریک ہوئے۔ اپنے والد کے ساتھ رہے یہاں تک کہ ان کے والد شہید کر دیے گئے پھر وہ اپنے بھائی حضرت حسن کے ساتھ رہے یہاں تک کہ حکومت کی جنگ ذیوہوں نے حضرت معاویہ کے پروردگار کی چہرہ اپنے بھائی کے ساتھ مدینہ واپس ہوئے۔ انہوں نے اپنے ماما والد والدہ و ماموں سند بن ابی مالہ و عمر بن خطاب سے حدیثیں روایت کیں، اور ان سے ان کے بھائی حسن اور لڑکے علی بن العبدین، بڑی قسط، س کے پوتے باقر و محمد بن مرہ سے لوگوں نے روایت کی۔ اصحاب سنن نے ان کی تھوڑی سی روایتیں درج کی ہیں، وہ صاحب فضل و مال اور عبادت گذار تھے، عراق میں یزید بن معاویہ کے زمانہ میں یزید کے خلاف خروج کے بعد شہید کر دیئے گئے۔

[لو صابہ ۱/۳۳۲: أسد الغابہ ۱/۱۸۴: تہذیب اہلبیہ ۱/۳۳۵: مستدرک ۱/۳۲: الا ملام للورکلی ۲/۲۶۳]

لخصہ کلی:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۵۹ میں گذر چکے۔

لکھاب:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۵۹ میں گذر چکے۔

الحکم (۵۰-۱۱۳ھ)

یہ حکم بن حبیبہ کندی دلاء کے اعتبار سے کوفہ کے باشندے ہیں،

نامی ہیں، بعض صحابہ کراموں نے پایا لقمہ میں معروف ہوئے، امام ابو ارق و غیرہ نے ان کے حق میں شہادت دی، ان میں شیعیت تھی لیکن وہ ان سے خارج نہیں ہوئی، اس پر تہذیب کا التزام لگایا گیا ہے، فقہ تھے۔

[تہذیب احمدیہ ۲/۴۳۲]

کلیہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۰ میں گذر چکے۔

حماد (؟-۱۶۷ھ)

یہاں حماد سے مراد حماد بن سلمہ بن دینار ہو سکتا ہے، حمیم کے آراء و افہام ہیں، بصرہ والوں کے مفتی اور جلیل القدر محدث ہیں، عربیت کے امام، فقہ، بڑے فصیح و بلیغ اور اچھے تاری تھے، اہل بدعت کے سخت مخالف تھے، امام مسلم نے اصول میں ان کی چند حدیثیں لی ہیں، لیکن امام بخاری نے ان سے کنارہ کشی اختیار کی ہے۔ انہوں نے ثابت السنائی، قتادہ اور اپنے ماموں حمید الطویل اور دوسرے لوگوں سے روایت لی، اور ان سے ابن شریک، شری، شعبہ، مرہ و غیرہ حضرات نے روایت کی۔

بعض تصانیف: "العوالی فی الحديث" اور "کتاب المس"۔

[میزان الاعتدال ۱/۵۹۰: تہذیب اہلبیہ ۱/۱۱۳: ہدیۃ

المعارفین ۵/۳۳۴: الا ملام للورکلی ۲/۳۰۲]

حمید الدین الضریر (؟-۶۶۷ھ)

یہ علی بن محمد بن علی حمید الدین الضریر ہیں، "رامش" کے باشندے تھے، رامش (میم کے ضمہ کے ساتھ) بخارا کے ماتحت یک

خالد بن معدان

تراجم فقہاء

مدہوی

گاہ ہے۔ حنفی علماء میں تھے امام، فقیہ، اصولی اور زیر دست محدث تھے۔ شمس الامراء کی سے فقہ سیکھی، اور ان سے ایک جماعت نے علم فقہ حاصل کیا، جن میں سیدنا الدقائق کے مصنف حافظ الدین نسفی بھی ہیں، ماہر و انہر میں صدر فقہیں برسم علم تھے۔

الخرقی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۶۰ میں گذر چکے۔

الخطابی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۶۰ میں گذر چکے۔

بعض تصانیف: "الفوائد" یہ مدایہ پر حاشیہ ہے جس میں انہوں نے ہر یہ کے مشکل مقامات کو حل کیا ہے، "شرح المظومة المسمية" و "شرح الجامع الكبير"۔

[الفوائد للہجہ ص ۱۲۵: الجواہر المفہمہ ص ۳۷۳: مرصع]

الاط، ج ۲، ص ۵۹۶]

د

الدارمی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۶۲ میں گذر چکے۔

خ

الدیوسی (الوزیری):

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۶۳ میں گذر چکے۔

الدرہمیری:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۶۳ میں گذر چکے۔

الدسوقی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۶۳ میں گذر چکے۔

خالد بن معدان (؟ - ۱۰۳ھ) اور ایک قول اس کے علاوہ ہے)

یہ خالد بن معدان بن ابی سرب، ابو عبد اللہ کھانی ہیں، تابعی اور ثقہ ہیں، انہوں نے ستر صحابہ کو پایا۔ ثبات، ابن عمر، معاذ بن ابی غلیظ وغیرہ رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کیں، ابن حبان نے ان کا "ثقات" میں کیا ہے۔

[تہذیب المعجم ص ۱۱۸: تہذیب ابن عساکر ص ۸۶: الامام]

لسرر کلی ج ۲، ص ۲۴۰]

المدہوی (۱۱۱۰-۱۱۷۶ھ) اور بعض کے نزدیک ۱۱۷۹ھ)

یہ احمد بن عبد الرحیم، ابو عبد اللہ مدنی ابو عبد اللہ ہیں، ان کا لقب شاہ

مرزی

تراجم فقہاء

رحیبانی

ولی اللہ ہے، نہ ہمتاں کے شہ ولی کے باشندے ہیں، خفیہ،  
اصولی، محدث اور مفسر ہیں۔ نہیں انہماک کے مصنف نے لکھا ہے:  
اللہ تعالیٰ نے س کے ذریعہ ورس کی "لا" اور ان کے گھر کے فر  
ورال کے شائعروں کے ذریعہ مدہستان میں حدیث اور سنت کے  
متم ہونے کے بعد وہ بورہ س کو زندہ کیا "راہ ملک میں ان کی  
کتبوں اور سندوں پر لوگوں کا ارہے۔

بعض تصانیف: "الإصناف فی بیان أسباب الاختلاف"،  
"حجة الله البالغة" اور "فتح الحیر بما لا یذ من حفظه  
فی علم التفسیر"۔

[الأعلام للزکری ۱۴۴: ہدیۃ الخاریفین ۵۰۰/۶: معجم المؤلفین  
۲۹۲/۴: معجم المخطوطات العربیۃ ص ۸۹۰]

[اسان المیزان ۴۴۱/۲: لرح و التحدیل لابن ابی حاتم ج ۱ -  
قسم ۴/۸۶۲]

الرافعی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۳ میں گذر چکے۔

المرث بن انس (؟ - ۳۹ھ و یکتوب ۱۴۰ھ)

یہ مرث بن انس، بصری (اور خفی بھی کہتا ہے) بصری، بصری  
میں۔ اسوں نے انس بن مالک، ابو العالیہ، جس بصری وغیرہم سے  
حدیثیں روایت کیں، اور ان سے ابو جعفر رازی، حمش، سیس بن یحییٰ  
وغیرہم نے روایت کی۔ امام نسائی نے فرمایا: "لیس بہ ہاس" (ن  
میں کوئی حرج نہیں ہے)۔ ابن حبان نے ان کو الکنات میں ذکر کیا  
ہے، اور فرمایا: لوگ ان کی ان احادیث سے بچتے تھے جن کی روایت  
ان سے ابو جعفر کرتے تھے، کیونکہ ابو جعفر کے طریق سے ان کی  
روایات میں بہت اضطراب ہے۔

[تہذیب احمد ص ۲۳۸]

مرزی:

رحیب:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۳ میں گذر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۳ میں گذر چکے۔

رشید بن حفص، الزہری (؟ - ؟)

الرحیبانی (۱۱۶۴ - ۱۴۴۳ھ)

یہ رشید بن حفص بن عمر بن عبد الرحمن بن عوف ہیں، ابن مان  
نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان سے ابو نعیم بن عبد المطلب بن  
سائب بن ابی وہب سے روایت کیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے فرمایا:  
میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ مجھ پر ہیں اور مقتدی کی  
کتاب سے ان کی دریافت کی گئی ہے۔

یہ مسطحی بن سعد بن عبد و ہیں، شہت کے اعتبار سے سیوطی اور  
جائے پیدائش کے اعتبار سے رحیبانی ہیں، رحیبہ و شق کے مصنفات  
میں ایک گاہک ہے، یہ بھی روایت ہے کہ وہ سیوط میں پیدا ہوئے،  
و شق میں حنابلہ کے مفتی تھے، خفیہ اور ماہر فرائض تھے۔ فقہ شافعی احمد

مرثی

تراجم فقہاء

نزر کشی

محقق، محمد بن مصطفیٰ لہدی مابلی وغیرہ سے حاصل کی، اور ان سے بہت سے لوگوں نے روایت کی و کسب فیض کیا، اپنے عہد میں صدر فقہیں بزم فقہ تھے، جامع ہادی کے ناظر (متولی) اور حنابلہ کے مفتی مقرر ہوئے۔

بعض تصانیف: "مطالب اولی الہی فی شرح عابد المستہی" فقہ حنبلی میں تیس ضخیم جلدوں میں ہے۔

[حلیۃ البشر ۳۸/۱۵۳؛ الامام للورکلی ۸/۳۵۵؛ معجم ابن نعین ۱۲/۲۵۴؛ مقدمۃ تحقیق۔ مطب: ولی لہبی]

مرثی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۲ میں گذر چکے۔

مرہوٹی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۵ میں گذر چکے۔

رویانی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۵ میں گذر چکے۔

انزرقاشی (۷۴۵-۷۹۴ھ)

یہ محمد بن ہمام بن عبد اللہ، ابو عبد اللہ، پدرالدین، نزرشہ ہیں، شامی ختیہ دراصلی ہیں، اسلام ترک ہیں، ملاقات مصر میں ہوئی، ان کی تصانیف میں بہت سی تصانیف ہیں۔

بعض تصانیف: "البحر المحيط" اصول فقہ میں تین جلدوں میں ہے، "اعلام المساحد بأحكام المساحد"، "النباح فی توضیح المسباح" فقہ میں، اور "المشور" یہ کتاب "قواعد الرد کشی" کے نام سے معروف ہے۔

[الحام ۶/۲۹۶؛ الدرر الكامنة ۳/۳۹۷]

ز

نزییر بن ہوام (؟-۳۶۹ھ)

یہ زبیر بن ہوام بن خویلد بن اسد، ابو عبد اللہ قرشی اسدی ہیں،

زفر:

تراجم فقہاء

سکونت

زفر:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۶۶ میں گزر چکے۔

زریب انصاری:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۶۶ میں گزر چکے۔

س

زہری:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۶۷ میں گزر چکے۔

سالم (؟ - ۱۰۶ھ) اور ایک قول اس کے علاوہ ہے)

یہ سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، ابو عمر (اور ابو عبد اللہ بھی کہا جاتا ہے) مدنی ہیں، ثقہ تابعی ہیں، مدینہ کے فقہ و سببہ میں سے ہیں، ثروت سے احادیث روایت کرنے والے تھے۔ اپنے والد (عبد اللہ بن عمر)، ابو ہریرہ اور ابو رافع وغیرہ سے حدیثیں روایت کیں۔ امام مالک نے فرمایا: سالم بن عبد اللہ کے زمانہ میں زہری فصل مدینہ کی میں گزشتہ مساعین سے س سے ریو و مشہور کوئی نہیں تھا۔

[تہذیب التہذیب ۴/۳۳۶: تہذیب تاریخ بن عساکر ۵۰۶: اعلام اللوکل ۱۱۳]

السبک:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۷ میں گزر چکے۔

سکون (۱۶۰ - ۲۴۰ھ)

یہ عبد السلام بن سعید بن حبیب، ابو سعید توحی قیری، لی ہیں، سکون ان کا لقب ہے۔ شاعر عرب اور اصلاً ثامی ہیں، حمص کے باشندے، مالکی فقیہ، اپنے زمانے کے شیخ اور اپنے دور کے عالم تھے، ثقہ، علم کے محقق تھے، ۱۸ یا ۱۹ سال کی عمر میں انہوں نے طلب علم میں سفر

زہری بن ثابت:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۶۷ میں گزر چکے۔

زریلی:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۶۷ میں گزر چکے۔

یہ امام مالک سے ان کی ملاقات نہیں ہوئی۔ انہوں نے امام مالک کے ممتاز ترین شاگردوں مثلاً ابن القاسم اور اہلب سے علم حاصل کیا، اور خود ان سے روایت کرنے والوں کی تعداد تقریباً سات سو ہے، ہم علم کے صدر نشین ہوئے، مشغلات میں ان پر اعتماد کیا جاتا تھا، لوگ سفر کر کے ان کے پاس علم حاصل کرنے آتے تھے۔ امیر محمد بن غلب نے پورے سال تک انہیں منصب تشا، سو پنے کی کوشش کی تاہم انہوں نے اس کو اس شرط پر قبول کر لیا کہ تشا، پر کوئی تنخواہ نہیں میں گئے۔ ہر حقوق کے فیصلے صحیح صحیح امیر اور اس کے اہل خانہ پر بھی مانند کریں گے۔ ۲۳۴ھ میں قاضی بنے اور وفات تک اس منصب پر فائز رہے۔

بعض تصانیف: "المعدوۃ" جس میں انہوں نے امام مالک کی تہ کو جمع کر دیا ہے۔

[شجرة النور الزكية ص ۶۹؛ المديان ص ۱۶۰؛ مرآة البیان

۱۳۱/۳؛ بحکم المؤلفین ۵/۲۲۳]

السنة کی (؟ - ۱۲۷ھ)

یہ نامیل بن عبد الرحمن بن ابی کریم، ابو محمد سدی میں، "سنة" (سین کے ضمہ اور وال کی تہ پر کے ساتھ) کا معنی ۱۰۰ ارد ہے، چونکہ یہ مسجد کوفہ کے ۱۰۰ رو پر ۱۰۰ پٹے بیچتے تھے اسی لئے انہیں سدی کہا جائے گا، کوفہ کے باشندے ہیں، تابعی صدوق ہیں، ان کو ہم بھی ہوتا تھا، ان پر تشیع کا اثر کم کا دیا جاتا رہا، روایات پہن لی گہری نظر تھی۔ حضرت انسؓ اور بن عباسؓ سے حدیث روایت لی، ان عمر کی زیارت کی۔ ان سے شعبہ، ثری، حسن بن صالح وغیرہ نے روایت کی۔

بعض تصانیف: "تفسیر القرآن"۔

[تہذیب المعجم ص ۱۳۳؛ تقریب المعجم ص ۱۸۱؛ المعجم

الترمذی ص ۳۰۸؛ التہذیب ص ۲۰۶]

السرخسی:

ان کے حالات ص ۲۶۸ میں گذر چکے۔

السرخسی، رضی اللہ عنہ (؟ - ۷۷۱ھ)

یہ محمد بن محمد بن محمد، رضی اللہ عنہ، ہاں الاسلام سرخسی ہیں، حنفی فقیہ اور اصولی ہیں، وہ جلیل القدر امام اور علوم عقلیہ و نقلیہ کے جامع تھے، حلب آئے اور محمدا بن نوہی کے بعد مدرسہ نوریہ اور مدرسہ طائریہ میں درس دیا۔ ایک جماعت نے ان سے قصب بردار اور ان پر کوتاہی کرنے کا الزام لگایا تو وہ درس و تدریس سے الگ ہو گئے اور دمشق چلے گئے، اور مدرسہ خانوتہ میں تدریس کی ذمہ داری سنبھالی، دمشق ہی میں وفات پائی۔

بعض تصانیف: "المحیط الکبیر" تقریباً ۲۰ جلدوں میں، "المحیط الثانی" دس جلدوں میں، "المحیط الثالث" چار جلدوں میں، اور "المحیط الرابع" دو جلدوں میں۔

[الجواهر المفیہ ۲/۱۲۸؛ الفوائد فیہ ص ۱۸۸؛ لأعلام اللوکی

۲/۲۲۹، ۱۰/۲۲۳؛ بحکم المؤلفین ۱۱/۲۷۸]

سعد بن ابراہیم (؟ - ۱۴۵ھ) اور ایک قول اس کے علاوہ (ہے)

یہ سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف، جو اسبق (در ابو ابراہیم بھی کہا جاتا ہے)، زہری ہیں، (مفضل بن فضالہ نے ان کا نام سعید بتایا ہے، جیسا کہ "لسان المیزان" میں آیا ہے، اسی طرح ابغی ۳/۳۸۶ طبع المنار ص ۳۳۷ میں بھی ہے)، تابعی ہیں،

سعید بن ابی وقاص

تراجم فقہاء

شطبی

انہوں نے بن عمر کی زیارت کی۔ اپنے والد اور اس وافیغ وغیرہم سے روایت کی۔ اور اس سے ابو نعیم، زہری، موسیٰ بن عقبہ اور ابن حبیبہ وغیرہم نے روایت کی۔ وہ ثقہ اور شیخ الحدیث تھے اہل علم کا ان کی پائی پر اتفاق ہے، مدینہ کے قاضی بنائے گئے سب وہ عمدہ قضاء سے لگ ہوئے تو بھی لوگ ان سے اسی طرح ڈرتے تھے جس طرح زمانہ قضاء میں اس سے ڈرتے تھے۔

[تہذیب ابجد ص ۳۶۳؛ میزان اللامعین ص ۱۶۶]

سان المیزان ص ۳۱۳

سعید بن ابی وقاص:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۶۸ میں گذر چکے۔

سعید بن برنیم:

دیکھئے: سعید بن ابی انیم۔

سعید بن جبیر:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۶۹ میں گذر چکے۔

سعید بن سالم القداح (۲۰۰ھ سے قبل وفات پائی)

یہ سعید بن سالم القداح، ابو عثمان ہیں، اسلاف ساسانی ہیں، یہ بھی روایت ہے کہ وہ کوفہ کے ہیں، مکہ میں سکونت اختیار کی۔ ثوری اور ابن جریر وغیرہ سے روایت کی، دوران سے علی بن حرب، ابن مینہ اور ثمالی وغیرہم سے روایت کی۔ بن عدی نے ان کی کچھ حدیثوں کو رد کیا ہے، ورنہ ماہیہ حسن الحدیث ہیں، ان کی احادیث درست ہیں، وہ میرے نزدیک صدوق ہیں، ان میں کوئی حرج نہیں اور ان کی

احادیث مقبول ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ رجاء کے قائل تھے، اور وجہت نہیں ہیں۔ مکہ میں ہونٹونی دیتے تھے اور ہل عرق کے قوس کو اختیار کرتے تھے۔

[تہذیب ابجد ص ۳۵۴؛ میزان اللامعین ص ۱۶۹]

سعید بن المسیب:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۶۹ میں گذر چکے۔

غیاث الثوری:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۵۵ میں گذر چکے۔

ابو یحییٰ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۶۹ میں گذر چکے۔

ش

اشاشی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۸۵ میں گذر چکے۔

اشاطی (۹۰-۷۰ھ)

یہ ابی انیم بن موسیٰ بن محمد، ابو اسحاق نخعی، غراہی ہیں، شاطی کے نام سے مشہور ہیں، مالکی علماء میں ہیں، یہ امام، محقق، اصولی، مفسر، فقیہ،

شافعی

تراجم فقہاء

اشعری

گہری نظر رکھنے والے محدث، حجت اور مختلف علوم کے ماہر تھے۔ مختلف امرائے عربوں نے علم حاصل کیا، جن میں ابن الفجار، ابو عبد اللہ بن، ابو القاسم شریف لیسٹی ہیں، اور ان سے ابو بکر بن عاصم وغیرہ نے علم حاصل کیا۔ ان کے جلیل القدر استنباطات لطیف نواہد اور عظیم شان بخشیں ہیں، اسی کے ساتھ وہ ایمانی صالح پاک، امن، تقی، تابع سنت تھے اور بدعات سے بھناپڑتے تھے۔ خلاصہ کلام یہ کہ صوم میں ان کا درجہ اس سے کہیں بلند ہے جتنا بیان کیا جاتا ہے، اور تحقیق میں ان کا مقام اس سے کہیں زیادہ ہے جتنا کہ مشہور ہے۔

بعض تصانیف: "المواصفات فی اصول الفقہ" چار جلدوں میں، "الاعتصام"، اور "المجالس" جس میں انہوں نے صحیح بخاری کی کتاب الہیہ کی شرح کی ہے۔

[نیل الاיתام بہ مشاہیر علماء مصر ص ۶۶: شجرة الدر لکھنؤ ص ۲۳: الاطیام للدرکلی ر ۷]۔

شافعی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۰ میں گذر چکے۔

لشعر مجلس:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۰ میں گذر چکے۔

شر بنی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۰ میں گذر چکے۔

لشعسی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۲ میں گذر چکے۔

شمس الامم السرخسی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۸ میں گذر چکے۔

اشعری ہادی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۱ میں گذر چکے۔

اشعری ہادی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۱ میں گذر چکے۔

شرح:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۱ میں گذر چکے۔

اشعری (۸۹۸-۹۷۳ھ)

یہ عبد الوہاب بن احمد بن علی، ابو الوہاب یا ابو محمد ہیں، شعرانی و شعرابی کے نام سے مشہور ہیں، منوفیہ کے مضافات میں شہر سابقہ ابلی شعروہ میں پیدا ہوئے، اور قاہرہ میں وفات پائی۔ یہ فقیہ، محدث، اصولی، مصنف اور شیخ الاصناف تھے۔ چنے رہانے کے مشائخ سے انہوں نے علم حاصل کیا، جیسے کہ شیخ جلال الدین سیوطی اور رابریہ انصاری۔

بعض تصانیف: "الاحیوة المرصیة عن أئمة الفقهاء والصوفیة" اور "ادب القصا"۔

[شذرات الذہب ۸/۲۷۸: معجم المطبوعات العربیہ مصر]

۱۱۲۹، الاطیام للدرکلی ۳/۳۱۳: معجم المؤلفین ۶/۲۱۸]



شوکانی

تراجم فقہاء

صاحب العذب الفاضل

شوکانی (۱۱۷۳-۱۲۵۰ھ)

[شجرۃ النور الزکیہ ص ۳۸۵: لا یدام للورکلی ۶/۲۴۴: معجم

الموہبین ۹/۱۲]

یہ محمد بن علی بن محمد شوکانی ہیں، صنعاء یمن کے بارہ علماء میں سے ہیں، اور صاحب اجتہاد فقہ ہیں، یمن کے طاوڈ خولان کے ”بہرہ شوکان“ میں ان کی ولادت ہوئی، اور صنعاء میں پرہیز چھ ۲۲۹ھ میں وہاں کے قاضی بنائے گئے، وہاں قضا کے منصب پر ہوتے ہوئے وفات پائی، وہ تھیں خدمت کے قابل تھے۔  
۱۱۴۳ھ تصنیفات ہیں۔

بعض تصانیف: ”نیل الأوطار شرح منتقى الأخبار للمجدد بن تيمية“، ”فتح القدير“ تفسیر میں، ”السیل الجرار فی شرح الأرهاار“ فقہ میں، اور ”إرشاد الفحول“ اصول فقہ میں۔

[الأعلام للورکلی: المہر الخالع ۲/۲۱۳-۲۲۵: نیل الأوطار

۳]

شیخ علیش (۱۲۱۷-۱۲۹۹ھ)

یہ محمد بن احمد بن محمد علیش، ابو عبد اللہ ہیں، طرابلس الغرب کے باشندے ہیں، قاہرہ میں پیدا ہوئے، وہاں وفات پائی، مصر میں مالکیہ کے شیخ اور ان کے مفتی تھے، فقہ اور متعدد علوم میں ماہر تھے، رہبر میں تعلیم حاصل کی، وہاں میں مالکیہ کی مٹھت کا عہدہ سنبھالا۔ شیخ امیر صغیر اور شیخ مصطفیٰ بولاق وغیرہ سے علم حاصل کیا، اور علماء زہر کے متعدد طبقات نے ان کے پاس تعلیم کی تکمیل کی۔ جب برطانوی حکومت نے مصر پر قبضہ کر لیا تو وہ نیل کی آزمائش سے دوچار ہوئے، اسی کے اثر سے ان کی موت واقع ہو گئی۔

بعض تصانیف: ”معج العجیل علی مختصر حلیل“ فقہ مالکی میں چار جز ہیں، اور ”ہدایۃ السالک“ یہ رہبر کی شرح الصغیر پر مشتمل ہے۔

الشیرازی (۳۹۳-۴۶۷ھ)

یہ احمد بن علی بن یوسف، ابو اسحاق، جمال الدین شیرازی ہیں۔ فیروز آباد (فارس کے ایک قصبہ) میں پیدا ہوئے، بغداد میں پرورش ہوئی، اور وہاں وفات پائی، وہ بندہ پرہیز شائستہ اور شائعی فقہ ہیں، مناظر، فتوح المسائل صاحب تقویٰ اور متوضیع تھے۔ فقہ ابو عبد اللہ یساری اور امام غزالی سے پرہیز، قاضی ابو الطیب کے دامن فیض سے وابستہ ہو گئے، یہاں تک کہ ان کے حلقہ درس میں ان کے معید درس ہو گئے، مسلک شافعی میں وہ تھیں کی حیثیت رکھتے ہیں، انہی کے لئے مدرسہ نظامیہ کی تعمیر عمل میں آئی، اور پائی وفات تک انہوں نے وہاں درس دیا۔

بعض تصانیف: ”المہذب“ فقہ میں، ”المکت“ ان اختلاف میں، اور ”التبصرة“ اصول فقہ میں۔

[طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۳/۸۸: شذرات الذہب ۳/۴۹۳: الباب ۲/۵۱۴: معجم الموہبین ۱/۶۸]

ص

صاحب العذب الفاضل:

دیکھئے: ہر ایم الوائلی۔

صاحب الحیط

تراجم فقہاء

الطبرانی

صاحب الحیط:

بخاری میں ہیں، آپ ان لوگوں میں ہیں جو بلاد فارس کی فتح میں شریک ہوئے۔

اس بارے میں آراء مختلف ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک صاحب الحیط سے کون مراد ہے؟

[تہذیب المعاد ۲/۴۲۱؛ لا صابہ ۲/۸۷ طبع المکتبۃ التجاریہ]

بن احنانی سے منقول ہے کہ مطلقاً صاحب الحیط: لئے سے رضی الدین محمد بن محمد سرخسی مراد ہوتے ہیں (دیکھئے: اسرہ فی رضی الدین)، ابن ہیر الحان نے ”المہدیہ“ کے مصنف کے ذریعے وقت جو کچھ لکھا ہے اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مطلقاً صاحب الحیط ہوئے پر امام برہان الدین مرغینانی مراد ہوتے ہیں (ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۳ میں گزر چکے ہیں)۔ لکنوی (عبد الکریم ذہبی) نقل فرماتے ہیں: ابن ہیر الحان کی یہ بات صحیح ہے کہ جب ”الحیط“ مطلقاً بولا جائے تو اس سے ان متداول کتابوں میں الحیط المرانی مراد ہوتی ہے، ان کے کلام پر مطلع ہوں۔ سے پہلے میں بھی یہی سمجھ رہا تھا، مگر الحیط المرانی کی مراد بن مرغینانی کی طرف نسبت کرنے میں مجھے فلجان ہے، میرا خیال ہے کہ الحیط المرانی کے مصنف کوئی بخاری ہیں۔

[الفوائد المہدیہ ص ۲۴۶]

ض

الضحاك:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۳ میں گزر چکے۔

ط

صاحبین:

حائس:

ان دونوں کے حالات ج ۱ ص ۴۷۳ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۳ میں گزر چکے۔

الطبرانی (۲۶۰-۳۶۰ھ)

یہ سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطر، ابو القاسم ہیں، فلسطین کے شہر طبرہ کے باشندے ہیں، عکاش پیدا ہوئے، مرجاز، یمن، مصر اور دھرم کی جگہوں کا غنیمت، اصحاب میں وفات پائی۔

الصعب بن جثامہ (حضرت عثمان کے عہد خلافت میں وفات پائی)

یہ صعوب بن جثامہ بن قیس لیثی ہیں، آپ صحابی رسول ہیں، ہجرت کر کے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہر آپ ﷺ سے حدیثیں روایت کیں، ان میں سے کچھ حدیثیں صحیح

الطحاوی

تراجم فقہاء

عبد اعلیٰ انصاری

بعض تصانیف: ال کی تیس معجم ہیں: "المعجم الصغیر"، "المعجم الأوسط" اور "المعجم الکبیر" یہ تینوں حدیث میں ہیں، ال کی ایک تفسیر بھی ہے اور "دلائل النبوة"۔  
[الاعلام للزکلی: المجلد ۴، ص ۵۹، تہذیب و تہذیب ابن مساکر ۲۴/۶]

عباس بن محمد بن موسیٰ (؟-؟)

یہ عباس بن محمد بن موسیٰ خلیل ہیں، موصوف بغداد کے باشندے اور امام احمد بن حنبل کے ان اولاد میں شمار ہوتے ہیں جن پر ان کو عقار تھا، وہ اپنے شخص تھے جن کے پاس عزت و وقار، علم اور فصیح زبان تھی۔

الطحاوی:

۳ کے حالات: ص ۴۷ میں گزر چکے۔

عبدالرحمن بن عوف (۳۴ ق ھ اور ایک قول اس کے علاوہ ہے-۲۴ ھ) ایک قول اس کے علاوہ ہے

یہ عبدالرحمن بن عوف بن عبدالعوف بن امارت، ابو محمد قرشی ذہری ہیں، بار صحابہ اور مشرہ ہشترہ میں سے ہیں، اور اس چھٹری مجلس شوریٰ کے ایک فرد ہیں جن کے درمیان حضرت عمرؓ نے خلافت کو منحصر کر دیا تھا، بہت پہلے اسلام لائے، دوبار ہجرت کی، مختلف معرکوں میں شریک ہوئے، وہ ان لوگوں میں تھے جو حضور ﷺ کے عہد میں فتویٰ دیتے تھے، اور ان لوگوں میں تھے جو حضور ﷺ کی حدیث بیان کرنے میں مشہور ہیں، مدینہ منورہ میں وفات پائی اور بقیع میں مدفون ہوئے۔

ع

نہ نشہ:

ن کے حالات: ص ۴۷ میں گزر چکے ہیں۔

[الاصحاب فی تیمم الصحابہ ۲/۱۶: تہذیب و تہذیب ۳۴/۶: الاعلام للزکلی ۹۵/۲]

عبداللہ بن الزبیر (؟-؟)

یہ عبداللہ بن زبیر بن العوام اسدی مدنی ہیں، ثقہ تابعی و رئیس حدیث ہیں، بہت راست گو تھے۔ انہوں نے اپنے والد اور اپنی دایہ ماہ و زریہ بن ثابت وغیرہم سے روایت کی، اور ان سے ان کے بڑے بھائی، اور شام بن عمرو، ابن ابی ملیکہ وغیرہم نے روایت کی، وہ اپنے والد کے نزدیک بہت باعزت تھے، اور مکہ مکرمہ میں ان کے قضا کے عہد پر مرنے لگے، وہ جب حج کو جاتے تو ان کو چامابہ بنا جاتے۔

عبد اعلیٰ انصاری (؟-۱۲۲۵ھ)

یہ عبد اعلیٰ محمد بن نظام الدین محمد انصاری ہیں، ہندوستان کے باشندے تھے۔

بعض تصانیف: "لوائح الوحموت شرح مسلم الثبوت"۔  
[ذیل کشف المظنون ۳/۳۸۱]

[تہذیب و تہذیب ۹۸/۵]

عبداللہ بن جعفر

تراجم فقہاء

عثمان بن عفان

عبداللہ بن جعفر (۱۷ اور ایک قول اس کے علاوہ ہے۔)

عبداللہ بن مسعود:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۶ میں گذر چکے۔

۸۰ھ وریک قول اس کے علاوہ ہے)

یہ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب، ابو جعفر باقی ہیں، ان کی کنیت کے بارے میں دوسری روایت بھی ہے، جب ان کے والد بن نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو وہاں ان کی پیدائش ہوئی۔ یہ حبشہ میں پیدا ہوئے، لے پختہ مسند میں صحابی ہیں، نبی کریم ﷺ سے حدیثیں یاد کیں، وہ نبی اکرم ﷺ سے اور اپنے والد بن اور اپنے چچ علی و ابوبکر و عثمان رضی اللہ عنہم وغیرہ سے احادیث روایت کیں، وہ بڑے دربار دل تھے، صفیں کی جنگ میں حضرت علیؓ کے سپہ سالاروں میں تھے۔ ان سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: "اللہم احلف جعفراً فی ولده" (اے اللہ جعفر کا ان کی اولاد میں بدل بنا)، اور فرمایا کہ ہم لوگ کھیل رہے تھے، اسی دوران آپ ﷺ ایک جاذبہ سوار ہو کر ہمارے پاس سے گذرے تو آپ ﷺ نے مجھے اپنے آگے سو کر لیا۔

[۱ ص ۲۸۹؛ الاتیباب ۸۸۰/۳؛ تہذیب الحدیب

[۷۰/۵]

عبداللہ بن عباس:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۴ میں گذر چکے۔

عبداللہ بن عمر:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۶ میں گذر چکے۔

عبید اللہ بن الحسن:

یہ کنیت: المنبر ی۔

عثمان بن ابی العاص (؟) - ۵۱ھ وریک قول اس کے علاوہ ہے)

یہ عثمان بن ابی العاص بن بشر بن عبد الوہب اللہ میں قبیلہ ثقیف سے ان کا تعلق تھا، بصرہ میں سکونت پذیر تھے، صحابی ہیں، ثقیف کے خد میں ایمان لائے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو طائف کا عامل بنایا، اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو اس عہدہ پر مقرر کر رکھا، پھر حضرت عمرؓ نے ان کو عثمان اور بحرین کا والی بنایا، پھر انہوں نے بصرہ میں سکونت اختیار کر لی یہاں تک کہ حضرت معاویہؓ کے دور خلافت میں بصرہ میں وفات پائی، انہوں نے کچھ علاقے فتح کئے اور کئی غزوات میں شریک ہوئے، یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے قبیلہ ثقیف کو ارتداد سے روکا، ان سے فرمایا: ثقیف کی جہالت تم لوگ سب سے آخر میں مسلمان ہوئے ہو، لہذا سب سے پہلے مرتد نہ ہو جاؤ۔ صحیح مسلم ۱۱۸۱ میں ان کی کچھ حدیثیں ہیں۔

[تہذیب الحدیب ۱۲۸/۷؛ الاتیباب ۴۶۰/۲؛ الاعلام

للرکلی ۳۶۸/۳]

عثمان بن عفان:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۷ میں گذر چکے۔



عطاء

تراجم فقہاء

العنبری

علاقہ:

سنجالی، پھر مصر منتقل ہو گئے، وہاں عہدہ قضاء و خطابت پر سرفراز ہوئے۔

ان کے حالات ج ۸ ص ۴۷۸ میں گذر چکے۔

بعض تصانیف: "قواعد الأحکام فی مصالح الإمام"، "النصاوی" اور "التصصیر الکبیر"۔

طی:

[۱) طام لدور کلی ۴۵، طبقات، ج ۵ ص ۸۰۵]

ان کے حالات ج ۸ ص ۴۷۹ میں گذر چکے۔

عطاء:

علی بن موسیٰ (؟-۳۰۵ھ)

ب کے حالات ج ۸ ص ۴۷۸ میں گذر چکے۔

یہ علی بن موسیٰ بن یزید ہیں، قم کے باشندے تھے پھر نیشاپور آئے، اپنے زمانہ میں حنفیوں کے امام تھے، اصحاب ثنائیہ کی ترویج میں اس کی کچھ کتابیں ہیں۔

بعض تصانیف: "کتاب الصحابا"۔

[الجوہر النصب ۸۰ ص ۸۰، طبقات الفقہاء للنسیری ص ۱۱۹]

عمر بن الخطاب:

ان کے حالات ج ۸ ص ۴۷۹ میں گذر چکے۔

عمر بن عبد العزیز:

ان کے حالات ج ۸ ص ۴۸۰ میں گذر چکے۔

العنبری (۱۰۵ھ) (رایک قول ۱۰۶-۱۶۷ھ)

یہ عبید اللہ بن الحسن بن حصین بن ابی لحر مالک بن انجلی شاعری ہیں، علم فقہ میں اہل بصرہ کے بزرگوں میں سے ہیں، بصرہ کے قضاء کا عہدہ سنبھالا، دو قتلہ کا قاتل تعریف تھے۔ عبد الملک عمری وغیرہ سے حدیث روایت کی، اور ان سے ابن مہدی، خالد بن انارث، محمد بن عبد اللہ انصاری وغیرہم نے حدیث روایت کی۔ امام مسلم نے ان

عبید بن عامر (حضرت معاویہ کے عہد خلافت میں وفات پائی)

یہ عبید بن عامر بن حبیبی تھے، ان کی کنیت ابو تماء ہے، ان کے والد بھی روایت ہے۔ وہ قاری، دُرّ، فاضل، فقہ کے عالم تھے، اسوں نے بصرہ میں ہجرت کی اور سابقین، لین میں سے ہیں، حصور اہرم علیہ السلام کی شہادت سے صحبت غما ہے، انوں میں ہیں، دفتر آن کو جمع کرے، انوں میں سے ہیں۔ بنی کریم علیہ السلام، حضرت عمر سے حدیث روایت کی، اور ان سے ابو امامہ، ابن عباس، قیس بن ابی حارم وغیرہم نے روایت کی، ۴۴ھ میں حضرت معاویہ کی طرف سے مصر کے حاکم بنائے گئے۔

[تہذیب التہذیب ۲/۲۴۲: الاستیعاب ۳/۱۰۷۳]

عکرمہ:

ن کے حالات ج ۸ ص ۴۷۸ میں گذر چکے۔

عیاض

تراجم فقہاء

فی طہرہ بنت المنذر

کی کچھ حدیثیں ذریعہ ہیں، بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ان کے عقائد میں بدعت کے کما حقہ سے کھام کیا گیا ہے۔

[تہذیب المعجم ص ۷۷؛ میزان الاعتدال ۵/۳؛ الاعلام للسرکلی ۳/۳۶۳]

غ

عیاض:

الغزالی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۸۳ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۸۱ میں گزر چکے۔

لعینی (۷۶۲-۸۵۵ھ)

علامہ الخلیل:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۲۳ میں گزر چکے۔

یہ محمود بن احمد موسیٰ، ابو الشفاء، ابو محمد قاضی القضاۃ بدرالدین مینی ہیں، یہ صا، حسب کے ہیں، اب کی حائے پیدائش "میلان" ہے (اسی کی طرف و منسوب ہیں)۔ فنی فقیہ مؤرخ، دربار محمد ثانی میں ہیں۔ اپنے والد سے فقہ تلمیذ، عربی اور ترکی زبانوں میں فصیح اللسان تھے، فقہ، تفسیر، حدیث، لغت، تاریخ اور عربی علم میں مہارت حاصل کی، تلمذ و تالیف و ترمیمی و ترمیم بنائے گئے، بی بی، اس میں عبدے ان سے بہت تھے، فتویٰ، یہ "مردار" میں پوری طرح منہب ہو گئے، یہاں تک کہ تیلوں کی دیکھ بھال کی، اور اسی کو سونپنی پھر، وہ ص میں فنی قاضیوں کے چیف شمس مقرر گئے۔ بعض تصانیف: "عمدة القاری فی شرح البحاری"، "المہامہ فی شرح الہدایہ"، اور "امر الحقائق" جو "المہامہ" کی شرح ہے۔

[الجوہر المنضیہ ۲/۱۶۵؛ الفوائد الجیدہ ص ۲۰۷؛ شذرات

الذہب ۲/۲۸۶؛ الاعلام للسرکلی ۸/۳۸۸]

فاطمہ بنت المنذر (۳۸ھ-؟)

یہ فاطمہ بنت منذر بن زبیر بن العوام اموی ہیں، ہشام بن عروہ کی بیوی، شہنامی ہیں، انہوں نے بی بی، امی، امی بنت ابو بکر، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا، اور عروہ بنت عبد الرحمن سے روایت کی۔ ابن مان نے انکشاف میں ان کا ذکر کیا ہے۔

[تہذیب المعجم ص ۱۲/۳۳۳؛ اعلام النساء فی عالم العرب

والسلام ۲/۱۴۶؛ طبقات ابن سعد ۸/۳۵۰]

فخر الاسلام ابو دوی

تراجم فقہاء

قاضی اسماعیل

فخر الاسلام ابو دوی:

ب کے حالات ج ۱ ص ۴۵۳ میں گذر چکے۔

فتہاء سعد میں سے ہیں۔

[تہذیب المعجم ۸/۳۳۳: اعلام اللہ علیہ ۲/۴۰۶: شجرة

النور ص ۱۹]

فرید بنت مالک (؟ - ؟)

یہ فرید بنت مالک بن سب بن جبید، انصاریہ شریعہ تھیں، ابو سعید مدنی بن بہن ہیں اب کے والد جنگ احد میں شہید ہوئے، ب کو "فارہ" بھی کہا جاتا ہے حسیا کہ سنن مسانی (۱۹۹/۶) کی روایت میں ب کی حدیث کے سیاق میں آیا ہے امام طحاوی کے نزدیک "فرہ" ہے، بیعت رضوان میں شریک ہوئیں۔ انہوں نے بنی کریم علیہ السلام سے آٹھ حدیثیں روایت کیں، اور ان سے زینب بنت کعب بن عر د نے روایت کی۔

[لہ ص ۳۸۶/۳، ۳۵۴: أسد الغابہ ۵/۵۲۹: اعلام

النور ۴/۶۹]

ق

قاسم بن سہام، ابو عبیدہ:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۴۵ میں گذر چکے۔

قاسم بن محمد (؟ - ۱۰۱ھ) اور ایک قول اس کے علاوہ ہے)

یہ قاسم بن محمد بن ابو ہر صدیق، ابو محمد ہیں، ابو عبد الرحمن کی بھی روایت ہے، خیبرناجین میں ہیں، وہ ثقہ، بلندرتبہ، عالم، امام، فقیہ اور

قاضی ابو یعلیٰ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۳ میں گذر چکے۔

قاضی اسماعیل (۲۰۰-۲۸۳ یا ۲۸۳ھ)

یہ اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل قاضی، ابو اسحاق ہیں، بصرہ میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پائی، بغداد کو پناہ من ملو، مالکی فقیہ ہیں، ان کو تمام علوم معارف میں امامت کا مقام حاصل تھا، اور یہی رہنما دست فقیہ تھے کہ رجبہ (۱۱۲ھ) پر نماز تھے، اور یہی حافظ تھے کہ ان کا شمار طبقات تراجم میں اور ائمتہ میں ہوتا تھا، وہ ایسے خوادہ کفر و تھے کہ جس میں علم تیس سو (۳۰۰) سال سے زمرہ بن المصعب سے فقہ حاصل کی، ان سے سنائی اور بن المصعب وغیرہ سے فقہ سیکھی۔ امام مالک کے مسلک کی تشریح، تلمیذ کی اور مذہب مالکی کے دلائل فراہم کئے، بغداد کے قاضی بنائے گئے، پھر لہدائن اور مہر دانات کا منصب قضاہ ان کے سپرد کیا گیا، پھر وہ قاضی القضاۃ بنائے گئے، یہاں تک کہ بغداد میں اچانک وفات ہوئی۔

بعض تصانیف: "المبسوط" فقہ میں، "الأموال والمغاری"، "الرد علی أبي حنیفہ" اور "الرد علی الشافعی" آخر الذکر دونوں کتابیں امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے بعض فتاویٰ کی تردید میں تھیں۔

[الذبیان المدبب ص ۹۲: شجرة النور الزکیہ ص ۶۵: اعلام

للدرر علی ۱/۳۰۵]



قاضی ساجی

تراجم فقہاء

اکبرانی

قاضی ساجی:

القرطبی (مفسر) (؟ - ۶۷۱ھ)

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۵۱ میں گزر چکے۔

یہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح اندلسی ہنساری ہیں قرطبہ کے باشندے تھے۔ بڑے مفسرین میں ان کا شمار ہے، صلاح و عبادت گذاری میں مشہور ہوئے، شرق کا سفر کیا اور "معدن ابن الخصب" میں کنونت اختیار کی اور وہیں وفات پائی (معدن ابن الخصب مصر کے شہر سیوط کے شمال میں ہے)۔

قاضی حسین (؟ - ۴۶۲ھ)

یہ حسین بن محمد بن احمد زوروی ہیں خراسان کے باشندے اور لفقہ کے ممتاز شاگردوں میں ہیں۔ رافعی نے اہل مدینہ میں لکھا ہے: وہ دو قیاسی مسائل کے غوطہ زن تھے، زہد و عبادت میں، "حیر" لکھا ہے، "ابن القلب" ہے یہ امام احمد بن حنبلہ کے استاد ہیں۔ بعض تصانیف: "التحقیق" فقہ میں۔

بعض تصانیف: "الجامع لاحکام القرآن"، "التذکرۃ بأمور الآخرة" اور "الاسی فی شرح الاسماء الحسنی"۔  
[الذبیح المذبح ص ۳۷۳: علامہ للورکلی ۶/۲۱۸]

انقلابی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۵ میں گزر چکے۔

[طبقات الشافعیہ ص ۵۷ طبع بعد "شیرازی کی" طبقات الکلب" سے یہ کتاب ملتی ہے: طبقات الشافعیہ للسی ۳/۱۵۵ - ۶۰]

قاضی زکریا انصاری:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۶۶ میں گزر چکے۔

ک

قاضی عیاض:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۸۳ میں گزر چکے۔

انکاسانی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۶ میں گزر چکے۔

قدوسی:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۸۴ میں گزر چکے۔

اکبرانی (؟ - ۷۶۷ھ)

یہ جمال الدین بن شمس الدین خوارزمی کرمانی، حنفی فقیہ ہیں، بڑے عالم و فاضل تھے۔ حسام الدین حسن مستوفی اور دوسرے لوگوں سے علم حاصل کیا، اور ان سے ناصر الدین محمد بن شہاب، طاہر بن

القرنی:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۸۴ میں گزر چکے۔

کعب بن عجرہ

تراجم فقہاء

الیث بن سعد

سعد بن قاسم خوہزمی جو کہ سعد بن یوش کے نام سے معروف ہیں، وہ دوسرے لوگوں نے علم حاصل کیا۔

بعض تصانیف: "الکفایۃ شروح الہدایۃ"، اس کتاب کے مصنف کے بارے میں آراء مختلف ہیں، لکھنوی (عبدالحی فرنگی نعلی) نے اس آراء کے مناقشہ کے بعد اس بات کی صراحت کی ہے کہ "الکفایۃ شروح الہدایۃ" جو کہ لوگوں میں متداول ہے، سید جمال الدین صاحب سونخ کی ہی تصنیف ہے۔

[ الفوائد الجہۃ ص ۵۸: کشف السنون ۲/ ۴۳۳ ]

ل

الغنی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۸۷ میں گزر چکے۔

کعب بن عجرہ (؟ - ۵۱) اور بعض کے نزدیک ۵۲ھ

یہ کعب بن عجرہ بن امیہ بن ہدی بن عبیدہ ابو محمد ہیں، ابو عبد اللہ اور ابو سحاق کی بھی روایت ہے، انصار کے حلیف ہیں، یہ بھی روایت ہے کہ نسبی متبر سے وہ انصاری ہیں، تاخیر سے اسلام لانے والے صحابی ہیں، سعد بن ابی وقاص کے بعد تمام معرکوں میں شریک رہے۔ نبی اکرم ﷺ و عمر بن الخطابؓ و ہلالؓ سے روایت کی، امران سے ابن عمرؓ، جابر بن عبد اللہ، بن عباسؓ، ابو اہل مرہ، لوگوں سے حدیثیں روایت کیں۔ یہ بھی صحابی ہیں جن کے سلسلہ میں حدیث میں محرم کے سرمنڈانے میں نذیبہ پنے کے بارے میں رخصت مارل ہوئی۔

[ تصانیف ابی نعیم اصبہ ۳/ ۲۹۷: تہذیب المعجم ص ۲۴۳ ]

۸/ ۳۳۵: أسد الغابہ ۴/ ۲۴۳

لقمان بن عامر (؟ - ؟)

یہ لقمان بن عامر، ابو عامر و صابی میں قبیلہ حمیر کی ایک شاخ "مصاب" کی طرف نسبت ہے، تمیم کے باشندے، ثقفا بھی ہیں۔ انہوں نے ابو الدرداء، ابو ہریرہؓ، ابو امامہؓ وغیرہم سے حدیثیں روایت کیں، اور ان سے محمد بن الولید زبیدی، فرج بن نصر، عقیل بن مدرک اور دوسرے لوگوں نے روایت کی۔ ابن حبان نے "الثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو حاتم فرماتے ہیں کہ ان کی حدیث کا مصحح جاتی ہے۔

[ تہذیب المعجم ص ۸/ ۳۵۵: میزان الاعتدال ۳/ ۴۱۹ ]

الیث بن سعد:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۸۸ میں گزر چکے۔

لکدال بن لہمام:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۴۱ میں گزر چکے۔

اسے نکل آیا، علم اقرائیں میں ایک مختصر کتاب، اور اسوں میں  
ایک مختصر کتاب ہے۔

[طبقات الشافعیہ للسبکی ۳/۲۲۳: طبقات الشافعیہ لابن الہدیہ  
۱/۶۴: شذرات الذہب ۳/۸۸۳: معجم ابو یونس ۵/۱۶۶: الأعلام  
۹۸/۴]

م

مازری:

ن کے حالات ج ۱ ص ۲۸۹ میں گذر چکے۔

مجاہد:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۹۰ میں گذر چکے۔

مالک:

ن کے حالات ج ۱ ص ۲۸۹ میں گذر چکے۔

الحب الطبری:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۹۰ میں گذر چکے۔

مروزی:

ن کے حالات ج ۱ ص ۲۹۰ میں گذر چکے۔

المحلی (؟ - ۸۶۳ھ)

یہ محمد بن احمد بن محمد بن ابی ایوب، حاکم الدین محلی ہیں۔ شافعی فقیہ،  
اصولی، اور مفسر ہیں، قاہرہ کے باشندے ہیں۔ ابن الصمد نے ن  
کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ عرب کے تفتازانی ہیں۔ بارعب اور  
باجک، ملحق بات سننے والے تھے، ان کو قاضی التنازع کا عہدہ پیش  
یا یا نہیں اسوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

بعض تصانیف: "تفسیر الحلالین" جس کو جاب الدین سیبوی  
نے مکمل کیا، "کنز الراعیین" جو "المصباح" کی شرح ہے،  
"البلد الطالع فی حل جمع الحوامع"، "شرح  
الودقات" یہ دونوں تائیں اصل فقہ میں ہیں۔

[المختدرات ۷/۳۰۳: انصواء الخوامع ۷/۳۹۷: الأعلام  
۳۳۰/۸]

متولی (۴۲۶، اور ایک قول ۴۲۷-۴۷۸ھ)

یہ عبد الرحمن بن مامون بن علی، متولی، ابوسعید ہیں، نیشاپور کے  
باشندے اور فقہائے شافعیہ کے ممتاز ترین امراء میں سے ہیں، وہ  
محقق، فقیہ اور محدث عالم تھے۔ نورانی، قاضی حسین، ورنیہ رزی سے  
فقہ حاصل کی، فقہ، اصول فقہ اور علم الخلاف میں مہارت پیدا کی،  
مدرسہ نظامیہ بغداد کے مدرس ہوئے "روقات تک" ہیں سلطنت  
اختیار کی۔ بن خلکان نے بتایا ہے کہ یہ میں نے میں جان سنا کہ کیوں ان کا  
نام متولی رکھا گیا۔

بعض تصانیف: "نعمۃ الإیامۃ للفرغانی" یہ مکمل نہیں ہو سکا، بلکہ  
وہ صرف "حد السرقہ" تک لکھے تھے، پھر ایک جماعت نے

محمد بن اسحاق

تراجم فقہاء

المرغینانی

محمد بن اسحاق (؟ - ۱۵۰ھ) اور ایک قول اس کے بعد کا ہے)

یہ محمد بن اسحاق بن یسار، ابو بکر مصلی مدنی میں قیس بن خرمہ بن مصعب بن عبد مناف کے تبار و رود غلام ہیں۔ بیٹا بھی ہیں، انس بن مالک کو دیکھا ہے، بن جعفر فرماتے ہیں: ”وہ چونی کے امر میں سے ہیں“ انہوں نے عید بن ابی عبد قبری، حواء، مافع اور بن کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کیں، اور ان سے حواء، بن (حواء) بن مسلم (اور حماد بن زید) ابو یسار بن سعد، زید، یحییٰ اور ۱۰۰ سے حضرت نے روایت کی، وہ علم کا ایک شہرہ تھے، بخاری، ابن ابی حاتم، یحییٰ بن یوسف نے ان کو شہرہ فرمایا، اور دوسرے لوگوں نے ان کو ضعیف قرار دیا۔ بن جریر عسقلانی ان کے بارے میں فرماتے ہیں: ”پہلے مغازی کے امام اور راست گو تھے، پھر شیعوں سے قدر یہ ہونے کا الزام لگایا گیا ہے۔“

بعض تصانیف: ”المسيرة النبوية“ جو یہ ۱۵۰ھ میں اسحاق کے امام سے مشہور ہے، یہ کتاب ان تمام اہل کی تہذیب ہے۔

[تذکرۃ الحفاظ، ۶۳: ۱، میر بن الاعتدال، ۳۶۸: ۱، تذکرۃ الحفاظ، ۱۴۴: ۱، الاعلام للزکری، ۶/۲۵۲]

محمد بن جریر الطبری (۲۲۴-۳۱۰ھ)

یہ محمد بن جریر بن یزید بن کثیر، ابو جعفر میں، طبرستان کے باشندے تھے، بغداد کو ہٹا دین بنایا اور وفات تک وہیں مقیم رہے، بڑے علماء میں ان کا شمار ہوتا ہے، قرآن کے حائض، احکام میں فقیہ، سنن اور اس کے طرق کے عالم اور انسانی تاریخ، تذکرہ و سوانح کی گہری واقفیت رکھنے والے تھے، بارہ سال کی عمر میں انہوں نے اپنے وطن سے طلب علم کے لئے سفر کیا، وہ اتنے علوم کے جامع تھے کہ اس

میں ان کا کوئی شریک و ہم عصر نہیں تھا، ان کو تصانیف کا عمدہ پیشہ یا یہ ہیں انہوں نے قبول نہیں کیا، ”عمدہ منعم“ پیشہ یا یہ تو اس کو بھی قبول کرنے سے انکار فرمایا۔ انہوں نے فقہاء کے مختلف قول میں اختیار و انتخاب سے کام لیا ہے، کچھ مسائل میں ان کے تفردات بھی ہیں۔ محمد بن عبد الملک، اسحاق بن ابی اسرائیل، اسماعیل بن موسیٰ سدری اور دوسرے لوگوں سے انہوں نے روایات سنیں۔ وہ ان سے ابو شعیبہ حرانی، طبرانی اور ایک جماعت نے روایت کی۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ حوزہ شیعیت اور موطا کی طرف مائل تھے، مگر اس سے ان کی شخصیت میں کوئی کمی نہیں آتی۔

بعض تصانیف: ”اختلاف الفقہاء“، ”کتاب البسیط فی الفقہ“، ”جامع البیان فی تفسیر القرآن“ اور ”التبصیر فی الاصول“۔

[تذکرۃ الحفاظ، ۲۵۱: ۲، البدیع والنہیہ، ۱۱/۳۵: ۱، میر بن الاعتدال، ۳۶۸: ۱، الاعلام للزکری، ۶/۲۹۳: ۱، البدیع العارفین، ۶/۲۶]

محمد بن الحسن:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۹۱ میں گذر چکے۔

محمد بن سیرین:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۳۳ میں گذر چکے۔

المرزوقی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۹۲ میں گذر چکے۔

المرغینانی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۹۲ میں گذر چکے۔

مرو بن الحکم

تراجم فقہاء

مسور بن مخرمہ

مرو بن الحکم (۲ھ) اور ایک قول اس کے علاوہ ہے۔

مسلم:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۹۲ میں گذر چکے۔

(۶۵ھ)

یہ مرواں بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ ابو عبد الملک اموی ہیں، مکہ میں پیدا ہوئے، طائف میں پرورش پائی، نبی کریم ﷺ سے ان کی صحبت ثابت نہیں ہے، فقہاء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے مرسلہ حدیثیں روایت کیں، کئی صحابہ سے بھی حدیثیں روایت کیں، حضرت عثمان نے اپنے پیام خلافت میں ان کو اپنے خاص لوگوں میں کر لیا، اور ان کو پناہ کا تب بنایا۔ حضرت معاویہ کے زمانہ میں مدینہ کی حکومت کی دگ ڈروں کے ماتحت میں رہی، اور معاویہ بن یزید بن معاویہ کی وفات کے بعد ان کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی، ان کی مدت حکومت ۹ مئی ۱۸/۹۳ ہے۔

[تہذیب المعجم ۱۰/۹۱؛ تقریب المعجم ۲/۲۳۸؛

لہ ص ۳۷۳؛ الأعلام للزکری ۸/۹۳]

المروزی (ابو اسحاق) (؟ - ۳۴۰ھ)

یہ ابو نعیم بن احمد مروزی، ابو اسحاق ہیں، شافعی فقیہ ہیں، ابن مرتج کے بعد عراق میں شافعیہ کی مفتحت مدینہ میں انہیں حاصل ہوئی۔ ان کی جائے پیدائش ”مروا شامیان“ (شامیان کا ایک قصبہ) ہے، اپنے اکثر پیام بغداد میں گذارے، مصر میں وفات پائی۔ بعض تصانیف: ”شرح مختصر العربی“۔

[الأعلام للزکری ۱/۲۲؛ شذرات الذہب ۲/۴۵۵؛ الوفيات

۲/

لمرونی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۹۲ میں گذر چکے۔

مسلمہ بن عبد الملک (؟ - ۱۲۰ھ) اور بعض کے نزدیک

(۱۲۱ھ)

یہ مسلمہ بن عبد الملک بن مروان بن الحکم، ابو سعید، ابو الاصغ ہیں، ہوامیہ کے ایک سردار ہیں، دمشق میں مدینہ گذری تابعی ہیں، پہ سالار اور اپنے زمانہ کے سرداروں میں تھے۔ ”أخر“ (آخر) (زراندی) لقب تھا۔ اپنے چچا ”بنی عمر بن عبد العزیز“ سے روایت کی، وروں سے ابوہد صالح بن محمد البیہقی، عبد الملک بن ابی عثمان اور دوسرے لوگوں نے روایت کی، ان کے بیانیہ یہ نے ان کو عراقی عرب ورو عراقی عجم کا حاکم بنایا، پھر آرمینیہ کی حکومت ان کے سپرد کی، روم کے ساتھ جنگوں میں ان کے بڑے کامائے ہیں۔

[تہذیب المعجم ۱۰/۱۳۴؛ نسب قریش ص ۱۶۵؛ الأعلام

للزکری ۸/۱۲۲]

مسور بن مخرمہ (۲ھ - ۶۴ھ) اور ایک قول اس کے علاوہ

(ہے)

یہ مسور بن مخرمہ بن نوفل بن عبید، ابو عبد الرحمن قرشی زہری ہیں، انہوں نے مروان کے والد سے نبی کریم ﷺ کی صحبت کھائی ہے، فقیہ اور اہل علم میں سے تھے۔ نبی کریم ﷺ اور اپنے والد اور اپنے ماموں عبد الرحمن بن عوف، ابو بکر، عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم اور دوسرے لوگوں سے حدیثیں روایت کیں، اور ان سے ان کی لڑکی ام بکر اور مروان بن الحکم، سعید بن المسیب، بن ابی ملیکہ اور

## مطرف

## تراجم فقہاء

## مقاتل بن حیان

دوسرے لوگوں نے روایت کی۔ وہ اپنے ماموں عبدالرحمن بن عوفؓ کے ساتھ شوریٰ کی راتوں میں رہے۔ مکہ میں ابن الزبیرؓ کے ساتھ تھے، مگر وہیں شہید ہو گئے۔

[لو صابہ ۳/۱۹: تہذیب ۱۰/۱۵۱: علام للدرکلی

[۲۳/۸

## مطرف (؟ - ۲۸۲ھ)

یہ مطرف بن عبدالرحمن (اور ایک قول یہ: عبدالرحیم) بن ابرہہ، ابو سعید ہیں، مکی فقیہ ہیں۔ یمنی اور ابن حبیب سے روایت کی، ان کو نحو، لغت، شعر اور ستارہ میں بھی مہارت حاصل تھی، زہد بھی تھے۔

[الذہبی: التہذیب ۳/۳۶: علام للدرکلی ۸/۱۵۴: بخاری

الوۃ ۲/۳۹۲

## معاویہ بن ابی سفیان (۵۰ ق ھ اور ایک قول اس کے علاوہ

ہے - ۶۰ ھ)

یہ معاویہ بن ابی سفیان مضر بن حرب بن امیہ قرشی اموی ہیں، شام میں اموی حکومت کے بانی ہیں، عرب کے چند بڑے چوٹی کے ذہین افراد میں سے ایک تھے، فصیح اللسان، مرد بار، با وقار تھے۔ مکہ میں پیدا ہوئے، فتح مکہ کے سال اسلام لائے۔ حضرت ابو بکرؓ رضی اللہ عنہما نے ان کو ابلی بنادیا، حضرت عثمانؓ نے ان کو امام شام پر مقرر کر رکھا، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما ان کے حق میں اتھار کے ساتھ حدیث سے دست بردار ہو گئے، مگر متوسط اور قسطنطنیہ پر انہوں نے حملے کیے، ان کو بکثرت فتوحات حاصل ہوئیں۔ اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد بنادیا۔

[المبدایہ: النہایہ (وفیات ۶۰ ھ): منہاج السنہ ۲/۲۰۱-۲۲۶:

ابن الاثیر ۲/۴: لا صابہ ۳/۳۳۳]

## المغیرہ بن شعبہ (۲۰ ق ھ - ۵۰ ھ)

یہ مغیرہ بن شعبہ بن ابی عامر بن مسعود ثقفی ہیں، عرب کے چوٹی کے فہم میں سے ایک اور ان کے قائد اور ولی، صحابی تھے، ان کو "مغیرہ الراہی" بھی کہا جاتا ہے، جاہلیت کے زمانہ میں ثقفیوں کے پاس آئے، تانجہ سے شہرہ میں اسلام قبول کیا، صلح حدیبیہ، جنگ یمامہ اور شام کی فتوحات میں شریک ہوئے، جنگ قادیہ، نہاوند اور ہند ان میں شریک ہوئے، حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ نے ان کو ابلی بنادیا، حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان جو فتنہ ہوا اس سے وہ الگ رہے، پھر حضرت معاویہؓ نے ان کو کوفہ کا ابلی بنادیا۔

[علام ۸/۴۰۶: لا صابہ ۳/۳۵۲: أسد الغابہ ۲/۴۰۶]

## مقاتل بن حیان (۱۵۰ ھ سے پہلے وفات پائی)

یہ مقاتل بن حیان، ابو بصرہ بھٹی، یمنی، خراسانی تھے، ایک بلند پایہ شخصیت ہیں، یمنی بن معین، ابو ہریرہؓ، دوسرے لوگوں نے ان کو شیعہ قرار دیا ہے۔ ضحاک، مجاہد، عکرمہ، عیسیٰ وغیرہ سے حدیثیں روایت کیں، اور ان سے ان کے بھائی مصعب بن حیان، علقمہ بن مرثد، عبدالقدہ بن مبارک، دوسرے لوگوں نے روایت کی۔ ابو مسلم کے زمانہ میں قاتل بھاگ کر چلے گئے، سدم کی دعوت دی، ان کی دعوت سے کافی لوگوں نے اسلام قبول کیا، قاتل ہی میں وفات پائی۔

[تہذیب ۱۰/۱۵۱: تقریب التہذیب ۲/۲۴۲:

میزان الاعتدال ۳/۱۷۱: البحر والاعتدال جلد ۳، قسم اول ص

[۳۵۳

المقداد

تراجم فقہاء

نافع

المقداد (۷۳۷ ق ھ - ۳۳۳ ھ)

یہ مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ، ابو لاسود ہیں، اور اس کے علاوہ بھی روایت ہے، مقداد بن اسود کندی کے نام سے معروف ہیں، صحابی ہیں، اسلام قبول کرنے میں سبقت کی، دونوں ہجرتیں نصیب ہوئیں، بدر اور ان کے بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے، وہ ان سات لوگوں میں ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کا اعلان و اظہار کیا، نبی کریم ﷺ نے ان کے اور عبد اللہ بن رواحہ کے درمیان موافقہ (بھائی چارگی) کرائی۔ نبی کریم ﷺ سے کچھ حدیثیں روایت کیں، اور ان سے علی، انس، عبید اللہ بن عدی اور دوسرے لوگوں نے روایت کی۔

[تہذیب المعجم ص ۱۰/۳۸۵: البحر والتحدیل جلد ۴، قسم اول ص ۲۶/۳۵۴: الاعلام للزکریٰ ۸/۲۰۸]

مکحول:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۳ میں گذر چکے۔

موسیٰ بن عقبہ (؟ - ۱۳۱، بعض کے نزدیک ۱۴۲ ھ)

یہ موسیٰ بن عقبہ بن ابی عیاش، ابو محمد ہیں، آل زبیر کے آزر اور دود غلام اور مدینہ کے باشندے ہیں، انہوں نے ابن عمرؓ کو پایا اور کمال بن سعد کو دیکھا۔ ان سے ثوری، مالک، ابن عیینہ اور دوسرے لوگوں نے روایت کی، وہ ثقہ، برہان اور کثیر الحدیث تھے۔ وہ اقدی فرماتے ہیں کہ امام اہم موسیٰ اور محمد بن عقبہ کا مسجد نبوی میں حلقہ درس تھا، وہ سب کے سب فقہاء اور محدثین تھے، موسیٰ فتویٰ دیتے تھے۔ امام مالک بن انس فرماتے تھے کہ تم موسیٰ بن عقبہ کی مغازی کو حاصل کرو اس لئے کہ وہ ثقہ ہیں۔

بعض تصانیف: "کتاب المغازی"، اسی کا انتخاب "أحادیث منتخبة من مغازی ابن عقبہ" ہے۔

[تہذیب المعجم ص ۱۰/۳۶۰: کتاب البحر والتحدیل جلد ۴، قسم اول ص ۱۵۴: الاعلام للزکریٰ ۸/۲۶۷: معجم المطبوعات العربیہ ص ۱۸۱۶]

الموصلی (۵۹۹ - ۶۸۳ ھ)

یہ عبد اللہ بن محمود بن مودود، ابو الفضل، مجدد الدین ہیں، موصل کے باشندے اور کبار حنفیہ میں ہیں، وہ شیخ، فقیہ، عالم، فاضل، مدرس اور مذہب حنفی پر گہری نظر رکھنے والے تھے، مشہور فتاویٰ ان کی نوک زبان پر تھے۔ اپنے والد کے پاس ابتدائی علوم حاصل کئے، وفاق کا سفر کیا، اور جمال الدین حمیری سے علم حاصل کیا، کوفہ کے قاضی بنائے گئے، پھر انیس معزول کر دیا گیا، اس کے بعد بغداد تشریف لائے، اور وفات تک درس و افتاء کے کام میں مشغول رہے۔

بعض تصانیف: "المختار للفتویٰ"، "الاختیار لتعلیل المختار"، اور "المستعمل علی مسائل المختصر"۔

[الفوائد السیہ ص ۱۰۶: الجوبہ المصیہ ۱/۲۹۱: الاعلام ۴/۲۷۹]

ن

نافع:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۴ میں گذر چکے۔

## النجاد

## تراجم فقہاء

## النظام

النجاد (۲۵۳-۳۲۸ھ)

یہ احمد بن سلمان بن حسن، ابو بکر النجاد ہیں، بغداد کے باشندے اور حنبلی علماء میں سے ہیں، فقہ اور حدیث دونوں میں ان کو امامت کا مقام حاصل تھا۔ حسن بن مکرم، ابو داؤد سجستانی، ابو انیم حربی اور دوسرے لوگوں سے احادیث سنیں، اور ان سے عمر بن شایبہ، ابن ابیہ، ابو حفص عکرمی اور دوسرے لوگوں نے حدیث کی روایت کی۔ جامع منصور میں جمعہ سے پہلے ان کا فتویٰ کا ایک حلقہ ہوتا تھا، اور جمعہ کے بعد علماء کا ایک حلقہ ہوتا تھا۔

بعض تصانیف: "السنن" حدیث میں، اور "الفوائد" حدیث میں۔

[طبقات الحنابلہ ۲/۷: تذکرۃ الحفاظ ۳/۹۷: میزان الاعتدال ۱/۱۰۱: ہدیتہ العارفین ۵/۶۳]

## التحقی

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۲۷ میں گذر چکے۔

## النسانی

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۵ میں گذر چکے۔

## النسفی

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۵ میں گذر چکے۔

نصر بن علی بن محمد الشیرازی (۵۶۵ھ کے بعد وفات پائی)

یہ نصر بن علی بن محمد، ابو عبد اللہ شیرازی، فارسی فسوی ہیں، ابن ابی مریم کے نام سے مشہور ہیں، شیراز کے خطیب اور وہاں کے عالم اور

ادیب تھے، شرعی معاملات اور ادبی مشغلات دونوں میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ محمود بن حمزہ کرمانی نے ان سے علم حاصل کیا۔ بعض تصانیف: "تفسیر القرآن"، اور "الموضح فی القراءات الثمان"۔

[معجم لأدباء ۱۹/۲۲۴: فہرست طبعات ۲/۳۱۳: ہدیتہ العارفین ۶/۳۹۱: معجم المؤلفین ۳/۹۰]

## النظام (؟-۲۳۱ھ)

یہ ابو انیم بن سيار بن ہانی، ابو اسحاق نظام ہیں، بصرہ کے باشندے اور معتزلہ کے سرور ہیں، شاعر، ادیب، بلیغ اور علوم فلسفہ میں تبحر تھے۔ ان کی کچھ مخصوص آراء ہیں، جن میں معتزلہ کے ایک فرقہ نے ان کی پیروی کی۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے زمانہ شباب میں فرقہ مہویہ اور فرقہ سمیہ کے چند لوگوں سے میل جول رکھا، اور فلاسفہ ملحدین کی بھی ہم نشینی اختیار کی، اور ان سے افکار و خیالات لئے، زندگی بقیہ اور شراب نوشی کے رسیا ہونے کی بھی ان پر تہمت لگائی گئی، ان کے رد میں خاص کتابیں تصنیف کی گئیں جن میں ان کو کافر اور گمراہ قرار دیا گیا ہے۔

بعض تصانیف: "النکت"، اور فلسفہ اور اعتزال میں ان کی بہت سی کتابیں ہیں۔

[لسان المیزان ۱/۶۷: اللباب فی تہذیب الألسان ۳/۱۶۳: تاریخ بغداد ۶/۷۷: لأعلام اللورکلی ۱/۶۶: معجم المؤلفین ۱/۳۷]



الہروی

تراجم فقہاء

یحییٰ بن سعید الانصاری

و

و

الہروی:

دیکھئے: ابو ذر الہروی۔

الولی اعراتی:

دیکھئے: ابن اعراتی۔

ہشیم (۱۰۴-۱۸۳ھ)

یہ ہشیم بن بشیر بن القاسم بن دینار، ابو معاویہ سلمی واسطی ہیں، کہا جاتا ہے کہ وہ اصلاً بخاری ہیں، بغداد کے محدث، مفسر اور فقیہ تھے، وہ کثیر الحدیث، ثقہ اور سند تھے، لیکن تہ لیس بہت کرتے تھے۔ امام زہری اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث روایت کی، اور ان سے مالک بن انس، شعبہ، ثوری اور دوسرے لوگوں نے روایت کی۔

بعض تصانیف: "تفسیر القرآن"، "کتاب السنن فی الحدیث"، اور "کتاب القراءات"۔

[تہذیب ۹، ۵۹/۱۱: مرآۃ البیان ۱/۳۹۳: ہدیت

العارفین ۶/۹۰: الأعلام للزکلی ۹/۸۹]

الہیتمی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۳۰ میں گذر چکے۔

ی

یحییٰ بن سعید الانصاری:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۹۶ میں گذر چکے۔

